

ششتر بندگی

امام ابو علیؑ محمد بن علیؑ بن سیدہ زینبؑ

ترجمہ

ابوالعلاء محمد الدین بہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک آیامہ ولیالیہ

شارح

حضرت علامہ محمد شین قصوی نقشبندی
دہلی

ششیر
برادرزاد
اردو بازار لاہور

شرح جامع ترمذی

شماره ۳

3

DATA ENTERED

تصنیف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سوزہ ترمذی

شرح

محمد حسین قسومی نقشبندی

ترجمہ

ابوالعلاء محمد الدین بہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک آیامہ ولیالیہ

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

شبیر برادرز®

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شرح جامع ترمذی شریف
26-27
132509

مترجم: ابو العلاء محمد بن محمد بن جہانگیر
شرح: محمد یحییٰ بن قسوی نقشبندی
کمپوزنگ: وولڈز میکر
باہتمام: ملک شبیر حسین
سن اشاعت: اگست 2016ء
سرورق: اے ایف ایس ایڈورٹائزرز
0322-7202212
طباعت: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ: روپے فی جلد

زبیہ سنٹر، اڈو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔



جميع حقوق الطبع محفوظة للناس

All rights are reserved

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



باب 17- لوگوں کے درمیان صلح کرنے کا بیان	۵۵	۲۹	کے مقابلے میں نیچے کی سمت میں ہو
مصالحت کا طریق کار	۵۵	۴۰	پانی کی سینچائی میں بعد کے کھیت والے کا شرعی حکم
مصالحت کی صورت میں مذاہبِ آئمہ	۵۵	۴۰	حدیث باب کا شانِ ورود
باب 18- جو شخص اپنے پڑوسی کی دیوار میں شہتیر لگائے	۵۶	۴۰	باب 27- جو شخص مرتے وقت اپنے غلاموں کی آزاد کردے اور
پڑوسی کی دیوار پر شہتیر رکھنے کی حیثیت میں مذاہبِ آئمہ	۵۷	۴۱	اس کے پاس ان غلاموں کے علاوہ اور کوئی مال نہ ہو
باب 19- قسم (کا وہ مفہوم مراد ہوگا) جس کی تمہارا ساتھی	۵۷	۴۳	مرضِ موت میں تمام غلام آزاد کرنے کا مسئلہ
تصدیق کرے	۵۷	۴۳	قرعہ اندازی کے مسئلہ میں مذاہبِ آئمہ
قسم میں توریہ کے عدم جواز کا مسئلہ	۵۸	۴۳	باب 28: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے
باب 20- جب راستے کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو	۵۸	۴۵	مفہوم حدیث
اسے کتنا رکھا جائے؟	۵۹	۴۵	ذی رحم محرم کا مالک ہونے سے مملوک کو آزادی حاصل ہونے
تنازع کی صورت میں راستہ کی مقدار کا تعین	۶۰	۴۵	میں مذاہبِ آئمہ
باب 21- بچے کو اس کے ماں باپ کے درمیان (کسی ایک کے	۶۰	۴۵	باب 29: جب کوئی شخص کسی دوسرے کی زمین میں اس کی
ساتھ رکھنے)	۶۰	۴۵	اجازت کے بغیر کھیتی باڑی کرے
کا اختیار دینا جب ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے	۶۰	۴۶	منصوبہ زمین کی پیداوار کے حق دار کے حوالے سے مذاہبِ آئمہ
والدین میں جدائی کی صورت میں بچے کی کفالت میں مذاہبِ	۶۱	۴۷	باب 30: عطیہ دیتے ہوئے اولاد کے درمیان برابری رکھنا
آئمہ	۶۱	۴۸	مفہوم حدیث
حدیث باب کا شانِ ورود	۶۲	۴۸	باپ کی طرف سے اولاد میں تقاضل کے حوالے سے مذاہبِ
باب 22- باپ اپنے بیٹے کے مال میں سے (کچھ بھی) وصول	۶۲	۴۸	آئمہ
کر سکتا ہے	۶۲	۴۹	مساوات کے مفہوم میں اقوالِ فقہاء
اولاد کے مال میں باپ کا تصرف	۶۳	۴۹	باب 31: شفعہ کا بیان
باب 23- جب کسی شخص کی کوئی چیز توڑ دی جائے تو توڑنے	۶۳	۸۰	باب 32: غیر موجود شخص کے لیے شفعہ کرنا
والے کے مال میں سے اس شخص کے حق میں کیا فیصلہ دیا جائے؟	۶۳	۸۱	باب 33: جب حدود متعین ہو جائیں اور حصے ہو جائیں تو شفعہ
کا حق نہیں ہوگا	۶۳	۸۱	کا حق نہیں ہوگا
مال ضائع ہونے پر ضمان	۶۵	۸۳	باب 34: شراکت دار شفعہ کا حق رکھتا ہے
باب 24- مرد اور عورت کے بالغ ہونے کی حد	۶۵	۸۴	شفعہ کا مفہوم اور اس کی شرعی حیثیت
عمر بلوغت میں مذاہبِ آئمہ	۶۷	۸۴	اقسامِ شفعہ
باب 25- جو شخص اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لے	۶۷	۸۴	استحقاقِ شفعہ میں مذاہبِ آئمہ
سوتیلی ماں سے نکاح و زنا کی سزا میں مذاہبِ آئمہ	۶۸	۸۵	شفعہ کے حوالے سے چند فقہی مسائل
باب 26- جب پانی حاصل کرنے میں کوئی ایک شخص دوسرے	۶۸	۸۶	باب 35: گری ہوئی چیز گمشدہ اونٹ یا بکری کا حکم

۱۱۰	باب 4: انگلیوں کی دیت	۹۰	گری ہوئی چیز کو اٹھانے کی شرعی حیثیت
۱۱۱	دیتِ اعضاء	۹۰	دستیاب ہونے والی چیز کو استعمال میں لانے کے حوالے سے مذاہب
۱۱۱	باب 5: (دیت کو) معاف کر دینا	۹۰	جنگل میں بکری یا اونٹ دستیاب ہونے کا مسئلہ
۱۱۳	قصاص معاف کرنے کی فضیلت	۹۱	باب 36: وقف کا حکم
۱۱۳	باب 6: جس کا سر پتھر کے ذریعے کچل دیا جائے	۹۳	وقف کا مفہوم اور اس کی اقسام
۱۱۴	قصاص لینے کے طریق کار میں مذاہبِ آئمہ	۹۳	باب 37: جانور کے زخمی کرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوتا
۱۱۴	باب 7: مؤمن کو قتل کرنے کی شدید مذمت	۹۵	مفہوم حدیث
۱۱۵	مسلمان کو قتل کرنے کی وعید و مذمت	۹۵	باب 38: بجز زمین کو آباد کرنا
۱۱۶	باب 8: خون کے بارے میں فیصلہ	۹۷	بجز زمین کو آباد کرنے سے مالک بننے میں مذاہبِ آئمہ
۱۱۷	احترامِ انسانیت کا درس	۹۸	باب 39: جاگیر دینا
۱۱۷	باب 9: جو شخص اپنے بیٹے کو قتل کر دے، کیا اس سے قصاص لیا جائے گا یا نہیں؟	۹۹	ہر معاملہ میں عوامی مفاد کو پیش نظر رکھنا
۱۱۸	اولاد کے قصاص میں باب کو قتل نہ کیے جانے کی وجوہات	۹۹	باب 40: درخت لگانے کی فضیلت
۱۱۹	باب 10: کسی بھی مسلمان کا خون بہانا تین میں سے کسی ایک وجہ سے جائز ہے	۱۰۰	باغ لگانا یا کھیتی باڑی کرنا
۱۲۰	مسلمان کو قتل کرنے کے جواز کی صورتیں	۱۰۰	باب 41: کھیتی باڑی کا بیان
۱۲۱	باب 11: جو شخص کسی معاہدہ کو قتل کر دے (اس کا حکم)	۱۰۱	مزارعت کا مفہوم اور اقسام
۱۲۲	اقسام کفار	۱۰۲	باب 42: مزارعت (کے احکام)
۱۲۳	ذمی کے قتل کی مذمت و وعید	۱۰۳	مزارعت کی ممانعت میں مصلحت
۱۲۳	ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے میں مذاہبِ آئمہ	کِتَابُ الدِّيَاتِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ	
۱۲۳	باب 12: مقتول کے ولی کا قصاص یا معاف کرنے کا فیصلہ کرنا	۱۰۴	دیت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ
۱۲۶	قاتل کی شرعی سزا	۱۰۴	باب 1: اونٹ کے حساب سے کتنی دیت ہوگی
۱۲۶	باب 13: مثلہ کرنے کی ممانعت	۱۰۶	دیت کا مفہوم
۱۲۶	قصاص میں قاتل کو مثلہ کرنے کی ممانعت	۱۰۶	اقسام قتل اور ان کا شرعی حکم
۱۲۶	باب 14: پیٹ میں موجود بچے کی دیت	۱۰۷	باب 2: درہم کے اعتبار سے دیت کتنی ہوگی
۱۲۸	جنین کی دیت کا مسئلہ	۱۰۸	مال دیت میں مذاہبِ آئمہ
۱۳۰	باب 15: کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا	۱۰۹	مقدار دیت
۱۳۰		۱۰۹	باب 3: موضعہ زخم کی دیت
		۱۱۰	زخموں کی کیفیت اور ان کی دیت

۱۳۸	۲- شبہ فی العقد	۱۳۱	باب 16: کفار کی دیت کا حکم
۱۳۸	۳- شبہ فی المحل	۱۳۲	کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کرنے کا مسئلہ
۱۳۹	باب 3: مسلمان کی پردہ پوشی کرنا	۱۳۳	باب 17: جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے۔
۱۵۰	اصلاح معاشرہ کے نورانی اصول	۱۳۴	اپنے غلام کو قتل کرنے کے قصاص کا مسئلہ
۱۵۰	باب 4: حد کے بارے میں تلقین کرنا	۱۳۴	باب 18: عورت اپنے شوہر کی دیت میں وارث ہوگی
	باب 5: اعتراف کرنے والا جب رجوع کر لے تو اس سے حد	۱۳۵	زوج کی دیت میں بیوی کی میراث کا حصہ
۱۵۱	کو ساقط کر دینا	۱۳۵	باب 19: قصاص کا حکم
۱۵۴	مفہوم حدیث	۱۳۶	دفاع کی صورت میں قتل یا زخمی کرنے میں قصاص نہ ہونا
۱۵۴	اعتراف جرم میں مذاہب آئمہ	۱۳۷	باب 20: تہمت کی وجہ سے قید کر دینا
۱۵۶	باب 6: حدود کے بارے میں سفارش کرنا حرام ہے	۱۳۷	متہم بالجرم کی سزا
۱۵۶	حدود میں سفارش کی ممانعت		باب 21: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو
۱۵۷	باب 7: رجم کی تحقیق کا بیان	۱۳۸	جائے وہ شہید ہے
۱۵۹	رجم کی سزا قرآن میں	۱۴۰	شہید کی تعریف اور اقسام
۱۵۹	آیات قرآن کی تفصیل	۱۴۱	باب 22: قسامت کا حکم
۱۵۹	ثبوت زنا میں مذاہب آئمہ	۱۴۲	قسامہ کی تعریف طریق کار اور حکمت
۱۶۰	باب 8: رجم کا حکم شادی شدہ شخص کے لیے ہے	۱۴۳	قسامہ کی علت میں مذاہب آئمہ
۱۶۰	شادی شدہ زانی یا زانیہ کی سزا رجم ہے	۱۴۴	حدیث قسامہ میں تین اختلافی مسائل
۱۶۵	باب 9: حاملہ ملزمہ کو بچے کی پیدائش تک رجم نہ کرنا		کِتَابُ الْحُدُودِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
۱۶۵	حاملہ عورت کو وضع حمل کے بعد رجم کی سزا دینا		حدود کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا)
۱۶۶	باب 10: اہل کتاب کو سنگسار کرنا	۱۴۵	مجموعہ
۱۶۶	محسن کو رجم کرنے میں اسلام شرط ہونے میں مذاہب آئمہ	۱۴۵	باب 1: جس شخص پر حد واجب نہیں ہوتی ہے
۱۶۸	باب 11: جلا وطنی کا حکم	۱۴۶	مرفوع القلم لوگوں پر حد نہیں ہے
	کوڑوں کی سزا کے ساتھ جلا وطن کرنا سزا کا حصہ ہونے یا نہ	۱۴۶	۱- زنا کی سزا
۱۶۸	ہونے میں مذاہب آئمہ	۱۴۶	۲- چوری کی سزا
۱۷۰	باب 12: حدود (سزا ملنے والوں) کے لیے کفارہ ہوتی ہیں	۱۴۷	۳- تہمت عائد کرنے کی سزا
۱۷۰	حدود کے کفارہ سینات یا زواجر ہونے میں مذاہب آئمہ	۱۴۷	۴- شراب نوشی کی سزا
۱۷۲	باب 13: کینروں پر حد جاری کرنا	۱۴۷	باب 2: حدود کو ساقط کر دینا
	غلاموں اور لونڈیوں پر حد جاری کرنے کا حق آقا کو حاصل میں	۱۴۸	شبہ کی تعریف اقسام اور حکم
۱۷۵	مذاہب آئمہ	۱۴۸	۱- شبہ فی الفعل

۱۹۷	مسلمان پر ہتھیار اٹھانے کی مذمت	۱۷۶	باب 14: جو شخص شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ
۱۹۸	باب 26: جادو کرنے والے کی سزا	۱۷۶	اور جو شخص (سزا ملنے کے باوجود) چوتھی مرتبہ ایسا کرے تو اسے قتل کر دو
۱۹۸	جادوگر کی سزا	۱۷۸	شرابی کی سزا اسی (۸۰) کوڑے
۱۹۹	باب 27: مال غنیمت میں چوری کرنے والے کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟	۱۷۸	فائدہ نافعہ
۲۰۰	مال غنیمت چوری کرنے کی سزا اور مذمت	۱۷۸	باب 15: کتنی قیمت والی چیز کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے
۲۰۰	تعزیر بالمال کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ	۱۸۱	نصاب سرقہ میں مذاہب آئمہ
۲۰۱	باب 28: جو شخص دوسرے سے یہ کہے: اے بیچڑے	۱۸۲	باب 16: چور کے ہاتھ کو لٹکا دینا
۲۰۲	برے نام سے مخاطب کرنے کی سزا	۱۸۲	چور کا کٹا ہوا ہاتھ گلے میں لٹکانے کی وجہ
۲۰۲	باب 29: تعزیر (سزا) کا بیان	۱۸۲	کٹے ہوئے ہاتھ کو دوبارہ جڑوانے کا مسئلہ
۲۰۳	تعزیر کی تعریف اور اس کے شرعی حکم میں مذاہب آئمہ	۱۸۳	باب 17: خیانت کرنے والا اُچک کر لے جانے والا اور ڈاکو کا حکم
	کِتَابُ الصَّيْدِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ	۱۸۳	باب 18: پھلوں اور کھجور کے خوشوں کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا
۲۰۵	مجموعہ	۱۸۳	باب 19: جنگ کے دوران ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے
	باب 1: کتے کے شکار میں سے کسے کھایا جاسکتا ہے اور کسے نہیں کھایا جاسکتا؟	۱۸۵	چھ قسم کے لوگوں پر قطع ید نہ ہونا
۲۰۵		۱۸۶	باب 20: جو شخص اپنی بیوی کی کنیر کے ساتھ زنا کرے
۲۰۷	جواز و حلت صید کی شرائط	۱۸۷	بیوی کی لونڈی سے جماع کرنے کی سزا میں مذاہب آئمہ
	جب کسی جانور میں حلت و حرمت دونوں اسباب پائے جائیں تو حرمت کو ترجیح حاصل ہونا	۱۸۸	باب 21: جب کسی عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا جائے
۲۰۷	گولی سے شکار کیے ہوئے جانور کا شرعی حکم	۱۹۰	زنا بالجبر سے عورت پر حد نہ ہونا
۲۰۸	باب 2: بچوسے کے کتے کا شکار	۱۹۰	باب 22: جو شخص کسی جانور کے ساتھ بد فعلی کرے
۲۰۸	آتش پرست کے کتے کا شرعی حکم	۱۹۲	جانور سے جماع کرنے کی سزا
۲۰۸	باب 3: باز کے شکار کا حکم	۱۹۲	باب 23: قوم لوط کا عمل کرنے والے کی سزا
۲۰۹	باز کے ذریعے شکار کیے ہوئے جانور کا شرعی حکم	۱۹۳	قوم لوط کے عمل کے مرتکب کی مذمت و سزا
۲۰۹	باب 4: آدمی شکار کو تیر مارتا ہے اور وہ شکار غائب ہو جاتا ہے	۱۹۳	لواطت کے ثبوت و سزا میں مذاہب آئمہ فقہ
۲۱۰	تیر لگنے کے بعد شکار کے غائب ہونے کا حکم	۱۹۵	باب 24: مرتد کی سزا
	باب 5: جو شخص شکار کو تیر مارے اور پھر اس شکار کو پانی میں	۱۹۶	مرتد کی سزا قتل
۲۱۱	مردہ پائے	۱۹۶	قتل مرتد پر صحابہ کا عمل
۲۱۱	تیر لگنے کے بعد پرندہ پانی میں مردہ پائے جانے کا حکم	۱۹۷	باب 25: جو شخص (مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھائے

۲۲۷	باب 2: سانپ کو مارنا	۲۱۲	باب 6: جو کتا شکار میں سے کچھ کھالے اس کا حکم
۲۲۹	سانپوں کو ہلاک کرنے کا شرعی حکم	۲۱۳	کتا شکار کا کچھ حصہ کھالے تو گوشت کا شرعی حکم
۲۳۰	باب 3: کتوں کو مارنے کا حکم	۲۱۳	باب 7: لاشی کے ذریعے شکار کا حکم
۲۳۱	باب 4: جو شخص کتا پالے اس کے اجر میں کتنی کمی ہوتی ہے؟	۲۱۴	معراض کے ذریعے شکار کرنے کا شرعی حکم
۲۳۳	کتوں کو ہلاک کرنے کا شرعی حکم	۲۱۴	باب 8: پتھر کے ذریعے ذبح کرنا
۲۳۳	باب 5: بانس وغیرہ سے ذبح کرنا	۲۱۵	پتھر سے جانور کو ذبح کرنے کا شرعی حکم
۲۳۵	بانس کے چھلکے وغیرہ سے جانور ذبح کرنے کا شرعی حکم	کتابُ الْأَطْعَمَةِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ	
۲۳۵	باب 6: جب کوئی اونٹ، گائے یا بکری بھاگ جائے اور سرکش ہو جائے	کھانے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ	
۲۳۵	تو کیا اسے تیر کے ذریعے مارا جاسکتا ہے یا نہیں؟	۲۱۷	باب 1: جس جانور کو باندھ کر (نشانے بازی کے ذریعے مارا جائے) اسے کھانا حرام ہے
۲۳۶	ذبح اضطراری کی حالت میں جانور کو تیر سے ذبح کرنا	۲۱۷	باندھ کر تیروں سے ہلاک کیے جانے والے جانور کے کھانے کا شرعی حکم
کتابُ الْأَضَاحِيِّ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ		۲۱۸	باب 2: جنین کو ذبح کرنا
۲۳۷	قربانی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ	۲۱۹	جنین کو ذبح کرنے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ
۲۳۷	باب 1: قربانی کرنے کی فضیلت کا بیان	۲۲۰	باب 3: ہرنو کیلے دانت والے درندے اور نو کیلے بچوں والے پرندے (کو کھانا) حرام ہے
۲۳۸	فضائل قربانی	۲۲۰	نو کیلے دانتوں والے درندوں اور نو کیلے بچوں والے پرندوں کا گوشت حرام ہونا
۲۳۸	قربانی کی شرعی حیثیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ	۲۲۲	باب 4: جس زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے وہ عضو مردار شمار ہوگا
۲۳۹	باب 2: دو مینڈھوں کی قربانی کرنا	۲۲۲	زندہ جانور کے عضو کو کاٹنے اور کٹے ہوئے عضو کا شرعی حکم
۲۴۰	قربانی کے جانوروں کے احکام	۲۲۳	باب 5: حلق اور لبہ میں ذبح کرنا
۲۴۱	باب 3: مرحوم کی طرف سے قربانی کرنا	۲۲۳	ذبح کی تعریف اور اقسام
۲۴۲	غیر کی طرف سے ایصال ثواب کی غرض سے قربانی کرنا	کتابُ الْأَحْكَامِ وَالْمَوَائِدِ	
۲۴۲	باب 4: کون سے جانور کی قربانی مستحب ہے؟	مختلف احکام اور فوائد	
۲۴۳	قربانی کا مستحب جانور	(کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول احادیث کا مجموعہ)	
۲۴۳	باب 5: کون سے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے	۲۲۶	باب 1: چھپکلی کو مارنا
۲۴۴	وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں	۲۲۶	چھپکلی کو ہلاک کرنے کا ثواب
۲۴۴	باب 6: کون سے جانور کی قربانی مکروہ ہے؟		
۲۴۵	وہ جانور جن کی قربانی مکروہ ہے		
۲۴۶	باب 7: چھ ماہ کی بھیڑ کی قربانی		
۲۴۸	چھ ماہ بھیڑ کی قربانی جائز ہونا		

۲۴۸	ذوالحجہ کا چاند نظر آنے پر ناخن اور بال کٹوانے میں مذاہب	۲۴۸	باب 8: قربانی میں حصے داری کرنا
۲۴۱	آئمہ	۲۴۹	قربانی کے جانوروں میں شرکت کا مسئلہ
	کتاب النُّذُورِ وَالْأَيْمَانِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ		باب 9: جس بکری کے سینگ یا کان ٹوٹے ہوئے ہوں اس
	نذر اور قسم کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث	۲۵۰	کی قربانی کرنا
۲۴۲	کا) مجموعہ	۲۵۱	سینگ اور کان کے نقص والے جانور کی قربانی
	باب 1: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ”گناہ (سے متعلق کام) کی		باب 10: ایک بکری تمام گھروالوں کی طرف سے قربان کرنا
۲۴۲	نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہے“	۲۵۱	جائز ہے
	باب 2: جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری (کے کام) سے متعلق		ایک بکری کی قربانی تمام اہل خانہ کی طرف سے کافی ہونے
۲۴۳	نذر مانے	۲۵۲	میں مذاہب آئمہ
	وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے	۲۵۳	باب 11: قربانی کرنا سنت ہے
۲۴۳	نذر کی تعریف اقسام اور حکم	۲۵۴	قربانی کے واجب یا سنت ہونے میں مذاہب آئمہ
۲۴۴	یہیں کی تعریف اقسام اور حکم	۲۵۵	باب 12: نماز (عید) پڑھنے کے بعد قربانی کرنا
۲۴۴	نذر اور ایمان کے مابین علاقہ:	۲۵۶	قربانی کا وقت نماز عید کے بعد
۲۴۴	نذر معصیت کے جواز و عدم جواز میں مذاہب آئمہ	۲۵۷	باب 13: تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانا مکروہ ہے
	باب 3: آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس سے متعلق نذر کی		باب 14: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت
۲۴۶	کوئی حیثیت نہیں ہے	۲۵۹	قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کا شرعی حکم
۲۴۶	غیر مملوک چیز کی نذر کی حیثیت	۲۵۹	باب 15: فرع اور عتیرہ کا بیان
۲۴۷	باب 4: غیر متعین نذر کا کفارہ	۲۶۰	فرع اور عتیرہ قربانیوں کا خاتمہ
۲۴۷	مبہم نذر کا کفارہ	۲۶۲	باب 16: عقیقہ کا بیان
۲۴۸	باب 5: جو شخص (کسی کام کو کرنے کی) قسم اٹھائے اور پھر	۲۶۲	عقیقہ کے احکام
۲۴۸	اس کے برعکس کام کو بہتر سمجھے (اسے کیا کرنا چاہیے؟)	۲۶۳	عقیقہ میں جانوروں کی تعداد کے حوالے سے مذاہب آئمہ
۲۴۹	باب 6: قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا	۲۶۳	باب 17: نومولود کے کان میں اذان دینا
۲۸۰	قسم کے برعکس بھلائی دیکھے تو	۲۶۵	نومولود کے کان میں اذان پڑھنا
۲۸۰	کفارہ یہیں کے محل میں مذاہب آئمہ	۲۶۶	باب 18: عقیقہ میں ایک بکری (کی قربانی)
۲۸۱	باب 7: قسم میں استثنیٰ کرنا	۲۶۸	احادیث باب کے مسائل
۲۸۳	شرح: قسم میں انشاء اللہ کہنے کا شرعی حکم	۲۶۹	ایصال ثواب کی صورت میں مرحومین کو ثواب ملنے کی کیفیت
۲۸۳	حدیث باب پر مودودی صاحب کا اعتراض		باب 19: جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ بال نہ
	باب 8: اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کے نام کی قسم اٹھانا مکروہ ہے	۲۷۰	کٹوائے

۳۰۶	جہاد کی تعریف اور اس کی اقسام	۲۸۷	شرح: غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت
۳۰۷	مقاصد و شرائط جہاد	۲۸۷	غیر اللہ کی قسم کھانے کی وعید و مذمت
۳۰۸	جہاد کے سنہری اصول		باب 9: جو شخص پیدل چلنے کی قسم اٹھائے حالانکہ وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو
۳۰۸	آداب جہاد	۲۸۸	
۳۰۹	باب 2: شب خون مارنا اور حملہ کرنا	۲۸۹	پیدل حج کرنے کی قسم کھانا یا منت ماننے کا مسئلہ
	شب خون مارنے اور دشمن کو دھوکہ دے کر حملہ آور ہونے کی ممانعت	۲۹۰	سفر حج کے دوران سوار ہونے کے کفارہ میں مذاہب فقہاء
۳۱۰	باب 3: (دشمن کے گھروں یا باغات) کو آگ لگانا اور برباد کرنا	۲۹۱	باب 10: نذر ماننے کا مکروہ ہونا
		۲۹۱	نذر کی اقسام اور ان کا حکم
۳۱۱	دشمن کے باغات وغیرہ کو نذر آتش کرنے کی ممانعت	۲۹۲	باب 11: نذر کو پورا کرنا
۳۱۲	دشمن کے املاک کو نذر آتش کرنے میں مذاہب آئمہ	۲۹۳	زمانہ جاہلیت کی مانی ہوئی نذر میں مذاہب آئمہ
۳۱۲	باب 4: غنیمت کا بیان	۲۹۳	اعتکاف میں روزہ شرط ہونے میں مذاہب آئمہ
۳۱۳	شرح: امت محمدی کے لیے مال غنیمت حلال ہونا	۲۹۴	باب 12: نبی اکرم ﷺ (کن الفاظ میں) قسم اٹھاتے تھے
۳۱۴	باب 5: گھوڑے کا حصہ	۲۹۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کے الفاظ
۳۱۴	شرح: مال غنیمت کی تقسیم کاری میں مذاہب آئمہ	۲۹۵	باب 13: جو شخص غلام آزاد کرے اس کا ثواب
۳۱۵	باب 6: جنگی مہمات کا بیان	۲۹۶	غلام آزاد کرنے کی فضیلت
۳۱۶	اسلامی لشکروں کا مسئلہ	۲۹۶	باب 14: جو شخص اپنے خادم کو تھپڑ رسید کرے
۳۱۷	باب 7: مال غنیمت کس کو دیا جائے؟	۲۹۷	غلام کو ایذا رسانی کا کفارہ آزادی دینا
۳۱۷	مال غنیمت کے حقدار لوگ	۲۹۹	باب 15: کسی دوسرے مذہب کی قسم اٹھانا حرام ہے
۳۱۹	باب 8: کیا غلام کو حصہ دیا جائے گا؟	۳۰۰	غیر مذہب کی قسم کھانے کی ممانعت
۳۲۰	مال غنیمت سے غلام کو حصہ دینے کا مسئلہ	۳۰۰	باب 16: میت کی طرف سے نذر کو پورا کرنا
۳۲۰	باب 9: اہل ذمہ اگر مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شرکت کرتے ہیں	۳۰۱	میت کی طرف سے نذر ماننے کا مسئلہ
۳۲۰	تو کیا انہیں کوئی حصہ دیا جائے گا؟	۳۰۲	باب 17: غلام آزاد کرنے کی فضیلت
	اہل ذمہ کو جہاد میں شامل کرنے اور مال غنیمت سے حصہ دینے		غلام آزاد کرنے کی فضیلت
۳۲۲	میں مذاہب آئمہ	۳۰۳	کِتَابُ السِّيَرِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
	جنگ کے اختتام پر آنے والے فوجیوں کو مال غنیمت سے حصہ	۳۰۳	سیر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ
۳۲۳	ملنے میں مذاہب آئمہ	۳۰۵	باب 1: جنگ سے پہلے دعوت دینا
			مضامین حدیث

۳۲۵	باب 21: مشرکین کے تحائف قبول کرنا	۳۲۳	باب 10: مشرکین کے برتن استعمال کرنا
۳۲۵	مشرکین کے تحائف قبول کرنے کا جواز	۳۲۵	مشرکوں کے برتنوں کو استعمال کرنے کا مسئلہ
۳۲۶	باب 22: مشرکین کے تحائف قبول کرنا مکروہ ہے	۳۲۵	باب 11: نفل کا بیان
۳۲۷	مصلحت کے تحت مشرکین کے تحائف قبول کرنے کی ممانعت	۳۲۷	مال غنیمت سے انعام دینے کا مسئلہ
۳۲۷	باب 23: سجدہ شکر کا بیان	۳۲۷	باب 12: جو شخص کسی مقتول کو قتل کرے اس کا سامان اس شخص کو ملے
۳۲۸	سجدہ شکر بجالانے کی حکمت اور طریقہ	۳۲۸	مقتول کے سلب کے حوالے سے مذاہب
۳۲۸	سجدہ شکر بجالانے میں مذاہب آئمہ	۳۲۹	سلب مقتول کے وقت اعلان میں مذاہب آئمہ
۳۲۸	باب 24: عورت اور غلام کا امان دینا	۳۳۰	باب 13: مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اسے فروخت کرنا مکروہ ہے
۳۵۰	باب 25: عہد شکنی کا بیان	۳۳۰	تقسیم سے قبل مال غنیمت فروخت کرنے کی ممانعت
۳۵۱	باب 26: قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے مخصوص جہنڈا ہوگا	۳۳۱	باب 14: حاملہ قیدی عورتوں کے ساتھ صحبت کرنا حرام ہے
۳۵۱	معاہدہ کی خلاف ورزی کی مذمت	۳۳۲	حاملہ قیدی لونڈیوں سے جماع کی ممانعت
۳۵۲	باب 27: کسی کو ثالث تسلیم کرنا	۳۳۲	باب 15: مشرکین کے کھانے کا حکم
۳۵۲	نزاعی معاملہ میں پنچایت قائم کرنے کا جواز	۳۳۳	اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم
۳۵۵	باب 28: حلف اٹھانا	۳۳۳	غیر مسلموں کے تیار کردہ کھانوں کا مسئلہ
۳۵۵	باہمی تعاون کے معاہدہ کی بجا آوری	۳۳۵	باب 16: قیدیوں کے درمیان تفریق کرنا حرام ہے
۳۵۶	باب 29: مجوسیوں سے جزیہ لینا	۳۳۵	والدین اور اولاد کے درمیان جدائی کرنے کی ممانعت
۳۵۷	مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنے کا جواز	۳۳۶	باب 17: قیدیوں کو قتل کرنا اور فدیہ لینا
۳۵۷	جزیہ کی مقدار میں مذاہب	۳۳۸	قیدیوں کو قتل کرنا اور ان سے فدیہ لے کر رہا کرنا
۳۵۸	مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنے میں مذاہب آئمہ	۳۳۹	قیدیوں کو قتل کرنے کے حوالے سے مذاہب آئمہ
۳۵۹	باب 30: ذمیوں کے مال میں سے کون سی چیز حلال ہے؟	۳۳۹	باب 18: خواتین اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت
۳۶۰	ذمیوں سے لیے جانے والے مال کو نوعیت	۳۳۹	دوران جنگ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے اور انہیں نذر آتش کرنے کی ممانعت
۳۶۰	جزیہ کی مقدار میں مذاہب آئمہ	۳۴۲	باب 19: مال غنیمت میں خیانت کرنا
۳۶۱	باب 31: ہجرت کا بیان	۳۴۳	مال غنیمت میں خیانت کرنے کی مذمت
۳۶۱	ہجرت کرنے کا مسئلہ	۳۴۳	باب 20: جنگ کے دوران خواتین کا جانا
۳۶۲	باب 32: نبی اکرم ﷺ کی بیعت کا بیان	۳۴۳	جہاد میں عورتوں کا شریک ہونا
۳۶۳	دست رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ کرام کی بیعت		
۳۶۳	اقسام		
۳۶۵	باب 33: بیعت کو توڑ دینا		

۳۸۹	مجاہدین کے لیے خصوصی ہدایات	۳۶۵	بیعت توڑنے کی وعید و مذمت
	کتاب فضائل الجہاد عن رسول اللہ ﷺ	۳۶۶	باب 34: غلام کی بیعت کا بیان
	فضائل جہاد کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ	۳۶۷	غلام کی بیعت کا مسئلہ
۳۹۰	باب 1: جہاد کی فضیلت	۳۶۷	باب 35: خواتین سے بیعت لینا
۳۹۰	جہاد کی فضیلت و اہمیت	۳۶۸	خواتین سے بیعت لینے کا مسئلہ
۳۹۱	باب 2: جو شخص پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جائے اس کی فضیلت	۳۶۹	باب 36: اصحاب بدر کی تعداد
۳۹۲	سرحد کا پہرہ دینے والے کی فضیلت	۳۷۰	شرکاء بدر کی تعداد کا مسئلہ
۳۹۳	باب 3: اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کے دوران) روزہ رکھنے کی فضیلت	۳۷۰	باب 37: خمس کا بیان!
۳۹۳	مجاہد فی سبیل اللہ کے روزہ کی فضیلت	۳۷۱	مال غنیمت سے خمس وصول کرنے کا مسئلہ
۳۹۵	باب 4: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت	۳۷۲	باب 38: ”نہبہ“ حرام ہے
۳۹۶	اللہ تعالیٰ کی راہ میں دولت خرچ کرنے کی فضیلت	۳۷۳	تقسیم سے قبل مال غنیمت سے انتفاع کی ممانعت
۳۹۷	باب 5: جو شخص کسی غازی کو سامان فراہم کرے	۳۷۴	باب 39: اہل کتاب کو سلام کرنا
۳۹۸	غازی کو سامان فراہم کرنے کی فضیلت	۳۷۵	اہل کتاب کو سلام کہنے اور جواب دینے کا طریقہ
۳۹۹	باب 6: جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں	۳۷۵	باب 40: مشرکین کے درمیان رہنا مکروہ ہے
۴۰۰	غبار آلود ہوں اس کی فضیلت	۳۷۷	مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرنے کی ممانعت
۴۰۱	جہاد میں گرد آلود ہونے والے قدموں کی فضیلت	۳۷۷	باب 41: یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینا
۴۰۱	باب 7: اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار کی فضیلت	۳۷۸	یہود و نصاریٰ کو جزیرہ العرب سے نکالنے کا مسئلہ
۴۰۱	اللہ کی راہ میں غبار آلود ہونے کی فضیلت	۳۷۹	باب 42: نبی اکرم ﷺ کے ترکہ کا بیان
۴۰۲	باب 8: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں بوڑھا ہو جائے	۳۸۱	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کا مسئلہ
۴۰۳	اللہ کی راہ میں بوڑھا ہونے کی فضیلت	۳۸۱	باب 43: نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا تھا
۴۰۳	باب 9: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک گھوڑا دے	۳۸۲	آج کے دن کے بعد
۴۰۳	اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت	۳۸۲	اس (شہر مکہ میں) جنگ نہیں کی جائے گی
۴۰۳	باب 10: اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت	۳۸۲	مکہ مکرمہ امن و آشتی کا گہوارہ
۴۰۶	اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت	۳۸۳	باب 44: وہ گھڑی جس میں قتال کرنا مستحب ہے
۴۰۶	باب 11: اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت	۳۸۴	جہاد کرنے کے اوقات مستحبہ
		۳۸۵	باب 45: طیرہ کا بیان
		۳۸۶	بدشگونئی اور بدفالی لینے کی مذمت
		۳۸۷	باب 46: جنگ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی تلقین

۴۰۷	اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت	۴۰۷	جنت تلواروں کے سائے تلے
۴۰۷	باب 12: شہید کے ثواب کا بیان	۴۰۷	باب 23: کون سا شخص زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟
۴۰۹	شہداء کا اجر و ثواب	۴۰۹	سب سے افضل شخص
۴۰۹	باب 13: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شہداء کی فضیلت	۴۰۹	اسلام کا رہبانیت کو پسند نہ کرنا
۴۰۹	اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہداء کے مراتب	۴۰۹	باب 24: شہید کا ثواب
۴۰۹	فائدہ نافعہ	۴۰۹	شہید کا اجر و ثواب
۴۰۹	باب 14: سمندری جنگ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۴۰۹	باب 25: پہریدار کی فضیلت
۴۱۳	بحری جہاد کی فضیلت	۴۱۳	اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت
۴۱۳	باب 15: جو شخص دکھاوے کے لئے یا دنیا کے لئے جنگ میں حصہ لے	۴۱۳	جہاد کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا مجموعہ)
۴۱۳	ریارکاری کی غرض سے جہاد میں شامل ہونے والے کی حیثیت	۴۱۳	باب 1: معذور لوگوں کا جہاد میں شریک نہ ہونا
۴۱۵	فائدہ نافعہ	۴۱۵	باب 2: جو شخص اپنے والدین کو چھوڑ کر جنگ میں چلا جائے
۴۱۶	فائدہ نافعہ	۴۱۶	باب 3: جس شخص کو تنہا کسی مہم پر روانہ کیا جائے
۴۱۶	باب 16: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح شام جانے کی فضیلت	۴۱۶	باب 4: آدمی کا تنہا سفر کرنا مکروہ ہے
۴۱۷	صبح و شام جہاد کرنے کی فضیلت	۴۱۷	باب 5: جنگ کے دوران جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کی اجازت
۴۱۹	باب 17: کون سے لوگ زیادہ بہتر ہیں؟	۴۱۹	باب 6: نبی اکرم ﷺ کے غزوات کا بیان آپ نے کتنے غزوات میں شرکت کی؟
۴۲۰	سب سے بہتر اور سب سے بدتر شخص	۴۲۰	باب 7: جنگ کے وقت صفیں قائم کرنا اور ترتیب دینا
۴۲۰	باب 18: جو شخص شہادت کی دعا مانگے	۴۲۰	باب 8: جنگ کے دوران دشمن سے چال چلنا
۴۲۱	شہادت کی دعا مانگنے کی فضیلت	۴۲۱	باب 9: غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد
۴۲۲	باب 19: مجاہد نکاح کر نیوالے اور مکاتب کا بیان اور ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد	۴۲۲	باب 10: پہلے غزوہ میں اختلاف
۴۲۳	تین آدمیوں کی خصوصی نصرت و مدد کا اعلان	۴۲۳	باب 11: (۲) پہلے غزوہ میں اختلاف
۴۲۳	باب 20: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی کر دیا جائے	۴۲۳	باب 12: (۳) تعداد غزوات میں اختلاف
۴۲۳	اللہ کی راہ میں زخمی کی فضیلت	۴۲۳	باب 13: جنگ کے وقت صفیں قائم کرنا اور ترتیب دینا
۴۲۵	باب 21: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟	۴۲۵	باب 14: جنگ کے وقت صفیں قائم کرنا اور ترتیب دینا
۴۲۵	سب سے افضل عمل	۴۲۵	باب 15: جنگ کے وقت صفیں قائم کرنا اور ترتیب دینا
۴۲۶	باب 22: جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں	۴۲۶	باب 16: جنگ کے وقت صفیں قائم کرنا اور ترتیب دینا

۳۵۷	فائدہ نافعہ	۳۴۲	جہاد کے وقت لشکر کی صف بندی کرنا
۳۵۸	باب 20: کون سا گھوڑا پسندیدہ ہے؟	۳۴۲	باب 8: جنگ کے وقت دعا کرنا
۳۵۸	بہترین گھوڑا	۳۴۳	دوران جنگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا
۳۵۹	باب 21: ناپسندیدہ گھوڑے	۳۴۳	باب 9: چھوٹے جھنڈوں کا بیان
۳۵۹	ناپسند گھوڑے	۳۴۴	باب 10: بڑے جھنڈوں کا بیان
۳۶۰	باب 22: گھڑ دوڑ کا بیان	۳۴۵	جھنڈے اور جھنڈیوں کا استعمال کرنا
۳۶۱	گھڑ دوڑ کا مسابقہ کرانا	۳۴۶	باب 11: شعار (کوڑوڑ) کا بیان
۳۶۱	فائدہ نافعہ	۳۴۶	لشکر کو خصوصی نشان فراہم کرنا
۳۶۲	باب 23: گدھے کے ذریعے گھوڑی کی جفتی کروانا مکروہ ہے	۳۴۷	باب 12: نبی اکرم ﷺ کی تلوار کا بیان
۳۶۳	گدھے سے گھوڑی کو جفتی کرانے کی ممانعت	۳۴۷	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار
	باب 24: غریب مسلمانوں سے دعائے خیر کروانا (یا ان کے وسیلے سے فتوحات طلب کرنا)	۳۴۷	فائدہ نافعہ
۳۶۳		۳۴۸	باب 13: جنگ کے وقت روزہ توڑ دینا
۳۶۴	غریبوں سے فتح کی دعا کرانا	۳۴۸	دشمن سے معرکہ آراء ہوتے وقت روزہ توڑنا
۳۶۵	باب 25: گھوڑوں کے گلے میں گھنٹیاں لٹکانا	۳۴۸	روزہ توڑنے کی وجوہات
۳۶۵	گھوڑوں کے گلے میں گھنٹی لٹکانے کی ممانعت	۳۴۹	باب 14: خطرہ کے وقت باہر نکلنا
۳۶۶	باب 26: جنگ کا امیر کسے بنایا جائے؟		اچانک پریشان کن صورت حال پیش آنے پر گھر سے باہر نکل
۳۶۶	امیر لشکر کی خصوصیات	۳۵۰	کھڑے ہونا
۳۶۶	فائدہ نافعہ	۳۵۰	فائدہ نافعہ
۳۶۷	باب 27: امام کا بیان	۳۵۱	باب 15: جنگ کے وقت ثابت قدمی اختیار کرنا
۳۶۹	امیر وقت کے فرائض اور عوام کے حقوق	۳۵۲	دوران جنگ ثابت قدم رہنا
۳۶۹	باب 28: حاکم وقت کی پیروی کرنا	۳۵۳	باب 16: تلواروں کا بیان اور ان کی آرائش و زیبائش
۳۷۰	امیر کی اطاعت واجب ہونا	۳۵۴	تلوار کو سونا اور چاندی سے مرصع کرنا
	باب 29: خالق کی نافرمانی کے حوالے سے مخلوق کی اطاعت	۳۵۴	باب 17: زرہ کا بیان
۳۷۱	نہیں کی جائے گی	۳۵۵	حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل
۳۷۲	خلاف شرع امور میں حاکم کی اطاعت واجب نہ ہونا	۳۵۵	باب 18: خود کا بیان
	باب 30: آدمی کی بلوغت کی حد جب مال غنیمت میں اس کا حصہ مقرر ہوگا	۳۵۶	خود استعمال کرنا
۳۷۳		۳۵۶	باب 19: گھوڑوں کی فضیلت کا بیان
۳۷۵	تابلغ لڑکے کو بطور مجاہد بھرتی کرنا	۳۵۷	گھوڑوں کی فضیلت

۴۹۲	گہرا سرخ کپڑا استعمال کرنے میں مذاہبِ آئمہ	۳۷۶	باب 31: شہداء کو دفن کرنا
۴۹۳	فائدہ نافعہ	۳۷۶	شہداء کو دفن کرنا
۴۹۴	فائدہ نافعہ	۳۷۷	باب 32: مشورے کا بیان
۴۹۴	باب 4: پوستین پہننا	۳۷۸	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ سے مشاورت کرنا
۴۹۵	پوستین کے استعمال کی اجازت ہونا	۳۷۸	باب 33: قیدی کی لاش کا فدیہ نہ لیا جائے
۴۹۶	باب 5: مردار کی کھال جبکہ اس کی دباغت کر دی جائے	۳۷۹	قیدی کی لاش پر سیاست نہ کرنا
۴۹۹	مردار کی کھال کو استعمال میں لانا	۳۷۹	فائدہ نافعہ
۴۹۹	فائدہ نافعہ	۳۸۰	باب 34: جہاد سے فرار اختیار کرنا
۵۰۰	باب 6: ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنا حرام ہے	۳۸۰	میدان جہاد سے فرار ہونا
۵۰۱	ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے کی مذمت	۳۸۱	باب 35: شہید کو مقتل میں دفن کرنا
۵۰۱	فائدہ نافعہ	۳۸۲	مقتل میں شہداء کی تدفین کرنا
۵۰۲	باب 7: خواتین کے دامن لٹکانے کا حکم	۳۸۲	باب 36: جب کوئی شخص باہر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کرنا
۵۰۳	عورتوں کے دامن لٹکانے کا مسئلہ	۳۸۲	مہمان کا استقبال
۵۰۳	فائدہ نافعہ	۳۸۳	فائدہ نافعہ
۵۰۴	باب 8: اونی لباس پہننا	۳۸۳	باب 37: مالِ فنی کا بیان
۵۰۵	اونی لباس زیب تن کرنا	۳۸۳	مالِ فنی کی تعریف اور اس کا مصرف
۵۰۶	باب 9: سیاہ عمامے کا حکم	۳۸۴	فائدہ نافعہ
۵۰۶	سیاہ عمامہ استعمال کرنا	۳۸۴	کتابُ اللباسِ عنِ رسولِ اللہ ﷺ
۵۰۶	باب 10: عمامے کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکانا	۳۸۶	لباس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا مجموعہ)
۵۰۷	دو شانوں کے درمیان شملہ لٹکانا	۳۸۶	لباس کا معنی و مفہوم اور مقاصد
۵۰۷	باب 11: سونے کی انگٹھی پہننا حرام ہے	۳۸۷	باب 1: مردوں کے ریشمی کپڑے یا سونا پہننے کا حکم
۵۰۸	سونے کی انگٹھی استعمال کرنے کی ممانعت	۳۸۷	باب 2: جنگ کے دوران ریشمی کپڑا پہننے کے اجازت
۵۰۸	فائدہ نافعہ	۳۸۷	مردوں کے لیے سونا اور ریشم حرام ہونے کی وجوہات
۵۰۹	باب 12: چاندی کی انگٹھی	۳۸۸	ریشم کے استعمال میں مذاہبِ آئمہ
۵۰۹	باب 13: انگٹھی میں کون سا نگینہ مستحب ہے؟	۳۸۹	باب 3: مردوں کے لئے سرخ کپڑا پہننے کی اجازت
۵۱۰	نگینہ والی چاندی کی انگٹھی استعمال کرنا	۳۹۰	گہرا سرخ کپڑا زیب تن کرنے کی ممانعت
۵۱۰	باب 14: دائیں ہاتھ میں انگٹھی پہننا	۳۹۱	
۵۱۰	دائیں ہاتھ میں انگٹھی استعمال کرنا	۳۹۲	

۵۳۰	ریشمی کپڑے پر بیٹھے کی ممانعت	۵۱۰	فائدہ نافعہ
۵۳۰	باب 25: نبی اکرم ﷺ کے بستر کا بیان	۵۱۴	باب 15: انگٹھی پر نقش (کندہ کروانا)
۵۳۱	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک	۵۱۴	انگٹھی پر عبارت کندہ کرانا
۵۳۱	باب 26: قیص کا بیان	۵۱۴	فائدہ نافعہ
۵۳۳	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا مبارک	۵۱۵	باب 16: تصویر کا بیان
۵۳۳	فائدہ نافعہ	۵۱۵	باب 17: تصویر بنانے والوں کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۵۳۴	باب 27: جب آدمی نیا کپڑا پہنتے تو کیا پڑھے؟	۵۱۶	تصویر سازی کی حرمت اور گھر میں تصاویر رکھنے کی وعید
۵۳۵	نیا کپڑا پہنتے وقت دعا کرنا	۵۱۷	گھر میں تصویر رکھنے میں مذاہب آئمہ
۵۳۵	باب 28: جبہ اور موزے پہننا	۵۱۷	فائدہ نافعہ
۵۳۶	جبہ اور موزے پہننا	۵۱۹	احادیث باب سے ثابت ہونے والے مسائل
۵۳۷	باب 29: دانتوں کو سونے کے ذریعے باندھنا	۵۱۹	باب 18: خضاب کا حکم
۵۳۸	سونے کے تار سے دانتوں کو باندھنے کا شرعی حکم	۵۲۰	بالوں کو خضاب لگانا
۵۳۸	باب 30: درندوں کی کھال استعمال کرنا	۵۲۱	باب 19: لمبے بال رکھنا اور بال بڑھانا
۵۳۹	درندوں کی کھالوں کے استعمال کی ممانعت	۵۲۲	سر پر زلفین رکھنا
۵۳۹	باب 31: نبی اکرم ﷺ کے نعلین شریفین کا بیان	۵۲۳	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی خوبیاں
۵۴۰	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کی نوعیت	۵۲۳	باب 20: روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت
۵۴۰	فائدہ نافعہ	۵۲۳	روزانہ تیل استعمال کرنا اور کنگھی پٹی کرنا
۵۴۱	باب 32: ایک جوتا پہن کر چلنا مکروہ ہے	۵۲۵	باب 21: سرمہ لگانا
۵۴۱	ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت	۵۲۶	روزانہ سرمہ لگانا
۵۴۱	فائدہ نافعہ	۵۲۶	باب 22: اشتمال صماء اور ایک کپڑے کو احتباء کے طور پر
۵۴۲	باب 33: کھڑے ہو کر جوتا پہننا مکروہ ہے	۵۲۷	لپٹنے کی ممانعت
۵۴۲	کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت	۵۲۷	دو طریقے سے کپڑا استعمال کی ممانعت
۵۴۳	باب 34: ایک جوتا پہن کر چلنے کی اجازت	۵۲۷	فائدہ نافعہ
۵۴۳	ایک جوتا پہن کر چلنے کی اجازت	۵۲۸	باب 23: مصنوعی بال لگانے کا حکم
۵۴۳	باب 35: آدمی جوتا پہنتے ہوئے کون سے پاؤں میں پہلے	۵۲۹	مصنوعی بال لگانے کی مذمت
۵۴۳	پہنے؟	۵۲۹	فائدہ نافعہ
۵۴۳	جوتا پہننے اور اتارنے کا مسنون طریقہ	۵۲۹	باب 24: میاثر (ریشمی بچھونوں) پر سوار ہونا (یعنی بیٹھنا)
۵۴۳	باب 36: کپڑوں میں پیوند لگانا	۵۲۹	

۵۵۸	خرگوش کا حلال ہونا	۵۴۶	کپڑوں کو پیوند لگانا
۵۵۸	کراہت پر مبنی روایات اور ان کا جواب	۵۴۷	باب 37: نبی اکرم ﷺ کا مکہ میں داخل ہونا
۵۵۹	خرگوش کے اباحت کی روایات	۵۴۸	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ میں تشریف آوری
۵۵۹	فائدہ نافعہ	۵۴۸	باب 38: صحابہ کرام کی ٹوپیاں کیسی تھیں؟
۵۶۰	باب 3: گوہ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۴۹	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ٹوپوں کی نوعیت
۵۶۱	گوہ کھانے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ	۵۴۹	باب 39: پانچے کا مقام
۵۶۱	فائدہ نافعہ	۵۵۰	تہبند کے دامن کی حد
۵۶۳	باب 4: بجو کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۵۰	باب 40: ٹوپی پر عمامہ باندھنا
۵۶۵	بجو کے حلال و حرام ہونے میں مذاہب آئمہ	۵۵۰	ٹوپی پر عمامہ باندھنا
۵۶۵	باب 5: گھوڑے کا گوشت کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۵۰	کسی عمل کے سنت نہ ہونے اور کسی عمل کے خلاف سنت ہونے میں فرق
۵۶۵	گھوڑے کا گوشت کھانے میں مذاہب آئمہ	۵۵۱	باب 41: لوہے کی انگوٹھی کا حکم
۵۶۶	باب 6: پالتو گدھوں کے گوشت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۵۲	باب 42: دو انگوٹھیاں پہننا حرام ہے
۵۶۷	پالتو گدھوں کے گوشت کھانے کا شرعی حکم	۵۵۳	لوہے کی انگوٹھی استعمال کرنے کی ممانعت
۵۶۹	فائدہ نافعہ	۵۵۳	باب 43: نبی اکرم ﷺ کا پسندیدہ لباس
۵۶۹	باب 7: کفار کے برتنوں میں کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۵۴	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ کپڑا
۵۷۰	کفار کے برتنوں کا استعمال	۵۵۴	کتاب الْأَطْعِمَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
۵۷۰	فائدہ نافعہ	۵۵۵	کھانے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ
۵۷۱	باب 8: وہ چوہا جو گھی میں گر کر مر جائے اس کے بارے میں جو منقول ہے	۵۵۵	ما قبل سے ربط
۵۷۲	گھی میں چوہا گر جائے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ	۵۵۵	باب 1: نبی اکرم ﷺ جس چیز پر رکھ کر کھایا کرتے تھے اس کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۵۷۳	مسئلہ ثانیہ	۵۵۶	تین مسائل کی وضاحت
۵۷۳	فائدہ نافعہ	۵۵۶	۱- میز پر کھانے کا شرعی حکم
۵۷۳	باب 9: بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے کی ممانعت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۵۷	۲- چھوٹے برتن میں کھانا کھانے کی وجوہات
۵۷۴	بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی ممانعت	۵۵۷	۳- چپاتی نہ پکنے اور نہ کھانے کی وجوہات
		۵۵۷	خوان اور ماندہ میں فرق
		۵۵۷	باب 2: خرگوش کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

۵۸۷	کھانے اور پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بجالانا	۵۷۴	فائدہ نافع
۵۸۷	باب 10: کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۷۵	کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹنا
۵۸۷	کچھ منقول ہے	۵۷۶	باب 11: جو لقمہ گر جائے جو کچھ اس کے بارے میں منقول ہے
۵۸۸	کوڑھی کے ساتھ کھانا تناول کرنا	۵۷۸	کھانا کھانے کے دوران گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھانا
۵۸۸	باب 20: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے	۵۷۸	فائدہ نافع
۵۸۹	اس حوالے سے جو کچھ منقول ہے	۵۷۸	باب 12: "کھانے" کے درمیان میں سے کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۵۸۹	مومن کا ایک آنت سے اور کافر کاسات آنتوں سے کھانا	۵۷۹	برتن کے درمیان سے کھانا کھانے کی ممانعت
۵۹۰	فائدہ نافع	۵۷۹	باب 13: لہسن اور پیاز کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۵۹۰	باب 21: ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کافی ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۷۹	باب 14: پکے ہوئے لہسن کھانے کی رخصت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۵۹۱	ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا	۵۸۱	لہسن اور پیاز کھانے کی کراہت
۵۹۲	باب 22: ٹڈی کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۸۳	باب 15: سوتے وقت برتن ڈھانپنے، چراغ اور آگ کو بچھا دینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۵۹۳	ٹڈی کھانے کا مسئلہ	۵۸۳	سوتے وقت برتن ڈھانپنا، چراغ گل کرنا اور آگ بجھانا
۵۹۳	باب 23: ٹڈیوں کے لیے دعائے ضرر کرنا	۵۸۳	فائدہ نافع
۵۹۳	ٹڈی دل سے نجات کی دعا کرنا	۵۸۳	باب 16: دو کھجوریں ملا کر کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۵۹۳	فائدہ نافع	۵۸۵	دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت
۵۹۳	باب 24: نجاست کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے اور دودھ پینے	۵۸۵	باب 17: کھجور کھانے کے مستحب ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۵۹۶	کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۸۶	کھجور کی اہمیت و فضیلت
۵۹۷	نجاست خور جانوروں کے گوشت اور دودھ کا شرعی حکم	۵۸۷	باب 18: کھانے سے فارغ ہو جانے کے بعد اس پر حمد بیان کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۵۹۷	فائدہ نافع	۵۸۷	
۵۹۸	باب 25: مرغی کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۸۷	
۵۹۹	مرغی کا گوشت کھانا	۵۸۷	
۵۹۹	فائدہ نافع	۵۸۷	
۵۹۹	مرغی کھانے کے فوائد	۵۸۷	
۵۹۹	باب 26: سرخاب کا گوشت کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۵۸۷	
۵۹۹		۵۸۷	

۶۱۲	سرکہ کی اہمیت	۶۰۰	حباری (سرخاب) کا گوشت کھانا
۶۱۲	فائدہ نافعہ	۶۰۰	باب 27: بھنا ہوا گوشت کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۱۳	منقول ہے	۶۰۱	بھنا ہوا گوشت کھانا
۶۱۳	باب 36: تربوز کو تر کھجور کے ساتھ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۰۱	فائدہ نافعہ
۶۱۳	منقول ہے	۶۰۱	باب 28: ٹیک لگا کر کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۱۳	منقول ہے	۶۰۱	کچھ منقول ہے
۶۱۵	ککڑی اور کھجور کو ملا کر کھانا	۶۰۲	ٹیک لگا کر کھانے کی ممانعت
۶۱۵	باب 38: اونٹوں کا پیشاب پینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۰۲	باب 29: نبی اکرم ﷺ کے میٹھی چیز اور شہد کو پسند کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۱۶	اونٹ کا پیشاب پینا	۶۰۳	میٹھی چیز اور شہد پسند کرنا
۶۱۶	واقعہ حدیث عربین	۶۰۳	باب 30: "شوربا" زیادہ بنانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۱۶	مسئلہ "بول مایو کل لحمہ" میں مذاہب آئمہ	۶۰۳	شوربا زیادہ بنانا
۶۱۷	مسئلہ "تداوی بالحرام" میں مذاہب آئمہ	۶۰۵	فائدہ نافعہ
۶۱۸	باب 39: کھانے سے پہلے اور اس کے بعد وضو کرنا	۶۰۵	باب 31: "ثرید" کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۱۸	باب 40: کھانے سے پہلے وضو نہ کرنا	۶۰۷	ثرید کی فضیلت
۶۱۹	باب 41: کھانے (کے آغاز) میں بسم اللہ پڑھنا	۶۰۷	فائدہ نافعہ
۶۲۰	کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا	۶۰۷	باب 32: گوشت کو نونچ کر کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۲۱	فائدہ نافعہ	۶۰۸	گوشت کو نونچ کر کھانا
۶۲۱	فائدہ نافعہ	۶۰۸	باب 33: گوشت کو چھری کے ذریعے کاٹ کر کھانے کی رخصت کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے جو کچھ منقول ہے
۶۲۲	باب 42: کدو کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۰۹	چھری کانٹے کے ذریعے کھانا
۶۲۲	کدو شریف کھانا	۶۰۹	باب 34: نبی اکرم ﷺ کو کون سا گوشت زیادہ محبوب تھا اس حوالے سے جو کچھ منقول ہے
۶۲۲	فائدہ نافعہ	۶۰۹	زیتون کا تیل کھانا
۶۲۳	باب 43: زیتون کا تیل کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۱۰	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ گوشت
۶۲۳	زیتون کا تیل کھانا	۶۱۰	باب 35: سرکہ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۲۳	فائدہ نافعہ	۶۱۰	باب 44: زیر ملکیت (غلام یا کنیز) اور زیر کفالت کے ساتھ

کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۲۵	باب 2: ہر نشہ آور چیز کے حرام ہونے کے بارے میں جو کچھ	۶۲۵
اپنے غلام کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا	۶۲۵	منقول ہے	۶۳۸
باب 45: کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ منقول	۶۲۶	خمر کی تعریف اور وجہ تسمیہ میں مذاہب آئمہ	۶۴۰
ہے	۶۲۶	باب 3: یہ جو منقول ہے: جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے	۶۲۶
کھانا کھلانے کی فضیلت	۶۲۷	اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے	۶۴۰
باب 46: رات کا کھانا کھانے کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ	۶۲۸	مُسکر کی مقدار حلت و حرمت میں مذاہب آئمہ	۶۴۱
منقول ہے	۶۲۸	باب 4: میٹھے کی نبیذ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۴۲
رات کے وقت کھانا کھانے کی اہمیت	۶۲۸	مفہوم حدیث:	۶۴۲
باب 47: کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں جو کچھ منقول	۶۲۹	باب 5: دباء، حنتم، نقیر میں نبیذ تیار کرنے کے مکروہ ہونے کے	۶۴۳
ہے	۶۲۹	بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۴۳
کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی فضیلت	۶۳۰	باب 6: برتنوں میں نبیذ تیار کرنے کی جو رخصت منقول ہے	۶۴۴
فائدہ نافعہ	۶۳۰	نبیذ کے برتنوں کے استعمال کا حکم	۶۴۵
باب 48: جب ہاتھ میں چکنائی موجود ہو تو اس وقت (اسے	۶۳۱	باب 7: مشکیزوں میں نبیذ تیار کرنے کے بارے میں جو کچھ	۶۴۵
دھوئے بغیر) رات بسر کرنے کے	۶۳۱	منقول ہے	۶۴۵
مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۳۱	مشکیزے میں نبیذ بنانا	۶۴۶
چکنابٹ والے ہاتھوں کے ساتھ رات گزارنے کی	۶۳۲	باب 8: وہ دانے جن کے ذریعے شراب تیار کی جاتی ہے اس	۶۴۶
ممانعت	۶۳۲	کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۴۶
کتابُ الْأَشْرِبَةِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ		اجناس سے خمر تیار کرنا	۶۴۸
پینے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا)	۶۳۳	باب 9: کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) کے	۶۴۸
مجموعہ	۶۳۳	بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۴۸
ماقبل سے ربط	۶۳۳	گدڑی کھجور اور چھوہارے سے نبیذ تیار کرنا	۶۴۹
باب 1: شراب پینے والے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۳۵	باب 10: سونے یا چاندی کے برتن میں پینے کے مکروہ ہونے	۶۵۰
خمر کی تعریف، اقسام اور ان کا حکم:	۶۳۵	کے بارے میں جو کچھ منقول ہے	۶۵۰
حرمت خمر کے دلائل	۶۳۵	سونا اور چاندی کے برتن میں پانی پینے کی ممانعت	۶۵۱
فائدہ نافعہ	۶۳۶	باب 11: کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت کے بارے میں جو کچھ	۶۵۲
نشہ آور نبیذوں میں مذاہب آئمہ	۶۳۶	منقول ہے	۶۵۲
فائدہ نافعہ	۶۳۸	باب 12: کھڑے ہو کر پینے کی رخصت کے بارے میں جو کچھ	۶۵۳
شرابی کے لیے جنت کا راستہ بند اور نماز ناقابل قبول ہونا	۶۳۸	منقول ہے	۶۵۳

۶۶۶	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ مشروب	۶۵۴	کھڑے ہو کر پانی پینے کا حکم
۶۶۶	روایات میں تعارض و تطبیق	۶۵۴	روایات میں تعارض و تطبیق
	کِتَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَاةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ	۶۵۴	فائدہ نافعہ
	بھلائی اور صلہ رحمی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول		باب 13: برتن میں سانس لینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۶۷	(احادیث کا) مجموعہ	۶۵۵	باب 14: پیتے ہوئے دو مرتبہ سانس لینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۶۸	باب 1- والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا	۶۵۶	باب 15: پینے کی چیز میں پھونک مارنے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۶۸	باب 2- بلا عنوان	۶۵۷	باب 16: برتن میں سانس لینے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۶۹	والدین سے حسن سلوک کرنا	۶۵۸	باب 17: مشکیزے کو اوندھا کر کے پینے کی ممانعت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۶۹	والدہ کا مقام زیادہ ہونے کی وجوہات	۶۵۹	باب 18: اس بارے میں جو رخصت منقول ہے
۶۷۱	باب 3- والدین کی رضا مندی کی فضیلت	۶۵۹	مشکیزے کا منہ موڑ کر پانی پینے کی ممانعت
۶۷۲	والدین کو خوش کرنے کی فضیلت	۶۶۰	روایات میں تعارض و تطبیق
۶۷۳	باب 4- والدین کی نافرمانی کا حکم	۶۶۰	باب 19: دائیں طرف والا پینے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے اس بارے میں جو کچھ منقول ہے
۶۷۵	والدین کی نافرمانی اور گالی دینے کی مذمت	۶۶۲	دائیں جانب والے کا استحقاق
۶۷۵	گناہ کبیرہ کی تعریف میں اقوال	۶۶۲	فائدہ نافعہ
۶۷۶	والدین سے بدسلوکی اور نافرمانی کی سزا دنیا میں	۶۶۳	روایات میں تعارض و تطبیق
۶۷۶	باب 5- والد کے دوست کا احترام کرنا	۶۶۳	باب 20: لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں خود پیئے گا
۶۷۷	باپ کے تعلق داروں سے حسن سلوک کرنا	۶۶۳	ساقی کا آخر میں پینا
۶۷۸	باب 6- خالہ کے ساتھ حسن سلوک	۶۶۵	باب 21: نبی اکرم ﷺ کو کون سا مشروب زیادہ محبوب تھا
۶۷۹	خالہ سے حسن سلوک کرنا		
۶۷۹	فائدہ نافعہ		
۶۷۹	باب 7- والدین کی دعا کا حکم		
۶۸۰	والدین کی دعا کی قبولیت		
۶۸۱	باب 8- والدین کے حق کا بیان		
۶۸۱	والدین کا حق ادا نہ ہونا		
۶۸۲	باب 9- قطع رحمی کا حکم		
۶۸۳	خاندان کے ساتھ قطع رحمی کی ممانعت		
۶۸۳	باب 10- صلہ رحمی کا بیان		
۶۸۵	صلہ رحمی کی حقیقت اور قطع رحمی کی وعید		

باب 11- اولاد کے ساتھ محبت کا بیان	۶۸۵	غیبت کے جواز کی صورتیں	۷۰۹
والدین کا اولاد سے محبت کرنا	۶۸۶	باب 24- حسد کا بیان	۷۱۰
باب 12- اولاد کے لئے رحمت کا بیان	۶۸۷	حسد کرنے کی ممانعت	۷۱۱
اولاد پر شفقت و مہربانی کرنا	۶۸۸	باب 25- ایک دوسرے سے بغض رکھنا	۷۱۲
باب 13- بیٹیوں اور بہنوں پر خرچ کرنے کا حکم	۶۸۸	ایک دوسرے سے بغض رکھنا	۷۱۳
بہنوں اور بیٹیوں پر دولت خرچ کرنے کی فضیلت	۶۹۱	باب 26- لوگوں کے درمیان صلح کروانا	۷۱۳
باب 14- یتیم پر شفقت اور اس کی کفالت کا حکم	۶۹۱	لوگوں کے درمیان صلح کرانا	۷۱۵
یتیم کی کفالت کرنے اور اس پر شفقت کرنے کی فضیلت	۶۹۲	کذب کے جواز کی صورتیں	۷۱۵
باب 15- بچوں پر شفقت کرنا	۶۹۳	کذب اور تور یہ میں فرق	۷۱۵
چھوٹوں پر شفقت نہ کرنے اور بڑوں کا احترام نہ کرنے کی وعید	۶۹۵	تور یہ کی صورتیں	۷۱۵
باب 16- لوگوں پر شفقت کرنا	۶۹۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کذبات ثلاثہ کی حقیقت	۷۱۶
لوگوں پر شفقت و مہربانی کرنا	۶۹۷	باب 27- خیانت کرنا اور دھوکہ دینا	۷۱۷
باب 17- خیر خواہی کا بیان	۶۹۷	خیانت کرنے اور دھوکہ دینے کی مذمت	۷۱۸
لوگوں سے خیر خواہی کرنا	۶۹۸	باب 28- پڑوسی کے حق کا بیان	۷۱۹
باب 18- ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر شفقت	۷۰۰	پڑوسی کے حقوق کی اہمیت	۷۱۹
ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے شفقت کا برتاؤ کرنا	۷۰۱	باب 29- خادم کے ساتھ اچھا سلوک کرنا	۷۲۱
باب 19- مسلمانوں کی پردہ پوشی کرنا	۷۰۲	نوکر کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید	۷۲۲
مسلمان کی پردہ پوشی کرنا اور اس کا صلہ	۷۰۳	باب 30- خادم کو مارنے اور اسے گالی دینے کی ممانعت	۷۲۲
باب 20- کسی مسلمان کی عزت سے (کسی تکلیف دہ چیز کو) دور کرنا	۷۰۴	نوکروں کو مارنے اور انہیں گالی دینے کی مذمت	۷۲۴
مسلمان کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنا	۷۰۴	غلاموں سے حسن سلوک کے مراتب	۷۲۴
باب 21- مسلمان سے ملنا چھوڑنے کی ممانعت	۷۰۵	باب 31- خادم کو معاف کر دینے کا حکم	۷۲۴
مسلمان سے تعلقات منقطع کرنے کی ممانعت	۷۰۶	خادم کو معاف کرنا	۷۲۵
باب 22- اپنے بھائی کی غم خواری کرنا	۷۰۶	باب 32- خادم کو ادب سکھانا	۷۲۶
اپنے بھائی کے لیے غم خواری اور ایثار کرنا	۷۰۷	خادم کی تادیب کرنا	۷۲۶
باب 23- غیبت کا بیان	۷۰۸	باب 33- اولاد کو ادب سکھانا	۷۲۷
غیبت اور بہتان میں فرق	۷۰۹	اولاد کی تعلیم و تربیت کی اہمیت	۷۲۸
		باب 34- ہدیہ قبول کرنا اور اس کا بدلہ دینا	۷۲۹
		ہدیہ قبول کرنا اور اس کا بدلہ دینا	۷۲۹

باب 35- جو شخص آپ کے ساتھ بھلائی کرے اس کا شکر یہ ادا کرنا	۴۲۹	باب 47- بدزبانی کا مظاہرہ کرنا	۴۴۹
بھلائی کرنے والے کا شکر یہ ادا کرنا	۴۳۰	باب 48- لعنت کرنے (کا حکم)	۴۵۰
باب 36- بھلائی کے مختلف کام	۴۳۱	لعنت کرنے کی ممانعت	۴۵۲
امور خیر کی راہنمائی کرنا	۴۳۲	باب 49- نسب کی تعلیم دینا	۴۵۲
باب 37- کسی کو عارضی استعمال کے لئے کوئی چیز دینا	۴۳۲	علم نسب سیکھنے کی اہمیت	۴۵۳
کسی کو معمولی چیز فراہم کرنے کی فضیلت	۴۳۳	باب 50- اپنے بھائی کیلئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرنا	۴۵۴
باب 38- راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا	۴۳۳	اپنے بھائی کے لیے خفیہ دعا کرنے کی فضیلت	۴۵۴
تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دینے کی فضیلت	۴۳۴	باب 51- گالی دینے کا حکم	۴۵۴
باب 39- ہم نشینی کا تعلق امانت سے ہوتا ہے	۴۳۴	گالی گلوچ کی ممانعت	۴۵۶
ہم نشینی کی بات امانت ہونا	۴۳۵	باب 52- بھلائی کی بات کہنا	۴۵۷
باب 40- سخاوت کا بیان	۴۳۶	نیکوں کے عوض جنت عطا ہونا	۴۵۷
سخاوت کی فضیلت	۴۳۷	باب 53- صالح غلام کی فضیلت	۴۵۸
حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انفاق کے حوالے سے مزاج	۴۳۸	اطاعت گزار غلام کی فضیلت	۴۵۹
باب 41- بخل کا بیان	۴۳۹	باب 54- لوگوں کے ساتھ برتاؤ	۴۵۹
بخل کی مذمت	۴۴۰	معاشرے کے سنہرے اصول	۴۶۰
باب 42- اہل خانہ پر خرچ کرنا	۴۴۱	باب 55- بدگمانی کا حکم	۴۶۱
اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کی فضیلت	۴۴۲	بدگمانی سے بچنا	۴۶۲
باب 43- مہمان نوازی کا بیان اور مہمان نوازی کتنے عرصے تک ہوگی؟	۴۴۳	باب 56- مزاج کا حکم	۴۶۲
مہمان نوازی کرنے کی تاکید اور مدت	۴۴۴	خوش طبعی کرنے کا جواز	۴۶۳
باب 44- بیواؤں اور یتیموں کا خیال رکھنا	۴۴۵	باب 57- جھگڑا کرنے کا حکم	۴۶۵
بیواؤں اور یتیموں سے مروت و حسن سلوک کرنے کی فضیلت	۴۴۵	فضول بحث و تکرار ترک کرنے کی فضیلت اور کرنے کی مذمت	۴۶۸
باب 45- خندہ پیشانی اور بشاش چہرے (سے ملنا)	۴۴۶	باب 58- مدارات کا حکم	۴۶۸
خندہ پیشانی سے پیش آنے کی فضیلت	۴۴۷	برے شخص سے اچھا برتاؤ کرنا	۴۶۸
باب 46- سچ اور جھوٹ کا بیان	۴۴۷	باب 59- محبت اور دشمنی میں میانہ روی اختیار کرنا	۴۶۸
صدقت کی فضیلت اور کذب بیانی کی مذمت	۴۴۸	محبت و عداوت میں میانہ روی اختیار کرنا	۴۶۸
		باب 60- تکبر کا بیان	۴۶۹
		تکبر کی مذمت اور اسے دور کرنے کا طریقہ	۴۷۱

باب 61- اچھے اخلاق کا بیان	۷۷۲	باب 75- ایک دوسرے سے نہ ملنا (لا تعلق اختیار کرنا)	۷۹۳
حسن اخلاق کی فضیلت	۷۷۳	مسلمان سے قطع تعلق کرنے کی مذمت	۷۹۴
باب 62- احسان کرنا اور معاف کر دینا	۷۷۴	باب 76- صبر کا تذکرہ	۷۹۴
احسان اور درگزر کرنا	۷۷۶	صبر کی فضیلت و اہمیت	۷۹۵
باب 63- (دینی) بھائیوں کی زیارت کرنا	۷۷۶	باب 77- دو غلے پن کا حکم	۷۹۶
مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے کی فضیلت	۷۷۷	دو غلے شخص کی مذمت	۷۹۶
باب 64- حیاء کا بیان	۷۷۷	باب 78- چغل خوری کرنا	۷۹۷
شرم و حیاء کی فضیلت اور بے حیائی و ظلم کی مذمت	۷۷۸	چغل خور کی مذمت	۷۹۸
باب 65- آہستہ روی اور جلد بازی کا بیان	۷۷۸	باب 79- کم گوئی کا حکم	۷۹۸
میانہ روی کی فضیلت اور جلد بازی کی مذمت	۷۸۰	قلت مقال کی فضیلت	۷۹۹
باب 66- نرمی کا بیان	۷۸۱	باب 80- بعض بیان جادو ہوتے ہیں	۷۹۹
نرمی اختیار کرنے کی اہمیت	۷۸۲	خطاب کا موثر و قابل داد ہونا	۸۰۰
باب 67- مظلوم کی بددعا کا حکم	۷۸۳	باب 81: تواضع کا بیان	۸۰۱
مظلوم کی بددعا قبول ہونا	۷۸۳	تواضع کی فضیلت	۸۰۱
باب 68- نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کا تذکرہ	۷۸۳	باب 82: ظلم کا بیان	۸۰۲
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ	۷۸۴	ظلم و ستم کرنے کی مذمت و وعید	۸۰۲
باب 69- اچھی طرح سے تعلق نبھانا	۷۸۶	باب 83: کسی نعمت میں عیب نہ نکالنا	۸۰۲
اچھا تعلق بحال رکھنا	۷۸۶	نعمت میں عیب نکالنے کی ممانعت	۸۰۳
باب 70- بلند اخلاق کا تذکرہ	۷۸۷	باب 84: مومن کی تعظیم کرنا	۸۰۳
بلند اخلاق لوگوں کا مقام و مرتبہ	۷۸۸	مسلمان کا مرتبہ و مقام	۸۰۳
باب 71- لعنت کرنا اور طعنہ دینا	۷۸۸	باب 85: (عملی زندگی میں پیش آنے والے) تجربات	۸۰۵
لعن و طعن کرنے کی ممانعت	۷۸۹	تجربات و مشاہدات کی اہمیت	۸۰۵
باب 72- زیادہ غضب ناک ہونا	۷۸۹	باب 86: اپنے پاس غیر موجود چیز (موجود ظاہر کر کے) فخر کا	۷۸۹
کثرتِ غصہ کی ممانعت	۷۹۰	اظہار کرنا	۸۰۶
باب 73- غصے پر قابو پانا	۷۹۱	غیر مملوک چیز پر فخر کرنے کی ممانعت	۸۰۶
غصہ پینے کی فضیلت	۷۹۱	باب 87: بھلائی کے بدلے میں تعریف کرنا	۸۰۷
باب 74- بڑوں کا احترام کرنا	۷۹۲	نبی کے عوض دعائیہ کلمات ادا کرنا	۸۰۸
بڑے کا احترام کرنے کی فضیلت	۷۹۲		

کتاب الأحکام عن رسول الله ﷺ

احکام کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ما قبل اور ما بعد سے ربط: حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ ما قبل کتاب البیوع کی بحث کر رہے تھے اب درمیان میں عدالتی احکام کے حوالے سے 13 ابواب لائے ہیں اور ان کے بعد دوبارہ باقی ماندہ کتاب البیوع کے احکام لائیں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَاضِي

باب 1- قاضی کا بیان

1243 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ

الْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَوْهَبٍ

متن حدیث: أَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ أَذْهَبُ فَاقْضِ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ أَوْ تَعَافِنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ فَمَا تَكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ وَقَدْ كَانَ أَبُوكَ يَقْضِي قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ كَانَ قَاضِيًا فَقْضَى بِالْعَدْلِ فَبِالْحَرِيِّ أَنْ يَنْقَلِبَ مِنْهُ كَفَافًا فَمَا أَرْجُو بَعْدَ ذَلِكَ

فی الباب: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الْمَلِكِ الَّذِي رَوَى عَنْهُ الْمُعْتَمِرُ هَذَا هُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ

﴿﴾ عبد اللہ بن موهب بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: جاؤ! لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو! انہوں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے اس سے معاف نہیں رکھیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم اس کو کیوں ناپسند کرتے ہو جبکہ تمہارے والد فیصلے کیا کرتے تھے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص قاضی ہو اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرے تو امید ہے۔ وہ برابر چھوٹ جائے گا اس لیے میں اس کے بعد (اس عہدے کی) آرزو نہیں رکھتا۔

اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”غریب“ ہے میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔

جس عبدالملک نامی راوی سے معتمر نے اس کو نقل کیا ہے۔ وہ عبدالملک بن جمیلہ ہیں۔

1244 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ بِشْرِ حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ

سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ قَاضِيَانِ فِي النَّارِ وَقَاضٍ فِي الْجَنَّةِ رَجُلٌ قَضَى بِغَيْرِ الْحَقِّ فَعَلِمَ ذَاكَ فَذَكَ فِي النَّارِ وَقَاضٍ لَا يَعْلَمُ فَأَهْلَكَ حُقُوقَ النَّاسِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَقَاضٍ قَضَى بِالْحَقِّ فَذَلِكَ فِي الْجَنَّةِ

﴿﴾ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قاضی تین قسم کے ہیں دو قسم کے قاضی جہنم میں جائیں گے اور ایک قسم کا قاضی جنت میں جائے گا وہ شخص جو حق کے خلاف فیصلہ کرے اور وہ یہ بات جانتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا وہ قاضی (جسے قضا سے متعلق احکام) کا علم نہ ہو اور وہ لوگوں کے حقوق ضائع کر دے وہ جہنم میں جائے گا۔ اور وہ قاضی جو حق کے مطابق فیصلہ کرے وہ جنت میں جائے گا۔

1245 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنِ حَدِيثٍ: مَنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وَكَلَّ إِلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أُجْبِرَ عَلَيْهِ يُنْزَلُ اللَّهُ عَلَيْهِ مَلَكًا فَيَسِدُّهُ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص قضا کے منصب کا مطالبہ کرے اس کو اس کے حوالے کر دیا جائے گا اور جس شخص کو اس پر مجبور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتہ اس پر نازل کرتا ہے جو اسے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

1246 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ

الْأَعْلَى الشَّعْبِيِّ عَنْ بِلَالِ بْنِ مِرْدَاسٍ الْفَزَارِيِّ عَنْ خَيْثَمَةَ وَهُوَ الْبَصْرِيُّ عَنْ أَنَسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: مَنْ ابْتَغَى الْقَضَاءَ وَسَأَلَ فِيهِ شَفْعَاءَ وَكَلَّ إِلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أُكْرِهَ عَلَيْهِ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ مَلَكًا

1244م- اخرجہ ابو داؤد (299/3) کتاب الاقضية، باب: فی القاضی يعطى، حدیث (3573) وابن ماجه (776/2) کتاب الاحکام، باب الحاكم يجهتد فيصيب الحق، حدیث (2315) من طريق ابن بریدة عن ابیه، بریدة بن الحصبیب فذکرہ۔

1245- اخرجہ احمد (220'118/3) و ابو داؤد (300/3) کتاب الاقضية، باب: فی طلب القضاء والتسرع اليه، حدیث (3578) وابن ماجه (774/2) کتاب الاحکام، باب: ذکر القاضاة، حدیث (2309) من طريق بلال بن ابی موسی عن انس بن مالک فذکرہ۔

1246- لم يخرجه من اصحاب الكتب الستة سوى الترمذی، ينظر تحفة الاشراف (217/1) حدیث (825) و اخرجہ البيهقي (100/10)

يُسَدِّدُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى
 ﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص قضاء کے عہدے کا طلبگار ہو اور اس بارے
 میں سفارش ڈھونڈتا ہو اسے اس حوالے کر دیا جائے گا اور جس شخص کو اس پر مجبور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو نازل کرتا ہے جو
 اس کی مدد کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

یہ روایت اسرائیل کی عبدالاعلیٰ سے نقل کردہ روایت سے زیادہ مستند ہے۔

1247 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو

عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ أَوْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سَكِينٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى أَيْضًا مَنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص قضاء کے عہدے پر فائز

ہو (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جس شخص کو لوگوں کے درمیان قاضی بنا دیا جائے تو اسے چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ یہی روایت دیگر اسناد کے

ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

شروط و آداب قاضی:

لفظ ”قاضی“ قضی یقضی از باب ضرب یضرب ناقص یائی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ بمعنی: فیصلہ کرنے والا پورا کرنے
 والا تکمیل کرنے والا۔ عہدہ قضا بڑا نازک اور حساس ہے۔ از خود یہ منصب حاصل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ز خود منصب کا مطالبہ کرنے
 والے کو منصب دینے کی صورت میں وہ اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکے گا، تو اس کا فعل قابلِ مذمت ہوگا، جس شخصیت میں اس کی
 اہلیت ہو اسے قضا کے منصب پر فائز کیا جائے اور وہ اسے یقیناً بہتر طریقہ سے انجام دے سکے گا، جس میں اس کا اپنا اور قوم سب کا
 فائدہ ہوگا۔

قاضی کی چار شرائط ہیں:

1247- اخرجہ احمد (2/302'365) واہو داؤد (3/298) کتاب الاقصیۃ باب: فی طلب القضاء حدیث (3571) واہن
 ماجہ (2/774) کتاب الاحکام باب: ذکر القضاة حدیث (2308) من طریق سعید المقبری عن ابی ہریرۃ فذکرہ۔

(1) مسلم ہونا (2) عاقل ہونا (3) بالغ ہونا (4) صاحب عدل ہونا

قاضی کے آداب کثیر ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) صاحب فراست ہونا (2) فریضہ قضاء انجام دینے کا اہل ہو (3) اس فریضہ کے انجام دینے میں کامیابی یقینی ہو (4) وہ نہ دل سے منصب کا خواہاں ہو اور نہ زبان سے طالب ہو (5) فریضہ قضاء انجام دینے کے لیے کھلے عام مسجد میں موجود ہو (6) اپنے اعزاء اہل بیت اور نذرانہ پیش کرنے والے کے دل میں میلان پیدا نہ ہو (7) عام لوگوں کی طرح مریضوں کی عیادت کرے جنازوں میں شامل ہو اور لوگوں سے کھلے عام ملاقات کرنے کا عادی ہو (8) مدعی یا مدعا علیہ میں سے کسی طرف جھکاؤ نہ ہو (9) فریقین میں یکساں اور مساوی سلوک کرتا ہو (10) فریقین میں کسی سے بھی گواہ کی تلقین نہ کرے (11) کسی فریق سے نہ سرگوشی کرے اور نہ مزاح کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَاضِي يُصِيبُ وَيُخْطِئُ

باب 2- وہ قاضی جو ٹھیک فیصلہ بھی کرتا ہے اور غلطی بھی کرتا ہے

1248 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِّنْ

حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرے اور

درست فیصلہ کرے تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور جب وہ فیصلہ کرتے ہوئے غلطی کر جائے تو اسے ایک اجر ملتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمرو بن العاص، حضرت عقبہ بن عامر سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے یحییٰ بن سعید نامی راوی سے نقل کرنے کے حوالے سے جانتے ہیں اور یہ عبد

الرزاق کے حوالے سے معمر کے حوالے سے سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1248- اخرجہ النسائی (223/8) کتاب آداب القضاة، باب: الاصابة في الحكم، حدیث (5381) من طریق ابی بکر

محمد بن عمرو بن حزم عن ابی سلمة عن ابی هريرة فذكره.

شرح

قاضی اور مجتہد کی غلطی اور صواب کا مسئلہ:

عربی زبان کا ایک مشہور مقولہ ہے: "المجتهد یصیب ویخطئ" یعنی مجتہد حق کو پاتا ہے اور خطا بھی کر سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مجتہد کو مسائل شرعیہ کے استنباط کرنے اور قاضی کو فیصلہ صادر کرنے سے قبل معاملہ نہیں میں اپنی سعی بھر پور بروئے کار لانی چاہیے۔ اس کے بعد اگر وہ غلطی کرتا ہے تب بھی اجر و ثواب کا حق دار قرار پائے گا اور اگر حق کو پائے گا تو اسے دوہرا ثواب عطا کیا جائے گا۔ مثلاً فاتحہ خلف الامام میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے واجب قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مکروہ تحریمی خیال کرتے ہیں۔ دونوں متضاد باتیں ہیں اور دونوں میں حق ایک ہے جبکہ دوسری لامحالہ خطا ہے۔ صاحب حق کو دوہرا ثواب اور صاحب خطا کو ایک ثواب عطا کیا جائے گا۔ مزید وضاحت کے لیے اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ ریت میں سوئی چھپا دی جائے پھر لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ جو شخص اسے تلاش کر کے لائے گا اسے دو سو روپے بطور انعام دیے جائیں گے اور دوسرے لوگوں کو سو سو روپیہ دیا جائے گا۔ سوئی ایک ہے اور وہ ایک کے ہاتھ میں آئے گی جو زیادہ انعام کا حق دار ہوگا۔ چونکہ دوسرے لوگوں نے بھی سوئی کی تلاش کے لیے جدوجہد کی ہے لہذا انہیں بھی محروم نہیں رکھا جائے گا بلکہ انہیں بھی حسب وعدہ انعام سے نوازا جائے گا۔ یہی حال قاضی اور مجتہد کا ہے۔

فائدہ نافعہ: حق کو پانے والے قاضی اور مجتہد کو ایک یا دوہرا ثواب ملے گا جبکہ مقلدین ثواب کے اعتبار سے سب برابر ہیں۔ ان سب کو ایک ثواب اور برابر عطا کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَاضِي كَيْفَ يَقْضِي

باب 3- قاضی کس طرح فیصلہ کرے؟

1249 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ

رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ كَيْفَ تَقْضِي فَقَالَ أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجْتَهِدُ رَأْيِي قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا

1249- اخرجہ احمد و (242'230/5) و ابو داؤد (303/3) کتاب الاقضية' باب: اجتهاد الراي في القضاء حديث

(3592'3593) والدارمی (60/1) کتاب الزکوة' باب: الفتيا وما فيهن اشدة' و عبد بن حميد ص (72) حديث (124)

من طريق الحارث بن عمرو عن رجال من اصحاب معاذ عن معاذ بن جبل فذكره.

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ أَخِي لِلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَنَسٍ مِّنْ أَهْلِ حِمَاصٍ عَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ

توضیح راوی: وَأَبُو عَوْنٍ الثَّقَفِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

﴿﴾ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو آپ نے دریافت کیا: تم کس طرح فیصلہ کرو گے انہوں نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود (حکم) کے مطابق فیصلہ کروں گا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں (اس حکم کا موجود نہ ہو) انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ کے رسول کی سنت کے مطابق (فیصلہ کروں گا) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے رسول کی سنت میں (اس کا حکم نہ ہو) انہوں نے عرض کی: میں اپنی رائے کے ذریعے فیصلہ کروں گا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لیے ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کے رسول کے نمائندے کو (یہ) توفیق عطا کی ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت معاذ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔ ابوعمون ثقفی نامی راوی کا نام محمد بن عبید اللہ ہے۔

شرح

فیصلہ کرنے کا طریق کار اور ثبوت اجتهاد:

جب قاضی کو منصب قضا پر فائز کر دیا جائے تو اس کی طرف سے کسی معاملہ میں فیصلہ صادر کرنے کا طریق کار کیا ہوگا؟ حدیث میں اسی سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا حاکم تعینات کیا گیا تو روانگی سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یوں مخاطب کیا: اے معاذ! تمہارے سامنے جب کوئی مقدمہ پیش ہو تو کس طرح فیصلہ صادر کرو گے؟ عرض کیا: ”یا رسول اللہ! قرآنی احکام کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔“ فرمایا: ”اگر قرآن میں اس کا حل دستیاب نہ ہو تو پھر کیا کرو گے؟“ عرض کیا: ”تب میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس کا حل دستیاب نہ ہو تو پھر کیا کرو گے؟“ عرض کیا: ”اجتہاد برائی یعنی تب میں اپنے اجتہاد کے مطابق فیصلہ کروں گا۔“ یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا: الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم.

”یعنی تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد (نمائندہ) کو ایسی

صلاحیت و قوت سے سرفراز فرمایا۔“

معلوم ہوا کہ کوئی بھی فیصلہ صادر کرنا ہو تو اس کا پہلا ماخذ قرآن دوسرا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تیسرا اجتہاد و قیاس ہے۔ اس ترتیب سے مقدمہ کا حل تلاش کیا جائے گا۔ حدیث باب سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اجتہاد اور قیاس برحق ہے اور اس کی بنیادیں ٹھوس ہیں۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب سے ثابت ہوا کہ قرآن و سنت کی طرح قیاس بھی اسلامی احکام کا ماخذ و مرجع ہونے کے علاوہ قابل حجت و دلیل ہے۔ اس کا انکار گمراہی ہے۔ قرآن کریم کی طرح احادیث میں سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ کسی بھی حدیث میں ”حدیث“ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ لفظ حدیث کا لغوی معنی ہے بات قول۔ اس کا شرعی اور اصطلاحی مفہوم ہے: مَا أُضِيفَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ تَقْرِيرٍ يَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَقَوْلِهِ: ”الطَّرِيقَةُ الْمَسْلُوكَةُ فِي الدِّينِ“ دین کی وہ راہ جسے اختیار کیا جائے۔ سنت اور حدیث کے درمیان عام خاص من وجہ کی نسبت ہے۔ مخصوص یا مؤول یا منسوخ ارشادات نبوی حدیث تو ہیں مگر سنت نہیں ہیں۔ ملک و ملت سے متعلق خلفاء راشدین کے ارشادات سنت ہیں مگر حدیث نہیں ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول بہ اقوال اور افعال حدیث ہیں اور سنت بھی اس بحث کے نتیجہ میں بلا خوف تردید یوں کہا جاسکتا ہے: ”اہل سنت و جماعت کی اصطلاح تو درست ہے اور ”اہل حدیث“ کی اصطلاح غلط ہے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِمَامِ الْعَادِلِ

باب 4- عادل حکمران

1250 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ النَّاسَ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامًا عَادِلًا وَأَبْغَضَ النَّاسَ إِلَى اللَّهِ وَأَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامًا جَائِرًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور مجلس کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب عادل حکمران ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجلس کے اعتبار سے زیادہ دور ظالم حکمران ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

1250- اخرجه احمد (55-22/3) من طريق عطية عن ابي سعيد الخدري به.

1251 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو بَكْرِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ

الْقَطَّانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجْرُ فَإِذَا جَارَ تَخَلَّى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ

﴿﴾ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ

ہوتا ہے جب تک وہ زیادتی نہ کرے جب وہ زیادتی کرتا ہے تو اس سے الگ ہو جاتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف عمران قطان نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے

ہیں۔

شرح

عدل و انصاف کی اہمیت و فضیلت:

احادیث باب میں عدل و انصاف اختیار کرنے کی فضیلت اور ظلم و ستم کرنے کی مذمت و وعید بیان کی ہے۔ لفظ ”عدل“ کا

لغوی معنی ہے کسی چیز کو مناسب جگہ میں رکھنا اور اصطلاحی معنی ہے کسی مقدمہ کا حقیقت پر مبنی فیصلہ کرنا۔ اس کا مقابل ”ظلم“ ہے اس کا

لغوی معنی ہے کسی چیز کو اس کے نامناسب و غیر محل میں رکھنا۔ اصطلاحی مفہوم ہے حقیقت کے منافی ایسا فیصلہ کرنا جس سے کسی کو ذہنی

اذیت پہنچے۔

سلطان وقت قاضی رئیس قوم اور عام مسلمان ہر معاملہ میں عدل و انصاف اختیار کرے تو قیامت کے دن اسے قرب

خداوندی اور محبت خداوندی کی دولت حاصل ہوگی۔ وہ جب عدل و انصاف پر مبنی فیصلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی

معاونت و استعانت حاصل ہوگی۔ اگر عدل و انصاف کے خلاف اور زیادتی و ظلم کی بنیاد پر فیصلہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی معاونت و معیت

سے محروم ہو جاتا ہے جبکہ اسے شیطان کی رفاقت حاصل ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَاضِي لَا يَقْضِي بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَهُمَا

باب 5- قاضی اس وقت تک دو فریقوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے

جب تک دونوں کا موقف نہ سن لے

1252 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجَعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ حَنْشٍ عَنْ

عَلِيِّ قَالَ

1251- اخرجہ ابن ماجہ (2/775) کتاب الاحکام باب: التغلیظ فی الحیف والرشوة حدیث (2312) من طریق ابی

اسحق الشیبانی عن عبد الله بن ابی اوفی فذکرہ۔

متن حدیث: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَقَاضَى إِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ كَلَامَ الأَخْرِ فَسَوْفَ تَدْرِي كَيْفَ تَقْضِي قَالَ عَلِيٌّ فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا بَعْدُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جب دو آدمی تم سے فیصلہ لینے کے لیے آئیں، تو تم پہلے کے حق میں اس وقت تک فیصلہ نہ کرو جب تک دوسرے کا کلام نہ سن لو، عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تم کیسے فیصلہ کرو گے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس کے بعد میں ہمیشہ فیصلے کرتا رہا ہوں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

پہلے تحقیق پھر فیصلہ:

جب قاضی فیصلہ کرنا چاہے تو اس کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ وہ زمینی حقائق کا جائزہ لینے کے لیے فریقین کو اپنے سامنے طلب کرے۔ مدعی اور مدعا علیہ کی بات توجہ سے سماعت کرے۔ فریقین کی گفتگو اور دلائل کی روشنی میں اس طرح فیصلہ کرے کہ حقیقت پر مبنی ہو اور کسی پر ظلم و زیادتی بھی نہ ہو۔ اسلامی عدالت میں مدعی خود اپنے مقدمہ کی پیروی کرتا ہے اور اپنے شواہد و دلائل خود پیش کرتا ہے جس وجہ سے مقدمہ جلدی سے پائے تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کے برعکس انگریزی عدالت میں یہ سہولت و آسانی نہیں ہوتی کیونکہ وہاں وکیل کروانا پڑتا ہے۔ ججکی موجودگی میں فریقین کے وکیل ان کی تائید و حمایت میں دلائل پیش کرتے ہیں۔ مقدمہ لٹک جاتا ہے اور طوالت کا شکار ہو کر سالہا سال تک چلتا رہتا ہے۔ بعض اوقات مدعی یا مدعا علیہ فوت ہو جاتا ہے لیکن مقدمہ تب بھی عدالت میں چلتا رہتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَامِ الرَّعِيَّةِ

باب 6- رعایا کا حکمران

1253 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ قَالَ قَالَ عَمْرُو بْنُ مَرْةٍ لِمُعَاوِيَةَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:
متن حدیث: مَا مِنْ إِمَامٍ يُغْلِقُ بَابَهُ دُونَ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْخَلَّةِ وَالْمَسْكِينَةِ إِلَّا أَغْلَقَ اللَّهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ

1252- اخرجہ احمد (111/96'90/1) و ابو داؤد (301/3) کتاب الافضية، باب: كيف القضاء حدیث (3582) من طریق ساك بن حرب عن حنش عن علي بن ابي طالب فذكرة.

1253- اخرجہ احمد (231/4) و عبد بن حميد ص (119) حدیث (286) من طریق ابي الحسن عن عمرو بن مرة فذكرة.

دُونَ خَلَّتِهِ وَحَاجَّتِهِ وَمَسْكَنَتِهِ فَجَعَلَ مُعَاوِيَةَ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ

هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَعَمْرِو بْنُ مُرَّةَ الْجُهَنِيُّ يُكْنَى أَبُو مَرْيَمَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَزَةَ عَنْ

يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيَّمَةَ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ شَامِيٌّ وَبُرَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ كُوفِيٌّ وَأَبُو مَرْيَمَ هُوَ عَمْرِو بْنُ مُرَّةَ الْجُهَنِيُّ

﴿﴾ ابوالحسن بیان کرتے ہیں: عمر بن مرہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے

ہوئے سنا ہے: جو بھی حکمران اپنے دروازے کو ضرورت مند لوگوں، محتاجوں اور مسکینوں کے لیے بند کر لے گا، تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کے دروازے اس کی حاجت، ضروریات کے لیے بند کر لے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات کو پوری کرنے کے لیے ایک شخص کو مقرر کیا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حدیث منقول ہیں۔

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت ”غریب“ ہے۔

حضرت عمرو بن مرہ جہنی کی کنیت ابو مریم ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو مریم رضی اللہ عنہ، جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں، سے منقول ہے، جو اسی حدیث کے

مفہوم سے متعلق ہے۔

یزید بن ابو مریم شامی ہیں، جبکہ برید بن ابو مریم کوفی ہیں۔ اور ابو مریم، حضرت عمرو بن مرہ جہنی ہیں۔

شرح

حاکم وقت کے فرائض اور رعایا کے حقوق:

اسلامی اصولوں کے مطابق دیگر حقوق و فرائض کی طرح رعایا کے حقوق ہیں جو حاکم وقت کے فرائض ہیں۔ ان کو پیش نظر رکھ کر خدمات انجام دینا ضروری ہے۔ عوام و رعایا کے حقوق یہ ہیں کہ ان کی ضروریات پوری کی جائیں، عزت و ناموس کا تحفظ کیا جائے، جان و مال کی حفاظت یقینی بنائی جائے اور عدل و انصاف فراہم کیا جائے۔ حاکم وقت کے فرائض میں شامل ہے کہ ان تمام امور کی انجام دہی یقینی بنائے، جو حاکم وقت اپنی رعایا کی خدمت اور مدد کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی معاونت

اور مدد کے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

ناعاقبت اندیش اور دشمنانِ اسلام نے فجر کی نماز کے دوران حملہ آور ہو کر حضرت علیؓ، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مجبوری کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے تو ان کی جگہ دوسرے صحابی کو شہید کر دیا جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید نہ کر سکے بلکہ زخمی کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمنوں کی سازش سے بچنے کے لیے سکیورٹی کا نظام قائم کیا جس وجہ سے براہِ راست عوام سے رابطہ منقطع ہو گیا اس موقع پر حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث باب بیان کی جس وجہ سے انہوں نے سکیورٹی کا نظام نرم کر کے عوام سے رابطہ کے لیے اپنا دروازہ کھول دیا تھا۔ کاش سلاطین وقت ”سید القوم خادمہم“ کو پیش نظر رکھتے ہوئے خواص کی طرح عوام کے لیے بھی اپنا دروازہ کھول کر اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کریں۔ اپنے فرائض ادا کر کے اپنی آخرت بہتر بنائیں۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا يَقْضِي الْقَاضِي وَهُوَ غَضْبَانٌ

باب 7: قاضی غضب کی حالت میں فیصلہ نہ کرے

1254 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبِي إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَهُوَ قَاضٍ أَنْ لَا تَحْكُمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانٌ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: لَا تَحْكُمُ الْحَاكِمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو بَكْرَةَ اسْمُهُ نَفِيعٌ

﴿﴾ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میرے والد نے حضرت عبید اللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو خط میں لکھا، وہ قاضی تھے تم دو آدمیوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ کرنا جب تم غضب کی حالت میں ہو کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کوئی بھی فیصلہ کرنے والا دو آدمیوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ کرے جب وہ غضب کے عالم میں ہو۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1254- اخرجہ البخاری (146/13) کتاب الاحکام، باب: هل يقضي القاضي او يفتي وهو غضبان، حدیث (7158) ومسلم (1342/3) کتاب الاقضية، باب: كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، حدیث (16-1717) و ابو داؤد (302/3) کتاب الاقضية، باب: القاضي يقضي وهو غضبان، حدیث (3589) والنسائي (238'237/8) کتاب آداب القضاة، باب: ذكر ما ينبغي لحاكم ان يجتنبه، حدیث (5406) وابن ماجه (776/2) کتاب الاحکام، باب: لا يحكم الحاكم وهو غضبان، حدیث (2316) واحمد (38'37'36/5) والحيهدي (348/2) حدیث (792) من طريق عبد الملك بن عمير عن عبد الرحمن بن ابي بكره عن ابيه فذكره.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا نام نفع ہے۔

شرح

حالتِ غصہ میں قاضی فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں:

قاضی کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حالتِ غصہ میں فیصلہ نہ کرے۔ قاضی کی یہ ناراضگی خواہ مدعی یا مدعا علیہ یا کسی تیسرے شخص کی وجہ سے ہوئی ہو کیونکہ قاضی ناراضگی کی حالت میں فیصلہ کرے گا تو وہ غلطی کرے گا۔ حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ ناراضگی میں فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بابُ مَا جَاءَ فِي هَدَايَا الْأَمْرَاءِ

باب 8- امراء (سرکاری اہلکاروں) کو ملنے والے تحائف

1255 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الْأَوْدِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُبَيْلٍ

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا سِرْتُ أَرْسَلْتُ فِي أَثْرِي فَرُدِدْتُ فَقَالَ أَتَدْرِي لِمَ بَعَثْتُ إِلَيْكَ لَا تُصَيِّبَنَّ شَيْئًا بِغَيْرِ إِذْنِي فَإِنَّهُ غُلُولٌ (وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) لِهَذَا دَعَوْتُكَ فَاْمُضْ لِعَمَلِكَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ وَبُرَيْدَةَ وَالْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَادٍ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَأَبْنِ عُمَرَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ مُعَاذِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ دَاوُدَ الْأَوْدِيِّ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا جب میں روانہ ہونے لگا تو آپ نے میرے پیچھے شخص بھیجا مجھے واپس بلوایا گیا آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں بلوایا ہے تم میری اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ لینا کیونکہ یہ خیانت ہوگی اور جو شخص خیانت کرے گا وہ اس خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر قیامت کے دن آئے گا اسی لیے میں نے تمہیں بلوایا تھا اب تم اپنے کام کے لیے چلے جاؤ۔

اس بارے میں حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ، حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے، ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے ابو اسامہ

1255- لم يخرجہ من اصحاب الكتب الستة سوى الترمذی ينظر 'تحفة الاشراف' (412/8) حدیث (11355) واخرجه الصبرانی فی المعجم الكبير (128/20) حدیث (259)

نے داؤد اودی نامی راوی سے نقل کیا ہے۔

شرح

امراء کو پیش کیے جانے والے ہدایا کا شرعی حکم:

سلاطین، امراء، وزراء اور عمادین سلطنت ہدایا اور نذرانے وصول نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے حق میں یہ رشوت ہیں اور رشوت خوری حرام ہے۔ ہدیہ یا نذرانہ پیش کرنے والا شخص ارکان حکومت سے بروقت کوئی اپنا کام کرائے گا یا مستقل میں بہر حال یہ رشوت کی صورت ہے۔ یہ ہدیے یا نذرانے صرف منصب کی وجہ سے پیش کیے جاتے ہیں جن سے حدیث باب کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق ان لوگوں کے وہ ہدیے اور نذرانے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو منصب سے قبل پیش کرتے تھے کیونکہ وہ نذرانے یا ہدیے ذات یا بزرگی کی وجہ سے ہیں جن کا منصب سے ہرگز تعلق نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب سے ثابت ہوا کہ رؤساء وزراء اور سلاطین مملکت دوسرے ممالک کے سربراہوں کی طرف سے دعوت ملنے پر دورے پر جاتے ہیں اور سرکاری سطح پر انہیں جو ہدیے اور نذرانے پیش کیے جاتے ہیں وہ سب قومی خزانے میں شامل کیے جائیں گے کیونکہ سب کچھ انہیں ملکی منصب کے سبب ملتا ہے۔ علاوہ ازیں جب دوسرے ممالک کے سربراہ ہمارے ملک کے دورے پر آتے ہیں تو انہیں بھی قومی خزانے سے نذرانے وغیرہ پیش کیے جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّأِشِيِّ وَالْمُرْتَشِيِّ فِي الْحُكْمِ

باب 9- فیصلہ کرنے میں رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا

1256 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّأِشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ فِي الْحُكْمِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ وَابْنِ حَدِيدَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصِحُّ

قَوْلُ إِمَامِ دَارِمِي: قَالَ: وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ حَدِيثُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فیصلہ کرنے میں رشوت دینے والے اور رشوت لینے

1256- اخرجہ احمد (387/2) من طریق ابی عوانة عن عمرو بن ابی سلمة عن ابی ہریرة فذکرہ.

والے پر لعنت کی ہے۔

اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن حدیدہ رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے، حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اس کے علاوہ یہ ابو سلمہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے بھی نقل کی گئی ہے لیکن یہ مستند نہیں ہے۔

میں نے امام دارمی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابو سلمہ کی حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ حدیث اس بارے میں سب سے بہترین اور مستند ہے۔

1257 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ

خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے پر لعنت کی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

رشوت لینے دینے کی مذمت و وعید:

عربی زبان میں لفظ ”راشی“ ثلاثی مجرد سے اسم فاعل واحد مذکر کا صیغہ ہے بمعنی رشوت دینے والا۔ لفظ ”مرتشی“ بھی ثلاثی مزید باب اتعال سے صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ہے بمعنی رشوت لینے والا۔ اردو زبان میں رشوت وصول کرنے والے کو ”راشی“ کہا جاتا ہے جبکہ مرتشی کا استعمال نہیں ہوتا۔

رشوت لینا دینا اور فریقین کے مابین واسطہ و رابطہ بننا گناہ ہے۔ حدیث باب میں ان لوگوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ البتہ اپنا جائز حق حاصل کرنے کے لیے کسی کو رقم وغیرہ دینا رشوت کے حکم میں داخل نہیں ہے لیکن لینے والے کے لیے رشوت ہوگی۔ مثلاً ایک شخص کسی منصب کا اہل ہے اور رشوت کے بغیر وہ اسے نہیں مل سکتا جبکہ دوسرا شخص اس منصب کا نااہل ہے مگر رشوت دے کر اسے حاصل کر لیتا ہے۔

1257- اخرجہ احمد (2/164، 190، 194) و ابو داؤد (3/300) کتاب الاقصیة، باب: فی کراهیة الرشوة، حدیث (3580)

وابن ماجہ (2/775) کتاب الاحکام، باب: التغلیظ فی الحیف والرشوة، حدیث (2313) من طریق الحارث بن عبد الرحمن بن عن ابی سلمة عن عبد الله بن عمرو فذکرہ.

حدیث باب میں ”فی الحکم“ کی قید احترازی نہیں ہے بلکہ اتفاقی یا تشبیح ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ رشوت لینا دینا سب کے لیے حرام اور باعث لعنت ہے، خواہ وہ وزیر ہو یا حاکم ہو یا قاضی ہو یا افسر ہو یا کلرک وغیرہ ہو۔ وہ رشوت بھی خواہ ہدیہ کی شکل میں ہو یا نذرانہ کی صورت میں یا کسی اور ہیئت و کیفیت میں ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبُولِ الْهَدِيَّةِ وَاجَابَةِ الدَّعْوَةِ

باب 10- تحفہ قبول کرنا اور دعوت قبول کرنا

1258 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَنُ حَدِيثٍ: لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَلَوْ دُعِيَ عَلَيَّ لَأَجَبْتُ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَالْمَغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ وَسَلْمَانَ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَلْقَمَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر مجھے ایک پایہ (بکری وغیرہ کا پاؤں) تحفے کے طور پر دیا جائے تو میں اسے قبول کر لوں گا اور اگر اس کے لیے مجھے دعوت دی جائے تو میں دعوت کو قبول کر لوں گا۔ اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ہدیہ اور دعوت قبول کرنے کی شرعی حیثیت:

مرید اپنے مرشد کی خدمت میں شاگرد اپنے شیخ کے حضور اور اولاد اپنے والدین کریمین کے سامنے کوئی چیز بطور ہدیہ پیش کریں تو قبول کرنا سنت ہے۔ ہدیہ قبول کرنے کے لیے کوئی شرط عائد کرنا یا عمدہ چیز لانے کے لیے کہنا منع ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: ”تہادوا واحباوا“ تم آپس میں ہدیہ دو اس وجہ سے تم میں محبت پیدا ہوگی۔ ہدیہ کی طرح دعوت قبول کرنا بھی سنت ہے۔ دعوت قبول کرنا حقوق انسان سے ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کی دعوت بھی قبول کر لیتے تھے۔ ہر انسان اپنی استطاعت کے مطابق دعوت کر سکتا ہے۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے معمولی چیز کا ہدیہ یا معمولی کھانے کی دعوت قبول کرنا بھی سنت ہے۔ اسلام عاجزی پسند دین ہے جس میں تکلیف کی گنجائش نہیں ہے بلکہ آسانی اور سہولت کا درس ہے۔

قاضی عدالت میں کسی کا ہدیہ قبول کر سکتا ہے نہ نذرانہ اور نہ دعوت کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا جھکاؤ فریقین میں سے ایک طرف ہو جائے گا جو آداب قضاء و عدالت کے منافی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ عَلَى مَنْ يُقْضَى لَهُ بِشَيْءٍ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَهُ

باب 11- جس شخص کے حق میں کسی چیز کا فیصلہ ہو جائے (جو غلط ہو) تو اس شخص کے لیے اس چیز کو

لینا درست نہیں ہے اس بارے میں شدت سے تاکید

1259 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ الْحَنُّ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَإِنْ

قَضَيْتُ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فَلَا يَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ میرے پاس مقدمات لے کر آتے ہو

میں ایک انسان ہوں، ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی ایک اپنی دلیل پیش کرنے میں دوسرے کے مقابلے میں زیادہ تیز زبان ہو، تو اگر میں کسی شخص کے حق میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو میں نے اس کے لیے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا ہے، تو وہ اسے وصول نہ کرے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

قاضی کے غلط فیصلہ کی صورت میں چیز وصول کرنے کی وعید و مذمت:

جب کوئی شخص کسی چیز پر ناحق قابض ہو کر عدالت میں پہنچ جائے اور مدعی بن کر جھوٹے گواہ پیش کر دے۔ عدالت کے قاضی

1259- اخرجہ مالك في الموطأ (719/2) كتاب الاقضية' باب: الترغيب في القضاء بحق' حديث (1) والبخاري (340/5)

كتاب الشهادات' باب: من اقام البينة بعد البين' حديث (2680) ومسلم (1337/3) كتاب الاقضية' باب: الحكم بالظاهر'

واللحن بالحجة' حديث (4-1713) وابو داؤد (301/3) كتاب الاقضية: باب: في قضاء القاضى اذا خطا' حديث (3583)

والسنائي (247/8) كتاب آداب القضاة: باب: ما يقطع القضاء' حديث (5322) وابن ماجه (777/2) كتاب الاحكام: باب:

قضية الحاكم لا تحل حراما ولا تحرم حلالا' حديث (2317) واخرجہ احمد (290'203/6) والحميدي (142/1) حديث

(296) من طريق عروة بن الزبير عن زينب بنت ابي سلمة عن امها ام سلمة به.

پورے ہونے پر قابض بھی اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہے جبکہ حقیقت میں معاملہ اس کے برعکس ہو تو بظاہر فیصلہ ہو جائے گا لیکن مدعی کا متعلقہ چیز قبضہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اس ناجائز چیز پر قابض ہونے کی مذمت و وعید حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ غیر مملوکہ چیز پر قبضہ خواہ عدالت کے فیصلہ کے مطابق بھی ہو تو جہنم کی آگ کے انگارے پر قبضہ کرنے کے مترادف ہے۔

جھوٹے گواہوں کے سبب عدالتی فیصلہ ظاہر آیا باطناً نافذ ہونے میں مذاہبِ آئمہ:

جب کوئی شخص دوسرے آدمی کی چیز پر قابض ہونے کے لیے قاضی کی عدالت میں جھوٹے گواہ پیش کر دے مثلاً زید بکر کے مکان پر قابض ہونا چاہتا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ بکر نے اسے مکان فروخت کر دیا ہے جبکہ بکر مکان فروخت کرنے سے انکار کرتا ہے۔ فریقین قاضی کی عدالت میں تنازع لے جاتے ہیں۔ مدعی (زید) اپنے (جھوٹے) گواہ بھی پیش کر دیتا ہے۔ اس صورت میں قاضی زید کے حق میں مکان کا فیصلہ کر دیتا ہے تو وہ نافذ العمل ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ قاضی کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہوگا یا ظاہراً اور باطناً نافذ ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قاضی کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہوگا لیکن باطناً نافذ نہیں ہوگا یعنی پولیس بظاہر مکان خالی کروا کر زید کے حوالے کرے گی جبکہ حقیقت میں زید کا اس پر قبضہ کرنا اور اس میں رہائش اختیار کرنا یا اس سے انتفاع و استفادہ کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مذمت و وعید یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں: "فانما اقطع له من النار" بے شک میں اسے جہنم کی آگ کا انگارہ کاٹ کر ڈے رہا ہوں۔ اس میں صراحت ہے کہ قاضی کا فیصلہ باطناً نافذ نہیں ہوگا، کیونکہ وہ چیز اس کے لیے حلال نہیں ہے۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مذکورہ صورت میں قاضی کا فیصلہ ظاہراً بھی نافذ ہوگا اور باطناً بھی اس کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کے فیصلہ کے مطابق پولیس بکر کا مکان خالی کروا کر زید کے حوالے کرے گی۔ زید اس کا مالک بن جائے گا اس پر قابض ہو جائے گا اور وہ اس سے انتفاع و استفادہ بھی کر سکے گا۔ اس مکان کی بیع، ہبہ اور وراثت کا اجراء سب کچھ درست ہو جائے گا۔ البتہ زید سے آخرت میں اس کا مواخذہ ضرور ہوگا، کیونکہ وہ مجرم ہے اور مجرم کی سزا یقینی ہوتی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قاضی کا فیصلہ باطناً نافذ نہیں ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا فیصلہ تو ظاہراً اور باطناً نافذ ہو جائے گا لیکن آخرت میں اس سے مواخذہ ہوگا اور اپنے کیے کی سزا بھگتنا ہوگی۔

سوال: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف پر یہ مشہور اعتراض ہوتا ہے کہ آپ نے جھوٹے گواہ پیش کر کے لوگوں کے مال و دولت پر قبضہ کرنے کا دروازہ کھول دیا ہے۔ گویا جب کوئی شخص دوسرے کی چیز کو پسند کرے تو وہ جھوٹے گواہ تیار کر کے عدالت میں مدعی کی حیثیت سے حاضر ہو جائے اور جھوٹے گواہوں کی گواہی کے نتیجے میں قاضی یا عدالت کے فیصلہ کے مطابق مطلوبہ چیز اس کے قدموں میں ہے؟

جواب: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف اور فیصلہ بہت بڑی حکمت پر مبنی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

طرف سے قاضی کو ولایت تامہ حاصل ہے قاضی کی عدالت کا قیام ہی تنازعات کے خاتمہ کے لیے کیا گیا ہے اور فریقین کے تنازع کو ختم کر کے ایک جانب کی صحت کا تعین کر دے تاکہ مزید خصومات و تنازعات کا دروازہ بند ہو جائے۔ اگر یہ بات کی جائے کہ فیصلہ ظاہر انافذ ہوگا باطناً نافذ نہیں ہوگا تو اس سے نزاع ختم نہیں ہوگا بلکہ اس میں لامتناہی سلسلہ چل پڑے گا جس پر قابو پانا دشوار ہو جائے گا۔ البتہ حقیقت حال کے خلاف گواہ پیش کر کے کسی کی چیز پر قابض ہونے والا دراصل مجرم ہے اور اس جرم کا تعلق حقوق العباد کے ساتھ ہے جو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا بلکہ قیامت کے دن اسے اپنے کیے کی سزا بھگتنا ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

باب 12- دعویٰ کرنے والے کا ثبوت پیش کرنا لازم ہے

اور جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس پر قسم اٹھانا لازم ہے

1260 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عُلْقَمَةَ بِنِ وَاِئِيلِ بْنِ حُجْرٍ

عَنْ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوَاتٍ وَرَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا عَلَيَّ عَلَى أَرْضٍ لِّي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِي وَفِي يَدِي لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ أَلَا بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِينُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَيَّ مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ قَالَ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ لِيُحْلِفَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَدْبَرَ لَيْنِ حَلَفَ عَلَيَّ مَالِكٌ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لِيَلْقِيَنَّ اللَّهُ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ وَاِئِيلِ بْنِ حُجْرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان کرتے ہیں: حضرموت سے ایک شخص اور کندہ سے ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرمی شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ کندہ نے عرض کی: وہ میری زمین ہے۔ وہ میرے پاس ہے اس کا اس زمین میں کوئی حق نہیں ہے نبی اکرم ﷺ نے حضرمی سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے اس نے عرض کی: نہیں تو نبی اکرم ﷺ نے دوسرے فریق سے کہا پھر تم قسم اٹھا لو حضرمی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ ایک گناہگار شخص ہے یہ اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ یہ کس بات پر قسم اٹھا رہا ہے یہ کسی بات سے جھجکتا نہیں

1260- اخرجہ احمد (317/4) ومسلم (408/1) ابی کتاب الايسان: باب وعيد من اقتطع حق مسلم بينين فاجرة بالنار حدیث (139-223) و ابو داؤد (312/3) کتاب الاقصية: باب: الرجل يحلف على عليه فيما غاب عنه حدیث (3623) من طزيق سناك بن حرب عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه فذكرة.

ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے صرف یہی ہو سکتا ہے راوی بیان کرتے ہیں: وہ شخص قسم اٹھانے کے لیے تیار ہو تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس نے تمہارے مال پر اس لیے قسم اٹھائی ہے، تاکہ اسے ظلم کے طور پر ہتھیالے تو جب یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منہ پھیرا ہوگا۔ (یعنی اس سے ناراض ہوگا)

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1261 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أُنْبَانًا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَمْرِو

بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: فِي خُطْبَتِهِ الْبَيْتَةُ عَلَى الْمُدْعَى وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: هَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعُرْزَمِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ ضَعْفَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ

وَغَيْرُهُ

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی: دعویٰ کرنے والے پر ثبوت پیش کرنا لازم ہے اور جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس کا قسم اٹھانا لازم ہے۔ اس حدیث کی سند میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔

محمد بن عبید اللہ عزمی نامی راوی کو علم حدیث میں ان کے حافظے کے حوالے سے ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

1262 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ

عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَلِيكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ

1262- اخرجہ البعاری (172/5) کتاب الرهن باب: اذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه فالبينة على المدعى واليمين على

المدعى عليه، حديث (2514) ومسلم (1336/3) كتاب الاقضية، باب: اليمين على المدعى عليه، حديث (1711/1) وابو

داؤد (311/3) كتاب الاقضية، باب: اليمين على المدعى عليه، حديث (3619) والنسائي (248/8) كتاب آداب القضاة، باب

عظة الحاكم على اليمين، حديث (5425) وابن ماجه (778/2) كتاب الاحكام، باب: البينة على المدعى واليمين على المدعى

عليه، حديث (2321) واخرجہ احمد (363'351'342/1) من طريق عبد الله بن ابي مليكة عن ابن عباس فذكره.

الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعَى وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے دعویٰ کرنے والے پر ثبوت پیش کرنا لازم ہے جس شخص کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس کا قسم اٹھانا لازم ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طباقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی دعویٰ کرنے والے پر ثبوت پیش کرنا لازم ہے اور جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس پر قسم اٹھانا لازم ہے۔

شرح

قاضی کے فیصلہ کرنے کا طریقہ:

احادیث باب میں قاضی کے فیصلہ کا ایک طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے: ”الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعَى وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ“ گواہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب کسی تنازع یا معاملہ کے لیے فریقین قاضی کی عدالت میں فیصلہ کرانے کے لیے جائیں تو مدعی گواہ پیش کرے گا۔ اگر وہ گواہ پیش کر دے جو قاضی کی نظر میں قابل اعتماد ہوں تو قاضی اس کے حق میں فیصلہ کر دے گا۔ اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے یا گواہ نا تمام پیش کرے یا وہ قابل اعتماد نہ ہوں تو قاضی ان گواہوں کو کالعدم قرار دیتے ہوئے مدعا علیہ کو قسم کھانے کا کہے گا۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کر دے تو قاضی مدعی کے حق میں فیصلہ کر دے گا۔ اگر مدعی علیہ قسم کھالے تو اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔

قاضی کے فیصلہ کرنے کے طریق کار میں مذاہبِ آئمہ:

کیا قاضی کے فیصلہ کرنے کا ایک طریقہ ہے یا متعدد ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قاضی کے فیصلہ کرنے کا ایک طریقہ ہے جو اوپر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

2- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک قاضی کے فیصلہ کرنے کے دو طریقے ہیں:

(1) جو احادیث باب میں بیان کیا گیا ہے اور احناف بھی اس سے متفق ہیں۔ وہ یہ کہ مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا اور مدعا علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے۔

(2) قاضی ایک گواہ اور قسم سے بھی فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس کا نام ”قضاء القاضی بشاہد واحد ویمین“ ہے۔ انہوں نے آئندہ باب کی حدیث نمبر 1263 سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ

باب 13- ایک گواہ کے ہمراہ قسم اٹھانا

1263 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ

بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ قَالَ رَبِيعَةُ وَأَخْبَرَنِي

ابْنُ لَسْعَدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ وَجَدْنَا فِي كِتَابِ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسُرَّقَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ

الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کر دیا تھا۔

ربیعہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے یہ بات مجھے بتائی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تحریر میں یہ بات پائی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ اور قسم کے ذریعے فیصلہ دیا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت سرق رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کے یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کر دیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

1264 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي أَنَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَلِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ

مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ

﴿﴾ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد (امام باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کر دیا تھا۔

1265 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ قَالَ وَقَضَى بِهَا عَلِيُّ

1263- اخرجہ ابو داؤد (309/3) کتاب الاقضية، باب: القضاء باليمين والشاهد، حدیث (3610) وابن ماجہ (793/2)

کتاب الاحکام، باب: القضاء بالشاهد واليمين، حدیث (2368) من طریق سهيل بن ابى صالح عن ابیه عن ابى هريرة فذکرہ۔

1264- اخرجہ احمد (305/3) وابن ماجہ (793/2) کتاب الاحکام، باب: القضاء بالشاهد واليمين، حدیث (2369) من

طریق جعفر بن محمد عن ابیه عن جابر فذکرہ۔

فیکم

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا صَحَّ وَهَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَرَوَى عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَيَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ عَلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ رَأَوْا أَنَّ الْيَمِينَ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ جَائِزٌ فِي الْحُقُوقِ وَالْأَمْوَالِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ وَقَالُوا لَا يُقْضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ إِلَّا فِي الْحُقُوقِ وَالْأَمْوَالِ وَلَمْ يَرَبَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يُقْضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ

◀◀ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کر دیا تھا۔

وہ یہ بیان کرتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے ذریعے تمہارے درمیان فیصلہ کر دیا تھا۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ روایت زیادہ مستند ہے۔)

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے اس کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

عبدالعزیز بن ابوسلمہ اور یحییٰ بن سلیم نے اس روایت کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ اس بات کے قائل ہیں: حقوق اور اموال میں ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: صرف حقوق اور اموال میں ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

کوفہ سے تعلق اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

شرح

ایک گواہ اور ایک قسم سے فیصلہ:

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک قاضی دو طریقوں سے فیصلہ کرنے کا مجاز ہے:

(1) قاضی کی عدالت میں مدعی گواہ پیش کر دے جو کامل ہوں، بااعتماد ہوں اور قابل قبول ہوں۔

(2) مدعی ایک گواہ پیش کر دے جبکہ مدعا علیہ قسم کھالے۔ انہوں نے قاضی کے دوسرے طریقہ سے فیصلہ کرنے کے لیے احادیث باب سے استدلال کیا ہے جن میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقین کے مابین ایک گواہ اور ایک قسم سے فیصلہ فرمایا تھا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان احادیث سے استدلال درست نہیں ہے۔ پوری حدیث سنن ابی داؤد میں موجود ہے جس میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقین کو بایں الفاظ حکم دیا تھا:

اذهوا فقاموهم انصاف الاموال . (سنن ابی داؤد جلد ثانی ص: 508)

تم جاؤ یہ چیز آدھی آدھی تقسیم کر لو۔ گویا یہ دو ٹوک فیصلہ نہ تھا بلکہ فریقین کے مابین مصالحت کی صورت ہوئی۔ لہذا اس روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَبْدِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُعْتَقُ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ

باب 14- وہ غلام جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو

اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے

1266 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا أَوْ قَالَ شِقْصًا أَوْ قَالَ شِرْكًَا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ بِقِيَمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

اختلاف روایت: قَالَ أَيُّوبُ وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يَعْنِي فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے حصے کو آزاد کر دے (راوی کوشک ہے یا

شاید یہ الفاظ ہیں) ایک حصے کو آزاد کر دے (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) کسی غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دے اور اس

1266- اخرجہ مالك في الموطأ (772/2) كتاب العتق والولاء باب: من اعتق شركاء في مملوك حدیث (1) واحمد

(1/56/2'112/142) والبخاری (5/180) كتاب العتق باب: اذا اعتق عبدا بين اثنين او امة بين شركاء حدیث (2524)

ومسلم (2/1139) كتاب العتق حدیث (1-1501) وابو داؤد (4/24) كتاب العتق: باب فيمن روى انه لا يستعى حدیث

(3941) وابن ماجه (2/844'845) كتاب العتق باب: من اعتق شركاء له في عبد حدیث (2528) من طريق ايوب

ومالك بن انس عن نافع عن ابن عمر ذكره.

کے پاس اتنا مال موجود ہو جو اس غلام کی عام قیمت تک پہنچتا ہو تو وہ غلام (اس شخص کی طرف سے) آزاد شمار ہوگا ورنہ اتنا حصہ آزاد ہوگا جتنا اس نے کیا ہے۔

ایوب نامی راوی بیان کرتے ہیں: نافع نے اس حدیث میں بعض اوقات یہ لفظ نقل کیے ہیں اس کی طرف سے اتنا حصہ آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس روایت کو سالم نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

1267 سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ أَعْتَقَ نَصِيْبًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَهُوَ عَتِيقٌ مِنْ مَالِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

﴿﴾ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی

نام میں اپنے حصے کو آزاد کر دے اور اس کے پاس اتنا مال موجود ہو کہ وہ اس غلام کی قیمت تک پہنچتا ہو تو وہ غلام اس شخص کے مال میں سے آزاد شمار ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1268 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيْكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ أَعْتَقَ نَصِيْبًا أَوْ قَالَ شَقِيصًا فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَّصَهُ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ

مَالٌ قَوْمَ قِيَمَةِ عَدْلٍ ثُمَّ يُسْتَسْعَى فِي نَصِيْبِ الَّذِي لَمْ يُعْتَقْ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

إِسْنَادٍ يَكْبُرُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ شَقِيصًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَهَكَذَا رَوَى أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ

1268 - اخرجہ البخاری (186/5) کتاب العتق، باب: اذا اعتق نصيباً في عبد وليس مال استسعى العبد غير مشقوق عليه

على نحو الكتابة؛ حدیث (2527) ومسلم (1140/2) کتاب العتق، باب: ذكر سعاية العبد، حدیث (3-1503) وابو داؤد

(2423/3) کتاب العتق، باب: من ذكر السعاية في هذا الحديث، حدیث (3937-3938) وابن ماجه (844/2) کتاب

العتق، باب: من اعتق شركاء له في عبد، حدیث (2527) واخرجہ احمد (255/2، 347، 426، 468) والحيثی (467/2)

حدیث (1093) من طريق قتادة عن النضير بن انس عن بشير بن نهيك عن ابي هريرة فذكره.

قِتَادَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَمْرَ السَّعَايَةِ

مذاهب فقہاء: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي السَّعَايَةِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ السَّعَايَةَ فِي هَذَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ اسْحَقُ وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ غَرِمَ نَصِيْبَ صَاحِبِهِ وَعَتَقَ الْعَبْدَ مِنْ مَالِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ مِنَ الْعَبْدِ مَا عَتَقَ وَلَا يُسْتَسْعَى وَقَالُوا بِمَا رَوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی غلام میں (اپنے) حصے کو آزاد کر دے تو اس غلام کی آزادی اس شخص کے مال میں سے ہوگی اگر اس شخص کے پاس مال موجود ہو اگر اس کے پاس مال موجود نہیں ہوگا تو اس غلام کی مناسب قیمت لگائی جائے گی پھر وہ اپنے اس بقیہ حصے کے لیے محنت مزدوری کرے گا جو آزاد نہیں ہوا اس بارے میں اس کو مشقت کا شکار نہیں کیا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں ایک لفظ کا اختلاف ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس روایت کو ابان بن یزید نے قتادہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے سعید بن ابو عمرو نے نقل کیا ہے اور شعبہ نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

غلام سے مزدوری کروانے کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس سے مزدوری کروائی جائے گی۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں اسحق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترکہ ملکیت ہو اور ان میں سے کوئی ایک شخص اپنے حصے کو آزاد کر دے تو اگر اس ایک شخص کے پاس اتنا مال ہو جس کے ذریعے وہ اپنے بھائی کے حصے کی قیمت ادا کر سکتا ہو تو وہ غلام اس شخص کے مال میں سے آزاد شمار ہوگا اور اگر اس شخص کے پاس اتنا مال نہ ہو تو غلام کا اتنا حصہ آزاد شمار ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا تھا لیکن غلام سے مزدوری نہیں کروائی جائے گی۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی حدیث نقل کی گئی ہے (اس پر عمل کیا جائے گا)

اہل مدینہ اس بات کے قائل ہیں امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ

دیا ہے۔

شرح

ما قبل سے ربط:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”کتاب البیوع“ کے وسط میں ”کتاب الاحکام“ کی بحث شروع کر دی تھی یہاں تک ”کتاب الاحکام“ کی بحث ختم ہو چکی ہے اب یہاں سے دوبارہ ”کتاب البیوع“ کی باقی ماندہ بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔
نصف غلام آزاد کرنے کا مسئلہ:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ایک غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو مثلاً جمیل اور خالد کے درمیان جمیل اپنا نصف حصہ غلام آزاد کر دے جبکہ خالد آزاد نہ کرے۔ اس صورت میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ غلام نصف آزاد ہوگا اور نصف غلام رہے گا۔ اب خالد جائزہ لے گا کہ جمیل معسر ہے یا مؤسر؟ اس کے مؤسر (صاحب ثروت) ہونے کی صورت میں خالد کو تین اختیارات حاصل ہوں گے:

- (1) وہ بھی اپنے حصہ کا نصف غلام آزاد کر دے۔
- (2) یا خالد جمیل سے ضمان کا مطالبہ کرے کہ وہ نصف غلام کی قیمت ادا کر کے باقی ماندہ غلام بھی آزاد کر دے۔
- (3) یا خالد غلام سے ”سعایہ“ کرائے اور طے شدہ رقم جمع کروا کر آزاد ہو جائے۔

جمیل کے معسر (غریب) ہونے کی صورت میں خالد کو دو اختیار حاصل ہوں گے:

- (1) غلام سے ”سعایہ“ کرائے۔ (2) یا یہ بھی اپنا حصہ آزاد کر دے۔

آئمہ فقہ کی اس مسئلہ میں مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ عتق تجزی کو قبول کرتا ہے۔ لہذا یہ ممکن ہے کہ ایک وقت میں نصف

غلام آزاد ہو اور نصف غلام ہو۔ جب جمیل نے غلام کا نصف حصہ آزاد کیا تو غلام کا نصف حصہ آزاد ہوا تھا اور نصف غلامی میں تھا۔ اب اگر خالد بھی اپنا نصف حصہ آزاد کر دیتا ہے تو غلام کی ”ولاء“ جمیل اور خالد دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگی کیونکہ ولاء عتاق کے تابع ہوا کرتی ہے۔ اگر خالد جمیل سے ضمان کا مطالبہ کرے کہ باقی ماندہ نصف غلام بھی خرید کر آزاد کر دو اور قیمت مجھے دے دو۔ اس صورت میں غلام کی تمام ”ولاء“ کا مالک جمیل ہوگا۔ اس لیے کہ تمام غلام کی آزادی اس کی طرف سے ہوئی ہے۔ اگر خالد غلام سے سعایہ کرائے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ اس صورت میں غلام مکاتب قرار پائے گا۔ جب وہ کما کر حق مکاتب ادا کر دے گا تو اسے آزادی حاصل ہو جائے گی اس غلام کی مکاتب بھی نصف ہوگی۔ اس صورت میں بھی غلام کی نصف ”ولاء“ جمیل کو اور نصف خالد کو ملے گی۔

2- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جمیل کے مؤسر ہونے کی صورت میں عتق تجزی کو قبول نہیں کرتا جبکہ معسر

ہونے کی حالت میں تجزی کو قبول کرتا ہے۔ جمیل کے مال دار ہونے کی صورت میں نصف آزاد کرنے سے بھی غلام پورا آزاد ہو جائے گا جبکہ معسر (غریب) ہونے کی حالت میں نصف آزاد ہوگا۔ جمیل کے مؤسر ہونے کی صورت میں خالد کو حق حاصل ہوگا کہ باقی ماندہ غلام کی ضمان کا مطالبہ کرے کہ وہ (جمیل) نصف بھی آزاد کر دے اور اس کی رقم اس کے حوالے کر دے۔ اس صورت میں غلام پر ”سعایہ“ نہیں ہوگا۔ اگر جمیل غریب ہو تو غلام کا نصف آزاد ہو جائے گا جبکہ خالد کا نصف حصہ غلام رہے گا۔ اس صورت میں غلام ایک دن آزاد ہوگا اور ایک دن خالد کی ملک ہونے کی وجہ سے غلامی میں ہوگا۔

3- صاحبین کا نقطہ نظر ہے کہ عتق کسی صورت میں بھی تجزی کو قبول نہیں کرتا، جمیل کی مالی حالت خواہ کچھ بھی ہو اس کے نصف غلام آزاد کرنے سے باقی ماندہ نصف یعنی پورا غلام آزاد ہو جائے گا۔ خالد کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ جمیل سے نصف غلام کی ضمان کا مطالبہ کرے یا غلام سے ”سعایہ“ کرا سکتا ہے۔ غلام نصف قیمت لا کر خالد کو جمع کرائے گا۔ غلام کی ”ولاء“ بہر صورت جمیل کو ملے گی کیونکہ عتاق کا پروانہ اس کی طرف سے غلام کو ملتا تھا۔ جمیل کے معسر ہونے کی صورت میں خالد اس سے نصف ضمان کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ البتہ وہ غلام سے ”سعایہ“ کرانے کا مجاز ہوگا۔ اس صورت میں بھی غلام کی ”ولاء“ جمیل کو ملے گی کیونکہ عتق تجزی کو قبول نہیں کرتا۔ اس طرح پورا غلام جمیل کی طرف سے آزاد ہوا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمَرَى

باب 15- عمری کا بیان

1269 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ

سَمُرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا أَوْ مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَعَائِشَةَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ وَمُعَاوِيَةَ

﴿﴾ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عمری اس کے مالکان کے لیے جائز ہے

(راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جن کے لیے کیا گیا ہے ان کو میراث (کے طور پر) ملے گا۔

اس بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن

زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1270 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ أَنَّ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمَرَى لَهُ وَلَعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا لِأَنَّهُ

1269- اخرجہ احمد (22/13'8/5) والبوداؤد (293/3) کتاب البیوع، باب: فی العمری، حدیث (3549) من طریق قتادہ

عن الحسن عن سمرہ بن جندب قد کرہ۔

أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلَافِ رَوَايَةٍ: وَهَكَذَا رَوَى مَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَ رِوَايَةِ مَالِكٍ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ

الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكَرْ فِيهِ وَلِعَقِبِهِ

حَدِيثٍ دِكْرٍ: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَلَيْسَ فِيهَا لِعَقِبِهِ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبِ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا قَالَ هِيَ لَكَ حَيَاتِكَ وَلِعَقِبِكَ فَإِنَّهَا لِمَنْ

أَعْمَرَهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الْأَوَّلِ وَإِذَا لَمْ يَقُلْ لِعَقِبِكَ فَهِيَ رَاجِعَةٌ إِلَى الْأَوَّلِ إِذَا مَاتَ الْمُعْمَرُ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ

أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ

حَدِيثٍ دِكْرٍ: وَرَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا مَاتَ الْمُعْمَرُ فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ وَإِنْ لَمْ تُجْعَلْ لِعَقِبِهِ وَهُوَ قَوْلُ

سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو کوئی چیز عمری کے طور پر

دی گئی ہو تو وہ اس کی ملکیت ہوگی یا پسماندگان کی ملکیت ہوگی بے شک وہ چیز اس کی ہوگی جسے دی گئی ہے جس شخص نے دی ہے۔ وہ

اسے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اس نے اس طریقے سے دی ہے: جس میں وراثت کا حکم جاری ہو جائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

معمر اور دیگر راویوں نے اسے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے امام مالک رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

بعض راویوں نے اسے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ لفظ نقل نہیں کیے ”اس کے پسماندگان کے لیے

بھی ہوگی“۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

”عمری اس کے اہل کے لیے جائز ہے اس میں اس کے پسماندگان کا حصہ نہیں ہوگا۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی یہ کہے: یہ تمہاری زندگی میں اور تمہارے

بعد بھی تمہارا ہے تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگا جس کو یہ دیا گیا ہے اب یہ پہلے شخص کی طرف واپس نہیں جائے گا، لیکن اگر وہ شخص یہ

نہیں کہتا کہ تمہارے بعد بھی ہوگا تو یہ پہلے شخص کی طرف واپس آجائے گا جب وہ دوسرا شخص فوت ہو جائے گا جسے عمری کے طور پر

چیز دی گئی تھی۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں دیگر حوالوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی گئی ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: عمری اس شخص کے لیے درست ہے جس کو دیا گیا ہو۔
بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو وہ اس کے وارثوں کو ملے گی اگرچہ وہ اس کے پسماندگان کے نام نہیں کی گئی تھی۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّقْبِيِّ

باب 16- رقبی کا حکم

1271 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْعُمَرِيُّ جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَالرَّقْبِيُّ جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اختلاف سند: وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ جَابِرٍ مَوْقُوفًا وَلَمْ يَرْفَعَهُ
مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وغيرہم ان الرقبی جائزۃ مثل العمری

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَفَرَّقَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ بَيْنَ الْعُمَرِيِّ وَالرَّقْبِيِّ فَاجَازُوا
العمری ولم یجیزوا الرقبی

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَتَفْسِيرُ الرَّقْبِيِّ أَنْ يَقُولَ هَذَا الشَّيْءُ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنْ مِتَّ قَبْلِي فَهِيَ
رَاجِعَةٌ إِلَيَّ وَقَالَ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ الرَّقْبِيُّ مِثْلُ الْعُمَرِيِّ وَهِيَ لِمَنْ أُعْطِيَهَا وَلَا تَرْجِعُ إِلَى الْأَوَّلِ

1270- اخرجہ البخاری (282/5) کتاب الہبۃ، باب: ما قيل يف العمري والرقبي، حديث (2625) ومسلم (1245/3) كتاب الہبات، باب: العمري، حديث (1265/22) وابو داؤد (294/3) كتاب البيوع، باب: من قال فيه ولعقبه، حديث (3553) والنسائي (275/6) كتاب العمري، باب: الاختلاف، على الزهري فيه، حديث (3745) وابن ماجه (796/2) كتاب الہبات، باب: العمري، حديث (2380) واحمد (399'360/3) (68,67/5) من طريق ابن شهاب عن ابي سلمة عن جابر بن عبد الله فذكره.

1271- اخرجہ احمد (303/3) وابو داؤد (295/3) كتاب البيوع، باب: في الرقبی، حديث (3558) والنسائي (274/6) كتاب العمري، باب: ذكر الاختلاف لالفاظ الناقلين لخبير جابر في العمري، حديث (3739) وابن ماجه (797/2) كتاب الہبات، باب: الرقبی، حديث (3383) من طريق داؤد بن ابي هند عن ابي الزهیر عن جابر بن عبد الله فذكره.

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو یہ اس کے لیے جائز ہے اور جس شخص کو رقی کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو یہ اس کے لیے جائز ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

بعض راویوں نے اسے ابو زبیر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔
نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان کے نزدیک عمری کی طرح رقی بھی جائز ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

کوفہ اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے عمری اور رقی کے درمیان فرق کیا ہے۔

ان حضرات نے عمری کو جائز قرار دیا ہے۔ البتہ انہوں نے رقی کو جائز قرار نہیں دیا۔

رقی کی تفسیر یہ ہے: کوئی شخص یہ کہے جب تک تم زندہ ہو یہ چیز تمہاری ہے، اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو گئے، تو یہ میری طرف واپس آ جائے گی۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رقی کا حکم بھی عمری کی طرح ہے اور یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے دی گئی ہے اور یہ پہلے شخص کی طرف واپس نہیں آئے گی۔

شرح

کسی کو جائیداد کا مالک بنانے کے لیے لفظ عمری اور رقی کے استعمال کی صورت:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو ابواب میں تین احادیث مبارکہ کی تخریج فرمائی ہے، ان احادیث کا تعلق ایسے معاشرہ سے ہے جس میں عربی زبان استعمال ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص کسی کو اپنی جائیداد کا مالک بنانے کے لیے لفظ عمری یا رقی استعمال کرتا ہو ایوں کہے:

هذه الدار لك عمرى يا هذه الدار لك رقبى يا اعمرتك هذه الدار يا ارقبتك .
(یعنی اس گھر کا تو مالک ہے۔)

دریافت طلب یہ بات ہے کہ ان فقرات سے موہوب لہ بطور ہبہ گھر کا مالک بنے گا یا بطور عاریہ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مدار عرف پر ہے۔ اگر عرف میں ان الفاظ سے ”ہبہ“ مراد لیا جاتا ہو تو وہ ”ہبہ“ ہوگا اور اس پر ہبہ کے احکام جاری ہوں گے کہ موہوب لہ اس گھر کا مالک بن جائے گا، تاحیات اس سے انتفاع حاصل کرے گا اور مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہوگی۔ اگر عرف میں ان الفاظ سے ”عاریت“ مراد لیا جاتا ہے تو معمر لہ کے پاس وہ گھر ”عاریت“ کی حیثیت سے ہوگا۔ اس پر عاریت کے احکام جاری ہوں گے۔ معمر لہ اس گھر سے تاحیات استفادہ کرے گا اور اس کے مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری نہیں ہوگی بلکہ

مالک کی طرف واپس لوٹ جائے گا۔ اگر مالک موجود نہ ہو یعنی فوت ہو چکا ہو تو وہ گھر اس کے ورثاء کی ملک میں چلا جائے گا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی الفاظ عمری اور قحی کے ذریعے جائیداد منتقل کرنے کا طریقہ تھا مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی اصلاح کے ساتھ اسے باقی رکھا ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّلْحِ بَيْنَ النَّاسِ

باب 17- لوگوں کے درمیان صلح کرنے کا بیان

1272 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفِ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ حَدِيث: الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا وَالْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ کثیر بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کے درمیان صلح کروانا جائز ہے صرف اس صلح کا حکم مختلف ہے جو کسی حلال کو حرام کر دے یا کسی حرام کو حلال کر دے اور مسلمان اپنی شرائط پوری کھیں گے ماسوائے اس شرط کے جو کسی حلال کو حرام کر دے یا حرام کو حلال کر دے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مصالحت کا طریق کار:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگوں میں تنازع ہو جائے تو فریقین کے درمیان مصالحت کرانا بہت بڑی نیکی ہے۔ لہذا مصالحت کرانے میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیے۔ مصالحت کے دوران اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ ایسی شرط پر مصالحت ہرگز نہ کرائی جائے جو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہو اور اس سے کسی حلال چیز کو حرام یا حرام چیز کو حلال کرنا لازم آتا ہو۔ تاہم مصالحت کے دوران ایسی شرائط عائد کی جاسکتی ہیں جو شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی ادارہ، کسی انجمن یا سلطنت کے اساسی دستور میں جو چاہیں دفعات یا شرائط شامل کر سکتے ہیں لیکن ایسی کوئی شرط یا دفعہ نہیں ہونی چاہیے جو شریعت کے خلاف ہو یا اس کی منظوری کے بعد اس پر عمل کرنا دشوار ہو۔

1272- اخرجہ ابن ماجہ (788/2) کتاب الاحکام، باب: الصلح، حدیث (2353) من طریق کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیہ عن جدہ فذکرہ.

مصالحت کی صورت میں مذاہبِ آئمہ:

جب دو شخصوں کا کسی معاملہ میں تنازع ہو جائے مثلاً مکان میں جھگڑا ہوا جو زید کا ہے مگر اس پر بکر قابض ہو تو مصالحت کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

(1) اقرار: بکر اس بات کا اقرار کرتا ہو کہ مکان اس کا نہیں بلکہ زید کا ہے۔

(2) انکار: بکر اس بات کا انکار کرتا ہو کہ وہ مکان زید کا ہے لیکن عدالت میں آمد و رفت کی ذلت سے بچنے کے لیے وہ صلح کرنا

چاہتا ہو۔

(3) سکوت: بکر مکان پر قابض ہونے کے باوجود سکوت اختیار کیے ہوئے ہے۔ وہ زید کے مکان کا نہ اقرار کرتا ہے اور نہ

انکار کرتا ہے لیکن صلح پسند ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تینوں صورتوں میں مصالحت ہو سکتی ہے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ پہلی (اقرار والی) صورت میں مصالحت ہو سکتی ہے مگر آخری دو صورتوں میں مصالحت جائز نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَضَعُ عَلَى حَائِطِ جَارِهِ خَشَبًا

باب 18- جو شخص اپنے پڑوسی کی دیوار میں شہتیر لگائے

1273 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ

الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ حَدِيثٌ: إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ فَلَا يَمْنَعُهُ فَلَمَّا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ

طَاطَنُوا رُؤُسَهُمْ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللَّهِ لَا رَمِينَ بَهَا بَيْنَ اكْتِفَاكُمْ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَرَوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ

الْعِلْمِ مِنْهُمْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالُوا لَهُ أَنْ يَمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَضَعَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ

1273- أخرجه في السؤطا (745/2) كتاب الاقضية، باب: القضاء في الفرق، حديث (32) واحد (396/274/240/2)

والبخاری (131/5) كتاب النظام، باب: لا يمنع جار جاره ان يغرز خشبة في جداره، حديث (2463) ومسلم (1230/3)

كتاب الساقاة، باب: غرز الخشب في جدار الجار، حديث (136-1609) واهو داؤد (314/3) كتاب الاقضية، باب: ابواب من

القضاء، حديث (3634) وابن ماجه (782/2) كتاب الاحكام، باب: الرجل يضع خشبة على جدار جاره، حديث (2235)

والحمیدی (461/2) حديث (1076) من طريق الزهري عن الاعرج عن ابى هريرة فذكره.

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کسی شخص کا پڑوسی اس سے یہ اجازت مانگے، کہ وہ اس کی دیوار میں اپنا شہتیر لگالے تو وہ شخص اسے منع نہ کرے۔

جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو لوگوں نے اپنے سروں کو جھکا لیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں، تم اس سے اعراض کر رہے ہو تو اللہ کی قسم! میں اس وجہ سے تمہارے کندھوں کے درمیان ماروں گا۔ اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم سے یہ روایت نقل کی گئی ہے جن میں سے ایک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، وہ یہ فرماتے ہیں: دوسرے شخص کو یہ حق حاصل ہے: وہ اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں شہتیر لگانے سے منع کر دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلی رائے درست ہے۔

شرح

پڑوسی کی دیوار پر شہتیر رکھنے کی حیثیت میں مذاہبِ آئمہ:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ہمسائے کی دیوار پر شہتیر رکھنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ اسے منع نہ کرے کیونکہ یہ ہمسائے کا حق ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہمسائے کی طرف سے دیوار پر شہتیر رکھنے کی اجازت طلب کرنے پر جو اسے اجازت دی جائے گی اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقوف ہے کہ یہ حق واجب ہے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ حکم استحباب اور مروت و اخلاق سے متعلق ہے۔ جمہور نے بھی حدیث باب سے استدلال کیا ہے اور حدیث باب کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے استحباب کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى مَا يُصَدِّقُهُ صَاحِبُهُ

باب 19- قسم (کا وہ مفہوم مراد ہوگا) جس کی تمہارا ساتھی تصدیق کرے

1274 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ الْمَعْنِيُّ وَاحِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

1374- اخرجہ احمد (228/2) ومسلم (1274/30) کتاب الایمان، باب: یمین الحالف عیل نية المستحلف، حدیث (1653-20) وابو داؤد (224/3) کتاب الایمان والنذور، باب: المعارض فی الیمین، حدیث (3255) وابن ماجہ (486/1) کتاب الکفارات، باب: من وری فی یمینہ، حدیث (2121) والدارمی (187/2) کتاب النذور والایمان، باب: الرجل یحلف علی التیء وهو یورک علی یمینہ، من طریق عبد اللہ بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرة فذکرہ.

صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْيَمِينُ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ بِهِ صَاحِبُكَ وَقَالَ قَتَيْبَةُ عَلَى مَا صَدَّقَكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هُشَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ أَبِي صَالِحٍ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ هُوَ أَخُو سَهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَرَوَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ

النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَالِنِّيَّةُ نِيَّةُ الْحَالِفِ وَإِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ مَظْلُومًا فَالِنِّيَّةُ نِيَّةُ الَّذِي اسْتَحْلَفَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قسم کا وہ معنی مراد ہوگا جس میں تمہارا ساتھی تمہاری تصدیق کرے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف ہشیم کی عبد اللہ بن ابوصالح کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

عبد اللہ بن ابوصالح نامی یہ راوی سہیل بن ابوصالح کے بھائی ہیں۔ اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے ابراہیم نخعی سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اگر قسم لینے والا شخص ظالم ہو تو اس بارے میں قسم اٹھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا اور اگر قسم لینے والا شخص مظلوم ہو تو اس بارے میں اس شخص کی نیت کا اعتبار ہوگا جو قسم لے رہا ہو۔

شرح

قسم میں تو یہ کہ عدم جواز کا مسئلہ:

حدیث باب میں عام قسم مراد نہیں ہے جو لوگ کھاتے ہیں بلکہ یہاں وہ قسم مراد ہے جو مدعی کے مطالبہ پر اور قاضی کے حکم سے مدعا علیہ عدالت میں کھاتا ہے۔ مثلاً مدعی نے ایک شخص کو چور قرار دیا اور قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ قاضی نے اس بارے میں گواہ پیش کرنے کا کہا مگر وہ گواہ پیش نہ کر سکا۔ پھر قاضی نے فیصلہ کرنے کے لیے مدعا علیہ کو قسم کھانے کا حکم دیا تو اس نے رقم کی لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے قسم کھالی اور نیت یہ کہ اس کی جیب میں رقم نہیں ہے اسے تو یہ کہا جاتا ہے جو ناجائز ہے بلکہ قسم سے مراد وہ قسم ہوگی جو مدعی کے مطالبہ پر قاضی عدالت میں مدعا علیہ سے لینا چاہتا ہے۔ اگر مدعا علیہ مظلوم ہو تو تو یہ کی گنجائش ہے اور اگر ظالم ہو تو تو یہ کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّرِيقِ إِذَا اخْتَلَفَ فِيهِ كَمْ يُجْعَلُ

باب 20- جب راستے کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو اسے کتنا رکھا جائے؟

1275 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدِ الضَّبَعِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَدَّثَنَا فِي الطَّرِيقِ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: راستے کو سات گز (چوڑا) رکھو۔

1276 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بَشِيرِ بْنِ كَعْبِ الْعَدَوِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَدَّثَنَا فِي الطَّرِيقِ فَاجْعَلُوهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ وَكِيعٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بَشِيرِ بْنِ كَعْبِ الْعَدَوِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب راستے کے بارے میں تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو اسے سات گز تک رکھو۔

یہ روایت وکیع سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت منقول ہے۔

بشیر بن کعب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض راویوں نے اسے قتادہ کے حوالے سے، بشیر بن نہیک کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، تاہم اس کی

1375- لم يخرجہ من اصحاب الكتب الستة سوى الترمذی، ينظر تحفة الاشراف، (306/9) حدیث (12218) واخرجه ابن ماجه (783/2) كتاب الاحکام، باب: اذا تشاجروا في قدر الطريق حدیث (2338) من طريق بشير بن كعب عن ابي هريرة به.

1276- اخرجه احمد (474'429/2) وابو داؤد (314/3) كتاب الاقضية باب: ابواب من القضاء، حدیث (3633) وابن ماجه (784-783/2) كتاب الاحکام، باب: اذا تشاجروا في قدر الطريق، حدیث (2338) من طريق قتاده عن بشير بن كعب العدوي عن ابي هريرة فذكره، واخرجه البخاري (141/5) كتاب المظالم، باب: اذا اختلفوا في الطريق حدیث (2473) من طريق الزبير بن خريت عن عكرمة عن ابي هريرة بنحوه، واخرجه مسلم (1232/3) كتاب الساقاة، باب: قدر الطريق اذا اختلفوا فيه، حدیث (1613-143) من طريق خالد العذاء عن يوسف بن عبد الله عن ابيه عن ابي هريرة بنحوه فذكره.

سند محفوظ نہیں ہے۔

شرح

تنازع کی صورت میں راستہ کی مقدار کا تعین:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ نئی بستی آباد کرتے وقت یا مشترک زمین کی تقسیم کاری کے وقت راستہ کاٹنے میں لوگوں کا باہم تنازع ہو جائے تو اس کا واحد حل یہ ہے کہ سات ہاتھ راستہ کا تعین کیا جائے۔ اتنی مقدار میں راستہ میں حکمت یہ ہے کہ اتنی وسیع سڑک سے دو طرفہ ٹریفک کی آمد و رفت با آسانی جاری رہ سکتی ہے اور بیک وقت دو ٹرک گزر سکتے ہیں۔ اس مقدار سے زائد وسیع راستہ اسراف کے زمرے میں آتا ہے۔ اگر راستہ کاٹتے وقت تنازع کی صورت پیدا نہ ہو تو اس سے کم مقدار میں راستہ رکھا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْيِيرِ الْغُلَامِ بَيْنَ أَبِيهِ إِذَا افْتَرَقَا

باب 21 - بچے کو اس کے ماں باپ کے درمیان (کسی ایک کے ساتھ رکھنے)

کا اختیار دینا جب ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے

1277 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ الثَّلَعِيِّ

عَنْ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ غُلَامًا بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَدِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: وَأَبُو مَيْمُونَةَ اسْمُهُ سَلِيمٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَعَبْرِهِمْ قَالُوا يُخَيَّرُ الْغُلَامُ بَيْنَ أَبِيهِ إِذَا وَقَعَتْ بَيْنَهُمَا الْمُنَازَعَةُ فِي الْوَلَدِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَقَالَ مَا كَانَ الْوَلَدُ صَغِيرًا فَالْأُمَّ أَحَقُّ فَإِذَا بَلَغَ الْغُلَامُ سَبْعَ سِنِينَ خُيِّرَ بَيْنَ أَبِيهِ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: هِلَالُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ هُوَ هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ أُسَامَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي

1277 - اخرجہ احمد (447/2) و ابو داؤد (284-283/2) کتاب الاطلاق باب: من احق بالولد حدیث (2277) وابن

ماجہ (788-787/2) کتاب الاحکام باب: تخيير الصبي بين ابويه حدیث (2351) والنسائي (185/6) کتاب الطلاق

باب: اسلام احد الزوجين وتخير الولد حدیث (3496) والدارمي (170/2) کتاب الاطلاق باب: تخيير الصبي بين ابويه

والحمیدی (464/2) حدیث (1083) من طريق هلال بن ابی ميمونة الثلعي عن ابی ميمونة عن ابی هريرة فذكره.

كَثِيرٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَفَلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک بچے کو اس کے باپ اور اس کی ماں کے درمیان (یعنی کسی ایک کے ساتھ رہنے) کا اختیار دیا تھا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عبدالحمید بن جعفر کے دادا سے بھی حدیث منقول ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو میمونہ نامی راوی کا نام سلیم ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طباقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: بچے کو ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ رہنے کا اختیار ہوگا، جب بچے کے بارے میں ماں باپ کے درمیان اختلاف ہو جائے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں، یہ دونوں فرماتے ہیں: جب تک بچہ کم سن ہو تو ماں اس کی زیادہ چہرہ ہوگی، لیکن جب وہ سات سال کی عمر کا ہو جائے، اسے ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ رہنے کا اختیار دیا جائے گا۔
ہلال بن ابو میمونہ نامی راوی ہلال بن علی بن اسامہ ہیں یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔
یحییٰ بن کثیر، امام مالک اور فلیح بن سلیمان نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

والدین میں جدائی کی صورت میں بچے کی کفالت میں مذاہبِ آئمہ:

جب والدین کے درمیان طلاق کی صورت میں جدائی ہو جائے تو اولاد کی پرورش کون کرے گا؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ آٹھ سال تک بچہ کی پرورش والدہ کرے گی اور بعد ازاں لڑکی ہو یا لڑکا اسے باپ کی پرورش میں دے دیا جائے گا۔ اگر باپ موجود نہ ہو تو اس کے ورثاء کے سپرد کر دیا جائے گا۔

2- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سات سال کی عمر تک بچے کی پرورش کا حق والدہ کو حاصل ہے، جبکہ اس کے بعد بچے کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ والدہ کے ساتھ رہنا چاہتا ہے یا والد کے ساتھ۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ حدیث باب میں دو سال سے کم عمر کے بچے کا ذکر ہے جو بے شعور تھا۔

حدیث باب کا شان و ورود:

حدیث باب میں تفصیلی اور اصل حدیث کا ایک حصہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ پورا واقعہ اس طرح ہے کہ زوجین میں سے شوہر اسلام قبول کر کے مسلمان ہو گیا جبکہ بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کا ایک بچہ تھا جس کی عمر دو سال سے بھی کم تھی۔ اسلام کے سبب زوجین میں تفریق ہو گئی اور دونوں بچے کا فیصلہ کرانے کے لیے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ظاہری طور پر بچے کا فیصلہ کرنا دشوار محسوس ہوا کیونکہ اگر آپ اسے والد کے سپرد کر دیتے تو لوگ کہتے ہیں کہ بچے کو والدہ سے جدا کر دیا گیا ہے اور اگر والدہ کے سپرد کرتے تو یہ بات منظر عام پر آتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کا فرہ والدہ کے سپرد کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو پکڑ لیا اور والدین کو مسجد کے دونوں کونوں میں بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر بچے کو دونوں کے درمیان چھوڑ دیا اور دونوں کو اجازت دی کہ وہ بچے کو اپنی طرف بلا لیں۔ قدرتی طور پر بچہ ماں سے زیادہ مانوس ہوتا ہے اور والدہ کو بچہ اپنے پاس بلانے کا طریقہ بھی بہتر آتا ہے۔ جب زوجین نے بچے کو بلایا تو بچہ والدہ کی طرف چل پڑا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: "اے اللہ! تو اسے صحیح راستہ کی رہنمائی فرما"۔ اس دعا کے نتیجے میں بچہ ماں کی بجائے باپ کی طرف مڑ گیا اور اپنے والد کے پاس پہنچ گیا تو اس نے بچے کو اپنی پرورش میں لے لیا۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوَالِدَ يَأْخُذُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ

باب 22- باپ اپنے بیٹے کے مال میں سے (کچھ بھی) وصول کر سکتا ہے

1278 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ

بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ حَدِيثٌ: إِنْ أَطِيبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَإِنْ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف سند: وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَكْثَرُهُمْ قَالُوا عَنْ عَمَّتِهِ

عَنْ عَائِشَةَ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

قَالُوا إِنْ يَدَ الْوَالِدِ مَبْسُوطَةٌ فِي مَالِ وَلَدِهِ يَأْخُذُ مَا شَاءَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَأْخُذُ مِنْ مَالِهِ إِلَّا عِنْدَ الْحَاجَةِ إِلَيْهِ

1278- اخرجہ احمد (173, 162/6) وابو داؤد (289'288/3) کتاب البيوع' باب: في الرجل يأكل من مال ولده' حدیث

(3528) والنسائی (241'240/7) کتاب البيوع' باب: الحث على الكسب' حدیث (4450) وابن ماجه (769-768/2)

کتاب التجارات' باب: ما للرجل من مال ولده' حدیث (2290) والدارمی (247/2) کتاب البيوع' باب: الكسب' والحمیدی

(120/1) حدیث (246) من طریق الاعمش عن عمارة بن عمير عن عمته عن عائشة به.

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے پاکیزہ چیز جو تم کھاتے ہو وہ تمہاری اپنی کمائی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔

اس بیان سے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض راویوں نے اسے عمارہ بن عمیر کے حوالے سے ان کی والدہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

اکثر راویوں نے یہ بات بیان کی ہے: یہ ان کی پھوپھی کی حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

بعض اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: والد کا ہاتھ اس کی اولاد کے مال میں پھیل سکتا ہے۔ وہ جتنا چاہے لے سکتا ہے۔

بعض راویوں نے یہ بات بیان کی ہے: وہ اپنی اولاد کے مال میں سے صرف اس وقت دے سکتا ہے جب اسے اس کی

ضرورت ہو۔

شرح

اولاد کے مال میں باپ کا تصرف:

اولاد کا کمایا ہوا مال اولاد کا ہوتا ہے۔ وہ باپ کا نہیں ہوتا۔ ہاں بوقت ضرورت باپ اپنی اولاد کے مال سے استفادہ کر سکتا ہے۔ اس کی دلیل حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ان کے والد گرامی نے اپنے ایک لڑکے کو غلام بطور عطیہ فراہم کیا، اس پر گواہ بنانے کے لیے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”کیا تم اپنی تمام اولاد کو اس طرح عطیہ فراہم کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: ”نہیں!“ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پھر تم اس سے یہ واپس لے لو۔“ (جامع ترمذی حدیث: 1288) ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں اس ظلم پر گواہ بننا پسند نہیں کرتا،“ ظلم کی صورت تب ہوگی جب باپ اپنی کچھ اولاد کو عطیات سے نوازے اور دوسروں کو محروم رکھے۔ ترجیح کا تحقق اس وقت ہوگا جب اولاد کو دیا ہوا مال باپ کی ملکیت سے خارج ہو جائے اور اولاد کا ہو جائے۔ بطور نتیجہ یوں کہا جا سکتا ہے اولاد کا کمایا ہوا مال اولاد کا ہوتا ہے۔ وہ باپ کا نہیں ہوتا تاہم وہ بوقت ضرورت اولاد کے مال میں تصرف کر سکتا ہے اور اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔

فائدہ نافعہ: جب اولاد قدرے بڑی ہو جائے تو باپ کمانا چھوڑ دیتا ہے کہ اب اولاد نے کمانا شروع کر دیا ہے، لہذا مجھے آرام کی ضرورت ہے، یہ طریقہ بھی غلط ہے جب تک اللہ تعالیٰ نے طاقت و قوت سے نوازا ہے انسان کو ہمت ہار کر ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ طاقت کے مطابق کسب حلال کی جدوجہد جاری رکھنی چاہیے اسی طرح بعض لوگ بالکل بوڑھے ہو جاتے ہیں اور ہمت و طاقت نہیں رہتی تب بھی وہ خود دار ہو کر کمانے میں مصروف دکھائی دیتے اور کہتے ہیں کہ اولاد کا محتاج نہیں ہونا چاہیے اور

ان کے ٹکڑوں پر نہیں پلنا چاہیے۔ یہ بھی درست نہیں ہے اس حالت میں اولاد پر فرض عائد ہوتا ہے کہ والدین کی خدمات و ضروریات کا فریضہ نبھائیں اور اللہ تعالیٰ کو خوش کریں۔

سوال: مذکورہ بحث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اولاد کا مال باپ کا مال ہوتا ہے اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انت ومالك لا بیک" تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے؟
جواب: اس روایت میں لام تملیک کا نہیں ہے بلکہ اباحت و جواز کے لیے۔ ورنہ اولاد کے مال پر زکوٰۃ حج صدقہ فطر اور عشر واجب نہ ہوتا اور نہ ہی اس میں وراثت کا قانون جاری ہوتا۔ تاہم والدین نحیف و کمزور ہو جائیں اور ان میں کمانے کی ہمت و طاقت نہ رہے تو اس صورت میں اولاد پر از خود والدین کی خدمت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَكْسِرُ لَهُ الشَّيْءُ مَا يُحْكَمُ لَهُ مِنْ مَالِ الْكَاسِرِ

باب 23- جب کسی شخص کی کوئی چیز توڑ دی جائے تو توڑنے والے کے مال میں سے اس شخص کے حق میں کیا فیصلہ دیا جائے؟

1279 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ

أَنَسٍ قَالَ

متن حدیث: أَهْدَتْ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فِي قَصْعَةٍ فَضْرَبَتْ عَائِشَةُ الْقَصْعَةَ بِيَدِهَا فَالْقَتْ مَا فِيهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ بِطَعَامٍ وَإِنَاءٌ بِإِنَاءٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ نے ایک پیالے میں کوئی چیز تھنے کے طور پر بھیجی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ مار کر اس پیالے کو (کھانے سمیت) گرا دیا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھانے کے بدلے میں کھانا ہوگا اور برتن کے بدلے میں برتن (ادا کرنا ہوگا)۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1280 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَارَ قَصْعَةً فَضَاعَتْ فَضَمِنَهَا لَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَيْرٌ مَحْفُوظٌ وَإِنَّمَا أَرَادَ عِنْدِي سُوَيْدُ الْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ

1279- اخرجہ البخاری (148/5) کتاب النظام: باب: اذا كسر قصعة او شيئا لغيره حديث (2481) و ابو داود (297/3) كتاب البيوع: باب: فيمن افسدا شيئا يفرم مثله: حديث (3567) والنسائي (70/7) كتاب عشرة النساء: باب: الغيرة: حديث (3955) وابن ماجه (782/2) كتاب الاحكام: باب: الحكم فيمن كسر شيئا: حديث (2334) والدارمي (264/2) كتاب البيوع: باب: من كسر شيئا فعليه: مثله: واحد (105/3) من طريق حميد عن انس به.

الثَّوْرِيُّ وَحَدِيثُ الثَّوْرِيِّ أَصَحُّ

توضیح راوی: اسْمُ أَبِي دَاوُدَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک پیالہ کسی سے ادھار لیا وہ ضائع ہو گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا معاوضہ انہیں ادا کیا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث محفوظ نہیں ہے۔ میرے خیال میں سوید نے اس حدیث کے ذریعے وہ حدیث مراد لی ہے جسے ثوری نے روایت کیا ہے۔ ثوری سے منقول روایات زیادہ مستند ہے۔

شرح

مال ضائع ہونے پر ضمان:

جب کسی کی کوئی چیز ضائع ہو جائے تو ضائع کرنے والے پر اس کا ضمان ضروری ہے۔ ضائع شدہ چیز اگر مثلی ہو تو ضمان بالمثل واجب ہوگا اور اگر وہ چیز مثلی نہ ہو تو ضمان بالقیمت واجب ہوگا۔ اس کی دلیل احادیث باب ہیں، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سالن سمیت رکابی توڑ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالن سمیت ضمان ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔

سوال: عہد اہاتھ مار کر سالن گرانا اور برتن توڑنا معیوب عمل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا کیوں کیا تھا؟
جواب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے ہاں تشریف فرما تھے۔ کسی ام المؤمنین نے برتن میں سالن ڈال کر آپ کے گھر بھیجا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتقاضائے بشریت غیرت کھا کر عہد اہاتھ مار کر سالن گرادیا اور برتن توڑ دیا۔ آپ نے یہ خیال کیا کہ جب باری میری ہے تو پھر دوسری بیوی نے کھانا کیوں بھیجا ہے؟

سوال: جب زمانہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں برتن مثلی نہیں تھے تو ضمان مثلی واجب قرار دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں فرمانا: ”طعام بطعام و اناء باناء“ کھانا کی ضمانت کھانا ہے اور برتن کی ضمانت برتن ہے، کیسے ہو سکتا ہے؟
جواب: الفاظ حدیث: ”اناء باناء“ سے مراد وجوب ضمان بیان کرنا ہے جبکہ ضمان بالمثل اور ضمان بالقیمت بیان کرنا ہرگز مقصود نہیں تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ بُلُوغِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ

باب 24 - مرد اور عورت کے بالغ ہونے کی حد

1281 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ يُوْسُفَ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَيْشٍ وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعِ عَشْرَةَ فَلَمْ يَقْبَلْنِي
فَعُرِضْتُ عَلَيْهِ مِنْ قَابِلٍ فِي جَيْشٍ وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةَ لَقِبَلْنِي
 قَالَ نَافِعٌ وَحَدَّثْتُ بِهِذَا الْحَدِيثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ ثُمَّ كَتَبَ
 أَنْ يُفْرَضَ لِمَنْ يَبْلُغُ الْخَمْسَ عَشْرَةَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ أَنَّ هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الصَّغِيرِ
وَالْكَبِيرِ وَذَكَرَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِهِ

قَالَ نَافِعٌ فَحَدَّثَنَا بِهِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الذَّرِيَّةِ وَالْمُقَاتِلَةِ
 حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ
وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ يَرَوْنَ أَنَّ الْغُلَامَ إِذَا اسْتَكْمَلَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَحُكْمُهُ حُكْمُ الرِّجَالِ وَإِنْ ائْتَلَمَ قَبْلَ
خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَحُكْمُهُ حُكْمُ الرِّجَالِ وَقَالَ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ الْبُلُوغُ ثَلَاثَةُ مَنَازِلَ بُلُوغُ خَمْسَ عَشْرَةَ أَوْ
الْإِخْتِلَامُ فَإِنْ لَمْ يُعْرَفْ سِنُهُ وَلَا ائْتَلَمَهُ فَأَلْبَنَاتُ يَعْنِي الْعَانَةَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے سامنے لشکر میں شامل ہونے کے لیے پیش کیا گیا میں
 اس وقت چودہ سال کا تھا نبی اکرم ﷺ نے مجھے قبول نہیں کیا۔ پھر اگلے سال ایک لشکر کے لیے مجھے پیش کیا گیا میں اس وقت پندرہ
 سال کا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے قبول کر لیا۔

نافع بیان کرتے ہیں: میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو سنائی تو انہوں نے فرمایا: نابالغ اور بالغ کے درمیان
 یہ حد ہے پھر انہوں نے یہ تحریر کیا: جو پندرہ سال کا ہو جائے اس کا حصہ مقرر کر دیا جائے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

تاہم اس میں یہ مذکور نہیں ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان بھیجا تھا: کم سن اور بالغ کے درمیان حد یہ ہے۔

ابن عیینہ نے اپنی حدیث میں یہ بات نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو سنائی
 تو انہوں نے فرمایا: قیدی بنائے جانے والوں اور جنگجوؤں لوگوں کے درمیان یہ حد ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، ابن مبارک رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے یہ

حضرات اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی لڑکا مکمل پندرہ سال کا ہو جائے تو اس کا حکم مردوں کا سا ہوگا اور اگر پندرہ سال سے پہلے

(اسے احتلام ہو جائے) تو بھی اس کا حکم مردوں کا سا ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بلوغت کی تین علامات ہیں پندرہ سال کا ہو جانا یا احتلام ہو جانا اگر سال کا یا احتلام نہیں پتہ چلتا تو بالوں کا اُگ آنا یعنی زریناف بالوں کا (اُگ جانا بلوغت کی دلیل شمار ہوگا)

شرح

عمر بلوغت میں مذاہبِ آئمہ:

نابالغ لڑکا اور لڑکی کس عمر میں حد بلوغت کو پہنچ جاتے ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- 1- جمہور آئمہ فقہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جب بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو لڑکی اور لڑکا کی عمر پندرہ سال کی ہو جائے تو وہ بالغ ہو جائیں گے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔
- 2- بعض فقہاء کی رائے ہے کہ لڑکی نو سال سے قبل اور لڑکا بارہ سال سے پہلے بالغ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد جب بھی علامات بلوغ پائی جائیں تو بالغ ہو جائیں گے۔ تاہم پندرہ سال کی عمر ہونے پر وہ بالغ قرار دیے جائیں گے۔
- 3- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ لڑکی سترہ سال اور لڑکا اٹھارہ سال کا بالغ ہو جائے گا۔ بلوغت کے حوالے سے احناف کا فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔

فائدہ نافعہ: لڑکے کے بلوغ کی پانچ علامات ہیں:

- (1) احتلام ہونا (2) حاملہ کرنا (3) انزال ہونا (4) زریناف بال آنا (5) بغلوں کے بال ظاہر ہونا۔
- لڑکی کے بلوغ کی دو علامات ہیں:
- (1) احتلام ہونا (2) حاملہ ہونا

بَابُ فِيمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ

باب 25- جو شخص اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لے

1282 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ

الْبَرَاءِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَرَّ بِي خَالِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَمَعَهُ لِيَاءٌ فَقُلْتُ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

1282- اخرجه احمد (297/295/292/290/4) و ابو داؤد (157/4) كتاب الحدود' باب: في الرجل يزني بحريمه' حديث (4457) والنسائي (109/6) كتاب النكاح' باب: نكاح ما نكح الابهاء' حديث (3331) وابن ماجه (869/2) كتاب الحدود' باب: من تزوج امرأة ابيه من بعده' حديث (2607) والدارمي (153) كتاب النكاح' باب: لرجل يتزوج امرأة ابيه' من طريق اشعث عن عدی بن ثابت عن البراء عن عازب فذكره.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ أَنْ آتِيَهُ بِرَأْسِهِ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیکر: وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ ابْنُ اسْحَقَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ
الْبَرَاءِ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ وَرَوَى عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عَدِيِّ
عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ خَالِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے ان کے پاس
جھنڈا موجود تھا میں نے دریافت کیا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے مجھے ایک ایسے شخص کی طرف بھیجا
ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ شادی کر لی ہے (اس لیے بھیجا ہے) کہ میں اس کا سر آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر
حاضر ہو جاؤں۔

اس بارے میں حضرت قرہ مزی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو عدی بن ثابت کے حوالے سے عبد اللہ بن یزید کے حوالے سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔
یہ روایت اشعث کے حوالے سے عدی کے حوالے سے یزید بن براء کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔
یہی روایت اشعث کے حوالے سے عدی کے حوالے سے یزید بن براء کے حوالے سے ان کے ماموں کے حوالے سے نبی
اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

سوتیلی ماں سے نکاح و زنا کی سزا میں مذاہبِ آئمہ:

کوئی شخص اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر کے اس سے جماع کرتا ہے تو اس کی سزا کیا ہوگی؟ اس مسئلے میں آئمہ فقہ کا اختلاف
ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سوتیلی ماں حقیقی ماں کی طرح محرمات میں شامل ہے اس سے
نکاح حرام ہے اور پھر اس سے جماع زنا سے زیادہ جرم ہے۔ زنا کی سزا میں کوڑے لگائے جاتے ہیں مگر اس میں کوڑوں کی سزا نہیں
ہے بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ ایسا فعل شنیع کرنے والے کو نہ صرف قتل کیا گیا تھا بلکہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کا سر بھی کاٹا گیا تھا۔

2- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص کو زنا کی سزا دی

جائے گی یعنی اگر وہ شخص کنوارا ہو تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں اسے سنگ سار کیا جائے گا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

سوال: احناف کا موقف ہے کہ محرمات سے نکاح کرنے میں شبہ فی العقد کی صورت پیدا ہو جاتی ہے جس وجہ سے حد اٹھ جاتی ہے اس سلسلے میں مشہور حدیث بھی ہے: "الحدود تندرد بالشبهات" شبہ کے سبب حدود ختم ہو جاتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا صورت میں حد نہیں ہے؟

جواب: قرآن و سنت کا فیصلہ ہے کہ جو شخص بھی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس کے گناہ کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اگر بڑا گناہ کرتا ہے تو سزا بھی بڑی ہوگی اور گناہ چھوٹا ہونے کی صورت میں سزا بھی چھوٹی ہوگی۔ کوئی شخص جہالت یا دین سے دوری کی وجہ سے ایسے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے ہلکی سزا دی جائے گی اور اگر اس نے عمداً ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہو تو اس کی پاداش میں اسے کم از کم قتل کی سزا دی جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلَيْنِ يَكُونُ أَحَدُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْآخَرِ فِي الْمَاءِ

باب 26- جب پانی حاصل کرنے میں کوئی ایک شخص دوسرے کے مقابلے میں نیچے کی سمت میں ہو

1283 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ

متن حدیث: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصِمَ الزُّبَيْرِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِحَ الْمَاءُ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ فَتَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ ثُمَّ أَحْبَسَ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَرَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ

1283- اخرجہ البخاری (48/5) کتاب الاشراب والساقاة' باب: شرب الاعلى الى الكعبين' حدیث (2362) و مسلم (1829/4) کتاب الفضائل' باب: وجوب اتباعه صلى الله عليه وسلم' حدیث (129-2357) والنسائي (238/8) کتاب آداب القضاء' باب: الرخصة للحاكم الامين ان يحكم وهو غضبان حدیث (5407) عن طريق ابن شهاب عن عروة عن عبد الله بن الزبير عن الزبير فذكره.

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ”حرہ“ سے آنے والی پانی کی نالی کے بارے میں اختلاف کیا جس کے ذریعے لوگ کھجوروں کے باغ کو پانی دیا کرتے تھے انصاری نے کہا: یہ پانی کو چھوڑ دیں وہ بہتا رہے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس بات سے اختلاف کیا انہوں نے اپنا یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے زبیر! تم اپنے کھیتوں کو سیراب کرو پھر پانی کو اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو تو انصاری غصے میں آ گیا اور بولا: (آپ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے) کیونکہ یہ آپ کے پھوپھی زاد ہیں تو نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے زبیر! تم اپنے (باغ کو) سیراب کرو پھر پانی کو روکے رکھو یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں یہ سمجھتا ہوں یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی تھی۔

”تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے اختلافی معاملات میں تمہیں ثالث نہ بنائیں اور تم نے جو فیصلہ دیا ہو اس کے بارے میں اپنے من میں کوئی حرج محسوس نہ کریں اور یہ اسے مکمل طور پر تسلیم کریں۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شعیب بن ابو حمزہ نے اس روایت کو زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے عروہ بن زبیر کے حوالے سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔
عبداللہ بن وہب نے اس روایت کو لیث کے حوالے سے اور یونس نے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے عروہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے پہلی روایت کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

پانی کی سینچائی میں بعد کے کھیت والے کا شرعی حکم:

نہر کے پانی سے کھیت یا باغ کی سینچائی میں پہلے کس کا حق ہے؟ اس بارے میں عرف کا اعتبار ہوگا، جس ملک یا خطہ کے لوگوں کا جو طریقہ کار ہوگا۔ اسی پر اس کے حق میں مدار ہوگا۔ جس علاقہ یا خطہ کے لوگ پانی آنے کی جانب سے باغ یا کھیت کو سیراب کرتے ہیں وہاں آغاز کرنے اور حق کا اس جانب کا اعتبار ہوگا۔ جس خطہ میں لوگ اختتام کھیت سے سیرابی کا آغاز کرتے ہوں وہاں اس جانب کے کھیت یا باغ والے کا حق سابق ہوگا۔

حدیث باب کا شان و رود:

حدیث باب کا شان و رود اس طرح ہے کہ مقام حرہ کی طرف آنے والے پانی کے زیادہ قریب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

باغ تھا جبکہ انصاری کا باغ بعد میں تھا۔ انصاری نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ پانی پہلے میرے باغ کی طرف آنے دو تو انہوں نے انکار کر دیا کیونکہ آپ کا حق سابق تھا۔ پانی سے باغ کو سیراب کرنے کے مسئلے میں دونوں کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی۔ یہ تنازع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”اے زبیر! تم اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی اپنے پڑوسی کی طرف جانے دو۔“ اس فیصلہ پر انصاری نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کے حق میں فیصلہ اس لیے دیا ہے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپھی زاد بھائی ہے۔“ یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا: ”اے زبیر! تم اپنے باغ کو سیراب کرو پھر بھی پانی روکے رکھو تا کہ پانی منڈیر تک آجائے۔“ حق دار اور باغ کی سیچائی کا تقاضا بھی یہی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے انصاری کی حمایت کی مگر اس نے اسے اپنی حق تلفی پر مجبور کیا۔ اس موقع پر یہ ارشادِ بانی نازل ہوا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء: 65)

”پس قسم ہے آپ کے پروردگار کی! یہ لوگ ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنے تنازعوں میں آپ کو حاکم نہ تسلیم کر لیں۔ پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں بلکہ وہ اسے مکمل طور پر تسلیم کر لیں۔“

فائدہ نافع: حجاز مقدس میں نہری نظام نہیں ہے، کیونکہ اس کا بیشتر علاقہ خشک اور پہاڑی ہے۔ پہاڑوں پر ہونے والی بارش کے پانی کو لوگ نشیبی جگہ پر تالاب کی شکل میں محفوظ کر لیتے تھے اس پانی سے اپنے باغات اور کھیتوں کو سیراب کرتے تھے۔ اس پانی کے استعمال میں بھی ان کے قواعد و ضوابط تھے جن کی پابندی سب پر لازم تھی۔ ان ضوابط سے ہٹ کر کوئی پانی استعمال کرتا تو تنازع کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُعْتَقُ مَمَالِيكَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَكَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ

باب 21- جو شخص مرتے وقت اپنے غلاموں کی آزاد کر دے اور اس کے پاس ان غلاموں کے

علاوہ اور کوئی مال نہ ہو

1284 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ

عُمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ اعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبِدٍ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَاهُمْ ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَ أَرْبَعَةً

1284- اخرجه احمد (426/4) ومسلم (1288/3) كتاب الايمان باب: من اعتق شركاء له في عبد، حديث (1688/56)

وابو داؤد (28/4) كتاب العتق باب: فيمن اعتق عبدا له لم يبلغهم الثلث، حديث (3958) وابن ماجه (786-785/2)

كتاب الاحكام باب: القضاء بالقرعة، حديث (2345) من طريق ابى قلابه عن ابى المهلب عن عمران بن حصين به.

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ الْقُرْعَةِ فِي هَذَا وَفِي غَيْرِهِ وَأَمَّا بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ فَلَمْ يَرَوْا الْقُرْعَةَ وَقَالُوا يُعْتَقُ مِنْ كُلِّ عَبْدٍ الثُّلُثُ وَيُسْتَسْعَى فِي ثُلثِي قِيَمَتِهِ تَوْصِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو الْمُهَلَّبِ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو الْجَرْمِيُّ وَهُوَ غَيْرُ أَبِي قِلَابَةَ وَيُقَالُ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو وَأَبُو قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے مرتے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا اس شخص کے پاس ان غلاموں کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا جب اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ نے اس بارے میں سخت الفاظ ارشاد فرمائے پھر آپ نے ان غلاموں کو بلایا آپ نے انہیں تقسیم کر کے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی اور ان میں سے دو کو آزاد قرار دیا اور چھ کو غلام برقرار رکھا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

بعض اہل علم اس پر عمل کرتے ہیں۔

امام مالک رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: اس بارے میں یا اس طرح کے دیگر معاملات میں قرعہ اندازی کی جائے گی۔

کوفہ اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس بارے میں قرعہ اندازی نہیں کی جائے گی۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اس حوالے سے ہر غلام کا ایک تہائی حصہ آزاد شمار ہوگا اور ان میں سے ہر ایک غلام کی بقیہ دو تہائی قیمت کے بارے میں اس سے مزدوری کروائی جائے گی۔

ابو مہلب نامی راوی کا نام عبد الرحمن بن عمرو جرمی ہے یہ ابو قلابہ کے علاوہ کوئی اور شخص ہے اور ایک قول کے مطابق معاویہ بن عمرو ہے۔ ابو قلابہ جرمی کا نام عبد اللہ بن زید ہے۔

شرح

مرض موت میں تمام غلام آزاد کرنے کا مسئلہ:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص مرض موت میں اپنے تمام غلام آزاد کر دے جبکہ اس کے پاس ان غلاموں کے علاوہ کوئی دولت نہ ہو تو اس کی یہ وصیت صرف ثلث غلاموں میں جاری ہوگی اور وثالث میں وصیت باطل قرار پائے گی۔ اگر غلاموں کی تعداد چھ ہو تو دو آزاد ہو جائیں گے جبکہ چار آزاد نہیں ہوں گے بلکہ وہ ورثاء کے لیے سعایہ کر کے آزادی حاصل کریں گے۔ وصیت کے نتیجے میں آزاد ہونے والے دو غلاموں کا انتخاب قرعہ اندازی کے ذریعے کیا جائے گا۔

قرعہ اندازی کے مسئلہ میں مذاہبِ آئمہ:

قرعہ اندازی کی حیثیت کیا ہے؟ اگر آج بھی ایسا مسئلہ پیش آئے تو اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- 1- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ غلاموں کا انتخاب قرعہ اندازی سے کیا جائے گا اور قرعہ اندازی واجب ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔
 - 2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرعہ اندازی کا طریقہ ابتدائے اسلام میں تھا بعد میں اس کی حیثیت وجوب کی نہیں رہی۔ تطیب قلوب (دل کو خوش کرنے) کی ہوگئی۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا تھا لیکن اپنے دور حکومت میں ایسا واقعہ پیش آنے پر قرعہ اندازی کے بغیر فیصلہ کر دیا تھا۔ (اعلاء السنن جلد: 11، ص: 309)
- آپ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کا تعلق ابتدائے اسلام کے ساتھ ہے لہذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَلَكَذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ

باب 28: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے

1285 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجَمْعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ

الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ مَلَكَذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

1285- اخرجہ احمد (20/18'15/5) و ابو داؤد (26/4) کتاب العتق باب: فیمن ملک ذارحم محرم حدیث (49)

واہن ماجہ (843/2) کتاب العتق باب: من ملک ذارحم محرم فهو حر حدیث (2524) من طریق قتادة عن الحسن عن سمرۃ بن جندب فذکرہ.

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مُسْنَدًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ
اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُمَرَ شَيْئًا مِنْ هَذَا
﴿﴾ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے، تو
وہ رشتے دار آزاد شمار ہوگا۔

ہم اس حدیث کو مسند ہونے کے طور پر صرف حماد بن سلمہ نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔
بعض محدثین نے اس روایت کو قتادہ کے حوالے سے، حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا کچھ
حصہ نقل کیا ہے۔

1286 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ
الْبُرْسَانِيُّ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَاصِمًا الْأَحْوَلَ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ غَيْرَ مُحَمَّدِ
بْنِ بَكْرٍ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

سند حدیث: زَوَاهُ ضَمْرَةٌ بِنُ رَبِيعَةَ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُتَابَعِ ضَمْرَةٌ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ حَدِيثٌ خَطَأً عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ
﴿﴾ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے، تو وہ (محرم
رشتے دار) آزاد شمار ہوگا۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ہمارے علم کے مطابق اس حدیث میں عاصم نامی راوی کا ذکر حماد بن سلمہ کے حوالے سے،
صرف محمد بن بکر نے کیا ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی محرم رشتے
دار کا مالک بنے تو وہ (رشتے دار) آزاد شمار ہوگا۔

اس روایت کو ضمیر بن ربیعہ نے، سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، عبد اللہ بن دینار کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

اس روایت میں (ضمیر بن ربیعہ کی متابعت نہیں کی گئی اور محدثین کے نزدیک یہ حدیث خطا ہے)

شرح

مفہوم حدیث:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ذی رحم محرم کا مالک ہو جائے تو وہ از خود آزاد ہو جائے گا۔ محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے۔ مثلاً ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ۔ اگر ان میں سے کوئی مالک ہو جائے تو غلام کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔

ذی رحم محرم کا مالک ہونے سے مملوک کو آزادی حاصل ہونے میں مذاہبِ آئمہ:

ذی رحم محرم کا مالک بن جانے سے غلام کے آزاد ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جب کوئی ذی رحم محرم کا مالک بن جائے گا تو مملوک کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔ رحم سے مراد ناطہ و رشتہ ہے خواہ وہ ننھیالی ہو یا ددھیالی ہو۔ ان قیود سے رضاعی اور سرالی رشتے خارج ہو گئے۔ محرم سے مراد وہ رشتہ ہے جس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہوتا ہے۔ مثلاً ماں، باپ، بیٹا اور بیٹی وغیرہ۔ تاہم محرم کی قید سے خالہ زاد، چچا زاد، ماموں زاد اور پھوپھی زاد مملوک کو آزادی حاصل نہیں ہوگی کیونکہ یہ ذی رحم تو ہیں مگر محرم نہیں ہیں۔

2- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے دو آدمی جن کے مابین ولادت کا رشتہ ہو تو ان کے ایک دوسرے کا مالک بننے سے فی الفور آزادی حاصل ہو جائے گی۔ ولادت کا رشتہ اصول و فروع دونوں کے درمیان متحقق ہوتا ہے۔ مثلاً ماں، باپ، دادی، دادا، نانی، نانا، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسی اور نواسہ وغیرہ۔ اگر کوئی ان میں سے کسی کا مالک ہو جائے گا تو مملوک آزاد ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ زَرَعَ فِي اَرْضِ قَوْمٍ بَغَيْرِ اِذْنِهِمْ

باب 29: جب کوئی شخص کسی دوسرے کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر کھیتی باڑی کرے

1287 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ

خَدِيجٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1287- اخرجہ احمد (3/465/141/4) واہو داؤد (3/261) کتاب البيوع باب: في زرع الارض بغير اذن صاحبها حدیث (3403) واہن ماجہ (3/824) کتاب الربون باب: من زرع في ارض قوم بغير اذنه حدیث (2466) من طريق ابی اسحق عن عطاء عن رافع بن خديج فذكره.

متن حدیث: مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضٍ قَوْمٍ بغيرِ اذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَلَهُ نَفَقَتُهُ

علم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي اسْحَقَ إِلَّا مِنْ هَذَا

الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

مذاهب فقهاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ

قول امام بخاری: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَالَ لَا أَعْرِفُهُ

مِنْ حَدِيثِ أَبِي اسْحَقَ إِلَّا مِنْ رِوَايَةِ شَرِيكِ قَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مَعْقِلُ بْنُ مَالِكِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ الْأَصَمِ

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص دوسرے لوگوں کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر کھیتی باڑی کرے تو اسے اس کھیت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ اسے اس کا خرچ مل جائے گا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اس روایت کو ابو اسحاق سے منقول ہونے کے حوالے سے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔ جسے شریک بن عبد اللہ نے نقل کیا ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں۔

میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق ابو اسحاق سے منقول ہونے کے اعتبار سے یہ روایت صرف شریک سے منقول ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: معقل بن مالک بصری نے عقبہ بن اصم کے حوالے سے، عطاء کے حوالے سے، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند روایت نقل کی ہے۔

شرح

مغصوبہ زمین کی پیداوار کے حق دار کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

ایک شخص دوسرے کی زمین غصب کر کے اس میں زراعت کرتا ہے تو اس کی پیداوار کا حق دار کون ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ پیداوار مالک کی ہے مگر غاصب نے جو بیج ڈالا ہے اور محنت کی ہے وہ خرچہ اور معاوضہ اسے دیا جائے گا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غاصب کو اس کی محنت اور خرچہ کے سوا کوئی چیز نہیں ملے گی۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغصوبہ زمین کی پیداوار غاصب کو ملے گی۔ البتہ اس کے لیے تمام پیداوار طیب نہیں ہوگی بلکہ محنت اور خرچہ کی مقدار طیب ہے باقی خبیث ہے۔ آپ نے بھی حدیث باب سے استدلال کیا ہے یعنی اس زمین سے محنت کا عوض اور بیج کا خرچہ غاصب کو دیا جائے گا جبکہ باقی ماندہ پیداوار اس کے لیے جائز نہیں ہوگی بلکہ اس کا صدقہ و خیرات کرنا زیادہ مفید ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النُّحْلِ وَالتَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْوَالِدِ

باب 30: عطیہ دیتے ہوئے اولاد کے درمیان برابری رکھنا

1288 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ الْمَعْنِيُّ وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يُحَدِّثَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ

متن حدیث: أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَ ابْنَاهُ غُلَامًا فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهَدُهُ فَقَالَ أَكُلْ وَلَدَكَ نَحْلَتَهُ مِثْلَ مَا نَحَلْتَهُ هَذَا قَالَ لَا قَالَ فَارْدُدْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ التَّسْوِيَةَ بَيْنَ الْوَالِدِ حَتَّى قَالَ بَعْضُهُمْ يُسَوِّي بَيْنَ وَلَدِهِ حَتَّى فِي الْقُبْلَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُسَوِّي بَيْنَ وَلَدِهِ فِي النُّحْلِ وَالْعَطِيَّةِ يَعْنِي الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى سَوَاءً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ التَّسْوِيَةَ بَيْنَ الْوَالِدِ أَنْ يُعْطَى الذَّكَرُ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثِيِّ مِثْلَ قِسْمَةِ الْمِيرَاثِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے اپنے ایک بیٹے کو ایک غلام عطیہ کے طور پر دیا پھر وہ اس پر گواہ بنانے کے لیے نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے تاکہ آپ کو اس پر گواہ بنائیں تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اس طرح عطیہ دیا ہے جیسے اسے دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تم اسے واپس لے لو۔

1288- اخرجہ مالك في الموطأ (752/751/2) كتاب الاقضية باب: ما لا يجوز من النحل حديث (39) واحد (268/4) والبخاري (250/5) كتاب الهبة باب: الهبة للولد حديث (2586) ومسلم (1242/3) كتاب الهبات باب: كراهية تسمية بعض الاولاد في الهبة حديث (9-1263) والنسائي (258/6) كتاب النحل باب: اختلاف الناقلين لعمر النعمان بن بشير في النحل حديث (3672) وابن ماجه (795/2) كتاب الهبات باب: الرجل ينحل ولده حديث

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر راویوں کے حوالے سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اولاد کے درمیان برابری کو مستحب قرار دیا ہے۔

ان میں سے بعض حضرات نے اولاد کو بوسہ دینے کے اعتبار سے بھی برابری کی ہدایت کی ہے؛ جبکہ بعض نے صرف کوئی چیز

دینے یا عطیہ دینے کے حوالے سے برابری کا کہا ہے اور اس بارے میں مذکور اور مونث برابر ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے یہ بات کہی ہے: اولاد کے درمیان برابری یہ ہے: مرد کو دو عورتوں جتنا حصہ دیا جائے جس طرح وراثت میں

تقسیم ہوتی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

مفہوم حدیث:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اولاد کے باپ پر حقوق یا باپ کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ اپنی اولاد میں

مساوات کو برقرار رکھے اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے اپنے ایک بیٹے کو عطیہ یا ہبہ سے نوازے جبکہ دوسروں کو اس سے محروم رکھے۔

ایسا کرنا ظلم و زیادتی کے زمرے میں آتا ہے جس وجہ سے اولاد کی نظروں میں باپ کا مقام بھی مجروح ہو سکتا ہے۔

باپ کی طرف سے اولاد میں تفاضل کے حوالے سے مذاہبِ آئمہ:

باپ کی طرف سے اولاد میں مساوات و برابری کا ضابطہ زیادہ مناسب اور دین و فطرت کے قریب تر ہے۔ اس بارے میں اگر

باپ تفاضل (کمی بیشی) سے کام لے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل درج

ذیل ہے:

1- حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تفاضل حرام ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ

مشہور صحابی حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لڑکے نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور عطیہ ایک غلام دیا۔ پھر وہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ بنائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

”کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی طرح عطیہ سے نوازا ہے؟“ عرض کیا: ”یا رسول اللہ! نہیں!“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں

اس ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا، تم کسی اور کو گواہ بنا لو۔“ (سنن ابی داؤد و جلد ثانی، ص: 499) اس روایت میں تصریح ہے کہ محض ایک لڑکے کے

عطیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم قرار دیا ہے اور ظلم حرام ہوتا ہے۔ معلوم ہوا تفاضل بھی حرام ہے۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تفاضل مکروہ تحریمی ہے۔

انہوں نے بھی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ انہوں نے حدیث کے آخری حصہ کو دلیل بنایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تو گواہ نہ بنے بلکہ دوسرے شخص کو گواہ بنانے کا حکم دیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تقاضا حرام نہیں ہے۔ اگر حرام ہوتا تو آپ دوسرے شخص کو بھی گواہ بنانے کی اجازت نہ دیتے۔

مساوات کے مفہوم میں اقوال فقہاء:

جب باپ اولاد کو عطیہ یا ہبہ یا تحفہ سے نوازا نا چاہے تو وہ ان کے درمیان مساوات کے پہلو کو ضرور پیش نظر رکھے جس کے بے شمار فوائد ہیں۔ سوال یہ ہے: ”مساوات“ سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:

1- حضرت امام محمد اور حضرت احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہاں مسئلہ میراث جیسی مساوات مراد ہے کہ لڑکے کو ڈگنا حصہ دیا جائے گا اور لڑکی کو ایک گنا۔

2- دیگر آئمہ فقہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ میراث کا حکم مخصوص ہے مگر یہاں لڑکے اور لڑکی کو برابری کی بنیاد پر عطیہ یا ہبہ یا تحفہ دیا جائے گا۔ الغرض باپ اپنی زندگی میں عطیہ یا ہبہ یا تحفہ وغیرہ سے اولاد کو دینا چاہے تو مذکورہ مومنٹ تمام اولاد کو برابری کی بنیاد پر نوازے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّفْعَةِ

باب 31: شفعة کا بیان

1289 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الشَّرِيدِ وَأَبِي رَافِعٍ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَرَوَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحِيحُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيثُ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ وَلَا نَعْرِفُ حَدِيثَ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَيْسَى بْنِ يُونُسَ وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَابِ هُوَ حَدِيثُ حَسَنٍ وَرَوَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1289- اخرجہ احمد (5/128'13'17'18) و ابو داؤد (3/286) کتاب البيوع، باب: في الشفعة، حديث (3517) من سير

قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب فذكره.

قول امام بخاری: قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ كَلَامَ الْحَدِيثَيْنِ عِنْدِي صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مکان کا پڑوسی مکان کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ اس بارے میں حضرت شریذ رضی اللہ عنہ، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عیسیٰ بن یونس نے اس روایت کو سعید بن ابوعروبہ کے حوالے سے، قتادہ کے حوالے سے، حسن بصری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

اہل علم کے نزدیک مستند روایت وہ ہے جو حسن کے حوالے سے، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

قتادہ کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول روایت صرف عیسیٰ بن یونس نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن طائفی نے عمرو بن شریذ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے جس حدیث کو نقل کیا ہے۔ وہ اس بارے میں حدیث ”حسن“ ہے۔

ابراہیم بن میسرہ نے عمرو بن شریذ کے حوالے سے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے۔ میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ دونوں روایات مستند ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّفْعَةِ لِلْغَائِبِ

باب 32: غیر موجود شخص کے لیے شفعہ کرنا

1290 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ

عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ يَنْتَظِرُ بِهِ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقَهُمَا وَاحِدًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرَ عَبْدِ الْمَلِكِ

بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ مِنْ أَجْلِ هَذَا الْحَدِيثِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ هُوَ

ثِقَّةٌ مَأْمُونٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَكَلَّمَ فِيهِ غَيْرَ شُعْبَةَ مِنْ أَجْلِ هَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى وَكَيْعٌ عَنْ

شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ هَذَا الْحَدِيثَ وَرَوَى عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ عَبْدُ

الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ مِيزَانٌ يَعْْنِي فِي الْعِلْمِ

1290- اخرجہ احمد (303/3) وابو داؤد (286/3) كتاب البيوع، باب: في الشفعة، حديث (3518) وابن ماحه

(833/2) كتاب الشفعة، باب: الشفعة بالحوار حديث (2494) والدارمي (273/2) كتاب البيوع، باب: في الشفعة، من

طريق عبد الملك بن ابي سليمان عن عطاء عن جابر بن عبد الله فذكره.

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الرَّجُلَ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا فَإِذَا قَدِمَ فَلَهُ الشُّفْعَةُ وَإِنْ تَطَاوَلَ ذَلِكَ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پڑوسی شفعہ کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ اگر وہ موجود نہ ہو اس بارے میں اس کا انتظار کیا جائے گا اگر ان دونوں کا راستہ ایک ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہمارے علم کے مطابق عبد الملک بن ابوسلیمان کی عطاء کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کے علاوہ اور کسی نے اس حدیث کو نقل نہیں کیا۔

شعبہ نے عبد الملک بن ابوسلیمان نامی راوی کے بارے میں اس حدیث کے حوالے سے کچھ کلام کیا ہے۔

محدثین کے نزدیک عبد الملک ثقہ اور مامون ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق شعبہ کے اس حدیث کے حوالے سے کلام کرنے کے علاوہ اور کسی نے ان کے بارے میں کلام نہیں کیا۔

وکیخ نے اس روایت کو شعبہ کے حوالے سے، عبد الملک کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ کے حوالے سے، سفیان ثوری رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: عبد الملک بن

ابوسلیمان میزان ہے یعنی علم میں (ترازو کی حیثیت رکھتے ہیں)

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ وہ یہ کہتے ہیں: آدمی شفعہ کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے، اگر وہ غیر موجود ہو تو

جب آئے گا تو اسے شفعہ کرنے کا حق ہوگا، اگرچہ کتنی ہی مدت گزر چکی ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا حَدَّتِ الْحُدُودُ وَوَقَعَتِ السِّهَامُ فَلَا شُفْعَةَ

باب 33: جب حدود متعین ہو جائیں اور حصے ہو جائیں تو شفعہ کا حق نہیں ہوگا

1291 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ مُرْسَلًا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1291- اخرجہ البخاری (361/12) کتاب الحیل: باب فی الهبة والشفعة، حدیث (6976) واہو داؤد (285/3) کتاب

البيوع، باب: فی الشفعة، حدیث (3514) واہن ماجہ (835/2) کتاب الشفعة، باب اذا وقعت الحدود فلا شفعة، حدیث

(2499) واخرجہ احمد (399/296/3) وعبد بن حنبل ص (326) حدیث (1080) من طریق الزہری عن ابی سلمة عن

جابر بن عبد الله فذكره.

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ مِثْلَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَغَيْرِهِ وَهُوَ قَوْلُ
أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ وَرَبِيعَةُ ابْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَبِهِ يَقُولُ
الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَسْحَقُ لَا يَرَوْنَ الشُّفْعَةَ إِلَّا لِلْخَلِيطِ وَلَا يَرَوْنَ لِلْجَارِ شُفْعَةً إِذَا لَمْ يَكُنْ خَلِيطًا وَقَالَ بَعْضُ
أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الشُّفْعَةُ لِلْجَارِ وَاجْتَجُّوا بِالْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حديث ديگر: جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ وَقَالَ الْمَجَارُ أَحَقُّ بِسَقْبِهِ

وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب حدود مقرر ہو جائیں اور
راستے الگ ہو جائیں تو شفیعہ کا حق نہیں رہے گا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض راویوں نے اسے ”مرسل“ حدیث کے طور پر ابوسلمہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اس پر عمل کرتے ہیں ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان
غنی رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض فقہاء نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات
ہیں۔

اہل مدینہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ ان میں یحییٰ بن سعید انصاری، ربیعہ بن ابو عبدالرحمن، امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ شامل
ہیں۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک شفیعہ کا حق صرف
شراکت دار کو حاصل ہوگا۔ ان کے نزدیک پڑوسی کو شفیعہ کا حق حاصل نہیں ہوگا جب وہ شراکت دار نہ ہو۔
نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: پڑوسی کو شفیعہ کا حق حاصل
ہوگا۔

ان حضرات نے نبی اکرم ﷺ سے منقول ”مرفوع“ حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
گھر کا پڑوسی، گھر کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

(اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں) پڑوسی قریب ہونے کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّرِيكَ شَفِيعٌ

باب 34: شراکت دار شفعہ کا حق رکھتا ہے

1292 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَيْسَى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِي حَمْزَةَ السُّكْرِيِّ عَنْ عَبْدِ

الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الشَّرِيكَ شَفِيعٌ وَالشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَمْزَةَ السُّكْرِيِّ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَهَذَا أَصَحُّ حَدَّثَنَا هَذَا أَبُو بَكْرٍ ابْنُ عِيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ

ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَيْسَ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ مِثْلَ هَذَا لَيْسَ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَمْزَةَ وَأَبُو حَمْزَةَ ثِقَةٌ

يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ الْخَطَأُ مِنْ غَيْرِ أَبِي حَمْزَةَ حَدَّثَنَا هَذَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ

أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ بِنِ عِيَّاشٍ

مذاهب فقہاء: وَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّمَا تَكُونُ الشُّفْعَةُ فِي الدُّورِ وَالْأَرْضِينَ وَلَمْ يَرَوْا الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ

شَيْءٍ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَالْقَوْلُ أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شراکت دار شفعہ کا حق رکھتا ہے اور شفعہ

ہر چیز میں ہوتا ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) اس حدیث کو ہم صرف ابو حمزہ سکری نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

کئی راویوں نے اس روایت کو عبدالعزیز بن رفیع کے حوالے سے، ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

ابن ابی ملیکہ، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

اس روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں ہے۔

کئی راویوں نے عبدالعزیز بن رفیع کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے، جس میں اس روایت کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) یہ روایت ابو حمزہ سے منقول حدیث کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

1292- لم يخرجہ من اصحاب الكتب الستة سوى الترمذی ينظر: تحفة الاشراف (44/5) حدیث (5795) واخرجه

المبہقی (109/8) والطبرانی (123/11) حدیث (11244)

ابو حمزہ نامی راوی ثقہ ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے: ابو حمزہ کی بجائے کسی اور نے اس میں خطا کی ہو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے جیسا کہ ابو بکر بن عیاش سے منقول کی ہے۔

اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں: شفعہ صرف مکانات اور زمین میں ہوتا ہے ان کے نزدیک ہر چیز میں شفعہ نہیں ہوتا۔ بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: شفعہ ہر چیز میں ہوتا ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) پہلی رائے درست ہے۔

شرح

شفعہ کا مفہوم اور اس کی شرعی حیثیت:

لفظ ”شفعہ“ کا مادہ ”شفع“ ہے جس کا لغوی معنی ہے ملانا۔ دو رکعت نماز کو بھی شفیع کہا جاتا ہے۔ اصطلاح میں کسی کی جائیداد کو اپنی جائیداد میں شامل کرنے کو شفیعہ کہا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنا مکان فروخت کر کے دوسرے مقام پر مکان تعمیر کرانا چاہتا ہو یا خریدنا چاہتا ہو تو شرعی اور اخلاقی تقاضا ہے کہ وہ مکان فروخت کرنے سے پہلے ہمسائے کو آگاہ کرے تاکہ کوئی شرابی کبابی یا چوراچکا آ کر مکان خرید کر ہمسائیوں اور اہل محلہ کے لیے وبال جان نہ بن جائے۔ اگر ہمسائے کو آگاہ کیے بغیر کوئی شخص اپنا مکان فروخت کر دے اور دوسرے مقام پر منتقل ہو جائے تو ہمسایہ کو شرعی طور پر حق حاصل ہے کہ وہ بذریعہ عدالت شفعہ کر کے بیع ختم کروا کر خود قیمت ادا کر کے خرید سکتا ہے۔ شفعہ صرف جائیداد غیر منقولہ مثلاً زمین اور مکان وغیرہ میں ہو سکتا ہے اور جائیداد منقولہ میں شفعہ جائز نہیں ہے۔

اقسام شفیع:

شفیع تین قسم کے ہو سکتے ہیں:

(1) شریک فی نفس المبیع: جب کسی جائیداد میں متعدد لوگ شریک ہوں ان میں سے ایک شخص اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہو تو

باقی لوگ شریک فی نفس المبیع کہلاتے ہیں۔

(2) شریک فی حقوق المبیع: اگر جائیداد میں شرکت نہ ہو لیکن اس کے حقوق میں شرکت ہو۔ مثلاً راستہ مشترک استعمال ہوتا ہو

یا کنواں ہو جس سے کھیت سیراب کیے جاتے ہوں اس کو شریک فی الحقوق بھی کہا جاتا ہے۔

(3) جار محض: جو شخص بیع اور حقوق میں شریک نہ ہو بلکہ پڑوسی ہو تو اسے جار محض کہتے ہیں۔

استحقاق شفعہ میں مذاہب آئمہ:

کیا شریک جائیداد شفعہ کا زیادہ حق دار ہے یا ہمسایہ؟ اس سلسلے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریک جائیداد کی بجائے ہمسایہ شفعہ کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ آپ

نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا: "الجار احق بشفعة" ہمسایہ شفیعہ کا زیادہ حق دار ہے۔

2- آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شریک جائیداد شفیعہ کا زیادہ حق دار ہے۔ انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز میں شفیعہ کی اجازت دی ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو جب تقسیم ہو جائے اور راستے الگ ہو جائیں تو پھر شفیعہ نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں کوئی کلمہ حصر نہیں ہے جو شریک جائیداد کے مفہوم کو واضح کرتا ہو۔ لہذا اس حدیث سے مراد ہمسایہ ہے نہ کہ شریک جائیداد۔

سوال: احناف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس روایت میں لفظ "الجار" سے مراد ہمسایہ نہیں ہے بلکہ شریک جائیداد ہے۔ اس طرح اس روایت سے ہمسایہ کا شفیعہ کے لیے زیادہ حق دار ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے؟

جواب: لفظ "الجار" کے دو معانی ہیں: ایک حقیقی وہ ہمسایہ ہے اور دوسرا مجازی جو شریک جائیداد ہے۔ حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا درست نہیں ہے۔

شفیعہ کے حوالے سے چند فقہی مسائل:

احناف کے نزدیک شفیعہ کا زیادہ استحقاق قرب دار یا اتصال زمین کے سبب ہے۔ حق شفیعہ کے حوالے سے چند فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

1- شرعی نقطہ نظر سے شفیعہ جائیداد غیر منقولہ میں ہو سکتا ہے۔ مثلاً زمین، گھر اور باغ وغیرہ میں۔

2- شفیعہ کرنا سنت ہے، کیونکہ ارشادات نبوی سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

3- بیع کی فروخت کے مطابق قیمت ادا کر کے شفیع بیع جائیداد حاصل کر سکتا ہے۔

4- ہمسایہ یا شریک جائیداد خرید و فروخت کے بارے میں سنتے ہی اپنے شفیع ہونے کے بارے میں بائع کو مطلع کرے ورنہ

شفیعہ باطل ہو جائے گا۔

5- مشترکہ جائیداد اور غیر منقولہ کی بیع کے وقت قریبی ہمسایہ حق شفیعہ کر سکتا ہے اور شریک جائیداد بھی۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حق شفیعہ کے حوالے سے تین احادیث مبارکہ تخریج کی ہیں۔ پہلی روایت میں شریک فی نفس لمبیع کے لیے دوسری میں شریک فی الحقوق کے لیے اور تیسری میں جار محض کے لیے شفیعہ ثابت کیا گیا ہے۔

جب شفیعہ کی غیر حاضری میں جائیداد فروخت کی جائے تو اس کی واپسی تک انتظار کیا جائے گا۔ واپسی پر وہ جائیداد کا مطالبہ کرتا

ہے تو اس کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اس مسئلے میں تمام آئمہ کا اتفاق و اجماع ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی روشنی میں آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنا موقف یہ بیان کیا ہے کہ جو

جائیداد قابل تقسیم ہو اس میں حق شفیعہ جائز ہے جبکہ جو جائیداد قابل تقسیم نہ ہو اس میں حق شفیعہ جائز نہیں ہے۔ لہذا شریک فی نفس

المبیع شریک فی حقوق المبیع اور جار محض کے لیے شفعہ درست نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب کے لیے بالترتیب حق شفعہ جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّقْطَةِ وَضَالَةِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ

باب 35: گری ہوئی چیز، گمشدہ اونٹ یا بکری کا حکم

1293 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى

الْمُنْبِعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ عَرَفَهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وَكَانَتْهَا وَوَعَانَتْهَا وَعَفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَفْقَ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَةُ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذَّبِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْمَرَّتْ وَجَنَّتَاهُ أَوْ أَحْمَرَّتْ وَجْهَهُ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاوُهَا وَسِقَاوُهَا حَتَّى تَلْقَى رَبُّهَا

حکم حدیث: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَحَدِيثُ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبِعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

﴿﴾ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے گری ہوئی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ اس کے بعد اس تھیلی اور اس کے منہ پر باندھی ہوئی رسی کو پہچان لو پھر تم اسے خرچ کر لو! اگر (بعد میں) اس کا مالک آجائے تو تم وہ (قیمت جو اس میں موجود تھی) اس کو ادا کر دینا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! گمشدہ بکری کے بارے میں کیا حکم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے پکڑ لو کیونکہ وہ یا تو تمہیں ملے گی یا تمہارے کسی بھائی کو ملے گی یا اسے بھیڑیا لے جائے گا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! گمشدہ اونٹ کا کیا حکم ہے تو نبی اکرم ﷺ غضب ناک ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارا اس کے ساتھ کیا واسطہ ہے۔ اس کے پاؤں اس کے ساتھ ہیں پانی کا ذخیرہ (یعنی اس کا پیٹ) اس کے ساتھ ہے۔ وہ خود اپنے مالک تک پہنچ جائے گا۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1293- اخرجہ مالك في الموطأ (757/2) كتاب الاقضية، باب: القضاء في اللقطة، حديث (46) والبخاري (96/5) كتاب اللقطة، باب: ضالة الابل، حديث (2427) كتاب اللقطة، حديث (1-1722) وابو داؤد (135/2) كتاب اللقطة، حديث (1704) وابن ماجه (838-836/2) كتاب اللقطة، باب: ضالة الابل والبقر والغنم، حديث (2504) واخرجہ احمد (117/4) وعبد بن حميد (ص 117) حديث (279) والحميدي (357/2) حديث (816) من طريق ربيعة بن ابي عبد الرحمن عن يزيد مولى المنبعث عن زيد بن خالد الجهني فذكره.

یہی روایت دیگر اسناد کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔ یزید مولیٰ مبعوث نے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔

1294 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُمَانَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ عَرَفَهَا سَنَةً فَإِنْ اعْتَرَفْتَ فَأَذِّهَا وَإِلَّا فَأَعْرِفْ وَعَانِهَا وَعِفَاصَهَا وَوَكَاثَهَا وَعَدَدَهَا ثُمَّ كُلَّهَا فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَذِّهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْجَارُودِ بْنِ الْمُعَلَّى وَعِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ هَذَا الْحَدِيثُ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَرَخَّصُوا فِي اللَّقْطَةِ إِذَا عَرَفَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَعْرِفُهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا تَصَدَّقَ بِهَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ لَمْ يَرَوْا لِصَاحِبِ اللَّقْطَةِ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا إِذَا كَانَ غَنِيًّا وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يَنْتَفِعُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَنِيًّا لِأَنَّ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَصَابَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُرَّةً فِيهَا مِائَةٌ دِينَارٍ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْرِفَهَا ثُمَّ يَنْتَفِعَ بِهَا وَكَانَ أَبِي كَثِيرَ الْمَالِ مِنْ مِيَاسِيرِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْرِفَهَا فَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْكُلَهَا فَلَوْ كَانَتْ اللَّقْطَةُ لَمْ تَحِلَّ إِلَّا لِمَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ لَمْ تَحِلَّ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لِأَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَصَابَ دِينَارًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَهُ فَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهِ وَكَانَ لَا يَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا كَانَتْ اللَّقْطَةُ يَسِيرَةً أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا وَلَا يَعْرِفُهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ دُونَ دِينَارٍ يَعْرِفُهَا قَدْرَ جُمُعَةٍ وَهُوَ قَوْلُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے گری ہوئی چیز ملنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ

1294- اخرجہ احمد (4/116، 5/193) ومسلم (3/1349) كتاب اللقطة، حدیث (7-1722) وابو داؤد (2/135) كتاب اللقطة، حدیث (1706) وابن ماجه (2/838) كتاب اللقطة، باب اللقطة، حدیث (2507) من طريق الضحاك بن عثمان عن سالم ابو النضر عن بسر بن سعيد عن زيد بن خالد الجهني فذكره.

نے ارشاد فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کرو اگر اس کا اعتراف کیلایا جائے تو اسے ادا کر دو ورنہ اُس کی تھیلی ڈوری اور اس میں موجود (رقم) وغیرہ کی پہچان رکھو۔ اور پھر تم اُسے استعمال کر لو اگر بعد میں اس کا مالک آجائے تو اُسے ادا کیگی کر دینا۔

اس بارے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جارود بن معلیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ، حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سب سے مستند طور پر منقول یہی روایت ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے گری ہوئی چیز کے بارے میں یہ اجازت دی ہے: جب آدمی ایک سال تک اس کا اعلان کرے اور اس کے مالک کا پتہ نہ چل سکے تو آدمی خود اسے استعمال کر لے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک آدمی ایک سال تک اس کا اعلان کرے گا۔ اگر اس کا مالک آجاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے صدقہ کر دے گا۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں اہل کوفہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک گری ہوئی چیز کو اٹھانے والا شخص اگر خوشحال ہو تو خود اس سے نفع حاصل نہیں کر سکتا۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر وہ خوشحال ہو تو پھر بھی اس چیز کے ذریعے نفع حاصل کر سکتا ہے، کیونکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک تھیلی پائی تھی جس میں ایک سو دینار موجود تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی: وہ اس کا اعلان کریں اور پھر خود اس سے نفع حاصل کریں۔

جبکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ صاحب حیثیت آدمی تھے اور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے خوشحال لوگوں میں سے ایک تھے۔ تو پھر نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ اس کا اعلان کریں اور جب انہیں اس کا مالک نہیں ملا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی کہ وہ خود اسے استعمال کر لیں اگر گری ہوئی چیز صرف اس شخص کے لیے جائز ہوتی جس کے لیے صدقہ وصول کرنا جائز ہے تو یہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے لیے بھی جائز نہیں ہونی چاہیے تھی کیونکہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو بھی نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک دینار ملا تھا۔ انہوں نے اس کا اعلان کیا لیکن اس کا مالک نہیں ملا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں خود استعمال کرنے کی ہدایت کر دی تھی جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے صدقہ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔

بعض اہل علم نے یہ اجازت دی ہے: اگر گری ہوئی چیز کم حیثیت ہو تو آدمی خود اس کے ذریعے نفع حاصل کر سکتا ہے اور اس کا اعلان نہیں کرے گا۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر وہ ایک دینار سے کم قیمت کی ہو تو ایک ہفتے تک اس کا اعلان کرے گا۔
امام اسحاق بن ابراہیم رضی اللہ عنہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

1295 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَبِزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ

الثَّوْرِيِّ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ
فَالْتَقَطْتُ سَوْطًا فَأَخَذْتُهُ قَالَا دَعُهُ فَقُلْتُ لَا ادْعُهُ تَأْكُلُهُ السِّبَاعُ لَا أَخَذْتُهُ فَلَا سْتَمْتَعَنَّ بِهِ فَقَدِمْتُ عَلَى أَبِي بَن
كَعْبٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ وَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَجَدْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صُرَّةً فِيهَا مِائَةٌ دِينَارٍ قَالَ فَاتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لِي عَرَفْتَهَا حَوْلًا فَعَرَفْتُهَا حَوْلًا فَمَا أَجِدُ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ
عَرَفْتَهَا حَوْلًا آخَرَ فَعَرَفْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ عَرَفْتَهَا حَوْلًا آخَرَ وَقَالَ أَحْصِ عِدَّتَهَا وَوَعَائِهَا وَوَكَائِهَا فَإِنْ جَاءَ
طَالِبُهَا فَأَخْبِرْكَ بِعِدَّتِهَا وَوَعَائِهَا وَوَكَائِهَا فَادْفَعَهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَاسْتَمْتَعْ بِهَا

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا

مجھے ایک کوڑا ملا۔

ابن نمیر نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ میں نے اس کوڑے کو اٹھالیا تو ان دونوں نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا میں اسے نہیں چھوڑوں گا ورنہ اسے درندے کھا جائیں گے میں تو اسے ضرور حاصل کروں گا۔ اور اس کے ذریعے نفع حاصل کروں گا۔

سوید بیان کرتے ہیں: پھر میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا اور یہ پورا واقعہ سنایا تو انہوں نے فرمایا: تم نے اچھا کیا ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک تھیلی پائی جس میں ایک سو دینار موجود تھے۔ میں اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک سال تک اس کا اعلان کرو میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا لیکن مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو اسے جانتا ہو پھر میں اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے فرمایا: ایک اور سال تک اس کا اعلان کرو۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ایک اور سال تک اس کا اعلان کرو پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس کی گنتی کر لو وہ تھیلی اور اس کی پہچان یاد رکھو اگر اس کا طلب گار آ گیا اور اس نے اس کی گنتی، اس کی تھیلی اور اس کی رسی کی پہچان کروادی تو تم اس کے سپرد کر دینا ورنہ تم

1295- اخرجه البخاری (94/5) كتاب اللقطة، حدیث (2426) ومسلم (1350/3) كتاب اللقطة، حدیث (9-1723)

وابو داؤد (134/2) كتاب اللقطة، حدیث (701) وابن ماجه (837/2-838) كتاب اللقطة، باب: اللقطة، حدیث

(2506) واخرجه احمد (126/5) وعبد بن حميد ص (84) حدیث (162) من طريق سلمة بن كهيل عن سويد بن غفلة

فذكره عن ابی بن كعب.

اسے خود استعمال کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

گری ہوئی چیز کو اٹھانے کی شرعی حیثیت:

جب کوئی شخص گری ہوئی چیز کو دیکھے تو اس کے اٹھانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں تین اقوال ہیں:

1- وہ چیز ایسی جگہ پڑی ہو جہاں اس کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو اور یہ بھی گمان ہو کہ اس کا مالک اسے تلاش کرتا ہو اوہاں پہنچ جائے گا تو اس کا اٹھانا منع ہے۔

2- اگر وہ چیز کسی محفوظ جگہ پڑی ہو اور غالب گمان ہو کہ اس کا مالک اسے تلاش کرتا ہو اوہاں نہیں آئے گا تو پانے والے کو اختیار ہے چاہے تو اسے پکڑ لے یا نہ پکڑے۔

3- اگر وہ چیز ایسی جگہ پڑی جہاں اس کا ضائع ہو جانا یقینی ہو تو اس کا اٹھانا واجب ہے۔

دستیاب ہونے والی چیز کو استعمال میں لانے کے حوالے سے مذاہب:

دستیاب ہونے والی معمولی چیز ہو۔ مثلاً ایک آدھی کھجور وغیرہ تو اس کے مالک کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے پانے والا اپنے استعمال میں لاسکتا ہے۔ اگر دستیاب ہونے والی قیمتی چیز ہو تو مالک کو تلاش کرنا ضروری ہے۔ اگر مالک نہ ملے تو اس چیز کے استعمال میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ چیز کو پانے والا اگر غریب ہو تو وہ اپنے استعمال میں لاسکتا ہے۔ اگر وہ امیر ہو تو مالک کی طرف سے کسی غریب کو صدقہ کر دے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گم شدہ بکری کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”تم اسے پکڑ لو وہ تمہارے کام آئے گی یا تمہارے بھائی کے کام آئے گی یا بھیڑیے کے کام آئے گی۔“ اس روایت سے پانے والے کا بکری کو اپنے استعمال میں لانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

2- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک گم شدہ چیز دستیاب ہونے کی صورت میں مالک دستیاب نہ ہو تو اسے پانے والا اپنے استعمال میں لاسکتا ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دستیاب ہونے والے دیناروں کو اپنے استعمال میں لانے کی اجازت دی تھی جبکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر ترین صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں غریب ترین صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ البتہ خلفائے

راشدین کے دور میں وہ صاحبِ ثروت بنے اور امیر ترین صحابہ میں شمار ہونے لگے۔ لہذا ان کی روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

جنگل میں بکری یا اونٹ دستیاب ہونے کا مسئلہ:

جنگل میں گم شدہ بکری یا اونٹ دستیاب ہونے کی صورت میں مسئلہ کی نوعیت کیا ہوگی؟ اس سوال کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بکری پکڑ کر محفوظ کر لی جائے گی تاکہ اس کے مالک تک پہنچائی جائے یا پانے والے کے استعمال میں آئے۔ تاہم اونٹ کو نہیں پکڑا جائے گا، کیونکہ وہ قوی اور طاقت ور ہونے کی وجہ سے چھوٹے درندوں سے محفوظ رہتا ہے اور اپنے مالک کے پاس از خود جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

بَابُ فِي الْوَقْفِ

باب 36: وقف کا حکم

1296 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَنبَانَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
متن حدیث: قَالَ أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ مَالًا بِخَيْرٍ لَمْ أَصِبْ مَالًا قَطُّ
أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهَا لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا
وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ تَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ لَا
جُنَاحَ عَلَيَّ مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ
اختلاف روایت: قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ فَقَالَ غَيْرَ مُتَأْتِلٍ مَالًا قَالَ ابْنُ عَوْنٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ رَجُلٌ
آخَرُ أَنَّهُ قَرَأَهَا فِي قِطْعَةِ أَدِيمٍ أَحْمَرَ غَيْرَ مُتَأْتِلٍ مَالًا قَالَ إِسْمَاعِيلُ وَأَنَا قَرَأْتُهَا عِنْدَ ابْنِ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَكَانَ
فِيهِ غَيْرَ مُتَأْتِلٍ مَالًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَا
نَعْلَمُ بَيْنَ الْمُتَقَدِّمِينَ مِنْهُمْ فِي ذَلِكَ اخْتِلَافًا فِي إِجَازَةِ وَقْفِ الْأَرْضِينَ وَغَيْرِ ذَلِكَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین (مالِ غنیمت میں) حصے میں ملی۔ انہوں

1296- اخرجہ البخاری (418/5) کتاب الشروط، الشروط فی الوقف، حدیث (2737) ومسلم (1255/3) کتاب الوصیة،
باب: الوقف، حدیث (1632/15) وابو داؤد (116/3) کتاب الوصایا، باب: ما جاء فی الرجل یوقف یوقف حدیث (2878)
والنسائی (230/6، 231) کتاب الاحباس، باب: کیف یکتب الجس، وذكر الاختلاف، ابن عون فی خبر ابن عمر یفه، حدیث
(3597-3598-3599-3600-3601) وابن ماجه (801/2) کتاب الصدقات، باب من وقف حدیث (2396) واخرجہ
احمد (55-12/2) وابن خزیبه (117/4) حدیث (2483) من طریق ابن عون عن نافع عن ابن عمر فذکره.

نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے خیبر میں کچھ زمین ملی ہے۔ مجھے ایسی کوئی زمین کبھی نہیں ملی جو میرے نزدیک اس سے زیادہ نفیس ہو۔ آپ مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو زمین اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو تو حضرت عمر نے اس کو صدقہ کر دیا۔ اس طرح کہ اس زمین کو فروخت نہیں کیا جاسکتا اسے ہبہ نہیں کیا جاسکتا، وراثت میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کی پیداوار کو غریبوں میں قریبی رشتے داروں میں، غلاموں کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مسافروں کے لیے، مہمانوں کے لیے خرچ کیا جائے گا اور جو شخص اس کا نگران ہوگا اس کو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اگر وہ خود مناسب طریقے سے اس میں سے کھا لیتا ہے یا اپنے کسی دوست کو کھلا دیتا ہے جبکہ وہ اسے جمع کرنے والا نہ ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ محمد بن سیرین سے کیا تو انہوں نے فرمایا: اس روایت میں یہ الفاظ ہیں ”یعنی اس مال کو اکٹھا کرنے والا نہ ہو“۔

ابن عون نامی راوی بیان کرتے ہیں: ایک اور صاحب نے بھی مجھے حدیث سنائی۔ انہوں نے اس روایت کو سرخ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سے پڑھا تھا جس میں وہی الفاظ تھے۔ ”غیر متائل مال“ (جو ابن سیرین نے نقل کیے ہیں) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اسماعیل نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس روایت کو حضرت عبید اللہ بن عمر کے صاحبزادے کے سامنے پڑھا تھا اور اس میں یہ لفظ تھے ”غیر متائل مال“۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق متقدمین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے: زمین یا اس طرح کی کسی بھی چیز کو وقف کرنا جائز ہے۔

1297 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ وَوَلَدٌ صَالِحٌ

يَدْعُو لَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع

ہو جاتا ہے۔ سوائے تین اعمال کے صدقہ جاریہ وہ علم جس کے ذریعے نفع حاصل کیا جاتا ہے اور وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

وقف کا مفہوم اور اس کی اقسام:

لفظ ”وقف“ کا لغوی معنی روکنا، رکنا ہے جبکہ اصطلاحی معنی ہے: باقی رہنے والی جائیداد جیسی چیز کو محفوظ کرنا اور اس کے منافع کو صدقہ کرنا ہے۔ وقف کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- کوئی آدمی اپنی رقم سے مسجد تعمیر کروا کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور نمازیوں کے لیے وقف کر دے تو اس میں ایک بھی نماز پڑھنے سے وہ وقف ہو جائے گی۔

2- کوئی شخص اپنی چیز کے وقف کو اپنی موت سے معلق کر دے مثلاً یوں کہے کہ میری وفات کے بعد میری فلاں جائیداد (مکان وغیرہ) فلاں جامعہ کے لیے وقف ہے۔ اس کی وفات ہوتے ہی اس کی جائیداد متعلقہ جامعہ کے نام وقف ہو جائے گی۔

3- قاضی کسی چیز کے وقف کرنے کا اعلان کر دے۔ ان تینوں صورتوں کا حکم یہ ہے کہ موقوفہ چیز مالک کی ملکیت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملک میں چلی جائے گی اس کے منافع اور آمدنی بھی ہمیشہ کے لیے وقف ہو جائے گی۔ موقوفہ جائیداد کی خرید و فروخت اسے ہبہ کرنا اور اس میں وراثت جاری کرنا منع ہے۔

4- کوئی شخص اپنی زمین کے محض منافع وقف کرے لیکن اصل زمین وقف نہ کرے۔ اس صورت میں اصل زمین اور منافع ہمیشہ کے لیے وقف ہوں گے یا صرف منافع وقف ہوں گے؟ اس میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرات صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس صورت میں بھی جائیداد مالک کی ملک سے نکل کر اللہ کی ملک میں چلی جائے گی اور اس کے منافع بھی ہمیشہ کے لیے وقف ہو جائیں گے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل جائیداد مالک کی ملک میں باقی رہے گی، منافع اور آمدنی ہمیشہ کے لیے وقف ہو جائے گی۔ اس مسئلہ میں فتویٰ صاحبین کے موقف پر ہے۔ سب آئمہ نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

سوال: باب وقف کے حوالے سے ہے جبکہ دوسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے:

(1) صدقہ جاریہ (2) علم نافع (3) صالح اولاد جو متوفی کے لیے دعا کرے۔

اس روایت میں وقف کا ذکر نہیں ہے اس لیے یہ حدیث باب کے مطابق نہیں ہے؟

جواب: اس روایت میں پہلی چیز ”صدقہ جاریہ“ بیان کی گئی ہے جو وفات کے بعد بھی نیکیوں میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔ اس

صدقہ جاریہ میں وقف بھی شامل ہے لہذا باب اور حدیث باب کے مابین مطابقت موجود ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَجْمَاءِ جَرْحُهَا جُبَارٌ

باب 37: جانور کے زخمی کرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوتا

1298 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبَيْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرَّكَازِ الْخُمْسُ اسناد دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَعَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ عَنْ مَعْنٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَتَفْسِيرُ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ يَقُولُ هَدْرٌ لَا دِيَةَ فِيهِ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَمَعْنَى قَوْلِهِ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ فَسَّرَ ذَلِكَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا الْعَجْمَاءُ الدَّابَّةُ الْمُنْفَلِتَةُ مِنْ صَاحِبِهَا فَمَا أَصَابَتْ فِي أَنْفِلَاتِهَا فَلَا غُرْمَ عَلَى صَاحِبِهَا وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ يَقُولُ إِذَا احْتَفَرَ الرَّجُلُ مَعْدِنًا فَوَقَعَ فِيهِ إِنْسَانٌ فَلَا غُرْمَ عَلَيْهِ وَكَذَلِكَ الْبَيْرُ إِذَا احْتَفَرَهَا الرَّجُلُ لِلْسَّبِيلِ فَوَقَعَ فِيهَا إِنْسَانٌ فَلَا غُرْمَ عَلَى صَاحِبِهَا وَفِي الرَّكَازِ الْخُمْسُ وَالرَّكَازُ مَا وَجَدَ فِي دَفْنِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ وَجَدَ رِكَازًا آدَى مِنْهُ الْخُمْسُ إِلَى السُّلْطَانِ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جانور اگر کسی کو زخمی کر دے، تو اس کا کوئی جرمانہ نہیں ہوتا۔ کنویں میں اگر کوئی گر جائے، تو اس کا کوئی جرمانہ نہیں ہوتا۔ (معدنیات) کان میں گر جائے، تو بھی کوئی جرمانہ نہیں ہوتا اور خزانے میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہے۔اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1298- اخرجہ البخاری فی الآداب المفرد ص (20) حدیث (38) ومسلم (1255/3) کتاب الوصیة باب: ما بلحق الانسان فی الثواب بعد وفاته حدیث (14-1631) وابو داؤد (117/3) کتاب الوصایا باب: ما جاء فی الصدقة عن الميت حدیث (2880) والنسائی (251/6) کتاب الوصایا باب: فضل الصدقة عن الميت حدیث (365.1) ووالدارمی (139/1) المقدمة باب: البلاغ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتعليم السنن واخرجه احمد (372/2) وابن خزيمة (122/4) حدیث (2494) من طريق العلاء بن عبد الرحمن عن ابي هريرة فذكره.

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حدیث کی وضاحت یہ ہے۔

جانور کا زخمی کرنا اس کا کوئی تاوان نہیں ہے۔ یعنی یہ ضائع جاتا ہے اس میں دیت کی ادائیگی لازم نہیں ہوگی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جانور کا زخمی کرنا ضائع جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے اس کی یہ وضاحت بیان کی ہے: وہ جانور جو اپنے مالک کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہو ایسا جانور اگر کسی کو نقصان پہنچا دے تو جانور کے مالک کو کوئی جرمانہ نہیں دینا ہوگا۔

”المعدن جبار“ کا مطلب یہ ہے: جب کوئی شخص کوئی کان کھودے اور اس میں کوئی شخص گر جائے تو اس شخص کو کوئی تاوان نہیں دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کنواں کھودتا ہے اور وہ اسے راستے میں کھدواتا ہے اور اس میں کوئی شخص گر جاتا ہے تو اس کنویں کے مالک کو کوئی تاوان نہیں دینا ہوگا۔

”رکاز“ میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہے: ”رکاز“ اس خزانے کو کہتے ہیں جو زمانہ جاہلیت کے دہننے کے طور پر ملے جو شخص رکاز کو پالے گا وہ اس کا پانچواں حصہ حکومت کو ادا کرے گا اور باقی اس شخص کا ہوگا۔

شرح

مفہوم حدیث:

حدیث باب میں چار مسائل بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

- 1- مالک کا چار پایا اپنی طاقت و قوت کا مظاہرہ کرتا ہو اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کسی شخص کو زخمی کر دے تو مالک پر کوئی جرمانہ نہیں ہے، کیونکہ مالک کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔
- 2- کسی شخص نے چراگاہ میں چوپایوں کو پانی پلانے کے لیے کنواں کھودا، کوئی آدمی اس میں گر کر ہلاک ہو جائے تو کنواں کھودنے والے پر کوئی جرمانہ نہیں ہے۔
- 3- کسی شخص نے کان کھودی جس میں کوئی آدمی گر کر ہلاک ہو گیا تو کان کھودنے والے پر کوئی مواخذہ یا جرمانہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کان کھودنے والے کا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ اس میں گر کر ہلاک ہو جائے۔
- 4- زمانہ جاہلیت کی قیمتی چیز کی شکل میں اگر کسی آدمی کو دینہ دستیاب ہو تو اس کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کروایا جائے گا اور باقی پانے والے کی ملک ہوگا۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي أَحْيَاءِ أَرْضِ الْمَوَاتِ

باب 38: بنجر زمین کو آباد کرنا

1299 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ أَحْيَى أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

مذاهب فقهاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ قَالُوا لَهُ أَنْ يُحْيِيَ الْأَرْضَ الْمَوَاتَ بِغَيْرِ إِذْنِ السُّلْطَانِ وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ

لَهُ أَنْ يُحْيِيَهَا إِلَّا بِإِذْنِ السُّلْطَانِ وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَمْرٍو وَبْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ جَدِّ كَثِيرٍ وَسَمْرَةَ

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيَّ عَنْ قَوْلِهِ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ فَقَالَ

الْعِرْقُ الظَّالِمُ الْغَاصِبُ الَّذِي يَأْخُذُ مَا لَيْسَ لَهُ قُلْتُ هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي يَغْرُسُ فِي أَرْضِ غَيْرِهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ

﴿﴾ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی بنجر زمین کو آباد کرے وہ زمین اس کی

ہوگی اور کسی ظالم شخص کو (اس پر قبضہ کرنے کا) حق نہیں ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو ہشام کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے مرسل حدیث کے

طور پر نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

وہ یہ فرماتے ہیں: آدمی کو اس بات کا حق حاصل ہے: وہ حاکم وقت کی اجازت کے بغیر کسی بنجر زمین کو آباد کرے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی ایسی زمین کو حاکم وقت کی اجازت کے بغیر آباد نہیں کر سکتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلی رائے درست ہے۔)

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو کثیر کے دادا ہیں اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

محمد بن ثنی بیان کرتے ہیں: میں نے ابو الولید طیالسی سے حدیث کے ان الفاظ کے بارے میں دریافت کیا: لیس لیس عرق ظالم

حق (سے مراد کیا ہے؟) تو انہوں نے بتایا: اس سے مراد وہ غاصب ہے جو دوسرے کی چیز کو ہتھیالے۔

میں نے کہا: یہ وہ شخص ہے جو دوسرے کی زمین میں کوئی کاشت کاری کر لے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہی ہے۔

1300 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ

وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ أَحْيَى أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص بجز زمین کو آباد کرے وہ زمین اس کی ہوگی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

بجز زمین کو آباد کرنے سے مالک بننے میں مذاہبِ آئمہ:

دوران اور بجز زمین کو کوئی شخص محنت کر کے کاشت کاری کے قابل بنائے تو کیا وہ اس کا مالک بن جائے گا یا حکومت سے

اجازت لینا ضروری ہے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ زمین کو آباد کرنے والا شخص حکومت کی اجازت سے اس کا مالک

بنے گا۔ اجازت میں تقیم ہے، خواہ حکومت سے اجازت لے کر اسے آباد کرے یا آباد کرنے کے بعد اجازت لے۔ تاہم زمین کا

مالک بننے کے لیے حکومت سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ آپ نے مشہور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کیا

ہے:

ليس للمراء الاماطابت به نفس امامه . (نصب الرية ج: 3 ص: 431)

”انسان کے لیے صرف وہ چیز حلال ہے جس سے اس کے امام کا دل مسرور ہو جائے۔“

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سرکاری چیز کا مالک بننے کے لیے حکومت سے اجازت لینا ضروری ہے۔

2- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرات صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بجز زمین کو

کاشت کاری کے قابل بنانے کے لیے حکومت سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا

ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس آدمی نے بے آباد زمین کو آباد کیا تو وہ اس کا مالک بن جائے گا۔“

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ اور حضرات صاحبین کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس

حدیث میں کوئی حکم یا مسئلہ نہیں بیان کیا گیا بلکہ اجازت کا اعلان ہے کہ جو شخص بجز زمین آباد کرے گا وہ اس کی ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَطَائِعِ

باب 39: جاگیر دینا

1301 سند حدیث: قَالَ: قُلْتُ لِقُتَيْبَةَ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَكُمْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَيْسٍ الْمَارِبِيُّ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ ثَمَامَةَ بْنِ شَرَاهِيلَ، عَنْ سُمَيِّ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيضِ بْنِ حَمَّالٍ، مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ وَقَدَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَقَطَعَهُ الْمِلْحَ، فَقَطَعَ لَهُ، فَلَمَّا أَنْ وُلِيَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ: اتَدْرِي مَا قَطَعْتَ لَهُ؟ إِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ. قَالَ: فَانْتَزَعَهُ مِنْهُ. قَالَ، وَسَأَلَهُ عَمَّا يَحْمِي مِنَ الْأَرَائِكِ؟ قَالَ: مَا لَمْ تَنْلُهُ خِفَافِ الْإِبِلِ: فَاقْرَأْ بِهِ قُتَيْبَةَ، وَقَالَ: نَعَمْ.

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَمْرٍو، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَيْسٍ الْمَارِبِيُّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. الْمَارِبُ: نَاحِيَةٌ مِنَ الْيَمَنِ.

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلٍ وَأَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ.

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِيضِ بْنِ حَمَّالٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ، فِي الْقَطَائِعِ، يَرَوْنَ جَائِزًا أَنْ يَقْطَعَ الْإِمَامُ لِمَنْ رَأَى ذَلِكَ

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے قتیبہ بن سعید سے دریافت کیا، کیا محمد بن یحییٰ نے اپنی سند کے حوالے سے آپ کو یہ حدیث سنائی ہے؟ حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے نمک کی کان بطور جاگیر عطا کرنے کی درخواست کی۔ نبی اکرم ﷺ نے وہ انہیں عطا کر دی جب وہ واپس جانے لگے تو حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی: کیا آپ جانتے ہیں۔ آپ نے اسے کیا عطا کیا ہے۔ آپ نے انہیں جاری رہنے والا پانی عطا کر دیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے وہ ان سے واپس لے لی پھر انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس زمین کی درخواست کی جہاں پیلو کے درخت بکثرت تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہاں تک جہاں تک اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قتیبہ نے اس حدیث کا اقرار کیا اور بولے ٹھیک ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

”مارب“ یمن کی ایک بستی ہے۔

اس بارے میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

1301- اخرجہ ابو داؤد (3/174-175) کتاب الخراج والامارة والفيء باب: في اقطاع الارضين، حدیث (3064) من طریق ثمامة بن شراحيل عن سبي بن قيس عن شمير عن ابي هريرة بن حمال فذكره.

حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک جاگیریں عطا کرنا جائز ہے۔ حاکم وقت جسے مناسب سمجھے عطا کر سکتا ہے۔

1302 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ

بْنَ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَهُ أَرْضًا بِحَضْرَمَوْتٍ قَالَ مُحَمَّدُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ عَنْ

شُعْبَةَ وَزَادَ فِيهِ وَبَعَثَ لَهُ مُعَاوِيَةَ لِيُقْطِعَهَا أَيَّاهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

◀◀ علقمہ بن وائل اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ”حضر موت“ میں زمین

جاگیر کے طور پر دی تھی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا تھا

تاکہ وہ ان کے لیے اس کی پیمائش کر دیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔)

شرح

ہر معاملہ میں عوامی مفاد کو پیش نظر رکھنا:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ جس چیز میں محنت کم اور نفع زیادہ ہو وہ حکومتی تحویل میں رہنی چاہیے تاکہ عوام اس سے زیادہ سے زیادہ انفعاع حاصل کریں یا اسے رفاہ عامہ کے لیے وقف ہونا چاہیے کہ عام لوگ اس سے استفادہ کریں۔

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر وقت سرکاری اراضی بطور جاگیر دے سکتا ہے اور جسے وہ زمین مہیا کی گئی وہ اس کا مالک قرار پائے گا۔ اگر امیر عصر بنجر زمین کسی کو دے تو وہ تین سال تک اسے آباد کر لے تو اس کا مالک ہو جائے گا ورنہ وہ واپس لی جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْغُرْسِ

باب 40: درخت لگانے کی فضیلت

1303 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1302- اخرجہ احمد (399/6) واہو داؤد (173/3) کتاب الخراج والامارۃ والفسی باب: فی اقطاع الارضین حدیث

(3058) والادرمی (268/2) کتاب البیوع باب: القطائع من طریق شعبۃ عن سناک عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ وائل بن

حجر فذکرہ۔

متن حدیث: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ أَوْ بَيْمَةٌ إِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَجَابِرٍ وَأُمِّ مُبَشِّرٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو بھی مسلمان کوئی پودا وغیرہ لگاتا ہے یا کوئی کھیت لگاتا ہے اور اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کچھ کھا لیتے ہیں، تو وہ اس شخص کے لیے صدقہ شمار ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ، سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

باغ لگانا یا کھیتی باڑی کرنا:

جب کوئی شخص باغ لگاتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے، جس سے پرندے یا انسان انتفاع کرتے ہیں، وہ اس کے لیے صدقہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ تو تب ہے کہ اس نے انسانوں اور پرندوں کے صدقہ کی نیت نہ کی ہو۔ اگر اس نے ان کے بوتے وقت صدقہ کی نیت کی ہو، تو اس کا ثواب صدقہ سے بھی زیادہ ہوگا۔

بَابُ مَا ذَكَرَ فِي الْمُزَارَعَةِ

باب 41: کھیتی باڑی کا بیان

1304 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1303- اخرجہ البخاری (5/5) کتاب الحرث والمزارعة، باب: فصل الزارع والغرس اذا اكل منه، حدیث (2320) ومسلم (1189/3) والغرس اذا اكل منه، حدیث (2320) ومسلم (1183/3) کتاب المساقاة، باب: فضل الغرس والزرع، حدیث (12-1553) من طریق ابی عوانة عن قتادة عن انس بن مالك فذكره.

1304- اخرجہ البخاری (14/5) کتاب الحرث والمزارعة، باب: المزارعة بالشطرن نحوہ، حدیث (2238) ومسلم (1186/3) کتاب المساقاة، باب: لمساقاة، والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، حدیث (1-1551) وابو داؤد (263/3) کتاب البیوع، باب: فی المساقاة، حدیث (3408) وابن ماجه (824/2) کتاب الربون، باب: معاملة النخيل والكرم، حدیث (2467) والدارمی (270/2) کتاب البیوع، باب: ان النبي صلى الله عليه وسلم عامل خيبر، واخرجہ احمد (37'22'1'2) من طریق يحيى بن سعيد بن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر فذكره.

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وغيرهم لم يروا بالمزارة بأساً على النصف والثلث والرُّبْعِ واختار بعضهم أن يكون البذر من رب الأرض
وهو قول أحمد وأسحق وكره بعض أهل العلم المزارة بالثلث والرُّبْعِ ولم يروا بمساقاة النخيل
بالثلث والرُّبْعِ بأساً وهو قول مالك بن أنسٍ والشافعي ولم ير بعضهم أن يصح شيء من المزارة إلا أن
يستاجر الأرض بالذهب والفضة

◀◀ حضرت ابن عمر رضي الله عنهما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کو وہاں کام کرنے کی اجازت اس شرط پر دی تھی کہ
وہاں کی پیداوار میں سے پھلوں یا کھیت میں سے نصف (مسلمانوں کو ادا کیا جائے گا)
اس بارے میں حضرت انس رضي الله عنه، حضرت ابن عباس رضي الله عنهما، حضرت زید بن ثابت رضي الله عنه اور حضرت جابر رضي الله عنه سے احادیث
منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمته الله فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے
ز نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے: اگر نصف یا ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کی شرط پر کھیتی باڑی کی جائے۔
بعض حضرات نے اس بات کو اختیار کیا ہے: بیج زمین کے مالک کی طرف سے ہوگا۔
امام احمد رحمته الله اور امام اسحق رحمته الله اس بات کے قائل ہیں۔
بعض اہل علم نے ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کی شرط پر کھیتی باڑی (ٹھیکے کے طور پر) کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔
تاہم ان حضرات کے نزدیک ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کی شرط پر کھجور کے باغ کو پانی دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
امام مالک بن انس رحمته الله اور امام شافعی رحمته الله اس بات کے قائل ہیں بعض اہل علم یہ فرماتے ہیں: کھیتی باڑی صرف اس صورت
میں کی جاسکتی ہے جب زمین کو سونے یا چاندی کے عوض میں کرائے پر لیا جائے۔

شرح

مزارعت کا مفہوم اور اقسام:

لفظ مخبرہ اور مزارعت دونوں مترادف ہیں۔ یعنی بٹائی پر زمین فراہم کرنا۔ بٹائی پر زمین دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں
آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ منع ہے۔ جمہور
آئمہ کے نزدیک جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے
بٹائی پر زمین دینے کا معاملہ کیا تھا۔ خواہ پھل ہوں یا کھیتی نصف نصف کی بنیاد پر۔
مزارعت کی تین صورتیں بنتی ہیں:

(1) زمین اور بیج ایک شخص کا ہو جبکہ محنت اور بیل دوسرے آدمی کے ہوں۔

(2) زمین ایک شخص کی ہو جبکہ بیل، محنت اور بیج دوسرے شخص کا ہو۔ خیبر کے یہودیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اسی نوعیت کا تھا۔

(3) محنت کاشت کار کی ہو جبکہ بیج، بیل اور زمین سب کچھ دوسرے شخص کا ہو۔ ان تینوں صورتوں کے جواز میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے، جبکہ باقی صورتوں میں اختلاف ہے۔

بَاب مِنَ الْمَزَارَعَةِ

باب 42: مزارعت (کے احکام)

1305 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

متن حدیث: قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا إِذَا كَانَتْ لِأَحَدِنَا أَرْضٌ أَنْ يُعْطِيَهَا بِبَعْضِ خَرَايجِهَا أَوْ بِدَرَاهِمٍ وَقَالَ إِذَا كَانَتْ لِأَحَدِكُمْ أَرْضٌ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَزْرَعْهَا

﴿﴾ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس کام سے منع کر دیا تھا جو پہلے ہمارے لیے نفع بخش تھا جب ہم میں سے جس شخص کی زمین ہوتی تھی تو وہ اسے کچھ خراج (پیداوار) یا چند درہم کے عوض میں دوسرے کو دے دیتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جب کسی شخص کے پاس زمین ہو تو وہ بلا معاوضہ اپنے بھائی کو دیدے یا خود اس میں کھیتی باڑی کرے۔

1306 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ أَخْبَرَنَا شَرِيكَ عَنْ شُعْبَةَ

عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحْرِمِ الْمَزَارَعَةَ وَلَكِنْ أَمَرَ أَنْ يَرْفُقَ بِبَعْضِهِمْ

بِبَعْضٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيَّاسٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَحَدِيثٌ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فِيهِ اضْطِرَابٌ يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ عُمُومَتِهِ وَيُرْوَى عَنْهُ عَنْ

1305- اخرجہ احمد (141/4) والنسائی (35/7) کتاب الایمان والنذور، باب: ذکر الاحادیث المختلفة، فی النهی عن کراء الارض بالثلث والرہم واختلاف الفاظ الناقلین للخبر، حدیث (3869) من طریق ابی حصین عن مجاہد عن رافع بن خدیج فذکرہ۔

1306- اخرجہ البخاری (27/5) کتاب الحرث والمزارعة، باب: ما کان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یو اسی بعضهم بعضاً فی الزراعة والتمر، حدیث (239) ومسلم (1184/3-1185) کتاب البیوع، باب: الارض تمنع، حدیث (1550-121) وابو داؤد (257/3) کتاب البیوع، باب: فی المزارعة، حدیث (3389) وابن ماجہ (821/2) کتاب الرہون، باب: الرخصة فی کراء الارض البیضاء بالذهب والفضة، حدیث (2456) واخرجہ احمد (234/1-281/349) والحنیدی (236/1) حدیث (509) من طریق شعبہ عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس فذکرہ۔

ظَهْرِ بْنِ رَافِعٍ وَهُوَ أَحَدُ عُمُومَتِهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْهُ عَلَى رِوَايَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ
 فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَجَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مزارعت کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ آپ نے یہ ہدایت کی تھی کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کا سلوک کریں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ یہ حدیث حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، ان کے چچاؤں کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اور حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی روایت کی گئی ہے جو ان کے ایک چچا تھے اور یہی روایت ان سے مختلف روایات کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

اس بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

مزارعت کی ممانعت میں مصلحت:

ابتدائے اسلام میں بہت سے امور سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مصلحت و حکمت عملی کی بناء پر منع فرما دیا تھا لیکن بعد میں اس مصلحت کے ختم ہونے پر ممانعت ختم کر کے اس کے جواز کو فروغ دیا۔ ان میں سے ایک مزارعت بھی ہے۔ آپ نے ابتدائے اسلام میں اس سے منع کیا تھا لیکن بعد میں اسے صرف جائز ہی نہیں بلکہ عملاً اسے رواج دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خود زمین بٹائی پر دی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الصیات عن رسول اللہ ﷺ

دیت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدِّيَةِ كَمْ هِيَ مِنَ الْاِبْلِ

باب 1: اونٹ کے حساب سے کتنی دیت ہوگی

1307 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ زَيْدِ بْنِ

جُبَيْرٍ عَنْ خَشْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ

متن حدیث: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دِيَةِ الْخَطَا عِشْرِينَ بِنْتِ مَخَاضٍ وَعِشْرِينَ بِنْتِ

مَخَاضٍ ذُكُورًا وَعِشْرِينَ بِنْتِ لَبُونٍ وَعِشْرِينَ جَذَعَةً وَعِشْرِينَ حِقَّةً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَخْبَرَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ وَأَبُو

خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةٍ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ مَوْفُوعًا

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الدِّيَةَ تُؤْخَذُ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ فِي كُلِّ سَنَةٍ ثُلُثُ

الدِّيَةِ وَرَأَوْا أَنَّ دِيَةَ الْخَطَا عَلَى الْعَاقِلَةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ الْعَاقِلَةَ قَرَابَةُ الرَّجُلِ مِنْ قَبْلِ أَبِيهِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ

وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا الدِّيَةُ عَلَى الرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ مِنَ الْعَصَبَةِ يُحْمَلُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ رُبْعَ

دِينَارٍ وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ إِلَى نِصْفِ دِينَارٍ فَإِنْ تَمَّتِ الدِّيَةُ وَالْأَنْظَرُ إِلَى أَقْرَبِ الْقَبَائِلِ مِنْهُمْ فَأَلْزَمُوا ذَلِكَ

﴿﴾ حضرت خشف بن مالک بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے قتل خطاء کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا: اس میں بیس بنت مخاض اور بیس ابن مخاض جو مذکر ہوں۔ بیس بنت لبون،

1307- اخرجہ ابو داؤد (593/2) کتاب الدیات' باب: الدية كم هي؟ حدیث (4545) والنسائی (43/8) کتاب القسامة'

باب: ذكر اسنان الخطاء' وابن ماجه (879) کتاب الدیات' باب: دية الخطاء' حدیث رقم (2631) واحمد (450/1) عن

حجاج بن ارطاة' قال حدثنا زيد بن جبیر' عن خشف بن مالك فذكره عن عبد الله بن مسعود 'مرفوعاً'.

میں جزء اور بیس حقے دیے جائیں گے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کو ”مرفوع“ ہونے کے طور پر ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یہی روایت حضرت عبداللہ تک ”موقوف“ حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

بعض اہل علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں۔

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے: دیت تین سالوں میں وصول کی جائے گی۔ ہر ایک سال میں ایک تہائی دیت وصول کی جائے گی۔

یہ حضرات اس بات کے بھی قائل ہیں: قتل خطا کی دیت کی ادائیگی قاتل کے خاندان پر لازم ہوگی۔

بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: عاقلہ سے مراد آدمی کے باپ کی طرف سے قریبی عزیز ہیں۔

امام مالک رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے۔ دیت کی ادائیگی صرف مردوں پر لازم ہوگی۔ خواتین اور بچوں پر نہیں ہوگی جو اس کے

عصہ رشتے دار ہوں۔

ان میں سے ہر ایک شخص ایک چوتھائی دینار ادا کرے گا۔

بعض اہل علم کے نزدیک نصف دینار ادا کرے گا۔ اگر دیت مکمل ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ ان کے قریبی قبائل کا جائزہ لیا

جائے گا اور ان پر اس کی ادائیگی لازم کی جائے گی۔

1308 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ وَهُوَ ابْنُ هَلَالٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ

أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا دُفِعَ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُولِ فَإِنْ شَاءُوا قَتَلُوا وَإِنْ شَاءُوا أَخَذُوا الدِّيَةَ

وَهِيَ ثَلَاثُونَ حِقَّةً وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً وَأَرْبَعُونَ خِلْفَةً وَمَا صَالِحُوا عَلَيْهِ فَهُوَ لَهُمْ وَذَلِكَ لِتَشْدِيدِ الْعَقْلِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جو شخص قتل عمد کرے اسے

مقتول کے اولیاء سپرد کیا جائے گا۔ اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اگر چاہیں تو دیت قبول کر لیں اور یہ تمیں حصے، تمیں جذعے اور

1308- اخرجہ ابوداؤد (173/4) کتاب الدیات، باب: ولی العمد یرضی بالدیة، حدیث (4506) و باب: الدیة کمی ہی:

حدیث (4541) والنسائی (43-42/2) کتاب القسامة، باب: ذکر الاختلاف علی خالد الحذاء، وابن ماجہ (877/2) کتاب

الدیات، باب: من قتل عبدا، فرضوا بالدیة حدیث (2626) واحمد (217'224'186'178/2) عن عمرو بن شعیب

عن ابیه فذکرہ.

چالیس خلفے ہوگی اور اگر وہ اس کے ساتھ صلح کر لیں انہیں اس کا حق حاصل ہے۔
(راوی کہتے ہیں) یہ دیت کی سختی کے لیے ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

دیت کا مفہوم:

لفظ ”دیت“ ودی یذی ثلاثی مجرد لفیف مقرون کا مصدر ہے جس کا معنی ہے: خون بہا۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: ”وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ“ (النساء: 92) دیت کی شرعی تعریف یوں ہے:

”جب کوئی شخص کسی مسلمان یا ذمی کو ناحق قتل کرے یا اس کا کوئی عضو ضائع یا زخمی کر دے جو اس کا شرعی تاوان واجب ہوتا ہے اسے دیت کہا جاتا ہے۔“

اقسام قتل اور ان کا شرعی حکم:

قرآن کریم میں قتل کی دو اقسام بیان ہوئی ہیں:

(1) قتل عمد (2) قتل خطاء

حدیث مبارکہ میں قتل کی تیسری قسم بھی بیان کی گئی ہے: ”قتل شبه عمد“۔ اس قتل کا درجہ قتل عمد کے بعد اور قتل خطاء سے قبل ہے۔ فقہاء کرام نے قتل کی مزید دو اقسام بیان کی ہیں:

(1) قتل قائم مقام (2) قتل بالسبب

اس طرح قتل کی کل پانچ اقسام ہوئیں ان میں سے ہر کی تعریف مع حکم درج ذیل ہے:

(1) قتل عمد: کسی آدمی کو تیز دھارا آلہ کے ساتھ قصداً قتل کرنا مثلاً تلوار، چھری، کلہاڑی اور خنجر وغیرہ سے

نوٹ: اگر ایک شخص دوسرے کو نذر آتش کر کے یا گولی مار کر یا قصداً اپنی گاڑی کے نیچے کچل کر ہلاک کر دے، تو ایسا قتل ”قتل

عمد“ کے زمرے میں آئے گا۔

قتل عمد کا حکم یہ ہے کہ اس میں قصاص واجب ہوتا ہے یعنی قاتل نے جو کچھ کیا ہے اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ کیا جائے۔ شریعت نے قصاص میں یہ تخفیف رکھی ہے کہ اسے ”حد“ قرار نہیں دیا۔ حد اور قصاص میں فرق یہ ہے کہ حد میں تبدیلی یا معافی کی گنجائش نہیں ہوتی جبکہ قصاص میں معافی کی گنجائش ہوتی ہے۔ یعنی مقتول کے ورثاء قصاص معاف بھی کر سکتے ہیں یا دیت وصول کر سکتے ہیں۔ دیت کی صورت میں قاتل دیت خود ادا کرے گا۔ علاوہ ازیں شرعی طور پر قاتل اپنے فعل شنیع کے سبب وراثت سے بھی محروم ہو جاتا ہے یعنی اگر اس نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس کی میراث سے محروم رہے گا۔ یاد رہے شریعت نے قاتل کی یہ دنیوی سزا مقرر کی ہے اور اخروی سزا بہت سخت ہے جو قرآن کریم میں بایں الفاظ بیان کی گئی ہے:

من یقتل مؤمنا متعمدا فجزائه جهنم خالدًا فیہا۔

”جو شخص کسی مومن کو عمدًا قتل کرے، تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔“

نوٹ: قتلِ عمل میں دیت کی صورت میں قاتل دیت خود اور فی الفور ادا کرے گا۔

(2) قتلِ شبہ عمدہ: یہ ایسا قتل ہے، جس میں قاتل کا قصد تو ہوتا ہے لیکن تیز دھار آلہ سے نہ ہو۔ مثلاً لاشی یا پتھر وغیرہ سے قتل کیا۔

یہ قتل اس اعتبار سے قتلِ عمدہ ہے کہ قاتل کا ضرب میں قصد ہوتا ہے اور اس لحاظ سے خطا ہے کہ قاتل کا ارادہ قتل نہیں ہوتا کیونکہ تیز دھار آلہ استعمال نہیں ہوا۔

اس قتل کی وجہ سے قاتل سخت گناہ گار ہوتا ہے۔ اس کی دنیوی سزا یہ ہے کہ کفارہ واجب ہوتا ہے۔ ایک مومن غلام آزاد کرنا یا مسلسل دو مہینوں کے روزے رکھے۔ علاوہ ازیں دیت مغلظہ بھی واجب ہوتی ہے جو عصبات کی طرف سے سواونٹ کی شکل میں ادا کی جائے گی۔ قاتل وراثت سے بھی محروم رہے گا۔

(3) قتلِ خطا: اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

1- خطا فی القصد: کسی نے شکار سمجھ کر مارا لیکن حقیقت میں وہ انسان تھا۔

2- خطا فی الفعل: ایک شخص شکار کو نشانہ بنانا چاہتا تھا مگر غلطی سے انسان کو لگ گیا۔

قتلِ خطا کا حکم ”قتلِ شبہ عمدہ“ جیسا ہے یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور عصبات کی طرف سے دیت بھی واجب ہے۔ اس صورت میں قاتل گناہ گار نہیں ہوگا۔

(4) قتلِ قائم مقام خطا: اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص حالتِ نوم (نیند) میں کسی کے نیچے آ کر مر جائے ایسی حرکت اور بے احتیاطی گناہ ہے، کیونکہ انسانی جان ضائع ہوگئی اس کا حکم قتلِ خطا جیسا ہے۔

(5) قتلِ بالسبب: کسی شخص نے دوسرے کی زمین میں کنواں کھودا جس میں کوئی آدمی گر کر ہلاک ہو گیا۔ اسی طرح کسی شخص نے راستہ میں پتھر رکھ دیا جس سے ٹکرا کر کوئی ہلاک ہو جائے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ قاتل گناہ گار ہوگا، کیونکہ اس نے غیر کی زمین میں کنواں کھودا تھا، تاہم اس پر کفارہ نہیں لیکن عصبات پر دیت واجب ہے۔

نوٹ: قتل کی آخری چار صورتوں میں دیت عاقلہ (برادری) ادا کرتی ہے وہ تین سال میں دیت مکمل کرے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدِّيَةِ كَمْ هِيَ مِنَ الدَّرَاهِمِ

باب 2: درہم کے اعتبار سے دیت کتنی ہوگی

1309 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ

عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ جَعَلَ الدِّيَةَ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا يَذْكُرُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ غَيْرَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ
مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَقَ وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الدِّيَةَ عَشْرَةَ آلَافٍ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا أَعْرِفُ الدِّيَةَ إِلَّا مِنَ الْإِبِلِ وَهِيَ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَوْ قِيَمَتُهَا
﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔ آپ نے بارہ ہزار درہم دیت مقرر کی

ہے۔

عکرمہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی ان نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔
ابن عیینہ سے منقول حدیث میں اس سے زیادہ کلام کیا گیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق محمد بن مسلم کے علاوہ اور کسی نے اس حدیث کی سند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔
بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں۔ دیت دس ہزار درہم ہوگی۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ اس بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق دیت صرف اونٹوں کے حساب سے ہوتی ہے اور وہ ایک سواونٹ ہیں۔

شرح

مال دیت میں مذاہب آئمہ:

مال دیت کتنی قسم کا ہو سکتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مال دیت کی تین اقسام ہیں:

(1) سواونٹ (2) ایک ہزار دینار (3) دس ہزار درہم

2- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اموال دیت کی چھ اقسام ہیں:

1309- اخرجہ ابو داؤد (593/2) کتاب الودیات، باب: الدیة کم ہی حدیث (4546) واخرجہ النسائی (44/8) کتاب القسامة، باب: الدیة من الورق، واخرجہ ابن ماجہ (878/2) کتاب الودیات، باب: دية الخطاء، حدیث (2629) واخرجہ الدارمی (192/2) کتاب الودیات، باب: کم الدیة من الورق والذهب، عن محمد بن مسلم الطائفی عن عمرو بن دینار عن عکرمة عن ابن عباس به۔

(1) سوانٹ (2) بارہ ہزار درہم (3) ایک ہزار دینار (4) دوسو گائے (5) دوسو جوڑے کپڑے (6) دو ہزار بکریاں

مقدار دیت:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قتلِ شبہ عمد کی دیت سوانٹیاں ہیں جو چار قسم کی ہیں:

(1) پچیس دوسرے سال کی (2) پچیس تیسرے سال کی (3) پچیس چوتھے سال کی (4) پچیس پانچویں سال کی ہوں۔

قتلِ خطا کی دیت سوانٹیاں ہیں جو پانچ قسم کی ہیں:

(1) بیس دوسرے سال کی (2) بیس تیسرے سال کی (3) بیس دوسرے سال کے اونٹ (4) بیس چوتھے سال کی اونٹیاں

(5) بیس پانچویں سال کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَوْضِحَةِ

باب 3: موضحة زخم کی دیت

1310 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ الْمَعْلَمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ

شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: فِي الْمَوْضِحِ خَمْسُ خَمْسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ أَنَّ

فِي الْمَوْضِحَةِ خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ

﴿﴾ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ

نے موضحة زخم کے بارے میں پانچ، پانچ (اونٹ بطور دیت ادائیگی) کا حکم دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: موضحة زخم میں پانچ اونٹ دیے

جائیں گے۔

1310- اخرجہ ابو داؤد (262/1) کتاب الطلاق باب: الولد للفراس حدیث (2274) مختصراً و (316/2) کتاب

باب: فی عطیة المرأة بغير اذن زوجها حدیث (3547) مختصراً و (599/2) کتاب النکاح باب: دیات الاعضاء حدیث

(4566) والنسائی (65/5) کتاب الزکوٰۃ باب: عطیة المرأة بغير اذن زوجها مختصراً و (278/6) کتاب العری باب:

عطیة المرأة بغير اذن زوجها و (57/8) کتاب القسامة باب: لمواضع واحد (179/2، 180، 184، 189، 191، 192، 194،

207، 211، 212، 213) مختصراً عن عمرو بن شعيب عن ابيه فذكره ”مرفوعاً“.

شرح

زخموں کی کیفیت اور ان کی دیت:

شرعی نقطہ نظر سے اعضاء جسم کی طرح جسم کے زخم کی بھی دیت ہے۔ زخم کی اقسام اور ان کی دیت کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) موضحة: سر پر چوٹ آنے سے ہڈی ظاہر ہو جائے۔ اس سے دیت کا بیسواں حصہ ہے۔

(2) ہاشمہ: سر پر زخم آجائے جس سے ہڈی ٹوٹ جائے۔ اس سے دیت کا دسواں حصہ ہے۔

(3) منقلہ: سر پر زخم آنے سے ہڈی ٹوٹ کر گر جائے اس سے دیت کا دسواں اور بیسواں حصہ دونوں لازم آتے ہیں۔

(4) آمة: سر پر زخم آئے جس کا اثر دماغ تک پہنچ جائے۔

(5) جائفہ: ایسا زخم ہے جو پیٹ پر لگ جائے۔ ان دونوں زخموں سے دیت کا ثلث لازم آتا ہے۔

(6) خارصہ: چمڑے پر خراش آجانے کو کہتے ہیں۔

(7) دامعہ: جسم پر خراش آجائے کہ خون نمایاں ہو جائے مگر جاری نہ ہو۔

(8) باضعہ: وہ خراش ہے جو چمڑے کو کاٹ ڈالے۔

(9) دامیہ: ایسی خراش ہے جس سے خون جاری ہو جائے۔

(10) متلاحمہ: ایسی خراش ہے جو گوشت کو کاٹ ڈالے۔

(11) سحاق: سر پر ایسی چوٹ ہے جو ہڈی کی جھلی تک پہنچ جائے۔

(12) دماغہ: سر کی ایسی چوٹ ہے جس سے دماغ پردے سے باہر نکل آئے۔

(13) شجاج: چہرے کی خراش کو کہتے ہیں۔

فائدہ نافعہ: از 6 تا 13 کے زخموں کی دیت کے بارے میں صاحب تقویٰ عالم دین کا قول معتبر ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْأَصَابِعِ

باب 4: انگلیوں کی دیت

1311 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو

النَّحْوِيِّ عَنِ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنِي فِي دِيَةِ الْأَصَابِعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سِوَاءَ عَشْرٍ مِّنَ الْإِبِلِ لِكُلِّ أُصْبُعٍ

1311- اخرجہ البخاری (235/2) کتاب الدیات، باب: دية الاصبع حدیث (6895) و ابو داؤد (188/4) کتاب الدیات،

باب: دیات الاعضاء حدیث (4560-4561) والنسائی (57-56/8) کتاب القسامة، باب: عقل الاصابع، وابن ماجه

(885/2) کتاب الدیات، باب: دية الاصابع حدیث (2652) واحمد (345'329/1) والدارمی (194/2) کتاب الدیات،

باب: في دية الاصابع، وعبد بن حميد ص (572) حدیث (572)

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَقُ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر

ہے۔ ایک انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔ اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

1312 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے: آپ نے

ارشاد فرمایا ہے: یہ اور یہ (یعنی انگوٹھا اور چھوٹی انگلی دیت کے اعتبار سے) برابر ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دیتِ اعضاء:

پورے جسم کی دیت کی طرح اعضاء جسم کی بھی دیت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک انگلی کی دیت تمام جس کی دیت کا دسواں حصہ ہے انگلی ہاتھ کی ہو یا پاؤں کی اس کی دیت دس اونٹ ہوگی اسی طرح مفاصل اعضاء کا حساب لگا کر دیت دی جائے گی۔ مثلاً ایک انگلی میں تین مفاصل ہونے کی صورت میں ایک مفصل کی دیت پوری انگلی کی دیت کا ثلث ہوگی۔ دو مفصل ہوں تو ایک انگلی کی دیت کا نصف بنے گا۔ اسی طرح ایک دانت کی دیت مکمل دیت کا بیسواں حصہ ہوگی جو پانچ اونٹ بنتی ہے۔ ایک مکمل ہاتھ کی دیت پورے جسم کی دیت کا نصف ہوگی۔ علیٰ ہذا القیاس باقی اعضاء کی دیت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَفْوِ

باب 5: (دیت کو) معاف کر دینا

1313 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي اسْحَقَ

حَدَّثَنَا أَبُو السَّفَرِ قَالَ

متن حدیث: دَقَّ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ سِنَّ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَاسْتَعْدَى عَلَيْهِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ هَذَا دَقَّ سِنِّي قَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّا سَنُرْضِيكَ وَالْحَاقُّ الْأَخْرُ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَبْرَمَهُ فَلَمْ يُرْضِهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ شَأْنُكَ بِصَاحِبِكَ وَأَبُو الدَّرْدَاءِ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهُ أُذْنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِي جَسَدِهِ فَيَتَصَدَّقُ بِهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهِ دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهِ خَطِيئَةٌ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ ءَأَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهُ أُذْنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي قَالَ فَإِنِّي أَذْرُهَا لَهُ قَالَ مُعَاوِيَةُ لَا جَرَمَ لَا أُخَيِّبُكَ فَأَمَرَ لَهُ بِمَا لَكَ حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَلَا أَعْرِفُ لِأَبِي السَّفَرِ سَمَاعًا مِّنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبُو السَّفَرِ اسْمُهُ سَعِيدٌ بْنُ أَحْمَدَ وَيُقَالُ ابْنُ يُحْمَدَ الثَّوْرِيُّ

﴿﴾ ابوسفر بیان کرتے ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا دانت توڑ دیا یہ معاملہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا اس شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی: اے امیر المؤمنین! اس شخص نے میرا دانت توڑ دیا ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تمہیں راضی کر دیں گے۔ اس پر دوسرے شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منت سماجت کی۔ یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک آگئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تمہارا معاملہ تمہارے ساتھی کے سپرد ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص کو جسمانی طور پر کوئی تکلیف لاحق ہو اور وہ (تکلیف پہنچانے والے کو) معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کی ایک خطا کو مٹا دیتا ہے۔

اس انصاری نے دریافت کیا: کیا آپ نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بتایا میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا ہے اور میرے ذہن نے اسے محفوظ رکھا ہے تو وہ شخص بولا میں اسے معاف کرتا ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن میں تمہیں محروم نہیں رکھوں گا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے کچھ مال دینے کی ہدایت کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میرے علم کے مطابق ابوسفر نامی راوی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع نہیں کیا۔

ابوسفر نامی راوی کا نام سعید بن احمد ہے اور ایک قول کے مطابق ابن محمد ثوری ہے۔

شرح

قصاص معاف کرنے کی فضیلت:

قتل عمد میں شریعت نے قصاص لینے یا معاف کر کے دیت وصول کرنے یا دونوں معاف کرنے کا اختیار دیا ہے۔ مقتول کے ورثاء اگر قاتل سے قصاص لینا معاف کر دیتے ہیں تو یہ بہت بڑی نیکی ہے اور اس کی فضیلت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قصاص معاف کرنے والے کا درجہ بلند کرتا ہے اور بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے۔“ گویا قصاص معاف کرنے کی نیکی کے سبب معاف کرنے والے کے کبیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ رُضِخَ رَأْسُهُ بِصَخْرَةٍ

باب 6: جس کا سر پتھر کے ذریعے کچل دیا جائے

1314 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَرَجْتُ جَارِيَةً عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ فَأَخَذَهَا يَهُودِيٌّ فَرَضِخَ رَأْسَهَا بِحَجَرٍ وَأَخَذَ مَا عَلَيْهَا مِنَ الْحِلْيَةِ قَالَ فَأَدْرِكْتُ وَبِهَا رَمَقٌ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلِكَ أَفْلَانٌ قَالَتْ بِرَأْسِهَا لَا قَالَ فَاَفْلَانٌ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَقَالَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ قَالَ فَأَخَذَ فَأَعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضِخَ رَأْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا قَوْدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک لڑکی جا رہی تھی اس نے چاندی کا زیور پہنا ہوا تھا۔ ایک یہودی نے اسے

پکڑا اور اس کا سر پتھر سے کچل دیا اور اس کے جسم پر موجود زیورات لیا۔

1314- اخرجہ البخاری (85/5) کتاب الخصومات، باب: ما یدکر فی الاشخاص والملازمة والخصومة بین المسلم والیهودی حدیث (2411) و (437) کتاب الوصایا، باب: اذا أوما المریض برأسه إشارة بینة جازت حدیث (2746) و (206/12) کتاب الدیات، باب: سؤال القاتل، حتی یقر والاقرار فی الحدود حدیث (6876) و مسلم الابی (102/6) کتاب القسامة والمحاربین، باب: ثبوت القصاص فی القتل بالحجر وغیره (000) حدیث (1672) و ابو داؤد (180/4) کتاب الدیات، باب: یقاد من القاتل حدیث (4527-4529) و (180/4) کتاب الدیات، باب: القود بغیر حدید، والنسانی (22/8) کتاب القسامة، باب: القود من الرجل للمرأة وابن ماجه (889/2) کتاب الدیات، باب: یقتاد من القاتل کما قتل حدیث (2665) واحد (183/3 193-203-262-)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس لڑکی تک کوئی پہنچ گیا۔ اس میں ابھی تھوڑی سی جان باقی تھی۔ اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم کو کس نے قتل کیا ہے۔ کیا فلاں نے؟ اس نے اپنے سر کے ذریعے اشارہ کیا کہ نہیں، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: فلاں نے؟ یہاں تک کہ جب اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر کے ذریعے اشارہ کیا جی ہاں تو اس یہودی کو پکڑ لیا گیا۔ اس نے اعتراف کیا تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم یہ فرماتے ہیں: قصاص صرف تلوار کے ذریعے لیا جاسکتا ہے۔

شرح

قصاص لینے کے طریق کار میں مذاہبِ آئمہ:

مقتول کے ورثاء اگر قاتل سے قصاص لینا چاہیں تو اس کا طریق کار کیا ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قصاص لیتے وقت تماشل کا اعتبار ضروری نہیں ہے۔ قاتل نے قتل خواہ کسی بھی طریقہ سے کیا ہو قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا، کیونکہ مقصد بطور عبرت جان کا ضیاع ہے جو بطریقہ کمال حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: ”لا قود بالسيف“ یعنی قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا۔

2- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قاتل سے قصاص لینے کے لیے تماشل کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ یعنی جس طرح قاتل نے قتل کیا ہے اسی انداز میں قصاص لیا جائے گا بشرطیکہ وہ طریقہ حرام نہ ہو مثلاً لواطت یا زنا وغیرہ۔ تاہم اس صورت میں قصاص تلوار سے لیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے مشہور روایت سے استدلال کیا ہے کہ ایک یہودی نے مسلمان کا سر کچل کر قتل کر دیا تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کا سر کچل کر اس سے قصاص لیا گیا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہودی کا سر قصاص بالمثل کے واجب ہونے کی وجہ سے نہیں کچلا گیا تھا بلکہ بر بنائے تعزیر و سیاست ایسا کیا گیا تھا جس کا شریعت نے حاکم وقت کو اختیار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشْدِيدِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ

باب 7: مؤمن کو قتل کرنے کی شدید مذمت

1315 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

1315- اخرجہ النسائی (82/7) کتاب تحریم الدم، باب: تعظیم الدم۔

عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَزَوَالِ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبْنِ مَسْعُودٍ

وَبُرَيْدَةَ

اختلاف سند: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو هَكَذَا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى
بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ
عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ فَلَمْ يَرْفَعَهُ وَهَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ مَوْقُوفًا وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ
الْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ پوری دنیا کا ختم ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک
مؤمن کے قتل ہونے سے زیادہ کم تر ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، تاہم یہ ”مرفوع“ روایت کے طور پر منقول نہیں ہے۔
ابن ابی عدی سے منقول روایت کے مقابلے میں یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن
عامر رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ابن ابی عدی نے شعبہ کے حوالے سے یعلیٰ بن عطاء کے حوالے سے نقل کیا
ہے اور اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

اسی طرح سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے اسے یعلیٰ بن عطاء کے حوالے سے ”موقوف“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔
(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک) یہ روایت ”مرفوع“ ہونے کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

مسلمان کو قتل کرنے کی وعید و مذمت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بالخصوص مسلمان کو وہ قدر و منزلت اور فضیلت عطا فرمائی جو مخلوق کے کسی فرد کو بھی نہ مل سکی۔ نیابت و
خلافت اور نبوت و رسالت سے سرفراز کرنے کے لیے بھی اسی کا انتخاب فرمایا۔ تمام مخلوق کو اس کا فرماں بردار و مطیع بنا دیا۔ ایک

انسان کا قتل تمام انسانوں کے قتل کے مترادف ہے۔ حدیث باب میں بھی اس کی عظمت و فضیلت کے سبب اس کے قتل کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔ قرآن کریم نے قتلِ مسلم کی مذمت و وعید بایں الفاظ بیان ہے:

”جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا“

اسے اپنی رحمت سے دُور کر دے گا اور اس کے لیے شدید عذاب ہے۔“ (النساء: 93)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا موقف ہے کہ مومن کو قتل کرنے والے کی بخشش نہیں ہے۔ انہوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔ جمہور فقہاء و آئمہ کا نظریہ ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا گناہِ کبیرہ ہے اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا۔ جب قاتل کافر نہ ہو تو اس کی توبہ بھی معتبر ہے۔ انہوں نے اس ارشادِ الہی سے استدلال کیا ہے:

”شُرک ایک ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا“ اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کر دیتا ہے۔“ (النساء: 48)

انہوں نے اس طویل حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس میں صراحت ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص سو آدمیوں کا قاتل تھا اور اس کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا تھا۔ (صحیح مسلم کتاب التوبۃ) حدیث باب اور آیاتِ بالا قتل کی وعید و مذمت پر محمول ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا رجوع بھی مذکور ہے۔ تاہم قتلِ انسان بالخصوص مسلمان کے قتل کی مذمت و وعید اپنی جگہ مسلمہ ہے۔

بَابُ الْحُكْمِ فِي الدِّمَاءِ

باب 8: خون کے بارے میں فیصلہ

1316 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

وَإِثْلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحْكَمُ بَيْنَ الْعِبَادِ فِي الدِّمَاءِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَكَذَا رَوَى غَيْرٌ وَاحِدٌ عَنِ

الْأَعْمَشِ مَرْفُوعًا وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (قیامت کے دن) لوگوں کے درمیان

سب سے پہلے خون (کے مقدمات) کا فیصلہ کیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1316- اخرجہ البخاری (194/12) کتاب الدیات: باب: قول اللہ تعالیٰ (ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزأوه جہنم) النساء

93 حدیث (6864) و اخرجہ مسلم الابی (114/6) کتاب القسامۃ و الحاربین و القصاص و الدیات: باب: النجاة بالدماء فی

الآخرة حدیث (1678) و النسائی (84-83/7) کتاب تحریم الدم: باب: تعظیم الدم و ابن ماجہ (873/2) کتاب الدیات:

باب: التغلیظ فی قتل مسلم ظلماً حدیث (2617-2615) عن الاعمش عن شقیق ابی وائل عن عبد اللہ ”مرفوعاً“

کئی راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے، تاہم بعض راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے لیکن ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

1317 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِنْ أَوَّلَ مَا يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فِي الدِّمَاءِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (قیامت کے دن) لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (کے مقدمات) کا فیصلہ کیا جائے گا۔

1318 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَكَمِ الْبَجَلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرَانِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكْبَهُمُ اللَّهُ فِي النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الْحَكَمِ الْبَجَلِيُّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نَعْمٍ الْكُوفِيُّ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر آسمان اور زمین کے رہنے والے سب لوگ کسی مؤمن کے قتل کرنے میں شریک ہوں، تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں ڈال دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ابو حکم بجلی، یہ عبدالرحمن بن ابی نعم کوفی ہیں۔

شرح

احترام انسانیت کا درس:

عصر حاضر کا المیہ ہے کہ زمانہ قیامت کی رفتار چل گیا ہے، اسلامی اصولوں کا پاس نہیں رہا، حقوق اللہ پس پشت ڈالے جا رہے ہیں اور حقوق العباد کو نظر انداز کیا جا رہا ہے، جس کے نتیجے میں بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت کا جنازہ نکل چکا ہے اور حلال و حرام کا امتیاز بھی ختم ہو چکا ہے۔ ہر انسان اسی چکر میں ہے کہ وہ امیر بن جائے، اسی دھن میں انسان انسان کا گلا گاجر اور مولیٰ کی طرح کاٹ رہا ہے اور انسانی خون کو پانی سے بھی زیادہ ارزاں سمجھتا ہے۔ احادیث باب میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو احترام انسانیت کا درس دیتے ہوئے فرمایا ہے: ”تم باہم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو کیونکہ تمہارا رشتہ تو بہت گہرا ہے۔“ ارشاد ربانی ہے: ”إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ“ (القرآن) مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مسلمان یا اپنے بھائی کے خون سے اپنے ہاتھ

رنگنا کوئی دانش مندی یا انسانیت ہرگز نہیں ہے۔ قیامت کے دن سب سے قبل خون کے بارے میں سوال و حساب ہوگا۔

سوال: حدیث باب میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے قبل خون کا حساب ہوگا جبکہ کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث گزر چکی ہے: ”اول ما یحاسب به العبد یوم القیامت الصلوٰۃ“ (او کما قال علیہ السلام) کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ اس طرح دونوں احادیث میں تعارض ہوا؟

جواب: حقوق اللہ میں انسان سے قیامت کے دن سب سے قبل نماز کا سوال ہوگا۔ حقوق العباد میں سب سے قبل انسان سے خون کا سوال ہوگا۔ لہذا دونوں روایات اپنی اپنی جگہ درست ہیں اور دونوں میں تعارض بھی باقی نہ رہا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ ابْنَهُ يُقَادُ مِنْهُ أُمَّ لَا

باب 9: جو شخص اپنے بیٹے کو قتل کر دے، کیا اس سے قصاص لیا جائے گا یا نہیں؟

1319 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ سُرَّاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ قَالَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِيدُ الْآبَ مِنْ ابْنِهِ وَلَا يُقِيدُ الْإِبْنَ مِنْ أَبِيهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيَّاسٍ: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُرَّاقَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَكَيْسَ

إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ

اسناد دیگر: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ وَالْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ مُرْسَلًا وَهَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْآبَ إِذَا قَتَلَ ابْنَهُ لَا يُقْتَلُ بِهِ وَإِذَا قَتَلَ ابْنَهُ لَا يُحَدُّ

عمر و بن شعیب، اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے، حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ میں اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا جب نبی اکرم ﷺ نے بیٹے سے باپ کا قصاص لینے کا حکم دیا تھا لیکن آپ نے باپ سے بیٹے کا قصاص لینے کا حکم نہیں دیا۔

ہم اس روایت کو حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

دیگر راویوں نے اسے ثنی بن صباح کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ثنی بن صباح کو علم حدیث میں ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔

ابو خالد نے اس روایت کو حججاج کے حوالے سے، عمرو بن شعیب کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، ان کے دادا کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت عمرو بن شعیب کے حوالے سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر بھی نقل کی گئی ہے۔

اس حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اس کے بدلے میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور اگر وہ اس پر زنا کا الزام لگائے تو اس پر حد قذف جاری نہیں کی جائے گی۔

1320 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ قَتَلَ وَالِدَهُ بِالْوَلَدِ

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بیٹے کے عوض میں باپ کو (قصاص میں) قتل نہیں کیا جائے گا۔

1321 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقَامُ الْحُدُودُ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ تَوْضِيحُ رَاوِي: وَاسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ ﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ مسجد میں حد قائم نہیں کی جائے گی اور بیٹے کے بدلے میں باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

یہ حدیث ہم سے صرف اسی سند کے حوالے سے ”مرفوع“ ہونے کے طور پر جانتے ہیں جسے اسماعیل بن مسلم نے روایت کیا ہے۔ اسماعیل بن مسلم مکی کے بارے میں بعض اہل علم نے اس کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔

شرح

اولاد کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کیے جانے کی وجوہات:

اس مسئلہ میں تمام آئمہ کا اتفاق و اجماع ہے کہ اگر باپ اپنی اولاد کو قتل کرے تو اولاد کے قصاص میں باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اگر اولاد باپ کو قتل کرے تو باپ کے قصاص میں اولاد کو قتل کیا جائے گا۔ اولاد کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کیے جانے کی متعدد وجوہات ہیں۔

1320- اخرجہ احمد (1/16/22'49) وابن ماجہ (2/888) کتاب الدیات: باب: لا يقتل الوالد بولده حدیث (2662) عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جندة عن عمر بن الخطاب "مرفوعاً".

1321- اخرجہ ابن ماجہ (2/888) کتاب الدیات: باب: لا يقتل الوالد بولده حدیث (2661) مختصر، وابن ماجہ (2/867) کتاب الحدود: باب: النهی عن اقامة الحدود في المساجد حدیث (2599) والدارمی (2/190) کتاب الدیات: باب: القود بين الوالد والولد عن اسماعيل بن مسلم عن عمرو بن دينار عن طاووس عن ابن عباس "مرفوعاً".

وجوہات ہیں:

(1) باپ اپنی اولاد کے ظاہری وجود کا سبب بنتا ہے تو اولاد اس کے عدم کا باعث نہیں بن سکتی کیونکہ یہ کفرانِ نعمت کے زمرے میں آتا ہے۔

(2) باپ اولاد پر ہمہ وقت مہربان و شفیق ہوتا ہے تو وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کر سکتا یہ شفقت و مہربانی تاحیات یکساں باقی رہتی ہے۔ اگر بالفرض ایسا معاملہ پیش آ گیا ہو جو بظاہر قتل کی صورت نظر آتی ہو ممکن ہے درحقیقت قتل جائز ہو چکا ہو یا باپ نے عمداً قتل نہ کیا ہو۔ تاہم اولاد کا باپ کے ساتھ محبت و اطاعت اور فرماں برداری کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے جو ہمیشہ یکساں نہیں رہتا ہے۔

(3) باپ اولاد کے وجود ظاہری کا باعث بنا ہے جبکہ ناخلف اولاد نے باپ کو اپنے ہاتھوں قتل جیسے فعل شنیع کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لیے اولاد کے قصاص میں باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا جبکہ اولاد کو باپ کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ باپ کو اولاد کے قصاص میں قتل نہ کرنے کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ اسے باعزت طور پر بری قرار دیا جائے اور اسے کوئی بھی سزا نہ دی جائے۔ تاہم قاضی اس کے لیے مناسب سزا یا تعزیر تجویز کر سکتا ہے تاکہ اولاد کو قتل کرنے کا دروازہ نہ کھل جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيٍّ مُسْلِمٍ إِلَّا بِأَحْدَى ثَلَاثٍ

باب 10: کسی بھی مسلمان کا خون بہانا تین میں سے کسی ایک وجہ سے جائز ہے

1322 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيٍّ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِأَحْدَى ثَلَاثٍ الْقَيْبِ

الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمَفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی مسلمان کا خون بہانا جائز

نہیں ہے جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں صرف تین میں سے

1322- اخرجہ البخاری (209/12) کتاب الدیات، باب: قول اللہ تعالیٰ، ان النفس بالنفس والعین بالعين (المائدة

45: حدیث (6878) و مسلم الابی (110/6) کتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب: ما يباح به دم المسلم

حدیث (1686) واہو داؤد (530/2) کتاب الحدود، باب: الحكم فيمن ارتد حدیث (4352) والنسائي (13/8) کتاب

القسامة، باب: القود، واہن ماجه (837/2) کتاب الحدود، باب: لا يحل دم امرئ مسلم الا في ثلاث، حدیث (2534)

والدارمی (172/2) کتاب الحدود، باب: ما يحل به دم المسلم و (218/2) کتاب السمر، باب: في القتال على قول النبي صلى

الله عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس، واحد (1/382/1'328/1'444) والحیثی (65/1) حدیث (119) عن الاعش

قال: سمعت عبد الله بن مرة يحدث عن مسروق عن عبد الله "مرفوعاً"

کسی ایک وجہ سے (اسے قتل کیا جاسکتا ہے) شادی شدہ زانی، قتل کے بدلے میں قتل یا اپنے دین (اسلام) کو ترک کر کے (مسلمانوں کی) جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والے شخص کو (قتل کیا جاسکتا ہے)

اس بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مسلمان کو قتل کرنے کے جواز کی صورتیں:

بلا عذر شرعی کسی انسان بالخصوص مسلمان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس کی وعید و مذمت قرآن و سنت میں بیان کی گئی ہے۔ یہ اتنا بڑا گناہ ہے گویا قاتل نے تمام انسانوں کو قتل کے گھاٹ اُتار دیا ہو۔ تاہم تین قسم کے مسلمانوں کو شرعی طور پر قتل کرنا جائز ہے:

(1) شادی شدہ مسلمان اگر زنا کا ارتکاب کرے پھر اس نے اس کا اقرار کر لیا یا شرعی گواہی قائم ہو جائے تو اسے سنگ سار کر کے قتل کر دیا جائے گا۔ غیر شادی شدہ اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اسے سنگ سار کر کے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔

(2) اگر ایک مسلمان دوسرے کو عداوت کے گھاٹ اُتار دے پھر وہ اس کا اقرار کر لیتا ہے یا شرعی گواہی قائم ہو جائے تو مقتول کے ورثاء قاتل کو شرعی طور پر مقتول کے قصاص میں قتل کر سکتے ہیں۔

(3) کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے یعنی مرتد ہو جائے تو شرعی نقطہ نظر سے اسے بھی قتل کیا جائے گا کیونکہ زندہ چھوڑنے کی وجہ سے وہ اسلام کے خلاف فتنہ پھیلائے گا۔ فتنہ کے سبب متعدد ناسور جنم لیتا ہے جو پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اسی لیے قرآن کریم نے فرمایا ہے: ”الْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ“ یعنی فتنہ قتل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

سوال: مرتد کو کیوں قتل کیا جاتا ہے جبکہ اسلام پر کسی کو مجبور کرنے کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ارشادِ ربانی ہے: ”لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ“۔ دین میں جبر نہیں ہے۔

جواب: مرتد کو اسلام پر مجبور کرنے کے لیے قتل نہیں کیا جاتا بلکہ اسلام کے خلاف فتنہ کی روک تھام کے لیے قتل کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرتد کو قتل نہیں کیا جاتا بلکہ گھر میں اسکی نظر بندی عمل میں لائی جاتی ہے۔ چونکہ مرتد کو قید نہیں کر سکتے کیونکہ اسلام میں جیل کا تصور نہیں ہے۔ جب وہ زمین پر گھومے پھرے گا تو لوگوں سے ملاقات کر کے اسلام کے خلاف زہر اُگلے گا جو فتنہ عظیمہ کا سبب بنے گا اور مزید لوگ اسلام سے متنفر ہو کر مرتد ہو سکتے ہیں۔ اس لیے اس متوقع فتنہ کا سدباب کرنے کے لیے اسلام نے مرتد کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَّقْتُلُ نَفْسًا مُّعَاهِدَةً

باب 11: جو شخص کسی معاہدہ کو قتل کر دے (اس کا حکم)

1323 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ هُوَ الْبَصْرِيُّ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُّعَاهِدًا لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ فَقَدْ أَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا يَرُوحَ رَائِحَةَ

الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ خَرِيفًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی ایسے معاہدہ کو قتل کر دے جو اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسول کی پناہ میں ہو تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی پناہ کی خلاف ورزی کی وہ شخص جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا۔ اگرچہ جنت کی خوشبو 70 برس کے فاصلے سے محسوس ہو جاتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

1324 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعْدٍ عَنْ

عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُّعَاهِدًا لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ فَقَدْ أَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا يَرُوحَ رَائِحَةَ

الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ خَرِيفًا

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: وَأَبُو سَعْدٍ الْبُقَالُ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ الْمَرْزُبَانَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام قبیلے سے تعلق رکھنے والے دو آدمیوں (کے قتل ہو

جانے) پر مسلمانوں کی طرف سے انہیں دیت دلوائی تھی کیونکہ ان دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رسول نے معاہدہ کیا ہوا تھا۔ امام

ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

323 - اخرجہ ابن ماجہ (896/2) کتاب الدیات 'باب: من قتل معاہداً حدیث (2687) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا

معدی بن سلیمان قال انبانا ابن عجلان عن ابیہ عن ابی ہریرة "مرفوعاً".

ابوسعبد بقال نامی راوی کا نام سعید بن مرزبان ہے۔

شرح

اقسام کفار:

کفار چار قسم کے ہو سکتے ہیں:

- (1) معاہدہ دار الحرب کا وہ غیر مسلم جس سے اسلامی حکومت نے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا ہو۔
- (2) مستامن: وہ غیر مسلم ہے جو اسلامی حکومت سے اجازت لے کر اسلامی ملک میں داخل ہوا ہو۔
- (3) حربی: دار الحرب کا وہ غیر مسلم جس سے اسلامی حکومت نے کوئی معاہدہ نہ کیا ہو۔
- (4) ذمی: وہ غیر مسلم ہے جسے کسی اسلامی ملک میں شہریت دی گئی ہو اور حکومت نے اس کی جان، مال اور عزت کا تحفظ اپنے

ذمہ لیا ہو۔

ذمی کے قتل کی مذمت و وعید:

اسلامی حکومت نے ذمی کو شہریت دے کر اس کی جان، مال، اولاد اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری لی ہوتی ہے اور اس پر جزیہ بھی نافذ کیا ہوتا ہے لہذا مسلمان کی طرح اس کا تحفظ و دفاع اور حقوق کی فراہمی ضروری ہو جاتی ہے۔ اس کا جانی یا مالی نقصان کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اس کا قتل کرنا مسلمان کے قتل کی طرح قابل جرم عمل ہے۔ اس کے قتل کی وعید و مذمت احادیث میں بیان کی گئی ہے اس سلسلے میں حدیث باب میں صراحت ہے کہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی لیکن ذمی کا قاتل جنت میں داخل ہونا تو کجا اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پاسکے گا۔

ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے میں مذاہبِ آئمہ:

کیا ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا جائے گا۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خلفائے راشدین میں سے حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دیا یا قتل کیا۔

(اعلاء السنن ج: 8، ص: 94)

2- آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

لا یقتل مسلم بکافر۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث: 111)

”مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔“

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں ذمی

شامل نہیں ہے۔ لہذا ذمی کے بارے میں اس سے استدلال کرنا بھی درست نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: تمام آئمہ کا اس مسئلے میں اتفاق و اجماع ہے کہ حربی مستأمن اور معاہد میں سے کسی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ وَلِيِّ الْقَتِيلِ فِي الْقِصَاصِ وَالْعَفْوِ

باب 12: مقتول کے ولی کا قصاص یا معاف کرنے کا فیصلہ کرنا

1325 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا

الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَمَنْ قَتَلَ لَهُ

قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يَعْفُوَ وَإِمَّا أَنْ يَقْتُلَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَأَنَسِ وَأَبِي شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ بْنِ عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مکہ کو فتح کیا، تو آپ لوگوں کے درمیان

کھڑے ہوئے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر ارشاد فرمایا: جس شخص کا کوئی (عزیز یا رشتے دار) قتل ہو جائے اسے دو میں سے ایک بات کا اختیار ہے یا تو وہ معاف کر دے یا پھر (قاتل کو) قتل کر دے۔

اس بارے میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ، حضرت خویلد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث

منقول ہیں۔

1326 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ

أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَسْفِكَنَّ فِيهَا

1325- اخرجہ البخاری (213/12) کتاب الدیات، باب: من قتل له قتيل فهدر بغير النظرين، حدیث (6880) و

(248/1) کتاب العلم، باب: کتابة العلم، حدیث (112) و (105/5) کتاب اللقطة، باب: کیف تعرف لقطه اهل مكة؟

حدیث (2434) و مسلم (464-461/4) کتاب الحج، باب: تحریم مكة وصيدها وخالها وشرجها ولقطتها الا لشدها على

الدوام حدیث (448-447) مختصر، و ابو داؤد (616/1) کتاب المناسك، باب: هل يؤخذ من قاتل العمد الدية اذا عفا ولي

المقتول عن القود وابن ماجه (876/2) کتاب الدیات، باب: من قتل له قتل فهو بالخيار بين احدي ثلاث حدیث (2624)

1326- اخرجہ البخاری (238/1) کتاب العلم، باب: لیبليغ العلم الشاهد الغائب- حدیث (104) مختصر و (50/4) کتاب

جزاء الصيد، باب: الا يعضد شجر الحرم حدیث (1832) مختصر (614/7) کتاب المغازی، باب (000) حدیث (4295)

مختصر و مسلم (460/4) کتاب الحج، باب: تحریم مكة وصيدها وخالها وشرجها ولقطتها الا لشدها على الدوام، حدیث

(1354) و ابو داؤد (172/4) کتاب الدیات، باب: ولي العمد يرضى بالدية، حدیث (4504) والنسائي (205/5) کتاب الحج

والمناسك، باب: تحریم القتال فيه، مختصراً واحداً (32-31/4) و (385-384/6)

دَمًا وَلَا يَعْضِدَنَّ فِيهَا شَجَرًا فَإِنْ تَرَخَصَ مُتَرَخِصٌ فَقَالَ أُحِلَّتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللَّهَ أَحَلَّهَا لِي وَلَمْ يُحَلِّهَا لِلنَّاسِ وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ثُمَّ هِيَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِنَّكُمْ مَعْشَرَ خُزَاعَةَ قَتَلْتُمْ هَذَا الرَّجُلَ مِنْ هَذَا قَبِيلٍ وَإِنِّي عَاقِلُهُ فَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَبِيلٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَهْلُهُ بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ إِمَّا أَنْ يَقْتُلُوا أَوْ يَأْخُذُوا الْعَقْلَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَاهُ شَيْبَانٌ أَيْضًا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ مِثْلَ هَذَا

حَدِيثٌ دِigر: وَرَوَى عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ قُتِلَ لَهُ قَبِيلٌ فَلَهُ أَنْ يَقْتُلَ أَوْ يَعْفُو أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ

مذاهب فقہاء: وَذَهَبَ إِلَى هَذَا بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے۔ اسے لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر جو شخص ایمان رکھتا ہو وہ اس میں خون نہ بہائے اور اس کے درخت کو نہ کاٹے اگر کوئی شخص اس بارے میں رخصت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور یہ کہے: یہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے لیے حلال قرار دیا گیا تھا (تو یاد رکھنا) اسے اللہ تعالیٰ نے صرف میرے لیے حلال قرار دیا ہے۔ اسے لوگوں کے لیے حلال قرار نہیں دیا اور میرے لیے بھی دن کے ایک مخصوص حصے میں حلال قرار دیا گیا تھا پھر یہ قیامت تک قابل احترام ہے۔

اے خزاعہ قبیلے کے لوگو! تم نے ہذیل قبیلے کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ میں اس کی دیت دلوادیتا ہوں آج کے بعد جس کا کوئی عزیز قتل ہو جائے تو اس مقتول کے رشتے داروں کو دو باتوں میں سے ایک چیز کا اختیار ہوگا یا تو وہ (قاتل کو) قتل کر دیں یا وہ دیت وصول کر لیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شیبان نامی راوی نے اس روایت کو یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

یہی روایت حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کا کوئی عزیز قتل ہو جائے اسے اس بات کا اختیار ہے: وہ (قاتل کو) قتل کر دے یا معاف کر دے یا دیت وصول کر لے۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1327 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: قَتَلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَ الْقَاتِلُ إِلَى وِلِيِّهِ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ قَوْلُهُ صَادِقًا فَقَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ فَخَلَّى عَنْهُ الرَّجُلُ قَالَ وَكَانَ مَكْتُوفًا بِنِسْعَةٍ قَالَ فَخَرَجَ يَجْرُ نِسْعَتَهُ قَالَ لَكَانَ يُسَمَّى ذَا النِّسْعَةِ حَكَمَ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالنِّسْعَةُ حَبْلٌ

﴿ ﴿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک شخص کو قتل کر دیا گیا۔ قاتل کو اس کے ورثاء کے سپرد کیا گیا، تو قاتل نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں نے جان بوجھ کر اسے قتل نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یعنی مقتول کے ورثاء سے فرمایا) اگر یہ سچ کہہ رہا ہے اور تم نے پھر بھی اسے قتل کر دیا، تو تم جہنم میں داخل ہو جاؤ گے، تو اس شخص نے اس قاتل کو معاف کر دیا۔ وہ قاتل رسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں: وہ اپنی رسی کو کھینچتا ہوا وہاں سے نکلا اور اس کا نام ”ذونسعہ“ (رسی والا) پڑ گیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ ”نسعہ“ رسی کو کہتے ہیں۔

شرح

قاتل کی شرعی سزا

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو عمداً قتل کر دیتا ہے، تو قاتل کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کیا جائے گا۔ اب ورثاء کو دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہوگا: (۱) وہ قاتل کو مقتول کے قصال میں قتل کر سکتے ہیں یا معاف کر سکتے ہیں۔ (۲) یا ورثاء دیت وصول کر سکتے ہیں۔ یہ بات خیال میں رہے کہ یہ شرعی طور پر دنیوی فیصلہ ہے مگر آخرت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ وہ جو چاہے گا کرے گا۔ تاہم قرآن و حدیث میں قتل عمد کی مذمت و وعید تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ قبیلہ خزاعہ اور قبیلہ ہذیل کے درمیان قدیمی عداوت و دشمنی اور مخالفت کے نتیجے میں عرصہ دراز سے قتل اور جواب قتل کا سلسلہ جاری تھا۔ فتح مکہ سے چند ماہ قبل قبیلہ خزاعہ کے لوگوں نے قبیلہ ہذیل کا ایک آدمی قتل کر دیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر قبائل کے درمیان قتل جواب قتل کا سلسلہ ختم کرانے کے لیے قبیلہ خزاعہ کی طرف سے دیت ادا کی اور اعلان کر دیا: آئندہ جو شخص کسی کے قتل کا ارتکاب کرے گا، تو مقتول کے ورثاء کو حق حاصل ہوگا کہ وہ قاتل سے قصال لیں یا دیت وصول کریں یا معاف کر دیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَثَلَةِ

باب 13: مثلہ کرنے کی ممانعت

1328 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ

1327-اخترجه ابوداؤد (576/2) كتاب الديات، باب الامام يامر بالعفو في الدم، حديث (4498) والنسائي (13/8) كتاب

القسامة، باب القود، حديث (4736) وابن ماجه (597/2) كتاب الديات، باب: العفو عن القاتل حديث (2690)

مَرْتِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ أَوْصَاهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللَّهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا فَقَالَ اغْزُوا بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ اغْزُوا وَلَا تَغْلُوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَنَسٍ وَسَمُرَةَ وَالْمَغِيرَةَ وَيَعْلَى بْنِ مُرَّةٍ وَأَبِي أَيُّوبَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَكَرِهَ أَهْلُ الْعِلْمِ الْمَثَلَةَ

﴿﴾ ﴿﴾ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جب کسی شخص کو کسی لشکر کا امیر مقرر کرتے تھے تو آپ اسے بطور خاص اس کی اپنی ذات کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور دیگر مسلمانوں کے حوالے سے بھلائی کی تلقین کیا کرتے تھے۔ آپ ارشاد فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کا آغاز کرو! جو شخص اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں ان کے ہاتھ لڑائی کرو تم خیانت نہ کرنا اور عہد شکنی نہ کرنا اور مثلہ نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا۔

اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم نے مثلہ کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

1329 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ

الصَّنْعَانِيِّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَاتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا

1328- اخرجہ مسلم (288/6) الابی، کتاب الجهاد والسير باب: تأمیر الامام الامراء على البعوث- وحدث (1731) وابو داؤد (44/2) کتاب الجهاد، باب فی دعاء الشریکین، حدیث (2613) وابن ماجہ (953/2) کتاب الجهاد، باب: وصیة الامام، حدیث (2858) واحمد (352/5) مختصر و (358/5) والدارمی (215/2) کتاب السیر: باب وصیة الامام فی السرایا۔

1329- اخرجہ مسلم (42'41/7- الابی) کتاب الصيد والذہانج: باب: الامر باحسان الذبح والقتل، وتحدید الشفرة، حدیث (1955) وابو داؤد (109/2) کتاب الضحایا، باب: فی النهی ان تصیر البهائم والرفق بالذبیحة، حدیث (2815) والنسائی (227/7) کتاب الضحایا، بالامر باحداد الشفرة وباب: ذکر المنقلبة التي لا یقدر علی اخذها (229/7) باب: حسن الذبح، وابن

ماجه (1052/8) کتاب الذبائح، باب: اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح، حدیث (3170) والدارمی (82/2) کتاب الاضاحی، باب:

فی حسن الذبیحة، واحمد (123/4'124'125) عن ابی قلابة عن ابی الاشعث الصنعانی عن شداد بن اوس ”مرفوعاً“۔

فی حسن الذبیحة، واحمد (123/4'124'125) عن ابی قلابة عن ابی الاشعث الصنعانی عن شداد بن اوس ”مرفوعاً“۔

الدَّبْحَةُ وَلِيَحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلِيُرِيحَ ذَبِيحَتَهُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: أَبُو الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيُّ اسْمُهُ شَرَا حَيْلُ بْنُ أَدَةَ

﴿﴾ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے بارے میں بھلائی کو لازم قرار دیا ہے، تو جب تم (کسی کو قصاص میں یا جنگ کے دوران) قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو (یعنی اذیت پہنچائے بغیر قتل کرو) اور جب تم (کسی جانور کو) ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو آدمی اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے ذبح ہونے والے جانور کو تکلیف نہ پہنچائے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو اشعث نامی راوی کا نام شرا حیل بن آدہ ہے۔

شرح

قصاص میں قاتل کو مثلہ کرنے کی ممانعت:

دوران جہاد اعلیٰ کلمۃ الحق اور علم اسلام کی سر بلندی کے لیے دشمن کا قتل کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے لیکن ایسی صورت میں دشمن کی لاش بگاڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ جب مقتول دشمن کی لاش کو مثلہ کرنے کی اجازت نہیں ہے، تو قاتل کو قصاص میں قتل کیے جانے میں مثلہ کرنے کی کس طرح اجازت ہو سکتی ہے؟ وہ آئمہ کرام جو قصاص بالمثل کے قاتل ہیں، انہیں اپنے موقف پر غور کرنا چاہیے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ قصاص بالتمثل کے قاتل نہیں ہیں۔ احادیث باب آپ کے موقف کی مؤیدہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قصاص کا مقصد قاتل کو آنجہانی کرنا ہوتا ہے اور یہ مقصد محض قتل سے بھی پورا ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْجَنِينِ

باب 14: پیٹ میں موجود بچے کی دیت

1330 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ

أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

1330- اخرجہ البخاری (257/12) کتاب الدیات، باب: جنین المرأة، حدیث (6904) ومسلم (130/6، 134) الابی، کتاب القسامة والبحارین والقصاص والدیات، باب: دية الجنین، ووجوب الدية فی قتل اخطاء وشبة العمد علی عاقلة الجنائی حدیث (1681) واهو داؤد (601/2) کتاب الدیات، باب: دية الجنین، حدیث (4576) حدیث (4579) وحدیث (4577) والنسائی (49-48-47/8) کتاب القسامة، باب: دية جنین المرأة، وابن ماجه (882/2) کتاب الدیات، باب: دية الجنین، حدیث (26390) ومالك (855/2) کتاب العقول، باب: عقل اجنین، حدیث (6،5) والدارمی (197/2) کتاب الدیات، باب: دية الخطا علی من هی، واحد (539'438'236/2)

متن حدیث: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِينِ بَغْرَةَ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ فَقَالَ الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ
أَيُعْطَى مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا
لَيَقُولُ بِقَوْلِ شَاعِرٍ بَلْ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ حَمَلِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ وَالْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْغُرَّةُ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ أَوْ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ

وَقَالَ بَعْضُهُمُ أَوْ فَرَسٌ أَوْ بَعْلٌ

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ میں موجود بچے کے بارے میں ایک غلام یا کنیز
تاوان کے طور پر ادا کرنے کا فیصلہ دیا جس شخص کے خلاف فیصلہ دیا گیا۔ اس نے عرض کی: کیا ہم اس کی ادائیگی کریں کہ جس نے
کچھ کھایا نہیں کچھ پیا نہیں وہ چیخ کر رویا نہیں۔ اس طرح کا خون تو رائیگاں جاتا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تو شاعروں
کی طرح کلام کر رہا ہے بلکہ اس طرح کے خون میں غلام یا کنیز کو تاوان کے طور پر ادا کیا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت حمل بن مالک بن نابغہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے۔ تاوان کے طور پر ایک غلام یا ایک کنیز یا پانچ سو درہم ادا کیے جائیں گے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: ان کی بجائے گھوڑا یا خچر بھی (ادا کیا جاسکتا ہے)

1331 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ

إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نَضَلَةَ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ

متن حدیث: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا ضَرَّتَيْنِ فَرَمَتْ أَحَدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ أَوْ عَمُودٍ فَسَطَّاطٍ فَالْقَتَّ جَنِينَهَا

فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِينِ غُرَّةً عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ وَجَعَلَهُ عَلَى عَصِيَةِ الْمَرْأَةِ

اسناد دیگر: قَالَ الْحَسَنُ وَآخِرُنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ

1331- اخرجہ البخاری (257/12) کتاب الدیات، باب: جنین البرأة حدیث (2905) بنحوہ و مسلم (137/6، 138)

کتاب القسامۃ والمحاربین والقصاص والدیات، باب: دية الجنین، ووجوب الدية فی القتل الخطاء وشبه العمد علی عاقلة الجنانی،

حدیث (1682/37) (1682/38) (1689/39) و ابو داؤد (599/2) کتاب الدیات، باب: دية الجنین، حدیث

(4568) (4569) والنسائی (49/8) کتاب القسامۃ، باب: دية جنین المرأة، باب: صفة شبه العمد وعلی من دية الاحبة

(51-50/8) وابن ماجه (879/2) کتاب الدیات، باب: الدية علی العاقلة فان کان لم یکن عاقلة ففی بیت المال، حدیث

(2633) والدارمی (196/2) کتاب الدیات، باب: فی دية الجنین، واحمد (249'245/4) عن منصور عن ابراهیم وعن عبید

بن فضلة عن المغيرة بن شعبه.

حکم حدیث: وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو عورتیں آپس میں سوکن تھیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھریا شاید خیمے کی لکڑی ماری تو اس عورت کا پیٹ میں موجود بچہ ضائع ہو گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کے بارے سے ایک غلام یا کنیر تاوان کے طور پر ادا کرنے کا فیصلہ دیا اور آپ نے اس کی ادائیگی عورت کے خاندان کے ذمے لازم کی۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

جنین کی دیت کا مسئلہ

لفظ: ”جنین“ سے مراد پیٹ کا بچہ ہے۔ اگر کوئی شخص عورت کے جنین کو ہلاک کر دے، تو قاتل پر بطور دیت کیا چیز لازم ہوگی؟ اس کا جواب احادیث باب میں دیا گیا ہے۔

جنین کے دو پہلو ہیں: ایک یہ ہے کہ اس میں روح ہونے کی وجہ سے جان کے عوض جان یعنی قصاص واجب ہونا چاہیے۔ دوسرا یہ ہے کہ ماں کا حصہ اور عضو ہونے کی وجہ سے اسے جروح کے قائم مقام قرار دیا جائے جس میں مال واجب ہوتا ہے۔ ان دونوں جہتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ”بردہ“ کی آزادی اس کی دیت قرار دی کیونکہ وہ مال ہے اور جان بھی۔

فائدہ نافعہ: غلام یا کنیر دستیاب نہ ہونے کی صورت میں (جس طرح عصر حاضر میں) پوری دیت کا بیسواں حصہ جنین کی دیت ہوگی جو پانچ سو درہم بنتے ہیں۔ بعض فقہاء کے قول کے مطابق غلام کی جگہ ایک نخر یا گھوڑا دیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

باب 15: کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا

1332 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَبَانَا مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو جُحَيْفَةَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قُلْتُ لِعَلِيِّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ عِنْدَكُمْ سَوْدَاءٌ فِي بَيْضَاءَ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ لَا

1332- اخرجہ البخاری (246/2) کتاب العلم، باب: کتاب العلم، حدیث (111)، (97/4) کتاب فضائل المدینة، باب: حرم المدینة، حدیث (1870) بنحوہ (193/6) کتاب الجهاد والسير، باب: فکلاک الاسیر، حدیث (315/6، 3047) کتاب الجزية والموادعة، باب: ذمة المسلمين وجوارهم واحداً، حدیث (3172) والنسائی (20، 19/8) کتاب القسامة، باب: القودین الاحرار والمسالمین فی النفس، وابن ماجہ (887/2) کتاب الدیات، باب: لا یقتل مسلم بکافر، حدیث (2659) والدارمی (190/2) کتاب الدیات، باب: لا یقتل مسلم بکافر، والحمیدی (23/1) حدیث (40) واحمد (79/1) عن مطرف بن طریف، عن عامر الشعبي، عن ابی جحيفة عن علی به۔

وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عَلِمْتُهُ إِلَّا فَهَمًّا يُعْطِيهِ اللَّهُ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكَ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثٌ عَلَيَّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ قَالُوا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْمُعَاهِدِ
قول امام ترمذی: وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ

﴿﴾ ابو تحیفہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المؤمنین! کیا آپ کے پاس موجود تحریر میں کوئی ایسا حکم بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو تو انہوں نے جواب دیا: اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو چیرا ہے اور جان کو پیدا کیا ہے۔ میرے علم میں صرف وہ فہم ہے جو اللہ تعالیٰ قرآن کے حوالے سے کسی شخص کو عطا کرتا ہے یا صحیفے میں موجود کچھ احکام ہیں۔
راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: صحیفے میں کیا تحریر ہے تو انہوں نے بتایا: اس میں دیت کے احکام ہیں۔ قیدی کو آزاد کرنے کے احکام ہیں اور یہ حکم ہے: کسی کافر کے بدلے میں کسی مؤمن کو قتل نہ کیا جائے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں: کسی مؤمن کو کسی قاتل کے بدلے میں قتل نہیں کیا جاسکتا۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: معاہد کے بدلے میں مسلمان کو قتل کیا جاسکتا ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پہلی رائے درست ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْكُفَّارِ

باب 16: کفار کی دیت کا حکم

1333 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1333- اخرجہ ابو داؤد (89/2) کتب الجهاد، باب: فی السریة، ترد علی اهل العسکر، حدیث (2751) وابن ماجہ (887/2) کتاب الدیات، بی: لا یقتل مسلم بکافر حدیث (2659) باب: المسلمون، تتکلفا دماؤم، حدیث (2685) واحمد (216'215'205'180/2) وابن خزیمہ (26/4) حدیث (2280) عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بہ۔

متن حدیث: لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

حدیث دیگر: وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: دِيَّةُ عَقْلِ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَّةِ عَقْلِ الْمُؤْمِنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي دِيَّةِ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ فَذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي دِيَّةِ

الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ إِلَى مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ دِيَّةُ الْيَهُودِيِّ

وَالنَّصْرَانِيِّ نِصْفُ دِيَّةِ الْمُسْلِمِ وَبِهَذَا يَقُولُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

آثار صحابہ: وَرَوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ دِيَّةُ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ أَرْبَعَةُ آلَافٍ دِرْهَمٍ وَدِيَّةُ

الْمَجُوسِيِّ ثَمَانُ مِائَةٍ دِرْهَمٍ وَبِهَذَا يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَاسْحَقُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ دِيَّةُ

الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ مِثْلُ دِيَّةِ الْمُسْلِمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ

◀◀ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

کسی کافر کے بدلے میں کسی بھی مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

اس سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی منقول ہے۔

آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: کافر کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں جو حدیث منقول ہے۔ وہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اہل علم نے یہودی اور عیسائی شخص کی دیت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہل علم اس روایت کی طرف گئے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہوگی۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: یہودی یا

عیسائی کی دیت چار ہزار درہم ہوگی جبکہ مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہوگی۔

امام مالک رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے۔ یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کی طرح ہوگی۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کرنے کا مسئلہ:

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ حربی معاہدہ اور مستامن کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم ذمی کے عوض

مسلمان کو قتل کرنے کے جواز و عدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ جائز قرار دیتے ہیں اور دیگر آئمہ اسے ناجائز خیال کرتے ہیں۔ آئمہ ثلاثہ کی دلیل احادیث ابواب ہیں۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں زمانہ جاہلیت کے خونوں کا ذکر ہے یعنی زمانہ جاہلیت کے خون کا کوئی شخص مطالبہ کرے تو اس صورت میں کافر کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو ہرگز قتل نہیں کیا جائے گا۔ حدیث باب کی اس تاویل کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک ذمی کے قتل کرنے کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ عَبْدَهُ

باب 17: جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے۔

1334 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ إِلَى هَذَا وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِي النَّفْسِ وَلَا فِيمَا دُونَ النَّفْسِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا قَتَلَ عَبْدَهُ لَا يُقْتَلُ بِهِ وَإِذَا قَتَلَ عَبْدَ غَيْرِهِ قُتِلَ بِهِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ

﴿﴾ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے ہم اسے قتل کروا دیں گے اور جو شخص اس کا کوئی عضو کاٹ دے ہم اس کا عضو کوٹوا دیں گے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔ ان میں ابراہیم نخعی بھی شامل ہیں۔

بعض اہل علم جن میں حسن بصری رضی اللہ عنہ اور عطاء بن ابی رباح شامل ہیں۔ ان کے نزدیک آزاد اور غلام شخص کے درمیان جان یا جان سے کم کوئی بھی قصاص نہیں لیا جاسکتا۔

1334- اخرجہ النسائی (20/8) کتاب القسامۃ، باب: القود من السید للولی، باب: القصاص فی السن (26/8) وابن ماجہ

(888/2) کتاب الدیات، باب: هل یقتل الحر بالعبد؟ حدیث (2663) والدارمی (191/2) کتاب الدیات: باب: القود بین

العبد وبين سیده احمد (10/5، 11، 12، 19) عن الحسن، عن سمرۃ، ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں۔
بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب کوئی شخص اپنے غلام کو قتل کر دے تو اس کے بدلے میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔
جب کوئی شخص کسی دوسرے کے غلام کو قتل کر دے تو اس کے بدلے میں اسے قتل کیا جاسکتا ہے۔
سفیان ثوری رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

اپنے غلام کو قتل کرنے کے قصاص کا مسئلہ:

جب آقا اپنے غلام کو قتل کر ڈالے تو اسے غلام کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ملکیت کے باعث شبہ کی صورت پیدا ہوگئی اور شبہ سے حد ختم ہو جاتی ہے۔ تاہم اسے سیاستاً یا تعزیراً یا انتظامی امور کی بناء پر کوئی بھی سزا دی جاسکتی ہے۔ وہ سزا قتل بھی ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے۔ حدیث باب کا مضمون کسی ضابطہ یا حکم پر مشتمل نہیں بلکہ سیاست یا تعزیر پر مبنی ہے۔ حضرت امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اپنے غلام کو قتل کی صورت میں آقا سے قصاص لیا جائے گا۔ خواہ نفس کا ہو یا دونوں نفس کا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

سوال: جب کوئی شخص غیر کے غلام کو قتل ڈالے تو مسئلہ کی نوعیت کیا ہوگی؟

جواب: اس صورت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ اس مسئلہ میں بھی غلام کے قصاص میں آزاد کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: **الْحُرُّ بِالْحُرِّ**۔ (آزاد کو آزاد کے بدلے میں۔) اس کے مفہوم مخالف سے استدلال کیا ہے یعنی آزاد آدمی کو آزاد کے قصاص میں تو قتل کیا جاسکتا ہے، جبکہ غلام کے قصاص میں قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غلام کے قصاص میں آزاد آدمی قتل کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ سیاست پر محمول ہے۔ علاوہ ازیں ان کے نزدیک مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا کہ اس سے استدلال کیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ هَلْ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

باب 18: عورت اپنے شوہر کی دیت میں وارث ہوگی

1335 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَأَبُو عَمَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ

الرُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّىٰ أَخْبَرَهُ

1335- اخرجه ابو داؤد (144/2) كتاب الفرائض، باب: في المرأة تراث من دية زوجها وابن ماجه (883/2) كتاب

الديات باب: الميراث من الدية حديث (2642) واحد (452/3)

الضحاك بن سفيان الكلابي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب إليه أن ورث امرأة أشيم الضبابي من دية زوجها

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے دیت کی ادائیگی (قاتل کے) خاندان کے ذمے ہو گی اور کوئی عورت اپنے شوہر کی دیت میں کسی چیز کی وارث نہیں ہوگی۔

پھر حضرت ضحاک بن سفیان کلابی نے انہیں بتایا: نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ خط میں لکھا تھا: وہ اشیم ضبابی کی اہلیہ کو ان کے شوہر کی دیت میں وارث قرار دیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

زوج کی دیت میں بیوی کی میراث کا حصہ:

مقتول شوہر کی دیت سے بیوی کو وراثت کا حصہ ملے گا یا نہیں؟ عقل و قیاس کا تقاضا ہے کہ بیوی کو حصہ نہ ملے اس لیے کہ زوج کی وفات کے بعد دیت کا ثبوت حاصل ہوتا ہے جبکہ شوہر کی وفات سے نکاح کا عدم ہو جاتا ہے۔ اس طرح نکاح معدوم ہونے کے بعد دیت کی دولت حاصل ہوئی۔ لہذا بیوی کو وراثت سے حصہ نہیں ملنا چاہیے۔ ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی فتویٰ جاری کیا تھا۔ تاہم اس میں ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ بیوی دوران عدت نکاح میں برقرار رہتی ہے۔ اس طرح دیت کا ثبوت نکاح کے اندر ہی حاصل ہوا لہذا بیوی کو دیت سے میراث کا حق ملنا چاہیے۔ دیت کا تعلق موت سے اور دیگر وراثت کی طرح یہ بھی وراثت کی حقدار ہوگی۔ اس بارے میں ایک مشہور حدیث ہے: حضرت اشیم الضبابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل خطا میں دنیا سے رخصت ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کے ذریعے وراثت کے نام حکم نامہ جاری کیا کہ مقتول کی زوجہ کو دیت سے وراثت کا حصہ ادا کیا جائے۔ حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یہ روایت بیان کی تو انہوں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مقتول کی بیوی کو دیت سے دیگر وراثت کے ساتھ وراثت سے شرعی طور پر حصہ ملے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِصَاصِ

باب 19: قصاص کا حکم

1336 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَنبَانَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ زُرَّارَةَ

بْنِ أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعْضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعْضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ)

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ وَسَلَمَةَ بْنِ أُمَيَّةَ وَهُمَا أَخَوَانِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ پر کاٹ دیا۔ دوسرے نے اپنا ہاتھ کھینچا تو پہلے شخص کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے وہ اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی کے ہاتھ کو یوں چباتا ہے جیسے اونٹ چباتا ہے۔ تمہیں کوئی دیت نہیں ملے گی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا۔

”اور زخموں میں بھی قصاص ہوتا ہے“

اس بارے میں حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ دونوں حضرات بھائی ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دفاع کی صورت میں قتل یا زخمی کرنے میں قصاص نہ ہونا

حدیث باب مبہم مضمون پر مشتمل ہے۔ اس کا غیر مبہم الفاظ میں خلاصہ یہ ہے کہ کوئی شخص حملہ آور کا دفاع کرتا ہو قتل یا زخمی ہو جائے تو اس کی ضمان نہیں ہے۔

سوال: حدیث باب کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ زخموں میں قصاص نہیں ہے۔ آیت قرآنی کے الفاظ ہیں: وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ (یعنی زخموں میں قصاص ہے۔) اس طرح آیت اور حدیث میں تعارض ہے؟

جواب: آیت اور حدیث کا محل اور محمل الگ الگ ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر زخم بطور تعدی ہو تو اس میں قصاص ہے۔ اگر زخم بطور دفاع ہو تو اس میں قصاص نہیں ہے۔ اس طرح روایت و آیت میں تعارض باقی نہیں رہا۔

سوال: حدیث باب میں ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے کہ حملہ آور کا دفاع جائز ہے۔ تاہم دریافت طلب یہ بات ہے کہ حق

1336- اخرجہ البخاری (229/12) کتاب الدیات، باب: اذا عض رجل فوقع ثنایاہ حدیث (6892) ومسلم (105/6) کتاب القسامۃ والمحاربین: باب الصائل علی نفس الانسان او عضوه۔ حدیث (1673/18) والنسائی (29/8) کتاب القسامۃ، باب: القود من العضۃ۔ وذكر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر عمران بن حصین، وابن ماجہ (887/2) کتاب الدیات، باب: من عض رجلاً فنزع يده فنذر ثنایاہ، حدیث (2657) والدارمی (195/2) کتاب الدیات، باب: من عض رجلاً فنزع يده فنذر ثنایاہ، حدیث (2657) والدارمی (195/2) کتاب الدیات، باب: فیمن عض يد رجل فانتزع العضو يده والحمد لله (428-427/4) عن زرارة بن اوفى عن عمران بن حصین ”مرفوعاً“۔

دفاع کس حد تک جائز ہے جس سے ضمان لازم نہیں آتی؟

جواب: حملہ آور کا دفاع اس حد تک جائز ہے کہ اپنا نقصان نہ ہو اور اس کا بھی زیادہ نقصان نہ ہو مثلاً کسی نے دوسرے شخص کے ہاتھ کو کاٹا تو اسے ایک دو طمانچے مار دیے جائیں تو یہ جائز ہے۔ اگر اس صورت میں اسے گولی مار دی جائے تو یہ حق دفاع میں تجاوز ہے۔ اس صورت میں حق دفاع میں تجاوز کے سبب جو نقصان ہوا ہے خواہ نفس یا دون النفس کا اس بارے میں شرعی نقطہ نظر سے قاضی قصاص کا فیصلہ دے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَبْسِ فِي التُّهْمَةِ

باب 20: تہمت کی وجہ سے قید کر دینا

1337 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ رَجُلًا فِي تَهْمَةٍ ثُمَّ خَلَّى عَنْهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ جَدِّهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ

وَقَدْ رَوَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ هَذَا الْحَدِيثَ أَمَّ مِنْ هَذَا وَأَطْوَلَ

◀▶ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے تہمت کی وجہ سے

ایک شخص کو قید کروا دیا تھا پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ بہز کی اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا سے منقول

روایت ”حسن“ ہے۔

اسماعیل بن ابراہیم نے اسے بہز کے حوالے سے نقل کیا ہے جو اس روایت کے مقابلے میں طویل اور مکمل ہے۔

شرح

معتہم بالجرم کی سزا

حدیث باب میں ایک ضابطہ بیان کیا گیا ہے جو شخص معتہم بالجرم ہو تو اسے نظر بند کر دیا جائے۔ اصل معاملہ کی تحقیق تک اسے

زیر حراست رکھا جائے تاکہ وہ غائب نہ ہونے پائے۔ تحقیق کرنے پر اگر اس کا جرم ثابت ہو جائے تو اسے سزا دی جائے ورنہ اسے

1337- اخرجه ابو داؤد (337/2) كتاب الاقضية: باب: في الجس في الدين وغيره. حدیث (3630-3631) مختصر والنسائی

(67-66/8) كتاب القسامة باب: امتحان السارق بالضرب والجس واحد (447/4) و (4, 2/5) عن حكيم بن معاوية عن

أبيه ”مرفوعاً“

بری کر دیا جائے۔ جرم ثابت ہونے کی صورت میں اسے شرعی اصولوں کے مطابق سزا دی جائے گی جن میں افراط و تفریط اور زیادتی و ظلم کی گنجائش نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

باب 21: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے

1338 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ شَيْبٍ وَحَاتِمُ بْنُ سِيَاهِ الْمَرْوَزِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ

الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ سَرَقَ مِنَ الْأَرْضِ شِبْرًا طَوْقَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ

أَرْحَمِينَ

اختلاف روایت: وَزَادَ حَاتِمُ بْنُ سِيَاهِ الْمَرْوَزِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

قَالَ مَعْمَرٌ بَلَّغَنِي عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ زَادَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَهَكَذَا

رَوَى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو

بْنِ سَهْلٍ

تَلَمَّ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا

جائے وہ شہید ہے۔ جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین ہتھیالے گا قیامت کے دن اس کی گردن میں سات زمینوں جتنا وزنی طوق ڈالا جائے گا۔

حاتم بن سیاہ مروزی نے اس میں اضافی الفاظ نقل کیے ہیں۔

معمرنے یہ بات بیان کی ہے: زہری کے حوالے سے مجھے یہ روایت پہنچی ہے اور میں نے ان سے یہ بات نہیں سنی کہ انہوں نے

اس روایت میں مزید الفاظ نقل کیے ہوں۔ ”جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہوگا“۔

شعیب بن ابو حمزہ نے اس حدیث کو زہری کے حوالے سے طلحہ بن عبد اللہ کے حوالے سے عبد الرحمن بن عمرو کے حوالے سے

1338- اخرجہ ابو داؤد (660/2) کتاب السنة، باب: فی قتال اللصوص، حدیث (4772) والنسائی (116/7) کتاب

تحریم الدم، باب: من قتل دون ماله وابن ماجہ (861/2) کتاب الحدود، باب: من قتل دون ماله فهو شهيد، حدیث

(2:30) واحمد (190/187/1) والحمیدی (44/1) ص (83) وعبد بن حمید حدیث (106)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

سفیان بن عیینہ نے زہری کے حوالے سے طلحہ بن عبد اللہ کے حوالے سے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

سفیان نے اس روایت میں عبد الرحمن بن عمرو سے منقول ہونے کا ذکر نہیں کیا
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1339 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ قَتَلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبْنِ عُمَرَ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلرَّجُلِ أَنْ يُقَاتِلَ عَنْ نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُقَاتِلُ

عَنْ مَالِهِ وَلَوْ دَرَّهَمَيْنِ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی نقل کی گئی ہے۔

بعض اہل علم نے مرد کے لیے یہ رخصت دی ہے: وہ اپنی جان یا اپنے مال کی حفاظت کے لیے کسی سے لڑ سکتا ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آدمی اپنے مال کی خاطر لڑ سکتا ہے، اگرچہ وہ دو درہم ہوں۔

1340 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْكُوفِيُّ شَيْخُ

ثِقَّةٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ

قَالَ سُفْيَانُ وَأَنْتَنِي عَلَيْهِ خَيْرًا قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1339- اخرجہ ابوداؤد (660/2) کتاب السنة، باب فی قتال اللصوص، حدیث (4771) والنسائی (115/7) کتاب تحریر

الدم، باب من قتل دون ماله واحد (217'194'193/2)

متن حدیث: مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقَتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد و دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ
﴿﴾ ابراہیم بن محمد بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کا مال ناحق طور پر چھینا جا رہا ہو اور وہ لڑائی کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مانند نقل کی گئی ہے۔

1341 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ
أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ
وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ نَحْوَ هَذَا

توضیح راوی: وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفِ الزُّهْرِيِّ

﴿﴾ طلحہ بن عبداللہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتے
ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے جو شخص اپنے اہل و عیال کی حفاظت
کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

کئی راویوں نے اسے ابراہیم بن سعد کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

یعقوب نامی راوی یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف زہری ہیں۔

شرح

شہید کی تعریف اور اقسام

شہید فقہی کی تعریف یوں کی جاتی ہے: وہ مسلمان عاقل بالغ طاہر ہے جو بطور ظلم کسی آلہ جارحہ سے قتل کیا جائے اور نفس قتل

سے مال نہ واجب ہوا اور دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔ اس شہید کا حکم یہ ہے کہ اسے نہ غسل دیا جائے گا اور نہ کفن بلکہ جسم کے کپڑوں سمیت تدفین عمل میں لائی جائے گی۔ البتہ جوتوں اور کفن سے زائد کپڑوں کو اتار لیا جائے گا۔ عام میت کی طرح اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس شہید کے علاوہ باقی شہداء کو حکمی کہا جاتا ہے جن کا حکم اس سے مختلف ہے یعنی انہیں غسل دیا جائے گا اور کفن بھی پہنایا جائے گا۔ تاہم انہیں من جانب اللہ شہادت کا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ احادیث باب سے تمام شہداء حکمی مراد ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَسَامَةِ

باب 22: قسامت کا حکم

1342 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ

بْنِ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ يَحْيَى وَحَسِبْتُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُمَا قَالَا

متن حدیث: خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ بْنُ زَيْدٍ حَتَّى إِذَا كَانَا بِخَيْبَرَ تَفَرَّقَا فِي بَعْضِ مَا هُنَاكَ ثُمَّ إِنَّ مُحَيِّصَةَ وَجَدَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلِ قَتِيلًا قَدْ قُتِلَ فَدَفَنَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَحُوَيْصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِيَتَكَلَّمَ قَبْلَ صَاحِبِيهِ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرْ لِلْكَبِيرِ فَصَمَتَ وَتَكَلَّمَ صَاحِبَاهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مَعَهُمَا فَذَكَرُوا لِلرَّسُولِ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتَلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلِ فَقَالَ لَهُمْ اتَّخِلْفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا فَتَسْتَحِقُّونَ صَاحِبَكُمْ أَوْ قَاتِلَكُمْ قَالُوا وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ قَالَ فُتَبِّرُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا قَالُوا وَكَيْفَ نَقْبَلُ آيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى عَقْلَهُ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ

يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1342- اخرجہ البخاری (359/5) کتاب الصلح، باب: الصلح مع الشرکین، حدیث (2702) مختصر و (317/6) کتاب الجزية والموادعة، باب: الموادعة والصلحة مع الشرکین بالمال وغيره- حدیث (3173) (552/10) کتاب الادب، باب: اکرام الکبیر- حدیث (6142، 6143) و (339/12) کتاب اللدیات، باب: اذا اصاب قوم من رجل هل يعاقب امر يقتص منهم کلهم، حدیث (6898) و (196/13) کتاب الاحکام، باب: کتاب الحاكم الى عماله- حدیث (7192) و مسلم (72/6) کتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب: القسامة حدیث (1669/1) و (1669/2) و (1669/6) و ابوداؤد (178-177/4) کتاب اللدیات، باب: القتل بالقسامة، حدیث (4520-4521) والنسائی (12-5/8) کتاب القسامة، باب: تبدلة اهل الدم في القسامة، وابن ماجه (892/2) کتاب اللدیات، باب: اقسامة، حدیث (2677) و مالک (877/2) کتاب القسامة، باب تبدلة اهل الدم في القسامة، حدیث (1) والدارمی (188/2، 189) کتاب اللدیات، باب: الدية في قتل العمد، واحد (3'2/4) وابن خزيمة (77/4) حدیث (2384) عن يحيى بن سعيد عن بشير بن يسار عن سهل بن اس

بن خديج به

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْقَسَامَةِ وَقَدْ رَأَى بَعْضُ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ الْقَوْدَ بِالْقَسَامَةِ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ إِنَّ الْقَسَامَةَ لَا تُوجِبُ الْقَوْدَ وَإِنَّمَا تُوجِبُ الدِّيَةَ

﴿﴾ حضرت سہل بن ابو حشمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یحییٰ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میرے خیال میں یہ حدیث حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: یہ دونوں حضرات یہ فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے یہ لوگ خیبر میں تھے وہاں یہ ایک جگہ پر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے پھر حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو مقتول پایا جنہیں قتل کر دیا گیا تھا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن سہل بھی تھے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ان میں سب سے کم عمر تھے وہ اپنے دونوں ساتھیوں سے پہلے بات شروع کرنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے بڑوں کو موقع دو! وہ خاموش ہو گئے۔ ان کے دونوں ساتھیوں نے بات چیت کی پھر انہوں نے بھی ان دونوں کے ساتھ بات چیت میں حصہ لیا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن سہل کے قتل ہونے کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا تمہارے پچاس افراد قسم اٹھا کر اپنے ساتھی (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے قاتل کے حقدار بن جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی: ہم کیسے قسم اٹھا سکتے ہیں جبکہ ہم وہاں موجود ہیں نہیں تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر یہودی پچاس قسمیں اٹھا کر تم سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی: ہم کافروں کی قسم کا کیسے اعتبار کریں جب نبی اکرم ﷺ نے یہ بات دیکھی تو آپ نے اپنی طرف سے انہیں دیت عطا کی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سہل بن ابو حشمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک قسامت کے بارے میں اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ کے بعض فقہاء کے نزدیک قسامت کی وجہ سے قصاص لازم آتا ہے۔

کوفہ اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک قسامت سے قصاص لازم نہیں ہوتا بلکہ یہ دیت کو واجب کرتی ہے۔

شرح

قسامہ کی تعریف، طریق کار اور حکمت

قسامہ اور قسم دونوں الفاظ مترادف ہیں۔ دونوں کے درمیان لطیف سا فرق ہے: قسامہ سے مراد خاص حلف برداری ہے جبکہ قسم سے مراد عام حلف برداری ہے۔ جب کسی علاقہ میں مقتول کی لاش دستیاب ہوئی ہو اور قاتل نامعلوم ہو تو قسامہ کے ذریعے قاتل کو تلاش کیا جائے گا۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ مقتول کے ورثاء علاقہ میں پچاس لوگوں کا انتخاب کریں گے جو قاضی کی موجودگی

میں قسم کھائیں گے کہ انہوں نے نہ خود قتل کیا ہے اور نہ قاتل کے بارے میں جانتے ہیں۔ یہ سب کے سب لوگ جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے، قاتل دستیاب ہو جائے گا۔ اگر سب کے قسم کھانے کے باوجود قاتل کا علم نہ ہو سکے تو اہل بستی سے دیت وصول کی جائے گی۔

قسامہ کے ذریعے مقتول کے بارے میں فیصلہ کرنے میں یہ حکمت و مصلحت ہے کہ بعض اوقات رات کی تاریکی میں نعش برآمد ہوتی ہے جس کے گواہ موجود نہیں ہوتے۔ اگر قاتل کے گواہ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے قاتل کو نظر انداز کر دیا جائے تو لوگ قتل کرنے میں مزید جری ہو جائیں گے۔ بے دلیل اگر کسی شخص کو قاتل قرار دیا جائے تو درثناء اپنے مخالف کو قاتل قرار دینے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ اس وجہ سے قسامہ کے ذریعے فیصلہ کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔

قسامہ کی علت میں مذاہب آئمہ

مقتول کے قاتل کی تلاش کے لیے شریعت نے قسامہ کے ذریعے فیصلہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ قابل دریافت یہ بات ہے: ”قسامہ“ کی علت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ جب مقتول کے جسم پر تشدد کے نشانات ہوں یا اس کا گلا دبا کر قتل کیا گیا ہو یا ایسے مقام سے نعش برآمد ہوئی جو لوگ کی حفاظت میں ہو مثلاً کسی کے گھر سے یا مسجد یا بستی کے اتنے قرب سے کہ وہاں سے کسی کو پکارا جائے تو لوگ آواز سن سکتے ہوں، تو ”قسامہ“ کے ذریعے فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر مقتول کے جسم پر تشدد کے نشانات نہ ہوں یا گلا نہ دبایا گیا ہو اور ڈاکٹری رپورٹ میں بھی طبعی موت مرنے کا موقف اختیار کیا گیا ہو تو ”قسامہ“ کے ذریعے فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ آپ نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ آپ کے نزدیک ”قسامہ“ کی علت غیر طبعی موت تشدد اور گلا دبا کر ہلاک کرنا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی پر قتل کرنے کا شبہ ہو یا مقتول کے بارے میں نزاعی بیان ہو یا شہادت نام تمام کی وجہ سے ہو یا اس طرح کوئی اور وجہ ہو مثلاً قتل گاہ سے کوئی شخص خون آلود چھری سمیت دیکھا گیا ہو تو فیصلہ ”قسامہ“ کے ذریعے ہوگا ورنہ قسامہ جائز نہیں۔ انہوں نے حضرت ابوطالب کے واقعہ سے استدلال کیا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک ہاشمی شخص کو قریش کی دوسری شاخ کے ایک آدمی نے بطور مزدور اپنے پاس رکھا اور وہ اسے اپنے ہمراہ سفر میں لے گیا۔ مزدور نے اونٹ کے پاؤں باندھنے کی رسی کسی دوسرے ہاشمی کے حوالے کر دی تو اس وجہ سے مزدور رکھنے والے نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور تمام معاملہ مخفی رکھا لیکن مقتول نے ایک یمنی شخص کو وصیت کی تھی کہ اس قتل کی خبر ابوطالب تک ضرور پہنچائی جائے۔ اس پریشان کن واقعہ کی اطلاع حضرت ابوطالب تک پہنچائی گئی تو وہ قاتل کے پاس پہنچے اور اس سے یوں مخاطب ہوئے: تم تین امور میں سے ایک کا انتخاب کر لو: (۱) بطور دیت ایک سواونٹ دے دو کیونکہ ہمارے آدمی کا قاتل تو ہے (۲) یا تمہارے خاندان کے لوگ قسمیں کھائیں کہ تم نے ہمارے مزدور کو قتل نہیں کیا (۳) یا مقتول کے عوض ہم تجھے قتل کریں گے۔ قاتل نے اس بارے میں اپنے خاندان کے لوگوں سے مشاورت کی تو خاندانی لوگ حلف برداری (قسامہ) کے لیے تیار ہو گئے لیکن ایک خاتون نے اپنے بیٹے کے لیے ابوطالب سے معافی طلب کی اور ایک شخص نے حلف برداری کی بجائے دو اونٹ پیش کر دیے جبکہ اڑتالیس لوگوں نے جھوٹی قسمیں

کھائیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں جھوٹی قسمیں کھانے والے سب لوگ ایک سال کے عرصہ کے اندر ہلاک ہو گئے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۸۴۵)

حدیث قسامہ میں تین اختلافی مسائل

حدیث باب کے ضمن میں تین مسائل آئمہ فقہ کے مابین اختلافی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- کیا قسامہ کے ذریعے فیصلہ کرنے کے لیے کسی شبہ کا ہونا ضروری ہے؟ اس بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قسامہ کے لیے کسی معین شخص یا معین لوگوں پر شبہ ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ غیر طبعی یعنی حادثاتی موت واقع ہونا ضروری ہے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی معین آدمی یا معین لوگوں پر شبہ ہونا ضروری ہے کہ انہوں نے قتل کا ارتکاب کیا ہے اور اس لیے ان سے قسمیں لی جا رہی ہیں۔

۲- کیا قسامہ سے قصاص واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قسامہ سے قصاص واجب نہیں ہوتا بلکہ دیت واجب ہوتی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قسامہ سے قصاص واجب ہو جاتا ہے بشرطیکہ مقتول کے ورثاء میں سے پچاس لوگ کسی معین شخص کے بارے میں قسمیں کھالیں کہ اس نے عمداً قتل کیا ہے۔

۳- کیا مقتول کے ورثاء میں سے پچاس لوگوں کا قسمیں کھانا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مقتول کے خاندان کے پچاس لوگ پہلے قسمیں کھائیں گے۔ جب پچاس لوگ قسمیں کھالیں کہ فلاں معین شخص نے عمداً قتل کیا ہے تو اس کے نتیجے میں دیت مغلظہ ثابت ہوگی۔ اگر وہ قتل خطا پر قسمیں کھائیں گے تو دیت مخففہ واجب ہوگی۔ اگر مقتول کے ورثاء قسمیں کھانے سے انکار کر دیں تو مدعی علیہ پر یا جہاں سے لغش برآمد ہوئی ہو وہاں کے لوگوں کے قسم کھانے پر دیت مخففہ لازم ہوگی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقتول کے پچاس ورثاء کا قسمیں کھانا ضروری نہیں ہے۔ تاہم دوسرے لوگوں کے قسم کھانے پر فیصلہ کیا جائے گا۔ آپ نے مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے: البینہ علی الدعی والیمین علی من انکر قسامہ کی صورت میں بھی مقتول کے ورثاء مدعی ہوتے ہیں جبکہ اہل علاقہ یا اہل محلہ لوگ منکر ہوتے ہیں۔ لہذا قسم اہل محلہ یا اہل علاقہ کے ذمہ ہوگی۔ علاوہ ازیں آپ نے اس واقعہ سے بھی استدلال کیا ہے کہ عہد فاروقی میں شا کر اور وادعہ دونوں بستیوں کے درمیان سے لاش برآمد ہوئی اور قاتل کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ اس بات کا جائزہ لو کہ کونسی بستی زیادہ قریب ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا: ”وادعہ“ بستی زیادہ قریب ہے تو آپ نے وہاں کے پچاس لوگوں کو جمع کیا اور ان سے قسمیں لیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب التُّبُوءِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

حدود کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ

باب 1: جس شخص پر حد واجب نہیں ہوتی ہے

1343 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقَطَعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ رَفَعَ الْقَلَمَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَشَبَّ وَعَنِ الْمَعْتُورِ حَتَّى

يَعْقِلَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد و دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ وَعَنِ الْغَلَامِ

حَتَّى يَحْتَلِمَ وَلَا تَعْرِفَ لِلْحَسَنِ سَمَاعًا مِنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ

السَّائِبِ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ وَرَوَاهُ

الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا وَلَمْ يَرْفَعَهُ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: قَدْ كَانَ الْحَسَنُ فِي زَمَانِ عَلِيٍّ وَقَدْ أَدْرَكَهُ وَلَكِنَّا لَا نَعْرِفُ لَهُ سَمَاعًا

مِنْهُ وَأَبُو ظَبْيَانَ اسْمُهُ حُصَيْنُ بْنُ جُنْدَبٍ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں سے قلم (شرعی سزا کا حکم)

1343- اخرجہ احمد (1/116'118'140) عن الحسن عن علي به واہو داؤد (2/545) كتاب الحدود باب: في المجنون

يسرق او يصيب حدا حدیث (4402) عن ابی ظبیان حدیث (4403) عن ابی الضحی عن علی به.

اٹھالیا گیا ہے۔

سوئے ہوئے شخص سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔ بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور پاگل سے یہاں تک کہ اسے عقل آجائے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

بعض راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ لڑکے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔

ہمارے علم کے مطابق حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

یہی روایت عطاء بن سائب کے حوالے سے، ابوظبیاں کے حوالے سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اسی کی مانند نقل کی گئی ہے۔

محدثین نے اس روایت کو اعمش کے حوالے سے، ابوظبیاں کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت

علی رضی اللہ عنہ سے، ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حسن بصری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود تھے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا

ہے، تاہم ہمارے علم کے مطابق ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع (ثابت) نہیں ہے۔

ابوظبیاں نامی راوی کا نام حصین بن جندب ہے۔

شرح

مرفوع القلم لوگوں پر حد نہیں ہے

لفظ ”حدود“ حد کی جمع ہے۔ حد سے مراد وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ شرعی

سزائیں چار قسم کی ہو سکتی ہیں جن میں سے تین قرآن سے ثابت ہیں اور ایک حدیث سے ثابت ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- زنا کی سزا

زنا کار مرد ہو یا عورت اگر شادی شدہ ہو تو اس کی سزا سنگ ساری ہے۔ اگر غیر شادی شدہ ہو تو اس کی سزا ایک سو کوڑے

ہیں۔ زنا کی سزا عادل گواہوں کی گواہی یا اعتراف و اقرار سے ثابت ہو سکتی ہے۔ عموماً یہ سزا اقرار سے ثابت ہوتی ہے۔

۲- چوری کی سزا

چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ یہ سزا بھی گواہی یا اعتراف جرم سے ثابت ہوتی ہے۔

۳- تہمت عائد کرنے کی سزا

شریعت نے کسی پر تہمت عائد کرنے والے کی سزا اسی (۸۰) کوڑے مقرر کی ہے۔

۴- شراب نوشی کی سزا

شراب نوشی کی شرعی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہیں۔

نوٹ: ان چار جرائم کے علاوہ مزید جرائم بھی ہیں جن کی سزائیں قاضی اپنی صوابدید یا انتظامی امور کے پیش نظر یا حالات کے تقاضا کے مطابق تجویز کر سکتا ہے۔ فقہاء اسلام نے بہت سے جرائم کی سزائیں تجویز بھی فرمائی ہیں۔ ان سزاؤں میں تشدید و تخفیف کا احتمال موجود ہے۔

تین قسم کے لوگ کسی جرم کا ارتکاب کر لیں تو شرعی نقطہ نظر سے انہیں سزا نہیں دی جاسکتی:

(۱) حالت نوم میں حتیٰ کہ وہ مکمل طور پر بیدار ہو جائے (۲) بچہ قبل از بلوغ (۳) پاگل۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے انہیں مرفوع القلم قرار دیا ہے اور ان کا جرم کالعدم ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دَرِّ الْحُدُودِ

باب 2: حدود کو ساقط کر دینا

1344 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ حَدَّثَنَا فِي الْحُدُودِ عَنِ الْمُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنْ كَانَ لَهُ مَخْرَجٌ فَخَلُّوا سَبِيلَهُ فَإِنَّ الْإِمَامَ أَنْ يُخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يُخْطِئَ فِي الْعُقُوبَةِ

اختلاف روایت: حَدَّثَنَا هَذَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلَمْ يَرْفَعَهُ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ
بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اسناد دیگر: وَرَوَاهُ وَكَيْعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ وَرَوَايَةٌ وَكَيْعٌ أَصَحُّ وَقَدْ رَوَى نَحْوَ هَذَا عَنْ
غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ وَيَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ ضَعِيفٌ فِي
الْحَدِيثِ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْكُوفِيُّ أَثْبَتٌ مِنْ هَذَا وَأَقْدَمُ

1344- انفرادی بہ الترمذی، ينظر تحفة الاشراف (101/12) حديث (16689) واخرجه البيهقي (238/8) والحاكم في

الستدرک (384/4) والخطيب البغدادي (331/5)

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو ساقط کر دو اور اگر کوئی گنجائش ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ امام کا غلطی سے معاف کر دینا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کرے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا گیا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کے ”مرفوع“ ہونے کو ہم صرف محمد بن ربیعہ کی یزید بن زیاد (دمشقی کے حوالے سے، زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کے طور پر جانتے ہیں)

وکیع نے اس روایت کو یزید بن زیاد کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے، تاہم انہوں نے اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) وکیع سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

اسی طرح کی روایت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے: انہوں نے بھی اسی کی مانند نقل کیا ہے۔ یزید بن زیاد دمشقی ”ضعیف“ ہیں۔

یزید بن ابوزیاد کوئی ان سے زیادہ مستند اور پہلے زمانے کے ہیں۔

شرح

شبه کی تعریف اقسام اور حکم

کسی جرم کے ثبوت میں جھول یا غیر یقینی صورت کو ”شبه“ سے تعبیر کرتے ہیں۔ شبه کی تین اقسام ہیں:

۱- شبه فی الفعل

جب کوئی شخص اپنی بیوی خیال کرتے ہوئے کسی غیر محرم خاتون سے جماع کا ارتکاب کرے۔

۲- شبه فی العقد

کوئی شخص محرم خاتون سے نکاح کر کے جماع کرے۔

۳- شبه فی المحل

جب کوئی شخص اپنی بیوی کی کنیر سے جماع کرے۔

شبه کی تینوں اقسام کا شرعی حکم یہ ہے کہ ان سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ تاہم قاضی کو اختیار حاصل ہوگا کہ انتظامی امور کے پیش نظر جو تشدید و تخفیف سزا پسند کرنے تجویز کر سکتا ہے۔ یہ سزا بطور تعزیر یا بر بنائے سیاست ہوگی۔

حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ حتی الوسع حدود کے نفاذ سے احتراز کرو۔ امیر وقت کا حد نافذ کرنے میں غلطی کرنے سے حد ساقط کرنے میں غلطی کرنا بہتر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ

باب 3: مسلمان کی پردہ پوشی کرنا

1345 سند حدیث: حَدَّثَنَا فَتِيَّةٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرْبِ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرْبِ الْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سِتْرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ عُمَرَ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ رِوَايَةِ أَبِي عَوَانَةَ وَرَوَى اسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَكَانَ هَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عُبَيْدُ بْنُ اسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی مسلمان سے کسی دنیاوی پریشانی کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کی پریشانی کو دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت اسی طرح ہے۔ اسے کئی راویوں نے اعمش کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے ابو عوانہ نے نقل کیا ہے۔

اسباط بن محمد نے اسے اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں۔ ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (منقول) مجھے اسی کی مانند حدیث بیان کی گئی ہے۔ گویا یہ پہلی روایت سے زیادہ مستند ہے۔ اس روایت کو عبید بن اسباط نے بھی اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

1345- اخرجہ مسلم (8/98-101) کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن، وعلى الذکر، حدیث (2699/38) وابو داؤد (1/460) کتاب الصلوة: باب: ثواب قراءة القرآن، حدیث (1455) مختصر (2/704) کتاب الاداب: باب: فی المعونة للمسلم، حدیث (4946) وابن ماجہ (1/82) المقدمة، باب: فیل العلباء والحث على طلب العلم، حدیث (225) والدارمی (2/261-262) کتاب البیع، باب فیمن انظر معسرا، واحد (272-325-406-500-514-522) (252/2)

1346 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةٍ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ
وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا وہ اسے اس کے حال پر نہیں چھوڑتا جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن پریشانیوں کو دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

اصلاح معاشرہ کے نورانی اصول

احادیث باب میں اصلاح معاشرہ کے نورانی و روحانی اصول بیان کیے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمان معاشرے کو اسلامی بنا سکتے ہیں ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں اور دارین میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ روایات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- ۱- جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی دنیا میں پریشانی دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی پریشانی دور کرے گا۔
- ۲- جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی دنیا میں پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔
- ۳- جو مسلمان اپنے بھائی کی معاونت و مدد میں مصروف رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی معاونت و مدد میں رہتا ہے۔
- ۴- مسلمان باہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں وہ ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرتے اور نہ اپنے بھائی کو دشمن کے حوالے کرتے ہیں۔

۵- جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّلْقِينِ فِي الْحَدِّ

باب 4: حد کے بارے میں تلقین کرنا

1346- اخرجہ البخاری (338/12) کتاب الاكراه باب: يمين الرجل لصاحبه- حدیث (6951) و (116/5) کتاب النظام باب: لا يظلم المسلم ولا يسلّمه حدیث (2442) و مسلم (535/8) کتاب البر والصلة والآداب باب: تحريم الظلم حدیث (2580) و ابو داؤد (690/2) کتاب الآداب باب: المؤاخاة حدیث (4893) و احمد (91/2) قالوا حدّثنا الليث عن عقيل عن الزهري عن سالم عن ابن عمر به.

1347 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ أَحَقُّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ وَمَا بَلَغَكَ
عَنِّي قَالَ بَلَغَنِي أَنَّكَ وَقَعْتَ عَلَى جَارِيَةٍ أَلِ فُلَانٍ قَالَ نَعَمْ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سِمَاكِ
بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ماعز بن مالک سے فرمایا تھا: کیا وہ بات درست ہے جو
تمہارے حوالے سے مجھ تک پہنچی ہے۔ انہوں نے دریافت کیا: میرے بارے میں کیا بات آپ تک پہنچی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے
ارشاد فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے: تم نے فلاں قبیلے کی لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! پھر انہوں نے چار مرتبہ یہ
اعتراف کیا، تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت انہیں سنگسار کر دیا گیا۔
اس بارے میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو سماک بن حرب کے حوالے سے سعید بن جبیر کے حوالے سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔
انہوں نے اس کی سند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذُرِّ الْحَدِّ عَنِ الْمُعْتَرِفِ إِذَا رَجَعَ

باب 5: اعتراف کرنے والا جب رجوع کر لے تو اس سے حد کو ساقط کر دینا

1348 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: جَاءَ مَاعِزُ الْأَسْلَمِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ
ثُمَّ جَاءَ مِنْ شِقِّهِ الْأَخْرِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَ مِنْ شِقِّهِ الْأَخْرِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَمَرَ بِهِ فِي الرَّابِعَةِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْحَرَّةِ فَرُجِمَ بِالْحِجَارَةِ فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَرَّ يَشْتَدُّ حَتَّى مَرَّ
بِرَجُلٍ مَعَهُ لَحْيٌ جَمَلٌ فَضْرَبَهُ بِهِ وَضْرَبَهُ النَّاسُ حَتَّى مَاتَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

1347- اخرجہ مسلم (170/6) کتاب الحدود: باب: من اعترف على نفسه بالزنى حدیث (1693) واہوداؤد (552/2)
کتاب الحدود: باب: رجم ماعز بن مالک حدیث (4425) واحمد (1/245'214'328) عن سماک بن حرب عن سعید بن
جبیر عن ابن عباس بہ۔

1348- اخرجہ ابن ماجہ (854/2) کتاب الحدود: باب: الرجم حدیث (2554) واحمد بن حنبل فی مسنده (450/2)
من طریق محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هريرة بہ۔

فَرَحِينٌ وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ وَمَسَّ الْمَوْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا تَرَكَتُمُوهُ
 حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 اسناد دیگر: وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ما عزا سلمی، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: اس نے زنا کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ وہ دوسری سمت سے آیا اور اس نے بتایا: اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر اس سے منہ پھیر لیا پھر وہ دوسری طرف سے آیا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت چوتھی مرتبہ کے اعتراف کے بعد اسے حرہ کے میدان میں لے جایا گیا اور پتھروں کے ذریعے سنگسار کر دیا گیا جب اسے پتھروں کی تکلیف پہنچی تو وہ بھاگا یہاں تک کہ وہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا جس کے پاس اونٹ کا جڑا موجود تھا۔ اس شخص نے وہی اسے مار دیا۔ لوگوں نے بھی اسے مارا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا بعد میں لوگوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا کہ جب اسے پتھروں کی تکلیف اور موت کی تکلیف محسوس ہوئی تو وہ بھاگ کھڑا ہوا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

یہی روایت ابو سلمہ کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

1349 سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنبَانَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي

سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْتَرَفَ بِالزَّيْنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ
 اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُكَ جُنُونٌ قَالَ لَا
 قَالَ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَمَرَ بِهِ فَرَجِمَ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأَدْرَكَ فَرَجِمَ حَتَّى مَاتَ فَقَالَ لَهُ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1349- اخرجہ البخاری (119/12) کتاب الحدود' باب: رحم المحصن' حدیث (6814) (300/9) کتاب الطلاق' باب:
 الطلاق فی الاغلاق' حدیث (5270) ومسلم (164/6-166) الابی' کتاب الحدود' باب: من اعترف علی نفسه بالزنی' حدیث
 (1691/16) وابو داؤد (553/2) کتاب الحدود' باب: رحم ما عزا بن مالك' حدیث (4430) والنسائی (63/4) کتاب
 الجنائز' باب: ترك الصلوة علی المرجوم' والدارمی (176/2) کتاب الحدود' باب: الاعتراف بالزنا' واحمد (323/3) عن
 الزهري' عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن جابر به.

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمُعْتَرِفَ بِالزَّوْنِ إِذَا أَقْرَأَ عَلَى نَفْسِهِ
أَرْبَعَ مَرَّاتٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا أَقْرَأَ عَلَى نَفْسِهِ مَرَّةً أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ
بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَحُجَّةُ مَنْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ

حدیث دیگر: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنِي زَنَى بِامْرَأَةٍ هَذَا الْحَدِيثُ بِطَوْلِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْدُ يَا
أَنَسُ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمُهَا وَلَمْ يَقُلْ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوا اس نے زنا کرنے کا اعتراف کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر اعتراف کیا آپ نے پھر اس سے
منہ پھیر لیا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ یہ گواہی دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم پاگل ہو۔ اس نے عرض
کی: نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم شادی شدہ ہو اس نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اسے عید گاہ
میں سنگسار کر دیا گیا جب اسے پتھروں کی تکلیف لاحق ہوئی تو وہ بھاگا لیکن اسے پکڑ کر سنگسار کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں اچھے الفاظ استعمال کیے تاہم آپ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا یعنی زنا کا اعتراف کرنے والا شخص جب اپنی ذات کے حوالے سے چار مرتبہ
اعتراف کر لے تو حد قائم ہو جائے گی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی شخص اپنے بارے میں ایک مرتبہ اعتراف کر لے تو بھی اس پر حد قائم ہو جائے
گی۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں جو حضرات اس بات کے قائل ہیں ان کی دلیل حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے منقول وہ روایت ہے: دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے بیٹے نے ایک عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا
ہے۔

یہ حدیث طویل ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے انیس! تم اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے سنگسار کر دینا یہ حضرات
فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: وہ عورت چار مرتبہ اعتراف کرے۔

شرح

مفہوم حدیث:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہو پھر امام وقت یا قاضی کے علم میں بھی یہ بات آچکی ہو تو مستحب یہ ہے کہ مجرم کو اعتراف جرم کی تلقین کی جائے۔ اگر وہ اعتراف جرم کر لیتا ہے تو شرعی سزا اس پر نافذ کر دی جائے گی تاکہ وہ آخرت کی شدید سزا کی بجائے دنیا میں سزا بھگت کر بری الذمہ ہو جائے۔ کوئی بھی جرم دو امور سے ثابت ہوتا ہے: (۱) مجرم کے اقرار و اعتراف سے (۲) شرعی گواہی کے قیام سے۔

اگر مجرم اپنے جرم کا اعتراف کرے پھر وہ سزا نافذ ہونے سے قبل یا درمیان میں اپنے قول سے رجوع کر لے خواہ یہ رجوع فعلی ہو تو اس صورت میں حد ساقط ہو جائے گی، کیونکہ جب مجرم کا قول اعتراف معتبر تھا تو قول رجوع بھی معتبر تصور ہوگا۔ اگر حد گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوئی ہو پھر وہ اپنے قول سے رجوع کریں تو حد ساقط ہو جائے گی جبکہ گواہوں پر حد قذف جاری ہوگی۔

سوال: اس مقام پر اشکال یہ ہے کہ کچھ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت معز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب غلطی ہوئی تو وہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اعتراف جرم کیا تو آپ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا، وہ دوسری طرف سے آئے پھر اقرار جرم کیا، آپ نے پھر اعراض کیا حتیٰ کہ انہوں نے چار بار بطور مجرم اپنے آپ کو پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار بار ہی اعراض کیا۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت معز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاضر ہونے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: اس تعارض کا ارتقاع اس طرح ہے کہ اس واقعہ کی اطلاع تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہنچ چکی تھی، پھر آپ نے انہیں اس خیال سے طلب کیا کہ اگر وہ اس واقعہ سے انکار کریں یہ معاملہ یہاں ہی ختم کر دیا جائے مگر انہوں نے حاضر خدمت ہو کر اعتراف جرم کر لیا آپ نے اعراض کیا، وہ دوسری طرف سے حاضر ہوئے اور اقبال جرم کیا حتیٰ کہ چار بار اقرار جرم کیا تو آپ چار بار ہی اعراض فرماتے رہے۔ آپ کی طرف سے اعراض فرمانے کے باوجود حضرت معز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار بار اقرار جرم کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور حد انہیں رجم کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ اس طرح مختلف روایات میں تعارض کا ارتقاع ہو جاتا ہے۔

اعتراف جرم میں مذاہب آئمہ

مجرم کتنی بار اعتراف جرم کرے تو اسے سزا دی جاسکے گی؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس میں دو مذاہب ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایک دو بار اعتراف جرم کرنے سے سزا نہیں دی جائے گی بلکہ کم از کم چار بار اقرار جرم کرنے سے جرم ثابت ہوگا اور اس کا نفاذ ہوگا۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت معز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار بار اقرار جرم کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا تھا۔

۲۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک بار بھی اعتراف جرم سے رجم کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے حضرت عسیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے۔ جب انہوں نے ایک بار اعتراف جرم کر لیا تو انہیں رجم کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں فرمایا: اغدیا انیس الی امرأۃ هذا فان اعترفت فارجمها ”اے انیس! تم اس خاتون کے پاس جاؤ جس سے انہوں نے زنا کیا ہے، اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دو۔“ اس روایت سے ثابت ہوا کہ ایک بار اعتراف جرم سے حد واجب ہو جاتی ہے۔ اگر چار بار اعتراف ضروری ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں فرماتے: فان اعترفت اربع مرات فارجمها یعنی وہ عورت چار بار اعتراف جرم کر لے تو اسے رجم کر دو۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایک بار اقرار کرنے سے بھی جرم ثابت ہو جاتا ہے اور حد جاری کی جاسکتی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: فان اعترفت سے مراد ہے: فان اعترفت بالطریق المعروف یعنی وہ عورت معروف طریقہ کے مطابق اعتراف جرم کر لے تو اسے رجم کر دو۔ وہ معروف طریقہ چار بار اعتراف جرم ہے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جبکہ ”غامدیہ“ خاتون کی نماز جنازہ ادا فرمائی تھی اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: غامدیہ خاتون نے موثر طریقہ سے توبہ کی تھی اسی لیے کہ وہ جرم کا اعتراف کرنے کے لیے از خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا: تیرے پیٹ میں بچہ ہے جب بچے کی پیدائش ہو جائے دودھ پینے سے مستغنی ہو جائے اور کھانا پینا شروع کر دے پھر میرے پاس آنا۔ جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا وہ دودھ پینے کا محتاج نہ رہا بلکہ اس نے کھانا پینا شروع کر دیا تو وہ دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے اقرار جرم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں یہ بھی فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کا دسواں حصہ اہل مدینہ میں تقسیم کی جائے تو سب کی مغفرت ہو سکتی ہے۔

اس کے برعکس حضرت معز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بخود اقرار جرم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تھے بلکہ بعض صحابہ کے مشورہ سے حاضر ہوئے تھے۔ دوران رجم کمال طریقہ سے وہ ثابت قدم بھی نہ رہے بلکہ وہ دوڑنے کی کوشش کرتے رہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رجم کیے جانے کی خواہش سے نہیں آئے تھے بلکہ معافی مانگنے اور معاف کیے جانے کے ارادہ سے حاضر ہوئے تھے۔ خواہ حضرت معز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غامدیہ خاتون کا جرم یکساں تھا لیکن دونوں کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے طریقہ کا اعتراف جرم اور توبہ میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ اسی فرق و امتیاز کو مزید نمایاں کرنے کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ”غامدیہ“ خاتون کی نماز جنازہ ادا فرمائی جبکہ حضرت معز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ میں شامل نہ ہوئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُشْفَعَ فِي الْحُدُودِ

باب 6: حدود کے بارے میں سفارش کرنا حرام ہے

1350 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا مَنْ يَجْتَرِي عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّشَفَعُ فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكَوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَإِنَّمَا اللَّهُ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مَسْعُودِ ابْنِ الْعَجْمَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَيُقَالُ مَسْعُودٌ بِنُ الْأَعْجَمِ وَلَهُ هَذَا

الْحَدِيثُ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ قریش مخزوم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک عورت کے سلسلے میں پریشان تھے جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے سوچا اس عورت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کون بات کرے گا پھر انہیں خیال آیا کہ یہ جرات صرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کر سکتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے محبوب ہیں۔ اسامہ نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بات کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو۔ پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے۔ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے کے لوگ اس لیے ہلاکت کا شکار ہو گئے کہ جب ان میں کوئی صاحب حیثیت شخص چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تھا تو وہ اس پر حد جاری کر دیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ نے چوری کا ارتکاب کیا ہوتا تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

اس بارے میں حضرت مسعود بن عجماء رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ مسعود بن عجم ہیں۔ اور ان سے صرف یہی حدیث منقول ہے۔

1350- اخرجہ البعاری (593/6) کتاب احادیث الانبياء: باب (54) حدیث (3475) و (110/7) کتاب فضائل الصحابة: باب: ذکر اسامة بن زيد حدیث (3733) و (89/12) کتاب الحدود: باب: كراهية الشفاعة في الحد- حدیث (6788) ومسنن: (153/6) کتاب الحدود: باب: قطع السارق الشريف وغيره- حدیث (1688/8) وابوداؤد (537/2) کتاب الحدود: باب: يتفق الحد يشفع حدیث (4373) والنسائي (72/8) کتاب قطع السارق: باب: ذكر اختلاف الناقلين لعبر الزهري في المنخزومية التي سرقت وابن ماجه (851/2) کتاب الحدود: باب الشفاعة في الحدود: حدیث (2547) والدارمي (173/2) کتاب الحدود: باب: الشفاعة في الحدود دون السلطان: واحد (62'41/6) عن الزهري عن عروة بن الزبير بن عائشة به.

شرح

حدود میں سفارش کی ممانعت

فتح مکہ کے بعد قریش کے مشہور قبیلہ بنو مخزوم کی ایک خاتون نے چوری کی جس کا نام فاطمہ تھا۔ اس واقعہ کی وجہ سے قریش پریشان ہوئے کہ اگر اس جرم کے نتیجہ میں ہماری لڑکی کا ہاتھ کاٹا گیا تو ہماری عزت خاک میں مل جائے گی۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کی جائے کہ ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اب یہ سفارش کون کرے گا؟ اس بارے میں سوچ و پچار کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ یہ خدمت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرانجام دیں گے کیونکہ ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خصوصی نظر اور شفقت ہے۔ قریش کے اصرار پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کر دی کہ چوری کرنے والی خاتون کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ یہ سفارش سن کر آپ بہت ناراض ہوئے اور اس موقع پر مختصر خطبہ ارشاد فرمایا: تم لوگ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ اگر ان کا کوئی معمولی شخص چوری کرتا تو اسے سزا دی جاتی تھی اور امیر و کبیر کے چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جاتی تھی۔ قسم بخدا! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ حدیث باب سے ثابت ہوا کہ حدود اربعہ (چار شرعی سزائیں) برحق ہیں اور ان میں تبدیلی یا تخفیف یا معافی کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ان میں تخفیف یا معافی کی سفارش کرنا بھی جرم ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ان میں تخفیف کی سعی کرنا سامان ہلاکت ہے۔ اسلام کے اصول سزا اور عدالت میں سب برابر ہیں اور کسی کو فوقیت حاصل نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْقِيقِ الرَّجْمِ

باب 7: رجم کی تحقیق کا بیان

1351 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ

سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

مَثَلُنْ حَدِيثُ: رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمَ أَبُو بَكْرٍ وَرَجِمْتُ وَلَوْلَا أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَزِيدَ فِي كِتَابِ اللَّهِ لَكَتَبْتُهُ فِي الْمُصْحَفِ فَإِنِّي قَدْ خَشِيتُ أَنْ تَجِيءَ أَقْوَامٌ فَلَا يَجِدُونَهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيَكْفُرُونَ بِهِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ

1351- اخرجہ مالک (823/2) کتاب الحدود باب: ما جاء في الرجم حدیث (10) واحد (43/36/1) عن سعید بن المسيب ان عمر بن الخطاب به۔

﴿ ﴿ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کروایا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رجم کروایا تھا۔ میں نے بھی رجم کروایا ہے، اگر میں اس بات کو ناپسند نہ کرتا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی اضافہ کروں تو میں اس کو مصحف میں لکھوا دیتا کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے: کچھ لوگ آئیں گے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اسے نہیں پائیں گے، تو اس کا انکار کر دیں گے۔ اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1352 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ وَأَسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ

قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيهَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةَ الرَّجْمِ فَرَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ وَإِنِّي خَائِفٌ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ فَيَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ آلا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ حَبْلٌ أَوْ اعْتِرَافٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

﴿ ﴿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا۔ اس نے آپ پر کتاب نازل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو چیز نازل کی اس میں رجم سے متعلق آیت بھی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کروایا ہے۔ آپ کے بعد ہم نے رجم کروایا ہے۔ مجھے یہ اندیشہ ہے: جب طویل زمانہ گزر جائے گا، تو کوئی شخص یہ کہے گا، ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رجم کا حکم نہیں ملتا تو وہ لوگ ایک فرض کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا۔ یاد رکھنا رجم کا حکم حق ہے۔ اس شخص کے لیے جو زنا کا ارتکاب کرے، جبکہ وہ شادی شدہ ہو اور ثبوت قائم ہو جائے یا حمل کی وجہ سے (زنا ظاہر ہو) یا اعتراف کی وجہ سے (ثابت ہو)

1352 -- اخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ (148/12) كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ: رَجْمُ الْحَبْلِيِّ مِنَ الزَّانَا إِذَا أَحْصَنَتْ، حَدِيثٌ (6830) وَمُسْلِمٌ

(162/2) كِتَابُ الْحُدُودِ، رَجْمُ الثَّيْبِ فِي الزَّانِي، حَدِيثٌ (1691) وَأَبُو دَاوُدَ (550/2) كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ: فِي الرَّجْمِ، حَدِيثٌ

(4418) وَابْنُ مَاجَهَ (853) كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ: لِرَجْمِ، حَدِيثٌ (2553) وَمَالِكُ (823/2) كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ: مَا جَاءَ فِي

الرَّجْمِ حَدِيثٌ (8) وَالِدَارِمِيُّ (179/2) كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ: فِي حَدِّ الْمُحْصَنِينَ بِالزَّانَا وَالْحَبْلِيِّ (16/1) حَدِيثٌ (25) وَاحْتِ

(55'40'23/1) عَنْ ابْنِ شَهَابِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بِهِ.

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

رجم کی سزا قرآن میں

احادیث باب کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ رجم کرنے کی آیت قرآن میں تھی جو منسوخ کر دی گئی ہے لیکن اس کا حکم باقی ہے۔ یہ سزا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجم کی سزا دی تھی اور اسے حق قرار دیا تھا۔ آیت رجم تو رات کا حصہ بھی تھی۔ یہ سزا حق ہے جو دور رسالت دور خلفاء راشدین اور بعد ازاں بھی دی جاتی رہی ہے۔ اب بھی اس کا حکم باقی ہے جس میں تخفیف یا تبدیلی ہرگز نہیں ہو سکتی۔
وہ آیت یہ ہے:

الشیخ والشیخة اذا زنيا فارجموهما البتة نکالا من الله والله عزیز حکیم
شادی شدہ مرد اور عورت دونوں جب زنا کا ارتکاب کر لیں تو تم انہیں قطعی طور پر رجم کر دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
عبرت ناک سزا ہے اور اللہ غالب و حکمت والا ہے۔
یہ آیت سورۃ الاحزاب کا حصہ تھی۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۲۳)

آیات قرآن کی تفصیل

آیات قرآن تین قسم کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱- وہ آیات مبارکہ ہیں جن کی تلاوت و حکم دونوں باقی ہیں۔ وہ تمام قرآن کریم ہے۔
- ۲- وہ آیات ہیں جن کی تلاوت باقی ہے لیکن حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ یہ تعداد میں بیس آیات ہیں۔ یہ قرآن کریم میں اس لیے باقی رکھی گئی ہیں کہ بعض زمانوں اور بعض صورتوں میں معمول بہ بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً مصارف زکوٰۃ میں ایک مصرف مؤلفۃ القلوب ہے جو منسوخ ہے تاہم آئندہ کہیں قرون اولیٰ جیسا زمانہ آنے پر یہ مصرف بحال بھی ہو سکتا ہے۔
- ۳- وہ آیات ہیں جن کا حکم باقی ہے مگر تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ وہ ایک آیت ہے۔ اس کی تلاوت منسوخ کرنے اور حکم باقی رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کتاب احکام ہے اور کتاب دعوت بھی۔ جب غیر مسلم قرآن کا مطالعہ کرتا ہو اس آیت پر پہنچتا تو وہ چونک جاتا کہ اس دین میں اتنی سخت گرفت ہے کیونکہ ان کے نزدیک زنا کاری جرم نہیں ہے۔ وہ اسلام کے قریب آنے یا اس میں داخل ہونے کی بجائے وہ نہ صرف خود دور ہو جاتا بلکہ اپنے ہم خیال اور ہم عقیدہ لوگوں کو بھی اس کے قریب تک نہ آنے دیتا۔ اس طرح قرآن کریم کا ایک پہلو ”کتاب دعوت“ غیر مؤثر ہو جاتا۔

سوال: اگر آیت رجم قرآن کا حصہ تھی تو وہ قرآن میں لکھنی چاہیے تھی خواہ لوگ کچھ بھی خیال کرتے۔ اگر یہ آیت قرآن کا حصہ نہیں تھی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لکھنے کا قصد کیوں فرمایا تھا؟

جواب: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے میرا یہ قصد تھا کہ میں منسوخ شدہ آیت رجم کو قرآن کے حاشیہ پر لکھ دیتا کہ یہ قرآن کا حصہ نہیں ہے، بلکہ اس کا حکم باقی ہے۔ (مسند امام احمد) بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قرآن کریم کے اپنے اپنے نسخہ کے حاشیہ پر اسی طرح تحریر بھی کیا تھا۔

ثبوت زنا میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ زنا دو طریقوں سے ثابت ہوتا ہے: (۱) چار آدمیوں کی عینی گواہی سے (۲) یا مجرم کے اقرار سے۔ سوال یہ ہے کہ مجرم کا اقرار کتنی بار ہونا چاہیے؟ اس مسئلہ میں دو مذاہب ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مجرم کے ایک مجلس میں چار بار اقرار کرنے سے زنا ثابت ہوگا۔ تاہم جب قرینہ پایا جائے تو ایک بار اقرار سے بھی زنا ثابت ہو جاتا ہے مثلاً زانی یا زانیہ میں سے ایک پر حد جاری کی تو دوسرا ایک بار بھی اقرار کرے گا تو زنا ثابت ہو جائے گا یا زانیہ حاملہ ایک دفعہ اقرار کر لے تو زنا ثابت ہو جائے گا۔ ایک دفعہ بھی اس نے اقرار نہ کیا تو محض حمل سے زنا ثابت نہیں ہوگا کہ اسے سزا دی جاسکے کیونکہ ممکن ہے اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا ہو جس سے حد جاری نہیں ہو سکتی۔

۲- حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم ایک مجلس میں کم از کم چار بار اقرار کرے گا تو زنا ثابت ہوگا ورنہ نہیں۔ تاہم کنواری عورت اگر حاملہ ہو تو اس کا حمل ہی ثبوت زنا کے لیے کافی ہے اور اس کے لیے ایک بار بھی اقرار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجْمِ عَلَى الشَّيْبِ

باب 8: رجم کا حکم شادی شدہ شخص کے لیے ہے

1353 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ سَمِعَهُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ

1353- اخرجہ البخاری (532/11) کتاب الايمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم حديث (6633'6634) (179/12) كتاب الحدود، باب: اذا رمى امرأته او امرأة غيره- حديث (6842'6843) ومسلم (182/6) كتاب الحدود، باب: من اعترف على نفسه بالزنى، حديث (1698-1697/25) واہو داؤد (558/2) كتاب الحدود، باب: المرأة التي امر النبي برجمها من جهينة، حديث (4445) والنسائي (241,240/8) كتاب آداب القضاة، باب: صون النساء عن مجلس الحكم وابن ماجه (852/2) كتاب الحدود، باب: حد الزنا، حديث (2549) ومالك (822/2) كتاب الحدود، باب: ما جاء في الرجم، حديث (6) والدارمي (177/2) كتاب الحدود، باب: الاعتراف بالزنا، واحد (115/4) والحميدي (355'354/2) رقم (811) عن الزهري، عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابي هريرة وزيد بن خالد به.

متن حدیث: أَنَّهُمْ كَانُوا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فَقَامَ إِلَيْهِ أَحَدُهُمَا وَقَالَ أَنْشُدْكَ اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهُ مِنْهُ أَجَلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَذَنْ لِي فَاتَكَلَّمَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَيَّ هَذَا فَزَنِي بِأَمْرَاتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلِيَّ ابْنِي الرَّجْمَ فَقَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ لَقَيْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَزَعَمُوا أَنَّ عَلِيَّ ابْنِي جَلَدَ مِائَةَ وَتَغْرَيْبَ عَامٍ وَأَنَّ مَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ الْمِائَةَ شَاةٍ وَالْخَادِمِ رَدًّا عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلَدَ مِائَةَ وَتَغْرَيْبَ عَامٍ وَأَعْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمَهَا فَعَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَارْجَمَهَا

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ بِمَعْنَاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَعَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَهَزَالٍ وَبُرَيْدَةَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ وَأَبِي بَرزَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَهَكَذَا رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَمَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْتَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث دیگر: وَرَوَوْا بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا فَإِنْ زَنَتْ فِي الرَّابِعَةِ فَيَعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ

وَرَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ وَشِبْلٍ قَالُوا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا رَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ ابْنِ خَالِدِ وَشِبْلٍ وَحَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَهَمَّ فِيهِ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَدْخَلَ حَدِيثًا فِي حَدِيثِ

وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ وَابْنِ أَحْيَى الزُّهْرِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ ابْنِ خَالِدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا

وَالزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ شِبْلِ بْنِ خَالِدِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ الْأَوْسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ

وَهَذَا الصَّحِيحُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَشِبْلُ ابْنِ خَالِدٍ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا رَوَى
شِبْلٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ الْأَوْسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا الصَّحِيحُ وَحَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرُ
مَحْفُوظٍ وَرَوَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ شِبْلُ بْنُ حَامِدٍ وَهُوَ خَطَا إِنَّمَا هُوَ شِبْلُ بْنُ خَالِدٍ وَيُقَالُ أَيْضًا شِبْلُ بْنُ خَلِيدٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت شبیل رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں: یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے دو آدمی آپس میں بحث کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دیتا ہوں جب آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں۔ دوسرا شخص بولا (راوی بیان کرتے ہیں) وہ زیادہ سمجھدار تھا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں لیکن آپ مجھے اجازت دیں تو میں کچھ کہوں۔ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا ہے۔ لوگوں نے مجھے یہ بتایا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا تو میں نے اس کے فدیے کے طور پر ایک سو بکریاں اور ایک خادم دے دیے ہیں پھر میری ملاقات کچھ اہل علم سے ہوئی تو انہوں نے یہ بات بیان کی کہ میرے بیٹے کو ایک سو کوڑوں اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا ہوگی جبکہ سنگسار اس شخص کی بیوی کو کیا جائے گا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں تم دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ ایک سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس مل جائیں گے۔ تمہارے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلا وطن کیا جائے گا۔ (پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا) اے انیس! تم کل اس شخص کی بیوی کے پاس جانا اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے سنگسار کر دینا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) اگلے دن وہ اس خاتون کے پاس گئے اس عورت نے اعتراف کیا تو انہوں نے اسے سنگسار کروا دیا۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ہزال، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن محقق رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور معمر اور دیگر راویوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

ان حضرات نے اس سند کے ہمراہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کیا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی کثیر زنا کا ارتکاب کرے تو اسے کوڑے لگواؤ پھر اگر وہ چوتھی مرتبہ بھی زنا کا ارتکاب کرے تو اسے فروخت کر دو! خواہ رسی کے عوض میں کرو۔

سفیان بن عیینہ نے زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، عبید اللہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت شبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔

ابن عیینہ نے یہ دونوں روایات اسی طرح ایک ساتھ روایت کی ہیں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت شبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابن عیینہ کی تس کردہ حدیث وہم ہے۔ اس کے بارے میں سفیان بن عیینہ نے وہم کیا ہے۔ انہوں نے ایک حدیث کو دوسری میں ملا دیا ہے۔

درست روایت وہ ہے جسے زبیدی اور یونس بن یزید نے جو زہری رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، عبید اللہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، بی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جب کوئی کنیز زنا کا ارتکاب کرے۔

زہری نے عبید اللہ کے حوالے سے شبل بن خالد کے حوالے سے عبد اللہ بن مالک اوسی کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے: ”جب کوئی کنیز گناہ کا ارتکاب کرے“۔

محدثین کے نزدیک یہ روایت مستند ہے۔

حضرت شبل بن خالد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا۔

حضرت شبل رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مالک اوسی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث نقل کی ہیں۔

یہ حدیث مستند ہے۔ ابن عیینہ سے منقول روایت محفوظ نہیں ہے۔

انہی کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے: شبل بن خالد نے یہ بات بیان کی ہے۔ یہ بات غلط ہے، کیونکہ ان کا نام شبل بن

خالد ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام شبل بن خلید ہے۔

1354 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَادَانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ حِطَّانِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: خُذُوا عَنِّي فَقَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الثَّيْبِ بِالثَّيْبِ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ الرَّجْمُ وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ

جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1354- اخرجہ مسلم (156/6، 161) کتاب الحدود؛ باب: حد الزنی حدیث (12-13/1690) واہو داؤد (549/2)

کتاب الحدود؛ باب: فی الرجم حدیث (4415-4416) واہن ماجہ (852/2) کتاب الحدود؛ باب: حد الزنا حدیث

(2550) والدارمی (181/2) کتاب الحدود؛ باب: فی تفسیر قول اللہ تعالیٰ (او يجعل اللہ لهن سبیل النساء 15) واحمد

(318'317'213/5) عن الحسن عن حطان بن عبد اللہ الرقاشی عن عبادة بن اصامت به.

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَىٰ هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَأَبِيُّ بَنُ كَعْبٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَغَيْرُهُمْ قَالُوا الثَّيْبُ يُجْلَدُ وَتُرْجَمُ وَإِلَىٰ هَذَا ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ إِسْحَقَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَغَيْرُهُمَا الثَّيْبُ إِنَّمَا عَلَيْهِ الرَّجْمُ وَلَا يُجْلَدُ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ هَذَا فِي غَيْرِ حَدِيثٍ فِي قِصَّةِ مَا عَزَّ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ أَمَرَ بِالرَّجْمِ وَلَمْ يَأْمُرْ أَنْ يُجْلَدَ قَبْلَ أَنْ يُرْجَمَ

وَالْعَمَلُ عَلَىٰ هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ

﴿﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھ سے (شرعی احکام) حاصل کرو اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے حکم جاری کر دیا ہے۔ شادی شدہ شخص کو شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرنے کے نتیجے میں ایک سو کوڑے مارے جائیں گے پھر سنگسار کیا جائے گا۔ کنوارے شخص کو کنواری لڑکی کے ساتھ زنا کرنے پر ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔ ان میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات شامل ہیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں: شادی شدہ شخص کو کوڑے بھی مارے جائیں گے اور سنگسار بھی کیا جائے گا۔

بعض اہل علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے۔ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: جن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں: شادی شدہ شخص کو صرف سنگسار کیا جائے گا۔ اسے کوڑے نہیں مارے جائیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بھی اسی کی مانند روایت کیا گیا ہے جو حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی قصے میں اور دوسری حدیث میں منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ آپ نے سنگسار کیے جانے سے پہلے کوڑے لگائے جانے کا حکم نہیں دیا تھا۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ رحمۃ اللہ علیہ، ابْنُ مِبْرَارٍ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

شادی شدہ زانی یا زانیہ کی سزا رجم ہے

جب چار بیٹی گواہ گواہی پیش کر دیں یا مجرم ایک مجلس میں چار بار اقرار کرے یا حاملہ عورت ایک بار اقرار کرے، تو زنا ثابت ہو

جاتا ہے۔ اب اقرار کرنے والا شادی شدہ مرد یا عورت ہو تو اسے رجم کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ اگر وہ غیر شادی شدہ ہو تو اسے ایک سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ رجم اور سو کوڑوں کو جمع کر کے دونوں سزائیں نہیں دی جائیں گی بلکہ اپنے اپنے موقع پر ایک سزا دی جائے گی۔ تاہم قاضی یا امیر وقت کوڑوں کے ساتھ جلاء وطن کرنے کی سزا بھی تجویز کرتا ہے تو وہ تعزیر یا سیاستا ہوگی۔

باب تَرْبِصِ الرَّجْمِ بِالْحُبْلَى حَتَّى تَضَعَ

باب 9: حاملہ ملزمہ کو بچے کی پیدائش تک رجم نہ کرنا

1355 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ

أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متن حدیث: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اعْتَرَفَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزَّانَا فَقَالَتْ إِنِّي حُبْلَى فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا فَقَالَ أَحْسِنُ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا فَأَخْبِرْنِي ففَعَلَ فَأَمَرَ بِهَا فَشَدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَجْمِهَا فَرَجِمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجِمْتَهَا ثُمَّ تُصَلِّي عَلَيْهَا فَقَالَ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جہینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں زنا کا اعتراف کیا۔ اس نے عرض کی: میں حاملہ ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پرست کو بلوایا اور فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو جب یہ بچے کو جنم دے تو مجھے بتانا اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اس عورت کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیے گئے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے اسے سنگسار کروایا ہے پھر اس کی نماز جنازہ ادا کرنے لگے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے: اگر وہ مدینہ کے رہنے والے ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کی جائے تو ان کے لیے کافی ہو۔ تمہیں اس سے زیادہ فضیلت والی کوئی اور چیز ملتی ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دی۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1355- اخرجہ مسلم (180/6) کتاب الحدود، باب: من اعترف على نفسه بالزنى، حدیث (1696/24) و ابو داؤد

(556/2) کتاب الحدود، باب: المرأة التي امر النبي برجمها من جهينة، حدیث (4440، 4441) والنسائی (63/4) کتاب

الجنائز، باب: الصلوة على المرجوم، وابن ماجه (853/2) کتاب الحدود، باب: الرجم حدیث (2555) والدارمی (2/2)

کتاب الحدود، باب: الحامل اذا اعترفت بالزنا واحمد (439/4-437-440)

شرح

حاملہ عورت کو وضع حمل کے بعد رجم کی سزا دینا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ زنا سے حاملہ عورت کو دوران حمل سنگسار نہیں کیا جائے گا بلکہ وضع حمل کے بعد رجم کیا جائے گا۔ قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون جو زنا سے حاملہ تھی توبہ کی نیت سے حکم الہی کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتی ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف بھی کرتی ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حد جاری نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں کہ اب تم واپس چلی جاؤ۔ وضع حمل کے بعد جب بچہ دودھ پینے سے مستغنی ہو جائے گا تو پھر میرے پاس آنا۔ اس خاتون کا وضع حمل ہو جاتا ہے اور بچہ بھی دودھ پینے سے مستغنی ہو جاتا ہے تو وہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کرتی ہے اور اپنے جرم کا اقرار بھی کرتی ہے۔ آپ کی طرف سے اسے رجم کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پھر اس خاتون کی نماز جنازہ بھی آپ پڑھاتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صورتحال سے متاثر ہو کر عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! آپ نے اس خاتون کو رجم کرنے کا حکم دیا پھر اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں کہ اے عمر! اس خاتون نے ایسی توبہ کی ہے کہ جو ستر آدمیوں کی مغفرت کے لیے کافی ہو سکتی ہے۔ ثابت ہوا کہ زانیہ حاملہ عورت کو دوران حمل رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ وضع حمل کے بعد رجم کیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوران حمل رجم کرنے کی صورت میں پیٹ کا بچہ بھی ہلاک ہو جائے گا جو معصوم اور بے گناہ ہے۔ اس طرح اسلام کا ہر اصول مسلمانوں کے لیے سراپا رحمت اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَجْمِ أَهْلِ الْكِتَابِ

باب 10: اہل کتاب کو سنگسار کرنا

1356 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ يَهُودِيًّا وَيَهُودِيَّةً

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو سنگسار کر دیا تھا۔

1356- اخرجہ البخاری (729/6) کتاب الناقب: باب قول الله تعالى (يعرفونه كما يعرفون أبناءهم - البقره 146) حدیث (3635) و (172/12) کتاب الحدود: باب: احکام اهل الذمة واحصانهم حدیث (6841) و مسلم (192/6) کتاب الحدود باب: رجم اليهود اهل الذمة في الزنى حدیث (1699/27) و ابو داؤد (558/2) کتاب الحدود: باب: رجم اليهودی واليهودية حدیث (2556) و مالک (819/2) کتاب الحدود: باب: ما جاء في الرجم حدیث (1) والدارمی (178/2) کتاب الحدود: باب: في الحكم بين اهل الكتب اذا تحاكموا الى حكام المسلمين والحمیدی (306/2) رقم (696) واحد (5/2) 126'76'61'17'7 عن نافع عبد الله بن عمر به:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1357 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ يَهُودِيًّا وَيَهُودِيَّةً

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَالْبَرَاءِ وَجَابِرِ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ

وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا اخْتَصَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ وَتَرَفَعُوا إِلَى حُكَّامِ

الْمُسْلِمِينَ حَكَمُوا بَيْنَهُمْ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَبِأَحْكَامِ الْمُسْلِمِينَ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُقَامُ عَلَيْهِمُ الْحَدُّ فِي الزِّنَا

قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ

◀◀ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی شخص اور ایک یہودی عورت کو سنگسار کروا

دیا تھا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن

حارث بن جزء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول

ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب اہل کتاب کا آپس میں اختلاف ہو اور وہ اپنا مقدمہ

مسلمان حکمرانوں کے سامنے پیش کریں تو مسلمان حکمران ان کے درمیان کتاب و سنت اور مسلمانوں کے احکام کے مطابق فیصلہ

کریں گے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں: زنا کے بارے میں ان پر حد جاری نہیں کی جاسکتی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں): پہلے رائے درست ہے۔

1357- اخرجہ ابن ماجہ (854/2) کتاب الحدود، باب: رجم الیہودی والیہودتہ، حدیث (2557) واحد 91/5 104

قالوا: حدثنا شريك عن سناك بن حرب عن جابر بن سمره به.

شرح

محسن کو رجم کرنے میں اسلام شرط ہونے میں مذاہب آئمہ

جب شادی شدہ مرد یا عورت عاقل بالغ مسلمان اور آزاد زنا کا ارتکاب کرے تو اسے رجم کیا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ محض مرد یا عورت کو رجم کرنے کے لیے ”اسلام“ شرط ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ محسن کو رجم کرنے کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے۔ غیر مسلموں کو رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے اصولوں کے مطابق انہیں سزا دی جائے گی جو ایک سو کوڑے ہیں۔ آپ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے محسن کو رجم کرنے کے لیے اسلام شرط قرار دیا ہے۔

۲- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک محسن کے رجم کے لیے اسلام شرط نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کا ارتکاب کرنے پر یہودی اور یہودیہ کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) یہودی مرد اور یہودی عورت دونوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہودی قانون کے مطابق سزا بھگتتے کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ چنانچہ انہیں اسلام کے قانون کے مطابق رجم نہیں کیا گیا تھا بلکہ ان کے اپنے قانون کے مطابق رجم کیا گیا تھا۔ (۲) یہ واقعہ اس دور سے متعلق ہے جب محسن کو رجم کرنے کے لیے اسلام شرط نہیں تھا جبکہ یہ شرط بعد میں عائد کی گئی تھی۔ اب محسن کے رجم کے لیے اسلام شرط ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفْيِ

باب 11: جلا وطنی کا حکم

1358 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَيَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَأَنَّ عُمَرَ

ضَرَبَ وَغَرَّبَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَعَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ فَرَفَعُوهُ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ هَذَا

الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَأَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ

أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَهَكَذَا رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ رِوَايَةِ ابْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ نَحْوَ هَذَا

وَهَكَذَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَأَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفْيُ رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَعَبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَغَيْرُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيُّ وَأَبِي بَنْ كَعْبٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَغَيْرُهُمْ وَكَذَلِكَ رَوَى عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (کوڑے) بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (کوڑے) بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (کوڑے) بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔

کئی راویوں نے اسے عبد اللہ بن ادریس کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ بعض محدثین نے اس روایت کو عبد اللہ بن ادریس کے حوالے سے عبید اللہ کے حوالے سے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوڑے بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔ حضرت عمر نے کوڑے بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عبید اللہ بن عمر سے اسی کی مانند نقل کی گئی ہے۔ محمد بن اسحاق نے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوڑے بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑے بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔

ان محدثین نے اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) تاہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جلاوطنی کی سزا دینا مستند طور پر ثابت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور دیگر

حضرات شامل ہیں۔

تابعین فقہا سے بھی اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

کوڑوں کی سزا کے ساتھ جلا وطن کرنا سزا کا حصہ ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ

غیر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کا ارتکاب کرے تو اسے سو کوڑوں کی سزا کے ساتھ جلا وطن کرنا سزا کا حصہ ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کنوارے کو سو کوڑوں کی سزا کے ساتھ جلا وطن کرنا اصل سزا کا حصہ ہے۔ پھر ان کا معمولی سا اختلاف بھی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کو جلا وطن کرنے کی سزا نہیں دی جائے گی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کو بھی جل وطن کرنے کی سزا دی جاسکتی ہے اور اس صورت میں ولی بھی اس کی نگرانی کے لیے ساتھ جائے گا، کیونکہ عورت اکیلی سفر نہیں کر سکتی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جلا وطن کرنا کنوارے کی سزا کا حصہ نہیں ہے۔ تاہم جلا وطنی تعزیر ہے یا سیاسی امور سے متعلق معاملہ ہے۔ زنا کاری کا دروازہ عشق و محبت کا جنون ہے جب عاشق و معشوق جلا وطن ہونے کے باعث ایک سال جدار ہیں گے تو قدرتی طور پر ان کے عشق و محبت کا جنون بھی اپنی موت آپ مر جائے گا۔

آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں بھی کوڑوں کے ساتھ جلا وطن کی سزا، تعزیر سیاست سلطنت سے متعلق ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد ہمایوں میں ایک شخص کو سو کوڑوں کی سزا کے ساتھ جلا وطن کرنے کی بھی سزا دی تھی۔ اس شخص نے عیسائیت اختیار کر لی اور مرتد ہو کر روم چلا گیا۔ جب اس کے بارے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: آئندہ میں کسی کو جلا وطن کرنے کی ہرگز سزا نہیں دوں گا۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْحُدُودَ كَفَّارَةٌ لِأَهْلِهَا

باب 12: حدود (سزائے والوں) کے لیے کفارہ ہوتی ہیں

1359 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عِبَادَةَ

بْنِ الصَّامِتِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ تَبَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ

شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا قَرَأَ عَلَيْهِمُ الْآيَةَ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسْتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفَى الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَخَزِيمَةَ بْنِ ثَابِتٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَمْ أَسْمَعْ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ الْحُدُودَ تَكُونُ كَفَّارَةً لِأَهْلِهَا شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحَبُّ لِمَنْ أَصَابَ ذَنْبًا فَسْتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَرَهُ عَلَى نَفْسِهِ وَيَتُوبَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ

آثار صحابہ: وَكَذَلِكَ رُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ أَنَّهُمَا أَمَرَا رَجُلًا أَنْ يَسْتَرَهُ عَلَى نَفْسِهِ

﴿﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میرے ہاتھ پر اس بات پر بیعت کرو کہ تم کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے۔ (راوی کہتے ہیں: پھر آپ نے لوگوں کے سامنے ایک آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا:

تو تم میں سے جو شخص اس کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور جو کسی غلطی کا ارتکاب کر لے اور اس پر اسے سزا مل جائے، تو وہ اس کے لیے کفارہ ہوگی اور جو ان میں سے کسی جرم کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے، تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا اور اگر وہ چاہے، تو (آخرت میں) اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے، تو اس کی مغفرت کر دے گا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جریر بن عبد اللہ، حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس موضوع پر اس سے زیادہ بہتر حدیث میں نے اور کوئی نہیں سنی ہے کہ حد جرم کرنے والوں کے لیے کفارہ ہوتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پسند ہے: جو شخص کسی جرم کا ارتکاب کرے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے، تو وہ شخص خود بھی انہیں پردہ پوشی کرے اور اپنے پروردگار کے درمیان معاملہ رکھتے ہوئے توبہ کر لے۔

اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ بات روایت کی گئی ہے: انہوں نے ایک شخص کو یہ ہدایت کی تھی کہ

اپنی ذات کے حوالے سے پردہ پوشی سے کام لے۔

1359- اخرجہ البخاری (81/1) کتاب الایمان: باب- حدیث (18) ومسلم (213/6) کتاب الحدود (1709) والنسائی

(141/7) کتاب البیعة، باب: البیعة علی الجهاد و (161/7) کتاب البیعة، باب: من وفی بما بایع علیہ و (108/8) کتاب

الایمان و شرائعه، باب: البیعة علی الاسلام، والدارمی (220/2) کتاب السیر، باب: فی بیعة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

والحمیدی (191/1) حدیث (387) واحمد (320'314/5) عن الزہری عن ابی ادریس الخولانی، عن عبادۃ بن الصامت بہ.

شرح

حدود کے کفارہ سیئات یا زواجر ہونے میں مذاہب آئمہ:

حدود کفارہ سیئات ہیں یا زواجر ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے حدود کفارہ سیئات نہیں ہیں بلکہ زواجر کی حیثیت رکھتی ہیں یعنی حدود کا مقصد زجر و توبیح اور معصیات کے ارتکاب سے بچانا ہے۔ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ ضروری ہے خواہ قولی ہو یا فعلی ہو۔ قولی تو واضح ہے کہ زبان سے گناہ کا اقرار کر کے حالت ندامت میں معافی کا طلبگار ہونا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا وعدہ کرنا ہے۔ فعلی توبہ سے مراد ہے کہ آدمی مکمل طور پر گناہوں کو ترک کر دے۔ حدود کے نفاذ سے فعلی توبہ حاصل ہو جاتی ہے جس وجہ سے اسے کفارہ سیئات کہا جاتا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدود کفارہ سیئات ہیں یعنی حدود کے نفاذ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الْإِمَاءِ

باب 13: کنیروں پر حد جاری کرنا

1360 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا زَنَتْ أُمَّةٌ أَحَدَكُمْ فَلْيَجْلِدْهَا ثَلَاثًا بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ عَادَتْ فَلْيَبْعُهَا وَلَوْ بِحَبْلِ مِنْ شَعْرِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ الْأَوْسِيِّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وغيرهم رأوا أن يُقِيمَ الرَّجُلُ الْحَدَّ عَلَى مَمْلُوكِهِ دُونَ السُّلْطَانِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ قَالَ بَعْضُهُمْ يُرْفَعُ إِلَى السُّلْطَانِ وَلَا يُقِيمُ الْحَدَّ هُوَ بِنَفْسِهِ

قول امام ترمذی: وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کی کنیز زنا کا ارتکاب

1360- انفرادی بہ الترمذی، ينظر تحفة الاشراف (375/9) حدیث (12497) واخرجه النسائي في السنن الكبرى (299/4)

رقم (5/7243)

کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم کے مطابق تین مرتبہ اسے کوڑے لگوائے اگر وہ پھر (یعنی چوتھی مرتبہ) ایسا کرے تو اسے فروخت کر دے خواہ بالوں کی ایک رسی کے عوض میں کرے۔

اس بارے میں حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ شبل کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن مالک اوسی رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ یہی روایت ان کے حوالے سے ایک اور سند کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طباقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک آدمی اپنے (غلام یا کنیر) پر حد قائم کر سکتا ہے اس کے لیے حاکم کی ضرورت نہیں ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: معاملہ حاکم کے سپرد کرے گا اور آدمی بذات خود حد قائم نہیں کرے گا۔ (امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پہلی رائے درست ہے۔

1361 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قَدَامَةَ عَنِ

السُّدِّيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَطَبَ عَلِيٌّ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَيَّ أَرِقَانِكُمْ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ وَإِنَّ أُمَّةَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَنْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا فَاتَيْتُهَا فَإِذَا هِيَ حَدِيثُهُ عَهْدِ بِنَفَاسٍ فَخَشِيتُ أَنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتَلَهَا أَوْ قَالَ تَمُوتُ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَحْسَنْتَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَالسُّدِّيُّ اسْمُهُ اسْمَعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَهُوَ مِنَ التَّابِعِينَ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَرَأَى حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! اپنے غلاموں اور کنیروں پر بھی حدود قائم کرو ان میں سے جو شادی شدہ ہوں اور جو شادی شدہ نہ ہوں بے شک نبی اکرم ﷺ کی ایک کنیر نے زنا کا ارتکاب کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی تھی کہ میں اسے کوڑے لگواؤں میں اس کے پاس آیا تو ابھی اس کے نفاس کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اسے کوڑے لگائے تو میں اسے قتل کر دوں گا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) وہ مر جائے گی میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم نے ٹھیک کیا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1361- اخرجہ مسلم (198/6) کتاب الحدود باب: تاخير الحد عن النفساء حدیث (1705/34) واحد (156/1) عن

اسماعيل السدي عن سعد بن عبيدة عن ابي عبد الرحمن السلي قال خطب علي به.

سدی کا نام اسماعیل بن عبدالرحمن ہے۔ یہ تابعین میں سے ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے اور حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی زیارت کی ہے۔

1362 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ زَيْدِ الْعَمِيِّ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ

مِثْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ الْحَدَّ بِنَعْلَيْهِ أَرْبَعِينَ قَالَ مِسْعَرٌ أَظْنَهُ فِي

الْخَمْرِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَالسَّائِبِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعُقْبَةَ

بْنِ الْبَحَارِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَأَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حد میں چالیس جوتے مارنے کی حد مقرر کی ہے۔

مسعر نامی راوی بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے یہ حکم شراب پینے والے کے لیے ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن ازہر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سائب رضی اللہ عنہ، حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

ابوصدیق ناجی نامی راوی کا نام بکر بن عمرو ہے۔ اور ایک قول کے مطابق بکر بن قیس ہے۔

1363 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ

يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِثْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ أَتَى بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَضْرَبَهُ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوِ الْأَرْبَعِينَ وَفَعَلَهُ أَبُو بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ

عُمُرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ كَأَخْفِ الْهُدُودِ ثَمَانِينَ فَأَمَرَ بِهِ عُمَرُ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ

1362- اخرجہ احمد (98/32/3) عن مسعر عن زيد العنبي عن ابي الصديق الناجي عن ابي سعيد الخدري به.

1363- اخرجہ البخاری (64/12) کتاب الحدود باب: ما جاء في ضرب شارب الخمر حدیث (6773) و (67/12) کتاب

الحدود باب: الضرب بالجريد والنعال حدیث (6776) ومسلم (204/200/6) کتاب الحدود: باب حد الخمر حدیث

(1706) و ابو داؤد (569/2) کتاب الحدود باب في الحد في الخمر حدیث (4479) و ابن ماجه (858/2) کتاب الحدود

باب: حد السكران حدیث (2570) و احمد (272/176/115/3) عن شعبة عن قتادة عن انس به.

حَدَّ السَّكَرَانَ ثَمَانُونَ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا، جس نے شراب پی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چھڑیوں کے ذریعے اسے چالیس چھڑیاں لگوائیں۔

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا (یعنی چالیس چھڑیوں کی سزا دی)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے لوگوں سے اس بارے میں مشورہ کیا، تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے حدود میں سب سے کم تر حد کی طرح سزا ہونا چاہیے جو اسی کوڑے ہیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: (نشہ کرنے والے شخص کی سزا) 80 کوڑے ہیں۔

شرح

غلاموں اور لونڈیوں پر حد جاری کرنے کا حق آقا کو حاصل میں مذاہب آئمہ:

اس مسئلہ پر تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ شادی شدہ غلاموں اور کنیزوں کی سزا پچاس کوڑے ہے، اس کی تصریح بایں الفاظ کی گئی ہے: **فَإِذَا أَحْصِنَ فَإِنَّ آتِينَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ط (النساء: ۲۵)** پس جب وہ قید میں آجائیں پھر برائی کا ارتکاب کر لیں تو ان پر آزاد کی آدھی سزا ہے۔“ سوال یہ ہے کہ حد جاری کرنے کا حق حاکم وقت کو حاصل ہے یا آقا کو بھی؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ یہ حق صرف حاکم کو حاصل ہے اور آقا کو حاصل نہیں ہے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت باب سے استدلال کیا ہے کہ جس میں تصریح ہے کہ تم لوگ اپنے غلاموں اور باندیوں پر حد جاری کراؤ اور ان کے گناہ مخفی نہ رکھو کیونکہ آقا اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کے غلام یا کنیز میں کوئی عیب موجود ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تم ایسا کام نہ کرو بلکہ قاضی کو باخبر کرو تا کہ شرعی شہادت قائم ہو جائے پر وہ حد نافذ کرے اور تم ان پر حد نافذ کراؤ تا کہ آئندہ وہ ایسی شنیع حرکت کا ارتکاب نہ کریں۔

۲- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حاکم وقت کے علاوہ حد نافذ کرنے کا اختیار حق آقا کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کو اطلاع دے کر اس کے ذریعے تم حد نافذ کراؤ تا کہ آئندہ وہ ایسی حرکت کا ارتکاب کرنے سے باز آجائیں۔

فائدہ نافعہ: جب مجرم اتنا کمزور و نحیف ہو کہ کوڑے لگانے سے اس کی موت واقع ہو سکتی ہو، تو اس کی سزا میں تاخیر کی گی۔ جو نبی اس کی طاقت بحال ہو جائے اور سزا کے سبب موت واقع ہونے کا اندیشہ ختم ہو جائے تو اسے سزا دی جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ وَمَنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ

باب 14: جو شخص شراب پیئے اسے کوڑے لگاؤ

اور جو شخص (سزا ملنے کے باوجود) چوتھی مرتبہ ایسا کرے تو اسے قتل کر دو

1364 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ

مُعَاوِيَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالشَّرِيدِ وَشُرْحَبِيلِ بْنِ أَوْسٍ وَجَرِيرِ وَأَبِي الرَّمِدِ الْبَلَوِيِّ

وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ مُعَاوِيَةَ هَكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ أَيْضًا عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ وَمَعْمَرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قول امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا

فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَ هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حدیث دیگر: إِنْ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ قَالَ ثُمَّ اتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الرَّابِعَةِ فَضْرَبَهُ وَلَمْ يَقْتُلْهُ وَكَذَلِكَ رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ

ذُوَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا قَالَ فَرَفَعَ الْقَتْلُ وَكَانَتْ رُخْصَةً

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا فِي ذَلِكَ فِي

الْقَدِيمِ وَالْحَدِيثِ

وَمِمَّا يَقْوَى هَذَا مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوْجِهٍ كَثِيرَةٍ

حدیث دیگر: أَنَّهُ قَالَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِأَحَدِي ثَلَاثِ

النَّفْسِ بِالنَّفْسِ وَالشَّيْبِ الزَّانِي وَالتَّارِكِ لِدِينِهِ

1364- اخرجہ ابوداؤد (570/2) کتاب الحدود، باب: اذا تناهت في شرب الخمر، حدیث (4482) وابن ماجه (859/2)

کتاب الحدود، باب: ما شرب الخمر مرزرا، حدیث (2573) واحمد (100'96'95/4) عن عاصم به بهدلة. عن ذکوان عن معاوية به.

﴿﴾ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ اور اگر (بار بار سزا ملنے کے باوجود) چوتھی مرتبہ وہ ایسا کرے تو اسے قتل کر دو۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت شریذ رضی اللہ عنہ، حضرت شریحیل بن اوس رضی اللہ عنہ، حضرت جریر رضی اللہ عنہ، حضرت ابورمد بلوی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ثوری نے بھی عاصم کے حوالے سے ابوصالح کے حوالے سے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

ابن جریج اور معمر نے سہیل بن ابوصالح کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کردہ ابوصالح کی روایت اس بارے میں اس حدیث سے زیادہ مستند ہے جسے ابوصالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں) یہ حکم پہلے تھا پھر اسے منسوخ کر دیا گیا۔

محمد بن اسحاق نے محمد بن منکدر کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ اگر (ہر مرتبہ سزا ملنے کے باوجود) چوتھی مرتبہ ایسا کرے تو اسے قتل کر دو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس کے بعد ایک شخص کو لایا گیا جس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تھی تو آپ نے اس کی پٹائی کروائی اسے قتل نہیں کروایا۔

زہری رحمہ اللہ نے حضرت قبیصہ بن ذویب کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گویا قتل کا حکم اٹھالیا گیا ہے اور یہ بات رخصت ہے۔

عام اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے پرانے اور (نئے زمانے کے) اہل علم کے درمیان اس بارے میں ہمارے علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں۔

اس بات کو جو چیز تقویت دیتی ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے کئی حوالے سے منقول ہے: آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اس کا خون بہانا، تین میں سے کسی ایک وجہ سے جائز ہے جان کے بدلے میں جان شادی شدہ زانی یا اپنے دین (اسلام) کو ترک کرنے

والا۔

شرح

شرابی کی سزا اسی (۸۰) کوڑے

دو در رسالت اور دو صد لقی میں شرابی کو چالیس کوڑوں کی سزا دی جاتی تھی۔ کوڑوں کی کیفیت دو چھڑیاں یا دو چپل تھے جو ایک بار دونوں ہاتھوں کے ساتھ میانی قوت سے مارے جاتے تھے۔ دور فاروقی میں جب نئے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو شراب نوشی کی طرف عوام کا رجحان قدرے زیادہ ہو گیا۔ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب نوشی کا سدباب کرنے کے لیے سزا میں شدت اختیار کرنے کا سوچا اور اس سلسلے میں صحابہ کرام سے مشاورت کی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رائے پیش کی کہ قرآن کریم میں جو ہلکی سزا تجویز کی گئی ہے وہ اسی کوڑے ہے چونکہ شراب نوشی کی سزا قرآن میں منصوص نہیں ہے لہذا یہی سزا شرابی کے لیے متعین کی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس سے ملتی جلتی رائے پیش کی تھی۔ تمام صحابہ کرام نے متفقہ طور پر شرابی کی سزا اسی کوڑے مقرر کی۔ دور فاروقی سے لے کر تا حال شرابی کی شرعی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے قدرے مختلف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ شرابی کی اصل سزا تو چالیس کوڑے ہے لیکن قاضی اپنی صوابدید کے مطابق مزید چالیس کوڑوں کی سزا تجویز کر سکتا ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک شرابی کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہے۔ لہذا اس میں تخفیف کی گنجائش نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ

حدیث باب میں جو فرمایا گیا ہے کہ شرابی کو تین بار کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور چوتھی بار شراب نوشی کرنے پر اسے قتل کیا جائے گا۔ تمام آئمہ کے نزدیک یہ حدیث غیر معمول بہ ہے۔ جامع ترمذی میں صرف یہی ایک حدیث ہے جس پر کسی امام کا عمل نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر چوتھی بار بھی کوئی شراب نوشی کرتا ہے تو اسے قتل کی نہیں بلکہ کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ اس کی تائید حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ ایک شخص جس نے چوتھی بار شراب نوشی کی تھی، کو پکڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اس کی پٹائی کروائی تھی۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۴۲۸۵) علاوہ ازیں ایک مشہور حدیث مزید پیش کی جاسکتی ہے کہ شرعی طور پر تین مسلمانوں کو قتل کرنا جائز ہے: (۱) قاتل کو مقتول کے قصاص میں (۲) شادی شدہ شخص جو زنا کا مرتکب ہو (۳) مرد کو۔ ان تینوں میں شراب خور شامل نہیں ہے۔ اگر اس کو قتل کرنا بھی جائز ہوتا تو حدیث میں تین کی بجائے چار شخصوں کا ذکر ہوتا جبکہ ایسا نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمِّ تَقَطُّعِ يَدِ السَّارِقِ

باب 15: کتنی قیمت والی چیز کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے

1365 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرْتُهُ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْتَعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَمْرَةَ
عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوفًا

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ مہنگی چیز کی چوری پر ہاتھ کٹوا دیتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دوسری سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کی گئی ہے۔
بعض دیگر راویوں نے اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

1366 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: قَطَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنِّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَيْمَنَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ

أَبُو بَكْرِ الصِّدِّيقِ قَطَعَ فِي خَمْسَةِ دَرَاهِمَ وَرَوَى عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ أَنَّهُمَا قَطَعَا فِي رُبْعِ دِينَارٍ وَرَوَى عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُمَا قَالَا تَقَطَّعُ الْيَدُ فِي خَمْسَةِ دَرَاهِمَ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ فَقَهَاءِ التَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ

1365- اخرجہ البخاری (99/12) کتاب الحدود؛ باب: قول الله تعالى (والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما؛ البائدة: 38)

وفي كم تقطع؟- حديث (6789) ومسلم (140/6) كتاب الحدود؛ باب: ما يقطع فيه السارق؛ حديث (4384-4383)

والنسائي (79-78/8) كتاب القسامة؛ باب: ذكر الاختلاف على الزهري؛ وابن ماجه (862/2) كتاب الحدود؛ باب: حد

السارق؛ حديث (2585) والدارمي (172/2) كتاب الحدود؛ باب: ما يقطع فيه اليدر والحميدي (2585) والدارمي

(172/2) كتاب الحدود؛ باب: ما يقطع فيه اليد والحميدي (134/1) حديث (279) واحمد (252'249'163'80'36/6)

عن عمرة عن عائشة به.

1366- اخرجہ البخاری (99/12) كتاب الحدود؛ باب: قوله الله تعالى (والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما)- حديث

(6795'6796'6797'6798) ومسلم (151/6) كتاب الحدود؛ باب: حد السرقة ونصابها؛ حديث (1686/6) وابو داؤد

(541/2) كتاب الحدود؛ باب: ما يقطع فيه السارق؛ حديث (4385) والنسائي (76/8) كتاب القسامة؛ باب: القدر الذي اذا

سرقه السارق قطعت يده وابن ماجه (862/2) كتاب الحدود؛ باب: حد السارق؛ حديث (2584) ومالك (831/2) كتاب

الحدود؛ باب: ما يحى فيه القطع حديث (21) والدارمي (173/2) كتاب الحدود؛ باب: ما يقطع فيه اليد؛ واحمد

(80'64'54'6/2) عن نافع عن ابن عمر به.

وَأَسْحَقَ رَأَوْا الْقَطْعَ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ لَا قَطْعَ إِلَّا فِي دِينَارٍ أَوْ عَشْرَةَ دَرَاهِمٍ وَهُوَ حَدِيثٌ مُرْسَلٌ رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَالْقَاسِمُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ قَالُوا لَا قَطْعَ فِي أَقَلِّ مِنْ عَشْرَةَ دَرَاهِمٍ

آثارِ صحابہ: وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لَا قَطْعَ فِي أَقَلِّ مِنْ عَشْرَةَ دَرَاهِمٍ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کٹو ادیا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ایمن رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے پانچ درہم کی چوری پر ہاتھ کٹو ادیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان حضرات نے ایک چوتھائی دینار کی (قیمت والی چیز چوری ہونے پر) ہاتھ کٹو ادیا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید کے حوالے سے یہ بات روایت کی گئی ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں: پانچ درہم (قیمت کی چیز کی چوری پر) ہاتھ کٹو ادیا جائے گا۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض فقہاء کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمتی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹا جائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت کی گئی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ایک دینار یا دس درہم (کی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس کے علاوہ نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”مرسل“ ہے۔

اسے قاسم بن عبد الرحمن نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قاسم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ اسی بات کے قائل ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: دس درہم سے کم قیمت والی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں

کاٹا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں: دس درہم سے کم (قیمتی چیز کی چوری) پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اس کی سند ”متصل“ نہیں ہے۔

شرح

نصاب سرقہ میں مذاہبِ آئمہ

کتنی قیمت کی چیز کوئی شخص چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے نصاب سرقہ ایک دینار یا دس درہم ہیں۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے: لا قطع الا فی عشرة دراهم (مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۲۳۳) دس درہم میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ آپ نے روایت کمزور و ضعیف ہونے کے باوجود دو وجوہات کی بنا پر اختیار کی ہے: (۱) تین درہم اور چوتھائی دینار والی دونوں روایات دس درہم والی روایت کے ضمن میں خود بخود آجاتی ہیں۔ (۲) نفاذ حدود میں احتیاط کا پہلا اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ حد ہٹانے والی صورت کو اختیار کیا جائے۔ اس فکر کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً فرمایا ہے: جب تک ممکن ہو تم مسلمانوں سے حد کو ہٹاؤ یہی بہتر ہے۔

۲- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نصاب سرقہ تین درہم یا چوتھائی دینار ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل نقل و عقل کے اعتبار سے زیادہ قوی ہیں۔ اس لیے آپ کے موقف کو فوقیت حاصل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيْقِ يَدِ السَّارِقِ

باب 16: چور کے ہاتھ کو لٹکا دینا

1367 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَلَّمِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: سَأَلْتُ فَضَالََةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيْقِ الْيَدِ فِي عُنُقِ السَّارِقِ أَمِنَ السُّنَّةُ هُوَ قَالَ أُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ

1367- اخرجہ ابو داؤد (548/2) کتاب الحدود، باب: فی تعلیق ید السارق فی عتقہ حدیث (4411) والنسائی (92/8) کتاب القسامۃ، باب: تعلیق ید السارق فی عتقہ وابن ماجہ (863/2) کتاب الحدود، باب: تعلیق الید فی العنق، حدیث (2527) واحد (19/6) عن ابی بکر عمر بن علی البقدامی، عن حجاج بن ارطاة، عن مکحول، عن عبد الرحمن بن محیریز عن فضالة بن عبیده به۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقَطَعَتْ يَدَهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعَلَّقَتْ فِي عُنُقِهِ
 حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ
 الْمُقَدَّمِيِّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَيْرِيزٍ هُوَ أَخُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ شَامِيٌّ

◄◄ عبد الرحمن بن محیریز بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت فضالہ بن عبید سے چور کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کے بارے میں دریافت کیا: کیا یہ سنت ہے تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے اور ہم اسے صرف عمر بن علی مقدمی کی حجاج بن ارطاة کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

عبد الرحمن نامی راوی عبد اللہ شامی کے بھائی ہیں۔

شرح

چور کا کٹا ہوا ہاتھ گلے میں لٹکانے کی وجہ

حدیث یاب کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ چور کا کٹا ہوا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکانا جائز ہے۔ اس کا بنیادی مقصد ہے کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور چوری کرنے، ڈرکازنی اور ناجائز طریقہ سے دوسروں کے اموال پر قبضہ کرنے سے باز آجائیں۔ چور کا کٹا ہوا ہاتھ گلے میں لٹکانے سے یہ مقصد کمال طریقہ سے پورا ہو سکتا ہے۔

کٹے ہوئے ہاتھ کو دوبارہ جڑوانے کا مسئلہ

کسی شخص کا کوئی جسمانی عضو قصاصاً کاٹا گیا ہو تو اسے دوبارہ جڑوانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ قصاصاً کٹا ہوا جسمانی عضو دوبارہ جڑوانا جائز ہے۔ اس کا کٹنا بطور قصاص تھا اور جڑوانا بطور علاج ہے اور علاج کروانے پر کوئی شرعی پابندی نہیں ہے۔ خواہ سائنسی ترقی نے بہت سے ناممکن امور اور امراض کے علاج ممکن بنا دیے ہیں لیکن کٹنا ہوا ہاتھ پاؤں دوبارہ جڑوانا تقریباً ناممکن ہے۔ اگر اسے جڑوایا بھی جائے تو وہ برائے نام ہوتا ہے لیکن اس میں جان نہیں آتی اور اس پر اخراجات بھی بہت آتے ہیں۔ تاہم اگر مصنوعی عضو لگوایا جائے تو اس پر اخراجات کم آتے ہیں اور جڑوانے ہوئے عضو کی نسبت زیادہ مضبوط بھی ہوتا ہے۔

چور پر حد جاری کرنے کے بعد اس کی اس حوالے سے نگرانی کرنا کہ وہ دوبارہ اسے جڑوانے نہ پائے، یہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ تاہم اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) قصاص پر حد کو قیاس کرتے ہوئے اس کے جواز کی اجازت دی جائے کہ جب ایک دفعہ سزا نافذ ہو چکی ہے تو بعد میں بطور علاج چور سے جڑوا سکتا ہے۔ (۲) حد کا مقصد لوگوں کو عبرت دلانا ہے جب اسے جڑوایا

جائے تو عبرت تو نہ بنا بلکہ بچوں کا کھیل بن گیا کہ ادھر کٹوایا تو ادھر اسے جڑ والیا۔ لہذا حدود کو بچوں کا کھیل بنانے سے بچایا جائے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَائِنِ وَالْمُخْتَلِسِ وَالْمُنْتَهَبِ

باب 17: خیانت کرنے والا اچک کر لے جانے والا اور ڈاکو کا حکم

1368 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ

جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: لَيْسَ عَلَى خَائِنٍ وَلَا مُنْتَهَبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ رَوَاهُ مُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَمُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ هُوَ بَصْرِيُّ أَخُو عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقَسَمَلِيِّ كَذَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خیانت کرنے والے اچک کر لے جانے والے اور ڈاکو

کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

مغیرہ بن مسلم نے ابو زبیر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی

ہے۔ جیسی ابن جریج سے منقول ہے۔

مغیرہ بن مسلم نامی راوی بصری ہیں اور یہ عبدالعزیز قسملی کے بھائی ہیں۔ علی بن مدینی نے یہی بات ارشاد فرمائی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثْرٍ

باب 18: پھلوں اور کھجور کے خوشوں کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

1369 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ

وَإِسْعَاقِ بْنِ حَبَّانَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

1368- اخرجہ ابو داؤد (542/2) کتاب الحدود؛ باب: القطع في الخلسة والخيانة (4293-4391) والنسائي (89'88/8)

کتاب القسامۃ؛ باب: ما لا يقطع فيه وابن ماجه (864/2) کتاب الحدود؛ باب: الخائن والمنتهب والمختلس؛ حدیث (2591)

والدارمی (175/2) کتاب الحدود؛ باب: ما لا يقطع من السراق؛ واحد (312/3'333'335'380'395) عن ابی الزبیر

عن جابر ”مرفوعاً“

متن حدیث: لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثْرٍ

اختلاف سند: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَكَذَا رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ رِوَايَةِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ

﴿﴾ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پھلوں اور کھجوروں کے خوشوں کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

بعض راویوں نے یحییٰ بن حبان کے حوالے سے ان کے چچا واسع بن حبان کے حوالے سے حضرت رافع کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے جیسا کہ لیث بن سعد نے نقل کی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر راویوں نے اس روایت کو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے محمد بن یحییٰ کے حوالے سے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

ان حضرات نے اس کی سند میں واسع بن حبان کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنْ لَا تُقَطَّعُ الْأَيْدِي فِي الْغَزْوِ

باب 19: جنگ کے دوران ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے

1370 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عِيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ شَيْمِ بْنِ بَيْتَانَ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ

أَبِي أُمِيَّةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: لَا تُقَطَّعُ الْأَيْدِي فِي الْغَزْوِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى غَيْرُ ابْنِ لَهِيْعَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ هَذَا

وَيُقَالُ بُسْرُ بْنُ أَبِي أَرْطَاةٍ أَيْضًا

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ الْأَوْزَاعِيُّ لَا يَرَوْنَ أَنْ يُقَامَ الْحَدُّ فِي الْغَزْوِ

بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ أَنْ يَلْحَقَ مَنْ يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ بِالْعَدُوِّ فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ مِنْ أَرْضِ الْحَرْبِ وَرَجَعَ إِلَى دَارِ

الْإِسْلَامِ أَقَامَ الْحَدَّ عَلَى مَنْ أَصَابَهُ كَذَلِكَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ

1369- اخرجہ النسائی (87/8) كتاب القسامة' باب: ما لا يقطع فيه وابن ماجه (865/2) كتاب الحدود' باب: لا يقطع في

ثمر ولا كثر' حديث (2593) والدارمي (174/2) كتاب الحدود' باب: ما لا يقطع فيه من الثمار' والحبيدي (199/1)

حديث (407) عن يحيى بن سعيد' عن محمد بن يحيى بن حبان' عن عنه واسع بن حبان عن رافع بن خديج به.

1370- اخرجہ ابو داؤد (547-546/2) كتاب الحدود' باب: في الرجل يسرق في الغزو' اقطع حديث (4408) والنسائي

(91/8) كتاب القسامة' القطع في السفر واحد (181/4) عن جنادة بن ابى امية قال سمعت بسر بن ابى ارطاة به.

﴿﴾ حضرت بسر بن ارطاة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جنگ کے دوران (کسی چور کے) ہاتھ کو نہیں کاٹا جائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔
ابن لہیعہ کے علاوہ دیگر راویوں نے اسی سند کے ہمراہ اسے روایت کیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق راوی کا نام بسر بن ابوارطاة ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان میں امام اور زاعی بھی شامل ہیں ان کے نزدیک جب دشمن کا سامنا ہو تو اس وقت جنگ کے دوران حد قائم نہیں کی جائے گی اس اندیشے کی وجہ سے کہ جس شخص کے خلاف حد قائم کی جا رہی ہے۔ وہ دشمن سے جا ملے گا۔ جب امام دشمن کی سر زمین سے نکل آئے اور اسلامی سلطنت کی حدود میں آجائے اس وقت وہ اس شخص پر حد قائم کرے گا

جس نے اس جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ امام اور زاعی نے یہی بات بیان کی ہے۔

شرح

چھ قسم کے لوگوں پر قطع ید نہ ہونا

چھ قسم کے لوگوں کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- خائن: وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی چیز بطور حفاظت رکھی گئی ہو تو وہ اس کا انکار کر دے اور وہ چیز مالک کو واپس نہ لوٹائے۔

۲- مختلس: وہ شخص ہے جو مالک کی آنکھوں میں دھول جھونک کر محض چالاکی سے اس کا مال اچک کر لے جائے۔

۳- منتہب: وہ شخص ہے جو کوئی ہتھیار استعمال کیے بغیر محض طاقت کی بنیاد پر مالک کی کوئی چیز چھین کر لے جائے۔

۴- ثمر چور: کسی درخت پر لگے ہوئے تیار پھل کی چوری کرنے والا شخص۔

۵- کثر چور: کھجور کے درخت کو کریدنے سے جو شیرہ برآمد ہوتا ہے اور کھانے کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے، کو چوری

کرنے والا۔

ان پانچ آدمیوں کے ہاتھ نہ کاٹنے کی وجہ یہ ہے کہ ان پر ”سارق“ کی تعریف صادق نہیں آتی، کیونکہ سارق وہ شخص ہوتا ہے جو محفوظ مقام سے خفیہ طریقہ سے کوئی چیز اٹھالے اور مالک کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ تاہم یہاں تو سارا معاملہ مالک کی نظروں کے سامنے پیش آیا ہے یا چیز غیر محفوظ مقام میں موجود ہے جبکہ سرقہ کے لیے چیز کا محفوظ مقام میں ہونا شرط ہے۔

۶- دوران جہاد مجاہد کا چوری کرنا: دوران جہاد اگر مجاہد کسی کی کوئی چیز چوری کر لیتا ہے تو فی الفور اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، کیونکہ ممکن ہے کہ چور اس موقع پر اسلام کے خلاف بغاوت کر کے دشمن سے جا ملے جو اسلامی لشکر کے لیے پریشانی کا باعث بن جائے اور یہ پریشانی اسلامی لشکر کی شکست کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ تاہم جہاد سے واپسی پر سرقہ ثابت ہونے پر سارق کا ہاتھ کاٹا

جائے گا۔

فائدہ نافع: پہلے پانچ مجرموں کو قطع ید کی سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ سرقہ کی تعریف ان پر صادق نہیں آتی۔ اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ انہیں کوئی بھی سزا نہیں دی جائے گی۔ حاکم وقت یا قاضی جو بھی مناسب سمجھے ان کے لیے سزا تجویز کر سکتا ہے۔ سزا دینے سے یہ لوگ آئندہ ایسی حرکت سے باز آجائیں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی عبرت حاصل ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ

باب 20: جو شخص اپنی بیوی کی کنیر کے ساتھ زنا کرے

1371 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ وَأَيُّوبَ بْنِ مِسْكِينٍ عَنْ

قَتَادَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَفَعَ إِلَى النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رَجُلٌ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَقَالَ لَا قُضِيَ فِيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ لَا جِلْدَ لَهُ مِائَةً وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ رَجَمْتُهُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ نَحْوَهُ وَيُرْوَى عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ كُتِبَ بِهِ إِلَى حَبِيبِ ابْنِ سَالِمٍ وَأَبُو بَشِيرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ هَذَا أَيْضًا إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَرْفُطَةَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ النُّعْمَانَ فِي اسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةَ مِنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ هَذَا الْحَدِيثَ إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَرْفُطَةَ

مذہب فقہاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَرُوي عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ أَنَّ عَلَيْهِ الرَّجْمَ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حَدٌّ وَلَكِنْ يُعَزَّرُ وَذَهَبَ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ إِلَى مَا رَوَى النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حبیب بن سالم بیان کرتے ہیں: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک شخص نے اپنی

بیوی کی کنیر کے ساتھ زنا کر لیا ہے تو انہوں نے فرمایا: میں اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اگر یہ

1371- اخرجہ ہو داؤد (563/2) کتاب الحدود' باب: فی الرجل یزنی بجاریۃ امرأته حدیث (4459) والنسائی (124/6)

کتاب النکاح' باب: احلال الفرج وابن ماجہ (853/2) کتاب الحدود' باب: من وقع علی جاریۃ امرأته حدیث (2551)

والدارمی (182/2) کتاب الحدود' باب: فیمن یقع علی جاریۃ امرأته' واحد (272/4' 273' 277) عن محمد بن جعفر قال

حدثنا شعبۃ عن ابی بشر عن خالد بن عرفطۃ عن حبیب بن سالم عن النعمان بن بشیر به۔

عورت اس کنیز کو اس مرد کے لیے حلال قرار دے دیتی ہے تو میں اس مرد کو سو کوڑے لگاؤں گا اور اگر وہ اس کے لیے حلال قرار نہیں دیتی تو میں اسے سنگسار کر دوں گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

ابو بشر نامی راوی نے حبیب بن سالم سے اس حدیث کو نہیں سنا ہے۔

انہوں نے خالد بن عرفطہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت سلمہ بن محبت رضی اللہ عنہ سے بھی روایت نقل کی گئی ہے۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کی سند میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے قتادہ نے حبیب بن سالم سے اس

حدیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

انہوں نے اس روایت کو خالد بن عرفطہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

جو شخص اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ زنا کر لیتا ہے تو اس کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب سے یہ بات روایت کی گئی ہے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں

ایسے شخص کو سنگسار کیا جائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایسے شخص پر حد جاری نہیں ہوگی تاہم اسے تعزیر کے طور پر سزا دی جائے گی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے جو حضرت نعمان بن بشیر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے

روایت کی ہے۔

شرح

بیوی کی لونڈی سے جماع کرنے کی سزا میں مذاہب آئمہ

جب شوہر اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرے تو اس کی کیا سزا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف ہے کہ اگر شوہر بیوی کی اجازت سے اس کی کنیز سے جماع کرے گا تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر اس نے اجازت کے بغیر جماع کیا تو اسے رجم کیا جائے گا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں اس مسئلہ کی صراحت ہے۔

۲- حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک شوہر کا بیوی کی لونڈی سے جماع خواہ اجازت سے ہو یا بلا اجازت یہ زنا ہے۔ لہذا شوہر کو سنگسار کیا جائے گا۔ انہوں نے حدیث باب سے نہیں بلکہ حضرت مولا علی اور حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر سے استدلال کیا ہے جس میں صراحتاً موجود ہے کہ اس صورت میں شوہر کو سنگسار کیا جائے گا۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شوہر سے شہ کی بناء پر حد ساقط ہو جائے گی۔ اس لیے کہ شہ کی اقسام ثلاثہ میں سے یہاں شہ فی اخل ہے۔ زوجین میں باہم محبت کی وجہ سے بے تکلفی ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی ذاتی چیز بھی بلا اجازت استعمال کر لیتے ہیں۔ یہاں بیوی کی لونڈی سے جماع کرنے میں بھی شہ کی صورت پیدا ہوگی جس وجہ سے حد ساقط ہو جائے گی۔ آپ نے حدیث باب سے نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے استدلال کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جس شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کیا اس پر حد نافذ نہیں ہوگی بلکہ کوئی دوسری مناسب سزا دی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ إِذَا اسْتَكْرَهَتْ عَلَى الزَّوْنَا

باب 21: جب کسی عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا جائے

1372 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ

الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: اسْتَكْرَهَتْ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَرَا عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدَّ وَأَقَامَهُ عَلَى الدِّيِّ أَصَابَهَا وَلَمْ يُدْكَرْ أَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَكَانَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ

غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

قول امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ وَلَا أَدْرَكَهُ

يُقَالُ إِنَّهُ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ أَبِيهِ بِأَشْهُرٍ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ

لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَكْرَهَةِ حَدٌّ

◀◀ عبد الجبار بن وائل اپنے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

اقدس میں ایک عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے حد کو ساقط کر دیا اور جس شخص نے اس کے ساتھ زیادتی کی تھی اس پر حد کو جاری کیا۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے لیے مہر کی

ادائیگی کا حکم دیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ اس کی سند متصل نہیں ہے۔ یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ بھی نقل کی

1372- اخرجہ ابن ماجہ (2/866) کتاب الحدود باب: الستكره حدیث (2598) واحد (318/4) عن معمر بن

سليمان الرقي عن الحجاج بن اوطاة عن عبد الجبار بن وائل بن حجر عن وائل بن حجر به۔

گئی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے عبد الجبار بن وائل نے اپنے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے احادیث کا سماع نہیں کیا اور نہ ہی ان کا زمانہ پایا ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ اپنے والد کی وفات کے چند ماہ بعد پیدا ہوئے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقتوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے یعنی جس عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا ہو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

1373 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنَا

سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَاثِلِ الْكِنْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: أَنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرِيدُ الصَّلَاةَ فَتَلَقَاهَا رَجُلٌ فَجَلَّلَهَا فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا فَصَاحَتْ فَانْطَلَقَ وَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا وَمَرَّتْ بِعَصَابَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَتْ إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا فَانْطَلَقُوا فَآخَذُوا الرَّجُلَ الَّذِي ظَنَنْتُ أَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهَا وَأَتَوْهَا فَقَالَتْ نَعَمْ هُوَ هَذَا فَاتَّوَا بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَمَرَ بِهِ لِيُرْجَمَ قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا صَاحِبُهَا فَقَالَ لَهَا اذْهَبِي فَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لِكَ وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا ارْجُمُوهُ وَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقَبِلَ مِنْهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَاثِلِ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ لَمْ

يَسْمَعُ مِنْ أَبِيهِ

◄◄ علقمہ بن وائل کندی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نماز پڑھنے کے لیے نکلی ایک شخص اس کے سامنے آیا اس نے عورت کو پکڑ لیا اور اس کے ذریعے اپنی حاجت کو پورا کیا (یعنی زنا کا ارتکاب کیا) اس عورت نے چیخ ماری تو وہ شخص چلا گیا پھر ایک اور شخص اس کے پاس سے گزرا تو اس عورت نے کہا: اس آدمی نے میرے ساتھ یہ حرکت کی ہے پھر وہ عورت کچھ مہاجرین کے پاس سے گزری تو اس عورت نے یہ بتایا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ زیادتی کی ہے۔ وہ لوگ چلے گئے انہوں نے جا کر اس شخص کو پکڑا جس کے بارے میں اس عورت نے یہ بیان کیا تھا: اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے پھر وہ اس عورت کے پاس آئے تو اس نے بتایا: ہاں یہی وہ شخص ہے۔ پھر وہ لوگ اس شخص کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص کھڑا ہوا جس نے درحقیقت اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں وہ شخص ہوں جس نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

1373- اخرجہ ابو داؤد (538/2، 539) کتاب الحدود، باب: فی صاحب الحدیجی، حدیث (4379) واحد (399/6) عن

ساک بن حرب، عن علقمة بن وائل عن وائل بن حجر الكندی به.

عورت سے ارشاد فرمایا: تم جاؤ! اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے پھر آپ نے پہلے والے شخص کے بارے میں کلمہ خیر ارشاد فرمایا پھر آپ نے دوسرے شخص کے بارے میں حکم دیا جس نے واقعی اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا: تم لوگ اسے سنگسار کر دو۔
پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے ایسی توبہ کی ہے: اگر تمام اہل مدینہ اسے کر لیتے تو ان سب کی طرف سے قبول ہو جاتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

علقمہ بن وائل نے اپنے والد کے حوالے سے احادیث سنی ہیں اور یہ عبد الجبار بن وائل سے بڑے ہیں۔

عبد الجبار بن وائل نے اپنے والد سے احادیث نہیں سنی ہیں۔

شرح

زنا بالجبر سے عورت پر حد نہ ہونا

گزشتہ ابواب کے ضمن میں زنا کے حوالے سے حدود جاری کرنے کے جو احکام بیان ہوئے ہیں وہ مرد اور عورت کے باہمی رضامندی سے زنا کا ارتکاب کرنے سے متعلق تھے۔ اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق و اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا بالجبر کرتا ہے تو عورت پر حد جاری نہیں ہوگی مگر مرد پر حد جاری ہوگی کیونکہ اس صورت میں مرد کا قصور یقیناً ہے لیکن عورت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ احادیث باب میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ: جب کوئی شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہو اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دیتا ہے اور قلبی طور پر توبہ بھی کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرما کر گناہ معاف کر دیتا ہے۔

سوال: مجرم جب الگ الگ مجالس میں چار بار اقرار کرے تو زنا ثابت ہو جاتا ہے۔ حدیث باب کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مجرم نے صرف ایک بار اقرار زنا کیا تھا۔ جب اقرار کی شرط نہ پائی گئی تو مجرم کو سنگسار کیوں کیا گیا؟

جواب: جب کوئی قرینہ پایا جائے تو چار بار اقرار کی ضرورت باقی نہیں رہتی بلکہ ایک بار کے اقرار سے بھی زنا ثابت ہو جاتا ہے۔ یہاں قرینہ حالیہ موجود ہے جس وجہ سے ایک بار اقرار کرنے سے زنا ثابت ہو گیا تھا۔ اس شرعی ثبوت سے مجرم کو سنگسار کیا گیا تھا۔

علمی نکتہ: جب کوئی بے گناہ شخص مجرم کی جگہ پکڑا جائے خواہ وہ بروقت پریشان ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے لیے غیب سے نجات کا سامان پیدا کر دیتا ہے اور اسے اس پریشانی سے نجات دلا دیتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَقَعُ عَلَى الْبَيْمَةِ

باب 22: جو شخص کسی جانور کے ساتھ بد فعلی کرے

1374 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي

عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ وَجَدْتُمُوهُ وَقَعَ عَلَىٰ بَهِيمَةٍ فَاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوا الْبَهِيمَةَ فَيَقِيلَ لَابْنِ عَبَّاسٍ مَا شَأْنُ الْبَهِيمَةِ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ شَيْئًا وَلَكِنْ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْ لَحْمِهَا أَوْ يُنْتَفَعَ بِهَا وَقَدْ عَمِلَ بِهَا ذَلِكَ الْعَمَلُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَمْرٍو ابْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم کسی ایسے شخص کو پاؤ جس نے کسی جانور کے ساتھ بد فعلی کی ہو تو اسے بھی قتل کر دو اور جانور کو بھی مار دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا اس جانور کا کیا قصور ہے تو انہوں نے فرمایا: میں نے تو نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں کوئی بات ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا لیکن میرا خیال ہے: آپ نے اس وجہ سے اسے ناپسند کیا ہے کہ اس جانور کا گوشت کھایا جائے یا اس سے نفع حاصل کیا جائے جبکہ اس کے ساتھ یہ بد فعلی کی گئی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف عمرو بن ابو عمرو سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں جسے انہوں نے عکرمہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

1375 وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي رُزَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

آثَارِ صَحَابِهِ: أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَىٰ هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اس روایت کو عاصم کے حوالے سے ابورزین کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص کسی جانور کے ساتھ بد فعلی کرے اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

یہ دوسری روایت پہلی روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1374- اخراجه ابو داؤد (564/2) كتاب الحدود، باب: فمن اتى بهيمة وابن ماجه (856/2) كتاب الحدود، باب: من اتى ذات محروم ومن اتى بهيمة، حديث (2561'2564) واحمد (300'269/1) وعبد بن حميد (ص: 300) حديث (575) عن عكرمة عن ابن عباس به.

شرح

جانور سے جماع کرنے کی سزا

نوٹ: یہاں تک حدود کے احکام مکمل ہو چکے ہیں۔ اب آئندہ چند ابواب میں جرائم کی سزاؤں کا ذکر ہے۔
احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص جانور سے جماع کرنے کا ارتکاب کرے تو مرتکب اور جانور دونوں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ مرتکب کو بطور حد ہلاک نہیں کیا جائے گا بلکہ بطور تعزیر۔ اس کی تائید باب کی دوسری روایت جو آثار صحابہ سے متعلق ہے سے بھی ہوتی ہے۔ قاضی یا حاکم وقت اس کی مناسب سزا تجویز کر سکتا ہے اور وہ سزا قتل بھی ہو سکتی ہے۔ جانور کو ہلاک کرنے کی کئی وجوہات ہیں: (۱) لوگ اس کے دودھ سے استفادہ نہ کریں۔ (۲) لوگ اس جانور کی طرف اشارہ کر کے کہیں گے کہ یہ وہ جانور ہے جس سے وطی گئی تھی۔ اس طرح ایک فعل بد کی اشاعت ہوگی۔ (۳) آئندہ زمانہ میں اسے ذبح کر کے عام جانور کی طرح لوگ اس کے گوشت سے انتفاع نہ کریں۔ (۴) جماع کے نتیجہ میں عجیب الخلق جانور بھی پیدا ہو سکتا ہے جو نہ انسان ہو اور نہ جانور بلکہ دونوں کے اعضاء و اوصاف کا جامع ہو جو انسانیت کی ذلت و خواری کا سبب بن سکتا ہے۔

سوال: مندرجہ بالا صورت میں جانور کو ذبح کیا جائے تو اس کا گوشت کھانا حلال ہے یا حرام ہے؟
جواب: اس جانور کا گوشت حرام نہیں بلکہ حلال ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ اللُّوَطِيِّ

باب 23: قوم لوط کا عمل کرنے والے کی سزا

1376 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ أَبِي

عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ جَدَّتْ مَوَهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَإِنَّمَا يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذَا

الْوَجْهِ وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ أَبِي عَمْرٍو

اِخْتِلَافِ رِوَايَتٍ: فَقَالَ مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ وَلَمْ يَذْكَرْ فِيهِ الْقَتْلَ وَذَكَرْ فِيهِ مَلْعُونٌ مَنْ آتَى

بِهَيْمَةَ

حَدِيثٍ دِكْرٍ: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: اقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَلَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي

صَالِحٍ غَيْرَ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ

توضیح راوی: وَعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قَبْلِ مَحْفَظِهِ

مذاهب فقہاء: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي حَدِّ اللَّوْطِيِّ فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِ الرَّجْمَ أَحْصَنَ أَوْ لَمْ يُحْصِنْ
وَهَذَا قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ مِنْهُمْ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ
وَأَبِرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرُهُمْ قَالُوا حَدُّ اللَّوْطِيِّ حَدُّ الزَّانِي وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ
﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو تم قوم لوط کا سا عمل کرتے
ہوئے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کروادو۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

ہم اس حدیث کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہونے کے طور پر اسی سند کے حوالے
سے جانتے ہیں۔ محمد بن اسحاق نے اس روایت کو عمرو بن ابو عمرو کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص قوم لوط کا سا
عمل کرے وہ ملعون ہے۔ تاہم انہوں نے اس میں اسے قتل کرنے کا تذکرہ نہیں کیا اور انہوں نے اس میں یہ بات ذکر کی ہے: جو
شخص جانور کے ساتھ بد فعلی کرے وہ ملعون ہے۔

یہی روایت عاصم بن عمر کے حوالے سے سہیل بن ابوصالح کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے اور حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: فاعل اور مفعول کو قتل کروادو۔
اس حدیث کی سند میں بھی کچھ کلام کی گنجائش ہے۔

ہمارے علم کے مطابق کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے اسے روایت کو سہیل بن ابوصالح کے حوالے سے نقل کیا ہو صرف عاصم
بن عمر ہی نے نقل کیا ہے۔

یہ عاصم بن عمر علم حدیث میں اپنے حافظے کے حوالے سے ”ضعیف“ قرار دیئے گئے ہیں۔

قوم لوط کا سا عمل کرنے والے شخص کی سزا کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک ایسے شخص کو سنگسار کیا جائے گا خواہ وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو۔

امام مالک رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحق رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض فقہا اہل علم نے جن میں حسن بصری رضی اللہ عنہ، حضرت ابراہیم غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عطاء بن ابی
رباح رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات شامل ہیں انہوں نے یہ رائے دی ہے: قوم لوط کا عمل کرنے والے کی سزا زنا کرنے والے کی سزا ہوگی۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

1377 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ

الْمَرْحُومِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ حَدِيثٌ: إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي عَمَلُ قَوْمِ لُوطٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ جَابِرٍ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے

زیادہ اندیشہ اس بات کا ہے: وہ قوم لوط کا سا عمل کریں گے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو اس حوالے سے عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابوطالب کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

قوم لوط کے عمل کے مرتکب کی مذمت و سزا

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ قوم لوط کے مرتکب شخص کو بلکہ فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کے گھاٹ اتارا جائے گا۔ یہ تب ہے جب دونوں اس فعل بد کے لیے رضا مند ہوں۔ اگر کسی شخص نے لواطت بالجبر کی ہو تو فاعل کو سزا دی جائے گی مگر مفعول کو سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ اس کا اس سلسلہ میں کوئی قصور نہیں ہے۔

لواطت کے ثبوت و سزا میں مذاہب آئمہ فقہ

لواطت کے ثبوت اور اس کی سزا کے بارے میں کیا قانون ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے: ”لواطت“ کی حیثیت زنا کی ہے۔ زنا کی طرح یہ بھی اقرار یا چار عادل مردوں کی گواہی سے ثابت ہوگی جنہوں نے اپنی آنکھوں سے فاعل اور مفعول دونوں کو ایسے دیکھا ہو جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے۔ اگر فاعل و مفعول دونوں شادی شدہ ہوں تو انہیں سنگسار کیا جائے گا ورنہ سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ یہ سزا بطور حد ہوگی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”لواطت“ کی حیثیت زنا کی نہیں ہے۔ تاہم فاعل اور مفعول دونوں کو بطور حد نہیں بلکہ تعزیر سزا دی جائے گی۔ وہ سزا کئی طرح کی ہو سکتی ہے: (۱) نذر آتش کرنا (۲) نیچے لٹا کر اوپر دیوار گرا دینا (۳) اوندھے منہ لٹا کر اوپر سے پتھروں کی بارش کرنا (۴) مکان کی چھت سے نیچے گرا دینا (۵) تلوار سے قتل کر دینا۔ اس سزا کا

1377- اخرجہ ابن ماجہ (856/2) کتاب الحدود باب: من عمل عمل قوم لوط، حدیث (2563) واحمد (382/3) عن

القاسم بن عبد الواحد عن عبد الله بن محمد بن عقیل عن جابر به.

مقصد دوسرے لوگوں کو عبرت دلانا ہے۔ عادی مجرم نہ ہونے کی صورت میں قاضی اس سے کم سزا بھی تجویز کر سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُرْتَدِ

باب 24: مرتد کی سزا

1378 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ

عِكْرَمَةَ

متن حدیث: أَنَّ عَلِيًّا حَرَّقَ قَوْمًا ارْتَدُوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ وَلَمْ أَكُنْ لَأَحْرِقْهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا فَقَالَ صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْمُرْتَدِ وَاخْتَلَفُوا فِي الْمَرْأَةِ إِذَا ارْتَدَتْ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ تُقْتَلُ وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ تُحْبَسُ وَلَا تُقْتَلُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ

﴿﴾ عکرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتد ہو جانے والے کچھ لوگوں کو جلوا دیا جب اس بات کی اطلاع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو انہوں نے فرمایا: اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو میں ان لوگوں کو قتل کرواتا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنے دین کو تبدیل کرے اسے تم قتل کر دو، میں انہیں جلواتا نہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح کسی کو عذاب نہ دو۔

جب اس بات کی اطلاع حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ٹھیک کہا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح حسن“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک مرتد کے بارے میں اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

تاہم ان اہل علم نے مرتد ہونے والی عورت کے بارے میں اختلاف کیا ہے، جب وہ اسلام سے مرتد ہو جائے۔

اہل علم کے ایک گروہ کے نزدیک اس کو قتل کیا جائے گا۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

ایک گروہ کے نزدیک اسے قید رکھا جائے گا قتل نہیں کیا جائیگا۔

1378- اخرجہ البخاری (173/6) کتاب الجهاد والسير، باب: لا يعذب بعذب الله، حدیث (3017) (279/12) کتاب الستابة المرتدين، باب: حكم المرتد والمرتدة۔ حدیث (6922) واہو داؤد (530/3) کتاب الحدود، باب: الحكم فيمن ارتد، حدیث (4351) والنسائي (104/7) کتاب تحريم الدم، باب: توبة المرتد واہن ماجه (848/2) کتاب الحدود، باب المرتد عن دينه، حدیث (2535) واحمد (219-217/1) والحميدي (244/1) حدیث (533) عن عكرمة.

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور دیگر اہل کوفہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

مرتد کی سزا قتل

مرتد وہ شخص ہے جو اسلام کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کرے۔ جب یہ اسلامی اصولوں اور تعلیمات کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو کر مسلمانوں کو بدظن کرنے کی کوشش کرنے تو اسے علماء ربانین کی خدمت میں پیش کیا جائے تاکہ وہ اس کے شبہات دور کر دیں۔ علماء کے سمجھانے کے باوجود اگر وہ راہ راست پر نہ آئے تو اس کی کم از کم سزا قتل ہے۔ اس کے لیے یہ سزا اسلام پر مجبور کرنے کے لیے نہیں تجویز کی گئی بلکہ فتنہ کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہے۔ اگر اسلام پر مجبور کرنے کے لیے یہ سزا ہوتی تو مرتدہ کی بھی یہی سزا ہوتی جبکہ اسے گھر میں نظر بند کرنے کا حکم اور ملاقات پر پابندی ہے۔ فتنہ تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے: **الْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ**

سوال: کیا مرتد کو نذر آتش کرنے کی سزا دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں علماء کے دو اقوال ہیں: (۱) ناجائز ہے، کیونکہ اس سزا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع کیا ہے اور یہ سزا دینا صرف اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے۔ (۲) جائز ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث ممانعت معلوم ہونے کے باوجود مرتدین کو نذر آتش کرنے کی سزا دی تھی۔

نوٹ: جوؤں، بھڑ اور کھٹل وغیرہ موذی جانوروں کو نذر آتش کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: مرتد کی سزا قتل کیوں تجویز کی گئی ہے جبکہ قرآن نے صراحتاً فرمایا: **لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ دِينَ فِي مَجْبُورِي** نہیں ہے؟

جواب: قبول اسلام کے بعد اسلام کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنا بہت بڑا فتنہ ہے جس کی سرکوبی اور خاتمہ ضروری ہے۔ اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف الفاظ میں فرمایا: **بَدَلْ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ**۔ جو شخص مرتد ہو جائے تو تم اسے قتل کر دو۔

سوال: منافق تو کافر سے بھی زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے تو پھر اسلام نے اس کے قتل کا حکم کیوں نہیں دیا؟

جواب: منافقت کا تعلق باطن کے ساتھ ہے باطن کے بارے میں صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں اس لیے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا ہے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو من جانب اللہ منافقوں کے بارے میں علم بھی عطا کیا گیا تھا جس وجہ سے آپ نے ان کا نام لے کر انہیں مجلس سے نکال دیا تھا مگر آپ نے انہیں قتل نہیں کیا تھا؟

جواب: بیشک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے نفاق سے آگاہ تھے لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل اس لیے نہیں کیا تھا کہ کفار کہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کراتے ہیں۔

قتل مرتد پر صحابہ کا عمل

مرتد کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عملی پیغام ان کا قتل تھا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاکم

یمن کی حیثیت سے یمن پہنچے تو ایک شخص کو دیکھا جو رسی سے باندھا گیا تھا۔ آپ نے اس کے بارے میں وضاحت طلب کی تو عرض کیا گیا: یہ شخص مرتد ہو گیا ہے۔ آپ نے اعلان فرمایا: جب تک اس شخص کو قتل نہ کیا جائے گا میں اس وقت تک سواری سے نہیں اتروں گا۔ علاوہ ازیں زمانہ جاہلیت کے شاعر عبداللہ بن قتل کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور مرتد ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ شَهَرَ السِّلَاحَ

باب 25: جو شخص (مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھائے

1379 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي مُوسَى حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن اکوع سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو موسیٰ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مسلمان پر ہتھیار اٹھانے کی مذمت

حدیث باب کے کئی مفادیم بیان کیے گئے ہیں: (۱) مسلمان کیخلاف ہتھیار استعمال کرنا مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔ (۲) مسلمان کے خلاف ہتھیار استعمال کرنا، مسلمان کا فعل نہیں ہو سکتا۔ (۳) اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والا اس لائق نہیں ہے کہ اسے مسلمانوں میں شمار کیا جائے۔ (۴) مسلمان پر ہتھیار اٹھانے والا اس قدر قابل ذمت و قابل وعید ہے کہ وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں ہو سکتا۔

1379- اخرجہ البخاری (26/13) کتاب الفتن، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حمل علینا السلاح، حدیث (7071) ومسلم (348/1) کتاب الایمان، باب: من حمل علینا السلاح، حدیث (100/163) وابن ماجہ (860/2) کتاب الحدود، باب: من شهر السلاح، حدیث (577) عن ابی اسامۃ عن یزید بن عبد اللہ بن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ بہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ السَّاحِرِ

باب 26: جادو کرنے والے کی سزا

1380 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ وَاسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ وَكَيْعٌ هُوَ ثِقَةٌ وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ أَيْضًا وَالصَّحِيحُ عَنْ جُنْدُبٍ مَوْقُوفٌ
مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وغيرہم وهو قول مالك بن انس وقال الشافعي إنما يقتل الساحر إذا كان يعمل في سحره ما يبلغ به الكفر
فإذا عمل عملاً دون الكفر فلم نر عليه قتلاً

﴿﴾ حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جادو کرنے والے کی سزا یہ ہے: اسے تلوار کے ذریعے قتل کر دیا جائے۔

ہم اس حدیث کے ”مرفوع“ ہونے کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اسماعیل بن مسلم کی کو علم حدیث میں ان کے حافظے کے حوالے سے ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔

اسماعیل بن مسلم عبدی بصری کے بارے میں وکیع نے یہ فرمایا ہے: وہ ثقہ ہیں۔ انہوں نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

صحیح روایت یہ ہے: یہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے ”موقوف“ روایت کے طور پر منقول ہے۔

بعض اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جادو کرنے والے شخص کو قتل کیا جائے گا جبکہ وہ اپنے جادو کے ذریعے ایسا عمل کرتا ہو جو کفر کی حد تک پہنچتا ہو لیکن جو عمل کفر کی حد تک نہیں پہنچتا تو ہمارے نزدیک ایسے شخص کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔

شرح

جادوگر کی سزا

حدیث باب میں جادوگر کی جو سزا تجویز کی گئی ہے وہ مرتد سے قطعاً مختلف نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسے تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر دیا جائے۔ جادوگر دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) وہ ہے جس کا سحر کفر کو پہنچ چکا ہو وہ مرتد ہے اور حدیث باب میں اس کی سزا بھی مرتد جیسی ہے یعنی قتل کی سزا بیان کی گئی ہے۔ (۲) وہ ہے جس کا سحر کفر و شرک کی حد تک نہ پہنچا ہو بلکہ وہ ناجائز و حرام ضرور ہو اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ تاہم امیر وقت یا قاضی اسے مناسب سزا دے سکتا ہے اور وہ قتل کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَالِ مَا يُصْنَعُ بِهِ

باب 27: مالِ غنیمت میں چوری کرنے والے کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

1381 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَتْنُ حَدِيثٍ: مَنْ وَجَدَ تَمُوهَ غَلٍّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَحْرَقُوا مَتَاعَهُ قَالَ صَالِحٌ فَدَخَلْتُ عَلَى مَسْلَمَةَ وَمَعَهُ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَوَجَدَ رَجُلًا قَدْ غَلَّ فَحَدَّثَ سَالِمٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَأَمَرَ بِهِ فَأَحْرَقَ مَتَاعَهُ فَوَجَدَ فِي مَتَاعِهِ مِصْحَفًا فَقَالَ سَالِمٌ بَعْ هَذَا وَتَصَدَّقْ بِشَمَنِهِ حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا الْحَدِيثُ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِي: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ إِنَّمَا رَوَى هَذَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ وَهُوَ أَبُو وَقِيدِ اللَّيْثِيُّ وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ رَوَى فِي غَيْرِ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَالِ فَلَمْ يَأْمُرْ فِيهِ بِحَرْقِ مَتَاعِهِ حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو تم ایسی حالت میں پاؤ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں چوری کی ہو تو تم اس کے سامان کو جلا دو۔

صالح بیان کرتے ہیں: میں حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے ساتھ سالم بن عبداللہ بھی موجود تھے۔ انہوں

1381- اخرجہ ابو داؤد (76/2) کتاب الجهاد، باب: فی عقوبة الغال، حدیث (2713) والدارمی (231/2) کتاب السیر: باب: فی عقوبة الغال واحمد (22/1) عن عبد العزيز بن محمد الدراوردي، قال، حدثنا صالح بن محمد عن محمد بن سالم عن ابيه عن عمر به.

نے ایک شخص کو پایا جس نے مالِ غنیمت میں چوری کی تھی تو سالم نے یہ حدیث سنائی تو ان کے حکم کے تحت اس شخص کے سامان کو جلا دیا گیا تو اس شخص کے سامان میں قرآن مجید بھی ملا تو سالم نے کہا اس کو فروخت کر دو اور اس کی قیمت کو صدقہ کر دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس روایت کو صالح بن محمد نے روایت کیا ہے۔

یہ صاحب ابواقدلیشی ہیں اور یہ منکر الحدیث ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے خیانت کرنے والے کے بارے میں دوسری حدیث بھی

منقول ہے۔ اس میں آپ نے اس کے سامان کو جلانے کا حکم نہیں دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

مالِ غنیمت چوری کرنے کی سزا اور مذمت

مالِ غنیمت سے مراد وہ سامان ہے جو میدانِ جنگ میں دشمن چھوڑ کر بھاگ جائے اور مجاہدین اس پر قابض ہو جائیں مثلاً ہتھیار کھانے پینے کی اشیاء یا دوسرا مال و متاع۔ مالِ غنیمت تقسیم سے قبل امانت ہوتا ہے نہ تو اس میں خیانت جائز ہے اور نہ چوری۔ اس سامان کا خائن اور چور دونوں مجرم ہیں۔ چوری کی سزا قطع ید نہیں ہے کیونکہ وہ مال بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے جو قومی خزانہ ہوتا ہے جبکہ قومی خزانہ میں اس کا بھی حصہ ہے۔ تاہم تقسیم مالِ غنیمت کے بعد چور کا حصہ نذر آتش کر دیا جائے گا۔ اس کے سامان کو نذر آتش کرنا علاج بالصد ہے۔ اس سامان میں مذہبی کتاب یا قرآن کریم ہو تو اسے نذر آتش نہیں کیا جائے گا بلکہ محفوظ کر لیا جائے گا۔

تعزیر بالمال کے مسئلہ میں مذاہبِ آئمہ

کیا تعزیر بالمال جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تعزیر بالمال جائز ہے۔ انہوں نے

حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں چور کا سامان نذر آتش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سامان میں قرآن وغیرہ ہو تو اسے محفوظ کر لیا جائے گا۔

۲- جمہورِ آئمہ کے نزدیک تعزیر بالمال جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے: لا یجزل مال امراء

مسلم الا لطیب نفس منه۔ مسلمان کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ جمہور کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے

کہ اس روایت میں اس مسلمان کا تذکرہ ہے جس نے کوئی جرم نہ کیا ہو مگر جب کوئی مسلمان جرم کا مرتکب ہو تو اسے جسمانی سزا دی جاسکتی ہے، تو مالی سزا تو بطریق اولیٰ دی جاسکتی ہے اس لیے کہ طیب نفس سے جان حلال نہیں ہوتی جبکہ مال حلال قرار پاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَقُولُ لِأَخْرِيَا مُخَنَّتٌ

باب 28: جو شخص دوسرے سے یہ کہے: اے بیچرے

1382 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فَدَيْكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا يَهُودِيٍّ فَاضْرِبْهُ عَشْرِينَ وَإِذَا قَالَ يَا مُخَنَّتٌ فَاضْرِبْهُ عَشْرِينَ
وَمَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ رَوَاهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَقُرَّةُ بْنُ إِيَّاسٍ الْمُزَنِيُّ أَنَّ رَجُلًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهِ
مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا قَالُوا مَنْ أَتَى ذَاتَ مَحْرَمٍ وَهُوَ يَعْلَمُ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ وَقَالَ أَحْمَدُ مَنْ تَزَوَّجَ أُمَّهُ قُتِلَ وَقَالَ إِسْحَاقُ مَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ قُتِلَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے اے یہودی! تم اسے بیس کوڑے لگواؤ اور جب وہ یہ کہے: اے بیچرے! تم اسے بیس کوڑے لگواؤ اور جو شخص کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے تم اسے قتل کر دو۔

یہ حدیث ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں، ابراہیم بن اسماعیل نامی راوی کو علم حدیث میں ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے دیگر روایات بھی نقل کی گئی ہیں۔ انہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت قرہ بن ایاس مزنئی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے: ایک شخص نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ شادی کر لی تو نبی اکرم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص جاننے کے باوجود کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اپنی ماں کے ساتھ شادی کر لے اسے قتل کر دیا جائے گا۔

1382- اخرجہ ابن ماجہ (857/2) کتاب الحدود، باب: حد القذف، حدیث (2568) قال: حدثنا ابن ابی فدیك عن ابراهیم بن اسماعیل بن ابی حبیبة، عن داؤد بن الحصین، عن عکرمة، فذکرہ.

امام اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کرے اسے قتل کر دیا جائے گا۔

شرح

برے نام سے مخاطب کرنے کی سزا

جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو برے لقب یا نام سے پکارے مثلاً یوں کہا: اے ہجرے یا اے یہودی! تو اسے گالی دینے کی سزا دی جائے گی اور وہ بیس کوڑے ہیں۔ حدیث باب میں دوسرا مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے: جب کوئی شخص محرم سے زنا کا ارتکاب کرے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا کنوارا تو قتل کی سزا دی جائے گی۔ یہ عام زانی سے بڑا مجرم ثابت ہوا کیونکہ اس نے ایک تو زنا کا ارتکاب کیا اور دوسرا محرم کے ساتھ منہ کالا کرنے کا جرم کیا۔ لہذا اسے کم از کم سزا قتل دی جائے گی تاکہ دوسرے لوگوں کے لیے نشانی عبرت بن جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس روایت سے ثابت ہوا کہ کسی مسلمان بھائی کو برے القاب اور برے نام سے مخاطب کرنا گالی دینے کے مترادف جرم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے لیے گالی کی سزا یعنی بیس کوڑے تجویز کی گئی ہے۔ لہذا برے القاب اور برے نام سے کسی کو مخاطب کرنے سے مکمل احتراز کیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْزِيرِ

باب 29: تعزیر (سزا) کا بیان

1383 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلْدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ اختلف أهل العلم في التعزير وأحسن شيء روي في التعزير هذا الحديث

اختلاف سند: قَالَ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ بُكَيْرٍ فَأَخْطَأَ فِيهِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ خَطَأٌ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ إِنَّمَا

1383 - أخرجه البخاري (182/12) كتاب الحدود، باب: كم التعزير والادب، حديث (6848) ومسلم (212/6) (الابن)

كاتب الحدود، باب: قدر اسواط التعزير، حديث (1708/40) واہو داؤد (573/2) كتاب الحدود، باب: في التعزير، حديث

(4491/4492) وابن ماجه (867/2) كتاب الحدود، باب: التعزير، حديث (2601) والدارمي (176/2) كتاب الحدود،

بنا: التعزير في الذنوب، واحد (466/3) وعبد بن حميد (ص 143) حديث (366) عن بكر بن عبد الله بن الأشج، عن

سليمان بن يسار، عن عبد الرحمن بن جابر بن عبد الله عن أبي بردة به.

هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دس سے زیادہ کوڑوں کی سزا صرف کسی حد میں دی جاسکتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف بکیر بن عبد اللہ کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ تعزیر کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے، تاہم تعزیر کے بارے میں روایت کی گئی سب سے بہتر روایت یہی حدیث ہے۔ ابن لہیعہ نے اس روایت کو بکیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اور اس میں غلطی کی ہے۔

انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: عبد الرحمن بن جابر کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے جالانکہ یہ بات غلط ہے صحیح بات یہ ہے: اسے لیث بن سعد نے روایت کیا ہے اور وہ راوی عبد الرحمن بن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ جنہوں نے حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسے نقل کیا ہے۔

شرح

تعزیر کی تعریف اور اس کے شرعی حکم میں مذاہب آئمہ

تعزیر وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر نہ ہو۔ حاکم وقت یا قاضی اپنی صوابدید کے مطابق تجویز کر سکتا ہے۔ حدود اور تعزیرات میں نمایاں فرق ہے۔ حدود میں تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ تعزیرات میں ہو سکتی ہے۔ حدود میں معافی نہیں ہو سکتی جبکہ تعزیرات میں اس کی گنجائش ہے۔ حدود اللہ تعالیٰ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے متعین ہوتی ہیں جبکہ تعزیرات حاکم وقت یا قاضی مقرر کرتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ تعزیر کی زیادہ سے زیادہ سزا کتنی ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام طحاوی رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے تعزیر کا تعین نہیں ہے۔ لہذا حاکم وقت یا قاضی حالات کے مطابق جتنی چاہے سزا دے سکتا ہے۔ انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی لونڈی سے اجماع کرے، تو اسے سنگسار کیا جائے گا اور اگر اس کی اجازت سے وطی کرے، تو اسے سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے اجازت کے سبب محل میں شبہ ہو گیا اور شبہ کے باعث حد ساقط ہو جاتی ہے۔ یہ سو کوڑوں کی سزا بطور تعزیر ہوگی۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ تعزیر انا لیس (۳۹) کوڑے ہو سکتی ہے۔ آپ نے قیاسی دلیل پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ غلام کے حق میں شریعت کے مطابق حد خمر چالیس کوڑے ہے اور اس سے ایک کوڑا کم کر دیا تاکہ حد اور تعزیر میں فرق ہو جائے۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ تعزیر ۳۹ کوڑے ہوئی۔

۳- حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعزیر دس کوڑوں سے زائد ہو سکتی ہے لیکن اس کا تعین نہیں کیا گیا۔ لہذا حاکم وقت یا قاضی جتنی چاہے سزا تجویز کر سکتا ہے۔ انہوں نے تعامل صحابہ سے استدلال کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس کوڑوں کی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس (۳۰) کوڑوں کی سزا کا حکم دیا تھا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ یوں دیا جاتا ہے: (۱) حدیث باب منسوخ ہے، جس پر قرینہ تعامل صحابہ کرام ہے۔ (۲) اس روایت میں اضطراب ہے، جس وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔

سوال: کیا بطور تعزیر کسی کو قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اور مختار قول کے مطابق تعزیراً قتل کرنا جائز ہے۔ اس بارے میں وہ مشہور روایت بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہے کہ چوتھی بار شراب نوشی کرنے والے جانور سے وطی کرنے والے اور لواطت کا ارتکاب کرنے والے کو قتل کر دو۔ ان تینوں کا قتل بطور حد نہیں بلکہ بطور تعزیر ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کِتَابُ الصَّيْبِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

شکار کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ما قبل سے ربط سابقہ ابواب میں حدود و تعزیرات کی بحث تھی جن میں قتل انسان کے احکام بھی تھے۔ قتل انسان کے احکام کی بحث کے بعد اب قتل حیوانات (ذباح) کی بحث کا آغاز ہوا چاہتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يُؤْكَلُ مِنْ صَيْدِ الْكَلْبِ وَمَا لَا يُؤْكَلُ

باب 1: کتے کے شکار میں سے کسے کھایا جاسکتا ہے اور کسے نہیں کھایا جاسکتا؟

1384 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ ح وَالْحَجَّاجُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ عَائِدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيَّ قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَهْلُ صَيْدٍ قَالَ إِذَا أُرْسِلَتْ كَلْبُكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ فَأَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلَ قَالَ وَإِنْ قَتَلَ قُلْتُ إِنَّا أَهْلُ رَمِيٍّ قَالَ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ فَكُلْ قَالَ قُلْتُ إِنَّا أَهْلُ سَفَرٍ نَمُرُّ بِالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ فَلَا نَجِدُ غَيْرَ انْتِهَمٍ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوهَا بِالْمَاءِ ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَعَائِدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ وَاسْمُ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيِّ جُرْثُومٌ وَيُقَالُ

جُرْثُومُ بْنُ نَاشِبٍ وَيُقَالُ ابْنُ قَيْسٍ

﴿﴾ حضرت ابو ثعلبہ خسنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم شکاری لوگ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے کتے کو بھیجتے ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لو اور وہ تمہارے لیے شکار کر لے تو تم اسے کھا لو۔ میں نے

1384- اخرجہ مسلم (12/7-الابی) کتاب الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان' باب: الصيد بالكلاب المعلية' حدیث (1930/11) واحمد (193/4)

عرض کی:

اگرچہ وہ اس جانور کو مار دے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ اسے مار دے۔ میں نے عرض کی: ہم تیرا انداز لوگ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تمہارے تیر لگنے سے مرے اسے کھا لو۔ میں نے عرض کی: ہم سفر میں ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہودیوں، عیسائیوں یا مجوسیوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہاں ہمیں صرف انہی کے برتن ملتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ملتا تو تم اسے پانی کے ذریعے دھو کر پھر ان میں کھا بھی لو اور پی بھی لو۔

اس بارے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عائذ اللہ نامی راوی ابو اور لیس خولانی ہیں۔

حضرت ابو ثعلبہ حنسی رضی اللہ عنہ کا نام جرثوم ہے۔ اور ایک قول کے مطابق جرثم بن ناشب ایک قول کے مطابق جرثم بن قیس ہے۔

1385 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ

بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

متن حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نُرْسِلُ كِلَابًا لَنَا مُعَلَّمَةً قَالَ كُلُّ مَا أَمْسَكَنَ عَلَيْكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ

اللَّهِ وَإِنْ قَتَلْنَا قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَا مَا لَمْ يَشْرِكْهَا كَلْبٌ غَيْرُهَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ قَالَ مَا

خَزَقَ فَكُلْ وَمَا أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَلَا تَأْكُلْ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ

وَسُئِلَ عَنِ الْمِعْرَاضِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم لوگ اپنے تربیت یافتہ کتے کو (شکار

کے لیے) بھیجتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے وہ تمہارے لیے پکڑے تم اسے کھا لو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر وہ

جانور کو مار ڈالے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ اسے مار ڈالے۔ بشرطیکہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا کتا اس شکار میں شریک

نہ ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم لاشی کے ذریعے بھی (جانور کو شکار کر لیتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے

ارشاد فرمایا: (اس لاشی کی لوہے کی نوک) جسے چیر دے اسے کھا لو اور جو اس لاشی کے چوڑائی کی سمت میں لگنے کی وجہ سے مرے

1385- اخرجہ البخاری (519/9) کتاب الذبائح والصيد، باب: ما اصاب المعراض بعرضه، حدیث (5477)

ومسلم (3/7-الابی) کتاب الصيد والذبائح، باب: الصيد بالکلاب المعلمة، حدیث (1929/1) و ابو داؤد (120/2) کتاب

الصيد، باب فی الصيد، حدیث (2847) والنسائی (180/7) کتاب الصيد والذبائح، باب: صيد الكلب المعلم وابن ماجه

(1072/2) کتاب الصيد، باب: صيد المعراض، حدیث (3215) واحمد (256/4) عن منصور عن ابراهيم همام بن الحارث

عن عدی بن حاتم۔

اسے نہ کھاؤ۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ سے ایٹھی کے شکار کے بارے میں دریافت کیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

جواز وحلت صید کی شرائط

شکار کے جواز وحلت کی چند مشہور شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) آلہ یا شکاری جانور پر تسمیہ پڑھنا (۲) شکار کا گلے سے ذبح کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کا تمام جسم محل ذبح ہے۔ (۳) شکاری جانور کو بالقصد شکار پر چھوڑا گیا ہو۔ (۴) شکاری جانور معلم ہو یعنی وہ شکار کا کوئی حصہ نہ کھائے (۵) شکار کو زخمی کرنا (۶) شکار ایسا جانور ہو جس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہو۔

جب کسی جانور میں حلت و حرمت دونوں اسباب پائے جائیں تو حرمت کو ترجیح حاصل ہونا

حدیث باب پر غور کرنے سے یہ مسئلہ سامنے آتا ہے کہ جب کسی جانور میں ہلاکت کے دو اسباب پائے جائیں جو ایک حلت کا اور دوسرا حرمت کا تو حرمت کے سبب کو ترجیح حاصل ہوگی مثلاً کسی شکاری نے کسی پرندے کو شکار کرنے کے لیے تیر مارا تو وہ پرندہ کھڑے ہوئے پانی کے گڑھے میں جاگرا اور ہلاک ہو گیا۔ اس پرندے کی ہلاکت کے دو اسباب ہیں۔ ایک تیر جو سبب حلال ہے اور دوسرا پانی میں ڈوبنا جو سبب حرمت ہے تو اس صورت میں حرمت کی جہت کو ترجیح حاصل ہوگی۔ لہذا وہ پرندہ حلال نہیں بلکہ حرام ہوگا۔ اس ترجیح کی وجہ احتیاطی پہلو کو اختیار کرنا ہے جو اسلامی اصول کے قریب تر ہے۔

گولی سے شکار کیے ہوئے جانور کا شرعی حکم

جب کسی جانور کو گولی سے شکار کیا جائے تو کیا وہ حلال ہوگا یا نہیں؟ اس مسئلہ کی وضاحت فقہاء متقدمین کی کتب میں موجود نہیں ہے، کیونکہ ان کے ادوار میں بندوق وغیرہ کی گولی تصور نہیں تھا۔ تاہم علماء عصر حاضر کا اس میں اختلاف ہے۔ علماء کی ایک جماعت اسے حلال قرار دیتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب بندوق یا پستول وغیرہ کی گولی سے کسی جانور کو شکار کیا جائے تو وہ گولی تیز رفتاری سے جانور کو لگتی ہے اور آ رہا ہو جاتی ہے۔ اس کے سبب جانور کے ہر حصہ سے اتنا خون بہہ جاتا ہے جتنا چھری سے ذبح کرنے میں بھی نہیں بہتا اور ذبح کا مقصد خون بہانا ہوتا ہے۔ لہذا جانور حلال ہونا چاہیے۔ علماء کی دوسری جماعت کا موقف ہے کہ وہ جانور حرام ہے، کیونکہ گولی تیز دھار آلہ نہیں ہوتا اور نوکدار بھی نہیں ہو بلکہ تیز رفتاری سے آ کر جانور کو لگتی ہے اور آ رہا ہو جاتی اور بذات خود پھاڑنے کی صلاحیت نہیں ہوتی صرف دور سے تیزانے کی وجہ سے آ رہا ہوتی ہے، لہذا یہ ذبح کے حکم میں نہیں ہے اور جانور ذبح کے بغیر ہلاک ہو جائے تو وہ حرام ہوتا ہے، لہذا یہ حرام ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوسِ

باب 2: مجوسی کے کتے کا شکار

1386 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَيْسَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي

بَزَّةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: نَهَيْنَا عَنْ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوسِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

مَذَاهِبِ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُرَخَّصُونَ فِي صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوسِ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: وَالْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ هُوَ الْقَاسِمُ بْنُ نَافِعِ الْمَكِّيِّ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں مجوسی کے کتے کے کیے ہوئے شکار (کو کھانے) سے منع کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مجوسی کے کتے کے شکار (کو کھانے) کی اجازت نہیں دی۔

قاسم بن ابوبزہ نامی راوی کا قاسم بن نافع مکی ہیں۔

شرح

آتش پرست کے کتے شکار کا شرعی حکم

مجوسی کے کتے کے شکار کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اجماعی فیصلہ یہ ہے کہ جس طرح ذابح کا صاحب ملت

(مسلمان یا اہل کتاب) ہونا شرط ہے اسی طرح شکاری کتے کو چھوڑنے والے کا صاحب ملت ہونا بھی ضروری ہے لہذا ہندو، مجوسی

اور شرک کے کتے کا شکار حرام ہے۔ حدیث باب کے مضمون سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْبُرَاةِ

باب 3: باز کے شکار کا حکم

1387 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَهَنَّادٌ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ مَجَالِدٍ عَنِ

1386- اخرجہ ابن ماجہ (1070/) کتاب الصید، باب: صید کلب المجوس- حدیث (3209) قال: حدثنا وكيع قال: حدثنا

شريك عن الحجاج بن ارطاة عن القاسم عن سليمان اليشكري عن جابر به.

1387- اخرجہ ابوداؤد (121/2) کتاب الصید: باب: فی اتخاذ الكلب للصيد وغيره حدیث (2851) وابن ماجہ

(1071/2) کتاب الصید، باب: صید القوس، حدیث (3212) واحمد (377-257/4) والحمیدی (407-406/2) حدیث

(914-915-916) من طریق مجالد بن سعید عن الشعبي عن عدی بن حاتم به.

الشَّعْبِيُّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْبَازِي فَقَالَ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ

مَذَاهِبِ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بَصِيدَ الْبُزَاةِ وَالصُّقُورِ بَأْسًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ
الْبُزَاةُ هُوَ الطَّيْرُ الَّذِي يُصَادُ بِهِ مِنَ الْجَوَارِحِ الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ) فَسَرَ الْكِلَابِ
وَالطَّيْرَ الَّذِي يُصَادُ بِهِ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي صَيْدِ الْبَازِي وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ وَقَالُوا إِنَّمَا تَعْلِيمُهُ إِجَابَتُهُ
وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَالْفُقَهَاءُ أَكْثَرُهُمْ قَالُوا يَا كُلُّ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ

﴿﴾ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے باز کے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو
آپ نے ارشاد فرمایا: جسے وہ تمہارے لیے شکار کر لے اسے کھا لو۔

ہم اس روایت کو صرف مجالد کی شععی سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک باز اور شکرے کے شکار میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مجالد فرماتے ہیں: باز وہ پرندہ ہے جسے شکار کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور یہ ان جوارح میں شامل ہے۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ
نے کیا ہے۔

”اور جن جوارح کی تم نے تربیت کی ہو“

انہوں نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے کتے اور پرندے کا تذکرہ کیا ہے جن کے ذریعے شکار کیا جاتا ہے۔

بعض اہل علم نے باز کے اس شکار کو کھانے کی رخصت دی ہے جسے اس باز نے خود بھی کھایا ہو۔

یہ علماء فرماتے ہیں: باز کے تربیت یافتہ ہونے کا مطلب یہ ہے: وہ حکم کی تعمیل کرے۔

بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اکثر فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی اس شکار کو کھا سکتا ہے جس کے کچھ حصے کو باز
نے کھایا ہو۔

شرح

باز کے ذریعے شکار کیے ہوئے جانور کا شرعی حکم

لفظ ”الْبُزَاةُ“ البازی کی جمع ہے اور اردو زبان میں ”باز“ کو کہا جاتا ہے۔ باز کے شکار کے حلال ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ
وہ کتے کی طرح معلم یعنی تربیت یافتہ ہو۔ دونوں کی تعلیم میں فرق ہے۔ کتے کی تعلیم یہ ہے کہ وہ شکار کرنے کے بعد جانور کو مکمل طور
پر اپنے مالک کے لیے محفوظ رکھے اور اس کو کھائے نہ۔ باز کی تعلیم یہ ہے کہ جب مالک اسے جانور کے شکار کے لیے اڑائے اور پھر
اسے واپس طلب کرے تو وہ فوراً واپس پلٹ آئے۔ معلم کتے کی طرح ایسے باز کا شکار بھی حلال ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنْهُ

باب 4: آدمی شکار کو تیر مارتا ہے اور وہ شکار غائب ہو جاتا ہے

1388 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ

سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرْمِي الصَّيْدَ فَاجِدُ فِيهِ مِنَ الْغَدِ سَهْمِي قَالَ إِذَا عَلِمْتَ أَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهُ

وَلَمْ تَرَ فِيهِ أَثَرَ سَبْعٍ فَكُلْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

اسناد دیگر: وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ

عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ مِثْلَهُ وَكَلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ

﴿﴾ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں شکار کو تیر مارتا ہوں اور پھر میں اسے

اگلے دن اپنے تیر کے ہمراہ پاتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں یہ یقین ہو کہ وہ تمہارے ہی تیر کی وجہ سے ہلاک ہوا

ہے اور تم اس میں کسی درندے (کے حملے) کا نشان نہ پاؤ تو تم اسے کھا لو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شعبہ نے اس حدیث کو ابو بشر کے حوالے سے عبد الملک بن میسرہ کے حوالے سے، سعید بن جبیر کے حوالے سے، حضرت عدی

بن حاتم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

یہ دونوں روایات صحیح ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

تیر لگنے کے بعد شکار کے غائب ہونے کا حکم

جب کوئی شخص پرندے کو تیر کا نشانہ بنائے تو شکار غائب ہو جائے اور تلاش کے باوجود وہ دستیاب نہ ہوا ہو۔ دوسرے دن وہ

1388- اخذہ النسائی (193/7) کتاب الصید والذبايح، باب: فی الذی یرمی الصید فیغیب عنہ واحد (377/4) عن سعید

بن جبیر عن عدی بن حاتم بہ۔

پرندہ ہلاک شدہ دستیاب ہو اور تیر بھی اس میں پیوست ہو تو وہ جانور حلال ہے کیونکہ یقینی طور پر وہ پرندہ تیر سے ہلاک ہوا ہے لہذا وہ حلال ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَجِدُهُ مَيِّتًا فِي الْمَاءِ

باب 5: جو شخص شکار کو تیر مارے اور پھر اس شکار کو پانی میں مردہ پائے

1389 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنِي عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنِ

الشَّعْبِيِّ عَنِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ إِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَأَذْكَرَ اسْمَ اللَّهِ فَإِنْ وَجَدْتَهُ قَدْ قُتِلَ فَكُلْ إِلَّا أَنْ تَجِدَهُ قَدْ وَقَعَ فِي مَاءٍ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي الْمَاءُ قَتَلَهُ أَوْ سَهْمُكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے بارے میں دریافت کیا: آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم اسے اپنا تیر مارو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لو پھر تم اسے اس حالت میں پاؤ کہ وہ مر چکا ہے تو تم اسے کھاؤ، ماسوائے اس صورت کے کہ تم اسے پانی میں گرا ہوا پاؤ، تو اسے نہ کھانا کیونکہ تم یہ نہیں جانتے کہ وہ پانی کی وجہ سے مرا ہے یا تمہارے تیر کی وجہ سے مرا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

تیر لگنے کے بعد پرندہ پانی میں مردہ پائے جانے کا حکم

شکاری کا تیر لگنے کے بعد پرندہ پانی میں جا گرے اور ہلاک ہو جائے۔ اس صورت میں شکار کی ہلاکت کے دو اسباب ہوئے۔ (۱) تیر کا نشانہ بننا (۲) پرندے کا پانی میں گرنا۔ پہلے سبب کی وجہ سے یہ حلال ہوگا اور دوسرے سبب کی وجہ سے حرام۔ جب حلت و حرمت دونوں اسباب کسی جانور میں پائے جائیں تو حرمت والے سبب کو ترجیح حاصل ہوتی ہے لہذا یہ پرندہ کھانا حلال نہیں بلکہ حرام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

1389- اخرجہ البخاری (525/9) کتاب الذبائح والصيد: باب: الصيد اذا غاب غاب عنه يومين او ثلاثه' حديث (5484) ومسلم (12/7) كتاب الصيد والذبائح- باب: الصيد بالكلاب العلية حديث (1929/7) وابو داؤد (121/2) كتاب الصيد' باب: في الصيد' حديث (2859) والنسائي (193/192/7) كتاب الصيد والذبائح' باب: في الذي يرمى الصيد فيقع في الماء' وابن ماجه (1072/2) كتاب الصيد باب: الصيد يغيب ليلة' حديث (3213) واحمد (256/4) عن عاصم الاحوال عن الشعبي عن عدی بن حاتم به.

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلْبِ يَأْكُلُ مِنَ الصَّيْدِ

باب 6: جو کتا شکار میں سے کچھ کھائے اس کا حکم

1390 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ
 الْمُعَلَّمَّ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَيَّ نَفْسِهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ خَالَطَتْ كِلَابَنَا كِلَابٌ أُخْرُ قَالَ إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْ عَلَيَّ غَيْرِهِ
 مذاهب فقهاء: قَالَ سُفْيَانُ أَكْرَهُ لَهُ أَكْلَهُ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَغَيْرِهِمْ فِي الصَّيْدِ وَالذَّبِيحَةِ إِذَا وَقَعَا فِي الْمَاءِ أَنْ لَا يَأْكُلَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي الذَّبِيحَةِ إِذَا قُطِعَ الْحُلُقُومُ فَوَقَعَ
 فِي الْمَاءِ فَمَاتَ فِيهِ فَإِنَّهُ يُؤْكَلُ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَقَدْ اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْكَلْبِ إِذَا أَكَلَ مِنَ
 الصَّيْدِ فَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ
 وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِي الْأَكْلِ مِنْهُ
 وَإِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ مِنْهُ

﴿﴾ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے تربیت یافتہ کتے کے شکار کے بارے میں
 دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے کتے کو بھیجتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام لے لو تو جو وہ تمہارے لیے شکار کرے اسے کھا لو
 اگر وہ خود اسے کھا چکا ہو تو تم اسے نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس نے اپنے لیے کیا ہوگا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال
 ہے اگر ہمارے کتے کے ساتھ کچھ دوسرے کتے بھی آکر مل جاتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے
 کتے کو بھیجتے ہوئے لیا تھا دوسروں پر نہیں لیا تھا۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایسے جانور کو کھانا نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے مکروہ قرار دیا تھا۔
 نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک شکار اور ذبیحہ میں اس حدیث پر عمل کیا
 جائے گا۔ اگر وہ دونوں پانی میں گر جائیں تو آدمی اسے نہیں کھائے گا۔
 بعض حضرات نے ذبیحہ کے بارے میں یہ حکم دیا ہے: اگر اس کا حلقوم کٹ چکا ہو اور پھر وہ پانی میں گر جائے اور وہاں گر کر مر
 جائے تو اسے کھایا جاسکتا ہے۔

عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں۔

اہل علم نے کتے کے بارے میں اختلاف کیا ہے اگر وہ شکار کو کھا لیتا ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اگر کتا شکار میں سے کھا لیتا ہے تو آدمی اسے نہیں کھائے گا۔
سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ، امام اسحاق رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے ایسے شکار کو کھانے کی اجازت دی ہے۔
اگرچہ کہتے ہیں اس شکار میں سے کچھ کھایا ہو۔

شرح

کتا شکار کا کچھ حصہ کھالے تو گوشت کا شرعی حکم

جب معلم کتا کو بسم اللہ پڑھ کر شکار پر چھوڑا تو اس نے شکار کو محفوظ رکھا تو وہ متفقہ طور پر حلال ہے۔ اگر کتے نے شکار کا کچھ حصہ کھالیا یا اس کتے کے ساتھ دوسرے کتے بھی شامل ہو گئے ہوں جو بسم اللہ پڑھے بغیر چھوڑے گئے ہوں تو اس شکار کے حلال و حرام ہونے میں آلہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ وہ شکار حلال ہے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ماکل مما امسکن علیک قال ای ابو ثعلبہ ذکی و غیر ذکی قال ذکی و غیر ذکی قال وان اکل منه قال وان اکل منه . یعنی کتے نے خواہ شکار کا کچھ کھا بھی لیا ہو تو وہ حلال ہے اور تم وہ کھا سکتے ہو۔

۲- جمہور آئمہ فقہ کا نقطہ نظر ہے کہ شکاری کتا جس شکار کا کچھ حصہ کھالے تو وہ ہمارے لیے حرام ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے: فان اکل فلاسا کل یعنی اگر شکاری کتا شکار کا کچھ حصہ کھالے تو تم اسے نہ کھاؤ۔ علاوہ ازیں ارشاد ربانی ہے: فکلوا مما امسکن علیکم۔ اگر شکاری کتا تمہارے لیے شکار کو محفوظ رکھے تو تم اسے کھاؤ۔ گویا اگر شکاری کتا شکار کا کچھ حصہ کھالے تو تم نہ کھاؤ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

باب 7: لاٹھی کے ذریعے شکار کا حکم

1391 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ
متن حدیث: قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ مَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ

1391- اخرجہ البخاری (513/9) کتاب الذبائح والصيد: باب: التسمية على الصيد- حدیث (5475) ومسلم (9/7-
الابی) کتاب الصيد والذبائح: باب: الصيد بالكلاب المعلية: حدیث (1929/4) والنسائی (195/7) کتاب الصيد والذبائح:
باب: ما اصاب بحد من صيد المعراض وابن ماجه (1072/2) کتاب الصيد: باب: صيد المعراض: حدیث (3214) والدارمی
(89/2) کتاب الصيد: باب: التسمية عند ارسال الكلب وصيد الكلاب: والحمیدی (406/2) حدیث (913) واحمد (256/4)
عن زكريا عن الشعبي عن عدی بن حاتم به: وعند ابی داؤد (122/2) کتاب الصيد: باب: فی الصيد: حدیث (2854) عن عبد
الله بن ابی السفر عن الشعبي عن عدی بن حاتم به.

وَمَا أَصَبَتْ بَعْرُضِهِ فَهُوَ وَقِيدٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے لاٹھی کے شکار کے بارے میں دریافت کیا

تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو اس کی نوک لگنے کی وجہ سے مرے اس کو کھا لو اور جو چوڑائی کی سمت میں لاٹھی لگنے کی وجہ سے مرے وہ مردار شمار ہوگا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند حدیث نقل کی ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

معراض کے ذریعے شکار کرنے کا شرعی حکم

معراض سے مراد ایسی لاٹھی ہے جس کی نوک پر لوہے کا تیز دھار لوہے کا پھل لگا ہوتا ہے جو اپنا دفاع کرنے کے شکار کرنے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کا قدیمی ہتھیار ہے۔ سوال یہ ہے کہ معراض کے ذریعے کیا ہوا شکار حلال ہے یا حرام؟ یہی سوال حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا تو آپ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا تھا کہ اگر معراض کی نوک سے شکار کیا ہے تو وہ حلال ہے اور اگر اس کے عرض یا پہلو سے شکار کیا ہو تو وہ حرام ہے۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ کونے سے شکار کی وجہ سے شکار زخمی ہوگا اور خون بہہ جائے گا جبکہ عرض حصہ لگنے سے یہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّبِيحَةِ بِالْمَرْوَةِ

باب 8: پتھر کے ذریعے ذبح کرنا

1392 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَيْبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ قَوْمِهِ صَادَ أَرْنَبًا أَوْ اثْنَيْنِ فَذَبَحَهُمَا بِمَرْوَةٍ فَعَلَّقَهُمَا حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهِمَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَرَافِعِ وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُذَكِّي بِمَرْوَةٍ وَلَمْ يَرَوْا بِأَكْلِ الْأَرَنْبِ
بِأَسَا وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ
وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُهُمْ أَكْلَ الْأَرَنْبِ

اختلاف سند: وَقَدْ اِخْتَلَفَ أَصْحَابُ الشَّعْبِيِّ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ فَرَوَى دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ
الشَّعْبِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَرَوَى عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَوْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ
وَمُحَمَّدُ بْنُ صَفْوَانَ أَصَحُّ وَرَوَى جَابِرُ الْجُعْفِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نَحْوَ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنِ
الشَّعْبِيِّ وَيُحْتَمَلُ أَنَّ رِوَايَةَ الشَّعْبِيِّ عَنْهُمَا قَالَ مُحَمَّدٌ حَدِيثُ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ
﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ان کی قوم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے ایک یا شاید دو خرگوشوں کا
شکار کیا اور انہیں پتھر کے ذریعے ذبح کر کے لٹکا دیا جب اس کی ملاقات نبی اکرم ﷺ سے ہوئی تو اس نے آپ سے اس بارے میں
دریافت کیا: آپ نے اسے ان دونوں کو کھالینے کی ہدایت کی۔

اس بارے میں حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ، حضرت رافع رضی اللہ عنہ اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
بعض اہل علم نے اس بات کی اجازت دی ہے: پتھر کے ذریعے ذبح کیا جاسکتا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک خرگوش کو کھانے
میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں۔
بعض اہل علم نے خرگوش کھانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔
امام شععی کے اصحاب نے اس روایت کو نقل کرنے میں اختلاف کیا ہے۔
داؤد بن ابو ہند نے اسے شععی کے حوالے سے، محمد بن صفوان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
جبکہ عاصم نے اس روایت کو شععی کے حوالے سے صفوان بن محمد یا شاید محمد بن صفوان نامی راوی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
محمد بن صفوان نام درست ہے۔

جابر جعفی نے شععی کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے اس طرح کی روایت نقل کی ہے جیسا کہ قتادہ نے شععی سے
نقل کی ہے۔

یہاں اس بات کا احتمال موجود ہے: امام شععی نے ان دونوں حضرات سے احادیث نقل کی ہوں۔
امام محمد بن اسماعیل بخاری فرماتے ہیں: شععی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ محفوظ نہیں ہے۔

شرح

پتھر سے جانور کو ذبح کرنے کا شرعی حکم

لفظ ”مرؤة“ سے مراد سفید دھار دار پتھر ہے۔ مسجد حرام سے متصل اور صفا پہاڑی کے مقابل پہاڑی کو بھی ”مرؤة“ کہا جاتا
ہے۔ دھار دار پتھر جس سے خون بہہ جائے سے بھی جانور کو ذبح کرنا جائز ہے اور اس کا گوشت بھی حلال ہے۔ اسی طرح بانس کا

چھلکا جو تیز دھار ہو سے بھی جانور ذبح کیا جاسکتا ہے۔ اس بارے میں مشہور ارشاد نبوی ہے: جو چیز خون بہا دے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حلال ہی۔ (مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۰۷)

فائدہ نافعہ: تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق و اجماع ہے کہ خرگوش کا شکار کرنا اور اس کا گوشت کھانا حلال ہے۔ حدیث باب سے بھی اس کا شکار اور حلال ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں اہل تشیعہ کے علاوہ کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا، ان کے نزدیک اس کا شکار منع اور گوشت حرام ہے۔



کتاب الْأَطْعِمَةِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

کھانے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الْمَصْبُورَةِ

باب 1: جس جانور کو باندھ کر (نشانی بازی کے ذریعے مارا جائے) اسے کھانا حرام ہے

1393 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَفْرِيِّقِيِّ عَنْ

صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْمُجْتَمَةِ وَهِيَ الَّتِي تُصَبَّرُ بِالنَّبْلِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَرَبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَأَنَسٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي الدَّرْدَاءِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجسمہ کھانے سے منع کیا ہے اور یہ وہ جانور ہے جسے باندھ

کر اس پر تیر اندازی کی جائے۔

اس بارے میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر

رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔

1394 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ وَهْبِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ

حَدَّثْتَنِي أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ الْعَرَبَاضِ وَهِيَ ابْنُ سَارِيَةَ عَنْ أَبِيهَا

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السَّبْعِ

وَعَنْ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْمُجْتَمَةِ وَعَنِ الْخَلِيسَةِ وَأَنَّ تَوَطَّأَ الْحَبَالِي

حَتَّى يَضَعْنَ مَا فِي بُطُونِهِنَّ

1393- اخرجہ احمد (195/5) (455/6) والحدیثی (194/1) حدیث (397) عن سهیل بن ابی صالح عن عبد اللہ بن

یزید السعدی عن سعید بن السیب عن ابی الدرداء.

1394- اخرجہ احمد (127/4) اقل حدیثنا وهب بن اخلد الحمصی قال: حدیثی ام حبیبة بنت العرباض عن العرباض بن

ساریة.

مذاهب فقہاء: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقَطَعِيُّ سُنِلَ أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْمُجْتَمَةِ قَالَ أَنْ يُنْصَبَ الطَّيْرُ أَوْ الشَّيْءُ فَيُرْمَى وَسُنِلَ عَنِ الْخَلِيسَةِ فَقَالَ الذَّنْبُ أَوْ السَّبْعُ يُدْرِكُهُ الرَّجُلُ فَيَأْخُذُهُ مِنْهُ فَيَمُوتُ فِي يَدِهِ قَبْلَ أَنْ يَذْكِبَهَا

﴿﴾ أم حبیبہ بنت عریض اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن نوکیلے دانٹوں والے درندے اور نوکیلے پنچوں والے پرندے، پالتو گدھوں، مجثمہ اور خلیسہ کھانے سے منع کیا تھا نیز حاملہ کنیزوں کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کیا تھا جب تک وہ بچے کو جنم نہ دیں۔

محمد بن یحییٰ کہتے ہیں ابو عاصم نامی راوی سے مجثمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے فرمایا: پرندے کو یا کسی اور (جانور کو) باندھ کر اس پر تیر اندازی کی جائے۔ (یعنی نشانے بازی کی جائے)

ان سے خلیسہ کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے فرمایا: جسے کوئی بھیڑ یا یا درندہ پکڑے اور پھر آدمی اس سے چھین لے اور وہ آدمی کے ہاتھ میں آدمی کے اس کے ذبح کرنے سے پہلے ہی مر جائے۔

1395 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ سِمَاكِ عَنْ عِكْرِمَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَّخَذَ شَيْءٌ فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کسی بھی جاندار چیز کو پکڑ کر اس پر نشانے بازی کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

شرح

باندھ کر تیروں سے ہلاک کیے جانے والے جانور۔ کے کھانے کا شرعی حکم

زمانہ جاہلیت میں جانور کو باندھ کر اسے تیروں کا نشانہ بنایا جاتا تھا اور اس کے ہلاک ہونے پر لوگ اسے بڑے ذوق سے کھاتے تھے۔ ایسے جانور کو عربی زبان میں ”مصبورہ“ کہا جاتا ہے۔ حدیث باب میں اس رسم جاہلی سے منع کیا گیا ہے اور ایسے

1395- إخراجہ مسلم (43/7) کتاب الصيد والذبائح، باب: النهی عن صید البھائم، حدیث (1957/58) والنسائی

(239/7) کتاب الضحایا، باب: النهی عن البجیة، وابن ماجہ (1063/2) کتاب الذبائح، باب: النهی عن صید البھائم وعن

الثلثة، حدیث (3187) واحمد (1/216'274'280'285'297'338'340'345)

جانور کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ باب کی دوسری حدیث میں کچلیوں والے درندوں اور ان پرندوں کو حرام قرار دیا گیا ہے جو اپنے پنجوں سے پکڑ کوئی چیز کھاتے ہیں مثلاً پالتو گدھا، وحشی گدھا وغیرہ۔

لفظ "خلیہ" بروزن فعلیہ کا لغوی معنی ہے۔ چھڑوائی ہوئی چیز جبکہ اصطلاحی معنی کے لحاظ سے وہ جانور مراد ہے جو درندے کے منہ سے چھڑایا گیا ہو اور ذبح کرنے سے قبل مر جائے۔ یہ جانور حرام ہے۔ تاہم درندے کے منہ سے زندہ چھڑا کر اسے ذبح کر لیا جائے تو وہ جانور حلال ہوگا مثلاً کتے نے مرغی پکڑ لی اور زندہ اس کے منہ سے چھڑائی گئی پھر وہ ذبح کر لی گئی تو اس صورت میں وہ حلال ہوگی۔ لفظ "بجثمہ" سے مراد وہ جانور ہے جسے زمانہ جاہلیت میں باندھ کر تیروں کا نشانہ بنا کر ہلاک کیا جاتا تھا اور کھایا جاتا تھا۔ یاد رہے لفظ مصبورہ اور بجثمہ دونوں مترادف ہیں۔ باب کی تیسری حدیث میں جانور کو باندھ کر تیروں کا نشانہ بنانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس طرح بلا وجہ جانور کو تکلیف دی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكَاةِ الْجَنِينِ

باب 2: جنین کو ذبح کرنا

1396 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُجَالِدٍ ح قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ أَبِي الْوَدَّاعِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: ذِكَاةُ الْجَنِينِ ذِكَاةُ أُمِّهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ

توضیح راوی: وَأَبُو الْوَدَّاعِ اسْمُهُ جَبْرُ بْنُ نَوْفٍ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنین کی ماں کو ذبح کرنا، جنین کو ذبح کرنا شمار ہو

گا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول

ہیں۔

1396- اخرجہ ابو داؤد (113/2) کتاب الذبائح، باب: ما جاء في ذكاء الجنين، حدیث (2827) وابن ماجه (1067/2) كتاب الذبائح، باب: ذكاء الجنين ذكاة أمه، حدیث (3199) واحمد (31/3) عن مجالد، عن ابى الوداع عن ابى سعيد الخدرى

بہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

ابووداک نامی راوی کا نام جبر بن نوف ہے۔

شرح

جنین کو ذبح کرنے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

لفظ ”جنین“ سے مراد جانور کے پیٹ کا بچہ ہے۔ اگر ذبح شدہ جانور کے پیٹ سے زندہ جنین برآمد ہو تو اسے ذبح کیا جائے گا۔ اگر وہ ذبح کرنے سے قبل مر جائے یا اس حالت میں اس کے پیٹ سے برآمد ہو کہ اس کی بناوٹ مکمل نہ ہو تو بالا جماع ایسا بچہ حرام ہے۔ اگر ماں کے پیٹ سے برآمد ہونے والے بچے کی بناوٹ مکمل ہو اور جسم پر بال بھی موجود ہوں، تو اس کے حلال و حرام ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسا جنین حرام ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ حدیث باب کی اصل عبارت یوں تھی۔ ذکاة الجنین کذکاة امہ۔ یعنی جنین کو بھی ماں کی طرح ذبح کیا جائے گا۔ جب پیدا ہی مردہ ہو اور ذبح کرنے کی نوبت نہ آئی تو جنین یقیناً حرام ہوگا۔ اس صورت میں زید کالاسد کی طرح ترکیب نجومی ہوگی۔

۲- حضرات آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جنین حلال ہے۔ انہوں نے حالت رفع میں حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ ذکاة الجنین ذکاة امہ۔ یعنی ماں کا ذبح ہی جنین کا ذبح ہے۔ اس صورت میں خیر مقدم اور مبتداء مؤخر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے موقف کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ ارشاد ربانی سے بھی اس کی تاکید ہوتی ہے۔ حرمت علیکم المیتہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كُلِّ ذِي نَابٍ وَذِي مِخْلَبٍ

باب 3: ہر نوکیلے دانت والے درندے اور نوکیلے پنچوں والے پرندے (کو کھانا) حرام ہے

1397 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ

شَهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيِّ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ

الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَائِدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

﴿﴾ حضرت ابو ثعلبہ حسنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نو کیلے پنچے والے درندے (کو کھانے سے) منع کیا

ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو اور لیس خولانی نامی راوی کا نام عائد اللہ بن عبد اللہ ہے۔

1398 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ الْحُمْرَ الْإِنْسِيَّةَ وَلُحُومَ الْبِغَالِ وَكُلَّ

ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَرَبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثٌ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ راوی کہتے ہیں یعنی غزوہ خیبر کے دن پالتو

گدھوں کو، خچروں کے گوشت کو، ہر نو کیلے دانت والے درندے اور ہر نو کیلے پنچے والے پرندے کو (حرام قرار دیا ہے)

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

1399 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ

1397- اخرجہ البخاری (573/9) کتاب الذبائح والصيد، باب: اكل كل ذي ناب من السباع حديث ص (5530) ومسلم

(14/7) كتاب الصيد والذبائح، باب: تحريم اكل كل ذي ناب - حديث (1932) واهوداؤد (383/2) كتاب الاطعمة،

باب: النهي عن اكل السباع، حديث (3802) والنسائي (200/7) كتاب الصيد والذبائح، باب: تحريم اكل السباع وابن

ماجه (1077/2) كتاب الصيد، باب: اكل كل ذي ناب من السباع، حديث (3232) ومالك (496/2) كتاب الصيد، باب:

تحريم اكل كل ذي ناب من السباع، حديث (13) واحمد (193/4, 194) والدارمي (84/2) كتاب الاضحى، باب: ما لا

يوكل من السباع والحميدى (286/2) حديث (875) عن الزهري عن ابى ادريس الخولانى عن ايب ثعلبة الخشنى به.

1398- اخرجہ احمد (323/3) حدثنا ابو النضر، هاشم بن القاسم، قال، حدثنا عكرمة بن عمار، عن يحيى بن ابى كثير، عن

ابى سلمة بن عب دالرحرمن عن جابر به.

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ كُلَّ ذِي نَابٍ مِّنَ السَّبَاعِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانتوں والے درندے (کو کھانے) کو حرام قرار

دیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اکثر اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

نوکیلے دانتوں والے درندوں اور نوکیلے پنچوں والے پرندوں کا گوشت حرام ہونا

باب کی احادیث ثلاثہ کا خلاصہ یہ ہے کہ فتح خیبر کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے جانوروں کے حرام ہونے کا اعلان فرمایا۔ (۱) گھریلو گدھو (۲) خچروں کا گوشت (۳) نوکیلے دانتوں والے درندوں (۴) نوکیلے پنچوں والے پرندوں وغیرہ۔ ان روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت میں خود مختار بنایا ہے کہ آپ جس چیز کو چاہیں حلال قرار دیں اور جس چیز کو چاہیں قرار دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حلال یا حرام کردہ چیز درحقیقت اللہ تعالیٰ کی حلال یا حرام کردہ ہے؛ کیونکہ ارشاد ربانی ہے: مَنْ يَطْعِ الرِّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

بَابُ مَا قُطِعَ مِنَ الْحَيِّ فَهُوَ مَيْتٌ

باب 4: جس زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے، وہ عضو مردار شمار ہوگا

1400 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ

متن حدیث: قَالَ قَدِيمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَجُبُونَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ وَيَقْطَعُونَ الْيَابِ

1399- اخرجہ احمد (418/366/2) عن محمد بن عمرو، عن ابی سلمة عن ابی ہریرة به۔

1400- اخرجہ ابو داؤد (124/2) کتاب الصيد، باب: فی صید قطع منه قطعة، حدیث (2858) والدارمی (93/2) کتاب

الصيد، باب: فی الصيد یبین منه العضو، واحد (218/5) عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار، عن زید بن اسلم عن عطاء بن

یسار، عن ابی واقد اللیثی به۔

الْغَنَمِ فَقَالَ مَا قَطَعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَوَزَجَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

دِينَارٍ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَأَبُو وَقِيدِ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ

﴿﴾ حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ اونٹ کی کوہان اور دنبوں کی چکی کاٹ لیا کرتے تھے (اور اسے کھایا کرتے تھے) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس زندہ جانور کا کوئی حصہ کاٹ لیا جائے وہ حصہ مردار شمار ہوگا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف زید بن اسلم سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

ابو واقد لیثی نامی راوی کا نام حارث بن عوف ہے۔

شرح

زندہ جانور کے عضو کو کاٹنے اور کٹے ہوئے عضو کا شرعی حکم

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں میں ایک عجیب عمل یہ دیکھا کہ وہ زندہ اونٹ کی کوہان اور دنبے کی چکی کاٹ لیتے پھر اسے پکا کر بڑے مزے سے کھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس حرکت سے منع فرمایا اور کٹے ہوئے عضو یا حصہ کے گوشت کا کھانا بھی حرام قرار دیا کیونکہ ایسی صورت میں جانوروں کے لیے سخت تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے۔ دوران شکار تیر لگنے سے شکار کی ٹانگ یا جسم کا کوئی حصہ الگ ہو کر جائے تو اس مسئلہ میں قدرے تفصیل ہے جہاں الگ شدہ عضو یا حصہ فرع اور مہان منہ جس جانور سے الگ ہوا ہو۔ اصل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو تو مہان حرام ہوگا ورنہ حلال ہوگا۔ اگر دوران شکار جانور درمیان سے کٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تو دونوں حلال ہوں گے اس لیے کہ ایسی صورت میں زندہ ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ کسی جانور کو ذبح کیا اور ٹھنڈا ہونے سے قبل اس کا کوئی عضو کاٹ کر الگ کر لیا تو وہ حلال قرار پائے گا کیونکہ وہ جانور خواہ صورتاً زندہ تھا جبکہ حکماً مذبوہ تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّكَاةِ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ

باب 5: حلق اور لبہ میں ذبح کرنا

1401 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ

بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنبَانَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعُشْرَاءِ عَنْ أَبِيهِ
مَنْ حَدِيثٍ: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ قَالَ لَوْ طَعَنْتَ فِي فِخْدِهَا
لَأَجَزَا عَنْكَ

اسناد دیگر: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ هَذَا فِي الضَّرُورَةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ وَلَا نَعْرِفُ

لَأَبِي الْعُشْرَاءِ عَنْ أَبِيهِ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ

توضیح راوی: وَاخْتَلَفُوا فِي اسْمِ أَبِي الْعُشْرَاءِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْمُهُ أُسَامَةُ بْنُ قَهْطِمٍ وَيُقَالُ اسْمُهُ يَسَارُ بْنُ

بَرَزٍ وَيُقَالُ ابْنُ بَلَزٍ وَيُقَالُ اسْمُهُ عَطَارِدٌ نُسِبَ إِلَى جَدِّهِ

﴿﴾ ابوالعشراء اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا شرعی طور پر ذبح کرنا صرف حلق اور

لبہ میں ہوتا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم ان کی ران پر نیزہ مار دو تو تمہارے لیے یہ بھی جائز ہے۔

احمد بن منیع نامی راوی بیان کرتے ہیں: یزید بن ہارون فرماتے ہیں: یہ حکم ضرورت کے وقت ہے۔

اس بارے میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف حماد بن سلمہ سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق ابوالعشراء نے اپنے والد کے حوالے سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت نقل نہیں کی۔

محدثین نے ابوالعشراء کے نام کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے۔ ان کا نام اسامہ بن قہطم ہے۔

ایک قول کے مطابق یسار بن برز ہے۔ ایک قول کے مطابق ابن بلز ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام عطارو ہے۔ ان کی

نسبت ان کے دادا کی طرف کی جاتی ہے۔

1401 - اخرجہ ابو داؤد (113/2) کتاب الذبائح، باب: ما جاء في ذبيحة المتردية، حديث (2825) والنسائي (228/7)

كتاب الضحايا، باب: ذكر المتردية في البئر التي لا يوصل الي حلقها وابن ماجه (1063/2) كتاب الذبائح، باب: ذكاة الناد من

البهائم، حديث (3184) والدارمي (82/2) كتاب الاضاحي، باب: في ذبيحة المتردي في البئر واحمد (24/4) عن حماد بن

سمة عن ابي العشراء عن ابيه به.

شرح

ذبح کی تعریف اور اقسام

جانور کی چار رگیں کاٹ دینے کا نام ذبح ہے: (۱) حلقوم: یہ سانس کے آنے جانے کی رگ ہوتی ہے (۲) مری: اس کے ذریعے اشیاء خوردنی پیٹ میں جاتی ہیں (۳، ۴) ودجین: مری کے اطراف میں دو رگیں جن میں خون کی آمد و رفت ہوتی ہے۔

ذبح کی دو اقسام ہیں: (۱) ذبح اختیاری: ذبح کو جانور پر پورا اختیار حاصل ہو مثلاً گائے یا بکری یا دنبی یا مرغی کو قبلہ رخ لٹالیا اور بسم اللہ پڑھ کر چھری وغیرہ استعمال کی۔ اس صورت میں محل ذبح صرف حلقوم ہے۔ (۲) ذبح اضطراری: ذبح کو جانور پر پورا اختیار حاصل نہ ہو مثلاً مرغی درخت پر چڑھ گئی یا جانور دوڑ گیا یا جانور حیات و موت کی کشمکش ہو لیکن ذبح کرنے کے لیے کوئی چیز دستیاب نہ ہو۔ اسی طرح اونٹ یا گائے یا بکری دوڑ گئی۔ اس قسم کے ذبح کا حکم یہ ہے کہ جانور کا تمام جسم محل ذبح ہے۔ سائل ذبح کی قسم ثانی سے ناواقف تھا اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں اس کی وضاحت فرمادی کہ ذبح اضطراری میں محل ذبح جانور کا پورا جسم ہوتا ہے۔



کتاب الأئمان والفوائد

مختلف احکام اور فوائد

(کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول احادیث کا مجموعہ)

باب ما جاء في قتل الوزغ

باب 1: چھکلی کو مارنا

1402 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ قَتَلَ وَرَغَةً بِالضَّرْبَةِ الْأُولَى كَانَ لَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً فَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ

كَانَ لَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً فَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّلَاثَةِ كَانَ لَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَعْدِ وَعَائِشَةَ وَأُمِّ شَرِيكٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص پہلی ضرب میں چھکلی کو مار دے

اسے اتنی، اتنی نیکیاں ملیں گی اور اگر دوسری ضرب میں اسے مار دے تو اتنی، اتنی نیکیاں ملیں گی اور اگر تیسری ضرب میں اسے مار

دے تو اتنی، اتنی نیکیاں ملیں گی۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

چھکلی کو ہلاک کرنے کا ثواب

لفظ ”وزغ“ اسم جنس سے جس کا اطلاق چھکلی اور گرگٹ دونوں پر ہوتا ہے یہاں دونوں مراد ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ

1402- اخرجه مسلم (451/7) كتاب الاسلام، باب: استحباب قتل الوزغ، حدیث (2240/147) وابو داؤد (788/2)

كتاب الادب، باب: في قتل الوزغ حدیث (5262) وابن ماجه (1076/2) كتاب الصيد، باب: قتل الوزغ، حدیث (3229)

واحد (355/2) عن سهيل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة به۔

وسلم نے ان کو ہلاک کرنے کا حکم دیا اور انہیں فاسق (شرارتی) کے نام سے یاد فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پھونک مارتا تھا۔ (مشکوٰۃ، رقم الحدیث ۳۱۱۹) علاوہ ازیں ناز ابراہیم علیہ السلام میں اس کے پھونک مارنے کا واقعہ بخاری و مسلم دونوں میں مذکور ہے۔

حدیث باب سے ثابت ہے کہ چھکلی کا ہلاک کرنا باعثِ ثواب اور جائز ہے۔ پہلی ضرب میں مارنے کا ثواب زیادہ ہے، پھر دوسری ضرب میں ہلاک کرنے کا اور تیسری ضرب میں مارنے کا ثواب سب کے کم ہے۔ زیادہ یا کم ثواب کو ایک مثال کے ذریعے بھی سمجھایا جاسکتا ہے کہ پہلی ضرب میں مارنے سے سو نیکیوں کا ثواب، دوسری ضرب میں مارنے سے ۷۵ نیکیوں کا اجر اور تیسری ضرب میں مارنے سے ۵۰ نیکیوں کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ پہلی ضرب کا ثواب زیادہ ہونے کی دو وجوہات ہیں: (۱) پہلے نشانہ میں کامیابی جہادی عمل ہے جو مرغوب فیہ اور پسندیدہ فعل ہے۔ (۲) چھکلی بھولا پن اور چالاک پن دونوں اوصاف کی جامع ہوتی ہے۔ لہذا پہلی ضرب میں ہلاک ہوگئی تو فہما ورنہ یہ ہاتھ نہیں آتی۔

سوال: جس چھکلی نے گستاخی کرتے ہوئے نار ابراہیم علیہ السلام میں پھونک ماری تھی تو قصور اس کا تھا اور اسے ہلاک کر دینا چاہیے تھا۔ پھر پوری نوع کو ہلاک کرنے کی سعی کرنا خلاف قانون معلوم ہوتا ہے؟

جواب: یہ بات درست ہے کہ جس چھکلی نے نار نمودی میں پھونک ماری تھی تو اصل قصور اس کا تھا، اس کی پوری نوع کو ہلاک کرنے کی وجہ یہ جرم نہیں ہے، بلکہ اس کی ایذا رسانی ہے اور اس جرم کو محض علامت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ چھکلی ایک شریر جانور ہے جو اپنی حرکت سے باز نہیں آتی بلکہ انسان کو ایذا رسانی کی مسلسل کوشش کرتی رہتی ہے۔ یہ کھانے پینے کے برتنوں میں تھوکتی ہے، چھت سے چپٹ کر کھانے میں بیٹھ کرتی ہے اور کوئی بس نہ چلے تو نمک میں رال ٹپکاتی ہے، جس کے استعمال سے برص کا ناسور پیدا ہو جاتا ہے، اس کی ہلاکت کا حکم اس کی شریر حرکات سے تحفظ کے لیے دیا گیا ہے۔ (الکوکب الدرر حاشیہ جامع ترمذی جلد ثانی ص ۳۹۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَاتِ

باب 2: سانپ کو مارنا

1403 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: اَقْتُلُوا الْحَيَاتِ وَاقْتُلُوا إِذَا الطُّفَيْتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحُبْلَى

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

1403- اخرجہ البخاری (399/6) کتاب بدء الخلق: باب: قول الله تعالى (واذ صرفنا اليك نفرًا) حدیث (3297) و مسلم (442/7) کتاب الاسلام: باب: قتل الحيات وغيرها، حدیث (2233) و ابو داؤد (785/2) کتاب الاداب: باب: في قتل الحيات، حدیث (5252) و ابن ماجه (1169/2) کتاب الطب: باب: قتل ذی الطفیتین، حدیث (3535) و الحمیدی (279/2) حدیث (620) و احمد (121, 9/2) عن ابن شهاب الزهري، عن سالم عن ابيه به.

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیکر: وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ قَتْلِ جِنَانِ الْبُيُوتِ وَهِيَ الْعَوَامِرُ وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَيْضًا مَذَاهِبَ فُقَهَاءٍ: وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ إِنَّمَا يُكْرَهُ مِنْ قَتْلِ الْحَيَاتِ قَتْلُ الْحَيَّةِ الَّتِي تَكُودُ دَقِيقَةً كَانَتْهَا فِضَّةٌ وَلَا تَلْتَوِي فِي مِشْتِهَا

﴿﴾ سالم بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سانپوں کو مار دو بطور خاص دو سیاہ نقطوں والے کو ضرور مارو اور کئی ہوئی دم والے کو (بھی مار دو!) کیونکہ یہ دونوں مینا کی کور دیتے ہیں اور حمل کو ضائع کر دیتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع کر دیا تھا یعنی جو گھریلو ہیں۔

ایک روایت کے مطابق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سانپوں کو مارنا مکروہ ہے جو پتلے ہوتے ہیں جن کے اندر چاندی کی طرح کی چمک ہوتی ہے اور وہ چلتے ہوئے بل نہیں کھاتے۔

1404 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ صَيْفِي عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

متن حدیث: إِنَّ لِبُيُوتِكُمْ عَمَارًا فَحَرِّجُوا عَلَيْهِنَّ ثَلَاثًا فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَاقْتُلُوهُنَّ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَكَذَا رَوَى عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ صَيْفِي عَنْ أَبِي سَعِيدِ

الْخُدْرِيِّ وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ صَيْفِي عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ عَنْ صَيْفِي نَحْوَ رِوَايَةِ مَالِكِ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: گھروں میں بھی کچھ سانپ رہتے

ہیں۔ انہیں تین مرتبہ تنبیہ کرو اس کے بعد بھی وہ نظر آ جائیں تو انہیں قتل کر دو۔

1404 - اخراجہ ابو داؤد (366/4) کتاب الاداب، باب: فی قتل الحیات حدیث (5260) من طریق ثابت ابن اسحاق عن عبد

الرحمن بن ابی لیلی عن ابیہ فذکرہ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو صفی نامی راوی کے حوالے سے، سائب کے حوالے سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

یہ روایت عبید اللہ بن عمرو سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

محمد بن عجلان نے صفی نامی راوی کے حوالے سے، امام مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

1405 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ قَالَ أَبُو لَيْلَى

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ظَهَرَتِ الْحَيَّةُ فِي الْمَسْكَنِ فَقُولُوا لَهَا إِنَّا نَسْأَلُكَ بَعْدَ نُوحٍ وَبَعْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ أَنْ لَا تُؤْذِينَا فَإِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ إِلَّا مِنْ هَذَا

الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى

◀◀ عبد الرحمن بن ابولیلی بیان کرتے ہیں: حضرت ابولیلی رضی اللہ عنہ نے یہ بات روایت کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ہے: جب گھر میں کوئی سانپ نظر آ جائے تو تم اسے کہو: ہم تم سے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے عہد کا تقاضا کرتے ہیں: تم ہمیں ازیت نہ دو اگر وہ پھر آ جائے تو اسے مار دو۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

بنانی سے منقول ہونے کے طور پر ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو ابن ابی لیلی سے منقول ہے۔

شرح

سانپوں کو ہلاک کرنے کا شرعی حکم

باب کی احادیث تلاش کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سانپوں کو ہلاک کرنا جائز ہے بلکہ ان کے زہریلے ہونے اور ایذا رسانی کے سبب ہلاک کرنا واجب ہے۔ لفظ: ”الطفیة“ سے مراد ایسا سانپ ہے جس کی پشت پر دو لکیریں موجود ہوتی ہیں۔ الابر: وہ سانپ ہے جسے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی دم کٹی ہوئی ہے لیکن درحقیقت وہ دم کٹا نہیں ہوتا۔ یہ دونوں سانپ بلا کے زہریلے ہوتے ہیں اور ان کا ڈسا ہوا انسان اپنی زندگی ہار دیتا ہے۔ اگر یہ سانپ نہ بھی کاٹیں تو انسان کے لیے انتہائی ضرر رساں اور نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ یہ انسان کی آنکھوں سے اپنی آنکھیں ملاتے ہیں تو انسان کو نابینا کر دیتے ہیں اور اگر عورت حالت حمل میں ہو تو اس کا حمل ضائع ہو جاتا ہے۔ پہلی حدیث باب میں انہیں ہلاک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں پاک و ہند کی سرزمین میں سیاہ ناگ اور چتکبر اسانپ زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ العوامر: لفظ عامر کی جمع ہے جس کا معنی ہے: آبا،

کنندہ۔ یہ ایک قسم کا سانپ تھا جو مدینہ طیبہ کے گھروں میں پایا جاتا تھا لیکن اب ناپید ہے۔ یہ سانپ چاندی کی طرح سفید باریک اور بل کھائے بغیر سیدھا چلتا ہے۔ باب کی دوسری حدیث میں اس کے ہلاک کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے منع کیا تھا کہ بعض اوقات اس کی شکل میں جنات بھی ظاہر ہوتے تھے۔

باب کی تیسری حدیث میں دو مشہور انبیاء کرام کے دو معاہدوں کا ذکر ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں طوفان سے محفوظ رہنے کے لیے کشتی تیار کی جس میں تمام جانوروں کا ایک ایک جوڑا اپنے ساتھ سوار کیا تھا اور جانوروں سے عہد لیا کہ وہ انسانوں کو ایذا نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو انسانوں، جنات اور جانوروں پر بھی حکومت عطا کی تھی۔ آپ کے دربار میں انسان، جنات اور جانور سب ایک ساتھ حاضر ہوتے تھے۔ آپ نے اپنے بھرے دربار میں جنات سے عہد لیا تھا کہ وہ انسانوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْكِلَابِ

باب 3: کتوں کو مارنے کا حکم

1406 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورُ بْنُ زَادَانَ وَيُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَّمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا كُلِّهَا فَاقْتُلُوا مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدَ بِهِمْ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَأَبِي رَافِعٍ وَأَبِي أَيُّوبَ حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَيُرْوَى فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ أَنَّ الْكَلْبَ الْأَسْوَدَ الْبَهِيمَ شَيْطَانٌ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدَ الْبَهِيمَ الَّذِي لَا يَكُونُ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْبَيَاضِ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ صَيْدَ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر کتے مخلوق کی ایک مخصوص قسم نہ ہوتی تو میں ان سب کو مارنے کا حکم دے دیتا، تاہم ان میں سے ہر کالے کتے کو مار دیا کرو۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ اور حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول

ہیں۔

1406- اخرجہ ابو داؤد (2/120) کتاب الصيد، باب: فی اتخاذ الکلب للصيد وغيرہ، حدیث (2845) والنسائی (7/185) کتاب الصيد والذبائح: باب: صفة الکلاب التي امر بقتلها وابن ماجه (2/1069) کتاب الصيد، باب: النهی عن اقتناء الکلب الا کلب صيد، حدیث (3205) والدارمی (2/90) کتاب الصيد، باب: فی قتل الکلاب، واحمد (4/85) (5/84) وعبد بن حميد (ص 181) حدیث (503) عن الحسن عن عبد الله بن مغفل به.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
 بعض روایات میں یہ بات نقل کی گئی ہے: سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔
 کالے سیاہ کتے سے مراد وہ کتا ہے جس میں ذرا بھی سفیدی نہ ہو۔
 بعض اہل علم نے کالے سیاہ کتے کے شکار کو مکروہ قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَمْسِكَ كَلْبًا مَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ

باب 4: جو شخص کتا پالے اس کے اجر میں کتنی کمی ہوتی ہے؟

1407 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا أَوْ اتَّخَذَ كَلْبًا لَيْسَ بِضَارٍّ وَلَا كَلَبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ حَكَمَ حَدِيثًا: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَوْ كَلَبَ زَّرْعٍ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کتا پالے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں): کتا رکھے جو شکار کرنے یا جانوروں کی حفاظت کے لیے نہ ہو تو اس شخص کے عمل میں روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان بن ابوزہیر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات بھی نقل کی گئی ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: یا کھیت کی حفاظت کے لیے ہو۔

1408 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ قَالَ قِيلَ لَهُ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ أَوْ كَلَبَ زَّرْعٍ فَقَالَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ لَهُ زَّرْعٌ

1407- اخرجہ البخاری (524/9) کتاب الذبائح والصيد، باب: من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد او ماشية، حدیث (5482) ومسلم (453/5) کتاب الساقاة، باب: الامر بقتل الكلاب-، حدیث (1574/50) والنسائی (188/7) کتاب الصيد والذبائح، باب: الرخصة في امساك الكلب للصيد ومالك (969/2) کتاب الاستئذان، باب: ما جاء في امر الكلاب، حدیث (13) واحد (101'55'4/2) عن نافع ابن عمر به۔

1408- اخرجہ البخاری (523/9) کتاب الذبائح والصيد، باب: من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد او ماشية، حدیث (5480) ومسلم (455/5) کتاب الساقاة، باب: الامر بقتل الكلاب-، حدیث (1574/52) والدارمی (90/2) کتاب الصيد، باب: في افتناء كلب الصيد او المشاية واحد (60'37/2) والحیثی (283/2) حدیث (633) عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر به۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا ہے، سوائے شکاری کتوں کے یا جانوروں کی حفاظت والے کتوں کے راوی بیان کرتے ہیں: ان سے کہا گیا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے ہیں: یا کھیت کی حفاظت کرنے والے کتوں کے تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کھیت تھے (اس لیے انہیں علم ہوگا) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1409 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زُرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَيُرْوَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ رَخَّصَ فِي امْسَاكِ الْكَلْبِ وَإِنْ كَانَ لِلرَّجُلِ شَاةٌ وَاحِدَةٌ
حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ بِهَذَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جانوروں کی حفاظت والے یا کھیت کی حفاظت والے یا شکار کے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالے تو اس کے اجر میں روزانہ ایک قیراط کم ہوتا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عطاء بن ابی رباح کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے کتا پالنے کی اجازت دی ہے اگر چہ آدمی کے پاس صرف ایک بکری ہو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عطاء سے منقول ہے۔

1410 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَغْفَلٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَالَ إِنِّي لَمِمَّنْ يَرْفَعُ أَغْصَانَ الشَّجَرَةِ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يَخْطُبُ فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَّةِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَأَقْتُلُوا مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدَ بِهِمْ وَمَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ
يَرْتَبِطُونَ كَلْبًا إِلَّا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ كَلْبَ غَنَمٍ

1410- اخرجہ البخاری (8/5) کتاب الحرث والمزارعة باب: اقتناء الكلب للحرث حدیث (2322) ومسلم

(240/10 نووی) کتاب المساقاة باب: الامر بقتل الكلاب - وابو داؤد (120/2) کتاب الصيد باب: في اتخاذ الكلب للصيد

وغیره حدیث (2844) والنسائی (189/7) کتاب الصيد والذبائح باب: الرخصة في امساك الكلب للحرث وابن ماجه

(1069/2) کتاب الصيد باب: النهی عن اقتناء الكلب الا كلب صید - حدیث (3204) واحد (267/2) عن ابی سلمة عن ابی

هريرة به۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ان افراد میں سے ایک ہوں جو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے ٹہنیاں ہٹا رہے تھے جب آپ خطبہ جمعہ دے رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا: اگر کتے مخلوق کی ایک مخصوص قسم نہ ہوتے تو میں انہیں قتل کرنے کا حکم دیتا تم ان میں سے ہر کالے سیاہ کتے کو مار دو اور جس گھر کے لوگ کتا پالتے ہیں ان کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا ہے۔ سوائے شکاری کتے کے یا کھیت کی حفاظت والے کتے کے یا بکریوں کی حفاظت والے کتے کے (یعنی کہ انہیں پالنے کی اجازت ہے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حسن کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔

شرح

کتوں کو ہلاک کرنے کا شرعی حکم

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کے ہاں کتا اتنا عزیز جانور تصور کیا جاتا تھا جتنا عصر حاضر میں اہل یورپ کے ہاں ہے۔ جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے غلبہ عطا فرمایا تو کتے کے حوالے سے بتدریج چند احکام جاری کیے گئے جس کی تفصیل یوں ہے:

(۱) لوگوں کو شوقیہ طور پر کتے پالنے سے منع کرتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ جو شخص کتا پالے گا اس کے اجر و ثواب سے روزانہ ایک قیراط (درہم کا 1/6 حصہ) ختم کر دیا جائے گا اور دوسری روایت کے مطابق دو قیراط ثواب کم کیا جائے گا۔ لوگوں نے شوقیہ کتے پالنا چھوڑ دیے تھے۔

(۲) دوسرا حکم یہ نافذ کیا گیا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اسے سات بار پانی سے دھویا جائے گا جبکہ ایک بار مٹی سے صاف کیا جائے گا تو پاک ہوگا۔ کتے عموماً گھروں میں رہتے تھے اور برتنوں میں منہ ڈالتے تھے تو لوگ برتنوں کو دھوتے دھوتے قاصر آچکے تھے۔ جس وجہ سے انہوں نے کتوں کو گھر میں رکھنا ترک کر دیا تھا۔

(۳) کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا گیا، جس وجہ سے لوگوں کے دلوں سے کتوں کی محبت کا خاتمہ ہو گیا۔ جب مدینہ طیبہ کے باہر سے کسی عورت کے ساتھ کتا مدینہ طیبہ میں آتا تو لوگ اسے مار دیتے یا شہر سے بھگا دیتے تھے۔

(۴) یہ حکم جاری کیا گیا کہ کالے کتوں کو مار دیا جائے۔

اس بات میں علماء کا اتفاق ہے کہ پہلا حکم باقی ہے دوسرے حکم میں اختلاف ہے اور تیسرا حکم منسوخ ہو چکا ہے جبکہ چوتھا حکم نافذ العمل یعنی برقرار ہے۔ شکار کی غرض سے یا مویشی کھیت اور گھر کی حفاظت کے لیے کتا پالنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّكَاةِ بِالْقَصَبِ وَغَيْرِهِ

باب 5: بانس وغیرہ سے ذبح کرنا

1411 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ

بْنِ خَدِيجٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

مُتَنٌ حَدِيثٌ: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مَدَى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَا أَنْهَرَ دَمًا وَذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلُوهُ مَا لَمْ يَكُنْ سِنًا أَوْ ظْفُرًا

وَسَأَحَدٌ كُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ

اسناد و دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَبَايَةَ عَنْ

رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَبَايَةَ عَنْ أَبِيهِ وَهَذَا أَصَحُّ

وَعَبَايَةَ قَدْ سَمِعَ مِنْ رَافِعٍ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ أَنَّ يَذْكُرِي سِنًّا وَلَا بِعَظْمٍ

﴿﴾ رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ

فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کل ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اور نماز فرمایا: جو چیز خون کو بہا دے اور جس جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو، تو تم اسے کھا لو بشرطیکہ اسے ”سن“ یا ”ظفر“ کے ذریعے

ذبح نہ کیا گیا ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں سن ہڈی کو کہتے ہیں اور ناخن حبشہ کی مخصوص چھری ہے۔

عبایہ بن رفاعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کرتے ہیں۔ تاہم ان حضرات نے اس میں عبایہ کے

اپنے والد کے حوالے سے نقل کرنے کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہ روایت زیادہ مستند ہے۔ عبایہ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک سن یا عظم کے ذریعے جانور ذبح نہیں کیا جاسکتا۔

1411- اخر جہ البخاری (155/5) کتاب الشركة، باب: قسنة الغنم، حدیث (2488) و مسلم (65/7) کتاب الاضاحی،

باب: جواز الذبحة بكل ما انهر الدم، حدیث (1968/21) و ابو داؤد (112/2) کتاب الذبائح، باب: فی الذبحة بالمروءة،

حدیث (2821) و النسائی (226/7) کتاب الصيد والذبائح، باب: فی الذبحة بالسِّنِّ، و ابن ماجه (1048/2) کتاب الاضاحی،

باب: کم تجزی من الغنم عن البدنة حدیث (3137) و الدارمی (84/2) کتاب الاضاحی، باب: فی البهيمه اذا نذت والحبيدي

(200'199/1) حدیث (41'410) عن سعيد بن مسروق عن عبایة بن رفاعة عن رافع بن خدیج به.

شرح

بانس کے چھلکے وغیرہ سے جانور ذبح کرنے کا شرعی حکم

حدیث باب کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ تیز دھار پتھر اور بانس کے چھلکا وغیرہ چیز جو چمڑے کو کاٹ کر خون بہا سکتی ہو، سے جانور ذبح کرنا جائز ہے۔ جسم سے وابستہ ناخن اور دانت سے جانور کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کے عدم جواز کی دو وجوہات ہیں: (۱) دانتوں اور ناخنوں کی دھار نہ ہونا (۲) کفار و مشرکین سے مشابہت ہونا۔

سوال: دانتوں اور ناخنوں کو جسم سے جدا کر لیا جائے اور ان کی دھار بھی تیار کر لی جائے تو ان سے جانور کا ذبح کرنا جائز ہو گا یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مطلقاً ناخنوں اور دانتوں سے جانور ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔
۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے۔ آپ کے قول کے مطابق حدیث باب میں متصل دانت اور ناخن مراد ہیں۔

۳- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ دانت سے مطلقاً ذبح جائز نہیں ہے مگر منفصل ہڈی سے جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَعِيرِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ إِذَا نَدَّ فَصَارَ وَحْشِيًّا يُرْمَى بِسَهْمٍ أَمْ لَا

باب 6: جب کوئی اونٹ، گائے یا بکری بھاگ جائے اور سرکش ہو جائے

تو کیا اسے تیر کے ذریعے مارا جا سکتا ہے یا نہیں؟

1412 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هَذَا فافعلوا به هكذا

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ

رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَبَايَةَ عَنْ أَبِيهِ وَهَذَا أَصَحُّ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهَكَذَا رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ نَحْوَ رِوَايَةِ سُفْيَانَ

﴿﴾ عبایہ بن رفاعہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نبی

اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں شریک تھے لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ سرکش ہو کر بھاگ گیا۔ لوگوں کے پاس گھوڑے، نہیں تھے ایک شخص نے اسے تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس جانور کو روک دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جانور بھی وحشی جانوروں کی طرح سرکش ہو جاتے ہیں، تو ان میں سچو اس طرح کی حرکت کرے، تو تم اس کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرو۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

محدثین نے اس کی سند میں عباہ کی اپنے والد سے نقل کرنے کا تذکرہ نہیں کیا اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ شعبہ نے سعید بن مسروق کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے سفیان نے

اسے نقل کیا ہے۔

شرح

ذبح اضطراری کی حالت میں جانور کو تیر سے ذبح کرنا

حدیث باب کا مضمون گزشتہ صفحات میں بھی لکھا جا چکا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذبح کی دو اقسام ہیں: (۱) ذبح اختیاری:

جب جانور ذبح کے اختیار میں ہو، تو وہ تسمیہ پڑھ کر چھری وغیرہ سے ذبح کر سکتا ہے۔ اس صورت میں محل ذبح جانور کا حلقوم ہے، وہ

چار رگیں ہیں جو کاٹی جاتی ہیں۔ (۲) ذبح اضطراری: جب ذبح کو جانور پر اختیار حاصل نہ ہو، اس صورت میں جانور کا تمام جسم محل

ذبح ہوتا ہے اور تیر وغیرہ سے جانور کو ذبح کیا جاسکتا ہے۔ ذبح اضطراری کی مثال جیسے وحشی جانور یا جانور کنویں یا کھائی میں گر گیا یا

مرغی درخت پر چڑھ گئی یا اونٹ یا گائے وغیرہ بھاگ جائے۔ کبوتر، خرگوش اور بہرن کو پکڑ لیا جائے، تو ذبح اختیاری کے حکم میں ہوں

گے ورنہ ذبح اضطراری کے حکم میں متصور ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ بالصواب



کتاب الأضاحی عن رسول الله ﷺ

قربانی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْأُضْحِيَّةِ

باب 1: قربانی کرنے کی فضیلت کا بیان

1413 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ مُسْلِمِ الْحَدَّاءُ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعِ الصَّائِغِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيث: مَا عَمِلَ الْاَدْمِيُّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ احَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ اِنَّهَا لَتَايِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاظْلَافِهَا وَاَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطَيَّبُوا بِهَا نَفْسًا فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَأَبُو الْمُثَنَّى اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ يَزِيدَ وَرَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي فَدَيْكٍ

حدیث دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَيُرْوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأُضْحِيَّةِ لِصَاحِبِهَا بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٍ وَيُرْوَى بِقُرُونِهَا

یہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قربانی کے دن کسی بھی آدمی کا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ خوب نہیں ہے۔ قربانی کا وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور بے شک (جانور کا خون) زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (قبولیت کے مقام) پر گرتا ہے تو تم اس خوشخبری سے خوش ہو جاؤ۔

1413- اخرجہ ابن ماجہ (2/1045) کتاب الاضحی: باب: ثواب الاضحیة حدیث (3126) عن عبد الله بن نافع عن ابي

المثنى عن هشام بن عروة عن عروة عن عائشة به.

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے اور ہم اسے صرف ہشام بن عروہ سے منقول ہونے کے طور پر
صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابوالمثنیٰ نامی راوی کا نام سلیمان بن یزید ہے۔

ابن ابی فدیٰ نے ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے۔ آپ نے قربانی کے جانور کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اسے
قربانی کرنے والے کو اس جانور کے ہر ایک بال کے عوض میں ایک نیکی ملتی ہے اور ایک روایت کے مطابق اس کے ہر ایک سینگ
کے عوض میں (نیکی ملتی ہے)۔

فضائل قربانی

لفظ: ”قربانی“ کا اصل مادہ ”قرب“ ہے اس سے مراد ایسا عمل ہے جو انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب اور
مقبولیت کا سبب بنتا ہے۔ قربانی کا جانور محض رضائے الہی کے لیے خریدا جاتا ہے اور ذبح کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
مسلمان کے قرب و مقبولیت کا باعث ہوتا ہے اسی مناسبت سے اسے ”قربانی“ کہا جاتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں مخصوص جانور کو
مخصوص ایام میں محض رضائے الہی کے لیے ذبح کرنے کو ”قربانی“ کہا جاتا ہے۔

قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی عطا کی جاتی ہے۔ حدیث باب میں
قربانی کی متعدد فضیلتیں بیان کی گئی ہیں:

۱- قربانی کے دن قربانی کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب عمل ہے کہ اس کے مقابل کوئی اور نیکی نہیں ہو سکتی۔
یہ عمل جان و مال سرف کرنے کا جامع ہے۔

۲- جیسا خوبصورت جانور بطور قربانی ذبح کیا جاتا ہے ویسا ہی جانور قیامت کے دن مسلمان کے پاس لایا جائے گا۔ خواہ اس
کے بال کھر اور سینگ وغیرہ پھینک دیے جاتے ہیں لیکن قیامت کے دن وہ جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں کے ساتھ پیش کیا
جائے گا جس کے اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔

۳- قربانی کی قبولیت یقینی ہے اس کے خون کا پہلا قطرہ ابھی زمین پر نہیں گرتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ قبولیت کو پہنچ
جاتی ہے۔ اس کا اجر و ثواب محفوظ کر لیا جاتا ہے جو قیامت کے دن قربانی کرنے والے کو عطا کیا جائے گا۔

۴- قربانی کا اصل مقصد رضائے الہی اور اس کی خوشنودی کا حصول ہے۔ اسی لیے درس دیا گیا ہے قربانی دل گرفتہ ہو کر نہیں
بلکہ خوش دلی اور طیبہ خاطر ہو کر کرنی چاہیے۔

قربانی کی شرعی حیثیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ

کیا قربانی واجب ہے یا سنت ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قربانی واجب ہے۔ ان کے چند دلائل یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فصل لربک وانحر۔ پس آپ اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ (۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص طاقت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔ (۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دس سال تک مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے تو آپ مسلسل قربانی کرتے رہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سنت ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین امور مجھ پر فرض کیے گئے ہیں وہی امت کے لیے نفل ہیں: (۱) قربانی کرنا (۲) وتر (۳) نماز عید الاضحیٰ (۲) حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس خیال سے قربانی نہیں کرتے تھے کہ انہیں دیکھ کر لوگ اس کو واجب تصور نہ کریں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا جواب یوں ہے: (۱) یہ روایت تمام طرق کے اعتبار سے ضعیف ہے جو نص قرآنی کے مقابلے میں دلیل نہیں بن سکتی۔ (۲) اس روایت کو وجوب کے قبیل پر محمول کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأُضْحِيَّةِ بِكَبْشَيْنِ

باب 2: دو مینڈھوں کی قربانی کرنا

1414 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمَّى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَجَابِرٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي رَافِعٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَأَبِي بَكْرَةَ أَيْضًا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1414- اخرجہ البخاری (25/10) کتاب الاضاحی، باب: التکبیر عند الذبح حدیث (5565) ومسلم (56/7) کتاب الاضاحی، باب: استحباب الضحیة حدیث (17-1966) والنسائی (220/2) کتاب الاضاحی، باب: الكبش وابن ماجه (1043/2) کتاب الاضاحی، باب: اضاحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث (3120) والدارمی (75/2) کتاب الاضاحی، باب: السنة فی الاضاحیة، وابن خزيمة (286/4) کتاب المناسک، باب: التسمیة والتکبیر عن الذبح والنحر، حدیث (2895) واحمد (272/99/3) عن قتادة عن انس به.

﴿ ﴿ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سینگوں والے سیاہ و سفید رنگ کے دو مینڈھوں کی قربانی کی تھی آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے انہیں ذبح کیا تھا بسم اللہ پڑھی تھی، تکبیر کہی تھی اور اپنا ایک پاؤں ان کے پہلو پر رکھا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابورافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

قربانی کے جانوروں کے احکام

تین قسم کے جانور قربانی کیے جاسکتے ہیں:

۱- اونٹ: اس میں اونٹنی بھی شامل ہے۔ اس کی کم از کم عمر پانچ سال کی ہونی چاہیے۔ پانچ سال سے کم کی قربانی درست نہیں ہے۔

۲- گائے: اس میں بیڑھا، بھینس اور بھینسا سب شامل ہیں۔ اس کی عمر کم از کم دو سال ہونی چاہیے۔ اس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں ہے۔

۳- بکری: اس میں بکرا، چھتری، چھترا اور دنبہ سب شامل ہیں۔ اس کی عمر ایک سال ہونی چاہیے۔ ایک سال سے کم جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ تاہم ایک سال سے کم عمر کی ہو اور فریب ہونے کی وجہ سے سال بھر کی معلوم ہوتی ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

☆ قربانی کے جانوروں کا عیوب و نقائص سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر معمولی سا نقص یا عیب ہو تو معمولی کراہت کے ساتھ قربانی جائز ہوگی جبکہ زیادہ عیب یا نقص کے سبب قربانی جائز نہیں ہوگی۔

☆ قربانی کا جانور مر جانے کی صورت میں صاحب نصاب دوبارہ جانور خرید کر قربانی کرے گا جبکہ غریب شخص پر دوبارہ جانور خریدنا ضروری نہیں ہے۔

☆ ایک شخص ایک سے زائد قربانیاں بھی کر سکتا ہے ایک قربانی واجب ہوگی جبکہ دوسری قربانیاں نفلی ہوں گی جو ایصال ثواب کے لیے کی جاتی ہیں۔ قربانی کا جانور مونا تازہ اور فریب ہونا چاہیے۔ قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا سنت ہے اور دوسرے سے بھی کروائی جا سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأُضْحِيَّةِ عَنِ الْمَيِّتِ

باب 3: مرحوم کی طرف سے قربانی کرنا

1415 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ الْمُحَارَبِيِّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ حَنْشٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُضْحِي بِكَبْشَيْنِ أَحَدَهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرَ عَنْ نَفْسِهِ فَقَالَ أَمْرُنِي بِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَدْعُهُ أَبَدًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُضْحَى عَنِ الْمَيِّتِ وَلَمْ يَرِ بَعْضُهُمْ أَنْ يُضْحَى عَنْهُ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُتَصَدَّقَ عَنْهُ وَلَا يُضْحَى عَنْهُ وَإِنْ ضَحَى فَلَا يَأْكُلُ مِنْهَا شَيْئًا وَيَتَصَدَّقُ بِهَا كُلِّهَا

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ شَرِيكٍ قُلْتُ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ مَا اسْمُهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ قَالَ مُسْلِمٌ اسْمُهُ الْحَسَنُ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ ہمیشہ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے جن میں سے ایک نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہوتا تھا اور ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہوتا تھا جب ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے ارشاد فرمایا آپ نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے (راوی کہتے ہیں) یعنی نبی اکرم ﷺ نے (یہ حکم دیا ہے) (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اس لیے میں اسے کبھی ترک نہیں کروں گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اسے صرف شریک سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

بعض اہل علم نے اس بات کی اجازت دی ہے: مرحوم شخص کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے۔

بعض کے نزدیک مرحوم کی طرف سے قربانی نہیں کی جاسکتی۔ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ بات زیادہ پسندیدہ ہے: مرحوم کی طرف سے صدقہ کیا جائے اور اس کی طرف سے قربانی نہ کی جائے لیکن اگر کوئی شخص قربانی کر لیتا ہے تو وہ خود اس میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ اس پورے گوشت کو صدقہ کر دے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علی بن مدینی نے یہ بات بیان کی ہے، شریک کے علاوہ دیگر راویوں نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

میں نے ان سے ابو الحسناء کے نام کے بارے میں دریافت کیا، تو انہیں اس کا پتہ نہیں تھا۔

1415- اخرجه ابو داؤد (103/2) باب: الاضحية عن الميت، حديث (2790) واحمد (107/1) عن شريك بن عبد الله عن ابي الحسناء، عن الحكم بن حنش عن علي به.

امام مسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اُس کا نام ”حسن“ ہے۔

شرح

غیر کی طرف سے ایصالِ ثواب کی غرض سے قربانی کرنا

جب کوئی شخص ایک سے زائد قربانیاں کرتا ہے تو ایک سے واجب کی تکمیل ہوگی اور دوسری قربانی نفلی ہوگی جس سے جسے چاہے ایصالِ ثواب کر سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خوبصورت جانوروں کی قربانی کی ان کے ذبح کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی: اے اللہ! ایک قربانی میری طرف سے قبول فرما اور دوسری قربانی میرے ان امتیوں کی طرف سے قبول کر جو قیامت تک آئیں گے اور وہ قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔

(سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۷۹۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال دو جانوروں کی قربانی کرتے تھے کسی نے آپ سے دریافت کیا قربانی تو ایک واجب ہے۔ آپ دو کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ایک قربانی میں اپنی طرف سے کرتا ہوں اور دوسری حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کرتا ہوں کیونکہ آپ نے مجھے آپ کی طرف سے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۵۰۰)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ غیر کی طرف سے ایصالِ ثواب کی غرض سے قربانی کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَضَاحِيِّ

باب 4: کون سے جانور کی قربانی مستحب ہے؟

1416 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَيَمْشِي فِي

سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ

غِيَاثٍ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ والے زمینڈھے کی قربانی کی تھی اس کا منہ

چاروں پاؤں اور آنکھیں سیاہ تھیں۔

1416- اخرجه ابو داؤد (104/2) كتاب الضحايا، باب: ما يستحب من الضحايا، حدیث (2796) والنسائی

(220/7) كتاب الضحايا، باب: الكبش وابن ماجه (1046/2) كتاب الاضاحی، باب: ما يستحب من الاضاحی، حدیث

(3128) عن حفص بن غياث عن جعفر بن محمد عن ابیه عن ابی سعید.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔
ہم اس روایت کو صرف حفص بن غیاث سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

قربانی کا مستحب جانور

اونٹ، گائے یا بکری میں سے جس جانور کی قربانی بھی مقصود ہو وہ فریبہ، موٹا تازہ، خوبصورت اور عمدہ گوشت والا ہونا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ ایسا جانور جس کا منہ قدم اور آنکھوں کا حلقہ سیاہ ہو، کا دستیاب ہونا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا جانور اتفاق سے دستیاب ہوا تھا تو استحباب کی بناء پر ایسے جانور کی قربانی کیسے یقینی ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث باب کا مصداق یہ ہے کہ وہ جانور خوبصورت، موٹا تازہ اور عمدہ گوشت والا ہو تو اس کی قربانی سے استحباب پر عمل ہو جائے گا۔

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ

باب 5: کون سے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے

1417 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَفَعَهُ

متن حدیث: قَالَ لَا يَضَحَى بِالْعُرْجَاءِ بَيْنَ ظَلْعَيْهَا وَلَا بِالْعَوْرَاءِ بَيْنَ عَوْرَتِهَا وَلَا بِالْمَرِيضَةِ بَيْنَ مَرَضَتِهَا وَلَا بِالْعَجْفَاءِ الَّتِي لَا تُنْقِي

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ عَنِ الْبَرَاءِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ایسے لنگڑے جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو ایسا کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو ان کی قربانی نہ کی جائے۔ اسی طرح بیمار نہایت کمزور

1417- اخرجہ ابوداؤد (106/2) کتاب الضحایا، باب: ما یکرہ من الضحایا: حدیث (2802) والنسائی (214/7) کتاب

الضحایا، باب: ما نہی عنہ من الاضحی العوراء، وابن ماجہ (1050/2) کتاب الاضحی، باب: ما یکرہ ان یضحی بہ، حدیث

(3144) ومالك (482/2) کتاب الضحایا، حدیث (1) والدارمی (7776/2) کتاب الاضحی، باب: ما لا یجوز فی الاضحی

واحد (301/4) عن عبید بن فیروز عن البراء بہ۔

جانور کی بھی قربانی نہ کی جائے جس کی بیماری ظاہر ہو یا جس کی ہڈیوں میں گودا ہی نہ ہو (یعنی وہ اتنا زیادہ کمزور ہو)۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبید بن فیروز کی حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں

وہ جانور جن کے عیوب و نقائص عیاں ہوں تو ان کی قربانی جائز نہیں ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ کسی جانور کا سینگ میٹک تک ٹوٹ گیا ہو جس جانور میں جنون اس حد تک ہو کہ وہ چارہ وغیرہ ناکھا سکتا ہو اور ایسا لاغر و

کمزور جانور جس کی ہڈی میں مغز نہ رہا تو ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے۔

☆ اندھایا کا نا جانور ہو ایسا لنگڑا ہو جو قربان گاہ میں چل کر نہ جاسکتا ہو ایسا بیمار جس کا مرض نمایاں ہو جس کا کان یاد م کٹی ہو

جس جانور کے پیدائشی طور پر دونوں یا ایک کان نہ ہو اور جس کی تہائی سے زیادہ نظر ختم ہو گئی ہو کی قربانی ناجائز ہے۔

☆ وہ جانور جس کے تھن خشک ہو چکے ہوں اس کے دانت نہ ہوں بکری کا ایک تھن جبکہ بھینس کے دو تھن خشک ہو چکے ہوں

اور خنٹی جانور یعنی جس میں مادہ و زرد دونوں کی علامات ہوں کی قربانی ناجائز ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلد ثالث مکتبہ مدینہ از صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۱)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ

باب 6: کون سے جانور کی قربانی مکروہ ہے؟

1418 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانَ الصَّائِدِيِّ وَهُوَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ

نَسْتَنْ حَدِيثًا: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذْنَ وَأَنْ لَا نَضْحِيَ بِمُقَابِلَةٍ

وَلَا مُدَابِرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ شُرَيْحِ

1418- أخرجه ابوداؤد (107/2) كتاب الضحايا باب: ما يكره من الضحايا' حديث (2804) والسنائي (2T6/7) كتاب

الضحايا' باب: المقابلة وهي ما قطع طرف ادنها وابن ماجه (1050/2) كتاب الاضاحي' باب: ما يكره ان يضحي به' حديث

(3142) والدارمي (77/2) كتاب الاضحي' باب: ما لا يجوز في الاضحي' واحد (108'80/1) عن ابى اسحق' عن شريح بن

النعمان عن علي به.

بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ الْمُقَابَلَةُ مَا قُطِعَ طَرَفٌ أَدْنَاهَا وَالْمُدَابِرَةُ مَا قُطِعَ مِنْ جَانِبِ الْأُذُنِ وَالشَّرْقَاءُ الْمَشْقُوقَةُ وَالْخَرَقَاءُ الْمَثْقُوبَةُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَشُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ الصَّائِدِيُّ هُوَ كُوفِيُّ مِّنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ وَشُرَيْحُ بْنُ هَانِيٍّ كُوفِيُّ وَلِوَالِدِهِ صُحْبَةٌ مِّنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ وَشُرَيْحُ بْنُ الْحَارِثِ الْكِنْدِيُّ أَبُو أُمَيَّةَ الْقَاضِي قَدْ رَوَى عَنْ عَلِيٍّ وَكُلُّهُمْ مِّنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ فِي عَصْرِ وَاحِدٍ قَوْلُهُ أَنْ نَسْتَشْرِفَ أَيَّ أَنْ نَنْظُرَ صَحِيحًا

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی: ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھ اور کان کا اچھی طرح جائزہ لیں اور ہم کوئی ایسا جانور قربان نہ کریں جس کا کان آگے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو یا اس میں سوراخ موجود ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس کی مانند روایت نقل کی ہے، تاہم اس روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: المقابله: اس جانور کو کہتے ہیں جس کا کان کنارے سے کٹا ہوا ہو۔

المدابره (اس جانور کو کہتے ہیں) جس کا کان پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو۔

الشرقاء اس جانور کو کہتے ہیں جس کا کان پھٹا ہوا ہو۔

الخرقاء اس جانور کو کہتے ہیں جس کے کان میں سوراخ موجود ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح بن نعمان صائدی یہ کوفی ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

شرح بن ہانی کوفی ہیں۔ ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

قاضی ابوامیہ شرح بن حارث کنندی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں اور ایک ہی زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔

روایت کے الفاظ أَنْ نَسْتَشْرِفَ کا مطلب یہ ہے: ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ وہ صحیح ہے۔

شرح

وہ جانور جن کی قربانی مکروہ ہے

بکرہ اور لایجوز دونوں کا ایک ہی مصداق ہے جس کی تفصیل ما قبل باب کی حدیث کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قربانی کے جانور میں معمولی عیب یا نقص ہو، تو اس کی قربانی جائز ہے اور زیادہ ہونے کی صورت میں منع ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَذَعِ مِنَ الضَّانِ فِي الْأَضَاحِيِّ

باب 7: چھ ماہ کی بھیڑ کی قربانی

1419 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَيْسَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَقْدٍ عَنْ كِدَامِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي كَبَاشٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: جَلَبْتُ غَنَمًا جُذَعَانًا إِلَى الْمَدِينَةِ فَكَسَدَتْ عَلَيَّ فَلَقَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: نِعَمٌ أَوْ نِعَمَتِ الْأَضْحِيَّةِ الْجَذَعُ مِنَ الضَّانِ قَالَ فَانْتَهَبَهُ النَّاسُ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ بِلَالٍ ابْنَةِ هَلَالٍ عَنْ أَبِيهَا وَجَابِرٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَرَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا وَعُثْمَانُ بْنُ وَقْدٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْجَذَعُ مِنَ الضَّانِ يُجْزَى فِي الْأَضْحِيَّةِ

◄◄ ابو کباش بیان کرتے ہیں: میں چھ ماہ کے دنبے کو فروخت کرنے کے لیے مدینہ منورہ لے کر گیا لیکن وہ فروخت نہ ہوئے میری ملاقات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بہترین قربانی چھ ماہ کی بھیڑ کی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: یہ سن کر لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ خرید لیا۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ ام بلال بنت ہلال رضی اللہ عنہا کی ان کے والد کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم ﷺ کے ایک اور صحابی سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

یہی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

عثمان بن واقد نامی راوی عثمان بن واقد بن محمد بن زیاد بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ یعنی چھ ماہ کی بھیڑ کی قربانی جائز ہے۔

1419- اخرجه احمد (444/2) قال: حدثنا عثمان بن واقد عن كدام بن عبد الرحمن عن ابي كباس

عن ابي هريرة به.

1420 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ
متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُودٌ
 أَوْ جَدَى فذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحَّ بِهَا أَنْتَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف روایت: قَالَ وَكَيْعُ الْجَدْعُ مِنَ الضَّانِ يَكُونُ ابْنَ سَنَةٍ أَوْ سَبْعَةِ أَشْهُرٍ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا
 الْوَجْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَايَا فَبَقِيَ جَدْعَةٌ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحَّ بِهَا أَنْتَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ
 عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرِ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا
 الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے انہیں کچھ بکریاں عطا کی تاکہ ان بکریوں کو نبی
 اکرم ﷺ کے اصحاب کے درمیان قربانی کرنے کے لیے تقسیم کر دیں ان میں سے ایک ”عتود“ یا ”جدی“ باقی بچ گئی (یعنی ایک
 سال کی بکری یا چھ ماہ کا بچہ) راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے
 تم قربان کر لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

وکیع نامی راوی بیان کرتے ہیں: ”الجذع“ بکری کے سات یا چھ ماہ کے بچے کو کہتے ہیں۔

یہی روایت دوسری سند کے ہمراہ حضرت عقبہ بن عامر کے حوالے سے منقول ہے انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: نبی
 اکرم ﷺ نے قربانی کے جانور تقسیم کیے تو ایک جذع باقی رہ گیا میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:
 اسے تم قربان کر لو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

1420- اخرجہ البخاری (12/10) کتاب الاضاحی، باب: اضحیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین، اقرنین ویدکر سمینین
 حدیث (5555) ومسلم (55/7) کتاب الاضاحی، باب: سنن الاضحیۃ، حدیث (1956/15) والنسائی (218/7)
 کتاب الضحایا، باب: السنۃ والجذحۃ وابن ماجہ (1048/2) کتاب الاضاحی، باب: ما تجزی، من الاضاحی والدارمی (78/2)
 کتاب الاضاحی، باب: ما تجزی، من الضحایا واحدا (149/4) عن لیث بن سعد، قال: حدثنی یزید بن ابی حبیب، عن ابی
 الخیر، عن عقبۃ بن عامر بہ۔

شرح

چھ ماہ بھیر کی قربانی جائز ہونا

آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قربانی کے لیے جانور کا جوان ہونا ضروری ہے۔ جوانی کے حوالے سے جانوروں کی عمروں کا تعین کیا گیا ہے جو اس طرح ہے: اونٹ کی عمر پانچ سال گائے کی عمر دو سال اور بکری کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔ تاہم وہ چھ ماہ کا چھترایا بھیر جس کی خوب پرورش کی گئی ہو اور وہ دیکھنے سے سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

سوال: قربانی کے لیے جانور کا جوان ہونا ضروری ہے اور بکرے کی عمر کم از کم ایک سال کی ہونی چاہیے اور سال سے کم عمر والے جانور کی قربانی جائز نہیں ہونی چاہیے جبکہ احادیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ بھیر چھ ماہ کی بھی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے؟

جواب: اس کے کئی جوابات ہیں: (۱) چھ ماہ کی بھیر کی قربانی کرنے کی اجازت دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔ (۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غریب و مفلس شخص تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صرف اس کے لیے جائز قرار دیا گیا نہ کہ تمام کے لیے یہ حکم ہے۔ (۳) یہ جواز و اجازت اپنے مورد میں بند ہے اور دوسروں کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ بالصواب

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِشْتِرَاكِ فِي الْأُضْحِيَّةِ

باب 8: قربانی میں حصے داری کرنا

1421 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ

عَنْ عَلْبَاءِ بْنِ أَحْمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأُضْحَى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقْرَةِ

سَبْعَةَ وَفِي الْبَعِيرِ عَشْرَةَ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْأَسَدِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَأَبِي أَيُّوبَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْفَضْلِ

بْنِ مُوسَى

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں شریک تھے عید الاضحیٰ کا

1421- اخرجہ النسائی (222/7) کتاب الضحایا، باب: ما تجزیء عنہ البدینة فی الضحایا، وابن ماجہ (1047/2) کتاب

الاضاحی، باب: عن کم تجزیء البدنة والبقرۃ، حدیث (3131) وابن خزیمة (291/4) کتاب المناسک، باب: ذکر الدلیل علی

ان لا حظ فی اخبار جابر نحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البدنة عن سبعة- حدیث (2908) واحد (275/1)

عن الفضل بن موسیٰ عن الحسين بن واقد عن عکرمۃ عن ابن عباس بہ.

موقع آ گیا، تو ہم لوگ سات آدمی ایک گائے میں اور دس آدمی ایک اونٹ میں شریک ہوئے۔

اس بارے میں ابواسد اسلمی نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت نقل کی ہے اس کے علاوہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف فضل بن موسیٰ کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

1422 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقْرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ وَقَالَ إِسْحَقُ يُجْزَى أَيْضًا الْبَعِيرُ عَنْ عَشْرَةٍ وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ کے مقام پر سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ اور سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے قربان کیے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اونٹ کی قربانی دس آدمیوں کی طرف سے کرنا بھی جائز ہے اور انہوں نے دلیل کے طور پر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کو پیش کیا ہے۔

شرح

قربانی کے جانوروں میں شرکت کا مسئلہ

احادیث باب کی روشنی میں آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق و اجماع ہے کہ اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے

ہیں۔ تاہم حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اونٹ میں دس آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے پہلی حدیث باب

1422- اخرجہ مسلم (381/4) کتاب الحج، باب: اشتراك في الهدى- حدیث (1318/350) و ابو داؤد (108/2) کتاب

الضحایا، باب: في البقرة والجذور- حدیث (2809) و ابن ماجہ (1047/2) ابن ماجہ (1047/2) کتاب الاضحی، باب: عن

کم تجزیء البدنة والبقرة، حدیث (3132) و مالک (486/2) کتاب الضحایا، باب: الشتركة في الضحایا، حدیث (9) و ابن

خزيمة (287/4) کتاب السناسک، باب: اباحة اشتراك نفر في البدنة، حدیث (2900) و الدارمی (78/2) کتاب الاضحی

باب: البدنة عن سبعة والبقرة عن سبعة واحد (293/3) عن ابی الزبیر، عن جابر بن عبد الله.

سے استدلال کیا ہے۔ جمہور آئمہ کی طرف سے حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ روایت غیر صریح ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔ اجر و ثواب کے لحاظ سے اونٹ اور گائے کی تذکیر و تانیث کا حکم یکساں ہے۔ بکرا اور چھتر ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔ ان کی تمام انواع و اجناس اور تذکیر و تانیث کا حکم بھی یکساں ہے۔

بَابُ فِي الضَّحِيَّةِ بِعَضْبَاءِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ

باب 9: جس بکری کے سینگ یا کان ٹوٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی کرنا

1423 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ حُجِيَّةِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ

عَلِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْبَقْرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ قُلْتُ فَإِنْ وَلَدَتْ قَالَ أَذْبَحُ وَلَدَهَا مَعَهَا قُلْتُ فَالْعَرَجَاءُ قَالَ إِذَا بَلَغَتْ الْمَنَسِكَ قُلْتُ فَمَكْسُورَةُ الْقَرْنِ قَالَ لَا بَأْسَ أَمْرُنَا أَوْ أَمْرُنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنِينَ وَالْأُذُنَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ

﴿﴾ ججیہ بن عدی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے ارشاد فرمایا ہے: گائے کو سات آدمیوں کی طرف سے قربان کیا جائے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اگر وہ بچے کو جنم دے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس کے ساتھ اس کے بچے کو بھی ذبح کر دو۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے وہ لنگڑی ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ قربان گاہ تک پہنچ سکتی ہو (تو قربانی جائز ہوگی)

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اگر اس کا سینگ ٹوٹا ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے: ہم دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں کا اچھی طرح جائزہ لیں (اس میں سینگ کا حکم شامل نہیں ہے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سفیان نے اس روایت کو سلمہ بن کہیل کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

1423- اخرجہ النسائی (217/7) کتاب الضحایا، باب: الشرقاء وہی مشقوقة الاذن وابن ماجہ (1050/2) کتاب الاضحی، باب: ما یکرہ ان یضحی بہ حدیث (3143) وابن خزیمة (293/4) کتاب السناسک باب: النهی عن ذبح ذات النقص، حدیث (2915) والدارمی (77/2) کتاب الاضحی، باب: ما لا یجوز فی الاضحی واحد (125'105'95/1) عن سلمة بن كهیل عن حجیة عن علی بہ۔

1424 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جُرَيْبِ بْنِ كَلَيْبِ النَّهْدِيِّ عَنْ عَلِيِّ
متن حدیث: قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُضْحَى بِأَعْضِبِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ قَالَ قَتَادَةُ
فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ فَقَالَ الْعَضْبُ مَا بَلَغَ النِّصْفَ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ
حكم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے ٹوٹے ہوئے سینگ یا کٹے ہوئے
کان والے جانور کو قربان کیا جائے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ سعید بن مسیب سے کیا، تو انہوں نے ارشاد فرمایا: لفظ عضب سے مراد یہ
ہے: جس کا نصف یا اس سے زیادہ (سینگ ٹوٹا ہو یا کان کٹا ہوا) ہو۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

سینگ اور کان کے نقص والے جانور کی قربانی

معمولی عیب یا نقص والے جانور کی قربانی جائز ہے جبکہ زیادہ نقص یا عیب والے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔ جس جانور
کے سینگ کا اوپر والا خول تمام یا کچھ ٹوٹ جائے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ خول کے اندر والا حصہ جسے گری کہا جاتا ہے۔ وہ نصف
سے زائد ٹوٹ گئی ہو تو اس کی قربانی ناجائز ہے جبکہ نصف سے کم ٹوٹ جائے تو جائز ہے۔ اگر وہ ٹھیک نصف سے ٹوٹ جائے تو اس
بارے میں آئمہ احناف کے دو قول ہیں: (۱) جائز ہے (۲) ناجائز ہے۔ جس جانور کے پیدائشی طور پر دونوں یا ایک کان نہ ہو یا بعد
میں ایسی صورت پیدا ہوگئی ہو تو اس کی قربانی ناجائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّاةَ الْوَاحِدَةَ تُجْزَى عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

باب 10: ایک بکری تمام گھر والوں کی طرف سے قربان کرنا جائز ہے

1425 حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَّارٍ يَقُولُ

1424- اخرجہ ابو داؤد (107/2) کتاب الضحایا، باب: ما یکرہ من الضحایا، حدیث (2805) والنسائی (217/7) کتاب
الضحایا، باب: العضاء و ابن ماجہ (1051/2) کتاب الاضاحی، باب: ما یکرہ ان یضحی بہ، حدیث (3145) وابن خزیمہ
(293/2) کتاب السناسک، باب: الزجر عن ذبح العضاء- حدیث (2913) واحمد (129'127'101'83/1) عن قتادة بن
جرى عن علی به.

1425- اخرجہ ابن ماجہ (1051/2) کتاب الاضاحی، باب: من ضحی بشاة عن اهله، حدیث (3147) قال: حدثنا الضحاک
بن عثمان قال: حدثني عمارة بن عبد الله بن صياد عن عطاء عن ابى ايوب الانصاري

متن حدیث: سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُضْحِي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعَمُونَ حَتَّى تَبَاهِيَ النَّاسُ فَصَارَتْ كَمَا تَرَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَعُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ مَدَنِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ

أَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَأَسْحَقَ وَاحْتِجَا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ضَحَّى بِكَبْشٍ فَقَالَ هَذَا

عَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي

مذاهب فقہاء: وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا تُجْزَى الشَّاةُ إِلَّا عَنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ

وغيره من أهل العلم

﴿﴾ عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ

اقدس میں قربانی کس طرح ہوا کرتی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ایک آدمی ایک بکری کو اپنی طرف سے اور اپنے گھروالوں کی

طرف سے قربان کر لیتا تھا اور وہ لوگ اسے کھا لیتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ (بعد کے زمانے میں)

لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں فخر کا اظہار کرنے لگے اور صورتحال وہ ہو گئی جو اب تم دیکھتے ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عمارہ بن عبداللہ نامی راوی مدنی ہیں۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں، ان دونوں

حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی اس حیثیت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: آپ ﷺ نے ایک دنبے کی قربانی کی تھی اور آپ نے

ارشاد فرمایا تھا: یہ میری امت کے ہر اس فرد کی طرف سے ہے جو قربانی نہ کر سکے۔

بعض اہل علم کے نزدیک ایک بکری صرف ایک شخص کی طرف سے قربان کی جاسکتی ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور دیگر اہل علم اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

ایک بکری کی قربانی تمام اہل خانہ کی طرف سے کافی ہونے میں مذاہب آئمہ

ایک بکری کی قربانی تمام افراد خانہ کی طرف سے کافی ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج

ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایک بکری کی قربانی تمام اہل خانہ کی طرف سے کافی ہوگی بشرطیکہ سب لوگ ایک گھر میں رہتے ہوں اور وہ بکری صرف اسی شخص کی ملک ہو۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال ہے جس میں صراحت ہے کہ ایک بکری پوری فیملی کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک بکری کی قربانی تمام افراد خانہ کی طرف سے جائز نہیں ہے۔ ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے خواہ وہ ایک گھر میں رہتے ہوں اور رشتہ دار ہوں اس لیے کہ قربانی ایک عبادت کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک فرد کی عبادت سب افراد خانہ کی طرف سے کافی نہیں ہو سکتی بلکہ ہر فرد پر ضروری ہوتی ہے۔

ان کی طرف سے حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں مسلمانوں کی مالی حالت بہتر نہیں تھی گھر کا ایک آدمی قربانی کرتا تھا۔ حالت بہتر ہو گئی گھر کے اکثر افراد صاحب نصاب ہو گئے اور انہوں نے الگ الگ قربانی کرنی شروع کر دی۔ لہذا حدیث باب سے استدلال درست نہیں ہے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھے کی قربانی کی تو اس میں اپنی امت کے ان لوگوں کو شریک کر لیا جو قربانی نہیں کر سکتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ ایک بکر میں متعدد افراد شریک ہو سکتے ہیں؟

جواب: یہ حدیث کا اختصار ہے اور اصل حدیث یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو مینڈھے پیش کیے گئے تھے۔ آپ پر قربانی واجب تھی تو ایک جانور کی قربانی اپنی طرف سے کی۔ آپ نے ایک نقلی قربانی کی جس کے ثواب میں اپنے مفلس امتیوں کو شامل کر لیا تو ایسا کرنا جائز ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَضْحِيَّةَ سُنَّةٌ

باب 11: قربانی کرنا سنت ہے

1426 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سَحِيمٍ مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْأَضْحِيَّةِ أَوْ اجِبَةٌ هِيَ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ اتَّعْقَلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْأَضْحِيَّةَ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ وَلَكِنَّهَا سُنَّةٌ مِّنْ سُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُعْمَلَ بِهَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ

﴿﴾ جبکہ بن حکیم بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی کے بارے میں دریافت کیا: کیا یہ واجب ہے؟ 1426- اخراجہ ابن ماجہ (1044/2) کتاب الاضاحی واجبة ہی ام لا؟ حدیث (3124) عن حجاج بن ارقطاة قال حدثنا جبلة بن سحيم عن ابن عمر به.

ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو ب دیا نبی اکرم ﷺ نے قربانی کی ہے۔ مسلمانوں نے بھی کی ہے۔ راوی نے دوبارہ ان سے یہ سوال کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: کیا تمہیں سمجھ نہیں آتی نبی اکرم ﷺ نے اور مسلمانوں نے قربانی کی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی قربانی کرنا واجب نہیں ہے بلکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اور اس پر عمل کرنا

مستحب ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور ابن مبارک رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1427 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَهَنَّادُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ نَافِعِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ دس برس مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور آپ نے (ہر

سال) قربانی کی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

قربانی کے واجب یا سنت ہونے میں مذاہب آئمہ

آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قربانی کرنا ضروری ہے۔ تاہم اس کے وجوب یا سنت ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے

جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قربانی واجب ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر دوام

ثابت ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص استطاعت و قوت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے

قریب نہ آئے (سنن کبریٰ جلد ۹، ص ۲۶۰) یہ وعید و وجوب قربانی پر دلالت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں ارشاد ربانی ہے: فَصَلْ لِرَبِّكَ

وَانْحَرِ۔ پس آپ اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ اس آیت میں قربانی کے لیے امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو

وجوب کے لیے آتا ہے۔

۲- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سنت ہے۔ یہ ایسی

سنت ہے جس کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اور اس کی تائید احادیث سے ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں تعامل صحابہ سے بھی اس کی تائید ثابت

ہے۔

1427- اخرجہ احمد (38/2) عن یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدة عن حجاج بن اوطاة عن نافع عن ابن عمر به۔

فائدہ نافعہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض اور سنت کے درمیان ایک درجہ ہے جسے ”واجب“ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح آئمہ ثلاثہ کے نزدیک مستعمل نہیں ہے بلکہ ہر عمل یا فرض ہوگا یا سنت جبکہ ان دونوں کے مابین کوئی درجہ نہیں ہے۔ تاہم تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اجماع ہے کہ صاحب نصاب پر قربانی ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

باب 12: نماز (عید) پڑھنے کے بعد قربانی کرنا

1428 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: حَطَبْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ نَحْرِ فَقَالَ لَا يَذْبَحَنَّ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُصَلِّيَ قَالَ فَقَامَ خَالِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا يَوْمٌ لَللَّحْمِ فِيهِ مَكْرُوهٌ وَإِنِّي عَجَلْتُ نُسُكِي لِأَطْعِمَ أَهْلِي وَأَهْلَ دَارِي أَوْ جِيرَانِي قَالَ فَأَعِدْ ذَبْحًا آخَرَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي عِنَاقٌ لَبَنٍ وَهِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتِي لَحْمٍ أَفَأَذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ وَهِيَ خَيْرٌ نَسِيكَتِكَ وَلَا تُجْزِي جَذَعَةَ بَعْدَكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَجُنْدَبٍ وَأَسِيٍّ وَعُوَيْمِرِ بْنِ أَشْقَرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا يُصَحَّحَ بِالْمِصْرِ حَتَّى يُصَلِّيَ الْإِمَامُ وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لِأَهْلِ الْقُرَى فِي الذَّبْحِ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ لَا يُجْزَى الْجَذَعُ مِنَ الْمَعَزِ وَقَالُوا إِنَّمَا يُجْزَى الْجَذَعُ مِنَ الضَّانِّ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عید قربان کے دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کوئی بھی شخص اس وقت تک قربانی نہ کرے جب تک وہ نماز عید ادا نہ کر لے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میرے ماموں کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آج کے دن گوشت سے لوگ جلد اکتا

1428- اخرجہ البخاری (546/2) کتاب العیدین، باب: کلام الامام والناس فی خطبة العید حدیث (983) ومسلم (50/7) کتاب الاضاحی، باب: حدیث (1960/5) وابو داؤد (105/2) کتاب الضحایا، باب: ما يجوز فی الضحایا من السن، حدیث (2800) والنسائی (222/7) کتاب الضحایا، باب: ما يجوز فی الضحایا من السن، حدیث (2800) والنسائی (222/7) کتاب الضحایا، باب: ذبح الاضحیة قبل الامام، وابن خزيمة (341/2) کتاب جامع ابواب صلوة العیدین، باب: ذکر الخیر الدال علی ان ترک الاکل یوم النحر حتی یدبح المرء فضیلة- حدیث (1427) والدارمی (80/2) کتاب الاضاحی، باب: فی الذبح قبل الامام واحمد (287/281/4) عن عامر الشعبي عن البراء بن عازب به.

جاتے ہیں اس لیے میں نے جلدی قربانی کر لی ہے تاکہ اپنے گھر والوں کو اپنے محلے والوں کو (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے پڑوسیوں کو (گوشت) کھلا دوں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دوبارہ دوسری قربانی کرو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس ایک دودھ دینے والی بکری ہے جو گوشت کے اعتبار سے میرے نزدیک دو بکریوں سے بہتر ہے لیکن اس کی عمر ایک سال سے کم ہے کیا میں اسے قربان کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں وہ تمہاری بہترین قربانی ہوگی۔ لیکن تمہارے بعد کسی بھی شخص کے لیے ایک سال سے کم عمر بکری کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت جناب رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عویمیر بن اشقر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ یعنی شہر میں اس وقت تک قربانی نہیں کی جاسکتی جب تک امام نماز عید ادا نہ کر لے۔ اہل علم سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ نے دیہات میں رہنے والے لوگوں کو صبح صادق ہو جانے کے بعد قربانی کرنے کی اجازت دی ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے: ایک سال سے کم عمر بکرے کو قربان نہیں کیا جاسکتا البتہ دنبے کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ اگر چھ ماہ کا بھی ہو تو اسے قربان کیا جاسکتا ہے۔

شرح

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد

جہاں نماز جمعہ جائز ہے وہاں نماز عید بھی جائز ہے اور جہاں نماز جمعہ جائز نہیں ہے وہاں نماز عید بھی جائز نہیں ہے۔ جمعہ کی شرائط میں سے ایک ”مصر“ ہونا ہے اور مصر سے مراد شہر یا قصبہ ہے جہاں بازار وغیرہ موجود ہوں وہاں سے روزمرہ زندگی کی ہر چیز دستیاب ہو۔ جمعہ کی طرح نماز عید کے لیے بھی ”مصر“ ہونا شرط ہے۔ لہذا دیہات میں جمعہ کی طرح نماز عید بھی جائز نہیں ہے۔ قصبہ یا شہر میں قربانی کا وقت نماز عید کے بعد ہے۔ ایک جگہ میں نماز پڑھی گئی ہو تو قربانی کی جاسکتی ہے خواہ قربانی کرنے والے نے نماز عید پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔ تاہم دیہات میں چونکہ نماز عید واجب نہیں ہے لہذا وہاں نماز عید سے فراغت ضروری نہیں ہے بلکہ طلوع آفتاب کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی شہری اپنا جانور جلدی بطور قربانی ذبح کرانے کی خواہش رکھتا ہو تو وہ اپنا جانور دیہات میں بھیج کر طلوع آفتاب کے بعد قربانی کروا سکتا ہے اور اس کا گوشت شہر میں منگوا سکتا ہے۔ شہر میں نماز عید سے قبل کی جانے والی قربانی، قربانی نہیں ہوگی۔ البتہ اس کا گوشت حلال ہوگا لیکن صاحب نصاب کو قربانی دوبارہ کرنی پڑے گی۔ چھوٹے جانور کی عمر کم از کم ایک سال ہونی چاہیے۔ تشریحی قانون ابتداء سہولت کا متقاضی ہوتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن

عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سال سے کم عمر کا جانور بطور قربانی ذبح کرنے کی اجازت دی اور ساتھ ہی فرمایا: یہ اجازت و رعایت صرف تیرے لیے ہے اور دوسرے لوگوں کے لیے نہیں ہے۔ حدیث باب کے مضمون پر غور کرنے سے یہ حقیقت بھی منکشف ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت میں بااختیار بنایا گیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الْأَضْحِيَّةِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ

باب 13: تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانا مکروہ ہے

1429 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنِ حَدِيثٍ: لَا يَأْكُلُ أَحَدُكُمْ مِنْ لَحْمِ أُضْحِيَّتِهِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قول امام ترمذی: وَأِنَّمَا كَانَ النَّهْيُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَدِّمًا ثُمَّ رَخَّصَ بَعْدَ ذَلِكَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی بھی شخص تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ

کھائے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے منقول ممانعت کا یہ حکم پہلے تھا اس کے بعد پھر آپ نے اس کی اجازت دے دی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي أَكْلِهَا بَعْدَ ثَلَاثِ

باب 14: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت

1430 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ
قَالُوا أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ،
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

1429- اخرجہ مسلم (69/7) کتاب الاضاحی باب: بیان ما کان من النهی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث- حدیث

(1970/26) والدارمی (78/2) کتاب الاضاحی: باب: فی لحوم الاضاحی واحمد (36'16/2) عن نافع عن ابن عمر به۔

1430- اخرجہ مسلم (73/7) کتاب الاضاحی: باب: بیان ما کان من النهی عن اکل لحوم الاضاحی حدیث (1977/37)

وابن ماجہ (1127/7) کتاب الاشربة: باب: ما رخص فیہ من ذلك حدیث (3405) مختصر واحمد (359/5) عن سليمان

بن بريدة عن بريدة به۔

متن حدیث: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ لِيَتَسِعَ ذُو الطَّوْلِ عَلَيَّ مَنْ لَا طَوْلَ لَهُ
فَكُلُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَأَطِيعُوا وَأَذْخِرُوا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَنُبَيْشَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَقَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ وَأَنَسٍ وَأُمِّ
سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ
﴿﴾ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے تمہیں پہلے تین
دن سے زیادہ قربانی کا گوشت استعمال کرنے سے منع کیا تھا تا کہ صاحب حیثیت لوگ غریب لوگوں کو زیادہ گوشت دیں اب تم جتنا
مناسب سمجھو اسے کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ اور ذخیرہ کر کے رکھو۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت نبیثہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔
حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

1431 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ لِأُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ
قَالَتْ لَا وَلَكِنْ قَلَّ مَنْ كَانَ يُضْحِي مِنَ النَّاسِ فَأَحَبَّ أَنْ يَطْعَمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ يُضْحِي وَلَقَدْ كُنَّا نَرْفَعُ الْكُرَاعَ
فَمَا كُنَّا نَعْدُ عَشْرَةَ أَيَّامٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ هِيَ عَائِشَةُ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهَا هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ
﴿﴾ عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے قربانی کا
گوشت استعمال کرنے سے منع کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا: نہیں! بلکہ ایک مرتبہ لوگوں نے کم قربانی کی تو آپ ﷺ کو یہ اچھا لگا
کہ وہ لوگ (جنہوں نے قربانی کی ہے) وہ ان کو کھلائیں جنہوں نے قربانی نہیں کی ہے۔ (ام المؤمنین بیان کرتی ہیں) ہم لوگ تو
ایک ”پایا“ سنبھال کر رکھ لیتے تھے اور اسے دس دن گزرنے کے بعد کھایا کرتے تھے۔

1431- اخرجہ البخاری (463/9) کتاب الاطعمة' باب: ما كان السلف يدخرون- حدیث (5423) ومسلم (441/9)

کتاب الزهد والرقاق' باب (2) حدیث (2970/23) والنسائی (235/7) کتاب الضحایا: باب: الادخار من الاضحی وابن

ماجه (1055/2) کتاب الاضاحی' باب: ادخار لحوم الاضاحی' حدیث (3159) واحمد (127'102/6) عن عابس بن ربیعة

عن عائشہ بہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

(امام ترمذی بیان کرتے ہیں) یہاں ام المؤمنین سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ انہی کے حوالے سے یہی حدیث دوسری سند کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔

شرح

قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کا شرعی حکم

دو ابواب کی تین احادیث میں قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ قربانی کا گوشت صرف ذوالحجہ کی دسویں گیارہویں اور بارہویں تواریخ تک کھایا جاسکتا ہے۔ ان تین ایام کے تعیین کرنے اور بعد کے لیے ذخیرہ کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ اس سال کثیر تعداد میں لوگ مہاجر ہو کر مدینہ طیبہ میں آئے تھے جبکہ قربانی کرنے والے لوگوں کی تعداد زیادہ نہیں تھی۔ آپ کی طرف سے یہ اعلان اس بنا پر کیا گیا تھا کہ گوشت غرباء اور مساکین تک پہنچ پائے۔ آئندہ سال بھی مسلمانوں نے اس حکم پر عمل کیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی مالی حالت قدرے بہتر ہو گئی اور قربانی کرنے والے لوگوں میں بھی کسی حد تک اضافہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تین ایام کے بعد بھی قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے اور کھانے کی اجازت عنایت فرمادی گئی کیونکہ اب پہلے والی مصلحت کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ باب ثانی کی دونوں احادیث میں اس مضمون کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفِرْعِ وَالْعَتِيرَةِ

باب 15: فرع اور عتیرہ کا بیان

1432 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَثْنٌ حَدِيثٌ: لَا فِرْعَ وَلَا عَتِيرَةَ وَالْفِرْعُ أَوَّلُ النَّجَاحِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُونَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ نُبَيْشَةَ وَمِنْخَفِ بْنِ سُلَيْمٍ وَأَبِي الْعُشْرَاءِ عَنْ أَبِيهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قول امام ترمذی: وَالْعَتِيرَةُ ذَبِيحَةٌ كَانُوا يَذْبَحُونَهَا فِي رَجَبٍ يُعْظَمُونَ شَهْرَ رَجَبٍ لِأَنَّهُ أَوَّلُ شَهْرٍ مِنْ أَشْهُرِ الْحُرْمِ وَأَشْهُرِ الْحُرْمِ رَجَبٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَأَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ كَذَلِكَ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ

1432- اخرجہ البخاری (510/9) کتاب العقیقة، باب: الفرع، حدیث (5473) ومسلم (76/7) کتاب الاضاحی باب:

الفرع والعتیرة، حدیث (1976/38) وابو داؤد (115/2) کتاب الذبائح، باب: فی العتیرة، حدیث (2831)

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: فرع اور عتیرہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: فرع جانور کے پیدا ہونے والے پہلے بچے کو کہتے ہیں جسے کافر اپنے بتوں کے لیے ذبح کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں حضرت نبی ﷺ اور حضرت محف بن سلیم رضی اللہ عنہما اور ابو عشاء کی ان کے والد کے حوالے سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عتیرہ اس ذبیحے کو کہتے ہیں جسے مشرکین رجب کے مہینے میں ذبح کیا کرتے تھے وہ مشرکین رجب کے مہینے کی تعظیم کیا کرتے تھے کیونکہ یہ حرمت والے مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ ہے جبکہ حرمت والے مہینے یہ ہیں رجب ذیقعدہ ذی الحج اور محرم حج کے مہینے یہ ہیں شوال ذیقعدہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن۔

نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب اور دیگر اہل علم سے حج کے مہینوں کے بارے میں اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

شرح

فرع اور عتیرہ قربانیوں کا خاتمہ

حدیث باب میں زمانہ جاہلیت کی دو قربانیوں کے خاتمہ کا اعلان کیا گیا ہے: (۱) فرع قربانی: زمانہ جاہلیت میں کفار اپنے جانور کے پہلے بچے کی بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے جسے ”فرع“ کا نام دیتے تھے۔ اسلام کے آنے پر مسلمانوں نے اس جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا شروع کر دیا اور فرع قربانی کا خاتمہ کر دیا۔ (۲) عتیرہ قربانی: زمانہ جاہلیت میں رجب کا مہینہ آنے پر اس کے احترام میں کفار ایک جانور بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے جسے ”رجبیت“ کے نام سے پکارتے تھے۔ جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے مطابق اس رسم کا خاتمہ ہو گیا اور مسلمانوں نے ”رجبیت“ جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا شروع کر دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَقِيْقَةِ

باب 16: عقیقہ کا بیان

1433 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفِ الْبَصْرِيِّ حَدَّثَنَا الْبَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ

بْنِ حُثَيْمٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ

مَنْ حَدِيث: أَنَّهُمْ دَخَلُوا عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَسَأَلُوهَا عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَأَخْبَرَتْهُمْ أَنَّ عَائِشَةَ

أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٍ

1433- أخرجه ابوداؤد (115/2) كتاب الذبائح، باب: في العتيرة، حديث (2833) وابن ماجه (1056/2) كتاب الذبائح،

باب: العقیقة، حدیث (3163) واحمد (158'82'31/6) عن حفصة بنت عبد الرحمن عن عائشة به.

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأُمِّ كُرْزٍ وَبُرَيْدَةَ وَسَمُرَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَسٍ

وَسَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَاوَى: وَحَفْصَةَ هِيَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

﴿﴾ یوسف بن ماہک بیان کرتے ہیں: وہ لوگ سیدہ حفصہ بنت عبد الرحمن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا، تو سیدہ حفصہ نے انہیں بتایا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے لڑکے کے بارے میں لوگوں کو (عقیقہ کے موقع پر) دو بکریاں ذبح کرنے اور لڑکی کے عقیقے پر ایک بکری ذبح کرنے کی ہدایت کی تھی۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت سمرة رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حفصہ بنت عبد الرحمن نامی خاتون، حضرت عبد الرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی ہیں۔

1434 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ

حَفْصَةَ بِنْتِ سَيْرِينَ عَنِ الرَّبَابِ بْنِ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَثْنٌ حَدِيثٌ: مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَأَهْرِيْقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سَيْرِينَ عَنِ الرَّبَابِ بْنِ سَلْمَانَ بْنِ

عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت سلمان بن عامر بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بچے کا عقیقہ ہوتا ہے، تو اس کی طرف

سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی کو دور کر دو (یعنی بال صاف کر دو)

حضرت سلمان بن عامر نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس کی مانند نقل کیا ہے

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1435 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ ثَابِتِ بْنِ سِبَاعِ أَخْبَرَهُ

1434- اخرجہ ابو داؤد (116/2) کتاب العقیقة: باب- حدیث (2835) والنسائی (165/7) کتاب العقیقة: باب: کم

یعق عن الجارية وابن ماجه (1056/2) کتاب الذبائح: باب: العقیقة: حدیث (3162) والدارمی (81/2) کتاب الاضاحی

باب: السنة فی العقیقة: والحمیدی (166/1) حدیث (345) واحمد (422/6) عن سفیان بن عینمة: عن عبد الله بن ابی

یزید: عن ابیه: عن سباع بن ثابت عن ام کرز به۔

متن حدیث: اَنَّ اُمَّ كُرْزٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْاُنْثَى وَاحِدَةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اُمَّ اِنَاثًا
حکم حدیث: قَالَ اَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

﴿﴾ سیدہ اُم کرز رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: لڑکے کے عقیقے میں دو بکریاں اور لڑکی کے عقیقے میں ایک بکری ذبح کی جائے گی اور وہ بکرا ہو یا بکری اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے

شرح

عقیقہ کے احکام

لعوی اعتبار سے لفظ ”عقیقہ“ سے مراد وہ بال ہیں جو نومولود کے سر پر موجود ہوتے ہیں۔ اصطلاح شرع میں عقیقہ سے مراد وہ جانور ہے جو بچے کی پیدائش کی خوشی اور شکر یہ میں ذبح کیا جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے ساتویں روز سر کے بال منڈوانا بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا نام تجویز کرنا اور عقیقہ کرنا مسنون ہے۔ والدین جس بچے کا عقیقہ نہ کریں تو زندگی بھر اس کا وقت ہے بڑا ہو کر خود بھی اپنا عقیقہ کر سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی پیدائش کے ساتویں روز کیا تھا اور لوگوں کی دعوت بھی کی تھی۔

سوال یہ ہے کہ عقیقہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ اور فقہاء کے مختلف اقوال ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عقیقہ ایسی سنت ہے جو صاحب طاقت کو کبھی ترک نہیں کرنی چاہیے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے عقیقہ سنت مؤکدہ نہیں بلکہ مباح و مستحب ہے۔ عقیقہ کے مسنون ہونے کے انکار کا قول آپ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اس کا مسنون ہونا ثابت ہے۔

۳- حضرت امام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ عقیقہ کرنا واجب ہے۔

1435- اخرجہ ابو داؤد (118/2) کتاب الاضاحی، باب: فی العقیقۃ، حدیث (2839) وابن ماجہ (1056/2) کتاب الذبائح، باب: العقیقۃ، حدیث (3164) وابن خزیمہ (278/3) حدیث (2067) والدارمی (81/2) کتاب الاضاحی، باب: السنۃ فی العقیقۃ، والحمیدی (362/2) حدیث (823) من طریق حفصۃ بنت سیرین، عن الرباب، عن سلیمان بن عامر الضبی

۳- علامہ ابن حزم نے کہا کہ صاحب حیثیت کے لیے عقیقہ کرنا فرض ہے۔

عقیقہ میں جانوروں کی تعداد کے حوالے سے مذاہب آئمہ

بچی یا بچے کی پیدائش پر ایک جانور ذبح کیا جائے گا یا دو؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

- ۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نومولود خواہ بچی ہو یا بچہ ایک بکری ذبح کرنا کافی ہوگا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے: عقیق الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبشا کبشا (سنن ابی داؤد) حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیقہ ایک ایک مینڈھا سے کیا گیا تھا۔
- ۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بچی کے عقیقہ کے لیے ایک بکری ہے جبکہ بچے کے عقیقہ کے لیے دو بکریاں ہیں۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں صراحت ہے کہ بچے کی طرف سے بطور عقیقہ دو مینڈھے ذبح کیا جائیں گے۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) ہماری دلیل قوی ہے جبکہ آپ کی فعلی ہے اور دونوں میں سے قوی کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ (۲) ترجیح مثبت زیادت کو حاصل ہے۔ (۳) ایک جانور کا ذبح کرنا بیان جواز کے لیے جبکہ اصل سنت ہماری دلیل میں ہے۔

سوال: بچی کے عقیقہ کے لیے ایک جانور اور بچے کے عقیقہ کے لیے دو جانوروں کا ذبح کرنا کیوں متعین کیا گیا ہے؟

جواب: اس کی کئی وجوہات ہیں: (۱) لڑکی بنسبت لڑکے کی خوشی دوچند ہوتی ہے۔ (۲) بچے کے عقیقہ کا مطالبہ کرنے والے اور شمولیت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں (۳) خواہ فضیلت بچی کی زیادہ ہے لیکن گھر میں حق زیادہ بچے کا ہوتا ہے کیونکہ اسے وراثت کا حصہ دوگنا ملتا ہے (۴) بچی پر نسبتاً بلائیں کم آتی ہیں لہذا اس کے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کرنے کا حکم ہے۔

فائدہ نافع: قربانی یا عقیقہ کے مواقع پر جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں وہ تذکیر و تانیث اور اجر و ثواب کے لحاظ سے سب مساوی ہیں۔ جو شخص بچے کے عقیقہ پر دو جانور ذبح کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ ایک جانور سے بھی عقیقہ کر سکتا ہے۔ قربانی کے بڑے جانور میں حصہ ڈال کر عقیقہ کرنا یا متعدد بچوں کے عقیقہ کی غرض سے بڑا جانور ذبح کرنا بھی جائز ہے۔

باب الأذانِ فِي أذنِ المَوْلودِ

باب 17: نومولود کے کان میں اذان دینا

1436 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ

1436- اخرجہ ابو داؤد (749/2) کتاب الادب، باب: فی الصبی یولد فیؤذن فی اذنیہ، حدیث (5105) واحمد (392'391'9/6) من طریق سفینان، عن عاصم بن عبد اللہ عن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ بہ۔

متن حدیث: قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْنَى فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ فِي الْعَقِيْقَةِ عَلَى مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ الْغَلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيضًا أَنَّهُ عَقَّى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بِشَاةٍ وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ

﴿﴾ عبید اللہ بن ابورافع اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں اذان دی جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں جنم دیا تھا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے جو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے عقیقہ کے بارے میں دیگر اسناد کے ہمراہ یہ بات روایت کی گئی ہے: لڑکے کے عقیقے میں دو بکریاں ہوں گی اور لڑکی کے عقیقے میں ایک بکری ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات بھی روایت کی گئی ہے: آپ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی تھی۔

بعض اہل علم نے اس روایت کو اختیار کیا ہے۔

1437 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ عَنْ عُفَيْرِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: خَيْرُ الْأَضْحِيَّةِ الْكَبْشُ وَخَيْرُ الْكَفَنِ الْحَلَّةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَعُفَيْرُ ابْنُ مَعْدَانَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین قربانی مینڈھے کی ہے اور سب سے بہترین کفن حلدہ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

عفیر بن معدان نامی راوی کو علم حدیث میں ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔

1438 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَمَلَةَ عَنْ

مُخَنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ

1437- اخرجہ ابن ماجہ (1046/2) کتاب الاضاحی: باب: ما يستحب عن الاضاحی، حدیث (3130) عن ابی عائد عن سعدان عن سلیم بن عامر عن ابی امامة به.

متن حدیث: كُنَّا وَقُوفًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَافَاتٍ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةٌ وَعَتِيرَةٌ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْعَتِيرَةُ هِيَ الَّتِي تُسَمُّونَهَا الرَّجَبِيَّةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ

﴿﴾ حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عرفات میں وقوف کیا ہوا تھا میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

اے لوگو! ہر گھر میں ہر سال ایک قربانی اور عتیرہ لازم ہے کیا تم لوگ جانتے ہو عتیرہ سے مراد کیا ہے؟ یہ وہ چیز ہے جسے تم ”رجبیہ“ کا نام دیتے ہو۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے یعنی صرف ابن عون سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

نومولود کے کان میں اذان پڑھنا

جب اللہ تعالیٰ کسی کو بچی یا بچہ عطا فرمائے تو بلا تاخیر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی جائے۔ اگر اذان پڑھنے کے لیے مرد موجود نہ ہو تو عورت بھی اذان پڑھ سکتی ہے حتیٰ کہ ماں بھی اپنے بیٹے کے کان میں اذان پڑھ سکتی ہے۔ اذان پڑھنے والے کے لیے طہارت ضروری نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ کسی نیک شخصیت یا عالم دین سے اذان پڑھائی جائے تاکہ زیادہ باعث برکت ہو۔ نومولود کے کان میں اذان پڑھنے کی کئی وجوہات ہیں: (۱) اذان پڑھنے سے نومولود سے شیطان دور بھاگ جاتا ہے ورنہ اسے تنگ کرتا ہے جس وجہ سے بچہ روتا یا چلاتا ہے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۴۳)

(۲) اذان و اقامت کے سبب نومولود کے دل و دماغ میں نماز کی اہمیت راسخ ہو جاتی ہے۔

(۳) نومولود کے کان میں جو پہلی آواز داخل ہو وہ اسم الہی کی ہو۔ (۴) نومولود کے کان میں اذان پڑھنا سنت ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کان میں خود اذان پڑھی تھی۔

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیقہ ایک بکری سے کیا تھا۔ یہی روایت حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے کہ نومولود خواہ بچی ہو یا بچہ ہو کا ایک بکری سے عقیقہ کرنا مسنون ہے۔ جمہور کی طرف ہے اس روایت کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

1438- اخرجہ ابو داؤد (102/2) کتاب الضحایا، باب: ما جاء فی ایجاب الاضاحی، حدیث (2788) والنسائی (168/7) کتاب الفرع والعتیرة وابن ماجہ (1045/2) کتاب الاضاحی، باب: الاضاحی واجبة ہی ام لا؟ حدیث (3125) واحمد (215/4) (76/5) عن عبد الله بن عون عن عامر ابی رملة عن مخنف بن سلیم الغامدی.

(۱) یہ روایت منقطع ہے جبکہ اس کے مقابلے میں صحیح حدیث یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیقہ دو دو منڈھوں سے کیا تھا۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث ۳۱۵۵)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ بکری نومولود کی عمومی خوشی کے طور پر ذبح کی گئی تھی جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیدائش کے ساتویں روز خود دو منڈھوں سے عقیقہ کیا تھا۔

بَابُ الْعَقِيقَةِ بِشَاةٍ

باب 18: عقیقہ میں ایک بکری (کی قربانی)

1439 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَيْبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: عَقَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُسَيْنِ بِشَاةٍ وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ احْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِزَنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً قَالَ فَوَزَنَتْهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا أَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَاسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ

توضیح راوی: وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

◀◀ امام محمد بن علی بن حسین (امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ) حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”حسن“ کے عقیقہ پر ایک بکری ذبح کی تھی اور ارشاد فرمایا تھا: اے فاطمہ! اس کے سر کے بال منڈوا دو اور ان بالوں کے وزن جتنی چاندی صدقہ کر دو جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کا وزن کیا تو اس کا وزن ایک درہم یا ایک درہم کے کچھ حصے جتنا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ اس کی سند متصل نہیں ہے۔

کیونکہ امام ابو جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ) نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔

1440 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدِ السَّمَّانِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِكَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا

1440- اخرجہ البخاری (190/1) کتاب العلم باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رب مبلغ اوعی من سامع' حدیث (67) ومسلم (126/6، 124' الابی) کتاب القسامة والبحارین' باب تغلیظ تحریم الدماء والاعراض والاموال' حدیث (1679/30) والنسائی (220/7) کتاب الضحایا' باب: الكبش والدارمی (67/2) کتاب الاضاحی' باب: فی الخطبة' یوم النحر' واحد فی مسنده (45'37/5) من طریق عبد اللہ بن عون عن محمد بن سہرین' عن عبد الرحمن بن ابی بکرہ عن ابیہ' فذکرہ.

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عبد الرحمن بن ابوبکر اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیا پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے آپ نے دو مینڈھے منگوائے اور انہیں ذبح کر دیا۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1441 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرِو عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَضْحَى بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ عَنْ مَنبَرِهِ فَأَتَى بِكَبْشٍ فَلَذَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحْ مِنْ أُمَّتِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ إِذَا ذَبَحَ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ

توضیح راوی: وَالْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ يُقَالُ إِنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ جَابِرِ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عید الاضحیٰ کے موقع پر عید گاہ میں موجود تھا جب آپ نے اپنا خطبہ ختم کیا تو آپ منبر سے نیچے تشریف لائے آپ کے پاس ایک دنبہ لایا گیا نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اسے ذبح کیا اور یہ پڑھا۔

”اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ہر اس شخص کی طرف سے ہے: جو شخص قربانی نہ کر سکے۔“

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی آدمی ذبح کرنے پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں۔

مطلب بن عبد اللہ نامی راوی مطلب بن عبد اللہ بن حنطب ہیں۔ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی حدیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

1442 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ

1441- أخرجه ابو داود (108/2) كتاب الضحايا باب: في الشاة يضحي بها عن جماعة حدیث (2810) واحد (362'356/3) عن عمرو بن ابی عمرو عن المطلب عن جابر به۔

سَمْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمَّى وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُذْبَحَ عَنِ الْغُلَامِ الْعَقِيْقَةُ يَوْمَ السَّابِعِ فَإِنْ

لَمْ يَتَهَيَّأْ يَوْمَ السَّابِعِ فَيَوْمَ الرَّابِعِ عَشَرَ فَإِنْ لَمْ يَتَهَيَّأْ عَقُّ عَنْهُ يَوْمَ حَادٍ وَعِشْرِينَ وَقَالُوا لَا يُجْزَى فِي الْعَقِيْقَةِ مِنَ

الشَّاةِ إِلَّا مَا يُجْزَى فِي الْأُضْحِيَّةِ

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں بچہ اپنے عقیقے کے عوض میں رہن ہوتا ہے (اس کی پیدائش) کے ساتویں دن اس کی طرف

سے جانور ذبح کیا جائے گا اس کا نام رکھا جائے گا اور اس کا سر موٹھ دیا جائے گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: ساتویں دن یا چودھویں دن عقیقے میں

بچے کی طرف سے قربانی کی جائے گی اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اکیسویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے گا۔

علماء یہ فرماتے ہیں: عقیقے میں اسی بکری کو ذبح کرنا جائز ہے جس کی قربانی کرنا جائز ہو۔

شرح

احادیث باب کے مسائل

احادیث باب میں متعدد مسائل بیان کیے گئے ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱- قربان کی شرعی حیثیت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے۔ حضرت

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قربانی سنت ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قربانی سنت واجبہ ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) قربانی واجب ہے (۲) قربانی سنت ہے۔

1442- انفرد به الترمذی به انظر تحفة الاشراف (62/4) حدیث (4574) من طریق اساعیل بن مسلم المکی عن الحسن

عن سمرة واخرجه البخاری (504/9) کتاب العقیقة باب: امانة الاذى عن الصبي في العقیقة حدیث (5472) والنسائی

(166/7) کتاب العقیقة باب: متى يعق عن حبيب بن الشهيد البصری عن الحسن عن سمرة اخرج به داؤد (17/2)

کتاب العقیقة باب- حدیث (3837) والنسائی (166/7) کتاب العقیقة باب: متى يعق وابن ماجه (1056/2) 1057

کتاب الذبائح باب: العقیقة حدیث (3165) والدارمی (81/2) کتاب الاضحی باب: السنة في العقیقة واحسن

(22'17'12'7/5) من طریق قتادة عن الحسن عن سمرة به.

۲- ایک بکری سے عقیقہ: نومولود ایک بچی ہو تو ایک بکری سے اور بچہ ہو تو دو بکریوں سے عقیقہ کرنا سنت ہے۔ نومولود بچہ ہو تو ایک بکری سے عقیقہ کرنا بیان جواز کے لیے ہے ورنہ مسنون دو بکریوں سے عقیقہ کرنا ہے۔

۳- قربانی کا جانور عید گاہ یا قربان گاہ یا گھر میں جہاں چاہیں ذبح کر سکتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں قربانی کی تھی جس کی دو جوہات ہو سکتی ہیں: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تھا کثیر لوگوں کی موجودگی میں قربانی کی جائے تاکہ انہیں ذبح کے احکام و مسائل معلوم جائیں (۲) ترغیب دینا مقصود تھا کہ زیادہ لوگ قربانی کریں۔

۴- مسنون طریقہ یہ ہے نومولود کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے اس کے بال تراش کر چاندی سے وزن کر کے چاندی صدقہ کی جائے اور خوبصورت نام تجویز کیا جائے۔

۵- والدین جس نومولود کا عقیقہ کریں گے وہ قیامت کے دن ان کی اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کرے گا ورنہ نہیں۔ عقیقہ کرنا ایک طرح کا صدقہ ہے جس وجہ سے نومولود آفات سے محفوظ یا دور ہو جاتا ہے کیونکہ مشہور روایت کے الفاظ ہیں: الصدقة ترد البلاء یعنی صدقہ مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔

۶- عقیقہ کے لیے ساتویں روز کے متعین کی دو جوہات ہو سکتی ہیں: (۱) عقیقہ اور ولادت کے درمیان قدرے فصل ہونا ضروری ہے تاکہ زچہ بچہ کی طبیعت سنبھل جائے اور اہل خانہ بھی انہیں سنبھالنے سے فراغت حاصل کر لیں ورنہ اہل خانہ کی پریشانی اور مشغولیت دوچند ہو جائے گی۔ (۲) بعض اوقات جلدی سے جانور دستیاب نہیں ہوتا تو پہلے دن عقیقہ کرنے میں دشواری پیش آئے گی۔ (۳) ساتویں روز حکم میں میانہ روی ہے اور میانہ روی اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔

۷- عقیقہ کے موقع پر جانور ذبح کرنے کے بعد نومولود کا سر منڈوانے سے حجاج کرام کے ساتھ مشابہت ہو جاتی ہے۔ ساتویں روز نام تجویز کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے قبل نام کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ (۸) ساتویں کی دو اقسام ہو سکتی ہیں: (۱) حقیقی ساتواں مثلاً کوئی بچہ منگل کے روز پیدا ہوا تو آئندہ پیر حقیقی ساتواں ہوگا جبکہ اس کے بعد زندگی میں جتنے بھی پیر آئیں گے وہ حکمی ساتواں کہلائیں گے۔ عقیقہ کے لیے حقیقی ساتویں دن کا اعتبار کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ کوئی شخص زندگی بھر میں جب بھی چاہے عقیقہ کر سکتا ہے۔

ایصال ثواب کی صورت میں مرحومین کو ثواب ملنے کی کیفیت

کسی بھی عبادت کا مرحومین کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان امتیوں کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کیا تھا جو قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ سوال یہ ہے کہ مرحومین کو ثواب پورا پورا ملتا ہے یا تقسیم ہو کر مثلاً کوئی شخص اپنے والدین کی طرف سے قرآن خوانی کرانے کا اہتمام کرتا ہے تو وہ اپنے والدین کے ساتھ دیگر اپنے اعزاء و اقارب دوست و احباب بلکہ جمیع المؤمنین و المؤمنات کو شامل کر لیتا ہے تو سب کو یکساں ثواب عطا ہوگا یا تقسیم ہو کر؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ مرحومین کو ثواب تقسیم ہو کر ملے گا کیونکہ عبادت ایک ہے جبکہ مستحقین کثیر ہیں۔ جمہور فقہاء فرماتے ہیں کہ تمام مرحومین کو تقسیم کے بغیر پورا پورا ثواب ملے گا۔ انہوں نے قربانی والی روایت سے استدلال کیا

ہے کہ اگر تقسیم ہو کر ثواب ملے تو امت کے مرحومین کو قربانی کا ایک ایک بال میسر نہیں آئے گا اور امتیوں کی طرف سے ذبح کرنے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی سے بعید ہے کہ وہ مرحومین کو تقسیم کر کے ثواب عطا فرمائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور رحمت و مہربانی کے شایان شان یہی ہے کہ سب کو تقسیم کے بغیر اور پورا پورا ثواب عطا فرمائے۔

(الدر المختار ج ۲ ص ۵۹۵ الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۳۵۷)

بَاب تَرْكِ اخِذِ الشَّعْرِ لِمَنْ ارَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ

باب 19: جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ بال نہ کٹوائے

1443 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ رَأَى هَلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَارَادَ أَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَالصَّحِيحُ هُوَ عَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ قَدْ رَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَلْقَمَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ نَحْوَ هَذَا

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ كَانَ يَقُولُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ وَالِي هَذَا الْحَدِيثِ ذَهَبَ أَحْمَدُ وَاسْحَقُ وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ فَقَالُوا لَا بَأْسَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ مِنَ الْمَدِينَةِ فَلَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ مِنْهُ الْمُحْرِمُ

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جو شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال یا ناخن نہ کٹوائے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

صحیح یہ ہے: راوی کا نام عمرو بن مسلم ہے۔

محمد بن عمرو نے اور دیگر راویوں نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سعید بن مسیب کے حوالے سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی

1443- اخرجہ مسلم (77/7) کتاب الاضاحی باب: نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ- حدیث (39-1977) و ابو داؤد

(103/2) کتاب الضحایا: باب الرجل یاخذ من شعره فی العشر- حدیث (2791) والنسائی (211/7) کتاب الضحایا:

باب- وابن ماجہ (1052/2) کتاب الاضاحی باب: من اراد ان یضحی فلا یاخذ فی العشر حدیث (3150) والدارمی

(76/2) کتاب الاضاحی باب: السنۃ فی الاضحیۃ والحمیدی (140/1) حدیث (293) واحمد (289/6) عن سعید بن

السیب عن ام سلمۃ بہ۔

طرح نقل کی گئی ہے۔

بعض اہل علم بھی اس بات کے قائل ہیں۔

سعید بن مسیب نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو اختیار کیا ہے۔

بعض اہل علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: (اس دوران) بال یا ناخن کٹوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

انہوں نے دلیل کے طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کو پیش کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے قربانی کا جانور روانہ کر دیتے تھے اور آپ ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کرتے تھے جس سے حالت احرام والا شخص اجتناب کرتا ہے۔

شرح

ذوالحجہ کا چاند نظر آنے پر ناخن اور بال کٹوانے میں مذاہب آئمہ

جب ذوالحجہ کا چاند نظر آ جائے تو قربانی کرنے والا شخص اپنے ناخن اور بال کٹوا سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جو نہی ذوالحجہ کا چاند نظر آئے وہ ناخن اور بال نہیں کٹوا سکتا تا کہ اس کی حجاج کرام کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے، کیونکہ ایام میں حجاج کرام بھی نہ ناخن کٹوا سکتے ہیں اور نہ بال ترشوا سکتے ہیں۔ یہ حکم مستحب ہے تاہم جب کسی شخص کے زیر ناف، بغل اور ناخن کٹوائے چالیس دن گزر چکے ہوں تو ان کا کٹوانا واجب ہے اور انہیں اپنی حالت میں چھوڑنا مکروہ تحریمی ہے۔ کسی استجاب کے لیے مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرنا منع ہے۔
- ۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذوالحجہ کا چاند نظر آنے پر قربانی کرنے والا اپنے ناخن اور بال کٹوا سکتا ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک سو بکریاں قربانی کی غرض سے مکہ مکرمہ بھیجی تھیں۔ محرم جن امور کو ترک کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ترک نہیں کیا تھا مثلاً سلے ہوئے کپڑے اور خوشبو وغیرہ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض قربانی کا ارادہ کرنے سے کوئی شخص محرم نہیں بن سکتا۔ لہذا وہ ناخن اور بال کٹوا سکتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ محض قربانی کا قصد کرنے سے انسان محرم بن سکتا ہے بلکہ اس میں حجاج کرام سے مشابہت ہے۔ ممکن ہے جب اللہ تعالیٰ حجاج کرام کو اپنے فیوض و برکات سے نوازے تو وہی عنایات اور بخششوں کی بارش ان پر بھی ہو جائے۔ از شاہاں چہ عجب گرنوازند گدارا۔ لہذا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے پر قربانی کرنے والوں کو اپنے ناخن اور بال نہ کٹوانا مستحب ہے۔

کِتَابُ النَّذُورِ وَالْأَيْعَارِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

نذر اور قسم کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ

باب 1: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ”گناہ (سے متعلق کام) کی نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہے“

1444 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةٌ يَمِينٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ لِأَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارٍ: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَالْحَدِيثُ هُوَ هَذَا

◀◀ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: گناہ کے کام سے متعلق نذر کی کوئی

حیثیت نہیں ہے اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ روایت مستند نہیں ہے، کیونکہ زہری رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو ابو سلمہ سے نہیں سنا ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے یہ روایت کئی حضرات سے

منقول ہے، جن میں موسیٰ بن عقبہ اور ابن ابی عتیق شامل ہیں۔ انہوں نے زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سلیمان ارقم کے حوالے

سے، یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے، ابو سلمہ کے حوالے سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے حدیث نقل کی

1444 - اخرجہ ابو داؤد (251/2، 252) کتاب الایمان والنذور، حدیث (3290) والنسائی (26/7-27) کتاب الایمان

والنذور: باب: کفارة النذر وابن ماجه (686/1) کتاب الکفارات، باب: النذر فی المعصية، حدیث (125) واحد (247/60)

عن یونس بن یزید، عن ابن شہاب، عن ابی سلمة عن عائشة به.

-

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (درست سند کے ہمراہ) حدیث یہی ہے۔

1445 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ وَاسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةٌ يَمِينٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ

توضیح راوی: وَأَبُو صَفْوَانَ هُوَ مَكِّيٌّ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ الْحُمَيْدِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ جُلَّةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةٌ يَمِينٍ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ وَلَا كَفَّارَةَ فِي ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے متعلق نذر کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

یہ اس روایت سے زیادہ مستند ہے جو ابو صفوان نے یونس کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ابو صفوان نامی راوی مکی ہیں ان کا نام عبد اللہ بن سعید بن عبد الملک بن مروان ہے۔

حمیدی اور دیگر جلیل القدر محدثین نے ان کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے ایک گروہ نے یہ بات بیان کی ہے: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے متعلق نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہوتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

ان دونوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کی ابو سلمہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ سے نقل کردہ روایت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: معصیت کے بارے میں مانی گئی نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور اس بارے میں کفارہ بھی لازم نہیں ہوتا۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ما اسی بات کے قائل ہیں۔

بَاب مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعْهُ

باب 2: جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری (کے کام) سے متعلق نذر مانے

وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے

1446 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَيْلِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ

بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللَّهَ فَلَا يَعْصِهِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ

عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَيْلِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

مذہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَبِهِ يَقُولُ

مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ قَالُوا لَا يَعْصِيَ اللَّهَ وَلَيْسَ فِيهِ كَفَّارَةٌ يَمِينٍ إِذَا كَانَ النَّذْرُ فِي مَعْصِيَةٍ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری (کے کام) کی نذر مانے تو وہ

اس کی فرمانبرداری کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے کام) کی نذر مانے وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

امام تلامذہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یحییٰ بن ابوکثیر نے اسے قاسم بن محمد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم اسی بات کے قائل ہیں۔

1446- اخرجہ البخاری (594/11) کتاب الایمان والنذور باب: النذر فیما لا یبطلک وفي معصية حدیث (6700) وابو داؤد

(251/2) کتاب الایمان والنذور باب: ما جاء فی النذر فی المعصية حدیث (3289) والنسائی (17/7) کتاب الایمان والنذور

باب: النذر فی المعصية وابو داؤد (687/1) کتاب الکفارات باب: النذر فی المعصية حدیث (2126) ومالك (476/2)

کتاب النذور والایمان: باب ما لا یجوز من النذور من معصية حدیث (8) وابن خزيمة (352/3) کتاب الصیام باب: ذکر

المعتکف ینذر فی اعتکلافه ما لیس له فیه- حدیث (2241) والدارمی (184/2) کتاب النذور والایمان باب: لا نذر یف

معصية الله واحمد (224/41:36/6) عن القاسم بن محمد عن عائشة به.

امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور اس میں قسم کا کفارہ دینا لازم نہیں ہوگا۔ اگر اس نے نافرمانی سے متعلق نذر مانی ہو۔

شرح

نذر کی تعریف اقسام اور حکم

لفظ: ”نذور“ نذر کی جمع ہے جس کا معنی ہے: منت۔ نذر کی دو اقسام ہیں: (۱) نذر واجب: اس کی تعریف بایں الفاظ کی جاتی ہے: ایجاب الانسان على نفسه و التزامه من طاعة يكون الواجب من جنسها یعنی انسان کا اپنی ذات پر ایسی عبادت کو لازم کر لینا جو واجبات سے متعلق ہو مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ۔ اس کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے، مثلاً کوئی شخص نذر مانتا ہے کہ اس کا فلاں کام ہو گیا تو وہ بیس دنوں کے روزے رکھے گا، کام ہو جانے کی صورت میں اس پر بیس دنوں کے روزے رکھنا ضروری ہو جائیں گے۔ تعریف میں لفظ: ”طاعة“ کی قید سے غیر واجب اشیاء خارج ہو گئیں مثلاً کسی شخص نے نذر مانی کہ اگر اس کا کام ہو گیا تو وہ چار کلو چاول کھائے گا۔ چاول کھانا مباح ہے لیکن اس کا تعلق عبادت واجبہ سے نہیں ہے لہذا اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ (۲) نذر غیر واجب: وہ ایسی نذر ہے جس کا پورا کرنا جائز نہیں ہوتا مثلاً کسی شخص نے نذر مانی کہ اس کا فلاں کام ہو گیا تو وہ اپنے لڑکے کی قربانی کرے گا یا شراب نوشی کرے گا تو کام ہو جانے کی صورت میں اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔

یمین کی تعریف اقسام اور حکم

لفظ: ”ایمان“ یمین کی جمع ہے جس کا لغوی معنی ہے: قسم۔ یمین کی تعریف یوں کی گئی ہے: عقد قوی به عزم الحالف على الفعل او الترك۔ یعنی ایسا عہد جس کے سبب قسم کھانے والے کا کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ پکا ہو جائے۔ یمین کی چار اقسام ہیں: ۱۔ یمین منعقدہ: مستقبل میں کسی ممکن کام کرنے کا پختہ ارادہ کرنا مثلاً کوئی شخص پختہ ارادہ کرے کہ وہ کل روزہ رکھے گا یا وہ روزہ نہیں رکھے گا۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: مگر اللہ تعالیٰ قسم پکڑتا ہے جس کو تم نے پختہ لیا ہے (المائدہ: ۸۹) مطلب یہ ہے کہ اس قسم کو پورا نہ کرنے کی صورت میں کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

۲۔ یمین لغو: اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) دوران گفتگو کسی قسم کے ارادہ کے بغیر یوں کہنا: بخدا! ہاں اور بخدا نہیں۔ اسے یمین لغو کہا جاتا ہے۔ (۲) ماضی کی کسی بات پر اپنی دانست کے مطابق قسم کھانا حالانکہ واقع میں ایسا نہ ہو مثلاً کسی طرح زید کی آمد کی اطلاع ملی اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھا کر اس کے آنے کے بارے میں کہنا پھر معلوم ہوا کہ حقیقت میں وہ نہیں آیا تھا یہ یمین لغو ہے۔ اس کا نہ گناہ ہے نہ کفارہ ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے: اللہ تعالیٰ بیہودہ قسموں کے سبب تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا (المائدہ: ۸۹) یعنی اس کا کفارہ واجب نہیں ہے۔

۳۔ یمین غموس: قاضی کی موجودگی میں جھوٹی قسم کھا کر اپنے حق میں فیصلہ کروالینا اور دوسرے کا مال ہتھیالینا۔ یہ کبیرہ گناہ ہے (مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰) ماضی کے کسی واقعہ پر عمداً جھوٹی قسم کھانا بھی گناہ کبیرہ اور یمین غموس ہے۔ حضرت امام انظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ

تعالیٰ کے نزدیک اس احتراز تو ضروری ہے اور سخت گناہ ہے لیکن اس سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

۴۔ یمین مجال: کسی مجال عقلی کی قسم کھانا مثلاً شب و روز کو یکجا کرنے کی قسم کھانا یا مجال عادی کی قسم کھانا مثلاً آسمان پر چڑھنے کی قسم کھانا۔

مؤخر الذکر دونوں اقسام کے لیے قرآن و حدیث میں کوئی نص موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئمہ فقہ کے درمیان ان میں کفارہ کے واجب ہونے یا واجب نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ یمین غموس میں کفارہ واجب ہے جبکہ آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفارہ واجب نہیں ہے۔ تاہم یہ قسم اتنا شدید گناہ ہے جو کفارہ سے نہیں دھل سکتا بلکہ توبہ سے معاف ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: لا تَوَاصِحْ كُمْ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ (البقرہ: ۲۲۵) اللہ تعالیٰ آخرت میں جھوٹی قسموں میں تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا البتہ جو کچھ تم نے ارادہ کیا وہ اس کا مواخذہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

نذر اور ایمان کے مابین علاقہ:

طلاق کی طرح شریعت میں نذر اور ایمان (قسم) دونوں ناپسندیدہ ہیں کیونکہ اگر یہ پسندیدہ ہوتیں تو عند اللہ اس کی کثرت مطلوب ہوتی جس طرح نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ ہیں۔ چونکہ گفتگو قول و قرار اور معاملات میں عموماً لوگ قسمیں کھاتے ہیں اس وجہ سے اسے مشروع قرار دیا گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس نذر معلق بھی ناپسندیدہ عمل ہے۔ شریعت میں منت ماننے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: تم منت نہ مانا کرو کیونکہ اس سے تقدیر میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ نذر اور قسم دونوں کے درمیان چولی دامن کا علاقہ ہے۔

نذر معصیت کے جواز و عدم جواز میں مذاہب آئمہ

کیا نذر معصیت منعقد ہوتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نذر معصیت منعقد نہیں ہوتی۔ یہ نذر فضول و بے کار ہے لہذا اس کا کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نذر معصیت منعقد ہو جاتی ہے جبکہ اس کا وفا جائز نہیں ہے۔ تاہم اس کے انعقاد کے باعث کفارہ واجب ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا نَذْرَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ

باب 3: آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس سے متعلق نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہے

1447 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ

يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس کے بارے میں (نذر بندے پر لازم نہیں ہوتی۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

غیر مملوک چیز کی نذر کی حیثیت

غیر مملوک چیز کے بارے میں نذر ماننا فضول اور کالعدم ہے مثلاً کوئی شخص یہ نذر مانتا ہے کہ اگر اس کا فلاں کام ہو جائے تو وہ اپنی رہائش کا مکان کسی دارالعلوم کے لیے وقت کر دے گا حالانکہ وہ کرائے کے مکان میں مقیم ہے جو غیر کی ملکیت میں ہے لہذا یہ نذر کالعدم ہے جو منعقد نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ النَّذْرِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ

باب 4: غیر متعین نذر کا کفارہ

1448 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عُلْقَمَةَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: كَفَّارَةُ النَّذْرِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ كَفَّارَةُ يَمِينٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب آدمی نے نذر متعین نہ کی ہو تو

1447- اخرجہ البخاری (479/10) کتاب الآداب، باب: ما ينهى من السباب واللعن، حدیث (6047) ومسلم (363,362/1) کتاب الايمان باب: غلظ التحريم قتل الانسان نفسه- حدیث (110/176) وابو داؤد (244/2) کتاب الايمان والنذور، باب: ما جاء في الحلف بالبراءة وملة غير الاسلام، حدیث (3257) والنسائی (6/7) کتاب الايمان والنذور، باب: الحلف بملة سوى الاسلام واهن ماجه (678/1) کتاب الكفارات، باب: من حلف بملة غير ملة الاسلام، حدیث (2098) واحمد (34-33/4) والحمیدی (375/2) حدیث (850) مختصر، عن ابی قلابة عن ثابت بن الضحاک به۔ 1448- اخرجہ مسلم (26/6) کتاب النذر، باب: في كفارة النذر حدیث (1645/13) وابو داؤد (261/2) کتاب الايمان والنذور، باب: من نذر نذر الم يسم حدیث (3324) والنسائی (26/7) کتاب الايمان والنذور، باب: كفارة النذر واحمد (144/4) عن كعب بن علقمة عن عبد الرحمن بن شاسة عن ابی الخير مرثد بن عبد الله بن عقبه بن عامر به۔

اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

مبہم نذر کا کفارہ

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص مبہم نذر مانتا ہے یعنی اس کی مکمل وضاحت نہیں کرتا مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر اس کا بیٹا حافظ قرآن یا عالم دین بن جاتا ہے تو..... یعنی نذر کو واضح نہیں کرتا تو لڑکا حافظ قرآن یا عالم دین بن جانے کی صورت میں اس کا کفارہ کفارہ یمن ہے۔ وہ یہ ہے: دس غریبوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا جب ان میں سے کسی ایک کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے مسلسل رکھنا ہے۔ (المائدہ: ۸۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا

باب 5: جو شخص (کسی کام کو کرنے کی) قسم اٹھائے اور پھر

اس کے برعکس کام کو بہتر سمجھے (اسے کیا کرنا چاہیے؟)

1449 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ يُونُسَ هُوَ

ابْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا

مَسْأَلَةٌ أَعْنَتْ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْتَكْفِرْ عَنْ يَمِينِكَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَنَسٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ

عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأَبِي مُوسَى

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمن! تم حکومت نہ مانگنا

کیوں اگر یہ مانگے بغیر تمہیں مل گئی تو اس کے بارے میں تمہاری مدد کی جائے گی اور جب تم کوئی قسم اٹھاؤ اور پھر اس کے برعکس کام کو

1449- اخرجہ البخاری (525/11) کتاب الایمان والنذور، باب: قول اللہ تعالیٰ (لا یؤخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم -

البقرة 225) حدیث (6622) اطرافہ (6722'7146'7147) ومسلم (35/6) کتاب الایمان، باب: ندب من حلف یمینا

فرأى - حدیث (1652/19) واہو داؤد (145/3) کتاب الخراج والامارة والفسیء، باب: ما جاء فی طلب الامارة، حدیث

(2929) والنسائی (10/7) کتاب النذور والایمان، باب: الکفارة قبل الحنث والدارمی (186/2) کتاب النذور والایمان، باب: من حلف علی یمین فأرأى غیرها خیرا منها، عن الحسن، عن عبد الرحمن بن سمرہ بہ۔

اس سے زیادہ بہتر سمجھو تو وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْتِ

باب 6: قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا

1450 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكْفِرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلْ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْكُفَّارَةَ قَبْلَ الْحِنْتِ تُجْزَى وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُكْفَرُ إِلَّا بَعْدَ الْحِنْتِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ إِنْ كَفَرَ بَعْدَ الْحِنْتِ أَحَبُّ إِلَيَّ وَإِنْ كَفَرَ قَبْلَ الْحِنْتِ أَجْزَأَهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کوئی قسم اٹھائے اور اس کے برعکس کام کو اس سے زیادہ بہتر سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے (جو زیادہ بہتر ہو)

اس بارے میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اکثر اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا یعنی کفارہ قسم توڑنے سے پہلے ادا کرنا جائز ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی کفارہ قسم توڑنے کے بعد ادا کرے گا۔

1450- اخرجہ مسلم (33/6) کتاب الايمان، باب: ندب من حلف يمينا، حدیث (1650/12) ومالك (478/2) کتاب النذور والایمان، باب: ما تجب فيه الكفارة من الايمان حدیث (11) واحمد (361/2) عن سهيل بن ابي صالح عن ابي هريرة به.

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے لیکن اگر کوئی شخص قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کر دیتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔

شرح

قسم کے برعکس بھلائی دیکھے تو

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی معاملہ میں قسم کھا لیتا ہے پھر اس کے برعکس بہتری دیکھے تو اسے توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرے گا مثلاً کوئی شخص غصہ کی حالت میں قسم کھا لیتا ہے کہ وہ اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے گفتگو نہیں کرے گا بعد میں غصہ ٹھنڈا ہونے پر اسے پریشانی لاحق ہوئی کہ اس نے قسم کھا کر اچھا کام نہیں کیا تو وہ اپنی قسم توڑ ڈالے اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے گفتگو کرے اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرے۔

کفارہ یمین کے محل میں مذاہب آئمہ

اس بات میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنا جائز ہے۔ کفارہ دے کر قسم توڑنے کے جواز یا عدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ یہ جائز ہے (حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ روزوں کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں، کیونکہ ان کی تقدیم درست نہیں ہے) انہوں نے یمین کو علت قرار دیا ہے۔ جس طرح صدقۃ الفطر کی علت افطار اور صلوة الظہر کی علت ظہر (دوپہر) ہے۔ علاوہ ازیں مشہور محاورہ ”کفارة الیمین“ ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قسم توڑنے سے قبل کفارہ ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ نے یوں استدلال کیا ہے کہ حث علت ہے، کفارة الیمین کے محاورہ میں مضاف محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے: کفارة نقص الیمین یعنی قسم توڑنے کا کفارہ۔ لفظ کفارہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کوئی غیر مناسب فعل سرزد ہوا ہے جس کی سزا یہ دی جا رہی ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فی نفسہ قسم بری چیز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے جا بجا قسمیں کھائی ہیں۔ تاہم ناپسندیدہ اور قابل گرفت بات اس کا توڑنا ہے، کیونکہ قسم کھانے والے نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عہد کیا تھا اور اسے توڑنا اسم گرامی کی توہین کرنے کے مترادف ہے جس کی سزا کفارہ ہے جو ”کفارة الیمین“ کہلاتا ہے اور اس کی اصل عبارت یوں ہے: کفارة نقص الیمین ہے۔ اگر قسم توڑنے سے قبل کفارہ ادا کیا جائے تو وہ غیر معتبر ہوگا، کیونکہ جب سبب نہیں پایا گیا تو مستحب کیسے مستحق ہوگا؟ علاوہ ازیں حدیث باب میں قسم توڑنے کا ذکر پہلے اور کفارہ کا بعد میں ہے جن پر عمل میں بھی ترتیب پیش نظر رکھی جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ

باب 7: قسم میں استثنیٰ کرنا

1451 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِي أَبِي وَحَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَقَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَا حَنْتَ عَلَيْهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حَدَّثَنَا أَبُو عِيَسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رَوَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا وَهَكَذَا رَوَى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَكَانَ أَيُّوبُ أَحْيَانًا يَرْفَعُهُ وَأَحْيَانًا لَا يَرْفَعُهُ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْإِسْتِثْنَاءَ إِذَا كَانَ مَوْصُولًا بِالْيَمِينِ فَلَا حَنْتَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی قسم اٹھائے اور پھر ”انشاء اللہ“ کہہ دے تو وہ قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

عبید اللہ بن عمر اور دیگر راویوں نے اسے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اسے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

ایوب سختیانی کے علاوہ ہمارے علم میں اور کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس نے اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہو۔

اسماعیل بن ابراہیم فرماتے ہیں: ایوب نامی راوی نے بعض اوقات اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور کبھی ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

1451- اخرجہ ابو داؤد (245/2) کتاب الايمان والنذور، باب: الاستثناء في اليمين حديث (3261) والنسائي (12/7) كتاب الايمان والنذور، باب: من حلف فاستثنى وابن ماجه (680/1) كتاب الكفارات، باب: الاستثناء في اليمين، حديث (2105) والدارمي (185/2) كتاب النذور والايان، باب: في الاستثناء في اليمين والحميدي (303/2) حديث (690) وعبد بن حميد ص (249) حديث (279) واحمد (48'6/2) عن نافع عن ابن عمر به.

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی جب قسم کے الفاظ کے ہمراہ استثنیٰ کر لیا جائے تو ایسا شخص قسم توڑنے والا شمار نہیں ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1452 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ حَلَفَ فَقَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنَثْ

قول امام بخاری: قَالَ أَبُو عَيْسَى: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ خَطَا

أَخْطَأَ فِيهِ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اخْتَصَرَهُ مِنْ حَدِيثِ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنْ سَلِمَانَ بْنَ دَاوُدَ قَالَ لَا طُوفَانَ اللَّيْلَةِ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا فَطَافَ عَلَيْهِمْ فَلَمْ تَلِدْ امْرَأَةً مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً نِصْفَ غُلَامٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَكَانَ كَمَا قَالَ

اختلاف روایت: هَكَذَا رَوَى عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ هَذَا الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ

وَقَالَ سَبْعِينَ امْرَأَةً

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

قَالَ سَلِمَانَ بْنَ دَاوُدَ لَا طُوفَانَ اللَّيْلَةِ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص قسم اٹھائے اور پھر انشاء اللہ کہہ

دے تو وہ قسم توڑنے والا نہیں ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ارشاد

فرمایا: یہ حدیث خطا پر مشتمل ہے۔

عبدالرزاق نامی راوی نے اس روایت کو نقل کرنے میں خطا کی ہے انہوں نے معمر کی ابن طاؤس کے حوالے سے ان کے

والد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول روایت کو مختصر طور پر نقل کر دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے یہ بات کہی کہ آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے

1452- اخرجہ النسائی (30/7) کتاب الايمان والنذور، باب: الاستثناء، وابن ماجه (680/1) کتاب الکفارات باب:

الاستثناء فی اليمين، حدیث (2104) واحمد (309/2) من طریق عبد الرزاق قال، حدثنا معمر عن ابی طاؤس عن ابیہ عن ابی

هريرة به۔

ساتھ صحبت کروں گا ان میں سے ہر ایک بچے کو جنم دے گی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان تمام ازواج کے ساتھ صحبت کی لیکن ان میں سے صرف ایک خاتون نے نامکمل بچے کو جنم دیا، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: اگر وہ انشاء اللہ کہہ دیتے تو اسی طرح ہوتا جیسے انہوں نے کہا تھا۔

اس روایت کو عبد الرزاق نے معمر کے حوالے سے ابن طاؤس کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے طویل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔ اس میں ان کے یہ الفاظ ہیں: ستر بیویاں تھیں۔ یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے یہ کہا: آج رات میں اپنی سو بیویوں کے ساتھ صحبت کروں گا۔

شرح: قسم میں انشاء اللہ کہنے کا شرعی حکم

حدیث باب میں قسم کھانے میں استثنیٰ کا یہ مطلب ہے کہ کسی معاملہ میں قسم کھائی تو متصل انشاء اللہ تعالیٰ کہہ دیا تو قسم منعقد نہیں ہوگی۔ یہی عناق، طلاق، نکاح اور رجعت کا حکم ہے مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے: امننت طالق ان شاء اللہ تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ ہمیں علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے یا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب میں ایک طویل واقعہ کا اختصار بیان کیا گیا ہے جس میں اصل مضمون تبدیل ہو کر غیر واضح اور مبہم مفہوم کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اس واقعہ جو معتبر کتب میں مذکور ہے وہ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو جہاد کی تلقین کی کہ دشمن برسر پیکار ہے لیکن درباریوں کے کان میں جوں تک نہ رہینگے جس کے نتیجے میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حالت غصہ میں اعلان فرمایا: تم لوگ اپنے گھروں میں خواتین کی طرح بیٹھے رہو آج شب میں اپنی تمام ازواج سے جماع کروں گا اللہ تعالیٰ ہر بیوی کے بطن سے فرزند عطا کرے گا اور میں اپنے فرزندوں کو ساتھ لے کر جہاد کروں گا۔ ایک وزیر یا تدبیر نے عرض کیا: آپ انشاء اللہ فرمائیں لیکن آپ نے دانستہ طور پر ”انشاء اللہ تعالیٰ“ کے الفاظ آپ کی ایک سو یا ستر ازواج مطہرات تھیں اور سب سے ایک رات میں جماع کیا (یہ آپ کا معجزہ تھا) آپ کی ایک بیوی کو بھی حمل قرار نہ پایا مگر ایک حاملہ ہوئی تو وقت سے قبل اس کا حمل ضائع ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: اگر حضرت سلیمان علیہ السلام وزیر کے کہنے پر ”انشاء اللہ تعالیٰ“ کہہ دیتے تو آپ کی ہر بیوی حاملہ ہو جاتی وہ فرزند پیدا کرتی اور آپ اپنے فرزندوں کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کرتے تو فائز المرام ہوتے لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے ”انشاء اللہ تعالیٰ“ کے الفاظ نہ کہنے جس کے نتیجے میں مقصد شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس واقعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کوئی قسم نہیں کھائی بلکہ اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اگر قسم کھانے کی بات تسلیم کر لی جائے تو آپ نے ایک رات میں اپنی جملہ ازواج مطہرات سے جماع کر کے پوری کر لی تھی۔ حمل قرار پانا یا نہ پانا اور فرزند عطا کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر منحصر تھا جس کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ تاہم حدیث کے اختصار کے نتیجے میں مضمون تبدیلی ہو کر ایک نئی شکل اختیار کر گیا۔

حدیث باب پر مودودی صاحب کا اعتراض

مودودی صاحب تفہیم القرآن میں حدیث باب کا انکار کرتے ہوئے اور اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث کے تمام رجال ثقہ ہیں اور اس کی سند بڑی مضبوط ہے لیکن اس کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اس طرح ارشاد نہیں فرمائی کیونکہ جو واقعہ اس حدیث میں آیا ہے اس کا اس طرح پیش آنا ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ میں آج رات اپنی تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا اور بیویوں کی تعداد مختلف روایات میں مختلف آئی ہے۔ بعض روایات میں سو، بعض میں نوے، بعض میں ستر اور بعض میں ساٹھ بیان کی گئی ہے۔ اگر اقل عدد یعنی ساٹھ بیویوں کی تعداد مان لی جائے تب بھی لمبی ترین رات میں بھی ساٹھ عورتوں کے پاس جانا عقلاً ممکن نہیں۔ چونکہ ممکن نہیں ہے اس لیے اس حدیث کے الفاظ پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد نہیں فرمائی۔“

جواب: اولاً مودودی صاحب کے اس اعتراض کا جواب ہماری مذکورہ بالا تقریر کے ضمن میں آچکا ہے کہ جس میں تمام واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ ثانیاً گزارش یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ کتب میں چودہ سو سال سے منقول ہوتی آرہی ہے اس طویل عرصہ میں کسی محدث فقیہ یا طالب حدیث نے اس روایت پر اعتراض کیا نہ انکار کیا اور نہ کسی کو اس کے الفاظ سے اس کے منکر یا موضوع ہونے کی صدا سنائی دی ہے۔ ثالثاً اس روایت کے مضمون کا تعلق معجزات سے ہے۔ کاش مودودی صاحب معجزہ کی تعریف پر غور کر لیتے تو صحیح حدیث کے انکار سے محفوظ رہتے۔ دراصل معجزہ کہتے ہی اسے ہیں جو عقل و دانش کے ترازوں سے بلند و بالا ہو ورنہ مودودی صاحب کی طرح ہر انسان بلند جگہ پر کھڑا ہو کر یہ اعلان کرنا شروع کر دے گا کہ یہ حدیث ہماری عقل میں نہیں آتی لہذا اس معجزہ کی روایت کا ایک ایک لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ معجزہ حق نہیں ہے کیونکہ یہ عقل کے خلاف ہے۔ (معاذ اللہ)

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِغَيْرِ اللَّهِ

باب 8: اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کے نام کی قسم اٹھانا مکروہ ہے

1453 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ وَهُوَ يَقُولُ وَابْنُ أَبِي فَقَالَ أَلَا إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ

تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا حَلَفْتُ بِهِ بَعْدَ ذَلِكَ ذَا كِرًا وَلَا إِثْرًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَقُتَيْبَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

سَمْرَةَ

1453- اخرجہ البخاری (539/11) کتاب الايمان والنذور، باب: الا تحلفوا بائناکم، حدیث (6647) و مسلم (21/6)

کتاب الايمان، باب: النهی عن الحلف بغير الله تعالى، حدیث (646/2) والنسائی (4/7) کتاب الايمان والنذور، باب: الحلف بالاباء، والحمیدی (280/2) حدیث (624) واحمد (48'8'7/2) من طریق الزهري عن سالم عن ابن عمر به۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ مَعْنَى قَوْلِهِ وَلَا إِثْرًا أَي لَمْ أَثَرُهُ عَنِ غَيْرِي يَقُولُ لَمْ أَذْكَرُهُ
عَنِ غَيْرِي

﴿﴾ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا، میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے منع کر دیا ہے کہ تم لوگ اپنے باپ دادا کی قسم اٹھاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے جان بوجھ کر یا بھول کر کبھی بھی (باپ دادا کی) قسم نہیں اٹھائی۔

اس بارے میں حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت قتیبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو عبید یہ کہتے ہیں (اس روایت میں استعمال ہونے والے لفظ) ”ولا اثرا“ کا مطلب یہ ہے: میں نے اسے اپنے علاوہ کسی اور کے حوالے سے بھی نقل نہیں کیا۔

1454 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْرَكَ عُمَرَ وَهُوَ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِأَبَائِكُمْ لِيَحْلِفَ بِاللَّهِ أَوْ لِيَسْبُكُ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پایا وہ اس وقت چند سواروں کے درمیان تھے اور اپنے والد کے نام کی قسم اٹھا رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو اس بات سے منع کر دیا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کی قسم اٹھاؤ، قسم اٹھانے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھانی چاہیے یا پھر خاموش رہنا چاہیے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1455 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ

1454- اخرجہ البخاری (538/11) کتاب الايمان والنذور، باب: اتحللوا باباکم حدیث (6646) ومسلم (21/6) کتاب الايمان، باب: النهی عن الحلف بغير الله تعالى، حدیث (1-1646) وابو داؤد (242/2) کتاب الايمان والنذور، باب فی کراهية الحلف بالآباء، حدیث (3249) ومالك (480/2) کتاب النذور والایمان، باب: جامع الايمان حدیث (14) والدارمی (185/2) کتاب النذور والایمان، باب: حدیث النهی عن ان يحلف بغير الله والنحیدی (301/2) حدیث (686) واحمد (42'17'11/2) عن نافع عبد الله بن عمر به.

متن حدیث: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ لَا وَالْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللَّهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذہب فقہاء: وَفَسَّرَ هَذَا الْحَدِيثَ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ قَوْلَهُ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ عَلَى التَّغْلِيظِ

حدیث دیگر: وَالْحُجَّةُ فِي ذَلِكَ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ وَأَبِي وَأَبِي فَقَالَ آيَا إِنْ اللَّهُ يَنْهَاكُمُ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حدیث دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا مِثْلُ مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ الرِّبَاءَ شَرُّكَ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذِهِ الْآيَةَ (فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا) الْآيَةَ قَالَ لَا يُرَائِي

﴿﴿﴾ سعد بن عبیدہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو خانہ کعبہ کی قسم اٹھاتے ہوئے سنا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس شخص نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص غیر اللہ کی قسم اٹھائے اس نے کفر کیا (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اس نے شرک کیا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک حدیث کے ان الفاظ ”اس نے کفر کیا اور شرک کیا“ کا مفہوم شدت سے منع کرنے کے لیے ہے۔

اس بارے میں دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول یہ روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے منع کیا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کی قسم اٹھاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص قسم اٹھاتے ہوئے لات اور عزیٰ کی قسم اٹھائے تو وہ ”لا الہ الا اللہ“ پڑھ لے۔

تو یہ روایت اس کی مانند ہوگی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کی گئی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ریا کاری شرک ہے۔

بعض اہل علم نے اس آیت کی یہ تفسیر بیان کی ہے۔

”جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کا یقین رکھتا ہو وہ نیک عمل کرے۔“

اس کا مطلب یہ ہے: وہ ریا کاری نہ کرے۔

1455- اخرجہ ابو داؤد (242/2) کتاب الايمان والنذور باب: في كراهية الحلف بالاباء، حديث (3251) واحد

(2/34:58:60:69:86:125) عن سعد بن عبادة عن عبد الله بن عمر به.

شرح: غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت

معاملات میں جائز قسم کھانے سے بھی احتراز کرنا چاہیے تاکہ انسان قسم کھانے کا عادی نہ بن جائے کیونکہ عادی ہونے کی صورت میں جائز اور ناجائز قسمیں کھانے سے گناہ گار ہوگا۔ اگر کسی ضرورت کے تحت قسم کھانے کی نوبت آجائے تو محض اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی جائے۔ اللہ کے ذاتی اور صفاتی ناموں سے قسم کھائی جاسکتی ہے۔ غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے اور اس سے انسان سخت گناہ گار ہوتا ہے مثلاً انبیاء صحابہ اولیاء علماء شہداء والدین کعبۃ اولاد اور اساتذہ کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔

غیر اللہ کی قسم کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) حقیقتاً غیر اللہ کی قسم کھانا: حقیقتاً غیر اللہ کی قسم کھانے سے مراد یہ ہے کہ دو امور کا اعتقاد رکھتے ہوئے قسم کھائی جائے۔ (الف) جس کی قسم کھائی جائے اس کی عظمت و شان اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کی مغل کا اعتقاد رکھے۔ (ب) اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی کی مثل اس کے نام کی بے حرمتی کا اعتقاد رکھے۔ مثلاً ان دو امور کا اعتقاد رکھتا ہوا کوئی شخص کسی نبی یا ولی کی قسم کھائے۔ ایسی قسم کھانا گناہ کبیرہ اور شرک ہے جو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ کوئی صحیح العقیدہ اور باشعور مسلمان ایسی قسم کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ (۲) تکیہ کلام کے طور پر قسم کھانا: کوئی شخص بات بات میں تکیہ کلام کے طور پر قسم کھانے کا عادی ہو۔ اس سے احتراز کرنا چاہیے اور اس کی حیثیت یمین غموس یا یمین لغو کی ہے۔ (۳) دلیل بصورت قسم: اس سے مراد یہ ہے کہ قسم کی شکل میں اپنے مدعی پر دلیل پیش کرنا مقصود ہو قرآن کریم نے میں اسی طرح کی متعدد قسمیں مذکور ہیں جو درحقیقت قسمیں نہیں ہیں۔ دلیلیں ہیں۔ مثلاً چار بار اللہ تعالیٰ نے قسم کھانے کے بعد فرمایا: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔ چاروں اقسام قسم بہ کے لیے بطور دلیل ہیں۔ ایسی قسم کھانا جائز ہے۔ بطور تکیہ اور بطور دلیل قسموں کی حیثیت یمین لغو کی ہے۔ اہل عرب محاورے کے طور پر بھی ایسی قسم کھاتے ہیں مثلاً لعمرك (تیری عمر کی قسم) لعمری (میری عمر کی قسم) ائی واللہ (ہاں اللہ کی قسم) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر یوں قسم کھائی تھی: وقرة عینی (میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم)۔ یہ سب قسمیں یمین لغو کے قائم مقام ہیں ان کا مواخذہ ہے اور نہ کفارہ۔

غیر اللہ کی قسم کھانے کی وعید و مذمت

حدیث باب میں غیر اللہ کی قسم کھانے کو کفر یا شرک قرار دیا گیا ہے جس کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ غیر اللہ کی قسم کھانے سے انسان کافر یا مشرک نہیں ہوتا بلکہ سخت گناہ گار ہوتا ہے۔ اس قسم کو کفر یا شرک تغلیظاً قرار دیا گیا ہے۔ یعنی ناقص کو کامل کی شکل میں فرض کر کے پیش کیا گیا ہے۔ اس پر حدیث باب دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کی بارہا قسم کھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آئندہ قسم نہ کھانے کی ہدایت فرمائی تھی لیکن تجدید ایمان کا حکم نہیں دیا تھا۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: جو شخص لات و منات اور عزی کی قسم کھائے تو وہ یوں کہے: لا الہ الا اللہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی قسم کھانا کفر ہے اور اس کیسے لیے تجدید ایمان ضروری ہے؟

جواب: (۱) اس حدیث میں حقیقت میں کفر کا ذکر ہے اور نہ تجدید ایمان کا بلکہ ”البریاء شرک“ کے قبیل سے ہے۔ ارشاد

ربانی ہے: ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: السریاء شرک یعنی عبادت میں ریاکاری شرک ہے۔ اس سے مراد حقیقی شرک نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے اور تغلیظاً اسے شرک قرار دیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح اس روایت میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص لات و منات اور عزی کی قسم کھائے وہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھے (۲) یہ حدیث علاج بلفض کے قبیل سے متعلق ہے یعنی زمانہ جاہلیت میں لوگ لات و منات اور عزی (بتوں) کی قسم کھانے کے عادی تھے اور پختہ عادت یکبارہ نہیں چھوٹی بلکہ رفتہ رفتہ ختم ہوتی ہے۔ بتایا یہ جارہا ہے کہ اگر کوئی شخص سابقہ عادت کی بنا پر لات و منات اور عزی کی قسم کھالے تو اس غلطی کا تدارک یوں ہو سکتا ہے کہ وہ یہ کلمہ پڑھ لے: لا الہ الا اللہ گویا اس سے سرزد ہونے والی غلطی کا کفارہ ہو جائے اور قدیمی غلطی بھی چھوٹ جائے گی۔ اس سے تجدید ایمان ثابت نہیں ہوتا۔

مائدہ نافعہ: جب کوئی شخص نبی کعبہ، والدین اور اولاد کی قسم کھائے تو گناہ گار ضرور ہوگا اور اس کے خلاف کرنے کی وجہ سے کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ قرآن کلام الہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو اس کی قسم کھانا جائز ہے لیکن قرآن اٹھا کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی لیکن قسم نہ کھائی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَحْلِفُ بِالْمَشْيِ وَلَا يَسْتَطِيعُ

باب 9: جو شخص پیدل چلنے کی قسم اٹھائے حالانکہ وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو

1456 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ عِمْرَانَ

الْقَطَّانِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: نَذَرْتُ امْرَأَةً أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ فَسُئِلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ

إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ مَشْيِهَا مُرُوهَا فَلْتَرْكَبْ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءَ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوا إِذَا نَذَرْتَ امْرَأَةً أَنْ تَمْشِيَ فَلْتَرْكَبْ

وَلْتَهْدِ شَاةً

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک عورت نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے پیدل چلنے سے بے نیاز ہے تم اس سے کہو کہ وہ سوار ہو جائے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اگر عورت پیدل چلنے کی نذر مان لے تو اسے چاہیے: وہ

سوار ہو جائے اور ایک بکری قربان کر دے۔

1457 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتِ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَنْ حَدَّثَنَا: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْخٍ كَبِيرٍ يَتَهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ مَا بَالُ هَذَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْدِيبِ هَذَا نَفْسَهُ قَالَ فَأَمْرَةٌ أَنْ يَرْكَبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک بڑی عمر کے صاحب کے پاس سے گزرے جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کا کیا معاملہ ہے لوگوں نے بتایا: رسول اللہ! انہوں نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ان صاحب کے اپنی ذات کو تکلیف دینے سے بے نیاز ہے، راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان صاحب کو ہدایت کی کہ وہ سوار ہو جائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

پیدل حج کرنے کی قسم کھانا یا منت ماننے کا مسئلہ

جو شخص پیدل حج کرنے کی قسم کھائے یا نذر مانے اور وہ پیدل حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس پر پیدل حج کرنا واجب ہے۔ مثلاً وہ طاقتور ہے یا جزیرۃ العرب کا باشندہ ہو۔ اگر اس میں پیدل حج کرنے کی قوت نہ ہو مثلاً ضعیف ہو یا دور دراز علاقہ کا باسی ہو اور پیدل کعبہ تک پہنچنا دشوار ہو تو وہ سواری پر سفر حج کر سکتا ہے۔ تاہم وہ اس صورت میں ایک ہدی (جانور) ذبح کرے اور اس کی استطاعت نہ ہونے پر تین دن کے روزے رکھ سکتا ہے۔

1457- اخرجہ البخاری (93/4) کتاب جازاء الصید، باب: من نذر الشی الی الکعبۃ حدیث (1865) ومسلم (13/6) کتاب النذر، باب: من نذر ان یشی الی الکعبۃ حدیث (1642/9) وابو داؤد (254/2) کتاب الایمان والنذور، باب: من رای علیہ کفارة اذا کان فی معصیۃ حدیث (30/1) والنسائی (30/7) کتاب الایمان والنذور، باب: ما الواجب علی من اوجب علی نفسه نذرا فعجز عنه وابن خزیمة (347/4) کتاب البناسک، باب: النذر بالحج ما شیء - حدیث (3044) وعبد بن حمید ص (361) حدیث (1201)

سفر حج کے دوران سوار ہونے کے کفارہ میں مذاہب فقہاء

جب کوئی شخص پیدل حج کرنے کی نذر مانے پھر پیدل سو حج کرنے سے عاجز آ جائے تو سوار ہو کر حج کرنے کیا اس پر کفارہ واجب ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ وہ ایک بکری کا دم دے گا۔ آپ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مروها فلتربک ولتهد هديا۔ تم اس عورت کو سوار ہونے کا کہو اور وہ (اس سوار ہونے) کے عوض ایک بکری کا دم دے ڈالے۔ یہ خاتون حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمیشہ تھیں۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ اس دفعہ وہ سواری کی حالت میں حج یا عمرہ کرنے کا مجاز ہوگا۔ تاہم آئندہ سال حج یا عمرہ کا اعادہ کرنا واجب ہوگا۔ اس سال جتنا سفر پیدل طے کیا تھا تو آئندہ سال اتنا سفر سواری پر طے کرے گا اور جتنا سفر پہلی بار سواری پر طے کیا تھا تو اتنا آئندہ سال پیدل طے کرے گا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر سے استدلال کیا ہے جس میں اس بات کی تصریح ہے کہ اس نے جتنا سفر پیدل طے کیا تھا اب اتنا سواری پر اور جتنا سواری پر طے کیا تھا اتنا پیدل طے کرے گا۔

۳- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص پر دم واجب نہیں ہے بلکہ کفارہ یمین واجب ہے۔ آپ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولتصم ثلاثة ايام لعيني عورت تین دن کے روزے رکھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام احمد اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کا بالترتیب یوں جواب دیا جاتا ہے: اس عورت نے دو باتوں کی نذر مانی تھی: (۱) وہ دو پٹہ نہیں اوڑھے گی جو خاتون کے لیے ناجائز ہے (۲) وہ کعبہ کا پیدل سفر کرے گی۔ عورت کو اوڑھنی استعمال کرنے کا حکم دیا گیا جس سے وہ حالت ہو جائے گی تو اس پر کفارہ یمین واجب ہوگا۔ وہ حکم یوں دیا: ولتصم ثلاثة ايام وہ تین دنوں کے روزے رکھے جبکہ نذر کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا: ولتهد هديا وہ ایک جانور کی قربانی کرے۔“

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر سے دلیل اخذ کرنے کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے جبکہ احادیث باب احادیث مرفوعہ اور احادیث مرفوعہ کو فوقیت اور ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

(البحر الرائق ج ۳ ص ۳۵۶)

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ النَّذْرِ

باب 10: نذر ماننے کا مکروہ ہونا

1458 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيث: لَا تَنْذِرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِي مِنَ الْقَدْرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ فِي النَّبَاب: قَالَ: وَفِي النَّبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حُكْمُ حَدِيث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا النَّذْرَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ مَعْنَى الْكَرَاهِيَةِ فِي النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ وَالْمَعْصِيَةِ وَإِنْ نَذَرَ الرَّجُلُ بِالطَّاعَةِ فَوْقَى بِهِ فَلَهُ فِيهِ أَجْرٌ وَيُكْرَهُ لَهُ النَّذْرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ نذر نہ مانا کرو کیونکہ نذر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی اس کے ذریعے کنجوس آدمی کا مال نکلوایا جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے انہوں نے نذر ماننے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نیکی اور گناہ دونوں طرح کی نذر مکروہ ہے، اگر کوئی شخص نیکی کی نذر مانے تو اسے پورا کرنا چاہیے۔ اسے اس کا اجر ملے گا۔ البتہ یہ نذر ماننا اس کے لیے مکروہ ہے۔

شرح

نذر کی اقسام اور ان کا حکم

نذر کی دو اقسام ہیں: (۱) نذر مطلق: کوئی شخص کسی چیز پر معلق و مشروط کیے بغیر کسی عبادت کو اپنی ذات پر لازم کرے مثلاً: اللہ علی ان احج مجھ پر ضروری ہے نہ من حج کروں۔ یہ نذر و بلا کراہت جائز ہے اور اس کا اجر و ثواب بھی ملے گا، کیونکہ ناذر نے 1458- اخرجہ مسلم (8/6) کتاب النذر، باب النهی عن النذر وانه لا یرد شیئاً حدیث (1640/5) والنسائی (16/7) کتاب الايمان والنذور، باب: النذر يستخرج به من البخیل واحمد (412-235/2) عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابیه عن ابی ہریرہ۔

ایک عبادت کا قصد کیا ہے۔ انما الاعمال بالنیات کے مطابق اس کا ثواب ملنا چاہیے۔ (۲) نذر معلق: یہ وہ نذر ہے کہ انسان کسی عبادت کو اپنی خواہش پر معلق کر دیتا ہے مثلاً کوئی آدمی یوں کہے کہ اگر میرا بیٹا حافظ قرآن بن گیا تو میں کعبہ کا حج کروں گا۔ حدیث باب میں دوسری قسم کی نذر کے بارے میں: لاتنذروا (تم نذر نہ مانو) فرمایا گیا ہے۔ ساتھ ہی اس کے نہ ماننے کی وجہ بھی بیان کر دی گئی ہے کہ یہ نذر تقدیر کو تبدیل نہیں کر سکتی لیکن بخیل کی جیب سے رقم نکال سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص بخیل ہے اور وہ نذر مانتا ہے کہ اگر فلاں کام ہو جائے وہ اتنی دولت صدقہ کرے گا۔ کام ہو جانے کی صورت میں نذر کو پورا کرنے سے اس کی جیب سے رقم نکل گئی۔ اس نذر کے عدم جواز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کو لالچ دینے کا پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا تو میں حج کروں گا اور یہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہیں ہے۔ یہ طمع و لالچ عیب ہے جس سے اللہ تعالیٰ بے نیاز اور پاک ہے یعنی انسان حج کرے یا نہ کرے اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی میں کمی یا بیشی نہیں ہو سکتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَفَاءِ النَّذْرِ

باب 11: نذر کو پورا کرنا

1459 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ

نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

قَالَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ قَالُوا إِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ طَاعَةٌ

فَلَيْفَ بِهِ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَا اِعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَقَالَ

الْخَرُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ عَلَى الْمُعْتَكِفِ صَوْمٌ إِلَّا أَنْ يُوجِبَ عَلَى نَفْسِهِ صَوْمًا وَاسْتَجْوَابِ حَدِيثِ عُمَرَ أَنَّهُ

نَذَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَفَاءِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ!

1459- اخرجہ البخاری (333/4) کتاب الاعتکاف، باب: من لم یر علیه اذا اعتکف صوماً حدیث (2042) ومسلم

(49/6) کتاب الایمان، باب: نذر الکافر، حدیث (27-1656) وابو داؤد (261/2) کتاب الایمان، والنذور: باب: من نذرنی

الجاهلیة حدیث (3325) والنسائی (21/7) کتاب الایمان والنذور، باب: اذا نذر ثم اسلم قبل ان یفی، وابن

ماجه (563/1) کتاب الصیام، باب: فی اعتکلاف یوم او لیلۃ، حدیث (1772) والدارمی (183/2) کتاب النذور والایمان

باب: الوفاء بالنذر، حدیث (338) وعبد بن حمید ص (44) حدیث (40) واحمد (20/2'37/1) عن نافع عن ابن عمر به۔

میں نے یہ نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا (میں نے یہ نذر) زمانہ جاہلیت میں مانی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی نذر کو پورا کرو۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی اسلام قبول کر لے اور اس نے نیکی سے متعلق کوئی نذر مانی ہوئی ہو تو وہ اسے پورا کرے۔

بعض اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طباقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اعتکاف اسی وقت ہوگا جب روزہ رکھا ہوا ہو، اسوائے اس صورت کے کہ جب آدمی اپنے اوپر روزہ بھی واجب کرے۔

ان حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: انہوں نے زمانہ جاہلیت میں رات کے وقت اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا تھا۔
امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

زمانہ جاہلیت کی مانی ہوئی نذر میں مذاہب آئمہ

کیا زمانہ جاہلیت میں مانی گئی نذر قبول اسلام کے بعد پوری کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔
۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسی نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی تو قبول اسلام کے بعد انہوں نے اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے اس نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کی نذر کو قبول اسلام کے بعد پورا کرنا واجب ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ آپ نے اس مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے: الاسلام ما کان یجب ما کان قبلہ، یعنی اسلام زمانہ کفر والے الزامات کو ختم کر دیتا ہے۔ قبول اسلام سے قبل نذر ماننے والے کا عقیدہ درست نہیں ہوتا اور اس کی مانی ہوئی نذر بھی درست نہ ہوگی کیونکہ وہ مکمل طور پر توحید کا قائل نہیں ہوتا بلکہ اس نے بتوں کی رضا کے لیے نذر مانی جو حقیقت میں نذر نہیں ہو سکتی لہذا وہ نذر بھی منعقد نہیں ہو سکتی۔ جب نذر منعقد نہ ہوئی تو اس کا پورا کرنا کیسے واجب ہو سکتا ہے؟ اگر بالفرض نذر کو درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس مشہور روایت سے اس کی تکمیل واجب نہیں ہوتی: الاسلام ما کان یجب ما کان قبلہ، لہذا ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ تاہم حدیث باب استحباب پر محمول کی جائے گی

(الموسم للسنحی، ج ۸، ص ۱۳۶)

اعتکاف میں روزہ شرط ہونے میں مذاہب آئمہ

کیا اعتکاف میں روزہ رکھنا شرط ہے یا نہیں اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے رات کے وقت اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی چونکہ رات کو روزہ نہیں رکھا جاتا لہذا رات کے وقت کیا جانے والا اعتکاف روزہ کے بغیر ہوگا جس سے ثابت ہوا کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور شرط کے بغیر مشروط کالعدم ہوتا ہے۔ حدیث باب میں اعتکاف کرنے کا وقت رات ہے جبکہ رات کو روزہ نہیں رکھا جاتا بلکہ دن میں رکھا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ”لیلۃ“ سے ”نہار“ کے مقابلہ میں ”لیل“ مراد ہرگز نہیں ہے۔ تاہم اس سے مراد ”یوم“ ہے جس میں شب و روز دونوں شامل ہوتے ہیں۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو بخاری و مسلم میں آئی ہے اور اس میں: ”یوما“ کا لفظ موجود ہے جس میں دن اور رات دونوں داخل ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۱۳۳) لہذا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ بعض متأخرین احناف کے نزدیک نقلی اعتکاف روزہ کے بغیر بھی درست ہے۔ (المغنی لابن قدامہ ج ۳ ص ۱۸۵)

بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 12: نبی اکرم ﷺ (کن الفاظ میں) قسم اٹھاتے تھے

1460 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ

عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَثِيرًا مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ بِهَذِهِ الْيَمِينِ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سالم بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ اکثر اوقات ان

الفاظ میں قسم اٹھایا کرتے تھے۔

”دلوں کو پھیرنے والی ذات کی قسم“

1460- اخرجہ البخاری (531/11) کتاب الايمان والنذور: باب: كيف كان يمين النبي صلى الله عليه وسلم - حدیث (6628) والنسائی (2/7) کتاب الايمان والنذور: باب: حدیث (3770) وابن ماجه (676/1) کتاب الکفارات: باب: يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم - حدیث (2092) والدارمی (187/2) کتاب النذور والایمان: باب: باي اساء الله حلفت لزمك وعبد بن حميد ص (241) حدیث (741) واحمد (67'25/2) عن سالم بن عبد الله عن عبد الله بن عمر به واخرجہ ابو داؤد (245/2) کتاب الايمان والنذور: باب: ما جاء في يمين النبي صلى الله عليه وسلم ما كانت حدیث (3263) لم تذكره هذا الطريق تحفة الاشراف.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کے الفاظ

ذات باری تعالیٰ کی اس کے ذاتی اور صفاتی اسماء گرامی سے قسم کھائی جاسکتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی ذاتی اور صفاتی ناموں سے قسم کھایا کرتے تھے۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بایں الفاظ قسم کھاتے تھے: ومقلب القلوب، دلوں کو پھیرنے والے کی قسم!

بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً

باب 13: جو شخص غلام آزاد کرے اس کا ثواب

1461 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللَّهُ مِنْهُ بِكُلِّ عَضْوٍ مِنْهُ عَضْوًا مِنَ النَّارِ حَتَّى يَعْتِقَ فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَمْرٍو بْنِ عَبْسَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَوَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَأَبِي أُمَامَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَكَعْبِ بْنِ مَرَّةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ تَوْحِيحُ رَاوِي: وَابْنُ الْهَادِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ وَهُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ قَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مومن غلام کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر ایک عضو کے عوض میں اس آزاد کرنے والے کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا۔ یہاں تک کہ اس غلام کی شرمگاہ کے عوض اس شخص کی شرمگاہ کو بھی آزاد کر دے گا۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ، حضرت ابو امامہ، حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

1461- اخرجہ البخاری (607/11) کتاب الکفارات الايمان، باب: قول الله تعالى: (او تحرير رقبه)۔ حدیث (67/5) ومسلم (308/5-الاسی) کتاب العتق، باب: فضل العتق، حدیث (1509/23) واحمد (430'422'420/2) عن سعيد بن مرجانة عن ابي هريرة به۔

ابن ہادنامی راوی کا نام یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن ہاد ہے یہ مدنی ہیں اور ثقہ ہیں۔
امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل علم نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

حدیث باب میں مسلمان غلام آزاد کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے اعضاء کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ کے عوض شرمگاہ کو بھی دوزخ سے آزادی کر دیتا ہے۔ اس روایت میں مسلمان غلام کی قید احترازی ہے یعنی یہ فضیلت مسلمان غلام آزاد کرنے کی ہے اور غیر مسلم غلام آزاد کرنے کی نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: مرد کے لیے بہتر ہے کہ وہ غلام آزاد کرے اور عورت کے لیے بہتر ہے کہ وہ کنیز آزاد کرے تاکہ بردہ اور آزاد کنندہ کے باہم اعضاء مقابل ہو جائیں جن کو جہنم سے آزادی حاصل ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
سوال: اس مقام پر مسلمان غلام کی آزادی کی فضیلت کا مسئلہ بیان کرنے سے خروج عن الموضوع کی خرابی لازم آ رہی ہے کیونکہ اصل بحث تو نذر و ایمان کی چل رہی تھی؟

جواب: شرعی کفارہ یمین یہ بیان کیا گیا ہے: دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر ان میں سے کسی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو تین دنوں کے مسلسل روزے رکھے۔ یمین کے کفارہ میں غلام آزاد کرنا بھی شامل ہے تو اس کی آزادی کی فضیلت بیان کرنے سے خروج عن الموضوع کی خرابی لازم نہیں آتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَلْطَمُ خَادِمَهُ

باب 14: جو شخص اپنے خادم کو تھپڑ رسید کرے

1462 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ

سُوَيْدِ بْنِ مِقْرَانَ الْمُزَنِيِّ قَالَ

مَنْ حَدِيثٍ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا سَبْعَةَ إِخْوَةٍ مَا لَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ فَلَطَمَهَا أَحَدُنَا فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَنْ نُعْتِقَهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلَافِ رِوَايَةٍ: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَلَمْ يَذْكُرْ بَعْضُهُمْ فِي

1462- اخرجہ مسلم (54/6 الابی) کتاب الايمان' باب: صحبة السالک' وکفارة من لطم عبده' حدیث (1658/32)

کتاب الاداب' باب: فی حق السلوک حدیث (5166) واحد (444/5) عن حصین' قال' سمعت هلال بن یساف عن سويد به.

الْحَدِيثِ قَالَ لَطَمَهَا عَلَيَّ وَجْهَهَا

﴿﴾ حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے ہم سات بھائی تھے اور ہمارے پاس صرف ایک خادم تھا ہم میں سے ایک بھائی نے اسے طمانچہ رسید کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی کہ ہم اس (غلام) کو آزاد کر دیں۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ کئی محدثین نے اس روایت کو حصین بن عبدالرحمن کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ بعض راویوں نے اس روایت میں یہ بات نقل کی ہے: اس شخص نے اس خادم کے چہرے پر طمانچہ مارا تھا۔

شرح

غلام کو ایذا رسانی کا کفارہ آزادی دینا

اسلام نے جہاں آزاد لوگوں کے حقوق بیان کیے وہاں غلاموں کے حقوق کا بھی تعین کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں وہی پہناؤ جیسا کپڑا تم خود پہنتے ہو۔

حدیث باب میں بھی غلام کے حقوق کو اجاگر کیا گیا ہے کہ اگر آقا اپنے غلام کو ایذا رسانی کرتا ہے اور اسے طمانچہ رسید کرتا ہے تو اس کا کم از کم کفارہ یہ ہے کہ آزاد کر دیا جائے۔ یہ آزاد کرنا بالاتفاق مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ

باب 15: کسی دوسرے مذہب کی قسم اٹھانا حرام ہے

1463 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ حَكَمُ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَقَدْ اختلف أهل العلم في هذا إذا حلف الرجل بمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ فَقَالَ هُوَ يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ إِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَفَعَلَ ذَلِكَ الشَّيْءَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ آتَى عَظِيمًا وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالْأَئِمَّةُ هَذَا الْقَوْلُ ذَهَبَ أَبُو عُبَيْدٍ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ الْكَفَّارَةُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَقَ

﴿﴾ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور

مذہب کی جھوٹی قسم اٹھائے تو وہ اسی طرح ہو جائے گا جیسے اس نے کہا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے: جب کوئی شخص اسلام کی بجائے کسی اور مذہب کی قسم اٹھالے وہ یہ کہے: وہ یہودی یا عیسائی ہوا اگر اس نے ایسا ایسا کیا اور پھر وہ شخص وہ کام بھی کر لے۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اس نے ایک بڑا گناہ کیا ہے، تاہم اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

اہل مدینہ اسی بات کے قائل ہیں: امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور ابو عبید نے بھی اس قول کو

اختیار کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک ایسی صورت حال میں اس شخص پر کفارہ دینا لازم ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1464 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ زَحْرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الرَّعِينِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ الْيَحْصَبِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَقَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ أُخْتِكَ شَيْئًا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَخْتِمِرْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ

◀◀ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری بہن نے یہ نذرمانی ہے: وہ بیت

اللہ پیدل جائے گی، چادر اوڑھے بغیر، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمہاری بہن کے اس سختی کو جھیلنے کی ضرورت نہیں

ہے۔ اس عورت کو چاہیے کہ وہ سوار ہو جائے اور چادر بھی اوڑھے لے اور (قسم کے کفارے کے طور پر) تین دن روزے رکھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

1464- اخرجہ ابو داؤد (253/2) کتاب الایمان والنذور، باب: من رای علیہ کفارة اذا کان فی معصية، حدیث (2393)

والنسائی (20/7) کتاب الیمان والنذور، باب: اذا حلفت المرأة لتمشي حافية غير مختمرة وابن ماجه (689/1) کتاب

الکفارات، باب: من نذر ان يحج ماشيًا، حدیث (2134) والدارمی (183/2) کتاب النذور والایمان، باب: کفارة النذور واحمد

(143/3، 145، 149) عن ابی سعید الرعیني جعل القتباني، عن عبد الله بن مالك عن عقبه بن عامر به.

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1465 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ تَعَالَى أَقَامِرُكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الْمُغِيرَةَ هُوَ الْخَوْلَانِيُّ الْحِمَصِيُّ وَاسْمُهُ عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنِ الْحَجَّاجِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جو شخص قسم اٹھاتے ہوئے "لات" اور "عزی" کی قسم اٹھائے تو اسے کلمہ پڑھنا چاہیے اور جو شخص یہ کہے: آؤ میں تمہارے ساتھ جو اٹھاتا ہوں اسے صدقہ کرنا چاہیے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوالمغیرہ نامی راوی خولانی حمصی ہیں ان کا نام عبد القدوس بن حجاج ہے۔

غیر مذہب کی قسم کھانے کی ممانعت

پہلی حدیث باب کے چار مفاہیم بیان کیے جاسکتے ہیں: (۱) جب کوئی شخص یوں کہے: ان فعلت کذا فانا یہودی وان فعلت کذا فانا نصرانی۔ اگر میں اس طرح کروں تو میں یہودی، اگر اس طرح میں نے کیا تو میں نصرانی۔ پھر وہ اسی کام کا ارتکاب کر لے تو وہ واقعاً یہودی یا نصرانی ہو جائے گا۔

(۲) جب کوئی شخص غیر شرعی قسم کھائے پھر وہ اس کی تکمیل نہ کر سکے تو یہودی یا نصرانی ہوگا۔

۳۔ جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ اگر وہ کام کرتے وقت اس آدمی کی نیت یہودی یا نصرانی بننے کی ہوگی تو وہ یہودی یا نصرانی بنے گا ورنہ نہیں مثلاً کوئی شخص قسم کھاتا ہے: ان دخلت دار فلان فانا نصرانی پھر وہ دخول دار کے وقت اس کی نیت بھی نصرانی بننے کی ہو تو وہ نصرانی بن جائے گا ورنہ نہیں۔

۴۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف ہے کہ گزشتہ مثال میں دخول دار کے وقت اس شخص نے نصرانی ہونے کی نیت نہ کی تب بھی قسم منعقد ہو جائے گی اور اس کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

1465-اخرجه البخاری (545/11) کتاب الایمان، باب: لا یحلف بالللات والعزی، ولا بالطواغیت، حدیث (6650) ومسلم (25/6-الابی) کتاب الایمان، باب: من حلف بالللات والعزی، - حدیث (1647/5) واہو داؤد (241/2) کتاب الایمان ولنذور-باب: الحلف بالانداد، حدیث (3247) والنسائی (7/7) کتاب الایمان والنذور، باب: الحلف بالللات واہن ماجہ (678/2) کتاب الکفارات، باب: النهی ان یحلف بغير الله، حدیث (2096) واہن خزیمہ (28/1) کتاب الوضوء، باب: ذکر الدلیل علی ان الکلام السہی - حدیث (45) واحمد (309/2) عن الزہری عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی ہریرہ۔

دوسری حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص ننگے پاؤں حج کے لیے بیت اللہ تک جانے کی نذر مانے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوگی اور نہ کفارہ واجب ہوگا، کیونکہ ننگے پاؤں سفر کرنا کوئی عبادت نہیں ہے اور جب عبادت نہیں ہے تو اس کی نذر بھی درست نہیں ہے۔ تاہم بیت اللہ تک حج کی نیت سے پیدل سفر کرنے کی نذر ماننا جائز ہے، کیونکہ صفا اور مروہ کے مابین سعی یعنی پیدل چلنا عبادت ہے۔

نوٹ: تیسری حدیث باب کی تشریح گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيْتِ

باب 16: میت کی طرف سے نذر کو پورا کرنا

1466 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرِ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تَوَقَّيْتُ

قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْضِ عَنْهَا

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا: جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اسے پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس خاتون کی طرف سے اسے پورا کر دو۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

میت کی طرف سے نذر ماننے کا مسئلہ

جب کوئی آدمی مالی عبادت کی نذر مانے اور پورا کرنے سے قبل فوت ہو جائے جبکہ اس نے اس کے ادا کرنے کی ورثاء کو وصیت کی ہو تو تہائی وراثت سے وصیت پوری ہو سکتی ہو اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اگر اس نے وصیت نہ کی ہو یا تہائی وراثت سے 1466- اخرجہ البخاری (592/11) کتاب الايمان والنذور، باب: من مات وعليه نذر، حدیث (6698) ومسلم (5/6- الابی) کتاب النذر، باب: الامر بقضاء النذر حدیث (1638/1) وابو داؤد (256/2) کتاب الايمان والنذور، باب: فی فضل الصدقة علی المیت، و (20/7) کتاب الايمان والنذور، باب: من مات وعليه نذر و ابن ماجہ (688/1) کتاب الکفارات، باب: من مات وعليه نذر، حدیث (2132) ومالك (472/2) کتاب النذور والایمان، باب: ما یحب من النذور فی الشی حدیث (1) والحیثی (241/1) حدیث (522) واحمد (329/291/1) عن ابن شهاب الزهري، عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود، عن ابن عباس به۔

پوری نہ ہو سکتی ہو تو اس کو پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ تاہم اگر ورثاء و عاقل بالغ ہوں اور اپنی مرضی سے وصیت پورا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ بدنی عبادت میں نیابت جائز نہیں ہے۔ اگر میت نے روزوں یا نماز کی نذر مانی ہو تو اس کی طرف سے ورثاء روزے نہیں رکھ سکتے اور نماز نہیں پڑھ سکتے لیکن وہ فدیہ ادا کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ أَعْتَقَ

باب 17: غلام آزاد کرنے کی فضیلت

1467 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ هُوَ أَخُو سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَغَيْرِهِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: أَيُّمَا امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا كَانَ فَكَأَكَّهُ مِنَ النَّارِ يُجْزَى كُلُّ عَضْوٍ مِنْهُ عَضْوًا مِنْهُ وَأَيُّمَا امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ كَانَتْ فَكَأَكَّهُ مِنَ النَّارِ يُجْزَى كُلُّ عَضْوٍ مِنْهُمَا عَضْوًا مِنْهُ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً كَانَتْ فَكَأَكَّهَا مِنَ النَّارِ يُجْزَى كُلُّ عَضْوٍ مِنْهَا عَضْوًا مِنْهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عِتْقَ الذَّكُورِ لِلرِّجَالِ أَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الْإِنَاثِ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا كَانَ فَكَأَكَّهُ مِنَ النَّارِ يُجْزَى كُلُّ عَضْوٍ مِنْهُ عَضْوًا مِنْهُ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے جو مسلمان کسی مسلمان غلام کو آزاد کر دے تو وہ غلام اس کے لیے جہنم (سے بچاؤ کے لیے) فدیہ ہو جائے گا اس غلام کا ہر ایک عضو (آزاد کرنے والے) کے عضو کا بدلہ ہوگا اور جو مسلمان دو مسلمان کنیزوں کو آزاد کر دے تو وہ دونوں کنیزیں اس شخص کے لیے جہنم سے بچاؤ کا فدیہ ہو جائیں گی ان دونوں کنیزوں کا ہر ایک عضو اس آزاد کرنے والے کے عضو کا بدلہ ہوگا اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان کنیز کو آزاد کر دے تو وہ کنیز اس عورت کے لیے جہنم سے بچاؤ کا فدیہ ہوگی اس کنیز کا ہر ایک عضو آزاد کرنے والی کی ہر ایک عضو کا بدلہ ہوگا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کنیز کو آزاد کرنے کے مقابلے میں غلام کو آزاد کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کر دے گا تو یہ عمل اس شخص کے جہنم سے بچاؤ کا باعث بنے گا۔ اس (آزاد کرنے والے شخص) کا ہر عضو اس (غلام) کے ہر عضو کے بدلے میں جہنم سے محفوظ ہو جائے گا۔

شرح

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

یہ مضمون ما قبل ابواب کے ضمن میں آچکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے تو وہ غلام آزاد کرنے والے کے لیے جہنم سے آزادی کا سبب بن جائے گا جو عورت کسی مسلمان لونڈی کو آزاد کرے تو وہ لونڈی آزاد کرنے والی کے لیے دوزخ سے آزادی کا سبب بن جائے گی۔



مِکْتَابُ السَّبْرِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ

سیر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّعْوَةِ قَبْلَ الْقِتَالِ

باب 1: جنگ سے پہلے دعوت دینا

1468 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ
متن حدیث: أَنَّ جَيْشًا مِنْ جُيُوشِ الْمُسْلِمِينَ كَانَ أَمِيرَهُمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ حَاصِرُوا قَصْرًا مِنْ قُصُورِ
فَارِسَ فَقَالُوا يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَلَا نَنْهَدُ إِلَيْهِمْ قَالَ دَعُونِي أَدْعُهُمْ كَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدْعُوهُمْ فَاتَاهُمْ سَلْمَانُ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ مِنْكُمْ فَارِسِيُّ تَرُونَ الْعَرَبَ يُطِيعُونَنِي فَإِنْ أَسَلَمْتُمْ فَلَكُمْ مِثْلُ
الَّذِي لَنَا وَعَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْنَا وَإِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا دِينَكُمْ تَرَكَنَاكُمْ عَلَيْهِ وَأَعْطَوْنَا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَأَنْتُمْ صَاغِرُونَ
قَالَ وَرَطَّنَ إِلَيْهِمْ بِالْفَارِسِيَّةِ وَأَنْتُمْ غَيْرُ مَحْمُودِينَ وَإِنْ أَبَيْتُمْ نَابَدْنَاكُمْ عَلَى سِوَاءِ قَالُوا مَا نَحْنُ بِالَّذِي نُعْطَى
الْجِزْيَةَ وَلَكِنَّا نُقَاتِلُكُمْ فَقَالُوا يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَلَا نَنْهَدُ إِلَيْهِمْ قَالَ لَا فَدَعَاهُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَى مِثْلِ هَذَا ثُمَّ قَالَ
انْهَدُوا إِلَيْهِمْ قَالَ فَانْهَدْنَا إِلَيْهِمْ فَفَتَحْنَا ذَلِكَ الْقَصْرَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَالتَّعْمَانَ بْنِ مُقَرِّنٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: وَحَدِيثُ سَلْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ

قول امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ لَمْ يُدْرِكْ سَلْمَانَ لِأَنَّهُ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيًّا وَسَلْمَانَ

مَا قَبْلَ عَلِيٍّ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا
وَرَأَوْا أَنْ يُدْعَوْا قَبْلَ الْقِتَالِ وَهُوَ قَوْلُ اسْحَقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِنْ تَقَدَّمَ إِلَيْهِمْ فِي الدَّعْوَةِ فَحَسَنٌ يَكُونُ ذَلِكَ
أَقْسَبَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا دَعْوَةَ الْيَوْمِ وَقَالَ أَحْمَدُ لَا أَعْرِفُ الْيَوْمَ أَحَدًا يُدْعَى وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يُقَاتَلُ
الْعَدُوَّ حَتَّى يُدْعَوْا إِلَّا أَنْ يَعْجَلُوا عَنْ ذَلِكَ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَقَدْ بَلَغَتْهُمْ الدَّعْوَةُ

1468- اخرجہ احمد (440/5، 441، 444) عن عطاء بن السائب عن ابى البختري عن سلمان به.

﴿﴾ ابو بختری بیان کرتے ہیں: مسلمانوں کے ایک لشکر کے امیر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے ایران کے ایک قلعے کا محاصرہ کر لیا لوگوں نے کہا اے ابو عبد اللہ! کیا ہم ان پر حملہ نہ کر دیں تو انہوں نے فرمایا: مجھے موقع دو کہ میں ان لوگوں کو اسی طرح دعوت دوں جیسے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کو دعوت دیتے ہوئے سنا ہے۔ پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان سے فرمایا: میں بھی تمہاری طرح ایرانی ہوں اور تم نے عربوں کو دیکھا ہے: وہ میری اطاعت کرتے ہیں اگر تم لوگ اسلام قبول کر لیتے ہو تو تمہیں وہ تمام سہولیات حاصل ہوں گی جو ہمیں حاصل ہیں اور تم پر وہ تمام ادائیگیاں لازم ہوں گی جو ہم پر لازم ہیں اور اگر تم اپنے دین پر قائم رہنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں اس پر قائم رہنے دیتے ہیں تم لوگ ہمیں جزیہ دو جبکہ تم ذلت کی حالت میں ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے فارسی زبان میں یہ تقریر کی تھی (اور انہوں نے یہ بھی فرمایا) کہ تم لوگوں کی تعریف نہیں کی گئی ہوگی۔ اگر تم اس کا بھی انکار کر دیتے ہو تو یہ تمہارے لیے بہتر نہیں ہوگا۔ ہم تمہیں آگاہ کرنے کے بعد جنگ کریں گے انہوں نے کہا ہم جزیہ نہیں دیں گے ہم آپ کے ساتھ جنگ کریں گے مسلمانوں نے کہا: اے ابو عبد اللہ! کیا ہم ان پر حملہ نہ کر دیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تین دن تک انہیں اس طرح کی دعوت دیتے رہے پھر انہوں نے حکم دیا ان پر حملہ کر دو! راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے ان پر حملہ کیا اور اس قلعے کو فتح کر لیا۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے ہم اسے صرف عطاء بن سائب کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

ابو بختری نامی راوی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا کیونکہ انہوں نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی نہیں پایا اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے ہوا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جنگ سے پہلے دعوت دی جائے گی۔

اسحاق بن ابراہیم بھی اسی بات کے قائل ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: پہلے انہیں دعوت دی جائے یہ زیادہ بہتر ہے اور انہیں زیادہ ہیبت زدہ کر دے گی۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اب دعوت دینے کی گنجائش نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق اب دعوت دینے کی گنجائش نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دشمن کے ساتھ اس وقت تک جنگ نہ کی جائے جب تک اسے دعوت نہ دی جائے۔ البتہ اگر وہ جلد بازی کا مظاہرہ کریں تو (حکم مختلف ہو گا) لیکن اگر مسلمان ایسا نہیں کرتے تو دعوت اسلام ان تک پہلے ہی پہنچ چکی ہوگی۔

1469 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْعَدَنِيُّ الْمَكِّيُّ وَيُكْنَى بِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ هُوَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ مُسَاحِقٍ عَنِ ابْنِ عَصَامِ الْمُرَزِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ جَيْشًا أَوْ سَرِيَّةً يَقُولُ لَهُمْ إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوا أَحَدًا

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ

ابن عصام مرزی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جنہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے: نبی اکرم ﷺ جب کسی لشکر یا مہم کو روانہ کرتے تھے تو آپ ان سے یہ فرمایا کرتے تھے: جب تم کسی مسجد کو دیکھو یا کہیں اذان کی آواز سنو تو وہاں کسی کے ساتھ جنگ نہ کرنا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے اور یہ روایت ابن عیینہ سے منقول ہے۔

شرح

مضامین حدیث

لفظ: ”سیر“ سیرت کی جمع ہے اس کا معنی ہے: حالات زندگی سوانح۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اسلام کا حربی نظام۔ پہلی حدیث باب کے چند ایک مضامین درج ذیل ہیں:

- ۱- جب دشمن سے جنگ کرنے کی نوبت پیش آجائے تو اس بات کو پیش نظر رکھا جائے گا کہ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات اور نظریات سے ناواقف ہو، تو آغاز جنگ سے قبل انہیں دعوت اسلام دینا فرض ہے۔ اگر وہ اسلام کے بارے میں خوب جانتا ہو، تو جنگ سے قبل دعوت اسلام دینا مستحب ہے۔

- ۲- کلمہ طیبہ اور اسلام کے رشتہ کی وجہ سے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: انما المؤمنون اخوة۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسلام کی نظر میں سب کا مقام یکساں ہے۔ تاہم تقویٰ اور علم کی بنا پر ایک مسلمان کو دوسروں پر فوقیت حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارس (ایران) سے آئے تو امیر لشکر بن گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ سے حاضر ہوئے تو مؤذن رسول بن گئے اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روم سے آئے تو اسلام کے ممتاز جان نثار بن گئے۔

- ۳- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر لشکر کی حیثیت سے فارس میں پہنچے فوج کی طرف سے حملہ آور ہونے کی

1469- اخرجہ ابو داؤد (43/3) کتاب الجہاد، باب: فی دعاء الشرکین حدیث (2635) والحمیدی (359/2) حدیث (820) واحد (448/3) عن سفیان بن عیینة، قال: حدثنا عبد الملك بن نوفل بن مساحق انه سمع رجلا من مزينة يقال له ابن عصام المزني عن ابيه به.

اجازت طلب کرنے پر آپ فارس کے قلعہ کا محاصرہ کر کے دشمن کو تین ایام تک اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ اسلامی بھائی بننے کا پیغام دیتے رہے اور اسلامی پیغام کے فوائد کا درس دیتے رہے۔ جب حجت تام ہو گئی اور ان میں تبدیلی کی سوچ باقی نہ رہی تو آپ نے اسلامی مجاہدین کو فارس کے قلعہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت عنایت فرمادی۔ اسلامی فوج کے پہلے حملہ میں قلعہ فارس فتح ہو گیا اور دشمن شکست و ریخت کا شکار ہو گیا۔

۴۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمن سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں بھی تمہاری طرح فارسی النسل اور فارس کا باشندہ ہوں، اسلام کی برکت سے دوری ختم ہو گئی تو میں اسلامی لشکر کا امیر ہوں، اگر تم بھی اسلام قبول کر لو گے تو تمہیں بھی ہم جیسا مقام حاصل ہو جائے گا اور ہم جیسی ذمہ داریاں تم پر عائد ہو جائیں گی۔ اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو تم شکست کھانے کے بعد اقلیت کی حیثیت سے زندگی گزارو گے اور تم سے جزیہ وصول کیا جائے گا جو تمہارے لیے ذلت کا باعث ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اسلام کے پیغام کو تسلیم کرنے سے صاف الفاظ میں انکار کر دیا، تو امیر لشکر کی اجازت سے مجاہدین نے یکبارگی کامیاب حملہ کر دیا۔

۵۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارسی الاصل، فارسی النسل اور فارسی اللسان ہونے کے باوجود ایک ترجمان کے ذریعے محض عربی زبان میں دشمن کو تین دن تک دعوت اسلام دیتے رہے۔ جب جزیہ کا ذکر کیا تو آپ نے خود فارسی زبان میں بیان کیا تا کہ دشمن کے اذہان و قلوب میں انقلاب کی صورت پیدا ہو جائے۔

۶۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو جنون کی حد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت دل میں جاگزیں ہو گئی جس کے نتیجے میں عربی زبان کو اصل اور ام اللانہ تصور کرتے ہوئے زندگی بھر اپنائے رکھا۔ روئے زمین میں سب سے قبل بولی جانے والی زبان عربی ہے۔ وہ اس طرح کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے مجسمہ میں روح پھونکی گئی تو آپ کو چھینک آئی جس پر آپ نے ”الحمد للہ“ کے الفاظ ادا کیے تو فرشتوں نے جواب میں کہا: یرحمک اللہ، یہ عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ آسمانی کتب کی جامع کتاب ”قرآن کریم“ عربی زبان میں ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی۔ اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔ قبر میں سوال و جواب کا سلسلہ عربی زبان میں ہوگا اور اہل محشر کی زبان عربی ہوگی۔ عربی زبان مسلمانوں کی مادری زبان ہے، کیونکہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی زبان عربی تھی۔ الغرض عربی زبان اصل، فضیلت والی اور بابرکت زبان ہے۔

جہاد کی تعریف اور اس کی اقسام

لفظ: ”جہاد“ جہد سے بنا ہے جس کا لغوی معنی ہے کوشش کرنا جبکہ اس کا اصطلاحی معنی ہے اعلاء کلمۃ الحق اور اسلام کی سر بلندی کی کوشش کرنا۔ جہاد اور جنگ میں فرق: جنگ کا مقصد علاقہ فتح کرنا، لوگوں کو غلام بنانا اور مقامی لوگوں کا معاشی استحصال کرنا، تاکہ وہ مقابلے میں آنے کی طاقت نہ رکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ کے کوئی اصول و ضوابط نہیں ہیں۔ جہاد کا مقصد ہے اسلام کی سر بلندی کی کوشش کرنا اور لوگوں سے مظالم کو دور رکھنا۔ جہاد کے قواعد و ضوابط موجود ہیں۔

جہاد کی مشہور پانچ اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- جہاد بالمال: اسلام کی سر بلندی اور دفاع کے لیے اپنا مال خرچ کرنا "جہاد بالمال" کہلاتا ہے جس کا اجر عظیم اور انعام رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصدقون (الحجرات: ۵) اور جن لوگوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا وہی لوگ سچے ہیں۔

۲- جہاد باللسان: اس کا مطلب یہ ہے کہ پند و نصائح، وعظ و تقریر اور خطبات و تبلیغ وغیرہ کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کرنا ہے۔ کفار کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دینا، جہاد باللسان کہلاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "سب سے افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔"

۳- جہاد بالسيف: جب دشمن کسی اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہو اور اسلام کی سلامتی خطرے میں ڈال دے تو ایسی جارحیت کا دفاع کرنا "جہاد بالسيف" کہلاتا ہے۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا (الحج: ۲۲) ان لوگوں کو جہاد کیا جائز دی گئی ہے جن پر ظلم کیا گیا ہے۔

۴- جہاد بالقلم: کفار و مشرکین کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر بے بنیاد کیے گئے اعتراضات کے تحریری جواب دینا، اسلامی تعلیمات و نظریات پر مبنی کتب تصنیف کرنا اور علمی و ادبی اور اصلاحی رسائل مرتب کر کے شائع کرنا، جہاد بالقلم کہلاتا ہے۔

۵- جہاد بالنفس: اپنی اپنے اہل خانہ، اہل اقارب اور عوام کی اصلاحی کاوش کو جہاد بالنفس کہا جاتا ہے۔ اس کو جہاد اکبر بھی کہا جاسکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ سے واپس تشریف لاتے ہوئے فرمایا: رجعنا من الجہاد الا صغر الی الجہاد الا کبر (او کما قال علیہ السلام) ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف واپس آئے ہیں۔ "یعنی اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا، جہاد اکبر ہے۔"

مقاصد و شرائط جہاد

چند مشہور مقاصد و شرائط جہاد درج ذیل ہیں:

۱- دشمن کا دفاع: جہاد کا بنیادی مقصد دفاع اسلام ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعدوا (البقرہ: ۱۹) اور تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور تم حد سے نہ بڑھو۔

۲- مسلمانوں کا تحفظ: جب دنیا کے کسی بھی حصہ میں دشمن مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کی کوشش کرے تو مظلوم مسلمانوں کے تحفظ و دفاع کے لیے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: وما لکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ (النساء: ۷۵) اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے؟

۳- جب دشمن فتنہ انگیزی کا پختہ ارادہ کرے تو اس کے تدارک اور اس کے مقاصد کو خاک میں ملانے کے لیے جہاد ضروری ہو جاتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے: وقاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ ویكون الدین للہ (البقرہ: ۱۹۳) اور تم دشمنوں سے جہاد کرو حتیٰ کہ فتنہ کا خاتمہ ہو جائے اور دین پورے کا پورا اللہ تعالیٰ کا ہو جائے۔

۴- غیر مسلموں کی عہد شکنی: جب دشمن مسلمانوں سے کسی کیے ہوئے معاہدہ کو توڑ کر لاقانونیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلام

اور مسلمانوں کیخلاف سازشوں کا جال بچھا کر عرصہ حیات تنگ کر دئے تو مسلمانوں پر جہاد واجب ہو جاتا ہے کہ متوقع جانی و مالی نقصان کے تحفظ کی کوشش کریں اور جہاد کریں۔

۵۔ مظلوم مسلمانوں کو گھروں سے باہر نکالنا: جب دشمن مسلمانوں پر اس حد تک دشمنی کا مظاہرہ کرے کہ انہیں اپنے گھروں سے باہر نکال دئے تو مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے تاکہ وہ اپنی جانی و مالی نقصان کا تحفظ کر سکیں۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: **وَ اٰخِرُ جَوْهَرٍ مِّنْ حَيْثُ اٰخِرُ جَوْ كَم (البقرہ: ۱۹۱)** اور تم بھی انہیں (دشمن کو) اس طرح (گھروں) سے نکالو جس طرح انہوں نے تمہیں (مسلمانوں کو) نکالا ہے۔

۶۔ جب دشمن مسلمانوں پر مذہبی پابندیاں عائد کرے یا شعائر اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کرے تو مذہبی شعائر کے تحفظ و دفاع کے لیے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد خداوندی ہے: **لَا اَكْرَاهُ فِى الدِّينِ (البقرہ: ۲۵۶)** دین میں جبر نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: سوال پیدا ہوتا ہے کہ جہاد اور قتال میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جہاد اسلام کی ترقی و سر بلندی کی کوشش کا نام ہے جبکہ مسلح جنگ جو دشمن کے ساتھ لڑی جاتی ہے، کو قتال فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے۔ قتال کی ضرورت کبھی پیش آتی ہے جبکہ جہاد ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔ یاد رہے: ”قتال“ جہاد کی افضل قسم ہے۔

جہاد کے سنہری اصول

جنگ کا مقصد لوگوں کا معاشی استحصال اور انہیں غلام بنانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے قوانین اور ضوابط موجود نہیں ہیں۔ اس کے برعکس جہاد کا مقصد اسلامی شعائر، لوگوں کی عزت و ناموس اور جان و مال کا تحفظ و دفاع ہے۔ اس لیے اس کے قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ جہاد کے چند سنہری اصول درج ذیل ہیں:

(۱) اپنے گھروں میں بند لوگوں کو قتل نہ کرنا (۲) عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا (۳) عبادت گاہوں کو نقصان نہ پہنچانا (۴) جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کرنا اور انہیں قتل نہ کرنا (۵) مقتولوں کی لاشوں کو مثلہ کرنے اور ان کی بے حرمتی کرنے سے احتراز کرنا (۶) دشمن کے مال و متاع، فصلوں، باغات، درختوں اور گھروں کو نذر آتش نہ کرنا (۷) زخمیوں، بیماروں اور مذہبی رہنماؤں کو قتل نہ کرنا (۸) مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا (۹) جو دشمن کلمہ پڑھ لے تو اسے قتل نہ کرنا (۱۰) قتال سے قبل دشمن کو خوب دعوت اسلام دینا (۱۱) لوٹ مار نہ کرنا اور خواتین کی عصمت دری نہ کرنا وغیرہ۔

آداب جہاد

مجاہدین کا وہ لشکر جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہوں تو اسے غزوہ کہا جاتا ہے اور اس کی جمع غزوات آتی ہے۔ مجاہدین کا وہ لشکر جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہ ہوں اسے ”سریہ“ کہا جاتا ہے جس کی جمع ”اسرایا“ آتی ہے۔ مجاہدین کے ہر لشکر کو روانہ کرنے سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چند ہدایات سے نوازتے تھے۔ دوسری حدیث باب

میں بھی آپ نے دو ہدایات اور پیغامات دیتے ہوئے فرمایا: (۱) جب تم لوگوں میں اسلام کی کوئی فعلی علامت دیکھو مثلاً مسجد وغیرہ موجود ہو تو ان پر حملہ آور مت ہونا (۲) جب تم لوگوں میں اسلام کی قولی علامت دیکھو مثلاً اذان کی آواز سنائی دے تو ان سے جنگ نہ کرنا۔ یہ دونوں علامات ترجمانی کرتی ہیں کہ یہاں کے باشندے مسلمان ہیں اور مسلمانوں سے قتال حرام ہے۔ تاہم مسلمانوں کو تحفظ دے کر الگ کر لیا جائے پھر علاقہ کے دشمنوں سے قتال کیا جائے تو یہ جائز ہے۔

فائدہ نافعہ: زمانہ قدیم میں تو ایسا کرنا ممکن تھا اور اس حدیث پر عمل کرنا بھی آسان تھا، کیونکہ زمینی جنگ ہوتی تھی جس میں تلواروں کا استعمال ہوتا تھا۔ عصر حاضر میں اس حدیث پر عمل کرنا ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے، کیونکہ بری فضائی اور بحری جنگ ہوتی ہے جس میں بموں اور راکٹوں کا بے تحاشا استعمال ہوتا ہے اور ایسی صورت میں کفار سے مسلمانوں کو الگ کرنا دشوار ہے۔ تاہم ایک فقہی قانون کے پیش نظر اس حدیث پر عمل کرنا ممکن ہو سکتا ہے۔ وہ قانون یہ ہے کہ جب دشمن پہلی صف میں مسلمان قیدیوں کو حصار بناتے ہوئے کھڑا کریں تو دشمن کی نیت سے گولی وغیرہ کا استعمال جائز ہے خواہ کسی مسلمان کو نشانہ لگ جائے۔

بَابُ فِي الْبَيَاتِ وَالْغَارَاتِ

باب 2: شب خون مارنا اور حملہ کرنا

1470 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ آتَاهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا
 بَلِيلٌ لَمْ يُغْرُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَآفَقَ
 وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ الْخَمِيسَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ
 (فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب خیبر کے لیے تشریف لے گئے تو آپ رات کے وقت وہاں پہنچے آپ جب بھی کسی قوم کے علاقے میں رات کے وقت پہنچتے تھے تو صبح سے پہلے ان پر حملہ نہیں کرتے تھے جب صبح ہوئی اور یہودی اپنی کدالیں اور پھاؤڑے لے کر باہر نکلے اور انہوں نے آپ کو دیکھا اور بولے محمد ﷺ آگے ہیں اللہ کی قسم! حضرت محمد لشکر سمیت آئے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اکبر! خیبر برباد ہو گیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو وہ ان لوگوں کی بہت بری صبح ہوتی ہے، جنہیں ڈرایا گیا ہو۔

1471 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ
 قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ

1470- اخبره البخاری (130/6) کتاب الجهاد والسير، باب: دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناس الی الاسلام والنبوة- حدیث (2943) ومالك (468/2) کتاب الجهاد: باب: ما جاء فی الخلیل والسابقة بینها- حدیث (48) واحد (3/159'206'236'237) عن حمید الطویل عن انس به۔

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بَعْرَصَتِهِمْ ثَلَاثًا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَحَدِيثٌ حَمِيدٌ عَنْ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْغَارَةِ بِاللَّيْلِ وَأَنَّ يُسَيَّرُوا وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَقَالَ أَحْمَدُ
وَأَسْحَقُ لَا بَأْسَ أَنْ يُسَيَّرَ الْعَدُوُّ لَيْلًا وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَافَقَ مُحَمَّدٌ الْخَمِيسَ يَعْنِي بِهِ الْجَيْشَ
﴿﴾ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کسی قوم پر غلبہ پالیتے تھے تو آپ ان کے علاقے میں تین
دن قیام کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے رات کے وقت حملہ کرنے کی اجازت دی ہے جبکہ بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔
امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں: رات کے وقت دشمن پر شب خون مارنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
حدیث کے الفاظ ”وَافَقَ مُحَمَّدٌ الْخَمِيسَ“ کا مطلب یہ ہے: حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ان کا لشکر بھی ہے۔

شرح

شب خون مارنے اور دشمن کو دھوکہ دے کر حملہ آور ہونے کی ممانعت

لفظ: ”البيات“ البية کی جمع مونث سالم ہے جس کا معنی ہے: رات کے وقت اچانک حملہ آور ہونا، شب خون مارنا، لفظ:
”الغارات“ الغارة کی جمع مونث سالم ہے جس کا معنی ہے: دشمن کو دھوکہ میں رکھ کر حملہ آور ہونا۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ دشمن کو دھوکہ میں رکھ کر حملہ آور ہوتے اور شب خون مارتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
شب خون مارنے اور دشمن کو دھوکہ میں رکھ کر حملہ آور ہونے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ایسی صورت میں بچے بوڑھے اور خواتین سب
جنگ کی لپیٹ میں آسکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی اقدامات میں بھی یہ بات نہیں ملتی۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم احتیاطی
تدابیر اور حربی حکمت عملی ضرور اختیار فرماتے تھے۔ آپ اسلامی لشکر پر چوکیدار اور شعار کا تعین کرتے تاکہ دشمن کے اچانک حملہ آور
ہونے کی صورت میں اسلامی فوجی باہم ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ ہر غزوہ کے موقع پر نیا شعار (شناختی علامت) کا تعین فرماتے
تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکمت عملی اور احتیاطی تدابیر کی بنا پر دشمن کو غافل رکھ کر سر پر پہنچ جاتے پھر اچانک حملہ آور ہو جاتے تھے۔

1471- اخرجہ البخاری (209/6) کتاب الجهاد والسير، باب: من غلب العدو- حدیث (3065) ومسلم (323/9-

الابی) کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها: باب: عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه- حدیث (2875/78) و ابو داؤد

(70/2) کتاب الجهاد: باب: في الامام يقيم عند الظهور على العدو يعرضتهم حدیث (2695) والدارمی (222/2) کتاب

السير: باب: ان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اظهر على قوم اقام بالعرصة واحمد (29/4) عن سعيد بن ابى عروبة عن قتادة

عن انس عن ابى طلحة به۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ دس ہزار مجاہدین کا لشکر جرار لے کر مکہ مکرمہ کے عین وسط میں پہنچے تو دشمن کو آپ کے لشکر کی خبر ہوئی جبکہ اتنے بڑے لشکر کی نقل و حرکت ہرگز صیغہ راز میں نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح فتح خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو مجاہدین کو ساتھ لے کر رات کے وقت خیبر میں پہنچ گئے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد آپ اور مجاہدین گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگی مشقوں میں مصروف تھے کہ یہودی بیدار ہوئے اپنے پھاؤڑے اور کدال وغیرہ لے کر قلعہ سے نکلے تو انہیں اچانک معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کے ساتھ موجود ہیں۔ آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: خیبر تباہ ہو گیا! جس سے یہودیوں پر رعب و دبدبہ چھا گیا۔ پندرہ سو کا لشکر شان و شوکت اور وقار کے ساتھ رات کی تاریکی میں خیبر پہنچ گیا لیکن دشمن کو خبر تک نہ ہوئی بلکہ دشمن غفلت کی نیند سویا رہا۔ حربی حکمت عملی کی بناء پر دشمن پر رات کے وقت حملہ کیا جائے یا دن کے وقت بہر صورت جائز ہے۔ جہاد کا بنیادی مقصد اعلاء کلمۃ الحق ہے جس کے نتیجے میں نصرت الہی اسلامی فوج کے شامل حال ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ غزوہ میں کامیابی کے بعد تین دن تک وہاں قیام کرتے تاکہ زخمیوں کی مرہم پٹی کی جائے دشمن کی لاشوں کو ٹھکانے لگایا جائے اور شہداء کی تدفین عمل میں لائی جائے۔ علاوہ ازیں اگر دشمن انتقامی جذبات رکھتا ہو تو اسے موقع دیا جائے اور اسی میدان میں اس کا مقابلہ کیا جائے۔ تین ایام تک میدان میں قیام کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دشمن پیچھے سے حملہ آور ہو کر مجاہدین کی فتح کو شکست میں تبدیل نہ کر دے یا دشمن یہ افواہ نہ پھیلا دے کہ اسلامی لشکر میدان چھوڑ کر فرار ہو گیا ہے۔

بَابُ فِي التَّحْرِيقِ وَالتَّخْرِيبِ

باب 3: (دشمن کے گھروں یا باغات) کو آگ لگانا اور برباد کرنا

1472 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُؤَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَبَنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَاِذَنْ اللَّهُ وَلِيُخْرِجَ الْفَاسِقِينَ)

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَلَمْ يَرَوْا بَأْسًا بِقَطْعِ الْأَشْجَارِ وَتَخْرِيبِ الْحُصُونِ وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَنَهَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَنْ يَقْطَعَ شَجَرًا مُثْمِرًا أَوْ

1472- اخرجہ البخاری: کتاب المغازی، باب: حدیث بنی النضیر، حدیث (4031) ومسلم (308/6- الابی) کتاب الجهاد

والسیر، باب: جواز قطع اشجار الكفار وتحريقها، حدیث (29-1746) وابو داؤد (44/2) کتاب الجهاد، باب: فی الحرق فی بلاد

العدو، حدیث (2615) وابن ماجه (938/2) کتاب الجهاد، باب: التحريق بارض العدو، حدیث (2844) والدارمی

(222/2) کتاب الجهاد، باب: فی تحريق النبی صلی اللہ علیہ وسلم نخل بنی النضیر والحمیدی (301/2) حدیث (685)

واحد (86'80'52'7/2) عن نافع ابن عمر به.

يُخْرِبَ عَامِرًا وَعَمِلَ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَهُ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا بَأْسَ بِالتَّحْرِيقِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ وَقَطْعِ الْأَشْجَارِ
وَالْيَمَارِ وَقَالَ أَحْمَدُ وَقَدْ تَكُونُ فِي مَوَاضِعَ لَا يَجِدُونَ مِنْهُ بَدًّا فَأَمَّا بِالْعَبَثِ فَلَا تُحْرَقُ وَقَالَ اسْحَقُ التَّحْرِيقُ
سُنَّةٌ إِذَا كَانَ أَنْكِي فِيهِمْ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بنو نضیر کے باغات جلوادے تھے اور انہیں کٹوادیا تھا جو
”بوریہ“ کے مقام پر تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”تم نے جو بھی کھجور کے درخت کاٹے ہیں یا جن کی جڑوں پر انہیں چھوڑ دیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے تحت ہے
تاکہ وہ گناہگاروں کو وہ رسوا کر دے۔“

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“
ہے۔

اہل علم سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ نے اسے اختیار کیا ہے ان کے نزدیک درختوں کو کاٹنے اور قلعوں کو برباد کرنے میں
کوئی حرج نہیں۔

بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے امام اوزاعی رحمہ اللہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات سے منع کیا ہے: پھل دار درخت کو کاٹا جائے یا آباد
جگہ کو برباد کر دیا جائے اور مسلمانوں نے اس کے بعد اسی حکم پر عمل کیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دشمن کی سرزمین میں آگ لگانے یا درختوں کو کاٹنے اور پھلوں کو کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر ضروری ہو تو ایسا کیا جائے ورنہ غیر ضروری طور پر آگ نہ لگائی جائے۔

امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آگ لگانا سنت ہے تاکہ اس سے وہ رسوا ہوں۔

شرح

دشمن کے باغات وغیرہ کو نذر آتش کرنے کی ممانعت

کسی حربی حکمت عملی اور احتیاطی تدبیر کی بنیاد پر دشمن کے باغات، مکانات، کھیتوں، درختوں اور اجناس وغیرہ کو نذر آتش کرنا
جائز ہے۔ البتہ خوش دلی اور تماشہ کے طور پر ان کو نذر آتش کرنا منع ہے۔ اس لیے یہ تمام اشیاء مستقبل میں مسلمانوں کی ہوں گی اور
اپنی چیزوں کو نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔

دشمن کے املاک کو نذر آتش کرنے میں مذاہب آئمہ

کیا دشمن کے املاک کو نذر آتش کرنا جائز ہے یا منع ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے: (۱) بعض فقہاء کے نزدیک جائز
ہے انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں صراحت ہے کہ مقام ”بوریہ“ کے درخت جو بنو نضیر کی ملک تھے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے نذر آتش کروائے تھے۔ (۲) حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دشمن کے درختوں کو نذر آتش کرنا مکروہ ہے۔ انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے اپنے دور خلافت میں ایک اسلامی لشکر روانہ کیا اور یزید نامی شخص کو امیر تعینات کیا اور انہیں خصوصی ہدایات جاری کرتے ہوئے فرمایا: دشمن کے پھل آو در درخت نہ کاٹنا اور ان کی بستوں کو تباہ نہ کرنا۔ آپ کے اس حکم پر مسلمانوں نے عمل کیا۔ (۳) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دشمن کے درختوں کو نذر آتش کرنے اور املاک کو نقصان پہنچانے میں کوئی حرج نہیں۔ (۴) حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضرورت کے تحت دشمن کے بعض درختوں کو نذر آتش کرنا ضروری ہے لیکن خوشدلی اور تماشا کے طور پر جائز نہیں ہے (۵) حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ دشمن کے درختوں کو نذر آتش کرنا اور املاک کو نقصان پہنچانا سنت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَنِيمَةِ

باب 4: غنیمت کا بیان

1473 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمُحَارِبِيِّ حَدَّثَنَا اسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ فَضَّلَنِي عَلَى الْأَنْبِيَاءِ أَوْ قَالَ أُمَّتِي عَلَى الْأُمَمِ وَأَحَلَّ لِي الْغَنَائِمَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي ذَرٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي أَمَامَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحُ رَاوِي: وَسَيَّارٌ هَذَا يُقَالُ لَهُ سَيَّارٌ مَوْلَى بَنِي مُعَاوِيَةَ وَرَوَى عَنْهُ سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَحِيرٍ

وَعَبْرٌ وَاحِدٌ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے اور ہمارے لیے مال غنیمت کو حلال قرار دیا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سیار نامی راوی بنو معاویہ کے غلام ہیں۔

سلیمان تیمی، عبداللہ بن بحیر اور دیگر حضرات نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔

1474 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: فَضَّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنَصْرْتُ بِالرُّعْبِ وَأَحَلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ
وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخْتِمَ بِي النَّبِيُّونَ
حُكْمُ حَدِيثٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے چھ حوالوں سے دیگر انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال قرار دیا گیا ہے میرے لیے زمین کو جائے نماز اور طہارت کے حصول کا ذریعہ بنایا گیا ہے مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور میرے ذریعے انبیاء کے سلسلے کو ختم کر دیا گیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح: امت محمدی کے لیے مالِ غنیمت حلال ہونا

امت محمدی کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے مالِ غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے جبکہ پہلی امتوں کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ اس حلت کی وجہ یہ ہے کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت ایک خاص علاقہ اور مخصوص قوم کے لیے تھی اور ان کا جہاد بھی وقتی یا جزوی طور پر تھا جس وجہ سے انہیں کمائی کرنے کے مواقع میسر آ جاتے تھے۔ لیکن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پوری کائنات اور قیامت تک آنے والے سب لوگوں کے لیے ہیں اور اسی طرح ان کا جہاد بھی تاقیامت جاری رہے گا۔ جہاد میں شمولیت کی وجہ سے انہیں کمائی کرنے کا زیادہ موقع میسر نہیں آتا جس وجہ سے اس کے لیے مالِ غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے تاکہ اس سے مجاہدین کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

حدیث باب میں چھ خصوصیات محمدی بیان کی گئی ہیں: (۱) آپ کو جو جامع الکلم عطاء کیے گئے (وہ گفتگو جس کے کلمات مختصر اور معانی و مفاہیم کثیر ہوں) (۲) رعب کے ذریعے آپ کی مدد کی گئی (باطل لوگ آپ اور آپ کے غلاموں کے نام سے بھی کانپتے ہیں) (۳) آپ کے لیے مالِ غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے (۴) آپ کے لیے پوری زمین جائے نماز اور پاک بنائی گئی ہے (۵) آپ تمام مخلوق کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں (۶) آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الْخَيْلِ

باب 5: گھوڑے کا حصہ

1475 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ وَحَمِيدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَحْضَرَ عَنْ

عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ فِي النَّفْلِ لِلْفَرَسِ بِسَهْمَيْنِ وَلِلرَّجُلِ بِسَهْمٍ
اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ أَحْضَرَ نَحْوَهُ
فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِيهِ وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ
وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَقَ قَالُوا لِلْفَارِسِ
ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ سَهْمٌ لَهُ وَسَهْمَانِ لِفَرَسِهِ وَلِلرَّجُلِ سَهْمٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مالِ غنیمت تقسیم کرتے ہوئے سوار کو دو حصے دیے تھے اور
پیدل شخص کو ایک حصہ دیا تھا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت مجمع بن جاریہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن ابی عمرہ کی ان کے والد کے حوالے سے روایات
منقول ہیں۔

یہ روایت جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔
امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، امام اوزاعی رضی اللہ عنہ، امام مالک رضی اللہ عنہ، امام ابن مبارک رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام
اسحق رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں۔ وہ یہ فرماتے ہیں: گھڑ سوار کو تین حصے ملیں گے ایک حصہ اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے
جبکہ پیدل چلنے والے کو ایک حصہ ملے گا۔

شرح: مالِ غنیمت کی تقسیم کاری میں مذہبِ آئمہ

مجاہدین میں کچھ لوگ پیدل ہوں اور کچھ سوار تو ان میں مالِ غنیمت تقسیم کرنے کی نوعیت کیا ہوگی؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا
اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ پیدل شریک کو ایک حصہ اور سوار کو مالِ غنیمت کے دو حصے دیے
جائیں گے۔ ایک مجاہد کا اور ایک گھوڑے کا۔ آپ نے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ غزوہ خیبر میں صرف وہ صحابہ شامل ہوئے
تھے جو صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے اور ان کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں سے صرف تین سو صحابہ کرام گھوڑ سوار تھے۔ فتح خیبر کے

1475- اخرجہ البخاری (79/6) کتاب الجہاد والسير، باب: سهام الفرس حدیث (2863) ومسلم (351/6-الابی)
کتاب الجہاد والسير، باب: کیفیة قسمة الغنیمة بین الحاضرين، حدیث (1862/57) و ابو داؤد (83/2) کتاب الجہاد: باب: فی
سہان الخیل، حدیث (2733) وابن ماجہ (952/2) کتاب الجہاد، باب: قسمة الغنائم، حدیث (2854) والدارمی (225/2)
کتاب السیر، باب: فی سہان الخیل واحد (72'62'41'2/2) عن عبید اللہ بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر بہ۔

بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت اس طرح تقسیم فرمایا کہ پہلے کل مالِ غنیمت کو اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا، پھر ہر حصہ کو سو حصوں میں تقسیم فرمایا تو یہ کل اٹھارہ سو حصے بن گئے۔ پھر آپ نے پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے عنایت فرمائے۔ (سنن ابی داؤد)

۲- آئمہ ثلاثہ مع صاحبین کے نزدیک پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دیے جائیں گے۔ ایک حصہ مجاہد کا اور دو حصے سواری کے، کیونکہ انسان کی نسبت گھوڑے کی خوراک زیادہ ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں پیدل کے لیے ایک حصہ اور سوار کے لیے تین حصوں کی صراحت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کو جو تین حصے عنایت فرمائے، اصل میں دو حصے ہیں: ایک مجاہد کا اور ایک سواری کا جبکہ تیسرا حصہ بطور انعام عنایت فرمایا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّرَايَا

باب 6: جنگی مہمات کا بیان

1476 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ وَأَبُو عَمَّارٍ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ قَالُوا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُ مِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَلَا يُغْلَبُ اثْنَا

عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قَلَّةٍ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد و دیگر: لَا يُسْنِدُهُ كَبِيرٌ أَحَدٌ غَيْرُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ وَأَنَا رَوَيْ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَقَدْ رَوَاهُ حَبَّانُ بْنُ عَلِيٍّ الْعَنْزِيُّ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: چار آدمی بہترین ساتھی ہوتے ہیں

چار سو آدمیوں کی جنگی مہم سب سے بہتر ہوتی ہے چار ہزار لوگوں کا لشکر سب سے بہتر ہوتا ہے اور بارہ ہزار لوگ کم ہونے کی وجہ سے

1476- اخرجہ ابو داؤد (42/2) کتاب الجهاد، باب: فيما يستحب من الجيوش - حدیث (2611) وابن خزيمة (140/4)

کتاب المناسك، باب: استحباب مصحابة الاربعة في السفر، حدیث (2538) والدارمی (215/2) کتاب السیر: باب فی خیر

الاصحاب والسرايا والجيوش، وعبد بن حميد ص (218) حدیث (652) واحمد (294/1) من طريق الزهري، عن عبيد

اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس بہ۔

مغلوب نہیں ہو سکتے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

جریر بن حازم کے علاوہ اور کسی نے اس کی سند بیان نہیں کی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر منقول ہے۔

اس روایت کو حبان بن علی نے عقیل کے حوالے سے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے عبید اللہ کے حوالے سے حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

لیث بن سعد نے اسے عقیل کے حوالے سے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل

کیا ہے۔

شرح

اسلامی لشکروں کا مسئلہ

لفظ: ”سرایا“ سریہ کی جمع ہے، جس کا معنی ہے چھوٹا لشکر۔ بڑے لشکر کو جیش کہا جاتا ہے، جس کی جمع جیوش آتی ہے۔ اہل سیر کی اصلاح میں جس جہاد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود شرکت فرمائی ہو اسے غزوہ کہا جاتا ہے، جس کی جمع غزوات ہے۔ جس جہاد میں آپ نے شرکت نہ فرمائی ہو اسے سریہ کہا جاتا ہے، جس کی جمع ”سرایا“ ہے۔

حدیث باب میں چار آدمیوں کو بہترین دوست چار سو افراد کو بہترین اور چار ہزار افراد کو بہترین لشکر قرار دیا جبکہ بارہ ہزار افراد پر مشتمل لشکر کو مغلوب نہ ہونے والا قرار دیا۔ یاد رہے آپ نے یہ تمام امور اپنے حالات و ماحول کے لحاظ سے بیان فرمائے۔ عصر حاضر میں ان کی تعداد میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

بَاب مِّنْ يُعْطَى الْفَيْءَ

باب 7: مالِ غنیمت کس کو دیا جائے؟

1477 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمَزٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ نَجْدَةَ الْحُرُورِيَّ كَتَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبْتُ إِلَيْكَ تَسْأَلُنِي هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

1477- اخرجہ مسلم (478/6) کتاب الجہاد والسير، باب: النساء الغازیات یرضخ لهن ولا یھسم - حدیث (1812/137)

وابو داؤد (82/2) کتاب الجہاد: باب: فی البراءة والعبد یحذیان من الغنیمۃ، حدیث (2728) والنسائی (128/7) کتاب قسمة

الفسی: باب - والدارمی (225/2) کتاب السیر: باب: سهم ذی القربی والحبیذی (244/1) حدیث (532) واحمد

(349'248/1) عن یزید بن ہرمز عن ابن عباس بہ۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ وَكَانَ يَغْزُو بِهِنَّ فَيَدَاوِينُ الْمَرْضَى وَيُحَدِّثُنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ وَأَمَّا بِسَهْمِ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ بِسَهْمِ

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأُمِّ عَطِيَّةَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ
بَعْضُهُمْ يُسَهَّمُ لِلْمَرْأَةِ وَالصَّبِيِّ وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَأَسْهَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّبِيَّانِ
بِخَيْبَرَ وَأَسْهَمَتْ أُمَّةُ الْمُسْلِمِينَ لِكُلِّ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ
حَدِيثٌ دِكْرٌ: قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَأَسْهَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ بِخَيْبَرَ وَأَخَذَ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ
بَعْدَهُ

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ بِهَذَا وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَيُحَدِّثُنَ مِنَ
الْغَنِيمَةِ يَقُولُ يُرْضَخُ لَهُنَّ بِشَيْءٍ مِنَ الْغَنِيمَةِ يُعْطَيْنَ شَيْئًا
﴿﴾ یزید بن ہرمز بیان کرتے ہیں: نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا جس میں ان سے دریافت کیا: نبی
اکرم ﷺ جنگ میں خواتین کو شامل رکھتے تھے اور کیا آپ انہیں کوئی طے شدہ حصہ بھی دیتے تھے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
اسے جواب میں لکھا: تم نے مجھے خط لکھا جس میں مجھ سے سوال کیا کہ نبی اکرم ﷺ خواتین کو جنگ میں شامل رکھتے تھے تو آپ
ﷺ خواتین کو جنگ میں لے جایا کرتے تھے وہ بیماریوں (یعنی زخمیوں) کی تیمارداری کرتی تھیں اور انہیں مالِ غنیمت سے کچھ دے
دیا جاتا تھا، تاہم نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے کوئی باقاعدہ حصہ مقرر نہیں کیا۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: خاتون اور بچے کو بھی طے شدہ حصہ دیا جائے گا۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں، امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خیبر میں بچوں کو حصہ دیا تھا اور

مسلمان حکمرانوں نے بھی ہر پیدا ہونے والے بچے کو حصہ دیا ہے جو دشمن کی سرزمین پر پیدا ہوا ہو۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خیبر میں خواتین کو بھی حصہ دیا تھا اور مسلمانوں نے اس کے بعد اس عمل کو

اختیار کیا ہے۔

اس حدیث میں استعمال ہونے والے الفاظ ”يُحَدِّثُنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ“ کا مطلب یہ ہے: انہیں مالِ غنیمت میں سے بطور

انعام کچھ دیا جائے گا۔

شرح

مال غنیمت کے حقدار لوگ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا غزوات میں شامل خواتین کو بھی مال غنیمت سے حصہ دیا جاتا تھا یا نہیں؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ خواتین کو باقاعدہ حصہ نہیں دیا جاتا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جتنا پسند فرماتے انہیں نواز دیتے تھے۔ یاد رہے کہ مال غنیمت کے اصل مستحق وہ لوگ ہیں جو غزوہ میں شامل ہوئے ہوں۔ اس کی تقسیم کاری کی نوعیت یوں ہوتی ہے کہ پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے دیے جائیں گے۔

فائدہ نافعہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں پیش کیے گئے سوال اور آپ کی طرف سے لکھے گئے جواب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہترین اسلوب یہ ہے کہ سوال والے کاغذ پر جواب تحریر کیا جائے۔ اگر جواب دوسرے کاغذ پر تحریر کیا جائے تو اس پر سوالیہ عبارت بھی تحریر کی جائے ورنہ سائل تو جواب سے مستفیض ہو سکتا ہے مگر دوسرے لوگ محروم رہیں گے۔

بَابُ هَلْ يُسْهَمُ لِلْعَبْدِ

باب 8: کیا غلام کو حصہ دیا جائے گا؟

1478 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ
متن حدیث: قَالَ شَهِدْتُ خَيْبَرَ مَعَ سَادَتِي فَكَلَّمُوا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمُوهُ أَنِّي
مَمْلُوكٌ قَالَ فَأَمَرَ بِي فَقَلَدْتُ السِّيفَ فَإِذَا أَنَا أَجْرُهُ فَأَمَرَ لِي بِشَيْءٍ مِّنْ خُرُوبِي الْمَتَاعِ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ رُقِيَّةً كُنْتُ
أَرْقِي بِهَا الْمَجَانِينَ فَأَمَرَ بِي بِطَرِحِ بَعْضِهَا وَحَبَسَ بَعْضَهَا
فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُسْهَمُ لِلْمَمْلُوكِ وَلَكِنْ يُرْضَخُ لَهُ بِشَيْءٍ
وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَسْحَقَ

◀◀ عمیر جو ابو لحم کے آزاد کردہ غلام ہیں وہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے آقا کے ہمراہ غزوہ خیبر میں شریک ہوا لوگوں نے میرے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بات کی لوگوں نے اس بارے میں آپ کو بتایا کہ میں غلام ہوں راوی بیان کرتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے سامان میں سے کوئی چیز مجھے عطا کرنے کی ہدایت کی پھر میں نے آپ کو ایک دم پڑھ کے سنایا جس کے ذریعے میں پاگلوں کا دم کیا کرتا تھا تو آپ نے اس کا کچھ حصہ مجھے استعمال کرنے کی ہدایت کی اور کچھ کو ترک کرنے کی ہدایت کی۔

1478- اخرجہ ابوداؤد (82/2) کتاب الجهاد' باب: فی المراءة والعبد یحذبان من الغنیمۃ' حدیث (2730) وابن ماجہ (952/2) کتاب الجهاد' باب: العبید والنساء یشہدون مع المسلمین' حدیث (2855) والدارمی (226/2) کتاب السیر' باب: فی سهام العبید والصبیان' واحمد (223/5) عن محمد بن زید بن المهاجر عن عمیر مولى ابی اللحم.

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے، یعنی غلام کو حصہ دیا جائے گا تاہم اسے انعام کے طور پر کچھ دیا جائے گا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

مالِ غنیمت سے غلام کو حصہ دینے کا مسئلہ

جب کوئی غلام جہاد میں شامل ہو تو کیا اسے بھی مالِ غنیمت سے حصہ ملے گا یا محروم رہے گا؟ اس بارے میں تمام آئمہ فقہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جہاد میں شامل ہونے والا غلام محروم رہے گا، کیونکہ اس کا ذاتی مال نہیں ہوتا، اگر بالفرض اسے حصہ دیا جائے تو وہ اس کے پاس نہیں رہے گا بلکہ آقا کے پاس چلا جائے گا۔ آقا اگر جہاد میں شریک ہوگا تو اسے حصہ ملے گا ورنہ نہیں۔ تاہم امام وقت اپنی صوابدید کے مطابق کوئی چیز بطور انعام دینے کا مجاز ہوگا۔

فائدہ: عورتوں اور غلاموں کی طرح چھوٹے بچوں کو بھی مالِ غنیمت سے باقاعدہ حصہ نہیں ملے گا۔ تاہم امام وقت مالِ غنیمت سے بطور انعام انہیں کوئی چیز دے سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَهْلِ الدِّمَّةِ يَغْزُونَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ هَلْ يُسَهُمْ لَهُمْ

باب 9: اہل ذمہ اگر مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شرکت کرتے ہیں

تو کیا انہیں کوئی حصہ دیا جائے گا؟

1479 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نِيَارٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى بَدْرٍ حَتَّى إِذَا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبْرَةِ لِحَقِّهِ رَجُلٌ

مِّنَ الْمُشْرِكِينَ يَذْكُرُ مِنْهُ جُرْأَةً وَنَجْدَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَسْتَ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ لَا

قَالَ ارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ

حکم حدیث: وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ

أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا لَا يُسَهُمْ لِأَهْلِ الدِّمَّةِ وَإِنْ قَاتَلُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ الْعَدُوَّ

1479- اخرجہ مسلم (488/6) کتاب الجہاد، با: كراهية الاستعانة في الغزو بكلافر، حديث (1817/50) و ابو داؤد

(83/2) کتاب الجہاد، باب: في المشرك يسهم له؟ حديث (2732) وابن ماجه (945/2) کتاب الجہاد، باب: الاستغاثه

بالمشرك، حديث (2832) والدارمی (233/2) کتاب السیر، باب: انا لا نستعين بالمشرك، واحد (67/6) من طريق عروة

بن الزبير، عن عائشة به.

مذاهب فقہاء: وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُسْهَمَ لَهُمْ إِذَا شَهِدُوا الْقِتَالَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ بدر تشریف لے گئے جب آپ حرۃ الوبر کے مقام پر پہنچے تو ایک مشرک آپ سے ملا اس کی جرأت اور بہادری کا تذکرہ کیا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو اس نے جواب دیا: نہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم واپس چلے جاؤ کیونکہ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیں گے۔

اس حدیث کے بارے میں اس سے زیادہ کلام کیا جاسکتا ہے۔ ویسے امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اہل ذمہ کو کوئی حصہ نہیں دیا جائے گا جبکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں۔

بعض اہل علم کے نزدیک ان لوگوں کو حصہ دیا جائے گا۔ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے ہیں۔

1480 متن حدیث: وَیُرْوَى عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْهَمَ لِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ قَاتَلُوا مَعَهُ
سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا
زہری سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: نبی اکرم ﷺ نے یہود سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ کو حصہ دیا تھا جنہوں نے آپ کے ساتھ جنگ میں شرکت کی تھی۔

1481 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ
عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ

متن حدیث: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ خَيْرَ فَاسْهَمَ لَنَا مَعَ
الَّذِينَ افْتَحَوْهَا

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ مَنْ لِحَقِّ بِالْمُسْلِمِينَ قَبْلَ أَنْ
يُسْهَمَ لِلْخَيْلِ أَسْهَمَ لَهُ

توضیح راوی: وَبُرَيْدٌ يُكْنَى أَبُو بُرَيْدَةَ وَهُوَ ثِقَّةٌ وَرَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُمَا

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں: میں اشعر قبیلے کے کچھ افراد کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خیبر میں حاضر ہوا تو آپ نے ہمیں بھی ان لوگوں کے ساتھ حصہ دیا جو خیبر کی فتح میں شریک تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

1481- اخرجہ المغازی (557/7) کتاب المغازی، باب: غزوة خیبر، حدیث (4233) و ابو داؤد (81/2) کتاب الجهاد، باب: فمیں جاء بعد الغنیمۃ لا سهم له حدیث (2725)

امام اوزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ جو شخص آ کر مل جاتا ہے اسے بھی حصہ دیا جائیگا۔

شرح

اہل ذمہ کو جہاد میں شامل کرنے اور مال غنیمت سے حصہ دینے میں مذاہب آئمہ

اہل ذمہ سے مراد وہ غیر مسلم لوگ ہیں جنہیں اسلامی حکومت نے اپنی سلطنت شہریت دی ہو۔ جان و مال اور ناموس کا تحفظ دے کر ان پر جزیہ نافذ کر دیا ہو۔ سوال یہ ہے کہ ذمی لوگوں کو جہاد میں شامل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اول انہیں مال غنیمت سے حصہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ بعض فقہاء کا موقف ہے کہ اہل ذمہ کو جہاد میں شریک کرنا جائز ہے اور انہیں مال غنیمت سے حصہ دینا بھی جائز ہے۔ انہوں نے حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مرسل روایت سے استدلال کیا ہے جس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں ایک یہودی کو شامل کیا اور اسے مال غنیمت سے حصہ بھی عنایت فرمایا تھا۔ (مرا سیل ابی داؤد)

۲۔ جمہور فقہاء کے نزدیک اہل ذمہ کو نہ جہاد میں شامل کر سکتے ہیں اور نہ انہیں مال غنیمت سے حصہ دے سکتے ہیں۔ انہوں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے جو تفصیلی روایت یوں بیان کی گئی ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب اسلامی لشکر مدینہ منورہ سے نکل کر مقام حرۃ الوبرہ پر پہنچا تو ایک کافر جس کی شجاعت و بہادری مشہور تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور جہاد میں شامل ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا جس پر آپ نے اس کی شمولیت سے انکار کر دیا۔ وہی شخص دوبارہ مقام ”شجرہ“ پر ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے دریافت فرمایا: کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا تو جہاد میں شریک نہیں ہو سکتا۔ تیسری بار اس نے مقام ”بیدار“ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ نے پہلے سوال کا اعادہ کیا تو اس نے بھی پہلے والا جواب دیا تو آپ نے اسے تیسری بار بھی جہاد میں شامل کرنے سے انکار کر دیا۔ (اصحیح للمسلم حدیث نمبر ۱۸۱۷) حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کا اختصار نقل کیا ہے۔ بہر حال اس روایت میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کو جہاد میں شامل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال درست نہیں ہے جس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کو جہاد میں اس لیے شامل نہ کیا کہ اس کے ایمان کی قوی امید تھی جس طرح کہ ایک کافر سردار نے آپ کی خدمت میں اپنی اونٹنی بطور ہدیہ پیش کی تو آپ نے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: مجھے مشرکوں کے مکھن سے منع کیا گیا ہے۔ آپ کا یہ جواب سن کر وہ مسلمان ہو گیا تھا (۲) غزوہ بدر کفر و اسلام کا پہلا معرکہ تھا جس میں کسی کافر کو شامل کرنا آپ نے مناسب نہ سمجھا تا کہ وہ آئندہ کسی وقت احسان نہ جتا سکے۔

جنگ کے اختتام پر آنے والے فوجیوں کو مالِ غنیمت سے حصہ ملنے میں مذاہبِ آئمہ

جہاد کے اختتام پر اور مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل آنے والے فوجیوں کو مالِ غنیمت سے حصہ ملے گا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ انہیں بھی دوسرے مجاہدین کی طرح پورا حصہ ملے گا۔ انہوں نے حضرت ابووسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفر من الاشعر بین خیبر فاسہم لنا مع الذین افتحوھا۔ انہوں نے کہا میں اشعری قبیلہ کے چند لوگوں کے ساتھ مل کر خیبر میں (اختتام جنگ پر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مالِ غنیمت سے مجاہدین کے برابر حصہ عنایت فرمایا تھا۔

۲- جمہور فقہاء کے نزدیک مالِ غنیمت سے انہیں حصہ نہیں ملے گا۔ (۱) انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوفاً روایت سے استدلال کیا ہے: الغنیمۃ لمن شهد الوقعة۔ مالِ غنیمت اس شخص کے لیے ہے جو جہاد میں عملی طور پر شامل ہوا ہو۔ (مصنف عبدالرزاق) (۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوعاً روایت ہے: الغنیمۃ لمن شهد الوقعة (الطبرانی) یعنی مالِ غنیمت اس کے لیے ہے جو جہاد میں عملی طور پر شامل ہوا ہو۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ مجاہدین کی اجازت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور انعام نوازا تھا نہ کہ بطور حصہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِنْتِفَاعِ بِأَنْيَةِ الْمُشْرِكِينَ

باب 10: مشرکین کے برتن استعمال کرنا

1482 سند حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ

أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قُدُورِ الْمَجُوسِ فَقَالَ أَنْقُوهَا غَسَلًا وَأَطْبُخُوا

فِيهَا وَنَهَى عَنْ كُلِّ سَبْعٍ وَذِي نَابٍ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ وَرَوَاهُ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ

1482- أخرجه بهذا اللفظ الترمذی، كما في تحفة الاشراف (136/9) حدیث (11880) واخرجه البخاری (537/9)

كتاب الذبائح والصيد، باب: انية المجوس، والبيته، حدیث (5496) ومسلم (12/7) كتاب الصيد، باب: الصيد بالكلاب

المعلنة، حدیث (1930/18) وابو داؤد (122/2) كتاب الصيد، باب: في الصيد، حدیث (2855) وابن ماجه (1069/2)

كتاب الصيد، باب: صيد الكلب، حدیث (3207) والدارمی (232/2) كتاب السير، باب: في الشرب في انية الشركين واحمد

(195/4) من طريق ابی ادريس الخولاني عن ابی موسى الاشعري به.

أَبِي ثَعْلَبَةَ وَأَبُو قِلَابَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ثعلبہ حشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوسیوں کی ہانڈیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے ارشاد فرمایا: انہیں دھو کر اچھی طرح صاف کر لو اور پھر ان میں پکا لو! ویسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نوکیلے دانٹوں والے درندے (کا گوشت کھانے) سے منع کیا ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

ابو ادریس خولانی نے اسے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابو قلابہ نے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے کسی حدیث کا سماع نہیں کیا انہوں نے اس روایت کو ابواسماء کے حوالے سے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

1483 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بِنَ يَزِيدَ

الدَّمَشَقِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَائِدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيَّ يَقُولُ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بَارِضٌ قَوْمٌ أَهْلُ كِتَابٍ

نَأْكُلُ فِي أَيْتِهِمْ قَالَ إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ أَيْتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ثعلبہ حشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یا رسول

اللہ! ہم اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں اور ان کے برتنوں میں کھالتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں اس کے

علاوہ اگر برتن مل جائیں تو تم ان میں نہ کھاؤ لیکن اگر نہیں ملتے تو تم ان برتنوں کو دھو کر ان میں کھا لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1484 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيْسَى الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الْبَصْرِيُّ

حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ وَقَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيَّ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بَارِضٌ أَهْلُ كِتَابٍ فَتَطْبُخُ فِي قُدُورِهِمْ وَنَشْرَبُ فِي أَيْتِهِمْ فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحُضُوهَا بِالْمَاءِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بَارِضٌ صِيدٌ

فَكَيْفَ نَصْنَعُ قَالَ إِذَا أَرَسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُكَلَّبَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مُكَلَّبٍ فَذَكَرْ وَكُلْ

وَإِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَقَتَلَ فَكُلْ

حضرت ابو ثعلبہ حشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم لوگ اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں ان

کی ہنڈیا میں پکا لیتے ہیں ان کے برتنوں میں پی لیتے ہیں (اس کا حکم کیا ہے؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں ان کے

علاوہ برتن نہیں ملتے تو تم ان (کے برتنوں) کو پانی کے ذریعے دھو کر (استعمال کر لو)۔ پھر حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول

اللہ! ہم ایسے علاقے میں رہتے ہیں جہاں شکار کر کے جانور حاصل کیا جاتا ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے تربیت یافتہ کتے کو بھیجتے ہوئے بسم اللہ پڑھ لو اور پھر وہ کتا اُس شکار کو مار دے تو تم اُسے کھاؤ لیکن اگر تمہارا بھیجا ہوا کتا تربیت یافتہ نہ ہو تو تم شکار کو پہلے ذبح کرو پھر اُسے کھانا اور جب تم اپنا تیر پھینکتے ہوئے اُس پر اللہ کا نام لے لو اور اُس تیر کی وجہ سے شکار مر جائے تو تم اُسے کھاؤ۔

شرح

مشروکوں کے برتنوں کو استعمال کرنے کا مسئلہ

جب مسلمانوں کے پاس متبادل برتن موجود نہ ہوں تو مشرکین کے برتن پانی وغیرہ سے صاف کر کے استعمال میں لائے جا سکتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار کے برتنوں کا حکم یکساں ہے۔ یاد رہے عصر حاضر کے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) بھی کفار کے زمرے میں آتے ہیں، کیونکہ مشرکین کی طرح یہ بھی تین خداؤں کے قائل ہیں۔ نو کیلے دانتوں والے درندوں کے گوشت کی حرمت کے حوالے سے تفصیل ”ابواب الصيد“ کے ضمن میں گزر چکی ہے لہذا وہاں سے مطالعہ کیا جائے۔

بَابُ فِي النَّفْلِ

باب 11: نفل کا بیان

1485 حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي سَلَامٍ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْفِلُ فِي الْبَدَاةِ الرَّبْعَ وَفِي الْقُفُولِ الثَّلَاثَ فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَمَعْنِ بْنِ يَزِيدَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ اسنادٍ يَكْبُرُ: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي سَلَامٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ابتدا میں چوتھائی مال غنیمت تقسیم کر دیتے تھے اور واپسی پر باقی تین حصے تقسیم کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1485- اخرجہ ابن ماجہ (951/2) کتاب الجہاد، باب: النفل، حدیث (2852) واحمد (322'319/5) والدارمی (228/2) کتاب السیر، باب: فی ان ینفل فی البداءة الربع وفع الرجعة، عن ابی سلام، عن ابی امامة عن عبادة بن الصامت.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی حدیث ابو سلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے ایک فرد کے حوالے سے بھی نقل کی ہے۔

1486 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ الَّذِي رَأَى فِيهِ الرَّؤْيَا يَوْمَ

أُحُدٍ حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ

أَبِي الزِّنَادِ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي النَّفْلِ مِنَ الْخُمْسِ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ لَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَلَ فِي مَغَارِيهِ كُلِّهَا وَقَدْ بَلَّغْنِي أَنَّهُ نَفَلَ فِي بَعْضِهَا وَإِنَّمَا ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ الْاجْتِهَادِ مِنَ الْإِمَامِ فِي أَوَّلِ الْمَغْنَمِ وَآخِرِهِ قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قُلْتُ لِأَحْمَدَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَلَ إِذَا فَصَلَ بِالرُّبْعِ بَعْدَ الْخُمْسِ وَإِذَا قَفَلَ بِالثُّلُثِ بَعْدَ الْخُمْسِ فَقَالَ يُخْرِجُ الْخُمْسَ ثُمَّ يُنْفِلُ مِمَّا بَقِيَ وَلَا يُجَاوِزُ هَذَا

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا الْحَدِيثُ عَلَى مَا قَالَ ابْنُ الْمُسَيْبِ النَّفْلُ مِنَ الْخُمْسِ قَالَ إِسْحَاقُ هُوَ كَمَا قَالَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ذوالفقار غزوہ بدر کے دن مالِ غنیمت سے

لی تھی اور یہ وہی تلوار ہے جسے آپ نے غزوہ احد کے دن خواب میں دیکھا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف ابن ابی زناد سے نقل ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

مالِ غنیمت میں سے نفل ادا ایگی کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایسی کوئی روایت نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام غزوات میں نفل کے طور پر کچھ عطا کیا ہوتا، ہم مجھے یہ روایت پتہ چلی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غزوات میں

نفل کے طور پر ادا ایگی کی تھی۔

یہ صورت حال حاکم وقت کے اجتہاد پر محمول ہوگی خواہ یہ مالِ غنیمت کی تقسیم کے آغاز میں ہو یا اس کے آخر میں ہو۔

ابن منصور بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلی طور پر کوئی ادا ایگی کی تھی جب

آپ نے خمس کے بعد چوتھے حصے کو تقسیم کیا تھا یا جب آپ نے واپس تشریف لانے کے بعد خمس کے بعد تین حصوں کو تقسیم کیا تھا تو

انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس کو باہر نکال دیا تھا پھر جو باقی بچ گیا تھا اس میں سے نفلی طور پر ادا ایگی کی تھی۔ آپ نے اس

سے زیادہ کچھ نہیں کیا۔

یہ حدیث اس کے مطابق ہے جو ابن مسیب نے بیان کیا ہے: نفل خمس میں سے ادا کیا جائے گا۔
امام اسحاق رضی اللہ عنہ نے بھی یہی بات بیان کی ہے۔

شرح

مالِ غنیمت سے انعام دینے کا مسئلہ

لفظ: ”نفل“ مفرد ہے اور اس کی جمع انفال ہے۔ نفلی نماز پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، کیونکہ یہ بھی فرائض سے زائد نماز ہوتی ہے۔ یہاں نفل سے مراد ”مالِ غنیمت“ ہے جو پہلی امتوں پر حرام اور امت محمدی پر بطور عطیہ حلال ہے۔ مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل جو چیز کسی فوجی وغیرہ کو اہم کردار یا کارنامہ انجام دینے پر بطور انعام دی جائے، اسے بھی نفل کہا جاتا ہے۔ یہاں یہی معنی مراد ہے۔

بعض اوقات امیر وقت پر مالِ غنیمت سے انعام دینا ضروری ہو جاتا ہے مثلاً کوئی غلام جہاد میں فوجیوں کی معاونت کرتا رہا ہو، جہاد میں شامل ہونے والی خواتین جو زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی رہی ہوں یا وہ غیر مسلم لوگ جو اسلامی لشکر کے لیے راستہ کی رہنمائی کرتے رہے ہوں یا دشمن کی مخبری کا کردار ادا کرتے رہے ہوں اور یا اسلامی لشکر میں سے کسی فوجی نے شجاعت و بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے اہم کارنامہ انجام دیا ہو، کو انعام و عطیہ سے نوازا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں شامل ہوتے تو مالِ غنیمت سے دو حصے وصول فرماتے تھے۔ ایک حصہ رسول خدا ہونے کی حیثیت سے جو آپ کی خصوصیت تھی اور دوسرا حصہ فوجی ہونے کے طور پر۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق کوئی سربراہ مملکت یا امیر عصر جہاد میں شامل ہوگا، تو وہ مالِ غنیمت سے دو حصے نہیں بلکہ ایک حصہ لے گا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ہے وہ دو حصے لے گا اور انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر کے موقع پر مشہور کافر منبہ بن الحجاج کو قتل کیا تھا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلوار ذوالفقار مالِ غنیمت سے بطور مجاہد نہیں بلکہ رسول خدا ہونے کی حیثیت سے لی تھی۔ (قادی شامی جلد ۳ ص ۲۶۰) اسی طرح آپ نے غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بطور رسول خدا لی تھی۔ لفظ: ”ذوالفقار“ فقرہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے۔ پشت کے مہرے۔ چونکہ اس تلوار کی پشت پر لکیریں تھیں جس کے سبب اسے ”ذوالفقار“ کہا جاتا تھا۔ تاحیات یہ تلوار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی۔ آپ کے وصال کے بعد یہ تلوار آپ کے تبرکات میں شامل کی گئی۔ خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات تقسیم فرمائے تو ”ذوالفقار“ تلوار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمائی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلْبُهُ

باب 12: جو شخص کسی مقتول کو قتل کرے اس کا سامان اس شخص کو ملے

1487 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيْنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

نَحْوَهُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَأَنَسٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو مُحَمَّدٍ هُوَ نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلْإِمَامِ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ السَّلْبِ الْخُمْسَ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ النَّفْلُ أَنْ يَقُولَ الْإِمَامُ مَنْ أَصَابَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلْبُهُ فَهُوَ جَائِزٌ وَلَيْسَ فِيهِ الْخُمْسُ وَقَالَ اسْتَحَقُّ السَّلْبُ لِلْقَاتِلِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ شَيْئًا كَثِيرًا فَرَأَى الْإِمَامُ أَنْ يُخْرِجَ مِنْهُ الْخُمْسَ

آثَارِ صَحَابِهِ: كَمَا فَعَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

﴿﴾ حضرت ابو قتادہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی مقتول کو قتل کر دے اور اس پر

ثبوت پیش کر دے تو اس مقتول کا سامان اسے ملے گا۔

اس حدیث میں پورا واقعہ منقول ہے۔

یہی روایت روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے

احادیث منقول ہیں۔

1487-اخرجه البخاری (284/6) كتاب فرض الخمس، باب: من لم يخمس الاسلاب، حديث (3142) ومسلم (317/6) (الابى) كتاب الجهاد والسير، باب: استحقاق القاتل سلب القتيل، حديث (1751/41) وابو داؤد (78/77/2) كتاب الجهاد، باب: في السلب يعطى القاتل، حديث (1717) وابن ماجه (946/2) كتاب الجهاد، باب: البارزة والسلب، حديث (2837) ومالك (454/2) كتاب الجهاد، باب: ما جاء في السلب في النفل، والحيمدي (204/1) حديث (243) واحمد (306'296'295/5) عن ابى محمد مولى ابى قتادة عن ابى قتادة.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو محمد نامی راوی نافع ہیں جو ابوقنادہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: امام کو یہ حق حاصل ہے: اس چھینے ہوئے مال میں سے خمس نکالے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نفل یہ ہے: امام یہ کہے: جس شخص کو جو چیز ملے گی وہ اس کی ہوگی اور جو شخص کسی کو قتل کر دے گا، تو اس مقتول کا سامان اسے ملے گا ایسا کرنا جائز ہے اس میں خمس نہیں ہوگا۔

امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ ساز و سامان قتل کرنے والے کو ملے گا۔ البتہ اگر وہ چیز زیادہ ہو، اور امام یہ سمجھے تو اس میں سے پانچواں حصہ نکال سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا۔

شرح

مقتول کے سلب کے حوالے سے مذاہب

کیا حدیث باب میں تشریحی حکم بیان کیا گیا ہے یا وقتی اصول و اعلان ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ حدیث باب میں ہمیشہ کے لیے یہ تشریحی حکم بیان کیا گیا ہے جو کسی کو قتل کرے گا، تو مقتول کا ساز و سامان یعنی کپڑے، ہتھیار اور زرہ وغیرہ سب کچھ قاتل کو ملے گا۔ مقتول کا ساز و سامان مالِ غنیمت میں شامل کر کے فوجیوں میں تقسیم کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں صراحت ہے کہ مقتول کے ساز و سامان کا حقدار قاتل ہوگا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث باب میں کوئی مستقل تشریحی حکم بیان نہیں کیا گیا بلکہ امام کی جانب سے ایک وقتی اعلان ہے۔ اس لیے واجب نہیں ہے کہ ہمیشہ مقتول کا سلب قاتل کو دیا جائے۔ اس بارے میں مستقل قانون تو یہ ہے کہ مقتول کے سلب کو بھی مالِ غنیمت میں شامل کر کے تمام مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم کیا جائے گا۔ ہاں وقتی طور پر امام وقت کسی مقتول کا سلب اس کے قاتل کو دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ انہوں نے اس ارشادِ ربانی سے استدلال کیا ہے: **واعلموا انما غنمتم من شی فان للہ خمسہ**۔ اس آیت میں لفظ: ”ما“ کلمہ عام ہے، اس لیے سلب بھی اس میں شامل ہے۔ خبر واحد سے کتاب اللہ کے عام کو خاص یا مقید نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح دونوں امور اپنے اپنے محل میں رہیں گے اور ان پر عمل کیا جائے گا۔ دوسری دلیل یہ تاریخی حقیقت ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر مقتول کا سلب قاتل کو نہیں دیا گیا تھا۔ مثلاً حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بھائیوں نے مشہور دشمن اسلام ابو جہل کو واصل جہنم کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اس کا سلب قاتلوں کو نہیں دیا تھا بلکہ کپڑے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیے اور تلوار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کی جبکہ حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی چیز نہیں دی۔

سلب مقتول کے وقت اعلان میں مذاہب آئمہ

امام سلب مقتول کا اعلان کب کرے گا؟ آغاز جہاد کے وقت یا اختتام جہاد کے وقت یا مال غنیمت کی تقسیم کے وقت؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ امام سلب مقتول کا اعلان جب چاہے کر سکتا ہے خواہ آغاز جہاد کے وقت یا وسط جہاد یا اختتام جہاد یا مال غنیمت کی تقسیم کے وقت۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام سلب مقتول کا اعلان اختتام جہاد کے وقت یا مال غنیمت تقسیم کرتے وقت کر سکتا ہے لیکن آغاز جہاد کے وقت نہیں کر سکتا۔ آغاز جہاد کے وقت اعلان کرنے کی صورت میں مجاہدین لالچ میں آ کر جہاد میں شامل ہوں جبکہ اس کا اصل اور کلیدی مقصد اعلاء کلمۃ الحق ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی عقلی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ مجاہدین لالچ میں آ کر جہاد میں شامل نہیں ہو سکتے کیونکہ کوئی باشعور یا صاحب عقل محض دنیوی مال کے لالچ کی بناء پر اپنی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔

ایک اہم مسئلہ: مقتول کے سلب سے خمس لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے کہ اگر سلب مال کثیر کی حیثیت رکھتا ہو تو امام اس سے اپنی صوابدید کے مطابق خمس لے سکتا ہے ورنہ سلب سے خمس لینا درست نہیں ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک سلب سے بہر صورت خمس لیا جائے گا۔ انہوں نے حضرت عوف اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سلب سے خمس وصول نہیں کیا تھا۔

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقَسَّمَ

باب 13: مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اسے فروخت کرنا مکروہ ہے

1488 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَهْضَمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقَسَّمَ

1488- اخرجہ ابن ماجہ (740/2) کتاب التجارات، باب: النهی عن شراء ما فی بطون الانعام وضروعها وضرية الغانص

حدیث (2196) واحمد (42/3) قالاً: حَدَّثَنَا جَهْضَمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْيَمَانِيُّ، عَبْدُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبَاهِلِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ

الْعَبْدِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ بِهِ.

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

تقسیم سے قبل مال غنیمت فروخت کرنے کی ممانعت

اختتام جہاد پر مال غنیمت تقسیم ہو جانے پر فوجی جس طرح چاہے اپنے حصہ میں تصرف کر سکتا ہے لیکن تقسیم سے قبل اپنے حصہ کو فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ واضح نہیں ہے کہ تقسیم کے وقت اسے کیا چیز ملے گی۔ فروخت کی صورت میں مجہول چیز کی بیع ہوگی جبکہ مجہول چیز کی بیع منع ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ وَطْءِ الْحَبَالِي مِنَ السَّبَايَا

باب 14: حاملہ قیدی عورتوں کے ساتھ صحبت کرنا حرام ہے

1489 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النِّسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ عَنْ وَهْبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ

حَدَّثَنِي أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ عَرَبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ أَبَاهَا أَخْبَرَهَا

مِثْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُوطَأَ السَّبَايَا حَتَّى يَضَعْنَ مَا فِي بُطُونِهِنَّ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ

حکم حدیث: وَحَدِيثُ عَرَبَاضِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ الْجَارِيَةَ مِنَ السَّبْيِ وَهِيَ حَامِلٌ

آثار صحابہ: فَقَدْ رَوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ لَا تُوطَأُ حَامِلٌ حَتَّى تَضَعَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَأَمَّا الْحَرَائِرُ فَقَدْ مَضَتْ السُّنَّةُ فِيهِنَّ بِأَنَّ أَمْرُنَ بِالْعِدَّةِ حَدَّثَنِي بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ

﴿﴾ أم حبیبہ بنت عرباض بن ساریہ بیان کرتی ہیں: ان کے والد نے انہیں یہ بات بتائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

1489- اخرجہ احمد (167/4) ولم يروه غير الترمذی من الستة كما في تحفة الاشراف: (290/7) حدیث (9893) من طریق ام حبیبہ بنت العرباض بن ساریہ عن العرباض بن ساریہ به.

بات سے منع کیا ہے: قیدی عورتوں کے ساتھ صحبت کی جائے جب تک وہ اپنے پیٹ میں موجود بچوں کو جنم نہیں دیتی۔

اس بارے میں حضرت روفیع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت عریاض رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”غریب“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام اوزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص قیدیوں میں سے کسی کنیز کو خرید لے اور وہ حاملہ ہو، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے انہوں نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: حاملہ عورت کے ساتھ اس وقت تک صحبت نہیں کی جاسکتی جب تک وہ بچے کو جنم نہ دے۔

امام اوزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جہاں تک آزاد عورتوں کا تعلق ہے، تو ان کے بارے میں سنت کا حکم آچکا ہے: انہیں عدت بسر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

یہ تمام باتیں علی بن خشرم نے بیان کی ہیں وہ یہ بات بیان کرتے ہیں: عیسیٰ بن یونس نے امام اوزاعی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے۔

شرح

حاملہ قیدی لونڈیوں سے جماع کی ممانعت

جہاد میں کامیابی کے بعد دشمن کی وہ عورتیں جو قیدی بنائی گئی ہوں پھر وہ کنیریں بنا کر فوجیوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ فوجی اپنی کنیز سے نکاح کے بغیر جماع کر سکتا ہے لیکن استبراء رحم ضروری ہے یعنی لونڈی حاملہ ہو، تو وضع حمل کے بعد خون نفاس آ کر ختم ہو جائے اور غیر حاملہ ہونے کی صورت میں کم از کم ایک حیض آنا ضروری ہے۔ یہی حکم اس کنیز کا ہے جس کی ملک تبدیل ہو جائے یعنی ایک شخص اپنی لونڈی دوسرے شخص کو فروخت کر دیتا ہے یا بطور عطیہ پیش کر دیتا ہے، تو اس سے جماع کے لیے بھی استبراء ضروری ہے۔ کنیز سے جماع کرنے کے لیے استبراء رحم کی شرط اس لیے قائم کی گئی ہے کہ نسوں میں اختلاط کی صورت پیدا نہ ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي طَعَامِ الْمُشْرِكِينَ

باب 15: مشرکین کے کھانے کا حکم

1490 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرَنِي سِمَاكُ بْنُ

حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ قَبِيصَةَ بْنَ هَلْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

1490- اخرجه ابو داؤد (378/2) كتاب الاطعمة، باب: في كراهية التقدر للطعام، حديث (3784) وابن ماجه (944/2)

كتاب الجهاد، باب: الاكل في قدور المشركين، حديث (2830) واحد (226, 226/5) عن سناك بن حرب، عن قبيصة بن

هلب عن هلب به.

متن حدیث: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ طَعَامِ النَّصَارَى فَقَالَ لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي صَدْرِكَ طَعَامٌ ضَارَعَتْ فِيهِ النَّصْرَانِيَّةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: سَمِعْتُ مَحْمُودًا وَقَالَ عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكِ عَنْ قَبِيصَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ مَحْمُودٌ وَقَالَ وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكِ عَنْ مَرْثِي بْنِ قَطْرِيٍّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الرَّخِصَةِ فِي طَعَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ

◀◀ قبیصہ بن ہلب اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے عیسائیوں کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایسا کھانا جس میں عیسائیت کی مشابہت ہو وہ تمہارے ذہن میں کوئی شک پیدا نہ کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

محمود بیان کرتے ہیں: اس روایت کو عبید اللہ نے اسرائیل کے حوالے سے سِمَاكِ کے حوالے سے قبیصہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

محمود بیان کرتے ہیں: وہب بن جریر نے شعبہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی اہل کتاب کے کھانے کی انہوں نے اجازت دی ہے۔

شرح

اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم

حدیث باب اور عنوان کے درمیان مطابقت نہیں ہے، کیونکہ عنوان سے مشرکین کے کھانے (طعام) کا حکم معلوم ہوتا ہے جبکہ حدیث میں اہل کتاب کے ذبیحہ کی حلت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر مشرکین سے مراد اہل کتاب اور طعام سے ذبیحہ مراد لیا جائے تو عنوان اور حدیث باب کے مابین مطابقت کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ یہاں یہی مفہوم مراد ہے، کیونکہ سورہ مائدہ کی آیت ۵ میں لفظ طعام ”ذبیحہ“ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

مشرکین کا ذبیحہ اور شکار حرام ہیں خواہ انہوں نے بسم اللہ پڑھی یا نہ پڑھی ہو۔ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اگر بسم اللہ پڑھ کر جانور ذبح کریں تو حلال ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: الْيَوْمَ أَحْلَلْتُ لَكُمْ الطَّيْبَاتِ وَطَعَامَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ حَلَّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حَلَّ لَهُمْ (المائدہ: ۵) ”آج کے دن سے تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دی جاتی ہیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے۔“ اگر اہل کتاب بسم اللہ پڑھے بغیر جانور ذبح کریں تو وہ حرام ہے۔

جس طرح مسلمان عمدتاً تسمیہ چھوڑ کر جانور ذبح کرے تو وہ حرام ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے: ان المسلم والکتابی فی ترک التسمیة سواء (ہدایہ ج ۲ ص ۳۴۷) بیشک مسلمان اور کتابی دونوں کا ترک تسمیہ کا حکم برابر ہے۔

فائدہ نافعہ: اہل کتاب بسم اللہ پڑھ کر اور اسلامی طریقہ کے مطابق جانور ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہوگا۔ اگر یہود و نصاریٰ مردم شماری کے مطابق اپنے آپ کو اہل کتاب ظاہر کریں جبکہ ان کا اس مذہب پر یقین نہ ہو تو ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا اور اسی طرح وہ حلقوم کی چار رگوں میں سے تین رگیں نہ کاٹیں تو وہ ذبیحہ بھی حلال نہیں ہوگا۔ عصر حاضر کے اکثر اہل کتاب تین (اللہ، حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ) خداؤں کے قائل ہیں جو شرک ہے اور شرک کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے۔ لہذا احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ان کا ذبیحہ حرام تصور کیا جائے اور مسلمان اسے ہرگز نہ کھائیں۔

سوال: مدینہ طیبہ کے قرب و جوار کے اہل کتاب جانور ذبح کر کے ان کا گوشت مدینہ منورہ میں لاتے تھے۔ اس گوشت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپ نے بسم اللہ پڑھ کر گوشت کھانے کی اجازت دی۔ (سنن ابی داؤد جلد ثانی ص ۳۹۱) اس سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کا ذبیحہ مشکوک نہیں ہے بلکہ حلال ہے اور حلال چیز کا کھانا جائز ہے؟

جواب: مدینہ منورہ کے قرب و جوار کے باشندے جو گوشت لاتے تھے وہ اہل کتاب نہیں تھے بلکہ مسلمان تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لیے دریافت کیا تھا کہ دیہاتی لوگ عموماً جاہل اور غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ جانور ذبح کرتے وقت وہ بسم اللہ پڑھتے ہیں یا نہیں پڑھتے تو ہمارے لیے ان کا گوشت کھانے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے بسم اللہ پڑھ کر گوشت کھانے کی اجازت دے دی کیونکہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اگر مسلمان ذبح کے وقت تسمیہ پڑھنا بھول جائے تب بھی ذبیحہ حلال ہوگا۔

غیر مسلموں کے تیار کردہ کھانوں کا مسئلہ

حدیث باب کو اگر کھانے پر محمول کیا جائے تو مسئلہ کی صورت یہ ہوگی کہ گوشت کے علاوہ غیر مسلموں کا تیار کردہ کھانا مثلاً روٹی کے ساتھ سبزی، دال اور چنے وغیرہ ہوں تو یہ سب غیر مسلموں کو شامل ہوگا خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب یعنی سیدوؤں، مجوسیوں اور سکھوں وغیرہ نے کوئی کھانا تیار کیا ہو تو اس کا کھانا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی حرمت کی وجہ موجود نہ ہو۔ اگر کھانے میں گوشت شامل ہو تو صرف اہل کتاب کا تیار کردہ کھانا جائز ہوگا، کیونکہ قرآن کریم نے ان کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا ہے اور اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ذبیحہ کو حلال فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں دور رسالت میں ان کا ذبیحہ شرعی طریقہ کے مطابق تھا۔ وہ اللہ کے نام پر ذبح کرتے اور حلقوم کی چار یا تین رگیں کاٹتے تھے۔ جہاں تک دوسرے کفار کے گوشت کا تعلق ہے وہ حرام ہے خواہ وہ ہندو ہوں یا مجوسی یا کوئی اور غیر مسلم۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اور حلقوم کی تمام رگیں نہیں کاٹتے۔

سوال: تمام کافر لوگ کفر کے سبب یکساں ہیں خواہ ہندو ہوں یا نصرانی یا یہودی یا مجوسی وغیرہ کیونکہ قاعدہ یہ ہے: الکفر ملۃ واحده یعنی سب کافر ایک ملت کی حیثیت رکھتے ہیں تو پھر اہل کتاب کا ذبیحہ حلال اور دوسرے کفار کا ذبیحہ حرام کیوں ہے؟

جواب: اہل کتاب کا طریقہ ذبح شرعی طریقے کے مطابق ہے یعنی دور رسالت میں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اور حلقوم کی چار یا تین

رگیں کاٹ کر ذبح کرتے تھے لیکن دیگر کفار کا طریقہ ذبح اسلامی طریقہ کے خلاف تھا جو جانور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیتے اور حلقوم کی چار رگیں بھی نہیں کاٹتے تھے۔ اس بنا پر اہل کتاب اور دوسرے کفار کے ذبیحہ کا حکم مختلف ہے۔

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبِي السَّبِي

باب 16: قیدیوں کے درمیان تفریق کرنا حرام ہے

1491 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ الشَّيْبَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فَفَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيَّ هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ كَرَهُوا التَّفْرِيقَ بَيْنَ السَّبِي بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا وَبَيْنَ الْوَالِدِ وَبَيْنَ الْإِخْوَةِ

قول امام بخاری: قَالَ أَبُو عَيْسَى: قَدْ سَمِعْتُ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ سَمِعَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيُّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ

﴿﴾ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص والدہ اور اس کے بچے کے درمیان علیحدگی کروادے اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے محبوب لوگوں کے درمیان قیامت کے دن علیحدگی کروادے گا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے قیدیوں میں سے والدہ اور اس کے بچوں کے درمیان علیحدگی کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح والد اور اس کے بچوں کے درمیان اور بھائیوں کے درمیان علیحدگی کو بھی (حرام قرار دیا ہے)۔

شرح

والدین اور اولاد کے درمیان جدائی کرنے کی ممانعت

یہ مسئلہ کتاب البیوع میں بھی بیان ہو چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے جہاد کے نتیجہ میں والدین اور اولاد قیدی بنا لیے جائیں تو اور

کے درمیان جدائی اور تفریق پیدا کرنا منع ہے۔ حدیث باب میں اس کی مذمت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی حرکت کرنے والے اور اس کے دوستوں کے مابین قیامت کے دن تفریق کروادے گا۔ والدین اور اولاد میں تفریق کروانا حقوق العباد میں مداخلت ہے جسے اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرتا جب تک مظلوم خود معاف نہ کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْأَسَارِيِّ وَالْفِدَاءِ

باب 17: قیدیوں کو قتل کرنا اور فدیہ لینا

1492 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ وَأَسْمَةُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ وَمَخْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكْرِيَاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِنَّ جِبْرَائِيلَ هَبَطَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ خَيْرُهُمْ يَعْنِي أَصْحَابَكَ فِي أُسَارَى بَدْرِ الْقَتْلِ أَوْ الْفِدَاءِ عَلَى أَنْ يُقْتَلَ مِنْهُمْ قَابِلًا مِثْلَهُمْ قَالُوا الْفِدَاءُ وَيُقْتَلُ مِنَّا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي بَرزَةَ وَجَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ

ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ

اختلاف روایت: وَرَوَى أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَرَوَى ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

توضیح راوی: وَأَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ اسْمُهُ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل ان کے پاس آئے اور ان سے کہا: آپ

انہیں اختیار دیجئے! یعنی اس بارے میں اختیار دیجئے کہ وہ غزوہ بدر میں قیدی ہونے والے مشرکین کو قتل کر دیں یا پھر ان سے فدیہ لیں، لیکن اگر فدیہ لیا، تو پھر ان (مسلمانوں) میں سے بھی اتنے ہی افراد اگلے سال (جنگ میں) مارے جائیں گے۔ تو اصحاب نے اس بات کو اختیار کیا کہ ہم اب فدیہ لے لیتے ہیں، اگرچہ (اگلے برس) ہمارے افراد قتل کر دیے جائیں۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے احادیث

منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے جو ثوری سے منقول ہے اور ہم اسے صرف ابو زائدہ کی نقل کردہ

روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابو اسامہ نے اس روایت کو ہشام کے حوالے سے ابن سیرین کے حوالے سے عبیدہ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

ابن عون نے اسے ابن سیرین کے حوالے سے عبیدہ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

ابوداؤد حنفی نامی راوی نام عمر بن سعد ہے۔

1493 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ

حَصِينٍ
مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَى رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَعَمُّ أَبِي قِلَابَةَ هُوَ أَبُو الْمُهَلَّبِ وَاسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرِو وَيُقَالُ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو وَأَبُو قِلَابَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ الْجَرْمِيُّ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَمُنَّ عَلَى مَنْ شَاءَ مِنَ الْأَسَارِيِّ وَيَقْتُلَ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ وَيَفْدِي مَنْ شَاءَ وَاخْتَارَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْقَتْلَ عَلَى الْفِدَاءِ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ بَلَّغْنِي أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ مَنْسُوخَةٌ قَوْلُهُ تَعَالَى (فَمَا مَنَّا بَعْدُ وَإِنَّا فِدَاءٌ) نَسَخْتَهَا (وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ) حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَذَا حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قُلْتُ لِأَحْمَدَ إِذَا أُسِرَ الْأَسِيرُ يُقْتَلُ أَوْ يُفَادَى أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ إِنْ قَدَرُوا أَنْ يُفَادُوا فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَإِنْ قُتِلَ فَمَا أَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا قَالَ إِسْحَاقُ الْإِثْنَانُ أَحَبُّ إِلَيَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعْرُوفًا فَاطْمَعُ بِهِ الْكَثِيرُ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک مشرک کے عوض میں دو مسلمانوں کو قید سے آزاد کروایا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابوقلابہ کا چچا ابوالمہلب ہے اور ان کا نام عبدالرحمن بن عمرو ہے ایک قول کے مطابق معاویہ بن عمرو ہے۔

ابوقلابہ کا نام عبداللہ بن زید جریمی ہے۔

اکثر اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی امام کو

1493- اخرجہ مسلم (9/6) کتاب النذر، باب: لا وفاء لنذر فی معصية الله، حدیث (1641/8) و ابو داؤد (258/2) کتاب الايمان والنذور، باب: فی النذر فيما لا یملك، حدیث (3316) وابن ماجه (686/1) کتاب الکفارات، باب: النذر فی المعصية، حدیث (2124) مختصراً والنسائی (19/7) کتاب الايمان والنذور، باب: النذر فيما لا یملك، والدارمی (223/2) کتاب السیر، باب: فی فداء الاسارى، (236/2) کتاب السیر، باب: اذا احرز من امال المسلمين، والحمیدی (365/2) حدیث (829) واحمد (426/4، 430، 432، 433) عن ايوب، عن ابي قلابة، عن عمه ابي المهلب، عن عمران بن حصين به.

یہ اختیار حاصل ہے: وہ قیدیوں میں سے جس پر چاہے احسان کرے اور جس کو چاہے اس کو قتل کروادے اور جس کا چاہے فدیہ وصول کرے۔

بعض اہل علم نے فدیہ کے مقابلے میں قتل کو اختیار کیا ہے۔

امام اوزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پتہ چلی ہے: یہ آیت منسوخ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ”اس کے بعد تم احسان کرو یا فدیہ لو۔“

اس آیت کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔

”تم انہیں قتل کر دو جہاں بھی تم انہیں پاؤ۔“

یہ بات ہناد نے ابن مبارک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام اوزاعی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

اسحاق بن منصور کہتے ہیں میں نے امام احمد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: جب کسی شخص کو قید کر لیا جائے تو کیا اسے قتل کیا جانا آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے یا اس کو فدیے کے طور پر آزاد کر دینا پسندیدہ ہے تو انہوں نے فرمایا: اگر وہ فدیہ ادا کر سکتے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس شخص کو قتل کر دیا جائے تو میرے علم کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خون بہانا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ بشرطیکہ وہ عام دستور کے مخالف نہ ہو۔ مجھے اس کے بارے میں زیادہ اجر و ثواب کی امید ہے۔

شرح

قیدیوں کو قتل کرنا اور ان سے فدیہ لے کر رہا کرنا

جہاد کے نتیجے میں دشمن کے سپاہیوں کو قیدی بنا لیا جائے تو ان سیاسی قیدیوں کے مسئلہ کا حل چار طریقوں سے ممکن ہو سکتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اگر کسی سیاسی مصلحت اور حکمت عملی کے سبب کسی قیدی کو قتل کرنا مناسب ہو تو اسے قتل کیا جاسکتا ہے۔ دنیا نے اس قانون کو تسلیم کیا ہے۔

۲- اگر کسی حکمت عملی یا مصلحت کے باعث قیدی کو رہا کرنا مناسب ہو تو اسے رہا کیا جاسکتا ہے۔

۳- جنگی قیدیوں کا باہم تبادلہ کر لیا جائے یا حربی اخراجات وصول کر کے انہیں رہا کر دیا جائے۔

نوٹ: ان دونوں امور کا سورۃ محمد کی آیت ۵ میں تذکرہ موجود ہے۔ نمبر ۲ مومن اور ۳ کوفدء کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ۲-

قیدیوں کو غلام اور لونڈیاں بنا کر فوجیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

قیدیوں کا یہ حل صرف اسلام نے پیش نہیں کیا بلکہ زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے جسے اسلام نے باقی رکھا ہے۔ اس طریقہ سے

قیدیوں کا مسئلہ حل کرنے میں کئی مصلحتیں ہو سکتی ہیں: (۱) قید خانہ میں رکھنے کے سبب ان کے کھانے پینے کے اخراجات ملک پر بوجھ

ثابت ہوں گے (۲) انہیں بالکل فدیہ وغیرہ کے بغیر رہا کر دینے سے ان کے حوصلے بلند ہوں گے جس سے وہ وبال جان بھی بن سکتے ہیں (۳) بلاوجہ انہیں قتل کے گھاٹ اتارنا انسانی حقوق میں واضح دخل اندازی ہے۔

قیدیوں کو قتل کرنے کے حوالے سے مذاہبِ آئمہ

جہاد کے نتیجہ میں دشمن کے وہ فوجی جو قیدی بنا لیے گئے ہوں کیا انہیں قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- حضرت امام ضحاک، حضرت عطاء اور حضرت امام حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قیدیوں کو قتل کرنا جائز نہیں۔ انہوں نے اس ارشادِ ربانی سے استدلال کیا ہے: قَامَا مَنَا بَعْدُ وَاَمَا فِدَاءٌ۔ ان کے نزدیک یہ ارشاد اس کلامِ الہی کا نسخ ہے: فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْدُثٌ وَجَدْتُمُوهُمْ۔ لہذا ثابت ہوا قیدیوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ ۲- جمہورِ آئمہ کے نزدیک امام کو چار اختیارات حاصل ہوتے ہیں: (۱) فدیہ لے کر چھوڑ دے (۲) بغیر فدیہ کے رہا کر دے (۳) قیدیوں کو غلام بنا کر مجاہدین میں تقسیم کر دے۔ (۴) قید میں رکھے۔ انہوں نے بھی مذکورہ آیات سے استدلال کیا ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) آپ جمہور کے ساتھ ہیں (۲) امام کے چاروں اختیارات میں سے تیسرا اور چوتھا باقی ہیں دوسرے دو کا عدم ہے۔ آپ کی دلیل یہ ہے کہ سورہ محمد کا نزول پہلے ہوا ہے جبکہ سورہ براءت کا نزول بعد میں ہوا ہے لہذا فدیہ لے کر رہا کرنا اور مفت رہا کرنا دونوں اختیار منسوخ ہیں۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام ضحاک، حضرت عطاء اور حضرت امام حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْدُثٌ وَجَدْتُمُوهُمْ۔ آیت سورہ محمد والی آیت کے لیے نسخ ہے۔ جمہور کے موقف کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اقوال نسخ باہم متعارض ہیں جو: اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کے ضابطہ میں داخل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

باب 18: خواتین اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت

1494 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ

مِثْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ امْرَأَةً وَجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُولَةً فَانْكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ وَنَهَى عَنِ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

1494- اخرجہ البخاری (172/6) کتاب الجہاد والسير، باب: قتل الصبیان فی الحرب حدیث (3014) ومسلم (305/6) کتاب الجہاد والسير، باب: تحریم قتل النساء والصبیان فی الحرب، حدیث (1744/24) واہو داؤد (60/2) کتاب الجہاد: باب: فی قتل النساء، حدیث (2668) واہن ماجہ (947/2) کتاب الجہاد، باب: نالغارة والبیات وقتل النساء والصبیان حدیث (2841) ومالك (447/2) کتاب الجہاد: باب: النهی عن قتل النساء والولدان فی الغزو، حدیث (9) والدارمی، کتاب السیر: باب: النهی عن قتل النساء والصبیان واحمد (23'22/2) عن نافع ابن عمر بہ۔

فی الباب: وفي الباب عن بُرَيْدَةَ وَرَبَاحٍ وَيُقَالُ رِيَّاحُ بْنُ الرَّبِيعِ وَالْأَسْوَدُ بْنُ سَرِيحٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ وَالصَّعْبُ بْنُ جَثَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا قَتْلَ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْبَيَاتِ وَقَتْلِ النِّسَاءِ فِيهِمْ وَالْوِلْدَانَ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ وَرَخَّصَ فِي الْبَيَاتِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک جنگ میں ایک خاتون مقتول پائی گئی تو نبی اکرم ﷺ نے اس بات پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور آپ نے خواتین اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا۔ اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت رباح سے احادیث منقول ہیں ایک قول کے مطابق ان کا نام ریاح بن ربیع ہے ان کے علاوہ اسود بن سریح، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت صعب بن جثامہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا انہوں نے خواتین اور بچوں کو قتل کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم نے شب خون مارنے اور اس دوران بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں ان دونوں حضرات نے شب خون میں انہیں مارنے کی اجازت دی ہے۔

1495 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الصَّعْبُ بْنُ جَثَامَةَ

مِثْنِ حَدِيثٍ: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ خَيْلَنَا أُوطِنَتْ مِنْ نِسَاءِ الْمُشْرِكِينَ وَأَوْلَادِهِمْ قَالَ هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے گھوڑوں نے کفار کی

عورتوں اور ان کے بچوں کو روند ڈالا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اپنے باپ دادا کے ساتھ ہیں۔

1495 - اخرجہ البخاری (170/6) کتاب الجهاد والسير، باب: اهل الدار يبيتون، حدیث (3012) ومسلم (37/6) کتاب

الجهاد والسير، باب: جواز قتل النساء والصبيان - حدیث (26-28/1745) و ابو داؤد (61/3) کتاب الجهاد، باب: فی قتل

النساء، حدیث (2672) وابن ماجه (947/2) کتاب الجهاد، باب: الغارة واحمد (38'37/4) عن الزهري، عن عبید اللہ،

عن ابن عباس، عن الصعب بن جثامة به۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1496 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مَنْ حَدَّثَ قَالَ بَعَثْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ إِنَّ وَجَدْتُمْ فَلَانًا وَفَلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تَحْرِقُوا فَلَانًا وَفَلَانًا بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذَّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَمْرَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

اختلاف سند: وَقَدْ ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بَيْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَبَيْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَجُلًا فِي هَذَا

الْحَدِيثِ وَرَوَى غَيْرٌ وَاحِدٌ مِثْلَ رِوَايَةِ اللَّيْثِ وَحَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ أَشْبَهَ وَأَصَحُّ

قول امام بخاری: قَالَ الْبُخَارِيُّ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيثُ حَمْرَةَ

بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ فِي هَذَا الْبَابِ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم فلاں اور فلاں شخص کو پاؤ آ پ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے تعلق رکھنے والے دو آدمیوں کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی، تو ان دونوں کو آگ سے جلادینا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ ہم روانہ ہونے لگے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں یہ ہدایت کی تھی کہ تم فلاں اور فلاں کو آگ کے ذریعے جلادینا، آگ کے ذریعے عذاب صرف اللہ تعالیٰ دے سکتا ہے، اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حمزہ بن عمرو سلمی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

محمد بن اسحاق نامی راوی نے سلیمان بن یسار اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک اور راوی کا بھی ذکر کیا ہے۔

کئی راویوں نے اسے لیث کی نقل کردہ روایت کی مانند نقل کیا ہے۔

لیث بن سعد کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند اور مناسب ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سلیمان بن یسار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

1496- اخرجہ البخاری (173/6) کتاب الجهاد والسير، باب: لا يعذب بعذاب الله، حدیث (3016) و ابو داؤد (61/2)

کتاب الجهاد، باب: فی کراهیة حرق العدو بالنار، حدیث (2674) و احمد (453'338'307/2) و عن بکیر بن عبد اللہ بن الاشج، عن سلیمان بن یسار، عن ابی ہریرة۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

دوران جنگ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے اور انہیں نذر آتش کرنے کی ممانعت

میدان جہاد میں جب دشمن سے مقابلہ شروع ہو جائے تو صرف فوجیوں کو قتل کرنے کی اجازت ہے۔ ان کے علاوہ عورتوں، بچوں، غلاموں اور نوکروں کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح کسی کو بھی نذر آتش کرنا، مقتول کو مثلہ کرنا یا کسی نعش کی بے حرمتی کرنا بھی حرام ہے۔ اس بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے حربی نظام میں دشمن کے حقوق کا بھی تعین کیا گیا ہے اور کسی انسان کو شتر بے مہار کا مظاہرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافع: یہ زمانہ قدیم کے حوالے سے اسلام کے حربی نظام کے سنہری اصول ہیں۔ البتہ عصر حاضر کا حربی نظام نہایت خطرناک ہے، جس میں خواتین، بچوں، غلاموں اور مقتولوں کے حقوق کو پیش نظر رکھنا ناممکن ہو گیا ہے۔ جب توپ یا ہوائی جہاز کے ذریعے بم یا میزائل داغے جاتے ہیں تو ایسی صورت میں ہزاروں بے گناہ لوگ لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُلُولِ

باب 19: مالِ غنیمت میں خیانت کرنا

1497 حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِّنْ ثَلَاثِ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالذَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ

﴿﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ تکبر اور

مال غنیمت میں خیانت اور قرض سے بری الذمہ ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1498 سَنَدٌ حَدِيثٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي

الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ فَارَقَ الرُّوحَ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِّنْ ثَلَاثِ الْكَنْزِ وَالْغُلُولِ وَالذَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

اِخْتِلَافٌ رَوَايَتٍ: هَكَذَا قَالَ سَعِيدُ الْكَنْزِ وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ فِي حَدِيثِهِ الْكِبْرُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ مَعْدَانَ

1498- اخرجہ ابن ماجہ (806/2) کتاب الصدقات، باب: التشديد في الدين، حديث (2412) واحمد

(276/5، 277، 281، 282) من طريق قتادة عن سالم عن معدان بن ابى طلحة عن ثوبان به.

وَرِوَايَةُ سَعِيدٍ أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت ثوبان رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کی روح جسم سے اس عالم میں جدا ہو کہ وہ تین چیزوں سے بری الذمہ ہو، خزانہ اکٹھا کرنے، مال غنیمت میں خیانت کرنے اور قرض سے، تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔ سعید نے یہاں پر لفظ: ”الکنز“ نقل کیا ہے۔

ابوعوانہ نے اپنی روایت میں لفظ: ”الکبر“ نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند میں معدان سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا تاہم سعید کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

1499 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ

حَدَّثَنَا سِمَاكُ أَبُو زُمَيْلٍ الْحَنْفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فُلَانًا قَدْ اسْتَشْهَدَ قَالَ كَلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ بَعْبَانَةٍ قَدْ غَلَّهَا قَالَ

قُمْ يَا عُمَرُ فَنَادِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ ثَلَاثًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضي الله عنهما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضي الله عنه نے مجھے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں یہ بات عرض کی گئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں شخص شہید ہو گیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں میں نے اسے جہنم میں اس چادر کے ہمراہ دیکھا ہے، جسے اس نے مال غنیمت میں سے خیانت کے طور پر لیا تھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمر! تم اٹھو اور یہ اعلان کرو کہ جنت میں صرف اہل ایمان داخل ہوں گے، اور یہ تین مرتبہ اعلان کرو۔

امام ترمذی رحمته اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

مال غنیمت میں خیانت کرنے کی مذمت

پہلی اور دوسری احادیث باب کے مفہوم مخالف اور تیسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ مال غنیمت میں خیانت کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ مال غنیمت میں خیانت کرنا گناہ کبیرہ ہے اور قومی جرم ہے جو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا۔ غزوہ خیبر کے موقع پر ”کرکرہ“ نامی شخص دشمن کے ہاتھوں ہلاک ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خوشی سے اس کی شہادت کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور اس کے جنت میں داخل ہونے کے بارے میں بھی عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جنت میں ہرگز نہیں جاسکتا کیونکہ میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے، اس لیے کہ اس نے مال غنیمت میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔

1499- اخرجه مسلم (371/1- الابی) کتاب الایمان، باب: غلظ تحريم الغلول وانه لا يدخل الجنة الا المؤمنون، حدیث (114/182) والدارمی (230/2) کتاب السیر، باب: ما جاء في الغلول من الشدا، واحد (47'30/1) عن عكرمة بن عمار

قال: حدثنا ابو زميل سناك الحنفی، عن ابن عباس عمر به۔

فائدہ نافعہ: (۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علمی مقام عطا کیا گیا ہے کہ آپ اہل جنت اور اہل نار کے ناموں سے واقف ہیں۔ جب صحابہ نے ”کرکرہ“ کی شہادت اور دخول جنت کے بارے میں آپ کی خدمت میں تذکرہ کیا تو آپ نے نہ صرف اس کی خفیہ خیانت کو بیان کیا بلکہ اس کے جہنم میں داخل ہونے کا ذکر بھی فرمادیا۔

فائدہ نافعہ (۲): تیسری حدیث باب میں مومن سے مراد مومن کامل ہے۔ مومن کامل وہ ہوتا ہے جس کے نامہ اعمال میں گناہ کبیرہ نہ ہو اور نجات کامل کیلئے ایمان کامل ہونا شرط ہے۔ مال غنیمت میں خیانت کرنے والا جب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو خواہ بظاہر وہ شہید ہوا تھا لیکن کمال ایمان کی دولت سے محروم ہو گیا جس وجہ سے جنت میں جانے کی بجائے عذاب نار کا مستحق قرار پایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ

باب 20: جنگ کے دوران خواتین کا جانا

1500 سند حدیث: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ هَلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضَّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنِ أَنَسِ
متن حدیث: قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِأُمَّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مَعَهَا مِنَ الْأَنْصَارِ يَسْقِينَ

الْمَاءَ وَيُدَاوِينُ الْجَرْحَى

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مَعْوِذٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے ہمراہ چند دیگر انصاری خواتین کو جنگ میں ساتھ لے کر گئے تھے جو پانی پلایا کرتی تھیں، بیماروں (یعنی زخمیوں) کو دوا دیا کرتی تھیں۔ اس بارے میں سیدہ ربیع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

جہاد میں عورتوں کا شریک ہونا

فوجیوں کی طرح خواتین کو جہاد میں شریک کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں شامل نہیں تھا مگر بعض عورتوں کو کبھی ساتھ لے جاتے جو زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور انہیں پانی پلانے وغیرہ کی خدمات انجام دیتیں۔ حدیث باب سے بھی اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔ حشر کی دادی صاحبہ روایت کرتی ہیں کہ ہم چھ خواتین غزوہ خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ جب آپ کو ہمارے بارے میں خبر ملی تو آپ نے ہمیں طلب کیا، جب ہم حاضر خدمت ہوئیں تو آپ حالت غصہ میں

1500-اخرجه مسلم (478/6-الاسی) کتاب الجهاد والسمیر، باب: غزوة النساء مع الرجال، حدیث (1810/135) وابو داؤد (22/2) کتاب الجهاد، باب: فی النساء یغزون، حدیث (2531) عن جعفر بن سلیمان، عن ثابت عن انس به۔

تھے۔ دریافت فرمایا: تم کس کے ساتھ روانہ ہوئی ہو اور کس کی اجازت سے نکلی ہو؟ ہم نے جواب میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اس لیے نکلی ہیں کہ بال کاتیں گی اس سے فی سبیل اللہ معاونت کریں گی زخمیوں کو پانی پلائیں گی زخمیوں کو دوائی مہیا کریں گی اور ستو پلائیں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم رک جاؤ جب غزوہ خیبر میں فتح حاصل ہوئی تو مردوں کی طرح ہمیں بھی مال غنیمت سے حصہ عنایت فرمایا۔ جناب حشر نے دریافت کیا: دادی اماں! آپ کو کیا چیز ملی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: کھجوریں۔

(سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۷۲۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبُولِ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ

باب 21: مشرکین کے تحائف قبول کرنا

1501 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ ثَوْبَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِثْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ كِسْرَى أَهْدَى لَهُ فَقَبِلَ وَأَنَّ الْمُلُوكَ أَهْدَوْا إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُمْ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَثَوْبَرُ بْنُ أَبِي فَاخْتَةَ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ عِلَاقَةَ وَثَوْبَرٌ يُكْنَى أَبُو جَهْمٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: کسری نے آپ کی خدمت میں تحفہ بھجوایا تو آپ نے اسے قبول کر لیا۔ اسی طرح بادشاہوں نے آپ کی خدمت میں تحائف بھجوائے تو آپ نے انہیں قبول کر لیا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ثویر ابن ابی فاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے۔

ثویر نامی راوی کی کنیت ابو جہم ہے۔

شرح

مشرکین کے تحائف قبول کرنے کا جواز

مشرکین اور کفار کے ہدایا اور تحائف قبول کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کے سبب کفار کی دل میں محبت پیدا نہ ہو۔ حدیث باب سے عیاں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ ایران کسری اور دیگر سلاطین کے تحائف قبول فرمائے تھے۔ علاوہ ازیں آپ مسلم و

1501- انفرادی بہ الترمذی دون اصحاب الکتب الستة ينظر تحفة الاشراف (378/7) حدیث (10109) واخرجه احمد (145'96/1) من طريق اسراييل عن ثوير بن ابى فاختة عن ابى فاختة عن على به.

غیر مسلم، آزاد و غلام، امیر و غریب اور مرد و زن سب کے تحائف قبول فرماتے۔ آپ بھی لوگوں کو ہدایا اور تحائف سے نوازتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو خصوصیت سے باہم ہدایا اور تحائف پیش کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ نے اس سلسلے میں فرمایا تھا: تھا: تهادوا تحابوا (اوکما قال علیہ السلام) تم آپس میں تحائف دو اس سے باہم محبت بڑھے گی۔ سلاطین اور سربراہان ممالک کے باہم ہدایا و تحائف رکھی اور سیاسی مصلحت کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ غیر مسلموں کے ایسے تحائف وصول کرنے یا انہیں تحائف پیش کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ

باب 22: مشرکین کے تحائف قبول کرنا مکروہ ہے

1502 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ الشَّخِيرِ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ
متن حدیث: أَنَّهُ أَهْدَى لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً لَهُ أَوْ نَاقَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَسَلَمْتُ قَالَ لَا قَالَ فَإِنِّي نَهَيْتُ عَنْ زَبَدِ الْمُشْرِكِينَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى قَوْلِهِ إِنِّي نَهَيْتُ عَنْ زَبَدِ الْمُشْرِكِينَ يَعْنِي هَدَايَاهُمْ

آثار صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْبَلُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ هَدَايَاهُمْ وَذَكَرَ فِي

هَذَا الْحَدِيثِ الْكَرَاهِيَةُ وَاحْتِمَالُ أَنْ يَكُونَ هَذَا بَعْدَ مَا كَانَ يَقْبَلُ مِنْهُمْ ثُمَّ نَهَى عَنْ هَدَايَاهُمْ

﴿﴾ حضرت عیاض بن حمار بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنی طرف سے ایک تحفہ (راوی

کوشک ہے یا تاہم یہ الفاظ ہیں) ایک اونٹنی پیش کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ انہوں نے عرض

کی: نہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے مشرکین کے تحائف قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ مجھے مشرکین کے ”زبد“ قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ان کے تحائف قبول کرنا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے کہ آپ مشرکین کے بھیجے ہوئے تحائف قبول کر لیا کرتے تھے۔

جبکہ اس حدیث میں اس کے مکروہ ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس بات کا بھی احتمال موجود ہے پہلے نبی اکرم ﷺ مشرکین کے تحائف قبول کر لیا کرتے تھے پھر اس کے بعد آپ کو ان

کے تحائف قبول کرنے سے منع کر دیا گیا۔

1502- اخرجه ابو داؤد (189/2) كتاب الخراج والقيء والامارة باب: في الامام يقبل هدايا المشركين حدیث (3057)

قالا: حدثنا ابو داؤد: عن عمران القطان عن قتادة عن يزيد بن عبد الله بن الشخير عن عياض بن حمار به.

شرح

مصلحت کے تحت مشرکین کے تحائف قبول کرنے کی ممانعت

ما قبل کی حدیث باب میں یہ مضمون ابھی بیان ہوا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں اور مشرکوں کے ہدایا اور تحائف قبول فرمالتے تھے۔ زیر بحث حدیث باب میں ہے کہ حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول اسلام سے قبل ایک اونٹنی بطور ہدیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے قبول کرنے سے انکار فرمادیا تھا۔ دراصل آپ نے بطور مصلحت اور ترغیب دین کی غرض سے ہدیہ قبول نہیں فرمایا تھا جس کے نتیجہ میں حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ما قبل حدیث باب اور زیر بحث حدیث باب میں تعارض نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَةِ الشُّكْرِ

باب 23: سجدہ شکر کا بیان

1503 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَاهُ أَمْرٌ فَسَرَّ بِهِ فَخَرَّ لِلَّهِ سَاجِدًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ بَكَّارِ

بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ رَأَوْا سَجْدَةَ الشُّكْرِ

توضیح راوی: وَبَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک اطلاع آئی جس سے آپ بہت خوش ہوئے تو آپ سجدہ میں چلے گئے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے بکار بن عبدالعزیز نے نقل کیا ہے۔

اہل علم کی اکثریت کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک سجدہ شکر کرنا درست ہے۔

بکار بن عبدالعزیز بن ابوبکرہ ”مقارب الحدیث“ ہے۔

1503- اخرجہ ابو داؤد (98/2) کتاب الجہاد: باب: فی سجود الشکر، حدیث (2774) واہن ماجہ (446/1) کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنة فیہا، باب: ما جاء فی الصلوۃ والسجد عند الشکر، قالوا: حدثنا ابو عاصم، قال: حدثنا بکار بن عبد العزیز بن ابی بکرۃ عن ابیہ بہ۔

شرح

سجدہ شکر بجالانے کی حکمت اور طریقہ

انسان بعض اوقات نعمتوں کے باعث اتنا مسرور ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو اعلیٰ اور دوسروں کو معمولی خیال کرتا ہے اور تکبر و غرور کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ حالت اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے۔ ایسی حالت کے علاج تدارک اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ جب کسی شخص کو خوش کن یا کسی مصیبت کے ٹل جانے کی خبر موصول ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا ضروری ہو جاتا ہے۔ شکر بجالانے کے مشہور دو طریقے ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ۱- شکر کامل: اللہ تعالیٰ کا شکر کامل بجالانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لیے کثرت سے نوافل ادا کیے جائیں یا کم از کم دو نوافل ادا کیے جائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر بطور شکر آٹھ نوافل ادا کیے تھے۔
- ۲- شکر ناقص: شکر ناقص یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کی مثل سجدہ بجالایا جائے۔

سجدہ شکر بجالانے میں مذاہب آئمہ

- کیا کسی خوش کن یا مشکل کے ٹل جانے کی خبر سن کر سجدہ شکر بجالانا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:
- ۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سجدہ شکر مکروہ ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ سجدہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔
 - ۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سجدہ شکر بجالانا مستحب ہے۔ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ امر فسر بہ فخر ساجدا۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرحت افزاء خبر موصول ہوئی تو آپ سجدہ شکر بجالائے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں بکار بن عبدالعزیز نامی راوی ضعیف ہے جس وجہ سے یہ روایت قابل احتجاج نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَمَانِ الْعَبْدِ وَالْمَرْأَةِ

باب 24: عورت اور غلام کا امان دینا

1504 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ

رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ الْمَرْأَةَ لَتَأْخُذَ لِلْقَوْمِ يَعْنِي تُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ

1504- اخرجہ احمد (2/365) وانفرد به الترمذی عن استة انظر تحفة الاشراف (415/10) حدیث (14809)

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

قول امام بخاری: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا فَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَكَثِيرٌ بَنُ زَيْدٍ قَدْ سَمِعَ مِنَ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ
وَالْوَلِيدُ بْنُ رَبَاحٍ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت لوگوں کی طرف سے پناہ دے سکتی ہے۔
یعنی مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے سکتی ہے۔

اس بارے میں سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔
میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ سے (اس حدیث کے بارے میں) دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

کثیر بن زید نامی راوی نے ولید بن رباح سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ولید بن رباح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے، تاہم یہ شخص ”مقارب الحدیث“ ہے۔

1505 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الدَّمَشَقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ سَعِيدِ
الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي مَرْثَةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ

متن حدیث: أَنَّهَا قَالَتْ أَجْرَتْ رَجُلَيْنِ مِنْ أَحْمَانِيٍّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ آمَنَّا مِنْ
أُمَّتِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَجَازٌ وَأَمَانَ الْمَرْأَةِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقُ أَجَازَ أَمَانَ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

توضیح راوی: وَأَبُو مَرْثَةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَيُقَالُ لَهُ أَيضًا مَوْلَى أُمِّ هَانِيٍّ أَيضًا وَاسْمُهُ يَزِيدٌ وَقَدْ
رَوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ أَجَازَ أَمَانَ الْعَبْدِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ

قال أبو عيسى: وَمَعْنَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ مَنْ أَعْطَى الْأَمَانَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ جَائِزٌ عَلَى كُلِّهِمْ

﴿﴾ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے اپنے سرالی عزیزوں میں سے دو آدمیوں کو پناہ دی تو نبی اکرم ﷺ نے
ارشاد فرمایا: جسے تم نے پناہ دی ہے ہم بھی اسے پناہ دیتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے عورت کی دی ہوئی امان کو درست قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں ان دونوں نے عورت اور غلام کی دی ہوئی پناہ کو درست قرار دیا ہے۔
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: انہوں نے غلام کی دی ہوئی امان کو درست قرار دیا ہے۔
ابومرہ جو عقیل بن ابوطالب کے غلام ہیں ایک قول کے مطابق انہیں سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کا غلام بتایا گیا ہے۔

ان کا نام یزید ہے

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی گئی ہے:
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمانوں کی دی ہوئی پناہ ایک جیسی حیثیت رکھتی ہے اور ان کا عام فرد بھی اسے پوری کرنے کی
کوشش کرے گا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) اہل علم کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے: مسلمانوں میں سے جو شخص بھی امان دیدے تو
دیگر تمام لوگوں کی طرف سے یہ جائز ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَدْرِ

باب 25: عہد شکنی کا بیان

1506 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَانَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْفَيْضِ قَالَ

سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ

متن حدیث: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ أَهْلِ الرُّومِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيرُ فِي بِلَادِهِمْ حَتَّى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ آغَارَ
عَلَيْهِمْ فَإِذَا رَجُلٌ عَلَى دَابَّةٍ أَوْ عَلَى فَرَسٍ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرَ وَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبْسَةَ فَسَأَلَهُ
مُعَاوِيَةُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا
يَحُلُّنَ عَهْدًا وَلَا يَشُدُّنَهُ حَتَّى يَمْضِيَ أَمْدُهُ أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ قَالَ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان امن معاہدہ چل رہا تھا تو حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیش قدمی شروع کی جیسے ہی معاہدے کا وقت ختم ہوا تو ان پر حملہ کر دیا۔ اسی دوران ایک شخص اپنے
جانور پر یا شاید اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر وعدہ پورا ہوا ہے کوئی عہد شکنی نہیں ہوئی۔ وہ حضرت عمرو بن عبسہ
تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے
ہوئے سنا ہے: جس شخص کا کسی قوم کے ساتھ امن معاہدہ چل رہا ہو تو جب تک اس کی طے شدہ مدت پوری نہیں ہو جاتی یا وہ دشمن کو
آگاہ نہیں کر دیتا اس کی خلاف ورزی نہ کرے اور اسے توڑے نہیں۔

1506-اخرجه ابو داؤد (92/2) كتاب الجهاد، باب: في الامام يكون بينه وبين العدو عهد، حديث (2759) واحمد
(385'113'111/4) عن شعبة قال اخبرني ابو الفيض قال: سمعت سليمان بن عامر عن عمرو بن عبسة.

راوی بیان کرتے ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو لے کر واپس چلے گئے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ

باب 26: قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے مخصوص جھنڈا ہوگا

1507 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ غَدِرَ يَنْصَبُ لَهُ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسٍ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ حَدِيثِ سُؤَيْدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَحَالَ لَا أَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مَرْفُوعًا

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے جھنڈا گاڑا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ سے سوید ابواسحاق عمارہ بن عمیر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا: ”ہر عہد شکن کے لیے جھنڈا ہوگا“۔

تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اس روایت کے ”مرفوع“ ہونے سے واقف نہیں ہوں۔

شرح

معاہدہ کی خلاف ورزی کی مذمت

جب کسی بھی معاملے میں کسی سے معاہدہ ہو تو اس کی پاسداری عظمت کی علامت ہے جبکہ خلاف ورزی ذلت و خواری کی نشانی ہے۔ عہد شکنی کرنے والا شخص نہ صرف دنیا میں ذلیل و خوار ہوتا ہے بلکہ قیامت کے دن بھی سب لوگوں کے سامنے ذلت کی نشانی ہوگا۔ 1507۔ اخرجہ البخاری (578/10) کتاب الادب، باب: ما يدعى الناس بائناهم حديث (6178) ومسلم (297/6) (الاسی) کتاب الجهاد والسير، باب: تحريم الغدر، حديث (1735/9) واہو داؤد (91/2) کتاب الجهاد، باب: في الوفاء بالعهد، حديث (2756) واحيد (2/56'103'116) عن نافع عن ابن عمر به۔

حالت میں پیش کیا جائے گا۔ اس کی سرین کے گوشت میں قیامت کے دن رسوائی کا جھنڈا گاڑا جائے گا وہ جہاں بھی جائے گا اس کے پیچھے لہراتا جائے گا اور لوگ اسے دیکھ کر اس کی ذات و رسوائی کو سمجھ جائیں گے۔ عہد شکنی خواہ ملکی سطح پر ہو یا معاشرتی و قومی اعتبار سے ہو یا افرادی سطح کی ہو ہر حال قابل مواخذہ اور باعث ذلت ہوتی ہے۔ ایک روایت میں منافق کی تین علامات بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک عہد شکنی بھی ہے۔ اگر کسی ملک سے عدم جنگ کا معاہدہ ہو تو اس کی خلاف ورزی بھی قابل مواخذہ جرم اور آخرت میں رسوائی کا سبب ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النُّزُولِ عَلَى الْحُكْمِ

باب 27: کسی کو ثالث تسلیم کرنا

1508 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رُمِيَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَطَعُوا أَعْجَلَهُ أَوْ أَبْجَلَهُ فَحَسَمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّارِ فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَتَرَكَهُ فَزَفَهُ الدَّمُ فَحَسَمَهُ أُخْرَى فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ اللَّهُمَّ لَا تُخْرِجْ نَفْسِي حَتَّى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ بِنِي قُرَيْظَةَ فَاسْتَمْسَكَ عِرْقُهُ فَمَا قَطَرَ قَطْرَةً حَتَّى نَزَلُوا عَلَيَّ حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَحَكَمَ أَنْ يُقْتَلَ رِجَالُهُمْ وَيُسْتَحْيَا نِسَاؤُهُمْ يَسْتَعِينُ بِهِنَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ وَكَانُوا أَرْبَعَ مِائَةٍ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ قَتْلِهِمْ انْفَتَقَ عِرْقُهُ فَمَاتَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعَطِيَّةِ الْقُرَظِيِّ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ احزاب کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگ گیا جس نے ان کی ایک رگ کاٹ دی، نبی اکرم ﷺ نے انہیں آگ کے ذریعے داغ لگوا دیا تو ان کا ہاتھ سوج گیا جب انہوں نے یہ دیکھا تو یہ دعا کی اے اللہ! میری جان کو اس وقت تک نہ نکالنا جب تک بنو قریظہ کے حوالے سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا نہ کر دے، تو ان کی رگ سے خون نکلنا بند ہو گیا اس کے بعد ایک قطرہ بھی نہیں گرایا تک کے جب ان لوگوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث تسلیم کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بلوایا اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی خواتین کو زندہ رکھا جائے اور مسلمان ان سے کام لیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔ وہ لوگ چار سو افراد تھے جب مسلمان ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی رگ میں سے خون بہنا شروع ہو گیا اور ان کا

1508- اخرجہ مسلم (391/7- الابی) کتاب السلام باب 'لکل داء دواء واستحباب التداوی' حدیث (2208/75) وابو داؤد (398/2) کتاب الطب' باب: فی الکی' حدیث (3866) وابن ماجہ (1156/2) کتاب الطب' باب: من اکتوی' حدیث (3494) والدارمی (238/2) کتاب السیر' باب: نزول اهل قریظہ علی حکم سعد بن معاذ' واحد (312/3'350'363'386) من طریق ابی الزبیر عن جابر به.

انتقال ہو گیا۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1509 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ حَدَّثَنَا: اقْتُلُوا شُيُوخَ الْمُشْرِكِينَ وَاسْتَحْيُوا شَرَحَهُمْ وَالشَّرْحُ الْغُلْمَانُ الَّذِينَ لَمْ يُنْبِتُوا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ
اسناد دیگر: وَرَوَاهُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ قَتَادَةَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت سمرہ بن جندب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا ہے: مشرکین کے عمرہ رسیدہ لوگوں کو قتل کر دو
البتہ ان کے بچوں کو زندہ رہنے دو۔

لفظ شرح کا مطلب وہ بچے ہیں جن کے زیر ناف بال نہ اگے ہوں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔
حجاج بن ارطاة نے اسے قتادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

1510 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَطِيَّةِ الْقُرَظِيِّ
مَنْ حَدَّثَنَا: قَالَ عُرَيْضَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قَرَيْظَةَ فَكَانَ مَنْ أَنْبَتَ قَتِيلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ
خَلِي سَبِيلَهُ فَكُنْتُ مِمَّنْ لَمْ يُنْبِتْ فَخَلِي سَبِيلِي
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ يَرَوْنَ الْإِنْبَاتَ بُلُوغًا إِنْ لَمْ يُعْرِفِ احْتِلَامَهُ
وَلَا سِنَهُ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَاسْحَقَ

﴿﴾ حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں جنگ قریظہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا، تو جس
لڑکے کے زیر ناف بال اگ چکے تھے اسے قتل کر دیا گیا اور جس کے نہیں اگے تھے اسے چھوڑ دیا گیا میں ان لوگوں میں سے تھا جس
کے بال نہیں اگے تھے، تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔

1509- اخرجہ ابوداؤد (60/2) کتاب الجهاد، باب: فی قتل النساء، حدیث (2670) واحمد (20, 12/5) عن قتادة عن الحسن عن سرة بن جندب به.

1510- اخرجہ ابوداؤد (546/2) کتاب الحدود، باب: فی الغلام یصیب الحد، حدیث (4404) والنسائی (155/6) کتاب الطلاق، باب: متى یقطع طلاق الصبی وابن ماجه (839/2) کتاب الحدود، باب: من لا یحب علمه الحد، والدارمی (223/2) کتاب السیر، باب: حد الصبی متى یقتل، والحمیدی (394/2) حدیث (888) واحمد (384'310/4)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان کے نزدیک بالوں کا اگ جانا بلوغت کی علامت ہے اگرچہ اس کے احتلام کا نہ پتہ چلا ہو یا اس کی عمر کا پتہ نہ ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

نزاعی معاملہ میں پنچایت قائم کرنے کا جواز

جب کسی معاملہ میں فریقین میں نزاع کی صورت پیدا ہو جائے تو اس کے لیے پنچایت قائم کرنا جائز ہے جو فریقین میں قرآن و سنت کی روشنی میں فیصلہ کر دے۔ جنگ صفین کے موقع پر حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان مصالحت کرانے اور نزاع ختم کرانے کے لیے دو افراد پر مشتمل پنچایت قائم ہوئی جس کی خوارج نے مخالفت کی تھی۔ ان کا موقف یہ تھا کہ فیصلہ کرنے کا کسی بندے کو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو حق حاصل ہے: ان الحکم الا للہ۔ لہذا نزاعی مسائل میں پنچایت بٹھانے کی گنجائش نہیں ہے۔ وہ فریقین سے الگ ہو کر ”حروراً“ نامی بستی میں منتقل ہو گئے اور اس بستی کو اپنا مرکز و محور بنانے کی وجہ سے ”حروری“ بھی کہلاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوارج سے جنگ کی جس میں وہ شکست سے دوچار ہوئے جس کے نتیجہ میں وہ قتل ہوئے اور کچھ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ خوارج کا وجود آج تک موجود ہے اور یمن میں ان کی مستقل حکومت بھی قائم ہے۔

خوارج کا یہ موقف تھا کہ فریقین کی رضامندی سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بنو قریظہ کا فیصلہ کیا ہے اس ارشاد بانی کے منافی ہے: ان الحکم الا للہ۔ انہوں نے اس آیت کا مفہوم و مطلب غلط سمجھا تھا۔ اس عبارت کا صحیح مطلب تو یہ ہے کہ احکام نازل کرنے اور انہیں نافذ کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، نزاعی معاملات میں پنچایت کا اہتمام کرنا تا کہ قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کر دے، اس ارشاد بانی سے متصادم نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: (۱) غزوہ بنو قریظہ کے موقع پر خواتین اور نابالغ بچوں کو چھوڑ کر صرف بالغ لوگوں کو قتل کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ ان سے نقصان کا اندیشہ تھا جبکہ عورتوں اور نابالغ بچوں سے نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

(۲) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کیمپ کے پاس پہنچے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبیلے کے لوگوں سے یوں مخاطب ہوئے: ”قوموا الی سیدکم“ تم اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم دین صاحب تقویٰ عابد و زاہد اور کسی بھی معزز شخصیت کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے۔ معتبر روایات اور مستند کتب سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کی تعظیم کے لیے کھڑی ہو جاتیں اور جب وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے۔

سوال: بلوغ کی متعدد علامات ہیں مثلاً عمر اور احتلام اس موقع پر صرف زیناف بالوں کو بطور علامت مخصوص کیوں کیا گیا تھا؟
جواب: بلاشبہ بلوغ کی مشہور علامات یہ ہیں: (۱) عمر بارہ سال ہونا (۲) احتلام ہونا (۳) زیناف بال آجانا۔ اس موقع پر بلوغ کے لیے زیناف بالوں کا ہونا بطور علامت مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی عمر کا تعین کرنا مشکل تھا اور احتلام کی علامت کو معلوم کرنے کا طریقہ بھی نہیں تھا تو ظاہری علامت بلوغ زیناف بالوں کا ہونا از خود متعین و مخصوص ہو گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِلْفِ

باب 28: حلف اٹھانا

1511 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: لِي خُطْبَتِهِ أَوْ قَوْلَا بِحِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَزِيدُهُ يَعْنِي الْإِسْلَامَ إِلَّا شِدَّةً وَلَا تُحَدِّثُوا حِلْفًا فِي الْإِسْلَامِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَقَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی: زمانہ جاہلیت کے حلف کو پورا کرو کیونکہ اسلام اس کی شدت میں اضافہ ہی کرتا ہے اور اسلام (قبول کر لینے کے بعد کسی کافر قبیلے کے ساتھ) تم کوئی معاہدہ نہ کرو۔ (یعنی اس بات کا معاہدہ کہ کسی جنگ کی صورت میں تم ان کا ساتھ دو گے)۔
اس بارے میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

باہمی تعاون کے معاہدہ کی بجا آوری

زمانہ جاہلیت میں لوگ باہم قسمیں کھا کر اس بات پر معاہدہ کرتے تھے کہ ہم متحد رہیں اور غریب لوگوں کی معاونت کریں گے۔ جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ماضی میں کیے ہوئے معاہدوں کے حوالے سے فرمایا: تم لوگ
1511- اخرجہ احمد (2/180'205'207'212'213'215) وافررد به الترمذی عن الستة انظر تحفة الاشراف
(310/6) حدیث (8690)

ان معاہدوں کو پورا کرو کیونکہ اسلام انہیں نہ کالعدم قرار دیتا ہے اور نہ ان میں اضافہ کرتا ہے بلکہ ان کو پورا کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ تاہم مزید جدید معاہدوں کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اسلام باہمی تعاون کا رشتہ خود قائم کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

تم نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ تم گناہ اور زیادتی کے امور میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ کسی بھی معاہدہ کی خلاف ورزی منافقت ہے جو باعث نفرت اور گناہ ہونے کی وجہ سے قابل احترام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْمَجُوسِ

باب 29: مجوسیوں سے جزیہ لینا

1512 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

عَنْ بَجَالَةَ بْنِ عَبْدِ قَالَ

متن حدیث: كُنْتُ كَاتِبًا لِحِزْبِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَلَى مَنَازِرَ فَجَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ أَنْظُرْ مَجُوسَ مَنْ قَبْلَكَ فَخُذْ مِنْهُمْ الْجِزْيَةَ فَإِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت بجالہ بن عبدہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت جزیہ بن معاویہ کا ”منازر“ کے مقام پر سیکرٹری تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہمارے پاس آیا انہوں نے فرمایا: اپنے علاقے کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کرو کیونکہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے مجھے یہ بات بتائی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ”ہجر“ کے رہنے والے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

1513 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ بَجَالَةَ

متن حدیث: أَنَّ عُمَرَ كَانَ لَا يَأْخُذُ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى أَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت بجالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے یہاں تک کہ حضرت

1512- اخرجہ البخاری (297/6) کتاب الجزية والسواذعة باب: الجزية والسواذعة مع اهل الذمة والحرب (3156)

وابو داؤد (184/2) کتاب الخراج والفقء والامارة باب: في اخذ الجزية من المجوس حدیث (3043) والدارمی (234/2)

کتاب السير: باب: في اخذ الجزية من المجوس والحمیدی (35/1) حدیث (64) واحمد (190/1، 191) عن عمرو بن دينار

عن بجاله.

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ”ہجر“ کے رہنے والے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔

اس حدیث کے بارے میں اس سے زیادہ کلام کیا جاسکتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1514 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنِ مَالِكِ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ الْبَحْرَيْنِ

آثَارِ صَحَابِهِ: وَأَخَذَهَا عُمَرُ مِنْ فَارِسَ وَأَخَذَهَا عُثْمَانُ مِنَ الْفُرْسِ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَقَالَ هُوَ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بحرین کے رہنے والے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایرانیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ”فرس“ سے جزیہ وصول کیا تھا۔

میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: یہ روایت امام مالک رحمہ اللہ نے زہری کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی ہے۔

شرح

مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنے کا جواز

اہل کتاب کو ان کے مذہب پر برقرار رکھتے ہوئے اسلامی سلطنت کی شہریت دینا اور ان سے جزیہ وصول کرنا جائز ہے۔ اس لیے کہ ان کے اکثر اعمال و افکار اسلام کے قریب تر ہیں، کیونکہ یہود و نصاریٰ انبیاء آسمانی کتب فرشتوں اور جنت و جہنم پر یقین رکھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا مجوسیوں کو ان کے مذہب پر قائم رکھتے ہوئے انہیں اسلامی سلطنت کی شہریت فراہم کرنا اور ان پر جزیہ نافذ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ ان کے عقائد و اعمال مکمل طور پر اسلام سے متصادم ہیں؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض علماء اسے ناجائز قرار دیتے ہیں، جمہور کے نزدیک جائز ہے۔ انہوں نے تعامل صحابہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تعلیم سے استدلال کیا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ابتدائی دور میں مجوسیوں سے جزیہ وصول نہیں فرماتے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے گزارش کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ”ہجر“ کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔ اس پر آپ نے اپنے تمام گورنروں کے نام یہ فرمان جاری کر دیا کہ مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا جائے۔ معلوم ہوا کہ مجوسیوں کو اسلامی سلطنت کی شہرت دی جاسکتی ہے اور ان سے جزیہ بھی وصول کیا جاسکتا ہے۔

جزیہ کی مقدار میں مذاہب

غیر مسلموں کو اسلامی سلطنت میں شہریت دینے اور ان کی جان و مال کے تحفظ کے حوالے سے حکومت کی طرف سے وصول کیے جانے والے جزیہ کی مقدار کتنی ہونی چاہئے؟ اس بارے میں ائمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

مجموعیوں سے جزیہ وصول کرنے میں مذاہب آئمہ

کیا مجموعیوں سے جزیہ وصول کیا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مشرکین عرب کے علاوہ تمام کفار سے جزیہ وصول کرنا جائز ہے خواہ وہ ہند ہوں یا چین مذہب یا سکھ ہوں یا بدھ ذہب یا دہریہ ہوں۔ تاہم مشرکین عرب ان سے مستثنیٰ ہیں کہ حقانیت اسلام ان پر ظاہر و باہر ہو چکی ہے۔ لہذا ان کے لیے قتال ہے یا اسلام ہے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: قالوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الكتاب حتی یعطوا الجزیة عن یدوہم صاعرون۔ اس آیت کا حکم عام ہے جو تمام کفار کو شامل ہے۔ اہل کتاب کے تذکرہ سے ان کی مذمت و وعید مقصود ہے جنہیں حق معلوم ہونے کے باوجود انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: یحرفونہ کما یعمرون ربناہم۔ البتہ مشرکین عرب اس حکم میں شامل نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی: یتدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلو لہم اویسلمون کا مصداق مشرکین عرب ہیں۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور مجموعیوں سے جزیہ وصول کرنا جائز ہے جبکہ باقی کفار سے خواہ وہ ہندو ہوں یا سکھ یا دہریہ یا چین وغیرہ سے جزیہ وصول نہیں کیا جائے گا۔ ان کے نزدیک مجموعیوں کا حکم بھی اہل کتاب والا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے مذکورہ بالا آیت سے استدلال کیا ہے۔ اس آیت میں اہل کتاب کی قید احترازی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب کے علاوہ کسی کافر سے جزیہ وصول نہیں کیا جائے گا جبکہ مجموعی اہل کتاب میں شامل ہیں اور ان سب کا حکم یکساں ہے۔ باقی تمام کفار کا حکم یکساں ہے یعنی ان سے جزیہ وصول نہیں کیا جائے گا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے موقف کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اس کی تائید حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے ہوتی ہے کہ آپ ابتداءً مجموعیوں سے جزیہ وصول نہیں کرتے تھے لیکن جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے گزارش کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ”ہجر“ کے مجموعیوں سے جزیہ وصال کیا تھا تو آپ نے بھی ان سے جزیہ وصول کرنا شروع کر دیا تھا۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنْ أَمْوَالِ أَهْلِ الدِّمَّةِ

باب 30: ذمیوں کے مال میں سے کون سی چیز حلال ہے؟

1515 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ
مَنْ حَدِيثٍ: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَمُرُّ بِقَوْمٍ فَلَا هُمْ يُضَيِّفُونَا وَلَا هُمْ يُؤَدُّونَ مَا لَنَا عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ
وَلَا نَحْنُ نَأْخُذُ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبْوَابَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَنْ تَأْخُذُوا كَرَاهًا فَخُذُوا
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

آثار صحابہ: وَقَدْ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَيْضًا

قول امام ترمذی: وَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَخْرُجُونَ فِي الْغَزْوِ فَيَمُرُّونَ بِقَوْمٍ وَلَا يَجِدُونَ
مِنَ الطَّعَامِ مَا يَشْتَرُونَ بِالثَّمَنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبْوَابَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَنْ تَأْخُذُوا كَرَاهًا فَخُذُوا
هَكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ مُفَسَّرًا

آثار صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِنَحْوِ هَذَا

﴿﴾ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب ہم کسی قوم کے پاس سے گزرتے
ہیں اور وہ ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے اور ہمارا ان پر جوتق ہے۔ وہ اسے ادا نہیں کرتے۔ نہ ہی ہم (معاوضہ دے کر) ان سے
کوئی چیز حاصل کر سکتے ہیں۔ (ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر وہ لوگ انکار کرتے
ہیں تو تم ان سے زبردستی وصول کر لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

لیث بن سعد نے اسے یزید بن ابوجیب کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے: جب مسلمان جنگ کے لیے نکلیں اور کسی ایسی قوم کے پاس سے گزریں اور انہیں صرف وہی اناج ملے
جسے وہ قیمت کے ذریعے خرید سکتے ہوں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر وہ فروخت کرنے سے انکار کر دیں تو تم ان سے
زبردستی وصول کر لو۔

بعض روایات میں اس کی یہی وضاحت بیان کی گئی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے اس کی مانند حکم دیا تھا۔

1515- اخرجہ البخاری (129/5) کتاب المظالم، باب: قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمه، حدیث (2461) ومسلم
(281/6) کتاب اللقطة، باب: الضیافة ونحوها، حدیث (1727/17) وابو داؤد (370/2) کتاب الاطعمة، باب: ما جاء فی
الضیافة، (3752) وابن ماجه (1212/2) کتاب الادب، باب حق الضیف، حدیث (3676) واحمد (149/4) عن یزید بن
ابی حبیب، عن ابی الخیر عن عقبہ بن عامر بہ۔

شرح

ذمیوں سے لیے جانے والے مال کو نوعیت

دور رسالت میں کسی مہم پر روانہ ہونے والا بڑا لشکر اپنا رسد ساتھ لے جاتا تھا جبکہ چھوٹا لشکر رسد ساتھ لے کر روانہ نہیں ہوتا تھا بلکہ قاعدہ یہ تھا کہ جو گاؤں راستہ میں آتا اس کے باشندے ان کی دعوت کرتے یا انہیں ضروریات کی اشیاء فروخت کرتے تھے۔ جب آفتاب اسلام طلوع ہوا تو کفار نے عداوت کی آڑ میں مسلمانوں کے لشکر صغیر کی دعوت کرنا بھی چھوڑ دی اور انہیں ضرورت کی اشیاء قیمتاً فراہم کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ اس سلسلے میں اسلامی فوجیوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ لہذا اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: تم ان سے ضرورت کی اشیاء مناسب قیمت پر زور سے بھی لے سکتے ہو۔ یاد رہے یہ اجازت جبر و ظلم پر مبنی نہیں بلکہ مصلحت و حکمت کی بنا پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

جزیہ کی مقدار میں مذاہب آئمہ:

غیر مسلموں کو اسلامی سلطنت میں شہریت دینے اور ان کی جان و مال کے تحفظ کے حوالے سے حکومت کی طرف سے وصول کیے جانے والے جزیہ کی مقدار کیا ہونی چاہیے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ امیر آدمی سے سالانہ چار دینار متوسط دولت والے سے دو دینار اور غریب سے ایک دینار بطور جزیہ وصول کیا جائے گا جبکہ ایک دینار ساڑھے چار ماشہ سونا کا ہے۔ انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف روایات سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر ایک سے سالانہ ایک دینار وصول کیا جائے گا۔ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے: امرہ ان یاخذ من کل حالمد یعنی محتلماً دیناراً (سنن ابی داؤد) یعنی ہر بالغ سے سالانہ جزیہ ایک دینار وصول کیا جائے گا۔

۳- دوسری روایت کے مطابق حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے چار اقوال ہیں: (۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق (۲) سلطان عصر کی رائے کے مطابق (۳) غریب سے سالانہ ایک دینار اور باقی لوگوں سے سلطان وقت کی رائے کے مطابق (۴) یمن کے باشندوں سے سالانہ ایک دینار جبکہ باقی لوگوں سے سلطان وقت کی رائے کے مطابق۔ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: امرہ ان یاخذ من کل حالمد یعنی محتلماً دیناراً (سنن ابی داؤد) یعنی ہر بالغ سے سالانہ ایک دینار جزیہ وصول کیا جائے گا۔

۴- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر انسان سے سالانہ چار دینار بطور جزیہ وصول کیے جائیں گے۔ انہوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کی مقطوع روایت سے استدلال کیا ہے کہ اہل شام پر چار دینار مقرر کیے گئے تھے۔ (صحیح بخاری)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: یہ حکم

عام نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ طے ہی ایسے ہوا تھا۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل میں دونوں احتمال یکساں درجہ کے ہیں: نبی ہونے یا بادشاہ ہونے کے سبب۔ تاہم نبی کی حیثیت کو فوقیت حاصل ہوگی کیونکہ یہ اصل ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ اسی روایت میں تصریح ہے کہ وہ لوگ دولت مند تھے۔ لہذا یہ ہمارے موقف کے منافی نہیں ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل جو سنن ابی داؤد کے حوالے سے ہے کا جواب یہ ہے کہ ایک دینار مصالحت کی بنا پر تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَجْرَةِ

باب 31: ہجرت کا بیان

1516 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَنُ حَدِيثٍ: يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتَفْرُتُمْ فَأَنْفِرُوا فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبَيْشٍ حَكَمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ نَحْوَ هَذَا

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن یہ بات ارشاد فرمائی: مکہ فتح ہونے کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی البتہ جہاد اور نیت باقی ہیں جب تم سے جنگ میں نکلنے کے لیے کہا جائے، تو تم روانہ ہو جاؤ۔ اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اسے منصور بن معتمر کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

ہجرت کرنے کا مسئلہ

لفظ: ”ہجرت“ کا لغوی معنی ہے: ترک وطن ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا۔ اس کا اصطلاحی معنی ہے دارالکفر کو ترک کر کے دارالاسلام میں پہنچ جانا۔ جب دارالکفر میں دین پر عمل کرنا مشکل ہو جائے تو وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ سوال یہ 1516- اخرجہ البخاری (219/6) کتاب الجهاد والسير: باب: لا هجرة بعد الفتح، حدیث (3077) ومسلم (580/6) کتاب الامارة، باب: البيعة بعد فتح مكة على الاسلام والهاد والخير - حدیث (1353/85) وابو داؤد (6/2) کتاب الجهاد، باب: في الهجرة هل انقطعت، حدیث (2480) والدارمی (239/2) کتاب السير: باب: لا هجرة بعد الفتح واحمد (355'315'259'226/1) عن منصور بن المعتمر، عن مجاهد عن طاووس عن ابن عباس به۔

ہے کہ کس مقام کی طرف ہجرت کی جائے؟ تو اس کی بہترین صورت اللہ تعالیٰ خود پیدا فرمادیتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے: مَنْ يَهَا جِرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مَرَاغِمًا كَثِيرًا وَسِعَةً (النساء: ۱۰۰) جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنا وطن ترک کر دیتا ہے تو وہ زمین میں بہت سی جگہ پائے گا۔ اگر دارالکفر میں دین اسلام پر عمل کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو تو وہاں سے ہجرت کرنا واجب نہیں ہے، مثلاً ہندوستان کہ وہاں سے ہجرت واجب نہیں ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعلانِ نبوت فرمایا تو لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور بتوں کی عبادت چھوڑنے کا پیغام دیا تو لوگ آپ کی مخالفت پر اتر آئے۔ کچھ لوگ مسلمان بھی ہوئے۔ کفار مکہ نے آپ پر اور مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ گرانے شروع کر دیے۔ یہ مخالفت کا سلسلہ شدت اختیار کرتا گیا حتیٰ کہ مسلمانوں کا دین پر عمل کرنا ناممکن ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ہجرت کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ آپ اور صحابہ کرام نے دارالکفر (مکہ مکرمہ) سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پھر جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو یہ مقدس شہر دارالکفر نہ رہا بلکہ دارالاسلام بن گیا۔ بعد ازاں تا حال اس مرکز اسلام سے ہجرت کرنا جائز نہیں ہے۔ تاہم جہاد یا حصول علم یا تبلیغ دین کے لیے وہاں سے سفر کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 32: نبی اکرم ﷺ کی بیعت کا بیان

1517 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ

يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ

الشَّجَرَةِ) قَالَ جَابِرٌ بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ وَلَمْ نُبَايِعْهُ عَلَى الْمَوْتِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَابْنِ عُمَرَ وَعُبَادَةَ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

أَسَانِيدٌ يَكْفُرُ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَيْسَى بْنِ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ يَحْيَى بْنِ

أَبِي كَثِيرٍ قَالَ قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبُو سَلَمَةَ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ ان اہل ایمان سے راضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے تم سے بیعت کی۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس پر اس بات کی بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں

گے، ہم نے آپ کے دستِ اقدس پر مر جانے کی بیعت نہیں کی تھی۔

اس بارے میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے

احادیث منقول ہیں۔

یہی روایت عیسیٰ بن یونس کے حوالے سے اوزاعی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے نقل کی گئی ہے: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے۔ راوی نے اس کی سند میں ابو سلمہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

1518 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ
متن حدیث: قَالَ قُلْتُ لِسَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَلَىٰ أَيْ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
الْحُدَيْبِيَّةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ ابو عبید بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ لوگوں نے کس بات پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر حدیبیہ کے موقع پر بیعت کی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: موت پر۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1519 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
متن حدیث: قَالَ كُنَّا نُبَايِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَيَقُولُ لَنَا فِيمَا
اسْتَطَعْتُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
قول امام ترمذی: كِلَاهُمَا وَمَعْنَى كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ قَدْ بَايَعَهُ قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِهِ عَلَى الْمَوْتِ وَإِنَّمَا
قَالُوا لَا نَزَالُ بَيْنَ يَدَيْكَ حَتَّى نَقْتَلَ وَبَايَعَهُ الْآخَرُونَ فَقَالُوا لَا نَفِرُ
﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اس حد تک جس کی تم میں استطاعت ہو۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

دونوں روایات کا مفہوم درست ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے موت کی بیعت کی تھی اور انہوں نے یہ کہا تھا: مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہیں گے، جبکہ کچھ دوسرے لوگوں نے یہ کہا تھا: ہم فرار نہیں ہوں گے۔

1518- اخرجہ البخاری (205/13) کتاب الاحکام، باب: کیف بیایع الامام، حدیث (7206) ومسلم (577/6) کتاب الامارة، باب: استحباب مبايعة الامام العجيش عند اراد القتال، حدیث (1860/80) والنسائي (141/7) کتاب البيعة، باب البيعة على الموت واحد (54'51'47/4) عن يزيد بن ابي عبيد عن سلمة بن الاكوع.
1519- اخرجہ مالك في الموطأ (981/2) کتاب البيعة، باب: ما جاء في البيعة، حدیث (1) والبخاری (205/13) کتاب الاحکام، باب: كيف بيایع الناس الامام، حدیث (7202) ومسلم (587/6) كتاب الامارة، باب: البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع، حدیث (1867/90) وابو داؤد (133/3) كتاب الخراج والامارة والفتوى، باب: ما جاء في البيعة حدیث (2940) والنسائي (152/7) كتاب البيعة، باب: البيعة فيما يستطيع الانسان، واحد (62'9/2) والحبيدي (285/2) حدیث (640) من طريق عبد الله بن دينار عن ابن عمر فذكره.

1520 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

مَتْنِ حَدِيثٍ: قَالَ لَمْ نُبَايِعْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَوْتِ إِنَّمَا يَابِعُنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے دس اقدس پر موت کی بیعت نہیں کی تھی ہم نے اس بات کی بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دست رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ کرام کی بیعت

لفظ: ”بیعت“ بیع سے بنا ہے جس کا لغوی معنی کسی چیز کو فروخت کرنا ہے جبکہ اصطلاحی معنی ہے کسی معاملہ میں پختہ عہد و پیمانہ کرنا۔ مختلف مواقع پر مختلف مقاصد کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی ان میں سے ایک بیعت ”جہاد“ ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نمائندہ اور سفیر بنا کر مکہ مکرمہ روانہ کیا تو ان کی واپسی میں قدرے تاخیر ہو گئی۔ اس موقع پر یہ خبر عام ہو گئی کہ کفار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کیکر کے درخت کے نیچے بیعت لی کہ آخری دم تک کوئی مسلمان میدان جہاد چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ اس بیعت کا تذکرہ سورۃ الفتح کی آیت ۱۸ میں موجود ہے۔ سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام نے یہ بیعت کس مقصد کے لیے کی تھی؟ اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ بیعت اس بات پر کی تھی کہ میدان جہاد نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے موت پر بیعت کی تھی۔ دونوں مقاصد میں سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد زیادہ راجح ہے، کیونکہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے جبکہ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر نمایاں اعتراض ہے کہ جب بیعت موت پر کی تھی تو پھر موت کیوں واقع نہ ہوئی؟ اور بقید حیات رہ کر اس کی خلاف ورزی کیوں کی ہے؟

اقسام

بیعت کی مشہور چار اقسام ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- بیعت اسلام: وہ یہ ہے کہ کسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت اسلام کی تھی۔ (۲) بیعت خلافت: دو رسالت میں بیعت اسلام بیعت خلافت بھی کہلاتی تھی 1520- اخرجہ مسلم (574/6) کتاب الامارۃ، باب: استحباب مباحیۃ الامام الجیش عند ارادۃ القتال، حدیث (1856-68) والنسائی (140/7) کتاب البیعة، باب: البیعة علی ان لا نفرء والدارمی (220/2) کتاب السیر، باب: فی بیعة ان لا یفروا، والحبیدی (536/2) حدیث (1275، 1277) واحمد (396، 381/3) عن ابی الزبیر عن جابر بنہ۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا ہونے کے ساتھ ساتھ خلیفہ وقت بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے متفقہ طور پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست اقدس پر بیعت خلافت کی تھی۔ مسلمانوں کا خلیفہ تاحیات ہوتا ہے اور پانچ سال کے بعد اس کو تبدیل کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں تھی۔ (۳) بیعت جہاد: جب دشمن کا خطرہ ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر کیکر کے درخت کے نیچے پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت جہاد لی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ بیعت جہاد کا مطلب یہ ہے کہ وہ دشمن کا مقابلہ میدان جہاد میں کریں گے اور میدان چھوڑ کر بھاگیں گے نہیں۔ قرآن کریم میں اس بیعت کا تذکرہ بایں الفاظ کیا گیا ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَايَعُواكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ - بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہوا جب وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ (۴) بیعت طریقت: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی عالم ربانی اور ولی کامل سے دین و روحانیت کی ترقی اور اپنی اصلاح کا پختہ عہد و پیمانہ کرنا جن سے یہ معاہدہ کیا جائے اسے شیخ یا مرشد یا پیشوا کہا جاتا ہے اور جو کرتا ہے اسے مرید یا خادم کہا جاتا ہے۔ اس بیعت کا تذکرہ قرآن کریم میں بایں الفاظ میں کیا گیا ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعُكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يَشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ - (اے نبی محترم! جب خواتین آپ کی خدمت میں اس بات پر بیعت ہونے کے لیے حاضر ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی وہ چوری نہیں کریں گی اور وہ زنا کا ارتکاب نہیں کریں گی۔ اس آیت کے مضمون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیعت اسلام نہیں، کیونکہ عورتیں پہلے سے مسلمان تھیں۔ بیعت خلافت بھی نہیں ہے کیونکہ دور رسالت میں بیعت اسلام کے ساتھ ہی بیعت خلافت بھی ہو جاتی تھی۔ بیعت جہاد بھی نہیں ہے، کیونکہ خواتین کا جہاد میں شامل ہونا منع ہے تو پھر بیعت طریقت ہونا از خود متعین ہو گیا۔ یاد رہے خواتین کو پردہ میں رکھتے ہوئے ان سے بیعت لی جائے گی کیونکہ مرشد ارادتمند خواتین کے لیے غیر محرم ہے اور ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَكْتِ الْبَيْعَةِ

باب 33: بیعت کو توڑ دینا

1521 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيث: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا فَإِنْ أَعْطَاهُ وَفِي لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ

1521 - اخرجہ البخاری (214/13) کتاب الاحکام 'باب: من بايع رجلا لا يبايعه الا للدنيا حديث (7212) ومسلم (358/1) كتاب الايمان 'باب: بيان غلط تحریم اسباب الازار والن بالعطية' حديث (108/173) واہو داؤد (7212) كتاب البيوع 'باب: في منع الماء' حديث (3475) واہن ماجہ (744/2) كتاب التجارات 'باب: ما جاء في كراهية الايمان في الشراء والبيع' حديث (2207) واحمد (480'253/2) عن ابي صالح السمان عن ابي هريرة به.

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَعَلَى ذَلِكَ الْأَمْرِ بِلَا اخْتِلَافٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن تین طرح کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا ایک وہ شخص جو کسی امام کی بیعت کرے اور اگر امام اسے کچھ دے تو وہ اس بیعت کو پورا کرے اور اگر کچھ نہ دے تو اس کو پورا نہ کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

کسی اختلاف کے بغیر یہی حکم ہے۔

شرح

بیعت توڑنے کی وعید و مذمت

امیر کی اطاعت واجب ہے کیونکہ اس کی اطاعت رسول خدا کی اطاعت ہے اور رسول اللہ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جس شخص نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ جو آدمی امیر کی اطاعت کرتا ہے اس نے یقیناً میری اطاعت کی اور جو میری نافرمانی کرتا ہے اس نے یقیناً اللہ کی نافرمانی کی۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث ۳۶۶) ثابت ہوا امیر کی اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے اور امیر کی نافرمانی درحقیقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے اور آپ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ امیر کی اطاعت اس لیے بھی واجب ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کی تنظیم کا فریضہ انجام دیتا ہے اور اس کی وجہ سے ملت کی عظمت اور شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے جبکہ یہ دونوں امور بعثت نبوی کے مقاصد سے متعلق ہیں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی حرام ہے اسی طرح امیر وقت کی نافرمانی اور اس کے خلاف بغاوت کرنا بھی حرام ہے۔ اگر امیر بالفرض اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا حکم دے تو اس کی اطاعت واجب نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں رہی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعَةِ الْعَبْدِ

باب 34: غلام کی بیعت کا بیان

1522 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ

1522- اخرجه مسلم (523/5) كتاب الامساقاة باب: جواز بيع الحيوان بالحيوان - حديث (1602/123) واهو داؤد (270/2) كتاب البيوع باب: في ذلك اذا كان يدا بيد حديث (3358) واهن ماجه (958/2) كتاب الجهاد باب: البيعة حديث (2869) والنسائي (150/7) كتاب البيعة باب: بيعة السالك (292/7) كتاب البيوع باب: بيع الحيوان بالحيوان يدا بيدي واحمد (372'349/3) عن الليث عن ابي الزبير به.

متن حدیث: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهَجْرَةِ وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْنِيهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدَ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعْبَدُ هُوَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزُّبَيْرِ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک غلام آیا اس نے نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس پر ہجرت کی بیعت کی نبی اکرم ﷺ کو یہ پتہ نہیں تھا: وہ غلام ہے پھر اس کا آقا آیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے مجھے فروخت کر دو پھر آپ نے اسے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض میں خرید لیا اس کے بعد نبی اکرم ﷺ جب بھی کسی سے بیعت لیتے تھے تو اس سے دریافت کر لیتے تھے کہ کیا وہ غلام تو نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔ ہم اسے صرف ابوزبیر کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

غلام کی بیعت کا مسئلہ

عدم توجہ یا اتفاق کی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام سے بیعت ہجرت کی۔ غلام غالباً مکہ کا باشندہ تھا اور وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ یہ سعادت بیعت حاصل کرنے والا غلام مسلمان تھا۔ اس لیے اس کے عوض آپ نے دو غلام دے کر اس کے آقا سے خرید لیا۔ اس واقعہ کے بعد جب تک غلام یا عدم غلام کی صورتحال واضح نہ ہو جاتی۔ آپ بیعت نہیں کرتے تھے۔ جو غلام آپ نے خرید اوہ خوبصورت اور مسلمان تھا جبکہ اس کے عوض جو دو غلام اس کے آقا کو فراہم کیے تھے وہ سیاہ فام اور غیر مسلم تھے۔ ایک غلام کے عوض دو غلام فراہم کرنے یقین دہانی کی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعَةِ النِّسَاءِ

باب 35: خواتین سے بیعت لینا

1523 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ أُمِّمَةَ بِنْتَ رُقَيْقَةَ تَقُولُ

1523- اخرجہ النسائی (149/7) کتاب البیعة باب: بیعة النساء وابن ماجہ (959/2) کتاب الجهاد باب: بیعة النساء حدیث (2874) ومالك (982/2) کتاب البیعة باب: ما جاء فی البیعة حدیث (2) والحمیدی (163/1) حدیث (241) واحد (357/6) عن محمد بن المنکدر عن امیمة بنت رقیقة به۔

متن حدیث: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتِنَّ وَأَطَقْتِنَّ قُلْتُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَانَا بِأَنْفُسِنَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايَعْنَا قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِي صَافِحْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُ

وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ نَحْوَهُ

قول امام بخاری: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا أَعْرِفُ لِأُمِّمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ غَيْرَ هَذَا

الْحَدِيثِ وَأُمِّمَةُ امْرَأَةٌ أُخْرَى لَهَا حَدِيثٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم خواتین نے نبی اکرم ﷺ کی بیعت کی تھی آپ ﷺ نے ہم سے

ارشاد فرمایا: یہ بیعت اس حد تک ہوگی جس کی تم میں استطاعت ہو جس کی تم طاقت رکھتی ہو تو میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا

رسول ﷺ ہمارے بارے میں ہم سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ہم سے بیعت لیں۔

سفیان نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس خاتون کی مراد یہ تھی کہ آپ اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: 100 عورتوں سے میرا کلام بھی ایک عورت کے ساتھ بات کرنے کی مانند ہے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف محمد بن منکدر سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ اور دیگر راویوں نے اسے محمد بن منکدر کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق سیدہ امیمہ

بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے صرف یہی روایت منقول ہے۔

امیمہ نامی ایک اور خاتون بھی ہیں جن کے حوالے سے ایک حدیث منقول ہے۔

شرح

خواتین سے بیعت لینے کا مسئلہ

بیعت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی عمل کے بارے میں پختہ معاہدہ کرنا تاکہ وہ عمل باقاعدگی اور تسلسل سے انجام پاتا رہے۔ حض

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت خواتین و حضرات سب سے لی جبکہ بیعت مختلف مواقع پر مختلف مقاصد کے لیے لی تھی۔ خوا

سے بیعت اسلام اور اعمال صالحہ پر لی تھی۔ مردوں کی طرح اپنے ہاتھ میں ان کا ہاتھ لے کر نہیں کی بلکہ پردہ کی آڑ میں زبانی بیعت لی تھی۔ علاوہ ازیں ان سے انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی طور پر بیعت لی اور اعمال صالحہ کے حوالے سے ان کی استطاعت و قوت کے مطابق بیعت لی تھی۔ خواتین سے اعمال صالحہ پر بیعت کا مقصد انہیں عبادت و ریاضت کا خوگر اور تاقیامت آنے والی خواتین کے لیے نمونہ عمل بنانا تھا۔

فائدہ نافعہ: خواتین کی طرف سے اصرار کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت سے احتراز و اجتناب فرمایا حالانکہ خواتین آپ کی روحانی بیٹیاں ہیں پھر بھی احتیاط کے پہلو کو ترک نہیں کیا۔ دور حاضر کے مشائخ اور سجادہ نشین حضرات کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی پیغام ہے کہ خواتین سے بغیر پردہ کے ملاقات نہ کی جائے اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت لینا حرام ہے۔ مرشد عام لوگوں کی طرح غیر محرم ہوتا ہے لہذا اس سے پردہ بھی فرض ہے۔ مشائخ طریقت کا یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ خواتین سے بیعت لیتے وقت انہیں پردے کی آڑ میں عمامہ یا چادر یا رومال وغیرہ تھما کر بیعت لیتے ہیں۔ اگر زبانی کلامی بھی انہیں سلسلہ میں داخل کیا جائے اور ان سے بیعت لی جائے تب بھی جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ

باب 36: اصحاب بدر کی تعداد

1524 سند حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ

الْبَرَاءِ
مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ يَوْمَ بَدْرٍ كَعِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ

﴿﴾ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ یہ گفتگو کیا کرتے تھے غزوہ بدر کے دن اصحاب بدر کی تعداد حضرت طالوت کے ساتھیوں جتنی تھی۔ یعنی وہ تین سو تیرہ افراد تھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1524- اخرجہ البخاری (339/7) کتاب المغازی، باب: عِدَّةُ أَصْحَابِ بَدْرٍ، حدیث (3957:3959) وابن ماجہ (944/2) کتاب الجهاد، باب: السرایا، حدیث (2828) واحمد (290/4) عن سفیان و اسر الہیل و زہر عن ابی اسحق السبعی عن البراء بہ۔

سفیان ثوری اور دیگر راویوں نے اسے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔

شرح

شرکاء بدر کی تعداد کا مسئلہ

غزوہ بدر اسلام و کفر کا پہلا معرکہ تھا جس میں کفار کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی جبکہ ان کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ غزوہ بدر میں شامل ہونے والے مجاہدین کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم غزوہ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو کچھ سفر طے کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کی تعداد معلوم کرنے کے لیے شمار کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ شمار کیے گئے تو تین سو تیرہ تھے۔ آپ نے دوبارہ شمار کرنے کا حکم دیا تو شمار کرنے کے دوران دور سے ایک شتر سوار نظر آیا جسے شمار کر کے تعداد تین سو پندرہ ہو گئی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ شرکاء بدر کی تعداد تین سو انیس تھی۔ ان روایات کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اگر شتر سوار اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شمار کر لیا جائے تو تعداد تین سو پندرہ تھی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور شتر سوار کو شمار نہ کیا جائے تو شرکاء بدر کی تعداد تین سو تیرہ ہوگی۔ شرکاء میں چار کم سن لڑکے تھے: (۱) حضرت براء (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت جابر بن عبداللہ (۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اگر ان کو بھی شمار کر لیا جائے تو کل شرکاء کی تعداد تین سو انیس ہو جائے گی۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷ ص ۲۲۶) مشہور روایت کے مطابق شرکاء بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُمْسِ

باب 37: خمس کا بیان!

1525 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ فِدَ عَبْدُ الْقَيْسِ أُمَّرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ
قَالَ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عبد القیس قبیلے کے وفد سے یہ فرمایا تھا: میں تم لوگوں کو

1525- اخرجہ البخاری (157/1) کتاب الايمان، باب: اذا الخمس من الايمان، حدیث (53) و اطرافہ (87'523'1398'
3095'3510'4368'4269'6176'7266'7556) و مسلم (146/1) کتاب الايمان، باب: الامر بالايمان بالله تعالى
ورسوله صلى الله عليه وسلم و شرائع الدين، حدیث (17/23) و ابو داؤد (355/2) کتاب الاشرية، باب: في الاوعية، حدیث
(3692) والنسائي (323/8) کتاب الاشرية، باب: الاخبار التي بها من اباح شراب السكر و ابن خزيمة (6/4) کتاب
الزكوة، باب: البيان ان ايتاء الزكوة من الايمان حدیث (2245) احمد (23/3) عن ابى جمره عن ابن عباس به۔

یہ ہدایت کرتا ہوں، تمہیں جو مالی غنیمت حاصل ہو اس کے پانچویں حصے کو ادا کرو۔
اس حدیث میں پورا واقعہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

مال غنیمت سے خمس وصول کرنے کا مسئلہ

قبیلہ ربیعہ سے متعلق وفد عبدالقیس کی قبیلہ مضر کے کفار سے جنگ کا سلسلہ جاری تھا۔ جب وفد قیس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو آپ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار امور سے منع کیا۔ جن امور کو بجالانے کا حکم دیا تھا ان میں سے ایک مال غنیمت سے خمس ادا کرنا تھا۔

جو اموال کفار سے وصول کیے جاسکتے ہیں ان کی دو اقسام ہو سکتی ہیں:

۱- مال غنیمت: یہ وہ مال ہے جو دشمن سے جنگ کے بعد مسلمانوں کے قبضہ میں آتا ہے۔

۲- مال فئی: یہ وہ مال ہے جو کفار سے جنگ کے بغیر ان سے وصول کیا جاتا ہے مثلاً جزیہ، خراج، جو مال کفار سے مصالحت کے عوض حاصل ہو اور وہ مال جو کفار چھوڑ کر فرار ہو گئے ہوں۔

کفار کا وہ مال جو بطور مال غنیمت مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اس کی تقسیم کاری سے قبل خمس (پانچواں حصہ) نکالا جائے گا جو بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اس کے پانچ مصارف ہیں۔ اس سلسلے میں ارشادِ باری ہے: اور یہ بات معلوم کر لو کہ جو چیز کفار سے بطور غنیمت تم کو ملے اس کا حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا پانچواں حصہ اور اس کے رسول کے لیے رسول کے رشتہ داروں کے لیے یتیموں کے لیے غریبوں کے لیے اور مسافروں کے لیے۔ (الانفال: ۴۱) اس ارشادِ خداوندی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بطور تمہید ہے جبکہ اس کے پانچ مصارف یہ بیان کیے گئے ہیں:

۱- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حصہ کو اپنی ضروریات کے لیے استعمال کرتے تھے اور آپ کے وصال مبارک کے بعد یہ حصہ مصالح المسلمین کے لیے خرچ کیا جاتا تھا۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاء و اقارب: خمس کا دوسرا مصرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاء و اقارب لوگ ہیں۔ وہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے لوگ ہیں خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، مرد ہوں یا خواتین اور ان میں سے جو مقروض ہو اس سے قرضہ بھی ادا کیا جاسکتا ہے یا کسی کی شادی پر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے۔

۳- یتیم لوگ: وہ بچے جن کا باپ فوت ہو چکا ہو اور وہ غریب ہوں تو ان پر خرچ کیا جائے گا۔

۴- غرباء: وہ لوگ جو صاحب ثروت نہ ہوں اور ان کے پاس دولت بالکل نہ ہو۔

۵- مسافر لوگ: وہ لوگ جو حالت سفر میں ہوں اور اپنے وطن سے دور ہوں ان پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

فائدہ نافعہ: (۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کا مصرف (حصہ) باقی نہیں رہا اور آپ کے اعزاء واقارب کا حصہ نصرت قدیم کی بنا پر جو تھا وہ بھی باقی نہیں ہے۔ تاہم اب خمس کے تین مصارف باقی ہیں:

(۱) یتاما (۲) غرباء (۳) مسافروں

فائدہ نافعہ: (۲) امام وقت اپنی صوابدید کے مطابق خمس تمام مصارف یا بعض یا ایک پر صرف کر سکتا ہے جس طرح زکوٰۃ تمام مصارف زکوٰۃ پر بھی خرچ کی جاسکتی ہے، بعض کو بھی دی جاسکتی ہے اور ایک کو بھی دی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّهْبَةِ

باب 38: "نہبہ" حرام ہے

1526 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَّادَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَتَقَدَّمَ سَرْعَانُ النَّاسِ فَتَعَجَّلُوا مِنْ الْغَنَائِمِ فَاطْبَحُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَى النَّاسِ فَمَرَّ بِالْقُدُورِ فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِنَتْ ثُمَّ قَسَمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ بَعِيرًا بَعَشْرٍ شِيَاهِ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَّادَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَلَمْ يَذْكُرْ

فِيهِ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ وَهَذَا أَصَحُّ

تَوْصِيحٌ رَاوَى: وَعَبَّادَةُ بْنُ رِفَاعَةَ سَمِعَ مِنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ الْحَكَمِ وَأَنَسٍ وَأَبِي رَيْحَانَةَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

سَمُرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَجَابِرِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ

﴿﴾ عبایہ بن رفاع اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: کچھ جلد باز لوگوں نے جلدی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مالی غنیمت

میں (ملنے والے جانوروں کو) پکانا شروع کر دیا، نبی اکرم ﷺ پیچھے والے لوگوں کے ساتھ آ رہے تھے جب آپ ﷺ ہنڈیوں

کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت انہیں اٹا دیا گیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کے درمیان مالی غنیمت کو تقسیم کیا،

آپ نے ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دیا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اس روایت کو اپنی سند کے حوالے سے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، تاہم انہوں نے اس

کی سند میں عبایہ کے والد کا ذکر نہیں کیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

عبایہ بن رفاعہ نامی راوی نے اپنے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ثعلبہ بن حکم رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن

بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1527 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ أَتَى غَنِيمَةً فَلَيْسَ مِنَّا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَنَسٍ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس میں سے کچھ لے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

تقسیم سے قبل مالِ غنیمت سے انتفاع کی ممانعت

مالِ غنیمت میں تمام شرکاء جہاد کا حق ہوتا ہے۔ اس کی تقسیم سے قبل اس سے انتفاع خیانت کے زمرے میں آتا ہے جو ناجائز اور حقوق تلفی ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ اصولوں کی پابندی اور حقوق العباد کے تحفظ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈیاں اٹھا دینے کا حکم جاری کر دیا تھا۔ دوسری حدیث باب میں ایسی حرکت کرنیوالے شخص کی وعید و مذمت صراحت سے بیان کی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے اور لوٹ مار کرنے والے کے بارے میں فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں ہے، گویا آپ نے ایسے شخص سے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور عدم تعلق کا اعلان کر کے اس کی مذمت بھی بیان فرمائی۔

سوال: قربانی کے جانوروں میں شمولیت یا عدم شمولیت کے حوالے سے مسئلہ یہ ہے کہ بکر ایک شخص کی طرف سے بطور قربانی ذبح کیا جائے گا جبکہ گائے اور اونٹ میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ پہلی حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک اونٹ کی قربانی میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: گائے کی طرح اونٹ میں بھی بطور قربانی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور اس سے زائد نہیں۔ اونٹ کی قربانی دس آدمیوں کی طرف سے کرنے سے مراد نفلی قربانی ہے واجب نہیں ہے۔ نفلی قربانی میں دس کجا دس ہزار بلکہ دس لاکھ افراد کو شامل کیا جا

1527- اخرجه احمد (3/140, 197) وانفرد الترمذی عن الستة به، انظر تحفة الاشراف (152/1) حدیث (479) عن معمر عن ثابت عن انس به۔

سکتا ہے۔ مثلاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے موقع پر دو بکرے ذبح فرمائے۔ ان میں سے ایک اپنی طرف سے جو بطور قربانی واجب تھا جبکہ دوسرا اپنے ان امتیوں کی طرف سے جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس مسئلہ کی مزید تائید دیگر روایات سے بھی ہوتی ہے جو معتبر کتب حدیث کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں قربانی مراد نہیں ہے بلکہ مالِ غنیمت مراد ہے یعنی مالِ غنیمت میں آنے والا اونٹ دس آدمیوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ

باب 39: اہل کتاب کو سلام کرنا

1528 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتَنٌ حَدِيثٌ: لَا تَبَدُّوْا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى بِالسَّلَامِ وَإِذَا لَقَيْتُمْ أَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى

أَضْيَقِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَأَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ لَا تَبَدُّوْا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّمَا مَعْنَى
الْكَرَاهِيَةِ لِأَنَّهُ يَكُونُ تَعْظِيمًا لَهُمْ وَإِنَّمَا أَمْرَ الْمُسْلِمُونَ بِتَذَلُّلِهِمْ وَكَذَلِكَ إِذَا لَقِيَ أَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَلَا
يَتْرُكُ الطَّرِيقَ عَلَيْهِ لِأَنَّ فِيهِ تَعْظِيمًا لَهُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب تمہارا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ راستے میں سامنا ہو تو اسے تنگ راستے کی طرف جانے پر مجبور کرو۔ اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ان سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حدیث کے الفاظ کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام میں پہل نہ کرو بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: یہ کراہیت کا مفہوم رکھتے ہیں، کیونکہ اس سنوٰرت میں ان کی تعظیم ظاہر ہوتی ہے اور مسلمانوں کو ان کی تذلیل کا حکم دیا گیا ہے۔

1528- اخرجہ مسلم (332/7- الابی) کتاب الاسلام، باب: النهی عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام، حدیث (2167/14-13) و ابو داؤد (773/2) کتاب الاداب باب فی السلام علی اهل اذمة حدیث (5205) واحد (263/2) 266'444'346 عن سهیل بن ابی صالح عن ابی صالح عن ابی هريرة به۔

اسی طرح جب کوئی مسلمان کسی یہودی یا عیسائی سے راستے میں ملے تو اس کے لیے راستہ نہ چھوڑے کیونکہ اس میں بھی ان کی تعظیم ہوگی۔

1529 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثَ: إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ فَإِنَّمَا يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی یہودی تمہیں سلام کرے اور السام علیکم (تمہیں موت آئے) کہے تو علیک (یعنی تم کو بھی) کہہ دو۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اہل کتاب کو سلام کہنے اور جواب دینے کا طریقہ

مدینہ طیبہ کے اطراف میں کثیر تعداد میں یہودی لوگ آباد تھے۔ جب وہ مسلمانوں سے ملتے تو انہیں السلام علیکم کے بجائے السام علیکم (تمہیں موت آئے) کہہ کر آگے بڑھ جاتے۔ اس بارے میں بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس حرکت کے بارے میں فرمایا: تم لوگ ان کے جواب میں صرف وعلیکم کہہ دیا کرو۔ علاوہ ازیں آپ نے فرمایا: تم پیشگی انہیں ”السلام علیکم“ نہ کہو بلکہ جو نہی انہیں آتے ہوئے دیکھو تو انہیں دائیں بائیں مڑنے پر مجبور کر دو۔

فائدہ نافعہ: نصاریٰ، کفار، مشرکین، ہندوؤں، سکھوں اور دیگر کفار کو سلام کہنے اور جواب دینے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمَقَامِ بَيْنَ أَظْهَرِ الْمُشْرِكِينَ

باب 40: مشرکین کے درمیان رہنا مکروہ ہے

1530 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ

1529- اخرجہ البخاری (293/12) کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، حدیث (6928) ومنلم (328/7) (الابی) کتاب السلام، باب: النهی عن ابتداء اهل الكتاب بالاسلام، حدیث (2164/8) و ابو داؤد (774/2) کتاب الادب: باب فی الاسلام علی اهل الذمة، حدیث (5206) ومالك (920/6) کتاب الاسلام، باب: ما جاء فی الاسلام علی اليهودی والنصرانی حدیث (3) والدارمی (276/2) کتاب الاستیذان: باب: فی رد السلام علی اهل الكتاب، والحمیدی (290/2) حدیث (656) واحد (58'19'9/2) عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر به.

1530- اخرجہ ابو داؤد (52/2) کتاب الجهاد، باب: النهی عن قتل من اعتصم بالسجود حدیث (2645) والنسائی (36/8) کتاب القسامة، باب: القود بغير حدیث من طریق قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبد الله به.

جریر بن عبد اللہ

متن حدیث: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً إِلَى خَنْعَمٍ فَأَعْتَصَمَ نَاسٌ بِالسُّجُودِ فَاسْرَعَ فِيهِمُ الْقَتْلَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهَرِ الْمُشْرِكِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلِمَ قَالَ لَا تَرَايَا نَارَاهُمَا

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ جَرِيرٍ وَهَذَا أَصَحُّ

فی الباب: وفي الباب عن سمرة

اختلاف سند: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَكْثَرُ أَصْحَابِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ جَرِيرٍ وَرَوَاهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ

قول امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ الصَّحِيحُ حَدِيثُ قَيْسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُرْسَلٌ

حدیث دیگر: وَرَوَى سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَا تُسَاكِنُوا الْمُشْرِكِينَ وَلَا تُجَامِعُوهُمْ فَمَنْ سَاكَنَهُمْ أَوْ جَامَعَهُمْ فَهُوَ مِنْهُمْ

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خنعم قبیلے کی طرف ایک جنگی مہم روانہ کی کچھ لوگوں نے سجدے کے ذریعے بچنے کی کوشش کی لیکن مسلمانوں نے انہیں تیزی سے قتل کر دیا اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کی نصف دیت ادا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: میں ایسے ہر مسلمان سے بری الذمہ ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کس وجہ سے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: (انہیں ایک دوسرے سے اتنا دور رہنا چاہیے) کہ ایک کی آگ دوسرے کو نظر نہ آئے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس کی سند میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں ہے

اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت سمیرہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

اسماعیل نامی راوی کے اکثر شاگردوں نے اسے اسماعیل کے حوالے سے قیس بن ابوحازم کے حوالے سے نقل کیا ہے: نبی

اکرم ﷺ نے ایک مہم روانہ کی انہوں نے اس کی سند میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

حماد بن سلمہ نامی راوی نے حجاج بن ارطاة کے حوالے سے اسماعیل بن ابوخالد کے حوالے سے، قیس کے حوالے سے، حضرت

جریر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی طرح روایت نقل کی ہے جیسے ابو معاویہ نے نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: مستند روایت وہ ہے جسے قیس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ”مرسل“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے، مشرکین کے ساتھ رہائش اختیار نہ کرو ان کے ساتھ میل جول نہ رکھو جو شخص ان کے ساتھ رہائش اختیار کرے اور ان کے ساتھ میل جول رکھے وہ بھی ان کی مانند ہوگا۔

شرح

مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرنے کی ممانعت

جب مسلمانوں اور کافروں کے درمیان مخالفت کا سلسلہ شدت اختیار کر جائے یا جنگ جاری ہو تو مخلوط آبادی نہیں ہونی چاہیے تاکہ فسادات کی صورت میں صورتحال پر قابو پایا جاسکے اور نقصان سے بچا جاسکے۔ مثلاً غیر مسلموں کے محلہ میں چند مسلمان رہائش پذیر ہوں تو فساد کی صورت میں کفار بڑی آسانی سے ان کا جانی و مالی نقصان کر سکتے ہیں اور صورتحال پر قابو پانے کے لیے پولیس کو بھی دشواری پیش آئے گی۔ اسی طرح مسلمانوں کے محلہ میں چند غیر مسلم آباد ہوں تو فساد کی صورت میں مسلمان بھی ان کا جانی و مالی نقصان کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔ اس لیے امتیاز پیدا کرنے اور نقصان سے بچنے کے لیے ہدایت کی گئی ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی رہائشگاہیں مخلوط نہ ہوں بلکہ فاصلے پر ہونی چاہئیں۔

قبیلہ خثعم کے ساتھ جنگ کے دوران کچھ لوگوں نے سجدہ کر کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی جسے مقابل کے مسلمان نہ سمجھ سکے اور انہیں قتل کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورتحال کا علم ہوا تو اظہارِ فسوس کیا اور نصف دیت دینے کا اعلان کیا اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا کہ جو مسلمان کفار کے درمیان رہتے ہیں وہ ان سے الگ ہو جائیں ورنہ آئندہ ایسا واقعہ پیش آنے پر دیت ہرگز ادا نہیں کی جائے گی بلکہ مسلمان اپنے قتل کا خود ذمہ دار ہوگا۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی آبادی اتنے فاصلے پر ہونی چاہیے کہ رات کے وقت بھی دونوں میں امتیاز ہو سکے۔

دوسری حدیث باب میں ان مسلمانوں سے اظہارِ ناراضگی کرنے کے ساتھ زبانِ نبوت سے ان کی مذمت بھی بیان کی گئی ہے جو غیر مسلموں کے ساتھ مل کر رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: **من جامع المشرك وسكن معه فانه مشك** (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۷۸) جس شخص نے مشرک کے ساتھ رہائش اختیار کرنا پسند کیا تو وہ اس کی مثل ہے۔ علاوہ ازیں مخلوط آبادی کی وجہ سے مسلمانوں کے بچوں، نوجوانوں اور اسلامی ماحول پر غیر مسلموں کا معاشرتی اثر پڑے گا جو مسلمانوں کی شایانِ شان نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْرَاجِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ

باب 41: یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینا

1531 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَئِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ
﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اگر میں زندہ رہا اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دوں گا۔
1532 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا أُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ فَلَا أَتْرُكُ فِيهَا إِلَّا مُسْلِمًا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بتایا: انہوں نے نبی
اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: عنقریب یہودیوں، عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دوں گا اور یہاں صرف
مسلمانوں کو رہنے دوں گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

یہود و نصاریٰ کو جزیرہ العرب سے نکالنے کا مسئلہ

زبان نبوت سے یہ اعلان کیا گیا کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ العرب سے نکال دیا جائے گا۔ دوسری حدیث باب میں صراحت
ہے کہ آئندہ ان لوگوں کو جزیرہ العرب سے نکال باہر کیا جائے گا۔ اس اعلان کے وقت اسلامی حکومت کا دائرہ صرف جزیرہ العرب
تک محدود تھا۔ اہل کتاب باقاعدہ شہری تھے اور شہریوں کو سلطنت سے باہر نکالنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ حضرت فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں تیز رفتاری سے فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا جس کے نتیجے میں اسلامی حکومت کا دائرہ جزیرہ
العرب کے باہر تک پھیل گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے مطابق یہود و نصاریٰ کو جزیرہ العرب سے باہر نکال دیا گیا
لیکن وہ پھر بھی اسلامی حکومت کے باقاعدہ شہری رہے۔ اس طرح انہیں مقام ”ذراعات“ پر آباد کیا گیا لیکن اسلامی حکومت سے باہر
نہیں نکالا گیا تھا۔

1531- اخرجہ مسلم (366/6) کتاب الجهاد والسير، باب: اخراج اليهود والنصارى من جزيرة العرب، حدیث
(1767/63) و ابو داؤد (180/2) کتاب الخراج والفسىء والامارة، باب: في اخراج اليهود من جزيرة العرب، حدیث
(3030) واحمد (32'29/1) (345/3) عن ابى الزبير عن جابر عن عمر بن الخطاب به.

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 42: نبی اکرم ﷺ کے ترکہ کا بیان

1533 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ مَنْ يَرِثُكَ قَالَ أَهْلِي وَوَلَدِي قَالَتْ فَمَا لِي لَا أَرِثُ أَبِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا نُورَثُ وَلَكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهُ وَأَنْفَقَ عَلَيَّ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اختلاف سند: إِنَّمَا اسْنَدُهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ وَرَوَى عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور دریافت کیا: آپ کا وارث کون ہوگا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میری بیوی اور میرے بچے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں: پھر کیا وجہ ہے؟ میں اپنے والد کی وارث نہیں بن رہی، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا (پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا) لیکن میں ان تمام لوگوں کی کفالت کرتا رہوں گا جن کی نبی اکرم ﷺ کفالت کیا کرتے تھے اور میں ان تمام لوگوں کا خرچ فراہم کروں گا جن کا نبی اکرم ﷺ خرچ فراہم کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

حماد بن سلمہ اور عبدالوہاب بن عطاء نے اسے محمد بن عمرو کے حوالے سے ابو سلمہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

1533- اخرجہ المصنف فی کتابہ الشامل المحمديه (ص 56) حدیث (401) واحد (13-10/1) و (353/2) والبیہقی فی سنہ (302/6) من طریق حماد بن سلمة عن محمد بن عمرو عن ابی ہریرة بہ.

میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق، صرف حماد بن سلمہ نے اسے محمد بن عمرو ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔
عبدالوہاب بن عطاء نے محمد بن عمرو ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حماد بن سلمہ کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت نقل کی ہے۔

1534 سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ عَيْسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
متن حدیث: أَنَّ فَاطِمَةَ جَاءَتْ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَسْأَلُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنِّي لَا أُوْرَثُ قَالَتْ وَاللَّهِ لَا أَكَلِمُكُمْ أَبَدًا فَمَاتَتْ وَلَا تَكَلِمُهُمَا

مذہب فقہاء: قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَيْسَى مَعْنَى لَا أَكَلِمُكُمْ تَعْنِي فِي هَذَا الْمِيرَاثِ أَبَدًا أَنْتَمَا صَادِقَانِ
اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی وراثت طلب کریں۔ ان دونوں حضرات نے یہ بات بیان کی۔ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میرا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ دونوں حضرات کے ساتھ کبھی کلام نہیں کروں گی۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اُس کے بعد مرتے دم تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں حضرات کے ساتھ کبھی کلام نہیں کیا۔

شیخ علی بن عیسیٰ فرماتے ہیں: روایت کے الفاظ کا مطلب یہ ہے: میں وراثت کے اس مسئلے میں آئندہ کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی، کیونکہ آپ دونوں حضرات سچے ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

1535 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ

شَهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَّثَانَ

1534- اخرجہ احمد (10/1) انظر السابق عن ابی سلمة ان فطامة قالت لابی بكر به.

1535- اخرجہ البخاری (227/6) کتاب فرض الخمس: باب: فرض الخمس، حدیث (3094) ومسلم (336/6) الابی

کتاب الجهاد والسير، باب: حکم الفیء (1757/49) واہو داؤد (153/2) کتاب الرخاج والفیء، باب: فی صفا یارسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم من الاموال، حدیث (2963) والنسائی (137/135/7) کتاب قسم الفی واحمد (25/1) 48، 164، 179

(191) عن الزهري عن مالك بن اوس بن الحدثان عن عمر به.

متن حدیث: قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَدَخَلَ عَلَيْهِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَخْتَصِمَانِ فَقَالَ عُمَرُ لَهُمْ أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنُهُ تَقْوَمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورُكَ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةً قَالُوا نَعَمْ قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَنْتَ وَهَذَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَطْلُبُ أَنْتَ مِيرَاثَكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ وَيَطْلُبُ هَذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورُكَ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةً وَاللَّهِ يَعْلَمُ إِنَّهُ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ

﴿﴾ مالک بن انس بن حدثنان بیان کرتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی وہاں آگئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی وہاں آئے وہ دونوں کسی بات پر تکرار کر رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا میں آپ لوگوں کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے حکم کے تحت آسمان اور زمین قائم ہیں کیا آپ حضرات یہ بات جانتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا: میں اللہ تعالیٰ کے رسول کا نائب ہوں اس وقت آپ اور یہ صاحب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے اپنے بھتیجے کی وراثت کے بارے میں سوال کیا اور ان صاحب نے اپنی اہلیہ کی ان کے والد سے ملنے والی وراثت کا مطالبہ کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے: وہ (یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) سچے تھے نیک تھے ہدایت یافتہ تھے حق کے پیروکار تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں طویل قصہ منقول ہے۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کا مسئلہ

جب کوئی نبی وصال فرماتا ہے تو وہ عام لوگوں کی طرح ورثاء کے لیے درہم و دینار چھوڑ کر نہیں جاتا بلکہ ان کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کے ترکہ کا کوئی وارث نہ ہوا۔ تاہم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کیا: جن لوگوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفالت فرماتے تھے میں ان کی کفالت کروں گا اور جن لوگوں کے اخراجات آپ

برداشت فرماتے تھے میں ان کے اخراجات برداشت کروں گا۔ اس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ازواج النبی آل اطہار اور اعزاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل کفالت فرماتے رہے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے اخراجات برداشت کرتے رہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هَذِهِ لَا تُغْزَى
بَعْدَ الْيَوْمِ

باب 43: نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا تھا آج کے دن کے بعد

اس (شہر مکہ میں) جنگ نہیں کی جائے گی

1536 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ الْبُرْصَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ يَقُولُ
مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا تُغْزَى هَذِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ وَمُطِيعٍ
وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَهُوَ حَدِيثٌ زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ فَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ
حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو فتح مکہ کے دن یہ ارشاد فرماتے ہوئے

سنا: آج کے دن کے بعد قیامت تک اس پر حملہ نہیں کیا جائیگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور حضرت مطیع رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

زکریا بن ابوزائدہ نے شعبی کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے یہ صرف انہی کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

مکہ مکرمہ امن و آشتی کا گہوارہ

فتح سے قبل مکہ مکرمہ پر کفار و مشرکین کا تسلط تھا لیکن فتح مکہ کے بعد ان کا تسلط ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ قرآن کریم نے اسے

امن و آشتی کا گہوارہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا یعنی جو شخص بھی مکہ میں داخل ہوگا وہ امن والا ہو جائیگا۔ حضور

1536- اخرجہ الحیثی حدیث (572) واحد (412/3) (343/4) قال یزید: اخبرنا وقال الاخرون: حدثنا زکریا

ابی زائده عن الشعبي عن الحارث بن مالك بن البرصاء به.

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اعلان فرمایا مکہ مکرمہ تا قیامت مسلمانوں کے قبضہ میں رہے گا اور اس پر کافروں کا کبھی تسلط نہیں ہوگا۔

کعبہ اور بیت المقدس دونوں محترم اور اللہ تعالیٰ کے معزز گھر ہیں۔ دونوں کو قبلہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور ان کی تعمیر میں انبیاء کرام علیہم السلام نے باقاعدہ حصہ لیا ہے۔ کعبہ پر کبھی کفار کا ایسا تسلط نہیں ہوگا جسے فتح کرنے یا آزاد برانے کے لیے جنگ کرنا پڑے۔ کعبہ ہمیشہ امن و امان کا محور رہا ہے اور رہے گا جبکہ بیت المقدس ہمیشہ کشت و خون کا منظر پیش کرتا رہا اور کر رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ کعبہ کو تو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فتح کیا تھا جبکہ بیت المقدس کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فتح کیا تھا۔ جس طرح معلم اور تلامذہ کی خدمات اور کارناموں میں فرق ہوتا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کے کارناموں اور خدمات میں امتیاز ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ فِيهَا الْقِتَالُ

باب 44: وہ گھڑی جس میں قتال کرنا مستحب ہے

1537 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مَقْرِنٍ قَالَ

متن حدیث: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ أَمْسَكَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَاتَلَ فَإِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ أَمْسَكَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ قَاتَلَ حَتَّى الْعَصْرِ ثُمَّ أَمْسَكَ حَتَّى يُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ يُقَاتِلُ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ عِنْدَ ذَلِكَ تَهَيُّجُ رِيَّاحِ النَّصْرِ وَيَدْعُو الْمُؤْمِنُونَ لِجِيوشِهِمْ فِي صَلَاتِهِمْ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مَقْرِنٍ بِإِسْنَادٍ أَوْصَلَ مِنْ هَذَا تَوْضِيحُ رَاوِي: وَقَتَادَةُ لَمْ يُدْرِكِ النُّعْمَانَ بْنَ مَقْرِنٍ وَمَاتَ النُّعْمَانُ بْنُ مَقْرِنٍ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ میں شرکت کی ہے جب صبح صادق ہو جاتی تو سورج نکلنے تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ شروع نہیں کرتے تھے جب وہ نکل آتا تھا تو جنگ شروع کر دیتے تھے اور جب دوپہر کا وقت ہو جاتا تو آپ جنگ سے رک جاتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تو پھر آپ جنگ شروع کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو جاتا تو آپ پھر رک جاتے تھے۔ پھر آپ عصر کی نماز ادا کرتے تھے پھر جنگ شروع کر دیتے تھے اور اس وقت کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا: اس وقت مدد کی ہوا چلتی ہے اور اس دوران اہل ایمان اپنی نمازوں میں اپنے لشکروں کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔ یہی روایت حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیگر سند کے ہمراہ بھی منقول ہے جو اس کے مقابلے میں زیادہ موصول ہے۔

قوادہ نامی راوی نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا کیونکہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران ہو گیا تھا۔

1538 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَالْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَا

حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ
مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَ النُّعْمَانَ بْنَ مَقْرِنٍ إِلَى الْهَرَمُزَانَ فَلَمَّا كَرَّ الْحَدِيثَ بِطَوْلِهِ فَقَالَ
النُّعْمَانُ بْنُ مَقْرِنٍ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ انْتَهَرَ حَتَّى
تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهْبُ الرِّيحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَعَلْقَمَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ أَخُو بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: انہوں نے نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو ہرمزان کی طرف

بھیجا۔

اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث نقل کی ہے۔

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (جنگوں میں) شریک ہوا ہوں آپ دن کے ابتدائی حصے میں جنگ نہیں کرتے تھے اور انتظار کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ جب سورج ڈھل جاتا اور ہوائیں چلنے لگتیں اور مدد نازل ہوتی (اس وقت جنگ شروع کرتے تھے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

علقمہ بن عبد اللہ نامی راوی بکر بن عبد اللہ مزنی کے بھائی ہیں۔

شرح

جہاد کرنے کے اوقات مستحبہ

جب دشمن اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہو جائے تو کسی وقت کا انتظار کیے بغیر اس کا دفاع کیا جاسکتا ہے، تاکہ وہ مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ تاہم جب دشمن سے جہاد کرنا اختیار میں ہو تو اوقات مستحبہ میں دشمن سے جہاد کیا جائے گا۔ جہاد کے اوقات مستحبہ احادیث باب میں بیان کیے گئے ہیں: (۱) جب آفتاب طلوع ہو جائے اور زمین خوب روشن ہو جائے تا وقت زوال (۲) زوال کا وقت ختم ہونے پر دوپہر کا کھانا کھانے اور نماز ظہر کے بعد تا نماز عصر (۳) نماز عصر ادا کرنے کے بعد تا نماز مغرب۔ جہاد کے لیے ان اوقات کے انتخاب میں حکمت یہ ہے کہ موسم خوشگوار ہوتا ہے۔ مجاہدین جہاد کے ساتھ حقوق اللہ کی بجا

1538- اخرجہ ابو داؤد (49/3) کتاب الجہاد، باب: فی ای وقت یتحب اللقاء، حدیث (2655) واحمد (444/5) من

طریق حماد بن سلمة، عن ابی عمران الجونی، عن علقمة بن عبد اللہ المزنی، عن معقل بن یسار عن النعمان بن مقرن، فذکرہ۔

آوری کافرینہ بھی انجام دے سکتے ہیں اور کامیابی کے لیے دعائیں بھی کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّيْرَةِ

باب 45: طیرہ کا بیان

1539 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ

كُهَيْلٍ عَنْ عَيْسَى بْنِ عَاصِمٍ عَنْ زُرِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الطَّيْرَةُ مِنَ الشِّرْكِ وَمَا مِنَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَابِسِ التَّمِيمِيِّ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَعْدِ حَكَمٍ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَرَوَى شُعْبَةَ أَيْضًا عَنْ سَلَمَةَ هَذَا الْحَدِيثَ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارِي: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ يَقُولُ فِي هَذَا

الْحَدِيثِ وَمَا مِنَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ قَالَ سُلَيْمَانُ هَذَا عِنْدِي قَوْلُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَمَا مِنَّا

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: طیرہ شرک ہے ہم میں سے ہر شخص کو اس کا خیال آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے توکل کو ختم کر دیتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت حابس تمیمی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف سلمہ بن کہیل کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شعبہ نے بھی اس روایت کو سلمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے سلیمان بن حرب نے یہ بات بیان کی ہے۔ روایت کے یہ الفاظ: ”ہم میں سے ہر شخص“۔ سلیمان کہتے ہیں: میرا یہ خیال ہے یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

1540 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةٌ وَأَحَبُّ الْفَالِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الطَّيْبَةُ

1539- اخرجہ ابوداؤد (409/2) کتاب الطب، باب: فی الطیرة، حدیث (3910) وابن ماجہ (1170/2) کتاب الطب، باب: من کان یعجبه الفال ویکره الطیرة، حدیث (3538) واحد (40-438-389/1) عن سلمة بن كهيل عن عيسى بن عاصم عن زر بن جیش عن عبد الله بن مسعود به.

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بیماری کے متعدی ہونے اور بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ البتہ میں فال کو پسند کرتا ہوں، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! فال سے مراد کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھی بات۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1541 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ

انِسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ أَنْ يَسْمَعَ يَا رَاشِدُ يَا نَجِيحُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ جب آپ کسی کام کے لیے نکلیں تو آپ یہ الفاظ سنیں۔

”اے ٹھیک راستہ پانے والے! اے کامیاب شخص!“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

شرح

بدشگونی اور بدفالی لینے کی مذمت

لفظ: ”طيرة“ کا اطلاق ”شگون“ پر ہوتا ہے، خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو ”بدشگونی“ کے ساتھ مخصوص کر دیا جبکہ اچھے شگون کے لیے لفظ: ”فال“ استعمال فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ”فال“ کے مفہوم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے: اچھی بات۔

اسلام نے بدشگونی اور بدفالی لینے سے منع کیا ہے، تاہم نیک فالی کی اجازت دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بدشگونی اور بدفالی کے سبب انسان و سواوس کا شکار ہو جاتا ہے اور بعض اوقات و سواوس مرض کی شکل بھی اختیار کر جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے باعث انسان اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو کر اس کا منکر بھی بن سکتا ہے، لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے، تاکہ ایمان جیسی دولت محفوظ رہ سکے۔ اس کے برعکس نیک فالی میں یہ خرابیاں ہرگز نہیں ہیں، لہذا یہ جائز ہے۔

1540- اخرجہ البخاری (254/10) کتاب الطب، باب: لا عدوی، حدیث (5776) ومسلم (4207/7) کتاب السلام، باب: الطيرة والفال، وما يكون فيه من الشوم، حدیث (2224/112) رابو داؤد (411/2) کتاب الطب، باب فی الطيرة، حدیث (3916) وابن ماجه (1170/2) کتاب الطب، باب: من كان يعجبه القال ويكره الطيرة، حدیث (3537) واحمد (275'251'173'130/3) عن قتادة، عن انس به.

لفظ: ”عدوی“ کا معنی ہے: چھوت چھات ایک مریض سے دوسرے کو مرض لگنا اور مرض کا تعدیہ ہونا، اسلام اسے تسلیم نہیں کرتا یعنی اس کی ذاتی تاثیر کو نہیں مانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں اعلان فرمایا: متعدی بیماری اور بدفالی کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، البتہ میں فال کو پسند کرتا ہوں۔“

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لیے روانہ ہوتے تو یہ الفاظ سننا پسند فرماتے تھے: يَا رَاشِدُ يَا نَجِيحُ۔ اے اچھا راستہ پانے والے! اے کامیاب شخص!

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصِيَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِتَالِ

باب 46: جنگ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی تلقین

1542 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَرِيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ أَوْ صَاهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللَّهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا وَقَالَ اغْزُوا بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ وَلَا تَغْلُوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلَيْدًا فَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَدْعُهُمْ إِلَى إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خَلَالَ أَيْتِهَا أَجَابُوكَ فَأَقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ وَادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالتَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَإِنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ وَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُوا كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يَجْرِي عَلَيْهِمْ مَا يَجْرِي عَلَى الْأَعْرَابِ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا فَإِنْ أَبَوْا فَاسْتَعِنَ بِاللَّهِ عَلَيْهِمْ وَقَاتِلْهُمْ وَإِذَا حَاصَرْتَ حِصْنًا فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ وَاجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّتَ أَصْحَابِكَ لِأَنَّكُمْ إِنْ تَخَفِرُوا ذِمَّتْكُمْ وَذِمَّتَ أَصْحَابِكُمْ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَخَفِرُوا ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ فَلَا تُنْزِلُوهُمْ وَلَكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ أَمْ لَا أَوْ نَحْوَ هَذَا

في الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرَّرٍ

حُكْمِ حَدِيثٍ: وَحَدِيثُ بَرِيْدَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف روایت: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

وَزَادَ فِيهِ فَإِنَّ أَبَا فُحْدٍ مِنْهُمْ الْجِزْيَةَ فَإِنَّ أَبَا فَاَسْتَعِنَ بِاللَّهِ عَلَيْهِمْ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَكَذَا رَوَاهُ وَكَيْعٌ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ عَنْ سُفْيَانَ وَرَوَى غَيْرُ مُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ مَهْدِيٍّ وَذَكَرَ فِيهِ أَمْرَ الْجَزِيَّةِ

﴿﴾ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کسی شخص کو کسی لشکر کا امیر بنا کر روانہ کرتے تو اس شخص کو اس کی اپنی ذات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور دیگر مسلمانوں کے بارے میں بھلائی کی تلقین کرتے آپ ﷺ یہ ارشاد فرماتے:

”اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کا آغاز کرو اور ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا ہے۔ اور مالِ غنیمت میں چوری نہ کرو، عہد شکنی نہ کرو، مثلہ نہ کرو، بچوں کو قتل نہ کرو، جب تمہارا اپنے مشرک دشمن سے سامنا ہو تو اسے تین میں سے کسی ایک کو قبول کرنے کی دعوت دو وہ ان میں سے جس بات کو مان جائیں تم ان کی طرف سے اسے قبول کرو اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رک جاؤ تم انہیں اسلام کی دعوت دو اور اس بات کی کہ وہ اپنے علاقے کو چھوڑ کر مہاجرین کے علاقے میں آجائیں اور انہیں یہ بتاؤ کہ اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو انہیں وہ سب کچھ ملے گا جو مہاجرین کو حاصل ہے اور ان پر وہ تمام ادائیگیاں لازم ہوں گی جو مہاجرین پر لازم ہیں تاہم اگر وہ وہاں جانے سے انکار کر دیں تو تم انہیں یہ بتا دینا کہ تم لوگ دیہاتی مسلمانوں کی طرح رہ سکتے ہو تم پر بھی وہ حکم جاری ہوگا جو دیگر دیہاتی مسلمانوں پر جاری ہوتا ہے لیکن انہیں جہاد میں شریک ہونا پڑے گا۔ اگر وہ لوگ اس سے بھی انکار کر دیں تو تم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے ان کے ساتھ جنگ شروع کرو پھر تم اگر کسی قلعے کا محاصرہ کرو اور قلعہ والے تم سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ مانگیں تو تم انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر پناہ نہ دینا بلکہ تم اپنی طرف سے اور اپنے لشکر کی طرف سے پناہ دینا کیونکہ اگر تم عہد شکنی کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر دیے گئے پیمانے کو توڑنے کے مقابلے میں تمہارا اپنے پیمانے کو توڑنا بہتر ہے اسی طرح اگر وہ لوگ یہ کہیں: تم ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرو تو تم ایسا نہ کرنا بلکہ اپنے ذاتی فیصلے کے مطابق فیصلہ کرنا کیونکہ تم یہ بات نہیں جانتے کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے؟ اور کیا تم اس کے مطابق فیصلہ کر رہے ہو یا نہیں؟ (راوی کو شک ہے یا شاید اسی کی مانند کچھ منقول ہے)۔

اس بارے میں حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

وہ اس بات کا انکار کریں تو تم ان سے جزیہ وصول کرنا اگر وہ اس کا بھی انکار کریں تو تم ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا۔

وکیچ اور دیگر راویوں نے سفیان کے حوالے سے اس طرح نقل کیا ہے۔

محمد بن بشار کے علاوہ دیگر راویوں نے اسے عبد الرحمن بن مہدی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں جزیہ کا تذکرہ کیا ہے۔

1543 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ

1543- اخرجہ مسلم (2/240، 241) ابی) کتاب الصلوٰۃ، باب: الامساك عن الاغارة على قوم في دار الكفر، حدیث

(382/9) و ابو داؤد (2/49) کتاب الجهاد، باب: في دعاء الشركين، حدیث (2634) من طريق حماد بن سلمة عن ثابت عن

انس به۔

انسِ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُغَيِّرُ إِلَّا عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَإِنْ سَمِعَ آذَانَ أَمْسَكَ وَإِلَّا أَعَارَ فَاسْتَمَعَ ذَاتَ يَوْمٍ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ عَلَى الْفِطْرَةِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ خَرَجْتُ مِنَ النَّارِ

اسناد دیگر: قَالَ الْحَسَنُ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کے وقت حملہ کیا کرتے تھے اگر آپ کو وہاں سے اذان کی آواز آ جاتی تھی تو آپ حملے سے رک جاتے تھے ورنہ حملہ کر دیتے تھے۔ ایک دن آپ نے غور سے سننے کی کوشش کی تو آپ کو ایک شخص کی آواز سنائی دی جو اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ فطرت پر ہے۔ اس شخص نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جہنم سے نکل گئے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مجاہدین کے لیے خصوصی ہدایات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مجاہدین کو جہاد کے لیے روانہ کرتے تو ہدایات سے نوازتے تھے جن کی تفصیل احادیث باب میں موجود ہے، تاہم ان میں سے چند خصوصی ہدایات بالترتیب درج ذیل ہیں:

۱- دعوت اسلام دینا: کفار سے جہاد کا آغاز کرنے سے قبل انہیں دعوت اسلام دی جائے تاکہ وہ دارالاسلام میں شامل ہو جائیں اور مجاہدین کے ساتھ مل کر دشمن سے جہاد کریں۔ اس بات کو تسلیم کرنے پر انہیں مال فئی اور مال غنیمت سے مجاہدین کی طرح حصہ دیا جائے گا۔ اگر وہ ہجرت کر کے دارالاسلام میں آنا پسند نہ کریں بلکہ اپنے وطن میں رہنا چاہیں تو ان پر اسلامی عبادات فوراً نافذ ہو جائیں گی یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ اگر وہ جہاد میں شامل ہوں گے تو انہیں مال فئی اور مال غنیمت سے حصہ ملے گا ورنہ نہیں۔

۲- اسلامی حکومت کی ماتحتی قبول کرنا: اگر دشمن اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے تو اسے اسلامی حکومت کی ماتحتی قبول کرنے کی دعوت دی جائے گی۔ اگر وہ ماتحتی قبول کر لیں تو ان پر جزیہ نافذ کیا جائے گا۔ انہیں آگاہ کیا جائے کہ جزیہ کی ادائیگی ان کے لیے بہتر نہیں ہوگی۔ اس طرح ممکن ہے کہ وہ پہلی بات پر آجائیں اور اسلام قبول کر لیں۔

۳- اگر دشمن دعوت اسلام اور اسلامی حکومت کی ماتحتی دونوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے تو ان سے جہاد کیا جائے گا۔

کتاب فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ

فضائل جہاد کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْجِهَادِ

باب 1: جہاد کی فضیلت

1544 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ

متن حدیث: قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ إِنَّكُمْ لَا تَسْتَطِيعُونَهُ فَرَدُّوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ لَا تَسْتَطِيعُونَهُ فَقَالَ فِي الثَّلَاثَةِ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَثَلُ الْقَائِمِ الصَّائِمِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الشِّفَاءِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبَشَةَ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ مَالِكٍ الْبَهْرِيَّةِ

وَأَنَسٍ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرض کی گئی: یا رسول اللہ! کون سی چیز جہاد کے برابر ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کی استطاعت نہیں رکھو گے لوگوں نے دو تین مرتبہ اس سوال کو دہرایا، نبی اکرم ﷺ نے ہر مرتبہ یہی ارشاد فرمایا: تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے، پھر آپ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال اس روزہ دار اور نفل پڑھنے والے کی طرح ہے جو اپنی نماز میں کوئی وقفہ نہیں کرتا اور روزے میں کوئی وقفہ نہیں کرتا اس وقت تک جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا واپس نہ آجائے۔

اس بارے میں حضرت شفاء رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، سیدہ ام

1544- اخرجہ البخاری (6/6) کتاب الجہاد والسير، باب: فصل الجہاد، حدیث (2785) (8/6) کتاب الجہاد والسير،

باب: افضل الناس مؤمن مجاہد بنفسه وماله في سبيل الله - حدیث (2786) ومسلم (603/6) کتاب الامارة: باب: فضل

الشهادة في سبيل الله تعالى، حدیث (1878/110) والنسائي (19/6) کتاب الجہاد باب: مثل المجاہد في سبيل الله

واحد (324/2، 344، 359) من طريق ذكوان ابو صالح ابي هريرة به.

مالک بہزیہ رضی اللہ عنہما، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

1545 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزْرِيعٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي مَرْزُوقُ أَبُو

بَكْرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَادِيَ يَعْزِي يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ هُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ إِنْ قَبَضَتْهُ أَوْ رَثَتْهُ الْجَنَّةَ
وَإِنْ رَجَعَتْهُ رَجَعَتْهُ بِأَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

قَالَ هُوَ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی ذمہ داری مجھ پر ہے، اگر میں نے اس کی روح کو قبض کر لیا تو میں اسے جنت کا وارث کروں گا، اور اگر میں نے اسے (اس کے گھر) واپس بھیجا تو اسے اجر (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) غنیمت کے ہمراہ بھیجوں گا۔
امام ترمذی رحمہ اللہ یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”صحیح غریب“ ہے۔

شرح

جہاد کی فضیلت و اہمیت

لفظ: ”جہاد“ جہد سے بنا ہے، جس کا شرعی اور اصطلاحی معنی ہے: اعلیٰ کلمۃ الحق اور اسلام کی سر بلندی کے لیے دشمن سے لڑنا۔ جہاد کی عظام اور فرضیت کی شرائط وغیرہ کی تفصیلی بحث ”کتاب السیر“ کے آغاز میں گزر چکی ہے۔ لہذا وہاں بار دیگر مطالعہ فرمائیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے برابر بھی کوئی عمل ہے؟ آپ کی طرف سے جواب دیا گیا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ جب سائل نے اصرار کی حد تک سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ایسا صائم جو روزہ میں سستی نہ کرے اور قائم جو نماز کی ادائیگی میں سستی نہ کرے، مجاہد فی سبیل اللہ کی مثل ہے۔

سوال: پہلی حدیث باب میں تشبیہ مقلوبی بیان کی گئی ہے یعنی سائل نے ایسے عمل کے بارے میں دریافت کیا تھا جو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو، جواب میں عمل کو مشبہ جبکہ جہاد کو مشبہ بہ بنانا چاہیے تھا لیکن حدیث میں مجاہد کو مشبہ اور صائم و قائم کو مشبہ بہ بنایا گیا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: (۱) مشبہ بہ کا مشبہ سے زیادہ واضح ہونا ضروری ہے۔ مجاہد کا حال عند الناس زیادہ واضح نہیں تھا خواہ لوگ اس کی فضیلت و برتری کو جانتے ہیں مگر اجمالی طور پر نہ کہ تفصیلاً جبکہ اس کے مقابل صائم اور قائم کی برتری لوگ خوب جانتے ہیں اور تسلیم

بھی کرتے ہیں (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہد کو صائم اور قائم کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی تاکہ سائل کا جواب بھی ہو جائے اور مجاہد کا حال بھی عیاں ہو جائے۔ (رحمۃ اللہ الواسعہ ج ۵ ص ۳۸۴)

احادیث باب میں فضیلت جہاد بیان کی گئی ہے۔ دوسری حدیث باب دراصل حدیث قدسی ہے جس میں مجاہد اور شہید دونوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری راہ میں جہاد کرتا ہے میں اسے دو انعامات میں سے ایک کے ساتھ ضرور نوازتا ہوں: (۱) اگر وہ جام شہادت نوش کرتا ہے تو اسے جنت سے سرفراز کر دیتا ہوں (۲) اگر وہ جہاد کے بعد اپنے گھر واپس لوٹ آتا ہے تو اسے اجر و ثواب یا مال غنیمت سے نوازتا ہوں۔ گویا مانعہ الخلو کی طرح مجاہد کے لیے ثواب و مال غنیمت دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں یا انفرادی طور پر بھی عطاء کیے جاسکتے ہیں۔ کثیر روایات سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار اللہ تعالیٰ سے جام شہادت نوش کرنے کی دعا فرمائی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا

باب 2: جو شخص پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جائے اس کی فضیلت

1546 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مَالِكِ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالََةَ بْنَ عَبِيدٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَجَابِرِ حَكَمٌ حَدِيثٌ: وَوَحْدَيْتُ فَضَالََةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابوہانی خولانی یہ بات بیان کرتے ہیں: عمرو بن مالک جنبی نے انہیں یہ بتایا ہے: انہوں نے حضرت فضالہ بن عبید کو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ہر مرنے والے شخص کا عمل ختم ہو جاتا ہے ماسوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو اس شخص کا عمل قیامت تک چلتا رہتا ہے اور وہ شخص قبر کی آزمائش سے محفوظ رہتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مجاہد وہ شخص ہے جو اپنی جان کے ساتھ جہاد کرے اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے منقول روایت ”حسن صحیح“ ہے۔

1546- اخرجه ابو داؤد (12/2) كتاب الجهاد، باب: في فضل الرباط حدیث (2500) واحد (22/20/6) من طریق ابی ہانیء عن عمرو بن مالك الجنبی عن فضالة به۔

شرح

سرحد کا پہرہ دینے والے کی فضیلت

لفظ: ”مرا مطہ اور رباط“ دونوں مترادف ہیں ان کا معنی ہے: پہرہ دینا، سرحد پر رہائش پذیر ہونا۔ زمانہ قدیم میں سرحدوں پر پہرہ دینے والے فوجی وظیفہ خوار نہیں تھے بلکہ محض رضاء الہی کے لیے اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔ سرحد کا پہرہ دینے والے کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں: (۱) وطن عزیز کی سرحد کا پہرہ دینا آسان و سہل ہے، کیونکہ وہاں کچھ کرنا نہیں پڑتا، صرف پڑا رہنا ہے اور اگر دشمن حملہ آور ہوتا ہے تو اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ (۲) ایک اعتبار سے سرحد کا پہرہ دینا دشوار سا کام بھی ہے، کیونکہ ایک طویل عرصہ تک اہل خانہ سے دور رہنا پڑتا ہے، کاروبار ٹھپ ہو جاتا ہے اور کوئی وظیفہ وغیرہ نہیں ملتا۔ تاہم پہرہ داری کے مقابل جہاد آسان ترین عمل ہے، کیونکہ یہ طویل عرصہ پر مشتمل عمل نہیں ہوتا، بلکہ چند ایام کا عمل ہوتا ہے اور مال غنیمت کی شکل میں اس سے مالی منفعت بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ ایک اعتبار سے جہاد مشکل ترین عمل ہے، کیونکہ مجاہد جان ہاتھ میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسلام کی سر بلندی کے لیے نکلتا ہے۔ یہی وجہ ہے جہاد کے فضائل قرآن و سنت میں تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

حدیث باب میں سرحد کا پہرہ دینے والے کی دو طرح سے فضیلت بیان کی گئی ہے: (۱) پہرہ دار کی وفات کے بعد تاقیامت اس کے عمل کا اجر و ثواب جاری رہتا ہے۔ (۲) اسے قبر کی آزمائش اور پریشانی سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

سوال: ایک حدیث میں یوں بیان ہوا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین اعمال کا ثواب پھر بھی جاری رہتا ہے: (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم مفید (۳) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ حدیث باب میں ایک عمل کا ذکر ہے یعنی پہرہ دینے کا ثواب تاقیامت جاری رہتا ہے تو اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: حدیث باب سے مراد ہے کہ سرحد پر پہرہ دینے والے کا عمل وفات کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تینوں اعمال جاری نہیں رہتے مگر ان کا ثواب جاری رہتا ہے۔ عمل کے جاری رہنے اور ثواب کے جاری رہنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

فائدہ نافعہ: اپنے نفس سے جہاد کرنے والے کو بھی مجاہد کہا جاتا ہے اور اس کا جہاد جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہاد سے فراغت پر لوٹے تو جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا: *رجعنا من الجہاد الا صغر الی الجہاد الا کبر*۔ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہیں۔ یعنی اپنی نفس سے جہاد جہاد اکبر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب 3: اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کے دوران) روزہ رکھنے کی فضیلت

1547 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

أَنْهَمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ زَحَزَحَهُ اللَّهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا أَحَدُهُمَا يَقُولُ سَبْعِينَ
 وَالْآخَرُ يَقُولُ أَرْبَعِينَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ
 تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو الْأَسْوَدِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلِ الْأَسَدِيِّ الْمَدَنِيِّ
 فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَنْسٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي أَمَامَةَ
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن
 روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس کی مسافت تک دور کر دے گا۔
 ایک روایت میں ستر کا لفظ ہے اور دوسری روایت میں چالیس کا لفظ ہے۔
 یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

ابو اسود نامی راوی کا نام محمد بن عبد الرحمن بن نوفل اسدی مدنی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے

احادیث منقول ہیں۔

1548 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ حَدَّثَنَا
 سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ
 عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ الزُّرْقِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا يَصُومُ عَبْدٌ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا
 حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کرتے
 ہوئے) ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی وجہ سے اسے جہنم سے ستر برس کے فاصلے پر دور کر دے گا۔
 امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1548- اخرجہ البخاری (56/6) کتاب الجهاد والسير، باب: فضل الصوم في سبيل الله حديث (2840) ومسلم
 (102/101/4) كتاب الصيام، باب: فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه بلا ضرر ولا تفويت حق، حديث
 (1153/168/167) والنسائي (173/4) كتاب الصيام، باب: ثواب من صام في سبيل الله عزوجل وذكر الاختلاف
 والدارمي (202/2) كتاب الجهاد، باب: من صام يوما في سبيل الله عزوجل وابن خزيمة (297/3) كتاب الصيام، باب:
 ذكر الخبر المفسر للفظه الجملة التي ذكرتها- حديث (2113) وعبد بن حميد ص (301) حديث (977) واحمد (83/3)
 وابن ماجه (547/1) كتاب الصيام، باب: صيام يوم في سبيل الله، حديث (1717) عن النعمان بن ابي عياش الزرقى، عن ابي
 سعيد الخدرى به.

1549 سند حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان اتنی بڑی خندق بنا دے گا جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

یہ حدیث حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

مجاہد فی سبیل اللہ کے روزہ کی فضیلت

حیات انسانی جہد مسلسل سے عبارت ہے اور وہ بلا انقطاع امور کو انجام دینے کا عادی ہے۔ یہ بات اس مشہور حدیث سے بھی عیاں ہے: الحال المرحل یعنی انسان ایک ایسا مسافر ہے جو کسی منزل پر اترتے ہی دوسرے سفر کا آغاز کر دیتا ہے۔ حیات مسلم مجموعہ اعمال کا نام ہے۔ وہ بیک وقت متعدد اعمال انجام دے سکتا ہے مثلاً تاجر اپنے جوارح کے ساتھ تجارت کے ساتھ زبان سے ذکر الہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں مشہور ارشاد ربانی ہے: رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله. ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت کرنا ذکر الہی سے غافل نہیں کر سکتا۔

جہاد ایک عظیم عمل عبادت ہے لیکن مجاہد اس کے ساتھ متعدد عبادات کو جمع کر سکتا ہے مثلاً روزہ اور ذکر الہی۔ روایات سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بلندی پر چڑھتے یا اترتے تو ذکر الہی میں مصروف ہو جاتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ کی پیروی میں ایسا کیا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب لشکر جمدان پہاڑ سے گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمدان (پہاڑ) آگیا جبکہ مفردین آگے نکل چکے ہیں۔ صحابہ نے دریافت کیا مفردین کون لوگ ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ مردوزن ہیں جو سفر جہاد کے دوران ہمہ وقت ذکر الہی میں مشغول ہونے کے باعث دوسروں سے آگے نکل جاتے ہیں۔ عمل جہاد کے ساتھ جو دوسری عبادت جمع ہو سکتی ہے وہ روزہ ہے۔ سفر جہاد کے دوران روزہ رکھنے کی فضیلت کے حوالے سے تین احادیث باب نقلی کی گئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ مجاہد جو سفر جہاد کے دوران روزہ رکھتا ہے اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دیا جاتا ہے یا زمین و آسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے اتنا دور کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر سفر جہاد کے دوران روزہ رکھنے سے کمزوری وضعف لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو مجاہد روزہ سے اجتناب کرے تاکہ میدان جہاد میں جو ہر دکھانے میں کمی محسوس نہ کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب 4: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

1550 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الرَّكِيِّ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمِيَلَةَ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الرَّكِيِّ بْنِ الرَّبِيعِ

﴿﴾ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی

ایک چیز خرچ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اسے سات سو گنا ثواب عطا کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف رکین بن ربیع سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔

1551 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ

الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمِ الطَّائِيِّ

متن حدیث: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ خِدْمَةُ عَبْدٍ فِي سَبِيلِ

اللَّهِ أَوْ ظِلٌّ فَسَطَاطٍ أَوْ طُرُوقَةٌ فَحُلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ هَذَا الْحَدِيثُ مُرْسَلًا وَخَوْلَفَ زَيْدُ

فِي بَعْضِ إِسْنَادِهِ

﴿﴾ حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: کون سا صدقہ زیادہ

فضیلت رکھتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندے کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خدمت کرنا (یعنی اپنے ساتھیوں کی کام کاج میں مدد

کرنا، یہاں یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے: اللہ کی راہ میں اپنے غلام کی خدمات دینا) یا سائے کے لیے خیمہ لگا دینا، یا جوان اونٹنی کو اللہ تعالیٰ

کی راہ میں دینا۔

معاویہ بن صالح کے حوالے سے اس روایت کو ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا گیا ہے۔

اس کی سند میں زید نامی راوی سے اختلاف کیا گیا ہے۔

1550- اخرجہ النسائی (49/6) کتاب الجهاد، باب: فضل النفقة في سبيل الله تعالى واحد (345/4) عن الركين بن

الربيع عن عميلة الفزاري عن ابيه عن يسير بن عميلة عن خریم بن فاتك به.

1552 قَالَ وَرَوَى الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَ: أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلٌّ فَسَطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَنْ مَنَعَ خَادِمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ طَرَوْقَةً فَحَلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَهُوَ أَصَحُّ عِنْدِي مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ

ولید بن جمیل نے اس روایت کو قاسم ابو عبد الرحمن کے حوالے سے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے زیادہ فضیلت رکھنے والا صدقہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیمے کا سایہ فراہم کرنا ہے اور کسی خادم کو معاوضے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا ہے یا کسی اونٹنی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

میرے نزدیک یہ روایت معاویہ بن صالح سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دولت خرچ کرنے کی فضیلت

قرآن و حدیث میں جا بجا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دولت خرچ کرنے کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے اور مواقع کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس کا اجر و ثواب بھی مختلف بیان کیا گیا ہے۔ فتح مکہ سے قبل مجاہدین اور مسلمانوں کو اموال کی شدید ضرورت تھی نسبت فتح مکہ کے بعد کے اس لیے اس کا اجر و ثواب بھی زیادہ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور لڑے۔ (الحمد: ۱۰)

اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے عمل خیر کا اجر و ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بیان کیا گیا لیکن دو اعمال کا اجر و ثواب اس ضابطہ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے:

۱- روزہ: یہ وہ عظیم ریاضت ہے جس کا اجر و ثواب دس گنا سے شروع ہو جاتا ہے لیکن زیادہ کی کوئی انتہا حد نہیں ہے۔ حدیث قدسی میں یوں بھی فرمایا گیا: الصوم لی وانا اجزی بہ۔ یعنی روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر و ثواب میں خود ہوں۔

۲- انفاق فی سبیل اللہ: انفاق فی سبیل اللہ کا اجر و ثواب سات سو سے شروع ہوتا ہے۔ (البقرہ: ۲۶۱) جبکہ زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا

باب 5: جو شخص کسی غازی کو سامان فراہم کرے

1553 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو زَكْرِيَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی غازی کو سامان فراہم کرے تو اس شخص نے بھی گویا جنگ میں حصہ لیا اور جو شخص غازی کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کا خیال رکھے اس نے بھی جنگ میں حصہ لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دوسرے حوالے سے منقول ہے۔

1554 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ

خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں

جنگ کرنے والوں کو سامان فراہم کرے تو اس نے بھی جنگ میں شرکت کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

1553- اخراجہ البخاری (59-58/6) کتاب الجهاد والسير: باب: من فضل من جهز غازیاً او خلفه بخیر، حدیث

(2843) ومسلم (629/6) کتاب الامارۃ، باب: فضل اعانة الغازی فی سبیل اللہ بمرکوب وغیرہ۔ حدیث (1895/136)

وابو داؤد (15/2) کتاب الجهاد، باب: ما یجزی من الغزو حدیث (2509) والنسائی (46/6) کتاب الجهاد، باب: فضل من

جهز غازیاً، وعبد بن حمید (117) حدیث (277) واحمد (117-116/4) عن بسر بن سعید عن زید بن خالد الجهنی به۔

1555 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی غازی کو سامان فراہم کرے اس نے ہی جنگ میں شرکت کی یا اس کے گھروالوں کا (اس کی غیر موجودگی میں) خیال رکھے اس نے بھی جنگ میں شرکت کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

غازی کو سامان فراہم کرنے کی فضیلت

ثواب کی دو اقسام ہیں: (۱) اصلی ثواب (۲) فضلی ثواب۔ وہ تمام روایات جو اجر و ثواب پر مشتمل ہیں ان میں یہی دو ثواب بیان ہوئے ہیں۔ اصلی ثواب کا اصلی ثواب سے اور فضلی ثواب کا فضلی ثواب سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً سورہ اخلاص کی تلاوت کا تہائی قرآن کے برابر ثواب، یہ فضلی ثواب ہے جبکہ باقاعدہ تہائی قرآن کی تلاوت کا اصلی ثواب اور فضلی ثواب کا حساب لگانا منسفل ہے۔ علیٰ ہذا القیاس یہاں مجاہد کو ساز و سامان فراہم کرنے اور اس کے اہل خانہ کی خبر گیری کرنے کا فضلی ثواب جہاد فی سبیل اللہ کے اجر و ثواب کے برابر ہے لیکن مجاہد کا اصلی ثواب اور فضلی ثواب بہت زیادہ ہے جس کا حساب لگانا مشکل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب 6: جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں اس کی فضیلت

1556 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ
متن حدیث: قَالَ لِحَقْنِي عَبَايَةَ بْنُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَأَنَا مَاشٍ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَبَشْرُ فَإِنَّ خُطَاكَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ سَمِعْتُ أَبَا عَبْسٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُمَا حَرَامٌ عَلَى النَّارِ

1556- اخرجہ البخاری (35/6) کتاب الجهاد والسير باب: من اغبرت قدماء في سبيل الله - حديث (2811) والاساني (14/6) كتاب الجهاد باب: ثواب من اغبرت قدماء في سبيل الله واحد (479/3) عن يزيد بن ابى مریم قال: حدثنا عبایة بن رفاعہ عن ابى عباس عبد الرحمن به۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو عَبْسٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَبْرِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَرَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ رَجُلٌ شَامِيٌّ رَوَى عَنْهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَيَحْيَى بْنُ حَمَزَةَ وَغَيْرُ

وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الشَّامِ وَبُرَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ كُوفِيٌّ أَبُوهُ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْمُهُ مَالِكُ

بْنُ رَبِيعَةَ وَبُرَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ سَمِعَ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَرَوَى عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَبُو اسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ

وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ وَيُونُسُ بْنُ أَبِي اسْحَقَ وَشُعْبَةُ أَحَادِيثٌ

حضرت برید بن ابومریم بیان کرتے ہیں: حضرت عبایہ بن رفاعہ رضی اللہ عنہ کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی میں اس وقت جمعہ کے

لیے جا رہا تھا انہوں نے فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ تمہارے قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہیں۔ میں نے حضرت ابو عبس کو یہ بیان

کرتے ہوئے سنا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں تو یہ دونوں

پاؤں جہنم پر حرام ہوں گے۔

یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

ابو عبس نامی راوی کا نام عبدالرحمن بن جبر ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے احادیث منقول ہیں۔

یزید بن ابومریم یہ شام کے رہنے والے ہیں۔

ولید بن مسلم، یحییٰ بن حمزہ اور دیگر شام کے رہنے والے حضرات نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

برید بن ابومریم کوفہ کے رہنے والے ہیں ان کے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور ان کا نام مالک بن ربیعہ ہے۔

برید بن ابومریم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ابو اسحاق ہمدانی، عطاء بن سائب، یونس بن ابواسحاق اور شعبہ نے یزید بن ابومریم کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

جہاد میں گرواؤں کو لود ہونے والے قدموں کی فضیلت

اگر حدیث باب کو عام رکھیں تو اس کا مصداق یہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں: (۱) وہ معلم جو رضا الہی کے لیے علم دین حاصل کرنے

(۲) وہ معلم جو وظیفہ و خدمت سے بالاتر ہو کر محض خوشنودی باری تعالیٰ کے لیے تدریسی خدمات انجام دے (۳) وہ مبلغ جو اصلاح

امت کے جذبہ سے سرشار ہو کر تبلیغ کرے (۴) وہ مصنف جو عوض و معاوضہ سے آزاد ہو کر اپنا قلم حرکت میں لائے۔ (۵) وہ مرشد

کامل جو اصلاح نفس اور دارین کی فلاح کے لیے روحانیت کا درس دے (۶) وہ ناشر جو دنیوی مفادات سے برتر ہو کر قرآن و تقاسیم

احادیث فقہیات، سیر، سوانح اولیاء اور دیگر علوم و فنون پر مشتمل کتب کی اشاعت و طباعت کرے۔ اگر اس روایت کو خاص کر دیا جائے

تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ جس مجاہد کے قدم جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اٹھے تو اس کی مغفرت کی جاتی ہے اور اس پر جہنم کی آگ حرام کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْغُبَارِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب 7: اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار کی فضیلت

1557 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمَسْعُودِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَيْسَى ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي

سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ مَوْلَى أَبِي

طَلْحَةَ مَدَنِيٌّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے

روئے وہ اس وقت تک جہنم میں داخل نہیں ہوگا جب تک دودھ واپس تھن میں نہ چلا جائے۔ (یعنی یہ ناممکن ہے) اور اللہ تعالیٰ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

محمد بن عبد الرحمن نامی راوی ابو طلحہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

شرح

اللہ کی راہ میں غبار آلود ہونے کی فضیلت

مجاہد کو میدان جہاد میں اور دوران سفر گرد و غبار سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں بھی اس کے لیے اجر و ثواب رکھا ہے۔ اس کا اجر یہ ہے کہ ایسا شخص کبھی جہنم میں نہیں جاسکتا۔ اس کا جہنم میں داخل ہونا اسی طرح مشکل ہے جس طرح جانور کا دودھ یا ہوا دودھ واپس پستانوں میں جانا مشکل ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ غبار آلود شخص کا جسم اور آتش جہنم دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ (جامع ترمذی جلد ثانی ص ۵۵)

1557- اخرجه النسائي (12/6) كتاب الجهاد، باب: فضل من عمل في سبيل الله على قدمه وابن ماجه (927/2) كتاب الجهاد، باب: الخروج في التفسير، حديث (2774) والحيدي (466/2) حديث (1091) واحمد (505/2) عن محمد بن عبد الرحمن مولى آل طلحة عن عيسى بن طلحة عن ابي هريرة به.

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب 8: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں بوڑھا ہو جائے

1558 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ أَنَّ شَرْحَبِيلَ بْنَ السَّمْطِ قَالَ يَا كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْذَرُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: وَوَحْدَيْتُ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اختلاف سند: هَكَذَا رَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ

أَبِي الْجَعْدِ وَأَدْخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ فِي الْإِسْنَادِ رَجُلًا

وَيُقَالُ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ وَيُقَالُ مُرَّةُ بْنُ كَعْبِ الْبَهْرِيِّ وَالْمَعْرُوفُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُرَّةُ بْنُ كَعْبِ الْبَهْرِيِّ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ

سالم بن ابوالجعد بیان کرتے ہیں: شرحبیل بن سمط نے کہا: اے کعب بن مرہ! ہمیں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے کوئی

حدیث سنائیے اور احتیاط سے تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مسلمان ہونے کی

حالت میں بوڑھا ہو جائے تو یہ بڑھا پا اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔

اس بارے میں حضرت فضالہ بن عبید اللہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ

سے منقول روایت حسن ہے۔

اعمش نے اسے عمرو بن مرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت منصور کے حوالے سے سالم بن ابوالجعد کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔ تاہم اس کی سند میں ان کے اور حضرت

کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک صاحب کا تذکرہ ہے۔

ایک روایت کے مطابق راوی کا نام کعب بن مرہ ہے اور ایک روایت کے مطابق ان کا نام مرہ بن کعب ہے اور یہ نبی

اکرم ﷺ کے صحابی ہونے کے حوالے سے معروف ہیں۔

مرہ بن کعب بہری نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

1559 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمُرَوِّزِيُّ أَخْبَرَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحِ الْجَمَّاصِيِّ عَنْ بَقِيَّةَ عَنْ

1558- اخرجہ النسائی (27/6) کتاب الجهاد، باب: ثواب من رمى سهم في سبيل الله عزوجل، واحد (235/4) قالوا:

حدثنا ابو معاوية قال حدثنا الاعمش عن عمرو بن مره عن سالم بن ابى الجعد من شرحبيل بن السمط عن كعب بن مره به.

بِحَيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

تَوْحِيحُ رَاوِي: وَحَيُّوَةُ بْنُ شُرَيْحِ بْنِ يَزِيدَ الْحَمَّصِيُّ

﴿﴾ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں بوڑھا

ہو جائے تو یہ بڑھا پا قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

حیوۃ بن شریح نامی راوی حیوۃ بن شریح ابن یزید حمصی ہیں۔

شرح

اللہ کی راہ میں بوڑھا ہونے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے کوئی بھی شخص مذہبی و دینی خدمات انجام دیتا ہو بوڑھا ہو جائے یعنی سر کے بال سفید ہو جائیں تو قیامت کے دن اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور عطا کیا جائیگا جو دوسرے لوگوں میں اس کے لیے امتیازی اعزاز ہوگا۔ اسی طرح جس شخص نے نماز جوانی سے لے کر بڑھاپے تک ایک طویل عرصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے گزار دیا تو قیامت کے دن اسے بھی نور عطا کیا جائے گا۔ من جانب اللہ نور عطا کیا جانا اس کی جوانی اللہ تعالیٰ کی راہ میں یا کسی دینی خدمت انجام دیتے ہوئے گزارنے کے سبب ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب 9: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک گھوڑا دے

1560 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَبَسَ الْخَيْلَ مَعْقُودًا فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةِ هِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ

سِتْرٌ وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَعِدُّهَا لَهُ هِيَ لَهُ أَجْرٌ لَا يَغِيبُ فِي

1559- اخرجہ النسائی (31/2) کتاب الساجد، باب: افضل فی بناء الساجد مختصر، واحد (386/4) قال: حدثنا بقية عن

بجیر بن سعد عن خالد بن معدان عن کثیر بن مرۃ عن عمرو بن عبسۃ بہ۔

1560- اخرجہ النسائی (215/6) کتاب الخیل: باب- وابن ماجہ (932/2) کتاب الجہاد، باب: ارتباط الخیل فی سبیل

اللہ، حدیث (2788) واحد (383/2) عن سهیل بن ابی صالح عن ابی صالح عن ابی هريرة بہ۔

تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکتا ہے تو یہ اس کے لیے غلام آزاد کرنے کے برابر ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

ابو یحییٰ نامی راوی عمرو بن عبسہ سلمیٰ ہیں۔

عبداللہ بن ازرق نامی راوی عبداللہ بن زید ہیں۔

شرح

اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت

تیر کے استعمال کا مقصد دشمن کو مرعوب و معقوب کرنا ہے جس سے کفر اور ظلم کا خاتمہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اس سے رضاء الہی کا حصول بھی ممکن ہے۔ اس سے تیر اور تیر اندازی کی فضیلت بڑھ جاتی ہے۔ زبان نبوت سے اعلان ہوا کہ ایک تیر کے سبب تین آدمی جنت میں داخل ہوں گے (۱) تیر بنانے والا (۲) تیر اندازی کرنے والا (۳) تیر پکڑانے والا۔ علاوہ ازیں دوسری حدیث باب سے بھی تیر اندازی کی فضیلت عیاں ہوتی ہے کہ تیر اندازی کر نیوالے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْحَرَسِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب 11: اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

1563 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ رُزَيْقٍ أَبُو شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَأَبِي رِيحَانَةَ

حکم حدیث: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شُعَيْبِ بْنِ رُزَيْقٍ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: دو طرح کی

آنکھوں کو جہنم نہیں چھو سکے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو پڑے اور ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزار دے۔

اس بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف شعیب بن رزیق نامی راوی کی روایت کے طور

پر جانتے ہیں۔

شرح

اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

اسلامی سلطنت کی سرحد کا پہرہ دینے کو عربی زبان میں مرابطہ یا رباط کہا جاتا ہے جبکہ لشکر کے ساز و سامان کی نگرانی کرنے کو ”حرس“ کہا جاتا ہے۔ حدیث باب میں دو آنکھوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ انہیں دوزخ کی آگ نہیں جلا سکے گی۔ (۱) وہ آنکھ جو خوف خدا کی وجہ سے آنسو بہاتی ہے۔ (۲) وہ آنکھ جو اسلامی سلطنت کی سرحد کا پہرہ دیتے ہوئے بیدار رہتی ہے۔ دراصل دو آنکھوں کے ذکر سے مراد دو آدمی ہیں؛ کیونکہ آنکھ آدمی سے جدا نہیں ہوتی بلکہ اس کا حصہ ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ دو شخصوں کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جنت میں داخل کر دیے جاتے ہیں جبکہ جہنم کی آگ ان پر حرام کر دی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ الشُّهَدَاءِ

باب 12: شہید کے ثواب کا بیان

1564 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ طَلْحَةَ الْيَرْبُوعِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَكْفِرُ كُلَّ خَطِيئَةٍ فَقَالَ جَبْرِيلُ إِلَّا الدِّينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الدِّينَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيَّاشٍ: وَفِي الْبَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَذَا الشَّيْخِ قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِي: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ أَرَى أَنَّهُ أَرَادَ حَدِيثَ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَسْرُهُ أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الدُّنْيَا إِلَّا الشَّهِيدُ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جانا ہر گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے؛ جبریل نے یہ بات بتائی: صرف قرض معاف نہیں ہوتا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صرف قرض معاف نہیں ہوتا۔

اس بارے میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف ابو بکر نامی راوی سے منقول ہونے کے طور پر اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا، تو انہیں اس کا پتہ نہیں تھا انہوں نے کہا میرا یہ خیال ہے: ان کی مراد حمید نامی راوی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کردہ روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اہل جنت میں سے کسی بھی شخص کو یہ آرزو نہیں ہوگی کہ وہ واپس دنیا میں جائے صرف شہید ہی یہ آرزو کرے گا۔

1565 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ

كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي طَيْرٍ خَضِرٍ تَعْلُقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ أَوْ شَجَرِ الْجَنَّةِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت کعب بن مالک کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: شہداء کی ارواح

سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں اور وہ جنت کے پھلوں (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جنت کے درختوں سے کھاتی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1566 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ

أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَامِرِ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: عُرِضَ عَلَيَّ أَوْلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ شَهِيدٌ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ وَعَبْدٌ أَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ

وَنَصَحَ لِمَوَالِيهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں داخل ہونے والے پہلے تین

(قسم کے) افراد کو میرے سامنے پیش کیا گیا، (ایک) شہید (دوسرا) وہ پاکدامن شخص جو حرام کے ارتکاب سے بچتا ہو اور (تیسرا) وہ

غلام ہوگا، جو بہتر طریقے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو اور اپنے آقا کے حقوق کا خیال رکھتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

1567 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1565- اخرجہ النسائی (108/4) کتاب الجنائز، باب: ارواح المؤمنین وابن ماجہ (1428/2) کتاب الزهد، باب: ذکر

القبر والبلی، حدیث (4271) ومالك (240/1) کتاب الجنائز، باب: جامع الجنائز، حدیث (49) الحمیدی (385/2) حدیث

(873) وعبد بن حمید (147) حدیث (147) حدیث (376) واحمد (386/6) عن الزهري عن عبد الرحمن بن كعب عن

كعب بن مالك به. 1567- اخرجہ البخاری (18/6) کتاب الجهاد، باب: الحور العين وصفتهن، حدیث (2795) وطرفه یف (2817) من طریق حمید عن انس به.

متن حدیث: اِنَّهُ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنْ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا إِلَّا الشَّهِيدُ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَسَنَ مِنَ الزُّهْرِيِّ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو بھی بندہ فوت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے تو وہ یہ پسند نہیں کرے گا کہ دوبارہ دنیا میں جائے اگرچہ اسے دنیا اور اس میں موجود ہر چیز مل جائے۔ صرف شہید ایسا شخص ہے (جو یہ آرزو کرے گا) کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت کو دیکھے گا تو وہ یہ آرزو کرے گا: وہ دوبارہ دنیا میں جائے اور اسے دوبارہ شہید کر دیا جائے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: عمرو بن دینار عمر میں زہری سے بڑے ہیں۔

شرح

شہداء کا اجر و ثواب

شہید اللہ تعالیٰ کی رضا، اعلاء کلمۃ الحق اور اسلام کے تحفظ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں اسے عظیم اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔ احادیث باب میں شہید کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

- ☆ قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔
- ☆ شہید کی روح فوراً جنت میں داخل ہو جاتی ہے اور جنت کے پھلوں سے لطف اندوز ہوتی ہے۔
- ☆ شہید بعد از شہادت دوبارہ زندہ ہونے اور جام شہادت نوش کرنے کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔
- ☆ جام شہادت نوش کرتے ہی شہید کو دیدار الہی کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔
- ☆ شہید کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی کیونکہ وہ زندہ ہوتا ہے اور باقاعدہ اللہ تعالیٰ کا رزق کھاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ

باب 13: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شہداء کی فضیلت

1568 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي يَزِيدَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ

1568- اخرجہ احمد (22/1) و عبد بن حمید ص (39) حدیث (27) عن عبد الله بن لهيعة بن عتبة الخضرمي عن عطاء بن دينار عن ابي يزيد الخولاني قال: سمعت فضالة بن عبيد عن عمر بن الخطاب به۔

فَصَالَةَ بَنِّ عُبَيْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :
 متن حدیث: الشَّهْدَاءُ أَرْبَعَةٌ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللَّهُ حَتَّى قُتِلَ فَذَلِكَ الَّذِي
 يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَعْيُنُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَكَذَا وَرَفَعَ رَأْسَهُ حَتَّى وَقَعَتْ قَلْنُسُوتُهُ قَالَ فَمَا أَدْرِي أَقَلْنُسُوتَهُ عُمَرَ أَرَادَ
 أَمْ قَلْنُسُوتَهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَكَأَنَّمَا ضُرِبَ جِلْدُهُ بِشَوْكٍ
 طُلِحَ مِنَ الْجُبْنِ آتَاهُ سَهْمٌ غَرِبَ فَفَتَلَهُ فَهُوَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا لَقِيَ
 الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللَّهُ حَتَّى قُتِلَ فَذَلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّلَاثَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ أَسْرَفَ عَلَى نَفْسِهِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللَّهُ
 حَتَّى قُتِلَ فَذَلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ
 قول امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ قَدْ رَوَى سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ
 دِينَارٍ وَقَالَ عَنْ أَشْيَاحٍ مِنْ خَوْلَانَ وَلَمْ يَذْكَرْ فِيهِ عَنْ أَبِي يَزِيدَ وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ دِينَارٍ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ
 ﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: شہید چار
 طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ مؤمن جس کا ایمان مضبوط ہو اور وہ دشمن سے مقابلہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے
 وعدے کو سچ ثابت کرنے اور شہید ہو جائے یہ وہ شخص ہے: قیامت کے دن لوگ نگاہیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھیں گے نبی
 اکرم ﷺ نے (عملی طور پر کر کے دکھایا) اس طرح اور پھر آپ کی ٹوپی گر گئی۔
 راوی بیان کرتے ہیں: مجھے یہ علم نہیں ہے: ٹوپی کرنے والے الفاظ کا تعلق نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
 ساتھ ہے۔

دوسرا وہ مؤمن شخص جس کا ایمان مضبوط ہو اور دشمن کے مقابلے میں خوف کی وجہ سے اس کی یہ کیفیت ہو کہ گویا اس کی جلد کو
 کانٹوں سے چھلنی کر دیا گیا ہے پھر ایک تیرا سے آ کر لگے اور وہ شہید ہو جائے۔
 تیسرا وہ مؤمن شخص جس کے نیک اور برے اعمال خلط ملط ہو چکے ہوں اور جب وہ دشمن کے سامنے آئے تو اس وقت اللہ
 تعالیٰ کے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے شہید ہو جائے یہ تیسرا درجہ ہے۔
 چوتھا وہ مؤمن شخص ہے جو گنہگار ہو لیکن اس کے باوجود دشمن کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے شہید کر
 دیا جائے یہ چوتھے درجے میں ہوگا۔
 یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عطاء بن دینار سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔
 امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: سعید بن ابویوب نے اس روایت
 کو عطاء بن دینار کے حوالے سے خولان سے تعلق رکھنے والے کچھ بزرگوں سے نقل کیا ہے تاہم انہوں نے اس کی سند میں ابویزید
 سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے: عطاء بن دینار سے روایت نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہداء کے مراتب:

شہداء بلکہ عام مسلمانوں میں بھی ایمان کے لحاظ سے تفاوت نہیں ہے، کیونکہ ایمان تصدیق قلب کا نام ہے جو سب میں یکساں ہوتا ہے۔ البتہ مسلمانوں کے ایمان میں تفاوت اعمالِ صالحہ کے سبب ہو سکتا ہے۔ اعمالِ صالحہ میں بھی دو چیزیں ہوتی ہیں: (۱) اوامر کو بجالانا، (۲) نواہی سے مکمل اجتناب کرنا۔ ان میں غفلت کی صورت بھی پیش آ سکتی ہے۔ شہداء میں تقویٰ اور شجاعت و بہادری کے اوصاف بھی ہوتے ہیں۔ حدیث باب میں شہداء کے چار درجات بیان کیے گئے ہیں:

۱- وہ جید ایمان والا شہید ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جم کر لڑتا ہے اور جامِ شہادت نوش کر جاتا ہے، اسے قیامت کے دن ایسا امتیازی مقام عطا کیا جائے گا کہ لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے۔

۲- وہ مضبوط ایمان والا شہید ہے کہ دشمن سے مقابلہ کے دوران اس کا جسم تیروں سے چھلنی ہو جائے پھر اچانک ایک تیر ایسا لگے جس سے وہ جامِ شہادت نوش کر جائے۔

۳- وہ شہید ہے جس سے کوئی معصیت ہو گئی ہو، پھر اس نے توبہ کر لی ہو اور دشمن سے لڑتا ہو اور جامِ شہادت نوش کر جائے۔

۴- وہ شہید ہے جس سے مسلسل معصیات کا صدور ہوا ہو پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید لگا کر اس کی راہ میں دشمن سے لڑتا ہو اور شہید ہو جائے۔

فائدہ نافعہ:

قَلَسَوْتَهُ کی ضمیر کے مرجع میں دو احتمال ہیں: (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید کا بلند و بالا مقام بیان کرتے ہوئے اپنا چہرہ اوپر اٹھایا تو آپ کے سر سے ٹوپی گر گئی۔ (۲) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے چہرہ اوپر اٹھایا تو ان کے سر سے ٹوپی الگ ہو کر گر گئی۔ دونوں صورتوں میں ٹوپی کے استعمال کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ فقط ٹوپی کا استعمال یا صرف عمامہ کا استعمال یا دونوں کو جمع کرنا سنت ہے۔ غیر مقلدین کو اس سلسلے میں غور کرنا چاہیے جو ننگے سر نماز پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی فرمایا گیا ہے: تم اپنی نماز کو مزین کرو (الاعراف: ۳۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ننگے سر نماز ادا کرنا کسی روایت سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم کسی شرعی عذریٰ نوافل یا انکساری کی صورت میں (جو خاص لوگوں کو یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے) ننگے سر نماز ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي غَزْوِ الْبَحْرِ

باب 14: سمندری جنگ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1569 **سنہ حدیث:** حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَيَّ أُمَّ حَرَامِ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمَّ حَرَامٍ تَحْتَ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَاطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرِضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرَكْبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكَ عَلَى الْأَسِيرَةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرِضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ نَحْوَ مَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ قَالَ فَرَكِبْتُ أُمَّ حَرَامِ الْبَحْرِ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعْتُ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجْتُ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكْتُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأُمُّ حَرَامِ بِنْتُ مِلْحَانَ هِيَ أُخْتُ أُمَّ سُلَيْمٍ وَهِيَ خَالَةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے وہ آپ کو کھانا کھلایا کرتی تھیں سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں ایک دن نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا اور آپ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں اس دوران نبی اکرم ﷺ سو گئے جب آپ بیدار ہوئے تو آپ مسکرارہے تھے سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس بات پر مسکرارہے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے میری امت کے کچھ افراد پیش کئے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے کے لئے اس سمندر پر یوں سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں (سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر لے نبی اکرم ﷺ نے ان کے حق میں دعائے خیر کر دی پھر آپ سر رکھ کر سو گئے پھر جب آپ بیدار ہوئے تو آپ مسکرارہے تھے سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی: آپ کس بات پر مسکرارہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کر رہے ہوں گے اس کے بعد آپ نے اسی طرح کی بات ارشاد فرمائی جو آپ نے پہلے لوگوں کے بارے میں بیان کی تھی۔

1569- اخرجہ البخاری (13/6) کتاب الجهاد والسير، باب: الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء - (2788، 2789)

ومسلم (664/6، 667) کتاب الامارة، باب: (1912/160) وابو داؤد (9/2) کتاب الجهاد، باب: فضل الغزو في البحر

حدیث (2491) والنسائی (40/4) کتاب الجهاد، باب فضل الجهاد في البحر والدارمی (210/2) کتاب الجهاد، باب: في فضل

غزاة البحر احمد (423/361، 6) عن يحيى بن سعيد، عن محمد بن يحيى بن حبان، عن انس بن مالك عن ام حرام بنت

ملحان به.

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل
دفرمایا تم پہلے والوں میں شامل ہو۔

۳۰ ام حرام رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی عہد حکومت میں سمندری جنگ میں شریک
کی ہو گیا تھا۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں۔

شرح

مسلکہ دور رسالت میں شروع ہوا اور تاحال جاری ہے۔ کثیر روایات میں اس جہاد کی عظمت
ہے۔

میں اس جہاد کا آغاز نہیں ہوا تھا، کیونکہ بحری سفر نہایت خطرناک تھا۔ تاہم جزوی طور پر
ہو چکا تھا، وہ کشتیاں دوسرے کنارے پر پہنچ جاتی تھیں اور کبھی سمندر کی نذر ہو جاتی تھیں۔
ب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا۔ باقاعدہ بحری جہاد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مظرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس
نے آپ سے بحری جہاد کی اجازت طلب کی، تو انہیں اجازت دینے میں تامل ہوا حتیٰ کہ وہ شہید
چند شرائط کے ساتھ اجازت دے دی۔ چنانچہ اس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک و خواہش کے مطابق سب سے پہلا بحری حملہ ۲۸ھ قبرص کو فتح
حضرت شداد بن اوس، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابودرداء اور حضرت عباد بن صامت رضی
ت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

رکھ کر کیا جاتا ہے جو بحری جہاد سے بھی زیادہ خطرناک اور مشکل ہے۔ اس کی فضیلت و اہمیت پہلی دونوں اقسام سے زیادہ ہونی چاہیے۔

سوال: خواتین پر جہاد فرض ہے اور نہ ہی حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا جہاد کی غرض سے روانہ ہوئی تھیں، تو پھر انہیں مجاہدین میں شامل کر کے ان جیسی فضیلت کیوں دی گئی ہے؟

جواب: بیشک خواتین پر جہاد فرض نہیں ہے اور نہ ہی حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس غرض سے روانہ ہوئی تھیں لیکن ان کی خواہش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جس کے نتیجے میں انہیں مجاہدین میں شامل ہونے کا درجہ اور فضیلت حاصل ہو گئی، مجاہدین ایسی جماعت ہے جس کی رفاقت اختیار کرنے والا محروم نہیں رہتا۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے: ہم قوم لایسقی جلیسہم۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کی رفاقت اختیار کرنے والا بد بخت نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يُقَاتِلُ رِيَاءً وَ لِلدُّنْيَا

باب 15: جو شخص دکھاوے کے لئے یا دنیا کے لئے جنگ میں حصہ لے

1570 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لَتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو بہادری ظاہر کرنے کے لئے یا ریاکاری کی وجہ سے یا دکھاوے کے لئے جنگ میں حصہ لیتا ہے: ان میں سے کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لئے جنگ میں حصہ لے کہ اللہ تعالیٰ کا دین سر بلند ہو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شمار ہوگا۔ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1571 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ

بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِأَمْرِي مَا نَوَيْتُ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَالْإِلَى رَسُولِهِ فَهِيَ هِجْرَتُهُ

1570- اخراجه البخاری (33/6) كتاب الجهاد والسير، باب: من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، حديث (2810) مسلم (645/6) كتاب الامارة، باب: من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله (904/150) و ابو داؤد (18/2) كتاب الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، حديث (2517) والنسائي (23/6) كتاب الجهاد، باب: من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، وابن ماجه (931/2) كتاب الجهاد، باب: النية في القتال، حديث (2783) وعبد بن حنبل (195) حديث (553) واحمد (417'392/4) عن شقيق بن سلمة ابى وائل عن ابى موسى الاشعري.

فائدہ نافعہ:

(۱) اعمال کے ثواب و عدم ثواب اور مقبول و مردود ہونے کا معیار نیت ہے۔ نیت کا مطلب ”عزم مضبوط“ ہے۔ دوسری حدیث باب ایک معرکہ الآراء روایت ہے کہ جس کی تفصیلی ابحاث کی گئی ہیں، جس کے سبب اصل مضمون بھی ذن میں محفوظ نہیں رہ سکتا اور طلباء الجھ کر رہ جاتے ہیں۔ تمام ابحاث کا خلاصہ یہ ہے:- انما الاعمال بالنیات، میں ”بالنیات“ کے جار مجرور کا متعلق عام طور پر کائن نکالا جاتا ہے جس کا مفہوم بنتا ہے کہ اعمال نیتوں کے سبب وجود میں آتے ہیں حالانکہ اعمال نیتوں کے بغیر بھی وجود میں آسکتے ہیں۔ یہاں مناسب تر اور صحیح ترین یہ ہے کہ ”بالنیات“ کے جار مجرور کا متعلق لفظ: ”معتبر“ (موازنہ کیا ہوا) نکالا جائے۔ یعنی اعمال کا نیتوں کے ساتھ موازنہ کیا ہوا ہے۔ حدیث کا دوسرا فقرہ ہے: وانما لكل امر ما نوى (ہر آدمی کو وہی دیا جاتا ہے جس کی اس نے نیت کی ہو)۔ یہ جملہ ماقبل جملے کی تفصیل ہے، جب پہلے فقرہ کا مفہوم متعین ہو گیا کہ اس کا تعلق وجود و عدم وجود سے نہیں بلکہ ثواب و عدم ثواب سے ہے۔ پھر تمثیل کے ذریعے اس کی وضاحت کی گئی۔ اس دور میں ”ہجرت“ ایک کٹھن مرحلہ تھا، کیونکہ اس کی وجہ سے وطن، والدین، بہن بھائی، اعزاء و اقارب، دوست و احباب اور مال و دولت سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ ہجرت کی تین صورتیں ہیں:

(۱) دین کی نصرت و تحفظ کے لیے،

(۲) مدینہ منورہ میں کاروباری نقطہ نظر کے لیے،

(۳) کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے۔

پہلی ہجرت قابل اجر و ثواب ہے، کیونکہ اس کا تعلق دین کے ساتھ ہے جبکہ دوسری دونوں ہجرتوں کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے۔ لہذا ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں ہے۔ اس لیے کہ اعمال کے ثواب و عدم ثواب کا نیتوں کے ساتھ موازنہ کیا ہوا ہے۔ حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنا چاہیے اور کوئی عمل اس کی خوشنودی اور نیت کے بغیر نہیں کرنا چاہیے۔

فائدہ نافعہ:

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مکہ مکرمہ کے ایک آدم نے ”ام قیس“ نامی عورت کو مدینہ طیبہ سے پیغام نکاح بھیجا، اس نے پیغام کو قبول کرتے ہوئے نکاح کے لیے شرط عائد کر دی کہ وہ مکہ سے ہجرت کرے مدینہ میں مستقل طور پر آجائے۔ وہ مکہ سے عازم ہجرت ہو کر مدینہ طیبہ میں آ گیا اور ام قیس سے نکاح کر لیا اور مہاجر ام قیس کے نام سے مشہور ہو گیا چونکہ اس کی ہجرت دین اور رضائے الہی کے لیے نہیں تھی، اس لیے وہ ہجرت کے اجر و ثواب کا حقدار نہ ہوا۔

(الاصابة فی تمیز الصحابة، ترجمہ نمبر ۱۳۵۹)

إِلَى اللَّهِ وَالَّذِي رَسُولُهُ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةً يَتَزَوَّجُهَا فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیکر: وَقَدْ رَوَى عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الْأَثَمَةِ هَذَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ
وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ يَنْبَغِي أَنْ نَضَعَ هَذَا
الْحَدِيثَ فِي كُلِّ بَابٍ

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اعمال کی جزاء کا دار و مدار نیت پر ہوتا ہے۔ آدمی کو وہی ثواب ملتا ہے جو اس نے نیت کی ہو جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف شمار ہوگی اور جو شخص دنیا کے لئے ہجرت کرے تاکہ اسے حاصل کر لے یا کسی عورت کی وجہ سے ہجرت کرے تاکہ اس کے ساتھ شادی کر لے تو اس کی ہجرت اسی طرف شمار ہوگی جس کی طرف اس نے (نیت کر کے ہجرت) کی ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر آئمہ نے اس روایت کو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے ہم اس روایت کو صرف یحییٰ بن سعید سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں: ہمیں چاہیے کہ ہم اس حدیث کو ہر باب کے آغاز میں نقل کریں۔

شرح

ریا کاری کی غرض سے جہاد میں شامل ہونے والے کی حیثیت

اعمال ڈھانچہ کی مثل ہوتے ہیں اور حسن نیت ان کی روح ہے جبکہ روح کے بغیر ڈھانچہ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اس لیے جو شخص ریا کاری یا بہادری کے جوہر دکھانے کے لیے یا عصبیت کے سبب جہاد میں شامل ہو، ان تینوں کی حیثیت مردہ لاش کی ہے۔ اصل مجاہد وہ شخص ہے جو اعلیٰ کلمۃ الحق اور اسلام کی سر بلندی کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اس لیے ایسے شخص کا عمل حسن نیت کی وجہ سے اس قدر قیمتی بن جاتا ہے کہ اگر وہ جام شہادت نوش کر لے تو اسے دائمی زندگی مل جاتی ہے۔ جام شہادت نوش کرتے ہی اسے دیدار خداوندی کی دولت حاصل ہو جاتی ہے۔

1571- اخرجہ البخاری (15/1) کتاب بدء الوحي 'باب: كيف كان بدء الوحي' حديث (1) ومسلم (657/6) كتاب المارة 'باب: قوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات' - حديث (1907/155) وابو داؤد (670/1) كتاب الطلاق 'باب: فيما عني به الطلاق والنيات' حديث (2201) والنسائي (58/1) كتاب الطهارة 'باب: النية في الوضوء' وابن ماجه (1413/2) كتاب الزهد 'باب: النية حديث (4227) وابن خزيمة (73/1) كتاب الوضوء 'باب: ايجاب احداث النية للوضوء والغسل' حديث (142) والحميدي (16/1) حديث (28) واحمد (43'25/1) عن يحيى بن سعيد قال
محمد بن ابراهيم بن الحارث التيمي انه سمع علقمة بن وقاص الليثي عن عمر بن الخطاب به.

دِينَارٍ وَأَبُو حَازِمٍ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ هُوَ أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ سَلْمَانٌ وَهُوَ مَوْلَى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت جانا دنیا میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے۔ یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

وہ ابو حازم جنہوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں وہ ابو حازم زاہد ہیں جو مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ ان کا نام سلمہ بن دینار ہے۔ ابو حازم نامی راوی جنہوں نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں ان کا نام سلمان ہے اور یہ عزہ اشجعیہ کے غلام ہیں۔

1574 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِيِّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَعْبٍ فِيهِ عُيَيْنَةٌ مِّنْ مَّاءٍ عَذْبَةٌ فَأَعْجَبَتْهُ لَطِيهًا فَقَالَ لَوْ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ فِي هَذَا الشَّعْبِ وَلَنْ أَفْعَلَ حَتَّى أَسْتَاذِنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا آلا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ اغْرُوفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَاقٍ نَّاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب ایک گھاٹی کے پاس سے گزرے جہاں بیٹھے پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا انہیں یہ جگہ بہت پسند آئی انہوں نے آرزو کی کاش وہ لوگوں سے الگ ہو کر اس گھاٹی میں رہیں لیکن پھر انہوں نے یہ سوچا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لئے بغیر ایسا نہیں کروں گا۔ جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ایسا نہ کرنا کیونکہ کسی شخص کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھڑے ہونا اس کے اپنے گھر میں ستر برس تک نفل نمازیں ادا کرنے سے بہتر ہے کیا تم لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کر دے اور تمہیں جنت میں داخل کرے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ میں حصہ لو جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک اونٹنی کا دودھ دوہنے جتنے عرصے کے لئے جنگ میں حصہ لیتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

1575 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَعْدُوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابٌ قَوْسٍ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعٌ يَدِهِ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَطْلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لِأَصَانَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَّتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنْصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت جانا دنیا اور اس میں موجود ہر چیز کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے اور جنت کی اتنی جگہ جو کسی شخص کی کمان جتنی ہو یا ہاتھ رکھنے جتنی ہو یہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے اور اگر جنت کی خواتین میں سے کوئی ایک عورت دنیا کی طرف جھانک لے تو آسمان و زمین کے درمیان موجود ہر چیز کو روشن کر دے اور اس پوری جگہ کو خوشبو سے بھر دے اور اس کے سر کی اڑھنی دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

صبح و شام جہاد کرنے کی فضیلت:

جب جہاد فرض ہو جاتا ہے تو مجاہدین اپنی جان ہاتھ پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کی راہ میں جہاد کے لیے نکل پڑتے ہیں۔ مجاہدین کی ایک جماعت مسلسل دشمن سے نہیں لڑ سکتی بلکہ ایک جماعت آرام کرتی ہے اور دوسری دشمن کا مقابلہ کرتی ہے۔ جو گروپ دن کے پہلے حصہ میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہے وہ دن کے آخری حصہ میں آرام کرتا ہے اور جو پچھلے وقت میں لڑتا ہے وہ دن کے پہلے حصہ میں آرام کرتا ہے۔ احادیث باب میں ان مجاہدین کی عظمت و فضیلت بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- ☆ مجاہدین کا جہاد کے لیے صبح کے وقت روانہ ہونا ایسا عمل ہے جو دنیا و ما فیہا سے افضل و اعلیٰ ہے۔
- ☆ جہاد کے لیے شام کے وقت روانہ ہونا دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے افضل ہے۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلنا ستر سال تک گھر میں خفیہ طور پر نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔
- ☆ جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے نکلنے کے سبب اللہ تعالیٰ مجاہد کی بخشش کر دیتا ہے۔
- ☆ چند لمحات میدان جہاد میں شرکت کرنے سے اللہ تعالیٰ جنت واجب کر دیتا ہے۔
- ☆ جنت میں کمان رکھنے یا کوڑا رکھنے کی جگہ پوری کائنات اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ

باب 17: کون سے لوگ زیادہ بہتر ہیں؟

1576 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ

ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي

يَتَلَوُّهُ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي غَنِيمَةٍ لَهُ يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ فِيهَا أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يُسْأَلُ بِاللَّهِ وَلَا يُعْطَى بِهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَيُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا تمہیں سب سے بہتر لوگوں کے

بارے میں بتاؤں؟ ایک وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ لیتا ہے (اور نکل کھڑا ہوتا ہے) کیا میں تمہیں بتاؤں

جو شخص اس کے بعد ہوگا؟ یہ وہ شخص ہے جو اپنی بکریاں لے کر لوگوں سے الگ ہو جاتا ہے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حق کو

ادا کرتا ہے کیا میں تمہیں سب سے بدترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ شخص ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگا جائے اور

وہ نہ دے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

شرح

سب سے بہتر اور سب سے بدتر شخص

دنیا میں بے شمار اعمال صالحہ ہیں لیکن جہاد فی سبیل اللہ سب سے بہتر عمل ہے اور یہ خدمت انجام دینے والا سب سے بہتر انسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجاہد کا عمل متعدی ہے جو دنیا بھر کی بہتری اور سنوارنے کے لیے ہوتا ہے جبکہ اس کے علاوہ ہر عمل ذاتی حیثیت کا حامل ہوتا ہے جس کا درجہ اس سے بہت کم ہیں۔

1575- اخرجہ البخاری (17/6) کتاب الجهاد والسير: باب: الغدوة والروحة في سبيل الله - حدیث (2792) وابن ماجه (921/2) کتاب الجهاد: باب: فضل الغدوة والروحة في سبيل الله عز وجل' حدیث (2757) واحمد (263'141/3) عن

حميد عن انس به.

1576- اخرجہ النسائي (83/5) کتاب الزكوة: باب: من يساك بالله ولا يعطى به والدارمي (201/2) کتاب الجهاد: باب:

افضل الناس رجل ممسك براس فرسه في سبيل الله، وعبد بن حميد ص (223) حدیث (668) واحمد (319'237/1) عن عطاء بن يسار' عن ابن عباس به.

تر شخص وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سائل کوئی چیز طلب کرے لیکن وہ دینے سے انکار کرنے
 مانا ہے کہ جو چیز اس کے نام پر طلب کی جائے وہ دے دی جائے۔ تاہم پیشہ ورسائل اس مسئلہ سے مستثنیٰ
 رسوا کرنا اس کی عادات میں شامل ہے۔ جس طرح سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن پیشہ ورسائل
 نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ سَأَلَ الشَّهَادَةَ

باب 18: جو شخص شہادت کی دعا مانگے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ بْنِ عَسْكَرِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيرِ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا
 أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ أَبِي أَمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنِيفٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ

سَأَلَ اللَّهُ الشَّهَادَةَ مِنْ قَلْبِهِ صَادِقًا بَلَغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَيَّ فِرَاشِهِ
 أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ حَدِيثُ حَسَنٍ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ

قَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُرَيْحٍ
 لِرَحْمَنِ بْنِ شُرَيْحٍ يَكْنَى أَبُو شُرَيْحٍ وَهُوَ اسْكَنْدَرَانِيُّ
 ب عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

ن حنیف نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص بچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا
 مر مرتے پر فائز کرے گا۔ اگرچہ وہ شخص اپنے بستر پر فوت ہوا ہو۔

تے ہیں: یہ حدیث حضرت اہل بن حنیف سے منقول ہونے کے حوالے سے ”صنغریب“ ہے ہم اسے
 وایت کے طور پر جانتے ہیں۔

س روایت کو عبد الرحمن بن شریح کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابو شریح ہے اور یہ اسکندریانی ہیں۔

1578 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى

عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَامِرِ السُّكْسَكِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنِ حَدِيثٍ: مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الْقَتْلَ فِي سَبِيلِهِ صَادِقًا مَن قَلْبِهِ أَعْطَاهُ اللَّهُ أَجْرَ الشَّهِيدِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا

مانگے کہ اے اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا سا اجر عطا کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

شہادت کی دعا مانگنے کی فضیلت

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور شہادت کی دعا کرتا تو اسے شہادت کا اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے، خواہ وہ میدان جہاد میں شامل نہ ہو اور بستر پر اسے موت آجائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاحیات جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہو کر شجاعت و بہادری کے جوہر دکھاتے رہے۔ آخری وقت بستر علالت پر تھے اور آنسو بہاتے ہوئے شہادت کی تمنا سے یہ دعا کرنے لگے کہ میرے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو دشمن کے تیروں سے زخمی نہ ہو اور میری زندگی بھر یہی تمنا رہی کہ جام شہادت نوش کروں پھر بھی میں چار پائی پروفات پارہا ہوں۔ ایسی دعا یقیناً اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب عطا کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُجَاهِدِ وَالنَّاحِجِ وَالْمُكَاتِبِ وَعَوْنِ اللَّهِ إِيَّاهُمْ

باب 19: مجاہد، نکاح کر نیوالے اور مکاتب کا بیان اور ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد

1579 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنِ حَدِيثٍ: ثَلَاثَةٌ حَقُّ عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُمُ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُكَاتِبُ الَّذِي يُرِيدُ الْإِدَاءَ وَالنَّاحِجُ

1578- اخرجہ النسائی (25/6) کتاب الجہاد، باب: ثواب من قاتل في سبيل الله فواق ناقة، وابن ماجه (933/2) کتاب الجہاد، باب: القتال في سبيل الله سبحانه، حدیث (2792) والدارمی (201/2) کتاب الجہاد، باب: من قاتل في سبيل الله فراق ناقة، واحد (243'235'230/5) عن مالك بن يخامر عن معاذ بن جبل به۔

1579- اخرجہ النسائی (15/6) کتاب الجہاد، باب: فضل الروحة في سبيل الله عزوجل وابن ماجه (841/2) کتاب

العتق، باب: المكاتب، حدیث (2518) واحد (437'251/2) عن محمد بن عجلان، عن سعيد بن ابی سعيد المقبري عن ابی هريرة به۔

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے: کہ اس کی راہ میں زخمی کیا گیا ہے جب وہ شخص قیامت کے دن آئے گا تو اس زخم کا رنگ خون جیسا ہوگا، لیکن اس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

1581 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى

عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَايْمَرَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي

سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرَ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اونٹنی کا دودھ دوہنے جتنے عرصے کے

لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی زخم آ جائے یا کوئی چوٹ لگ جائے تو وہ شخص قیامت کے دن اس سے زیادہ بڑے زخم کو ساتھ لے کر آئے گا، جس کا رنگ زعفران جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

اللہ کی راہ میں زخمی کی فضیلت

وہ شخص جو رضاء الہی اور اسلام کی سر بلندی کے لیے جام شہادت نوش کر جائے یا زخمی ہو کر غازی بن جائے وہ قیامت کے دن تازہ زخموں کے ساتھ پروردگار عالم کی عدالت میں حاضر ہوگا اور زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا جبکہ اس کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ تیز ہوگی۔ اس کیفیت میں حاضر ہونے میں حکمت یہ ہے کہ اس کی مظلومیت لوگوں کے سامنے ظاہر ہو کہ جس آدمی نے دنیا کی اصلاح یا سنوارنے کا بیڑا اٹھایا تھا اس پر اس قدر مظالم ڈھائے گئے تھے۔ اس طرح لوگوں کو ندامت و پریشانی ہوگی کہ انہوں نے اپنے مخدوم و محسن کے ساتھ ایسا کیوں کیا تھا۔ جس زخم کے ساتھ وہ آئے گا وہ دنیا کے زخم سے بڑا ہوگا، خون کا رنگ زعفران جیسا اور خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ

باب 21: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

1582 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ أَوْ أَيُّ الْأَعْمَالِ خَيْرٌ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قِيلَ ثُمَّ أَيُّ شَيْءٍ قَالَ الْجِهَادُ سَنَامُ الْعَمَلِ قِيلَ ثُمَّ أَيُّ شَيْءٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُورٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے (یا شاید یہ الفاظ ہیں) کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا، عرض کی گئی: پھر کون سا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہاد عمل کی کوہان ہے۔ (یعنی سب سے بلند ترین عمل ہے) عرض کی گئی: پھر کون سا ہے؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر مقبول حج ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔

شرح

سب سے افضل عمل:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل علم کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پھر عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے جواب دیا: جہاد اعمال اسلامی کی کوہان ہے۔ یعنی جس طرح اونٹ کی کوہان بلند ہوتی ہے۔ اسی طرح جہاد میں حصہ لینے کا عمل تمام اعمال سے افضل و اعلیٰ ہے۔ پھر سوال کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: مقبول حج، کیونکہ حج مبرور کا صلہ جنت ہے اور اس سے حاجی کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں بلکہ جس کے حق میں وہ دعا کرتا ہے، اس کے گناہ بھی معاف کر دیے جاتے ہیں۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال تو بہترین عمل کے بارے میں کیا گیا تھا تو آپ نے جواب میں فرمایا: بہترین عقیدہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے، اس طرح سوال اور جواب میں مطابقت نہیں ہے؟

جواب: ایمان کی دو صورتیں ہیں، (۱) وہ امر باطنی ہے جو تصدیق قلبی اور عقیدہ کا نام ایمان ہے۔ (۲) وہ امر ظاہر بھی ہے گویا اعمال صالحہ، کمال ایمان پر متفرع ہوتے ہیں، اس طرح اعمال کا بھی ایمان سے تعلق ہے۔ اسی وجہ سے ایمان پر اسلام کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ نصوص میں اسلام اور ایمان دونوں کو مترادف بھی استعمال کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ

باب 22: جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں

1583 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضَّبَعِيُّ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بِحَضْرَةِ الْعَدْوِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
متن حدیث: إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ رَأَى الْهَيْئَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُهُ قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ وَنَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَضْرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ

الضَّبَعِيُّ

توضیح راوی: وَأَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنُ أَبِي مُوسَى قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هُوَ اسْمُهُ

ابو بکر بن ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو دشمن کا سامنا ہونے کے وقت یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں، حاضرین میں سے ایک صاحب جو بظاہر مفلوک الحال لگ رہے تھے انہوں نے دریافت کیا: آپ نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے تو حضرت ابوموسیٰ نے یہ جواب دیا: جی ہاں۔

راوی بیان کرتے ہیں: وہ صاحب اپنے ساتھیوں کے پاس گئے اور بولے میں تم لوگوں کو سلام کرتا ہوں، پھر انہوں نے اپنی تلوار کی میان کو توڑا اور دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف جعفر بن سلیمان کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابو عمران جونی نامی راوی کا نام عبد الملک بن حبیب ہے۔ ابو بکر بن ابوموسیٰ نامی راوی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: ان کا نام یہی (یعنی ابو بکر) ہے۔

شرح

جنت تلواروں کے سائے تلے:

زمانہ قدیم میں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے مجاہدین صف بہ صف کھڑے ہو جاتے تھے۔ ان کے جذبات کو برا بیچتے کرنے کے لیے علماء کرام خطاب کرتے اور شعراء موقع کی مناسبت سے اپنا کلام پیش کرتے تھے جس کے نتیجے میں مجاہدین میدان میں اترنے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے بے تاب ہو جاتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی شاید ایسے ہی کسی موقع پر یہ روایت بیان کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے“۔ یعنی جہاد میں حصہ لینا دخول جنت کا سبب ہے۔ جس طرح ماں کے پاؤں تلے جنت ہونے کا مفہوم ہے کہ والدہ کی خدمت کرنا دخول جنت کا باعث ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ

باب 23: کون سا شخص زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

1584 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِّنَ الشَّعَابِ يَتَّقِي رَبَّهُ وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا شخص زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے لوگوں نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ مؤمن ہے جو کسی گھائی میں رہے اور اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1584- اخرجہ البخاری (8/6) کتاب الجہاد والسير، باب: افضل الناس مؤمن مجاہد بنفسه- الخ، حدیث (2786) طرفہ فی حدیث (6494) ومسلم (1503/3) کتاب الامارۃ، باب: فضل الجہاد والرباط حدیث (1888/122) وابو داؤد (5/3) کتاب الجہاد، باب: فی ثواب الجہاد، حدیث (2485) والنسائی (11/6) کتاب الجہاد، باب: فضل من یجاہد فی سبیل اللہ بنفسه وماله، حدیث (3105) وابن ماجہ (1316/2) کتاب الفتن، باب: العزلة، حدیث (3978) واحمد (88'56'37'16/3) وعبد بن حمید ص (301) حدیث (975)

شرح

سب سے افضل شخص:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ فضیلت والے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ کی طرف سے دو آدمیوں کو علی الترتیب افضل قرار دیا گیا: (۱) وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ (۲) وہ شخص ہے جو لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر کسی غار میں مقیم ہو جائے تاکہ وہ خدا سے ڈرتا رہے اور لوگ اس کے ضرر سے محفوظ رہیں۔

اسلام کارہبانیت کو پسند نہ کرنا:

لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر کسی غار یا جنگل میں اقامت اختیار کر لینا، رہبانیت کی صورت ہے جس کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے اور نہ اسلام اسے پسند کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے باہم حقوق ہیں جن کی بجا آوری فرض ہے اور اس صورت میں وہ پورے نہیں ہو سکیں گے۔ انسان میں خوبیاں اور خامیاں ملی جلی ہوتی ہیں، علیحدگی اختیار کرنے کی صورت میں لوگ اس کی خوبیوں سے استفادہ نہیں کر سکیں گے اور یہ اپنی خامیوں کی اصلاح کرنے سے محروم رہے گا۔ علاوہ ازیں والدین، اولاد، اعزاء و اقارب دوست و احباب اور دوسرے لوگوں کے حقوق ہیں جن کا جنگل یا غار میں مقیم ہو کر پورا کرنا ممکن نہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر اسلام رہبانیت کی اجازت نہیں دیتا۔

بَابُ فِي ثَوَابِ الشَّهِيدِ

باب 24: شہید کا ثواب

1585 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ

مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا غَيْرُ الشَّهِيدِ فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى

الدُّنْيَا يَقُولُ حَتَّى أَقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِمَّا يَرَى مِمَّا أَعْطَاهُ مِنَ الْكِرَامَةِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

1585- اخرجہ البخاری (39/6) کتاب الجہاد والسير، باب: تمنی الجہاد ان یرجع الی الدنیا، حدیث (2817) ومسنود

(1398/3) کتاب الامارۃ، باب: فضل الشهادة فی سبیل اللہ، حدیث (1877/109) والدارمی (206/2) کتاب الجہاد، باب:

ما یتمنی الشہید من الرجعة، واحد (103/3، 251، 173، 276، 289) وعبد اللہ بن احمد فی الزوائد (278/3) وعبد

حمید ص (353) حدیث (1167)

قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت کے رہنے والے کسی بھی شخص کی یہ آرزو نہیں ہوگی کہ وہ دنیا میں واپس جائے صرف شہید ہی یہ آرزو کرے گا، کیونکہ وہ اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں جائے وہ یہ کہے گا کہ مجھے دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا جائے ایسا اس وجہ سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جو بزرگی عطا کی ہوگی جب وہ اس کو دیکھے گا تو پھر یہ آرزو کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1586 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا نَعِيمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ

بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حُدِّثَ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُورِ الْعِينِ وَيُسْفَعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت مقدم بن معد کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: شہید کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چھ خصوصیات حاصل ہوتی ہیں۔ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ وہ جنت میں اپنے مخصوص ٹھکانے کو دیکھ لیتا ہے۔ وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا وہ قیامت کے دن کی بھیا تک وحشت سے محفوظ رہے گا اس کے سر پر یاقوت سے جڑا ہوا وقار کا تاج رکھا جائے گا جو دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے اور اسے بڑی آنکھوں والی بہتر (72) حوریں نکاح میں دی جائیں گی اور اس شخص کے ستر رشتے داروں کے بارے میں اس کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

شہید کا اجر و ثواب

احادیث باب میں شہید کے اجر و ثواب کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

1586- اخرجہ ابن ماجہ (2/935-936) کتاب الجہاد، باب: فضل الشهادة فی سبیل اللہ، حدیث (2799) واحد (131/4)

☆ شہید کو عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور قیامت کے دن وحشت سے بھی مامون رکھا جائے گا۔

☆ شہید کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔

☆ شہید کو بوقت شہادت چٹکی بھرنے کے برابر تکلیف ہوتی ہے۔

☆ شہید اپنے ستر قریبی اعزاء و اقارب کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کرے گا۔

☆ شہید کا موٹی آنکھوں والی ۷۲ حوروں سے نکاح کر دیا جاتا ہے۔

☆ شہید کے سر پر قیامت کے دن ایک خوبصورت تاج سجایا جائے گا جس میں یاقوت وغیرہ موتی مرصع ہوں گے۔

☆ شہید کی یہ آرزو ہوگی کہ اسے دس بار زندہ کیا جائے اور وہ دس بار جام شہادت نوش کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمُرَابِطِ

باب 25: پہریدار کی فضیلت

1587 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَمَوْضِعٌ سَوِطٍ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ

الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلرَوْحَةٌ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ لَعْدُوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

حُكْمٌ حَدِيثٌ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کے

لئے پہرہ دینا، دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے، ایک دن صبح کے وقت یا شام کے وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلنا، دنیا

اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے اور جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ، دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1588 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَالَ مَرَّ سَلْمَانُ الْقَارِسِيُّ بِشَرْحَبِيلِ بْنِ السَّمِطِ وَهُوَ فِي مُرَابِطٍ لَهُ وَقَدْ شَقَّ عَلَيْهِ وَعَلَى

أَصْحَابِهِ قَالَ آلا أَحَدْتُكَ يَا ابْنَ السَّمِطِ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَلْبَلِيُّ قَالَ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

1588- تفرده الترمذی، من طریق ابن ابی عمر، قال: حدثنا سفیان بن عیینة، قال: حدثنا محمد بن المنکدر، قال: مر سلمان

الفارسی بشرحبیل بن السط - فذکره - ینظر تحفة الاشراف (34/4) حدیث (4510) واخرجه مسلم (669/6-670-

الابی) کتاب الامارة، باب: فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل حدیث (1913/163) کتاب الجهاد، باب: فضل الرباط، واحمد

(441/5) من طریق شرحبیل بن السط، عن سلمان قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول - فذکره.

رَبَّاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ وَرُبَّمَا قَالَ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَمَنْ مَاتَ فِيهِ وَقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَنَمِيَ لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ شرجیل بن سمط کے پاس سے گزرے جو اپنے مورچے میں پہرہ دے رہے تھے۔ یہ کام ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لیے بہت دشوار تھا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے سمط کے بیٹے! کیا میں تمہیں وہ حدیث سناؤں جو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے، تو شرجیل نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا ایک ماہ کے روزوں اور (رات بھر نوافل میں) قیام سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:) بہتر ہے۔ جو شخص اس دوران میں فوت ہو جائے وہ قبر کی آزمائش سے محفوظ ہو جائے گا اور قیامت تک اس کا عمل پھلتا پھولتا رہے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

1589 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ سُمَيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ لَقِيَ اللَّهَ بِغَيْرِ آثَرٍ مِّنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللَّهَ وَفِيهِ ثَلَمَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ

قول امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ هُوَ ثَقَّةٌ مُّقَارِبُ الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيثُ سَلْمَانَ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ لَمْ يُدْرِكْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ شَرْحِبِيلَ بْنِ السَّمْطِ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی جہاد کا نشان لے لے بغیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا، تو گویا وہ اپنے دین میں کمی کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔

ولید بن مسلم نامی راوی کی نقل کردہ یہ روایت جو اسمعیل بن رافع سے منقول ہے۔ یہ ”غریب“ ہے۔ اسمعیل بن رافع کو بعض محدثین نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: یہ صاحب ثقہ ہیں البتہ مقارب الحدیث ہیں۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔

1589- اخرجہ ابن ماجہ (923/2) کتاب الجهاد: باب: التغلظ من ترك الجهاد، حدیث (2763)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت کی سند متصل نہیں ہے۔

کیونکہ محمد بن منکدر نامی راوی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔

یہی روایت ایوب بن موسیٰ کے حوالے سے مکحول، شریبیل بن سمط، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ

سے منقول ہے۔

1590 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ

حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ إِنِّي كَتَمْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاهِيَةً تَفَرُّقُكُمْ عَنِّي ثُمَّ بَدَأَ لِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْوَهُ لِيخْتَارَ أَمْرٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَأَ لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: رَبَّاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارِي: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ اسْمُهُ تُرْكَانُ

﴿﴾ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابوصالح بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ

بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے فرمایا: میں نے تم لوگوں سے ایک حدیث چھپا کر رکھی ہوئی تھی جو میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی

سنی تھی، اس اندیشے کے تحت کہ تم لوگ مجھ سے الگ ہو جاؤ گے پھر مجھے یہ مناسب لگا کہ میں وہ حدیث تمہیں سنا دوں تاکہ ہر شخص اپنی

ذات کے بارے میں فیصلہ کر لے جو اسے مناسب لگے، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ

میں ایک دن (سرحد پر) پہرہ دینا دیگر جگہوں پر ایک ہزار دن گزارنے سے بہتر ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ابوصالح نامی راوی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، ان کا ترکان ہے۔

1591 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَحْمَدُ بْنُ نَصْرِ النَّيْسَابُورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ

بُنْ عَيْسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

1590- اخرجہ النسائی (39/6) کتاب الجهاد، باب: فضل الرباط، حدیث (3167، 3169) والدارمی (211/2) کتاب

الجهاد، باب: فضل من ربط، واحمد (75، 65، 62/1) وعبد اللہ بن احمد فی الزوائد (66/1)

1591- اخرجہ النسائی (36/6) کتاب الجهاد: ما يجد الشهيد من الالم، حدیث (3161) وابن ماجہ (937/2) واحمد

(297/2) والدارمی (205/2) کتاب الجهاد، باب: فضل الشهيد

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شہید کو قتل ہوتے وقت اتنی ہی تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی کسی شخص کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

1592 سند حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ الْفَلَسْطِينِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ اللَّهُ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوعٍ فِي خَشْيَةِ اللَّهِ وَقَطْرَةٌ دَمٍ تَهْرَاقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْأَثْرَانِ فَأَثَرٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَثَرٌ فِي فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی بھی چیز دو قطروں سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلنے والے آنسو کا قطرہ اور ایک خون کا وہ قطرہ جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہایا گیا ہو جہاں تک دو نشانات کا تعلق ہے۔ (جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں) تو ایک نشان وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (زخم کی شکل میں) آئے اور ایک نشان وہ جو اللہ تعالیٰ کے فرض کی وجہ سے (ماتھے پر بجدے کے نشان کی صورت میں) ہوتا ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت:

احادیث باب میں بہت سے مسائل بیان کیے گئے ہیں جن میں سے اہم مسئلہ پہرہ دینے والا کی عظمت و فضیلت ہے۔ اس حوالے سے احادیث کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ ایک دن کا پہرہ دینا دنیا اور اس کی تمام اشیاء سے افضل ہے۔
☆ ایک دن کا پہرہ دینا ایک مہینے کے روزوں اور ایک ماہ قیام (نوافل ادا) کرنے سے افضل ہے۔
☆ جو شخص پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جائے اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور قیامت تک اس عمل کے جاری رہنے کا اسے اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔

☆ اللہ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دینا، دوسری جگہوں پر ہزار دینے گزارنے سے افضل ہیں۔
☆ دو نشان اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہیں: (۱) وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخم آنے کی شکل میں ہو۔ (۲) وہ جو فرائض نماز وغیرہ کی ادائیگی کی وجہ سے ماتھے پر پڑ جائے۔

کتاب الجہاد عن رسول اللہ ﷺ

جہاد کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

باب ما جاء في الرخصة لأهل العذر في القعود

باب 1: معذور لوگوں کا جہاد میں شریک نہ ہونا

1593 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي اسْحَقَ

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: ائْتُونِي بِالْكَتِفِ أَوْ اللَّوْحِ فَكَتَبَ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) وَعَمْرُو بْنُ أُمِّ

مَكْتُومٍ خَلَفَ ظَهْرَهُ فَقَالَ هَلْ لِي مِنْ رُخْصَةٍ فَنَزَلَتْ (غَيْرُ أَوْلَى الضَّرَرِ)

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي

اسْحَقَ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي اسْحَقَ هَذَا الْحَدِيثُ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس (کسی جانور کے)

شانے کی ہڈی یا کوئی تختی لاؤ (راوی بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے (یہ آیت) تحریر کروائی۔

”اہل ایمان میں سے بیٹھے رہنے والے لوگ برابر نہیں ہیں“

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی پشت کے پیچھے موجود تھے انہوں نے عرض کی: کیا

میرے لئے کوئی رخصت ہے تو یہ آیت نازل ہوئی:

”وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر نہ ہو“۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1593- اخرجہ البخاری (53/6) کتاب الجہاد، والسير: باب: قول اللہ تعالیٰ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرِ أُولَى

الضَّرَرِ-) حَدِيثٌ (2831) واطرافہ فی (4593-4594-4990) والنسائی (10/6) کتاب الجہاد، باب: فضل المجاہدین علی

القاعدین، حَدِيثٌ (3101) واحمد (282/4، 284، 290، 299) والدارمی (209/2) کتاب الجہاد، باب: العذر فی التخلف

عن الجہاد، من طریق ابی اسحق، فذکرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ اور سلیمان تیمی کی ابو اسحاق سے روایت کرنے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ شعبہ اور ثوری نے اسے ابو اسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

معذور لوگوں پر جہاد فرض نہ ہونا

جب یہ ارشاد ربانی نازل ہوا: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولَى الضَّرِّ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (النساء: ۹۵) ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور اپنے گھروں میں بیٹھنے والے برابر نہیں ہو سکتے“۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ کوئی تختی وغیرہ پیش کی جائے۔ جب تختی پیش کر دی گئی تو آپ نے یہ آیت اس پر لکھوا دی۔ آپ کے پیچھے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے جو نابینا صحابی تھے۔ وہ جھٹ بول اٹھے: یا رسول اللہ! میرے لیے کیا حکم ہے؟ تو اسی وقت آیت کا یہ ٹکڑا بھی نازل ہو گیا: غَيْرِ أُولَى الضَّرِّ یعنی جو لوگ عذروا لے نہیں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس آیت کا مضمون اور حکم سمجھ گئے۔

معذور لوگوں پر جہاد فرض نہیں ہے، وہ یہ لوگ ہو سکتے ہیں: (۱) نابینا، (۲) لولایا لنگڑا (۳) بوڑھا (۴) عورت (۵) نابالغ بچہ (۶) غلام (۷) نحیف و کمزور (۸) مریض جس میں قوت و طاقت نہ ہو۔ تاہم یہ لوگ مجاہدین کے معاون بن سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ خَرَجَ فِي الْغَزْوِ وَتَرَكَ أَبُوِيَه

باب 2: جو شخص اپنے والدین کو چھوڑ کر جنگ میں چلا جائے

1594 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي

ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَلَاكَ وَالِدَانِ قَالَ نَعَمْ

قَالَ ففِيهِمَا فَجَاهِدْ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: وَأَبُو الْعَبَّاسِ هُوَ الشَّاعِرُ الْأَعْمَى الْمَكِّيُّ وَأَسْمُهُ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد کی اجازت لینے کے

1594- اخراجہ البخاری (162/6) کتاب الجہاد والسير باب: اذا حمل على فرس فرآها تباع' حدیث (3004) و طرفہ فی

(5972) ومسلم (1975/4) کتاب البر والصلة والاداب' باب: والوالدين' وانها احق به' حدیث (2549/5) والنسائی

(10/6) کتاب الجہاد' باب: لرخصة في التخلف لمن له والدان' حدیث (3103) واحمد (193'165/2) والحیثی

(268/2) حدیث (585) من طریق حبيب بن ابي ثابت به۔

لئے حاضر ہوا! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے ماں باپ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان دونوں کی خدمت کا جہاد کرو۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو عباس نامی راوی نابینا کی شاعر ہیں اور ان کا نام سائب بن فروخ ہے۔

شرح

والدین کی خدمت بھی جہاد

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا افضل نیکی ہے اور والدین کی خدمت کرنا بھی اس سے کم نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا: یا رسول اللہ! ہاں۔ آپ نے حکم دیا کہ تم جاؤ ان کی خدمت بجلاؤ، یہی تمہارے لیے جہاد ہے۔

سوال: جب والدین خدمت کے محتاج ہوں تو کیا جہاد میں شرکت کی جائے یا والدین کی خدمت کی جائے؟

جواب: اگر جہاد فرض عین ہو چکا ہو تو جہاد کو مقدم کیا جائے گا، جہاد اس وقت فرض عین ہوتا ہے جب دشمن اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہو اور امیر وقت کی طرف سے جہاد کا اعلان عام کر دیا جائے۔ جہاد فرض ہونے کی صورت میں والدین کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے جہاد میں شرکت کرنا ضروری ہے۔ اگر جہاد فرض عین نہ ہو بلکہ فرض کفایہ ہو یعنی چند افراد دشمن کا دفاع یا مقابلہ کر سکتے ہوں، تو والدین کی خدمت کو مقدم رکھا جائے گا، جہاد میں شامل ہونے کی بجائے والدین کی خدمت کی جائے۔ اس مسئلہ کی بنیاد یہ حدیث نبوی ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا اور یوں عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ! میں جہاد میں شامل ہونے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور والدین کو روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں، آپ نے فرمایا: تم جلدی جاؤ جس طرح تم نے انہیں رلایا ہے اسی طرح انہیں ہنساؤ۔ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۳۴۲) اس روایت کا تعلق اس زمانہ سے ہے جب جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَبْعَثُ وَحْدَهُ سَرِيَّةً

باب 3: جس شخص کو تنہا کسی مہم پر روانہ کیا جائے

1595 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ فِي قَوْلِهِ (أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ) قَالَ عَبْدُ

1595- اخرجہ البخاری (102/101/8) کتاب التفسیر، باب: اطيعوا الله، واطيعوا الرسول واولي الامر منكم رقم

(4584) ومسلم (1465/3) كتاب الامارة، باب: وجوب طاعة الامراء في غير معصية- رقم (1834/31) وابو داؤد

(40/3) كتاب الجهاد، باب: في الطاعة رقم (2624)

اللَّهُ بْنُ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ السَّهْمِيِّ بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَرِيَّةٍ أَخْبَرَنِيهِ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ

ابن جریر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

”تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اولی الامر کی اطاعت کرو“
تو حضرت عبداللہ بن حذافہ نے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایک مہم پر روانہ کیا تھا۔
یہ بات یعلیٰ بن مسلم نے سعید بن جبیر کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔
ہم اس روایت کو صرف ابن جریر سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُسَافِرَ الرَّجُلُ وَحَدَهُ

باب 4: آدمی کا تنہا سفر کرنا مکروہ ہے

1596 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمِيِّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا سَرَى رَاكِبٌ بَلِيلٍ يَعْنِي وَحْدَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تنہا (سفر کرنے) کے بارے میں مجھے جو علم ہے اگر لوگوں کو پتہ چل جائے، تو کبھی بھی کوئی شخص رات کے وقت سفر نہ کرے۔ (یعنی تنہا سفر نہ کرے)

1597 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: الرَّاِكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاِكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَاِكِبٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَاصِمٍ

1596- اخرجہ البخاری (160/6) کتاب الجهاد والسير، باب: السير وحده، حدیث (2998) وابن ماجہ (1239/2) کتاب الادب، باب: كراهية الوحدة، حدیث (3768) واحمد (23/2'24'60'86'111'120'120) وابن خزيمة (151/4) حدیث (2569) والحمیدی (292/2) حدیث (661) عن طرق عن عاصم به:

1597- اخرجہ مالك في البوطا (978/2) كتاب الاستذنان باب: ما جاء في الواحد في السفر للرجال والنساء، حدیث (35) وابو داؤد (36/4) كتاب الجهاد، باب: في الرجل يسافر وحده، حدیث (2607) واحمد (214'186/2) من طريق عمرو بن شعيب، عن ابيه، عن جده ”مرفوعاً“.

توضیح راوی: وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ ثِقَةٌ صَدُوقٌ وَعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ لَا أَرَوِي

عَنْهُ شَيْئًا وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو حَدِيثٌ حَسَنٌ

◄◄ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

ایک سوار شیطان ہوتا ہے دو سوار دو شیطان ہوتے ہیں اور تین سوار حقیقتاً سوار ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو عاصم نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے۔

عاصم نامی راوی عاصم بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمرو ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

جنگی حالات میں اکیلے سفر کرنے کی ممانعت

دشمن کے حملہ کا خطرہ ہو اور حالات خطرناک ہوں تو اکیلا سفر کرنے سے احتراز کیا جائے گا، بالخصوص رات کے وقت میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں فرمایا: تنہا سفر کرنے کی قباحت جو میں جانتا ہوں، اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو کوئی شخص تنہا سفر نہ کرتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں جبکہ تین سوار قافلہ کی حیثیت رکھتے ہیں“۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ سفر میں کم از کم تین افراد ہونے چاہیے۔ پر امن زمانہ میں تنہا اور ایک دو ساتھیوں کی رفاقت میں بھی سفر کیا جاسکتا ہے۔

یک نفری سریہ روانہ کرنا:

لفظ سریہ کا اطلاق ایسے فوجی دستہ پر ہوتا ہے جس کی تعداد پانچ سے لے کر پانچ سو تک ہو۔ سوال یہ ہے کہ یک نفری سریہ روانہ کیا جاسکتا ہے یا کہ نہیں؟ یک نفری سریہ روانہ کرنا جائز ہے۔ جس طرح یک نفری پنجاہیت یا کمیشن بٹھانا جائز ہے۔ حدیث باب مختصر ہے جبکہ اصل اور تفصیلی واقعہ یوں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہم کے لیے سریہ روانہ کرنا چاہتے تھے لیکن امیر بنانے کے لیے کوئی مناسب نام نہیں مل رہا تھا۔ چنانچہ منتخب افراد پر مشتمل سریہ مخصوص راستہ پر روانہ کر دیا اور انہیں ہدایت کر دی کہ تمہارے لیے امیر روانہ کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن خذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر تعینات فرما کر انہیں تحریر لکھوادی کہ ”عبد اللہ بن خذافہ تمہارے امیر ہیں“۔ لہذا ان کا حکم مانو: حضرت خذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تحریر لے کر تعمیل حکم کرتے ہوئے روانہ ہو گئے اور قافلہ سے جا ملے۔ افراد سریہ نے حضرت خذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحریر دیکھ کر انہیں اپنا امیر تسلیم کر لیا۔ کسی معاملہ میں ارکان سریہ اور امیر کے درمیان اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی، امیر ناراض ہو گئے اور انہوں نے آگ جلا کر سریہ کے ارکان کو اس میں گھس جانے کا حکم دیا۔ افراد سریہ نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور باہم یہ گفتگو کرنے لگے: آگ سے بچنے کے لیے تو ہم

مسلمان ہوئے ہیں، پھر اگر ہم نے نذر آتش ہونا ہے تو مسلمان ہونے کا ہمیں کیا فائدہ ہوا؟ معاملہ طویل ہو گیا، آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ جب یہ سریہ مدینہ طیبہ واپس آیا تو اس واقعہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم امیر کی اطاعت کرتے ہوئے آگ میں داخل ہو جاتے تو ہمیشہ آگ میں رہتے۔ معصیت کے کاموں میں امیر کی اطاعت نہیں ہے، بلکہ امور خیر میں اس کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۷۱۳۵)

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت سے ایک نفی سریہ روانہ کرنے کے جواز پر استدلال کیا ہے، حالانکہ یہ سریہ نہیں تھا بلکہ سریہ تو وہ تھا وہ جو پہلے روانہ ہو چکا تھا۔

ارشاد بانی: **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: ۵۹)** (تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو)۔ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر سریہ بنا کر روانہ فرمایا تھا۔ اہل سریہ کے لیے ضروری نہیں ہے کہ امیر کی ہر بات کی اطاعت کریں، کیونکہ اس کی اطاعت امور خیر میں واجب ہے اور امور معصیت میں واجب نہیں ہے۔ اس سلسلے میں مشہور حدیث نبوی ہے: جس کے الفاظ یہ ہیں: "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" یعنی خالق کائنات کی نافرمانی کے لیے مخلوق (امیر) کی اطاعت ضروری نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْكُذْبِ وَالْخَدِيعَةِ فِي الْحَرْبِ

باب 5: جنگ کے دوران جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کی اجازت

1598 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَيْعٍ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَأَنَسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنگ دھوکہ دہی کا نام ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت

1598- اخرجہ البخاری (183/6) کتاب الجهاد والسير، باب: الحرب خدعة، حدیث (3030) ومسلم (1361/3)

کتاب الجهاد والسير، باب: جواز الخداع، فی الحرب، حدیث (1739/17) و ابو داؤد (43/3) کتاب الجهاد، باب: المکر فی

الحرب، حدیث (2636) والحمیدی (519/2) حدیث (1237) من طریق سفیان بن عیینة، قال: حدثنا عمرو بن دینار،

فذكره.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دوران جنگ دشمن سے چال چلنا:

لفظ: ”کذب“ کا معنی ہے خلاف واقع بات لیکن یہاں لفظ: ”خدیعة“ کا مترادف ہے جبکہ لفظ: ”خدیعة“ کا معنی ہے: دوران جنگ دشمن سے چال چلنا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنگ چال کا نام ہے۔ اس ارشاد عالیہ کا مفہوم یہ ہے کہ جنگ میں کامیابی کا راز صلاحیت و قوت میں اتنا نہیں ہے جتنا چال چلنے میں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس میدان مناظرہ میں بھی کامیابی کا زیادہ تر مدار حکمت عملی اور چال چلنے میں ہے۔ دوران جنگ دشمن سے جو چال چلی جاتی ہے وہ بظاہر ”کذب“ کے مشابہہ ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عنوان میں لفظ: ”کذب“ کا اضافہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر دشمن سے یوں کہا جائے کہ تم پیچھے دیکھو، جو نہی وہ اپنی توجہ پیچھے کرتا ہے تو اس پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي غَزَوَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمْ غَزَا

باب 6: نبی اکرم ﷺ کے غزوات کا بیان آپ نے کتنے غزوات میں شرکت کی؟

1599 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ قَالَ

متن حدیث: كُنْتُ إِلَى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ فَقِيلَ لَهُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَقُلْتُ كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ أَيْتَهُنَّ كَانَ أَوَّلُ قَالَ ذَاتَ الْعَشِيرِ أَوْ الْعَشِيرَةَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں: میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں موجود تھا ان سے دریافت کیا گیا: نبی اکرم ﷺ نے کتنے غزوات میں شرکت کی ہے تو انہوں نے جواب دیا: انیس غزوات میں راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: کتنے غزوات میں آپ نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ شرکت کی ہے تو انہوں نے جواب دیا: سترہ غزوات میں میں نے دریافت کیا: ان میں سب سے پہلا کون سا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ”ذات العشیر“ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ”ذات العشیرة“۔

1599- اخرجہ البخاری (326/7) کتاب المغازی، باب: غزوة العشيرة او العسيرة، حدیث (3949) و طرفاء فی (4471'4404) و مسلم (1447/3) کتاب الجهاد والسير، باب: عدد غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث (143)(143)(1254/144'143) واحد (374'370'368/4) من طریق میمون ابی عبد اللہ، قال: سمعت زید بن ارقم یقول- فذکرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد:

حدیث باب میں تین اہم امور بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) لفظ: ”العشیراء“ کو دو طریقے سے پڑھا جاتا ہے: (۱) العشیراء (الجمعة بالشین) (۲) العسیراء (المہملۃ بال سین)۔ صحیح بخاری میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں نقل کیا ہے: العشیراء أو العسیراء۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں ضبط کیا ہے: عشیرۃ۔ جمہور اہل سیر کے نزدیک بھی یہی درست ہے۔

(۲) پہلے غزوہ میں اختلاف:

پیش آنے والا پہلا غزوہ کون سا ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: محمد بن اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ پہلا غزوہ ”ابواء“ ہے، اس کے بعد غزوہ بواط اور پھر غزوہ عشیرہ پیش آیا۔ حضرت امام بخاری اور حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار کیا ہے۔ تاہم بعض علماء سیر کے نزدیک پہلا غزوہ ”عشیرہ“ ہے۔ یاد رہے ”عشیرہ“ ایک مقام (جگہ) کا نام ہے۔

(۳) تعداد غزوات میں اختلاف:

غزوات کی تعداد میں مختلف اقوال ہیں: (۱) حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت محمد بن اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ غزوات کی کل تعداد ۲۷ ہے۔ (۲) حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے غزوات ۲۴ ہیں۔ (۳) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تعداد غزوات ۲۱ ہے۔ (۴) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے: تعداد غزوات ۱۹ ہے۔ حدیث باب سے بھی اسی نظریہ کی تائید ہوئی ہے۔ مختلف اقوال میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بعض غزوات کو ایک سفر میں یا متصل ہونے کی وجہ سے ایک شمار کیا جاتا ہے لہذا ان کے نزدیک غزوات کی تعداد قلیل ہے یا بعض کو کچھ غزوات کا علم نہ ہو سکا ہو تو انہوں نے تعداد قلیل بتادی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّفِّ وَالتَّعْبَةِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب 7: جنگ کے وقت صفیں قائم کرنا اور ترتیب دینا

1600 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اسْحَقَ عَنْ

عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: عَبَّاسًا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرَ لَيْلًا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا

الْوَجْهِ

قول امام بخاری: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ سَمِعَ مِنْ عِكْرِمَةَ وَحِينَ رَأَيْتُهُ كَانَ حَسَنَ الرَّأْيِ فِي مُحَمَّدِ بْنِ حُمَيْدِ الرَّازِيِّ ثُمَّ ضَعَفَهُ بَعْدُ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوہ بدر سے پہلے والی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مناسب مقامات پر کھڑا کر دیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں، میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا، تو انہیں اس کا علم نہیں تھا۔ محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں: انہوں نے عکرمہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) میں نے انہیں (یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کو) دیکھا ہے: محمد بن حمید رازی نامی راوی کے بارے میں پہلے ان کی رائے اچھی تھی، لیکن بعد میں انہوں نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

شرح

جہاد کے وقت لشکر کی صف بندی کرنا:

عَبَّأِ عِبَّأً تُعْبِيًّا، باب تَفْعِيلٍ سے ہے، جس کا مفہوم ہے: جنگ کی غرض سے لشکر ترتیب دینا۔ دشمن سے جنگ کی کامیابی کا راز اس بات میں ہے کہ کمانڈر ہر فوجی کو اس کی صلاحیت کے مطابق تعینات کرے، لشکر کی صف بندی کرے اور انہیں اپنی صلاحیت کے عملی جوہر دکھانے کی ہدایات جاری کرے۔ اس صورت میں نصرت و ظفر مندی لشکر کے قدم چومتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنگی معاملات کی تمام خوبیاں اور کمالات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع فرمادے تھے۔ غزوہ بدر اسلام و کفر اور حق و باطل کا پہلا معرکہ تھا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مجاہدین کے مقامات کا تعین رات کے وقت ہی کر دیا تھا۔ دنیا نے دیکھا کہ قبیل تعداد ہونے کے باوجود مسلمانوں کو نصرت و کامیابی حاصل ہوئی اور مجاہدین نے شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر نئی تاریخ رقم کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب 8: جنگ کے وقت دعا کرنا

1601 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنبَانَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي

أَوْفَى قَالَ

متن حدیث: سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللَّهُمَّ مَنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو یعنی نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آپ ﷺ نے (دشمن کے) لشکروں کے لئے دعائے ضرر کی اور یہ دعا کی۔

”اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے! جلدی حساب لینے والے تو (دشمن کے) لشکروں کو پسا کر دے اور انہیں (یعنی ان کے قدم) اکھاڑ دے۔“

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دوران جنگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا

دعا عبادت کا مغز ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ دعا کرنے کے کچھ مقامات ایسے ہیں جن میں یقینی طور پر دعا قبول کی جاتی ہے۔ ان مقامات میں سے ایک دشمن سے مقابلہ کے دوران اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوران جنگ دعا کیا کرتے تھے۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: اللھم منزل الکتاب، سریع الحساب، اهزم الاحزاب وزلزلھم۔ اے اللہ! اے قرآن نازل کرنے والے، اے حساب لینے میں جلدی کرنے والے! تو جتھوں کو شکست وریخت سے دوچار کر دے اور ان کے قدم متزلزل کر دے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَلْوِيَةِ

باب 9: چھوٹے جھنڈوں کا بیان

1602 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ

1601- اخرجہ البخاری (124/6) کتاب الجهاد والسير، باب: الدعاء علی الشریکین بالمزیمة والزلزلة، حدیث (2933) واطرافہ فی (2965، 3025، 4115، 6392، 7479) ومسلم (1363/3) کتاب الجهاد والسير، باب: استحباب الدعاء بالنصر عند لقاء العدو، حدیث (1742/22، 21) وابن ماجہ (935/2) کتاب الجهاد، باب: القتال فی سبیل اللہ، حدیث (2796) واحمد (381، 355، 353/4) والحمیدی (314/2) حدیث (719) وابن خزیمة (238/4) حدیث (2775) وعبد بن حمید (186) حدیث (523) من طریق اساعیل بن ابی خالد، فذکرہ۔

1602- اخرجہ ابوداؤد (32/3) کتاب الجهاد، باب: فی الرايات والالوية، حدیث (2592) والنسائی (200/5) کتاب مناسک الحج، باب: دخول مكة باللواء، حدیث (2866) وابن ماجہ (941/2) کتاب الجهاد، باب: لرايات والالوية، حدیث (2817) من طریق یحییٰ بن آدم، قال: حدثنا شریک، عن عمار الدهنی، عن ابی الزبیر، فذکرہ۔

قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ شَرِيكِ عَنْ عَمَارٍ يَعْنِي الدُّهْنِيَّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ آدَمَ عَنْ شَرِيكِ
قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ آدَمَ عَنْ شَرِيكِ وَقَالَ حَدَّثَنَا غَيْرُ
وَاحِدٍ عَنْ شَرِيكِ عَنْ عَمَارٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

حدیث دیگر: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَالْحَدِيثُ هُوَ هَذَا
توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَالذُّهْنُ بَطْنٌ مِّنْ بَجِيلَةَ وَعَمَارُ الدُّهْنِيُّ هُوَ عَمَارُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الدُّهْنِيُّ وَيُكْنَى
أَبَا مُعَاوِيَةَ وَهُوَ كُوفِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کا مخصوص جھنڈا سفید

تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف یحییٰ بن آدم کی شریک نامی راوی سے روایت کے طور پر
جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا، تو انہیں یحییٰ بن آدم سے منقول ہونے کے حوالے
سے اس حدیث کا علم تھا۔

دیگر راویوں نے اسے شریک کے حوالے سے، عمار کے حوالے سے، ابو زبیر کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے
نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اصل میں حدیث یہی ہے۔
”دجن“ بجیلہ قبیلے کا ایک خاندان ہے۔

عمار دہنی نامی راوی عمار بن معاویہ دہنی ہیں، ان کی کنیت ابو معاویہ ہے یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں اور محدثین کے نزدیک ثقہ
سمجھے جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّايَاتِ

باب 10: بڑے جھنڈوں کا بیان

1603 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكْرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

1603- اخرجہ ابو داؤد (32/3) کتاب الجهاد: باب: فی الرایات والالیة، حدیث (2591) واحد (297/4)

متن حدیث: بَعَثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَسْأَلُهُ عَنْ رَأْيِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِّنْ نَّمِرَةٍ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَالْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ

توضیح راوی: وَأَبُو يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ اسْمُهُ اسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَرَوَى عَنْهُ أَيْضًا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى

﴿﴾ یونس بن عبید بیان کرتے ہیں: محمد بن قاسم نے مجھے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے نبی اکرم ﷺ کے جھنڈے کے بارے میں دریافت کروں تو انہوں نے بتایا: وہ سیاہ رنگ کا تھا اور چوکور تھا اور اس پر لکیریں بنی ہوئی تھیں۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حارث بن حسان رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے، ہم اسے صرف ابن ابی زائدہ کی نقل کے طور پر جانتے ہیں۔

ابو یعقوب ثقفی نامی راوی کا نام اسحق بن ابراہیم ہے۔

ان کے حوالے سے عبیدہ اللہ بن موسیٰ نے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

1604 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اسْحَقَ وَهُوَ السَّالِحَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَجَلَزٍ لَأَحَقَّ بَنَ حُمَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَتْ رَأْيَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءَ وَلَوَاؤُهُ أَبْيَضَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

﴿﴾ ابوجلز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا بڑا جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا اور چھوٹے جھنڈے سفید تھے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن غریب“ ہے، جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

شرح

جھنڈے اور جھنڈیوں کا استعمال کرنا

لفظ: ”الْوَيْةُ“ لَوَاءٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے: چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں۔ لفظ: الرایات، رآیة کی جمع ہے جس کا معنی ہے: بڑے بڑے جھنڈے۔ غزوہ بدر کے موقع پر اسلامی لشکر مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر حصہ کے پاس سفید جھنڈی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس گروپ میں شامل تھے اس کی جھنڈی بھی سفید رنگ کی تھی۔ جب مجاہدین مختلف حصوں میں تقسیم نہ ہوتے

1604- اخرجہ ابن ماجہ (941/2) کتاب الجهاد، باب: الرایات والوایة، حدیث (2818) من طریق ابی مجلز لاحق بن حنید یحدث، فذکرہ۔

بلکہ لشکر و احد کی حیثیت سے دشمن کا مقابلہ کرتے تو سب ایک بڑے جھنڈے کے سائے میں لڑتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا۔ آپ کے جھنڈے کے رنگ کی تصدیق حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہوئی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشِّعَارِ

باب 11: شعار (کوڈورڈ) کا بیان

1605 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ

أَبِي صُفْرَةَ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنْ بَيْتَكُمْ الْعَدُوُّ فَقُولُوا حَمَّ لَا يُنْصَرُونَ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ

اسناد دیگر: وَهَكَذَا رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ مِثْلَ رِوَايَةِ الثَّوْرِيِّ وَرَوَى عَنْهُ عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي

صُفْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

◄◄ مہلب بن ابوصفرہ ان صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے

ہوئے سنا: اگر دشمن رات کے وقت تم پر حملہ کر دے تو تم لوگ (نشانی کے طور پر) یہ کہنا ”حم لا ینصرون“۔

اس بارے میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

بعض راویوں نے ابواسحق کے حوالے سے اسی طرح روایت نقل کی ہے جیسا کہ ثوری نے نقل کی ہے۔

مہلب بن ابوصفرہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر بھی اسے نقل کیا گیا ہے۔

شرح

لشکر کو خصوصی نشان فراہم کرنا

شب خون مارنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور معمولات میں شامل نہیں تھا۔ دشمن اور کفار زمانہ قدیم سے شب خون مارنے کے عادی تھے۔ جب دشمن کے شب خون مارنے کا اندیشہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے لیے خصوصی نشان استعمال میں لاتے اور ہر جنگ کے لیے نیا شعار (خصوصی نشان یا کوڈورڈ) ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسلامی لشکر کو ہدایت کی گئی تھی کہ اگر دشمن شب خون مارے گا تو ہمارا شعار: ”حم لا ینصرون“ ہوگا۔

1605- اخرجہ ابوداؤد (33/3) کتاب الجهاد، باب: فی الرجل ینادی بالشعار، حدیث (2597) واحد (65/4) (377/5)

من طریق ابی اسحق، عن المہلب بن ابی صفرۃ، فذکرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 12: نبی اکرم ﷺ کی تلوار کا بیان

1606 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ

ابن سيرين

متن حدیث: قَالَ صَنَعْتُ سَيْفِي عَلَى سَيْفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَزَعَمَ سَمُرَةُ أَنَّهُ صَنَعَ سَيْفَهُ عَلَى سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ حَنْفِيًّا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ فِي عُثْمَانَ بْنِ سَعْدِ الْكَاتِبِ وَضَعَّفَهُ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

◄◄ ابن سيرین بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی تلوار حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا کی تلوار کی مانند بنوائی تھی اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی تھی کہ انہوں نے اپنی تلوار نبی اکرم ﷺ کی تلوار کی طرح بنوائی ہے جو بنو حنیفہ کی مخصوص تلواروں کی مانند تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید قطان نے عثمان بن سعد کاتب کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے ان کے حافظے کے حوالے سے انہیں ”ضعیف“

قرار دیا ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار

حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تلوار جیسی تلوار تیار کروائی تھی، حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تلوار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے مشابہ تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار حنفی تھی۔ (یعنی بنو حنیفہ قبیلہ کی طرف نسبت ہے، یہ عرب کا مشہور قبیلہ تھا جو تلوار تیار کرنے میں معروف تھا۔ مسیلہ کذاب علیہ اللعنت اسی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا)۔

فائدہ نافعہ:

جیسے لفظ: ”مدینہ“ میں یاء کو حذف کر کے آخر میں یاء نسبت لگانے سے ”مدنی“ اور یاء کے حذف کے بغیر آخر میں یاء لانے سے مدینی کہا جاتا ہے، اسی طرح ملت حنفی میں یاء کو برقرار رکھتے ہوئے ملت حنیفیہ اور قبیلہ بنو حنیفیہ جبکہ یاء کو حذف کرنے پر حنفی کہا جاتا ہے۔

1606-اخر جہ احمد (20/5) منطریق ابن سیرین ذکرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفِطْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب 13: جنگ کے وقت روزہ توڑ دینا

1607 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مُوسَى أَنبَاَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنبَاَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ

الْعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَمَّا بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مَرَّ الظُّهْرَانَ فَأَذَنَّا بِلِقَاءِ الْعَدُوِّ فَأَمَرَنَا

بِالْفِطْرِ فَأَفْطَرْنَا أَجْمَعُونَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے سال جب نبی اکرم ﷺ "مرالظہر ان" کے مقام پر پہنچے تو

آپ نے ہمیں دشمن کا سامنا ہونے کی اطلاع دی اور ہمیں ہدایت کی کہ ہم روزہ توڑ دیں تو ہم سب لوگوں نے روزہ توڑ دیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

دشمن سے معرکہ آراء ہوتے وقت روزہ توڑنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے ارادہ سے اپنے صحابہ کرام کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے دس رمضان المبارک کو روانہ ہوئے، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سمیت حالت روزہ میں تھے۔ جبکہ مکہ مکرمہ نزدیک آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو روزہ توڑنے کا حکم دیا تا کہ کچھ کھانے پینے سے ان میں طاقت و قوت آجائے اور کفار مکہ کا مقابلہ بطریقہ احسن کیا جاسکے۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل ارشاد کیا۔ یہی مسئلہ حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ فتح مکہ کے سال جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مقام "مرالظہر ان" میں پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ دشمن سے مقابلہ ہونے والا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو روزہ توڑنے کا حکم دیا تو تعمیل حکم کرتے ہوئے انہوں نے روزہ توڑ دیا۔

روزہ توڑنے کی وجوہات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روزہ توڑ دیا تھا۔ روزہ توڑنے کے جواز کی

متعدد وجوہات ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1607- اخرجہ احمد (87'29/3) وابن خزيمة (264/3) حدیث (2038) من طریق سعید بن عبد العزيز عن عطية

بن قيس عن قزعة فذكره.

- ۱- یہ روزہ نقلی تھا جو بوقت ضرورت توڑا جاسکتا ہے، کیونکہ حالت سفر میں روزہ فرض نہیں ہے۔
- ۲- دشمن سے جہاد اور مقابلہ کرنے کے لیے روزہ توڑا گیا تھا، جس کی اسلام میں گنجائش ہے۔
- ۳- فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم امیر لشکر تھے اور امیر لشکر کی اطاعت ضروری ہے۔
- ۴- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہو کہ آپ جب چاہیں روزہ توڑنے کا حکم صادر فرما سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ عِنْدَ الْفَرَعِ

باب 14: خطرہ کے وقت باہر نکلنا

1608 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَقَالَ مَا كَانَ مِنْ فَرَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جس کا نام مندوب تھا (واپس آ کر آپ نے ارشاد فرمایا) کوئی خطرے کی بات نہیں ہے ہم نے اس (گھوڑے کو) سمندر (کی طرح تیز رفتار) پایا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1609 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَأَبْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَأَبُو دَاوُدَ قَالُوا

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

كَانَ فَرَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَرَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1608- اخرجہ البخاری (285/5) کتاب الہبة، باب: من استعار من الناس الفرس، حدیث (2627) واطرافہ فی (2820'2857'2862'2866'2867'2908'2968'2969'3040'6033'6212) ومسلم (1803'1802/4) کتاب الفضائل، باب: فی شجاعة النبی علیہ السلام، وتقدمة للحرب، حدیث (2307/49) واہو داؤد (297/4) کتاب الادب، باب: ما روى فی الترخیص فی ذلك، حدیث (4988) واحمد (291'180'274'170/3) والبخاری فی الادب المفرد (887) من طریق شعبة عن قتادة، فذكرہ۔

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ میں خطرے کا اندیشہ ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ہمارا ایک گھوڑا عارضی طور پر لیا جس کا نام مندوب تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے تو خطرے کی کوئی بات نہیں دیکھی اور ہم نے اس (گھوڑے کو) سمندر کی طرح پایا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1610 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ وَأَجْوَدِ النَّاسِ وَأَشْجَعِ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَرَزَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً سَمِعُوا صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ لَابِي طَلْحَةَ عُرِي وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُهُ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت تھے سب سے زیادہ سخی تھے سب سے زیادہ بہادر تھے ایک مرتبہ رات کے وقت اہل مدینہ نے ایک آواز سنی اور اس کی وجہ سے گھبراہٹ کا شکار ہو گئے، تو نبی اکرم ﷺ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس طرف گئے۔ اس گھوڑے کی پشت پر کچھ نہیں تھا (یعنی گھوڑے کی نگلی پشت پر سوار ہو کر گئے) نبی اکرم ﷺ نے اپنی تلوار لٹکائی ہوئی تھی (واپس آ کر آپ ﷺ نے) ارشاد فرمایا: تم لوگ گھبراؤ نہیں، تم لوگ گھبراؤ نہیں! پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اسے سمندر پایا ہے۔ (یعنی گھوڑے کو)۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

اچانک پریشان کن صورت حال پیش آنے پر گھر سے باہر نکل کھڑے ہونا

اچانک رات کے وقت پریشان کن صورت حال پیش آنے پر گھر میں چھپ کر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ جلدی سے باہر نکل آنا چاہیے۔ ایک دفعہ رات کے وقت مدینہ طیبہ میں اچانک شور برپا ہوا تو لوگ اپنے گھروں سے باہر نکل آئے، جس طرف سے شور سنائی دیا اس طرف چل پڑے اور لوگوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے واپس تشریف لارہے۔ اس طرح آپ سب لوگوں سے پہلے گھر سے نکلے اور حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحن میں ”مندوب“ نامی گھوڑا باندھ ہوا تھا، اس پر پالان وغیرہ رکھے بغیر سوار ہو کر شہر سے دور نکل گئے اور پھر واپس آ کر لوگوں کو صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: میں نے دور تک جائزہ
1610- اخرجہ البخاری (189/6) کتاب الجهاد والسير باب: اذا فرعوا بالليل، حدیث (470/10'3040) کتاب الآداب باب: حسن الخلق والسخاء وما يكره من البخل، حدیث (6033) والبخاری في الآداب المفرد (300) ومسلم (1802/4) کتاب فضائل: باب في شجاعة صلي الله عليه وسلم، وتقدمه للحزب، حدیث (2037/48) وابن ماجه (926/2) کتاب الجهاد، باب: الخروج في النفير، حدیث (2772) واحمد (271'185'147/3) وعبد بن حنيد (398) حدیث (1341) من طريق ثابت، فذكره.

لے لیا ہے کہ خطرہ کی کوئی بات نہیں ہے۔

لفظ: ”مندوب“ فعل ثلاثی مجروح ندب سے اسم مفعول واحد مذکر کا صیغہ ہے جس کا لغوی معنی ہے: میت پر رونایا کسی کو بلانا۔ اس گھوڑے کا نام ”مندوب“ اس لیے رکھا گیا تھا کہ وہ سست رفتار ہونے کی وجہ سے سوار اس پر روتا تھا۔ تاہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہونے کی برکت سے وہ چالاک، طاقتور اور سمندر کی طرح تیز رفتار ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس میں طاقت آنے پر وہ شہرت یافتہ ہو گیا تھا اور لوگوں کو دعوت ساری دیتا تھا۔

فائدہ نافعہ:

حدیث باب سے اس بات کا بھی اشارہ ملتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ”مندوب“ نامی گھوڑا عاریتاً نہیں لیا تھا بلکہ اجازت کے بغیر ہی سواری کے لیے استعمال کیا تھا۔ اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہے: (۱) جہاں بے تکلفی ہو وہاں مالک کی اجازت کے بغیر بھی چیز استعمال کی جاسکتی ہے۔ (۲) اچانک شور و غل سنائی دیا جس کا جائزہ لینے کے لیے ہنگامی طور پر آپ نے اہل مدینہ کے وسیع تر مفاد کے لیے گھوڑا سواری کے لیے استعمال کیا۔ (۳) اچانک پریشان کن صورتحال پیش آنے پر لوگ گھروں سے باہر نکل آئے اور ہجوم عام ہو گیا جس وجہ سے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں سے تلاش کر کے اجازت حاصل کرنا دشوار تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّبَاتِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب 15: جنگ کے وقت ثابت قدمی اختیار کرنا

1611 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَقَ

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

متن حدیث: قَالَ لَنَا رَجُلٌ أَفْرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا عُمَارَةَ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ وَلَّى سَرَعَانَ النَّاسِ تَلَقَّتْهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ بَغْلَتِهِ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخَذَ بِلِجَامِهَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: اے ابوعمارہ! کیا آپ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے تو انہوں نے جواب دیا: نہیں اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری تھی بلکہ کچھ جلد باز لوگوں نے پیٹھ پھیر لی تھی جب ہوازن نے ان پر تیر اندازی کی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے اس کی لگام تھامی ہوئی تھی اور نبی اکرم ﷺ یہ کہہ رہے تھے۔
”میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔“

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1612 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ الْمُقَدَّمِيِّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَقَدْ رَأَيْنَا يَوْمَ حُنَيْنٍ وَإِنَّ الْفِتْنَيْنِ لَمَوْلَيْتَانِ وَمَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةٌ

رَجُلٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ إِلَّا مِنْ هَذَا

الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے غزوہ حنین کے بارے میں اچھی طرح یاد ہے اس وقت دو گروہ تھے جو پیٹھ پھیر کر بھاگے تھے اور اس وقت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صرف 100 افراد رہ گئے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عبید اللہ نامی راوی سے منقول ہونے کے حوالے سے ”حسن غریب“ ہے۔
ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

دوران جنگ ثابت قدم رہنا

جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو بھاگنا حرام ہے بلکہ ڈٹ کر مقابلہ ضروری ہو جاتا ہے، اسلام کی سر بلندی اور ترقی اسی میں ہے کہ ثابت قدمی اور جوان مردی سے لڑا جائے۔ جب مسلمان کی یہ عادت ہو جائے کہ خطرہ محسوس کرتے ہی بھاگ جائیں تو جہاد کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور اس سے نامردی اور بد اخلاقی کا اظہار رہتا ہے جس کا نتیجہ شکست کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔

غزوہ حنین کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارہ ہزار جان نثاروں کو لے کر حنین میں پہنچے اور دشمن کے سامنے صف آراء ہوئے اور مقابلہ ہوا۔ اسلامی فوج کے دو بازو میمنہ اور میسرہ اصل فوجی ترتیب سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ کمین میں چھپے ہوئے ثقیف اور ہوازن کے نوجوانوں نے ان پر تیروں کی بارش کر دی اور دونوں بازو میمنہ و میسرہ پیچھے بھاگے جس کے نتیجے میں دوسرے مجاہدین بھی بھاگ اٹھے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر یوں فرمایا: انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب۔ ”اس بات میں کوئی جھوٹ نہیں ہے کہ میں نبی برحق ہوں اور میں ہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔“ عرب میں یہ بات عام گردش کر رہی تھی کہ عبدالمطلب کی اولاد

سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عظیم شان و شوکت، ناموری اور شہرت کا مالک ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ عبدالمطلب کا وہ بیٹا میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرتے تھے اور میدان چھوڑ کر بھاگتے نہیں تھے، کیونکہ آپ کے مشہور القاب میں اشجع الناس یعنی سب لوگوں سے زیادہ بہادر اور اجرا الناس، یعنی سب لوگوں سے زیادہ دلیر تھے۔ علاوہ ازیں آپ کی نبوت و رسالت کی عظمت و شان اور حق گوئی کی صفات آسمان سے بھی بلند تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّيُوفِ وَحَلِيَّتِهَا

باب 16: تلواروں کا بیان اور ان کی آرائش و زیبائش

1613 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ أَبُو جَعْفَرٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا طَالِبُ بْنُ حُجَيْرٍ عَنْ هُوْدِ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ جَدِّهِ مَزِيدَةَ قَالَ

متن حدیث: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى سَيْفِهِ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ قَالَ طَالِبُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِضَّةِ فَقَالَ كَانَتْ قَبِيْعَةَ السَّيْفِ فِضَّةً

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَجَدُّ هُوْدِ اسْمُهُ مَزِيدَةُ الْعَصْرِيُّ

﴿﴾ حضرت مزیدہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے سال جب (مکہ میں) داخل ہوئے تو آپ ﷺ کی تلوار پر سونا اور چاندی لگا ہوا تھا۔

طالب نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے چاندی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: اس تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہود نامی راوی کے دادا کا نام مزیدہ عصری ہے۔

1614 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ

متن حدیث: قَالَ كَانَتْ قَبِيْعَةَ سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَهَكَذَا رَوَى عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كَانَتْ قَبِيْعَةَ سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی تلوار مبارک کا قبضہ چاندی سے بنا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

یہ روایت اسی طرح ہمام کے حوالے سے، قتادہ کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

بعض راویوں نے اسے قتادہ کے حوالے سے، سعید بن ابوالحسن کے حوالے سے روایت کیا ہے: انہوں نے یہ بات بیان کی

ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار مبارک کا قبضہ چاندی سے بنا ہوا تھا۔

شرح

تلوار کو سونا اور چاندی سے مرصع کرنا

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر وہ تلوار جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں تھی، وہ سونا اور چاندی سے مرصع تھی۔ تلوار کے قبضہ پر چاندی لگی ہوئی تھی اور سونا کہاں استعمال کیا گیا تھا؟ اس کی وضاحت نہیں ہے۔

سوال: سونا کا استعمال مرد کے لیے حرام ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا سے مرصع تلوار اپنے پاس کیوں رکھی تھی؟
جواب: اس سوال کے متعدد جوابات ہیں: (۱) سونا کا استعمال بطور برتن، زیور اور انگٹھی مرد کے لیے حرام ہے جبکہ تلوار میں لگا سونا اس زمرے میں نہیں آتا۔ (۲) یہ واقعہ حرمت سونا سے قبل کا ہو۔ (۳) سونا کے استعمال کا جواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے متعلق ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدِّرْعِ

باب 17: زرہ کا بیان

1615 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجُ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ

عَبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَانِ يَوْمَ أُحُدٍ فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ

فَأَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَوْجَبَ طَلْحَةُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَالسَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ میں پہننے

1615- اخرجہ احمد (165/1) عن محمد بن اسحق عن يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير، عن ابيه، عن جده عب دالله

بن الزبير عن الزبير بن العوام به۔

ہوئی تھیں یہ غزوہ احد کے دن کی بات ہے آپ ایک چٹان پر چڑھنے لگے، لیکن آپ چڑھ نہیں سکے تو آپ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھایا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر چڑھ گئے جب آپ چٹان پر پہنچ گئے تو راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے (اپنے لئے جنت) واجب کر لی ہے۔

اس بارے میں حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے، ہم اسے صرف محمد بن اسحاق نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل:

حدیث باب کا عمیق نظریہ گہرائی میں اتر کر مطالعہ کرنے سے متعدد مسائل ثابت ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ☆ اسلام کی سر بلندی اور ترقی کے لیے دشمن (کفار) کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔
- ☆ اپنے تحفظ کے لیے اسباب کا استعمال کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔
- ☆ غزوہ احد زیادہ خطرناک تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزر ہیں زیب تن فرمائی تھیں۔
- ☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی خدمت بھی مغفرت اور دخول جنت کا سبب بن سکتی ہے۔
- ☆ امیر قوم کا لشکر کے ساتھ مل کر جہاد میں عملی طور پر حصہ لینا ضروری ہے۔
- ☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتی کے عمل اور اس کے نتیجے سے آگاہ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَغْفَرِ

باب 18: خود کا بیان

1616 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمَغْفَرُ فَقِيلَ لَهُ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ

بِاسْتَارِ الْكُعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ

1616- اخرجہ مالک (423/1) کتاب الحج، باب: جامع الحج، حدیث (247) والبخاری (70/4) کتاب جزاء الصيد، باب: دخول الحرم ومكة بغير احرام (1846) والحدیث اطرافہ فی (5808'4286'3044) ومسلم (989/2) کتاب الحج، باب: جواز دخول مكة بغير احرام، حدیث (1307/450) وابو داؤد (59/3) کتاب الجهاد، باب: قتل الاسیر ولا يعرض عليه السلام، حدیث (2685) والنسائی (200/5) کتاب مناسك الحج، باب: دخول مكة بغير احرام، حدیث (2878-2867) وابن ماجه (938/2) کتاب الجهاد، باب: السلاح، حدیث (2805) والدارمی (221/2) کتاب السیر، باب: كيف دخل النبي صلى الله عليه وسلم مكة، واحمد (109/3'185'164'180'324'231'232'240) والحمیدی (509/2) حدیث (1212) وابن خزيمة (355/4) حدیث (3063) عن ابن شهاب عن انس به۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُ كَثِيرًا أَحَدٌ رَوَاهُ غَيْرَ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 ﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے سال جب نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ
 نے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: ابن نطل خانہ کعبہ کے پردوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے تو نبی
 اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے قتل کر دو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔
 صرف امام مالک رحمہ اللہ نے اسے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ کسی بڑے محدث نے اسے روایت نہیں
 کیا۔

شرح

خود استعمال کرنا:

لفظ: ”مغفر“ غفر یغفر ثلاثی مجرد صحیح سے اسم آلہ واحد کا صیغہ ہے جس سے مراد لوہے کی ٹوپی ہے اور اردو میں اسے ”خود“
 کہا جاتا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پہن رکھا تھا۔ آپ نے اس موقع پر تمام اہل مکہ کو امان دے دیا
 تھا سوائے بارہ آدمیوں کے، ان میں ابن نطل بھی شامل تھا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ابن نطل کعبہ کے پردوں
 میں چھپا ہوا ہے؟ فرمایا: اسے وہیں قتل کر دو۔

سوال: مکہ مکرمہ تو امن کا گہوارہ ہے جس میں قتل حرام ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر کیوں لڑائی کی، بارہ
 آدمیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور ابن نطل کو کعبہ کے پردوں میں بھی قتل کر دینے کی اجازت دی تھی؟
 جواب: بلاشبہ مکہ مکرمہ دارالامان اور محرومان ہے لیکن اس مقدس شہر کو بتوں کی پوجا پاٹ اور کفر و شرک سے پاک کرنے کے
 لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند گھڑیوں تک جنگ کی اجازت دی گئی تھی جبکہ اس کے بعد پھر حرمت حرب کا
 قانون بحال ہو گیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْخَيْلِ

باب 19: گھوڑوں کی فضیلت کا بیان

1617 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبَثُرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ سَعِيدٍ وَجَرِيرٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ

وَالْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَعُرْوَةُ هُوَ ابْنُ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيُّ وَيُقَالُ هُوَ عُرْوَةُ بْنُ الْجَعْدِ

مذاهب فقہاء: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَفَقَّهُ هَذَا الْحَدِيثُ أَنَّ الْجِهَادَ مَعَ كُلِّ إِمَامٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

﴿﴾ حضرت عروہ باریقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت تک کے لئے گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی رکھ دی گئی ہے اجر اور غنیمت (کی شکل میں)۔اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جریر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عروہ نامی راوی عروہ بن ابوالجعد باریقی ہیں۔

ایک قول کے مطابق عروہ بن جعد ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ حکم بھی ثابت ہوتا ہے: جہاد قیامت تک برقرار رہے گا، خواہ حکمران کوئی بھی ہو۔

شرح

گھوڑوں کی فضیلت:

جہاد ایک وقتی عمل نہیں تھا بلکہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا اور اس کا اجر و ثواب بھی تا قیامت جاری رہے گا۔ جہاد کی شرائط میں سے ایک شرط امام کا ہونا ہے، اب صحابہ جیسا امام ہونا ناممکن ہے لیکن اپنے امام خواہ وہ جیسا بھی ہو، کی رفاقت اور تابعداری میں جہاد کرنا ضروری ہے۔ حدیث باب میں گھوڑوں کی عظمت و فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تا قیامت گھوڑوں کی پیشانی میں خیر یعنی اجر و ثواب رکھا گیا ہے۔

فائدہ نافع:

جہاد کے لیے امام ہونا شرط ہے، جس کی امامت پر مسلمانوں کا اتفاق ہو اور وہ اس کے اعلان پر لبیک کہتے ہوئے جہاد کریں۔ بم دھماکہ کرنا جس کے نتیجے میں معصوم بچے، عورتیں اور شہری ہزاروں کی تعداد میں لقمہ اجل بن جائیں، کوئی جہاد نہیں ہے۔ یہ نظریہ 1617- اخرجہ البخاری (64/6) کتاب الجہاد والسير، باب: الخلیل معقود فی نواصیہا الخیر الی یوم القیامۃ، حدیث (2850) والحدیث اطراف فی (2852'31'19'3343) ومسلم (3/1493) کتاب الامارۃ، باب: الخلیل فی نواصیہا الخیر الی یوم القیامۃ، حدیث (1872/97) والنسائی (222/6) کتاب التجارات، باب: اتخاذ الباشیۃ، حدیث (2305) والدارمی (212'211/2) کتاب الجہاد، باب: فضل الخلیل فی سبیل۔ وخرجہ احمد (376'375/4) والحمیدی (373/2) حدیث (842) عن عامر الشعبي، عن عروۃ بن ابی الجعد بہ.

جہلاء اسلام دشمن اور انسان دشمن قوتوں کا ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْخَيْلِ

باب 20: کون سا گھوڑا پسندیدہ ہے؟

1618 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يُمْنُ الْخَيْلِ فِي الشُّقْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ شَيْبَانَ
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سرخ رنگ کے گھوڑوں میں برکت

ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو شیبان نامی راوی نے نقل کی ہے۔

1619 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: خَيْرُ الْخَيْلِ الْأَذْهَمُ الْأَقْرَحُ الْأَرْتَمُ ثُمَّ الْأَقْرَحُ الْمُحَجَّلُ طَلَقَ الْيَمِينِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَذْهَمَ فَكَمَيْتٌ عَلَى هَذِهِ الشِّيَةِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرماتے نقل کرتے ہیں: سب سے بہترین گھوڑے وہ ہیں جو سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں اور ان کی پیشانی اور ناک کے قریب تھوڑی سی سفیدی ہوتی ہے اس کے بعد وہ گھوڑے ہیں جن کے دونوں ہاتھ دونوں

1618- اخرجہ ابو داؤد (22/3) کتاب الجهاد، باب: فی ما یستحب فی الوان الخلیل، حدیث (3545) واخرجہ احمد (272/1) عن شیبان، عن عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن عباس عن ابیہ عن ابن عباس بہ۔
1619- اخرجہ ابن ماجہ (933/2) کتاب الجهاد، باب: ارتباط الخلیل فی سبیل اللہ، حدیث (2789) والدارمی (212/2) کتاب الجهاد، باب: ما یستحب من الخلیل وما یکرہ، واحد (300/5) عن یزید بن ابی حبیب عن علی بن ابی رباح عن ابی قتادہ بہ۔

پاؤں اور پیشانی سفید ہوتے ہیں، صرف دایاں ہاتھ سفید نہیں ہوتا اور اگر کالے رنگ والا گھوڑا نہ ہو تو اپنی صفات کا حامل سیاہی مائل سرخ گھوڑا (بہتر ہوتا ہے)۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

شرح

بہترین گھوڑا:

لفظ: ”شقر“ اشقر کی جمع ہے۔ اس کی مؤنث شقراء جبکہ جمع شقر ہے، جس طرح لفظ احمر کی مؤنث حمراء اور جمع حمرواء استعمال ہوتی ہے۔ ادھم سے مراد سیاہ رنگ کا گھوڑا ہے جبکہ ”کمیت“ سے مراد سرخ سیاہی مائل (براؤن رنگ کا) گھوڑا۔ ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں اور کل تعداد چار ہے: (۱) وہ سیاہ گھوڑا ہے جس کے ہونٹ اور پیشانی سفید ہو۔ (۲) وہ سیاہ گھوڑا ہے جس کے تین پاؤں اور پیشانی سفید ہو۔ (۳) وہ گھوڑا ہے جس کا رنگ سرخ سیاہی مائل ہو جبکہ اس کی پیشانی اور ہونٹ سفید ہوں۔ (۴) وہ براؤن گھوڑا ہے جس کی پیشانی اور تین پاؤں سفید ہوں لیکن اگلا دایاں پاؤں سفید نہ ہو۔ یہ چاروں گھوڑے پسندیدہ قرار دیے گئے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخَيْلِ

باب 21: ناپسندیدہ گھوڑے

1620 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي سَلْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: أَنَّهُ كَرِهَ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَأَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ اسْمُهُ هَرِمٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ قَالَ قَالَ لِي إِبرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ إِذَا حَدَّثْتَنِي فَحَدَّثْتَنِي عَنْ أَبِي زُرْعَةَ فَإِنَّهُ حَدَّثْتَنِي مَرَّةً

1620- اخرجہ مسلم (1494/3) کتاب الامارۃ، باب: ما یکرہ من صفات الخیل، حدیث (1875/101) و ابو داؤد (22/3) کتاب الجہاد، باب: ما یکرہ من الخلیل، حدیث (2547) والنسائی (219/6) کتاب الخیل، باب: لشکلال فی الخلیل، حدیث (3566-3567) وابن ماجہ (933/2) کتاب الجہاد، باب: ارتباط الخلیل فی سبیل اللہ، حدیث (2790) و اخرجہ احمد (460'457'476'436'250/2)

بِحَدِيثٍ ثُمَّ سَأَلَتْهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِسِنِينَ فَمَا أَحْرَمَ مِنْهُ حَرْفًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ اس گھوڑے کو پسند نہیں کرتے تھے جس کے دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں پر سفید نشان ہو یا دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ پر نشان ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شعبہ نے اسے عبد اللہ یزید کے حوالے سے ابو زرہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

ابو زرہ بن عمرو بن جریر کا نام ہرم ہے۔

محمد بن حمید رازی نے اس روایت کو جریر کے حوالے سے عمارہ بن قعقاع کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ابراہیم نخعی نے مجھ سے یہ فرمایا تھا: جب تم نے مجھے کوئی حدیث سنانی ہو تو ابو زرہ کے حوالے سے سنایا کرو کیونکہ انہوں نے ایک مرتبہ مجھے ایک حدیث سنانی بعد میں میں نے دو سال بعد ان سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ایک حرف کی بھی غلطی نہیں کی۔

شرح

نا پسند گھوڑے:

لفظ: ”شکال“ کا لغوی معنی ہے: وہ رسی جس سے گھوڑے کا ایک اگلا اور ایک پچھلا پاؤں باندھا جاتا ہے جب اسے گھاس وغیرہ چرنے کے لیے چھوڑا جاتا ہے۔ تاہم یہاں حدیث میں اس کے دو مطالب ہو سکتے ہیں: (۱) ایسا گھوڑا مراد ہے جس کے پچھلے دونوں پاؤں جبکہ اگلا بائیں پاؤں سفید ہو۔ (۲) ایسا گھوڑا مراد ہے جس کا اگلا دایاں پاؤں اور پچھلا بائیں پاؤں سفید ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّهَانِ وَالسَّبْقِ

باب 22: گھڑ دوڑ کا بیان

1621 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ

عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْرَى الْمُضَمَّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفِيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ

الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ أَمْيَالٍ وَمَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الْخَيْلِ مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ نَبِيِّ زُرَيْقٍ وَبَيْنَهُمَا مَيْلٌ وَكُنْتُ

1621- اخرجہ مالک فی الموطأ (467/2) کتاب الجهاد، باب: ما جاء فی الخلیل والسابقة بینہما، والنفقة فی الغزو، حدیث

(45) والبخاری (614/1) کتاب الصلوة، باب: هل یقال مسجد بنی فلان، حدیث (420) والحدیث اطرافہ فی

(2868، 2869، 2870، 7336) ومسلم (1491/3) کتاب الامارۃ، باب: السابقة بین الخلیل وتضئیرہا، حدیث

(1870/95) وابو داؤد (29/3) کتاب الجهاد، باب: فی السبق، حدیث (2575) والنسائی (226/6) کتاب الخلیل، باب:

اضرار الخلیل للسبق، حدیث (3584) وابن ماجہ (55'11'5/2) والحمیدی (301/2) حدیث (684) عن نافع عن عمر بہ

فِيْمَنْ أَجْرِي فَوْتَبَ بِي فَرَسِي جَدَارًا

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تربیت یافتہ گھوڑوں کی دوڑ کا مقابلہ کروایا تھا۔ جو حفیاء سے لے کر ثدیہ الوداع تک تھا ان دونوں کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے اور غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کا مقابلہ ثدیہ الوداع سے لے کر مسجد بنی زریق تک کروایا تھا اور ان دونوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اس میں حصہ لیا تھا اور میرا گھوڑا مجھے لے کر ایک دیوار پھلانگ گیا تھا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح حسن غریب“ ہے۔

1622 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: لَا سَبَقَ إِلَّا فِي نَصْلِ أَوْ خُفِّ أَوْ حَافِرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مقابلہ صرف تیر اندازی میں اونٹوں کی دوڑ میں اور گھوڑوں کی دوڑ میں ہو سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

گھڑ دوڑ کا مسابقت کرانا

لفظ ”رہان“ سے مراد ہے گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرنا، اس مسابقت میں جیتنے والے کو جس انعام سے نوازا جاتا ہے اسے ”سبق“ کہا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا کرتے تھے اور اس میں جیتنے والے کو انعام سے بھی نوازتے تھے۔ تاہم اس موقع پر شرط لگانا منع ہے، کیونکہ یہ قمار کی صورت بن جاتی ہے جو حرام ہے۔

لفظ: ”تضمیر“ سے مراد ہے گھوڑے کو دبلا پتلا مگر طاقتور بنانا۔ زیادہ کھلانے پلانے کے سبب جب گھوڑا موٹا تازا ہو جاتا ہے تو اسے دبلا پتلا اور چھریا بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی خوراک کم کر کے اسے گرم اور اندھیرے کمرے میں بند کر دیا جائے پھر کچھ دنوں بعد اس کی خوراک معمول پر لائی جائے۔ اس طرح وہ گھوڑا طاقتور اور تیز رفتار بھی ہو جاتا ہے۔

1622- اخرجہ ابو داؤد (29/3) کتاب الجهاد، باب: فی السبق: حدیث (2574) والنسائی (227/6) کتاب الخیل، باب: السبق، حدیث (3589) واخرجہ احمد (385'256/2)

لفظ: "نصل" برچھی یا بھالے کی انی، "خف" کا معنی ہے موزہ اور حافر سے مراد ہے ننگے پاؤں چلنے والا آدمی یا گھوڑا ہے۔ دوسری حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ مقابلہ یا مسابقتہ صرف تین امور میں کرایا جاسکتا ہے: (۱) گھڑ دوڑ میں۔ (۲) اونٹوں کے دوڑانے میں۔ (۳) تیراندازی میں۔ (سنن کبریٰ ج ۱۰ ص ۱۶)۔ ان چیزوں میں مقابلہ کرانے سے جہاد کی تیاری مقصود ہوتی ہے جبکہ جہاد ایک ریاضت سے کم نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ:

عصر حاضر میں ٹینک چلانے، بندوق استعمال کرنے، راکٹ گرانے، میزائل داغنے اور جنگی جہاز کو اڑانے میں مقابلہ کرنا بھی مندرجہ بالا امور ثلاثہ کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ تَنْزِي الْحُمْرُ عَلَى الْخَيْلِ

باب 23: گدھے کے ذریعے گھوڑی کی جفتی کروانا مکروہ ہے

1623 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو جَهْضَمٍ مُوسَى بْنُ سَالِمٍ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا مَأْمُورًا مَا اخْتَصَنَا دُونَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا

بِثَلَاثٍ أَمَرْنَا أَنْ نُسَبِّغَ الْوُضُوءَ وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأَنْ لَا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلَى فَرَسٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هَذَا عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ فَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَدِيثُ الثَّوْرِيِّ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَوَهُمْ فِيهِ الثَّوْرِيُّ

وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ (اللہ تعالیٰ کے) احکامات کے پابند تھے آپ نے ہم

لوگوں کو بطور خاص خصوصیت کے ساتھ صرف تین چیزیں بتائیں آپ نے ہمیں ہدایت کی کہ ہم اچھی طرح وضو کریں، اور ہم صدقے

1622- اخرجہ ابو داؤد (29/3) کتاب الجهاد، باب: فی السبق: حدیث (2574) والنسائی (227/6) کتاب الخیل، باب

السبق، حدیث (3589) واخرجہ احمد (385/256/2)

1623- اخرجہ ابو داؤد (214/1) کتاب الصلوٰۃ، باب: قدر القراءة فی صلوٰۃ الظهر والعصر، حدیث (808) والنسائی

(89/1) کتاب الطہارۃ، باب: الامر باسباغ الوضوء، حدیث (141) وابن ماجہ (147/1) کتاب الطہارۃ، باب: ما جاء

اسباغ الوضوء، حدیث (426) واحمد (249'234'232'225/1) وابن خزیمہ (89/1) حدیث (175)

میں سے کچھ نہ کھائیں اور ہم گدھے کے ذریعے گھوڑی کی جفتی نہ کروائیں۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اسے ابو جہضم کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: یہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے ثوری سے منقول روایت محفوظ نہیں ہے اس میں ثوری کو وہم ہوا ہے۔

صحیح روایت وہ ہے جسے اسمعیل بن علیہ اور عبد الوارث بن سعید نے ابو جہضم کے حوالے سے عبید اللہ بن عبد اللہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

شرح

گدھے سے گھوڑی کو جفتی کرانے کی ممانعت

جب کسی کے پاس گھوڑی ہو، تو اس سے گھوڑا پیدا کرنا چاہیے، خچر نہیں پیدا کرنا چاہیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑی سے خچر وہ لوگ پیدا کرتے ہیں جنہیں اس کے نفع و نقصان کا علم نہیں۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۵۶۵)۔ یاد رہے کہ جب گھوڑی سے گھوڑا پیدا کرنا مقصد ہو تو گھوڑے سے گھوڑی کو جفتی کرائی جاتی ہے اور اگر خچر پیدا کرنا مقصد ہو تو گدھے سے گھوڑی کو جفتی کروائی جاتی ہے۔ یہ جہالت اور بے وقوفی ہے کہ اعلیٰ چیز کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز حاصل کی جائے۔ تاہم اگر گھوڑے سے گدھی کو جفتی کرانے سے خچر پیدا ہو تو ایسا کیا جاسکتا تھا لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو ایک مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر کسی کے پاس مشین ہو جو اعلیٰ و عمدہ مال تیار کرتی ہو، تو پھر اس سے اس عمدہ مال کے بجائے ناقص مال تیار کرنا کوئی عقل مندی کی علامت ہرگز نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِفْتَا حِ بِصَعَالِكِ الْمُسْلِمِينَ

باب 24: غریب مسلمانوں سے دعائے خیر کروانا (یا ان کے وسیلے سے فتوحات طلب کرنا)

1624 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

1624- اخرجه ابو داؤد (32/3) كتاب الجهاد، باب: في الانتصار، برذل الخليل والضعفة، حديث (2594) والنسائي (45/6) كتاب الجهاد، باب: الاستنصار، بالضعيف، حديث (3179) واحد (198/5)

متن حدیث: اَبْغُونِي ضَعْفَانِكُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتَنْصَرُونَ بِضَعْفَانِكُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مجھے اپنے ظاہری طور پر کمتر حیثیت کے لوگوں کے درمیان تلاش کرو کیونکہ کمزوروں کی وجہ سے ہی تم لوگوں کو رزق اور مدد ملتے ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

غریبوں سے فتح کی دعا کرانا

لفظ ”الاستفتاح“ ثلاثی مزید فیہ از باب استفعال کا مصدر ہے جس کا معنی ہے: فتح حاصل کرنا، کامیابی حاصل کرنا۔ لفظ صعاليك، صعلوک کی جمع ہے جس کا معنی ہے: غریب، نادار۔ لفظ: بصعاليك، کی باء حارہ میں ذوا احتمال ہے ہو سکتے ہیں: (۱) برائے تو سل ہو۔ (۲) برائے استعانت ہو۔ حدیث باب کا پہلا فقرہ ہے: ابغونی ضعفانکم۔ میں ہمزہ وصل ہے یا ہمزہ قطعی ہے؟ اس میں دونوں احتمال ہو سکتے ہیں: (۱) بغی الشیء بغیة، طلب کرنا، چاہنا۔ (۲) ابغاه الشیء، طلب کرنے میں مدد دینا، تلاش کرانا۔ یہ حدیث چھ مشہور کتابوں میں موجود ہے لیکن سب میں پہلے فقرہ کے الفاظ مختلف ہیں۔ اس کی تفصیل یوں ہے: (۱) ابغونی الضعفاء (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۹۵۴) مجھے کمزور لوگ تلاش کراؤ۔ (۲) ابغونی الضعیف (سنن نسائی، رقم الحدیث ۳۱۷۹) کمزور لوگ تلاش کرنے میں میری معاونت کرو۔ (۳) ابغونی ضعفانکم۔ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد ۵ ص ۱۹۸) اپنے غریب لوگ میرے لیے تلاش کرو۔ (۴) ابغونی الضعفاء (سنن بیہقی جلد ۳ ص ۳۲۵) (۵) ابغونی فی الضعفاء (مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۱۰۶) (۶) ابغونی فی ضعفانکم۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۶۲۴) تم مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کر، کیونکہ تمہیں کمزوروں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ حدیث باب کے شان و رود کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ تاہم اسے ایک فرضی مثال کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے مثلاً ایک شخص باہر سے مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور زیارت کے لیے حاضر ہوتا ہے جبکہ آپ گھر میں موجود نہیں تھے۔ مختلف باصلاحیت لوگوں کے گھروں سے دریافت کرتا رہا اور اس نے ہر جگہ آپ کو تلاش کیا لیکن ناکام ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ جب تشریف لائے تو وہ شخص اپنی بے بسی کی کہانی آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ تو نے مجھے صحیح جگہ میں تلاش نہیں کیا ورنہ میں تجھے ضرور مل جاتا۔ اگر تو مجھے غریب لوگوں میں تلاش کرتا تو میں تجھے مل سکتا تھا، کیونکہ جو تمہیں رزق فراہم کیا جاتا ہے اور جہاد میں کامیابی دی جاتی ہے ان لوگوں کی وجہ سے عنایت کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَجْرَاسِ عَلَى الْخَيْلِ

باب 25: گھوڑوں کے گلے میں گھنٹیاں لٹکانا

1625 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: فرشتے ان سواروں کے ساتھ نہیں چلتے جن کے

ساتھ کتا ہو یا گھنٹی موجود ہو۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

گھوڑوں کے گلے میں گھنٹی لٹکانے کی ممانعت

حدیث باب کا حکم عام نہیں ہے، بلکہ لشکر جہاد کے ساتھ خاص ہے یعنی لشکر جہاد کے ساتھ نہ کتا ہونا چاہیے اور نہ گھوڑوں کے گلے میں گھنٹیاں ہونی چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتے کے بھونکنے اور گھنٹی کے بجنے سے لشکر کی نقل و حرکت دشمن سے پوشیدہ نہیں رہے گی حالانکہ اس موقع پر دشمن کے خلاف چال چلنے، حکمت عملی اور احتیاطی تدبیر اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ بعض علماء اس حدیث کے حکم کو عام خیال کرتے ہیں تو ان کے نزدیک گائے، اونٹ، بکری اور گدھے کے گلے میں گھنٹی لٹکانے کے علاوہ دینی مدارس، تعلیمی اداروں اور دوسرے عام اداروں کے ملازموں کے لیے استعمال کی جانے والی گھنٹیاں بھی ممنوع قرار پائیں گی۔ جس سے اداروں کا نظام چلانے میں انتظامیہ کو دقت پیش آئے گی۔ اسلام خیر خواہی، سلامتی اور آسانی کی فضاء قائم کرتا ہے۔ لہذا حدیث باب کا حکم عام نہیں ہے، بلکہ لشکر جہاد کے ساتھ خاص ہے۔

1625- اخرجہ مسلم (1672/3) کتاب اللباس والزینة' باب: كراهة الكلب والجرس في السفر' حدیث (2113/103) وابو داؤد (25/3) کتاب الجهاد: باب: في تعليق الاجراس' حدیث (2555) والدارمی (288/2) کتاب الاستذنان' باب: النهی عن الجرس واخرجہ احمد (262/2'311'327'343'392'444'476) وابن خزيمة (146/4) حدیث (2553) عن سهيل بن ابي صالح عن ابي هريرة به.

بَابُ مَا جَاءَ مَنْ يُسْتَعْمَلُ عَلَى الْحَرْبِ

باب 26: جنگ کا امیر کسے بنایا جائے؟

1626 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ بْنُ الْجَوَابِ أَبُو الْجَوَابِ عَنْ يُونُسَ بْنِ

أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشَيْنِ وَأَمَرَ عَلِيَّ أَحَدَهُمَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَلِيَّ الْأَخْرَجِيَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَقَالَ إِذَا كَانَ الْقِتَالُ فَعَلِيٌّ قَالَ فَافْتَتَحَ عَلِيٌّ حِصْنًَا فَأَخَذَ مِنْهُ جَارِيَةً فَكَتَبَ مَعِيَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشِي بِهِ فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ الْكِتَابَ فَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ ثُمَّ قَالَ مَا تَرَى فِي رَجُلٍ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ قُلْتُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ وَإِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ فَسَكَتَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

حَدِيثِ الْأَحْوَصِ بْنِ جَوَابٍ

قول امام ترمذی: قَوْلُهُ يَشِي بِهِ يَعْنِي النَّمِيمَةَ

﴿﴾ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو لشکر روانہ کئے ان میں سے ایک کا امیر حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور دوسرے کا امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور ارشاد فرمایا: جب جنگ شروع ہو تو علی (دونوں لشکروں کے مشترکہ) امیر ہوں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک قلعے کو فتح کیا انہوں نے وہاں سے ایک کنیز کو لیا اور (اس کے ساتھ صحبت کر لی) تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ نبی اکرم ﷺ کو خط بھیجا جس میں اس بات کا تذکرہ تھا میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے اس خط کو پڑھا تو آپ کا رنگ تبدیل ہو گیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسے شخص کے بارے میں تم لوگ کیا سمجھتے ہو؟ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں تو میں نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں میں صرف ایک قاصد ہوں تو نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف احوص بن جواب کی نقل کردہ روایت کے طور پر

جانتے ہیں۔

حدیث کے الفاظ ”یشیء بہ“ کا مطلب چغلی کرنا ہے۔

شرح

امیر لشکر کی خصوصیات:

عام حالات میں انتظامی امور کی سہولت کے پیش نظر لشکر کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنا اور ہر حصے کا ایک امیر مقرر کرنا جائز ہے۔ تاہم عین جہاد کے وقت لشکر کے تمام حصوں کو جمع کر کے ان کا باصلاحیت ایک امیر مقرر کیا جائے گا۔ لشکر کا امیر شجاعت و بہادری، علم و فضل، زہد و تقویٰ اور حلال و حرام کے اصولوں کا جامع ہونا چاہیے۔ حدیث باب میں عین جہاد کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنانے کا حکم ان خصوصیات کے باعث دیا گیا تھا۔

فائدہ نافعہ:

مال غنیمت کا شرعی حکم یہ ہے کہ اس سے خمس نکال کر بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے اور باقی چارخمس جہاد میں حصہ لینے والے لشکر میں تقسیم کر دیے جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے کینز حاصل کی تھی جبکہ اپنی کینز سے جماع کرنے کی اسلام نے اجازت دی ہے۔ تاہم اس صورتحال کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم نہیں تھا جس وجہ سے انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کر دی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِمَامِ

باب 21: امام کا بیان

1627 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَلَا كُتْلُكُمْ رَاعٍ وَكُتْلُكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ

رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَّةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُ وَالْعَبْدُ

رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فَكُتْلُكُمْ رَاعٍ وَكُتْلُكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي مُوسَى

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَحَدِيثُ أَبِي مُوسَى غَيْرُ مَحْفُوظٍ

وَحَدِيثُ أَنَسٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَالَ حَكَّاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ

الرَّمَادِيُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

1627- اخرجہ البخاری (441/2) کتاب الجمعة باب: الجمعة في القرى والمدن حدیث (893) اطرافہ فی

(2409'2554'2558'2751'5188'5200'7138) وفي الاداب المفرد (208) ومسلم (1459/3) كتاب الامارة باب:

فضيلة الامام العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق بالرعية حدیث (1829/20) واحمد (54,5/2) وعبد بن حميد

(242) حدیث (745) عن نافع فذكره.

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَنِي بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ بَشَّارٍ قَالَ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي
بُرْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَهَذَا أَصَحُّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَرَوَى إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ
هَشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث دیگر: اِنَّ اللّٰهَ سَائِلٌ كُلِّ رَاۡعٍ عَمَّا اسْتَرَ عَاۡهُ

قول امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ هَذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَإِنَّمَا الصَّحِيحُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ هَشَامٍ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خبردار! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر شخص سے
اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔ امیر لوگوں کا نگران ہے اور اس سے ان کے بارے میں حساب لیا جائے گا، عورت
اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس حوالے سے حساب لیا جائے گا، غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس
حوالے سے حساب لیا جائے گا، خبردار! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا
جائیگا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ سے منقول حدیث محفوظ نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث بھی محفوظ نہیں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابراہیم بن بشار رمادی نے اسے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے، برید بن عبد اللہ کے حوالے سے، ابو بردہ کے حوالے سے،
حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

محمد بن ابراہیم بن بشار نے اس روایت کو مجھے سنایا ہے۔

کئی راویوں نے اسے سفیان کے حوالے سے، برید کے حوالے سے، ابو بردہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“
حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اسحاق بن ابراہیم نے معاذ بن ہشام کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، قتادہ کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے
حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے، یہ بات نقل کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ہر نگران شخص سے حساب لے گا اس
چیز کے بارے میں جس کا اس نے اسے نگران مقرر کیا تھا۔

میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: روایت بھی محفوظ نہیں ہے۔

صحیح روایت وہ ہے جو معاذ بن ہشام کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، قتادہ کے حوالے سے، حسن بصری رضی اللہ
عنه کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر منقول ہے۔

شرح

امیر وقت کے فرائض اور عوام کے حقوق

کامیابی اور اطمینان قلب کے ساتھ حکمرانی کی خدمات انجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ امیر وقت اپنے فرائض کو ہمہ وقت پیش نظر رکھے اور یہی حقوق عوام بھی ہیں۔ حدیث باب میں چند فرائض امیر اور حقوق عوام بیان کیے گئے ہیں جن کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ ہر انسان کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے باخبر ہونا چاہیے تاکہ ان کی انجام دہی میں کوتاہی کا امکان نہ ہو کیونکہ کوتاہی یا غفلت کی صورت میں وہ مجرم قرار پائے گا۔

☆ امیر وقت کو اپنے فرائض سے آگاہ ہونا اور ان کو انجام دینے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا از بس ضروری ہے۔ ورنہ وہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے مجرم کی حیثیت سے پیش کیا جائے گا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حساب دینا پڑے گا۔

☆ بیوی اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے، لہذا اشیاء خانہ کو شوہر کی اجازت سے تصرف میں لاسکتی ہے ورنہ اس کا فعل جرم کے زمرے میں آئے گا۔ علاوہ ازیں اپنی عصمت و عفت کی بھی حفاظت کرے کہ غیر مجرم کو گھر میں داخل ہونے کی ہرگز اجازت نہ دے۔

☆ غلام (نوکر) اپنے آقا کا نگران ہے اور آقا کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ آقا کی اجازت کے بغیر اس کے اموال میں تصرف کرنا جرم ہے جس کے بارے میں جواب دہ ہونا پڑے گا۔

امیر وقت کے مشہور فرائض یہ ہیں: (۱) عوام کو عدل و انصاف فراہم کرنا، (۲) عوام کے لیے دینی تعلیم کا مفت اہتمام کرنا، (۳) جان و مال اور عزت و ناموس کا تحفظ کرنا، (۴) لوگوں کو مظالم و زیادتیوں سے نجات دلانا، (۵) ضروریات زندگی کی اشیاء سستے داموں فراہم کرنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي طَاعَةِ الْإِمَامِ

باب 28: حاکم وقت کی پیروی کرنا

1628 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النِّسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي

إِسْحَقَ عَنِ الْعِزَّارِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ الْأَحْمَسِيَّةِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ قَدْ

1628- اخرجہ احمد (403/402/6) والحمیدی (174/1) حدیث (359) من طریق یونس بن ابی اسحاق عن العیزار

بن حریث اذ کرد۔

التَّفَعُّ بِهٍ مِنْ تَحْتِ اِبْطِهِ قَالَتْ فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى عَضَلَةٍ عَضِدِهِ تَرْتَجُّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ وَاِنْ اَمْرٌ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوا لَهٗ وَاَطِيعُوا مَا اَقَامَ لَكُمْ كِتَابَ اللَّهِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَرَبَابُضِ بْنِ سَارِيَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اُمِّ حُصَيْنٍ

﴿﴾ ﴿﴾ سیدہ ام حصین احمسیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے دوران خطبہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اس وقت آپ نے چادر اوڑھی ہوئی تھی اور آپ نے اس کو اپنی بغل کے نیچے سے لپیٹا ہوا تھا وہ خاتون بیان کرتی ہیں: (میں آپ سے اتنے فاصلے پر تھی) کہ آپ کے بازو کے پٹھوں کی حرکت کو دیکھ سکتی تھی میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

”اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اگرچہ تم پر کسی حبشی شخص کو حاکم بنا یا جائے جس کا کان کٹا ہوا ہو، تو تم اس کی بھی اطاعت و فرمانبرداری کرو جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تمہارے لئے قائم رکھے۔“

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے سیدہ ام حصین رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

شرح

امیر کی اطاعت واجب ہونا:

امیر (حاکم) وقت کی اطاعت عوام پر ضروری ہے، اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: تم اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولوالامر کی اطاعت کرو۔ اگر حاکم وقت کی اطاعت نہ کی جائے تو وہ حکمرانی کی خدمات انجام نہیں دے سکے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی حکومت میں نمایاں فرق کیوں ہے، یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت مضبوط تھی جبکہ آپ کی حکومت انتشار کا شکار ہے؟ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رعیت ہم تھے اور میری رعیت تم ہو یعنی ہم لوگ اطاعت گزار تھے تو حضرت عمر کی حکومت بھی مضبوط تھی جبکہ تم نافرمان ہو اس لیے ہماری حکومت کمزور ہے۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حکمران خواہ کیسا ہو، اس کی اطاعت واجب ہے۔ تاہم اگر وہ شریعت کے خلاف کسی معاملہ میں حکم دے تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

بِ مَا جَاءَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

کی نافرمانی کے حوالے سے مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ
وَسَلَّمَ:

عُ وَالطَّاعَةَ عَنِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِنَّ أَمْرَ
طَاعَةَ

يُسَبِّحُ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَانِ بْنِ حُصَيْنٍ وَالْحَكِّمِ بْنِ عُمَرَ وَالْغِفَارِيِّ
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ مسلمان کو کوئی بات پسند ہو یا ناپسند ہو
اسے جب تک اسے (اللہ تعالیٰ کی) کسی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، کیونکہ اس صورت میں اطاعت
کی۔

رسول اللہ ﷺ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما، حضرت حکم بن عمر وغفار رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
رسول اللہ ﷺ: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ عَنْ قُطَيْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي
تَابِاسٍ قَالَ

وَلِلَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ

رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کی لڑائی کروانے سے منع کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

أَبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ

حَدِيثِ قُطَيْبَةَ

اختلاف سند: وروى شريك هذا الحديث عن الأعمش عن مجاهد عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه ولم يذكر فيه عن أبي يحيى حدثنا بذلك أبو كريب عن يحيى بن آدم عن شريك وروى أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه توضيح راوى: وأبو يحيى هو القات الكوفي ويقال اسمه زاذان

فی الباب: قال أبو عيسى: وفي الباب عن طلحة وجابر وأبي سعيد وعكراش بن ذؤيب

مجاہد بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کی لڑائی کروانے سے منع کیا ہے۔

انہوں نے اس کی سند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

ایک قول کے مطابق یہ روایت قطعہ نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شریک نامی راوی نے اسے اعمش کے حوالے سے مجاہد کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی

اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اس کی سند میں ابو یحییٰ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

ابو معاویہ نامی راوی نے اسے اعمش کے حوالے سے مجاہد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

ابو یحییٰ قات کوفی ہیں۔ ایک قوت کے مطابق ان کا نام ”زاذان“ ہے۔

اس بارے میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عکراش بن ذؤیب سے احادیث منقول

ہیں۔

1632 سند حدیث: حدثنا أحمد بن مبيع حدثنا روح بن عبادة عن ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر

متن حدیث: أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الوسم في الوجه والضرب

حکم حدیث: قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چہرے پر داغ لگانے اور ضرب لگانے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

خلاف شرع امور میں حاکم کی اطاعت واجب نہ ہونا:

جائز اور مباح امور میں حاکم وقت کی اطاعت فرض ہے لیکن معصیت، خلاف شرع اور احکام الہی کے خلاف امور میں

اطاعت لازم نہیں ہے۔ مثلاً جانوروں کی لڑائی کرانے، چہرے کو لوہے سے داغنے اور چہرے پر طمانچہ وغیرہ رسید کرنے سے منع

1632- اخرجہ مسلم (1673/3) کتاب البیاس والزینة، باب: النهی عن ضرب الحيوان یف وجهه، ووسه فیہ، حدیث

(2116/106) واحمد (378'318/3) عن طریق ابن جریج، عن ابی الزبیر، فذکرہ۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے فرمایا: چھوٹے اور بڑے کے درمیان یہ حد ہے پھر انہوں نے یہ تحریر کروایا کہ جو شخص پندرہ سال کا ہو جائے اسے مال غنیمت میں سے حصہ دیا جائے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بچوں اور جنگجوؤں کے درمیان حد باطل یہی ہے۔ اس میں یہ بات مذکورہ ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان بھیج دیا تھا: اتنی عمر کے شخص کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا جائے۔

اسحق بن یوسف سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

1634 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَكْفُرُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَيْفَ قُلْتَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَيْكَفُرُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ
وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدِّينَ فَإِنَّ جَبْرِيلَ قَالَ لِي ذَلِكَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے

یہ حدیث سنائی ہے: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ نے لوگوں کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا تمام اعمال میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے ایک شخص کھڑا

1634- اخرجہ مسلم (1501/3) کتاب الامارۃ، باب: من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایا، الا الدین، حدیث

(117-1885) والنسائی (34/6) کتاب الجهاد، باب: من قاتل فی سبیل اللہ عزوجل وعلیہ دین، حدیث (3157) والدارمی

(207/2) کتاب الجهاد، باب: فیمن قاتل فی سبیل اللہ، واخرجہ مالک فی الوطأ (461/2) کتاب الجهاد، باب: الشهداء فی

سبیل اللہ، حدیث (31) واحمد (308'297/5) وعبد بن حمید ص (96) حدیث (192) من طریق سعید بن ابی سعید

المقبري، عن عبد الله بن ابی قتادة الانصاري عن ابیه ابی قتادة فذکره۔

ہو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جائے، تو کیا میرے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جائے، تم صبر کرنے والے ہو اور ثواب کی امید رکھنے والے ہو آگے بڑھنے والے ہو پیٹھ پھیرنے والے نہ ہو۔ (تو تمہیں یہ اجر ملے گا) پھر نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جائے، تو کیا میرے تمام گناہوں کو معاف کر دیا جائے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تم صبر کرنے والے ہو، ثواب کی امید رکھنے والے ہو آگے بڑھنے والے ہو پیٹھ پھیرنے والے نہ ہو (تو تمہیں یہ اجر ملے گا) البتہ قرضہ معاف نہیں ہوگا، کیونکہ جبریل نے مجھے یہ بات بتائی ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض راویوں نے اسے سعید مقبری کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

یحییٰ بن سعید انصاری اور دیگر راویوں نے اسے اسی طرح سعید مقبری کے حوالے سے، عبداللہ بن ابوقبادہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

سعید مقبری کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کے مقابلے میں یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

نابالغ لڑکے کو بطور مجاہد بھرتی کرنا

جہاد میں شامل ہونے کے لیے بلوغت شرط ہے، نابالغ بچہ باقاعدہ بطور مجاہد جہاد میں شامل نہیں ہو سکتا اور اگر وہ جہاد میں بطور معاون شامل ہو تو اسے مال غنیمت سے حصہ نہیں ملے گا۔ لڑکے کے بالغ ہونے کی مشہور علامات تین ہیں:

(۱) احتلام ہونا، (۲) زیر ناف بال آنا (۳) ۱۵ سال عمر ہونا۔

دوسری حدیث باب میں جام شہادت نوش کرنے کی فضیلت و عظمت بیان کی گئی ہے۔، جب کوئی شخص میدان جہاد میں صبر و استقامت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہو اور وہ شہید ہو جائے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ تاہم اگر اس پر کسی کا قرض ہو تو وہ معاف نہیں کیا جاتا۔ گویا شہادت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ شہید کو اپنے حقوق تو فرمادیتا ہے لیکن حقوق العباد معاف نہیں فرماتا۔ قرض کا تعلق بھی حقوق العباد سے ہے، جب تک بندہ خود قرض معاف نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دَفْنِ الشَّهَدَاءِ

باب 31: شهداء کو دفن کرنا

1635 سن حدیث: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ

بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: شُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجِرَاحَاتُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ احْفَرُوا وَأَوْسِعُوا

وَأَحْسِنُوا وَأَدْفِنُوا الْإِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا فَمَاتَ أَبِي فَقَدِمَ بَيْنَ يَدَيَّ رَجُلَيْنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ خَبَابٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ

تَوْصِيحٌ رَاوَى أَبُو الدَّهْمَاءِ اسْمُهُ قِرْفَةُ بْنُ بُهَيْسٍ أَوْ بَيْهَسٍ

﴿﴾ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کو شہداء کے بارے میں بتایا

گیا آپ نے (کہ شہید ہونے والوں کے بارے میں) یہ ہدایت کی ان کی قبر کھودو اس کو کشادہ رکھو اور اسے اچھی طرح صاف رکھو اور دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں رکھو اور ان میں آگے سے رکھو جو سب سے زیادہ قرآن پاک کا عالم ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: میرے والد کا انتقال ہو گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ان کے باقی دوساتھیوں سے آگے رکھوایا تھا۔

اس بارے میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سفیان اور دیگر راویوں نے اسے ایوب کے حوالے سے حمید بن ہلال کے حوالے سے ہشام بن عامر کے حوالے سے نقل

کیا ہے۔

ابو دہماء نامی راوی کا نام قرفہ بن بھیس یا بیہس ہے۔

شرح

شہداء کو دفن کرنا

فقہی مسئلہ تو یہ ہے کہ ایک قبر میں ایک سے زائد میتوں کی تدفین منع ہے، تاہم کسی مجبوری کے سبب ایک قبر میں متعدد میتوں کو

1635- اخرجہ احمد (20/19/4) ابو داؤد (214/3) کتاب الجنائز، باب: فی تعمیق القبر، حدیث (3215) والنسائی

(81/80، 4) کتاب الجنائز، باب: ما يستحب من اعناق القبر، حدیث (2010) وابن ماجہ (497/1) کتاب الجنائز، باب: ما

جاء فی حفر القبر، حدیث (1560) من طریق حمید بن ہلال عن ابی الدہماء عن ہشام بن عامر فذکرہ۔

بھی دفن کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً کثیر تعداد میں شہداء ہوں یا سماوی آفت کے باعث مسلسل اموات واقع ہو رہی ہوں تو زیادہ قبور تیار کرنے میں دقت پیش آتی ہو تو ایک قبر میں متعدد میتوں کو دفن کرنا جائز ہے۔ غزوہ احد کے موقع پر مسلمانوں کا بہت جانی نقصان ہوا۔ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے اور جو زندہ تھے وہ شدید زخمی ہوئے تھے۔ جب شہداء کی تدفین کا مرحلہ آیا تو اتنی تعداد میں قبور کا تیار کرنا دشوار تھا، کیونکہ حجاز مقدس کی زمین پتھریلی ہے اور قبور تیار کرنے والے زخمی بھی تھے۔ اس صورت حال کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ تم کشادہ قبور کھودو اور ایک قبر میں دو یا تین شہداء کو دفن کرو۔ سب سے آگے یعنی قبلہ رخ اس شہید کو رکھو جو قرآن کا زیادہ علم رکھتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں میرے والد گرامی نے بھی جام شہادت نوش کیا تھا تو انہیں قبر میں دوسرے شہداء کے آگے رکھا گیا تھا کیونکہ وہ قرآن کریم کے زیادہ عالم تھے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن کا علم رکھنے والے شہداء کی فضیلت دوسرے شہداء سے زیادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشُورَةِ

باب 32: مشورے کا بیان

1636 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

متن حدیث: لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ وَجِيَءٌ بِالْأَسَارِيِّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَقُولُونَ فِي هَؤُلَاءِ الْأَسَارِيِّ فَذَكَرَ قِصَّةً فِي هَذَا الْحَدِيثِ طَوِيلَةً

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ أَبِي أَيُّوبَ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ وَيُرْوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حدیث دیگر: قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ مَشُورَةً لِأَصْحَابِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ بدر کے موقع پر جب قیدیوں کو لایا گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو راوی بیان کرتے ہیں: اس کے بعد انہوں نے طویل قصہ کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمرؓ، حضرت ابویوب انصاریؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

ابوعبیدہ نامی راوی نے اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے ساتھیوں

1636- اخرجه احمد (384، 3831) من طريق الاعمش عن عمرو بن مرة عن ابي عبيدة عن عبد الله بن مسعود فذكره.

سے مشورہ کرنے والا اور کوئی شخص نہیں دیکھا۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ سے مشاورت کرنا

جو کام مشاورت سے کیا جائے وہ بابرکت ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو امام الانبیاء اور محبوب رب العالمین ہیں۔ آپ کو مشورے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔ اس کے باوجود آپ اپنی امت کو تعلیم و ترغیب دینے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشاورت فرماتے تھے۔ ارشاد بانی ہے: وشاورہم فی الامر۔

اے محبوب! آپ ان (صحابہ) سے مشاورت فرمایا کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

غزوہ بدر کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حسب وعدہ فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا اور دشمن کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ ستر کا فرہلاک ہوئے اور ستر قیدی بنائے گئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے بارے میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشاورت فرمائی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان قیدیوں کے بارے میں میری رائے تو یہ ہے کہ قیدی جس جس مسلمان کا رشتہ دار ہے، وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کرے تاکہ آئندہ کفار کو ہمارے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں مالی مشکلات کا سامنا ہے اور ہمیں ہتھیاروں کی بھی اشد ضرورت ہے، لہذا قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے کے مطابق قرآن کی آیت بھی نازل ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ کے مشورہ کے مطابق قیدیوں کے ساتھ معاملہ کیا گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا تُفَادَى جِيفَةُ الْأَسِيرِ

باب 33: قیدی کی لاش کا فدیہ نہ لیا جائے

1637 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ

عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ الْمُشْرِكِينَ أَرَادُوا أَنْ يَشْتَرُوا جَسَدَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَهُمْ إِيَّاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَكَمِ وَرَوَاهُ

الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةٍ أَيْضًا عَنِ الْحَكَمِ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ابْنُ أَبِي لَيْلَى لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ
قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارٍ: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى صَدُوقٌ وَلَكِنْ لَا نَعْرِفُ صَحِيحَ حَدِيثِهِ مِنْ

1637- اخرجه احمد (1/256'326) من طريق ابى لىلى عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس فذكره.

سَقِيمِهِ وَلَا أَرَوِي عَنْهُ شَيْئًا وَأَبْنُ أَبِي لَيْلَى صَدُوقٌ فَقِيهٌ وَرَبَّمَا يَهُمُ فِي الْإِسْنَادِ
تَوْضِيحُ رَاوِي: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ فَقَهَاؤُنَا ابْنُ أَبِي
لَيْلَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شُبْرَمَةَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مشرکین نے یہ ارادہ کیا کہ وہ مشرکین سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کی میت کو خرید لیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف حکم نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حجاج بن ارطاة نے اسے حکم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ کی نقل کردہ روایت کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔

امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ فقیہہ ہیں لیکن ہمیں ان کی نقل کردہ روایات میں سے صحیح اور سقیم کی معرفت حاصل نہیں ہو سکی اور میں ان کے حوالے سے کوئی روایت نقل نہیں کرتا ویسے ابن ابی لیلیٰ صدوق (سچے) اور فقیہہ ہیں، لیکن بعض اوقات سند میں انہیں وہم ہو جاتا ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ اور عبداللہ بن شبرمہ ہمارے فقہاء ہیں۔

شرح

قیدی کی لاش پر سیاست نہ کرنا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک غزوہ کے موقع پر دشمن نے مسلمانوں سے اپنے ایک مقتول کی لاش خریدنے کی خواہش ظاہر کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لاش فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

(۱) مردہ مسلمان کے حق میں مال نہیں ہے، لہذا اس کی بیع بھی حرام ہے۔

(۲) دشمن تا قیامت یہ شور مچاتے رہیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاش پر بھی سیاست کی ہے اور فائدہ اٹھایا ہے۔ آپ نے کفار کا منہ بند کرنے کے لیے نہ لاش فروخت کی اور نہ اس کی بے حرمتی کرنے کی اجازت دی۔

فائدہ نافعہ:

فوج کا کمانڈر اپنی مرضی یا صوابدید کے مطابق دشمن کو لاش فراہم کر سکتا ہے لیکن اس کا معاوضہ وصول نہیں کر سکتا۔ تاہم کفار کی طرف سے بطور نذرانہ کوئی چیز لینے کی گنجائش ہے، جس طرح کسی مذکر جانور سے مادہ جانور کو جفتی کرانے کا معاوضہ لینا دینا منع ہے لیکن مادہ جانور کا مالک مذکر جانور کے چارہ دانہ کے لیے بطور نذرانہ رقم وغیرہ مہیا کرے تو اس کے وصول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفِرَارِ مِنَ الزَّحْفِ

باب 34: جہاد سے فرار اختیار کرنا

1638 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي

لَيْلَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاخْتَبَيْنَا بِهَا وَقُلْنَا هَلَكْنَا ثُمَّ آتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَحْنُ الْفَرَارُونَ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ الْعَكَارُونَ وَأَنَا فِتْنُكُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: وَمَعْنَى قَوْلِهِ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةَ يَعْنِي أَنَّهُمْ فَرُّوا مِنَ الْقِتَالِ وَمَعْنَى قَوْلِهِ بَلْ أَنْتُمْ الْعَكَارُونَ وَالْعَكَارُ الَّذِي يَفْرُّ إِلَى إِمَامِهِ لِيَنْصُرَهُ لَيْسَ يُرِيدُ الْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر بھیجا لیکن لوگ وہاں سے بھاگ گئے جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو ہم شرم سے چھپتے پھر رہے تھے اور ہم یہ سوچ رہے تھے کہ ہم ہلاکت کا شکار ہو گئے، جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم فرار ہو کر آئے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ تم دوبارہ پلٹ کر حملہ کرنے والے لوگ ہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے ہم اسے صرف یزید بن ابوزیاد کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ روایت کے یہ الفاظ ”فحاص الناس حيصة“ کا مطلب یہ ہے: وہ لوگ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ ”بل انتم العكارون“ عکار اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے امام کی طرف بھاگ کر جائے تاکہ اس سے مدد حاصل کرے اس سے مراد جنگ سے بھاگنا نہیں ہے۔

شرح

میدان جہاد سے فرار ہونا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک سر یہ میں روانہ کیا، جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو ہم ثابت قدمی سے مقابلہ نہ کر سکے، میدان سے فرار ہو کر مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے۔ ہمیں اپنی اس حرکت پر شرمندگی

1638 - اخرجہ البخاری فی الادب المفرد ص (287) حدیث (981) وابو داؤد (46/3) کتاب الجهاد باب: فی التولی یوم الزحف حدیث (2647) وابن ماجہ (1221/2) کتاب الادب باب: الرجل یقبل ید الرجل حدیث (3704) مختصراً واخرجہ احمد (99'70'58'23/2) والحمیدی (302/2) حدیث (687) من طریق یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابن عمر فذکرہ۔

بھی ہو رہی تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کے نتیجے کی اطلاع موصول ہو چکی ہوگی، ہم آپ کو اور اپنے اہل خانہ کی مانند دکھائیں گے۔ ہم نے اس پریشان کن صورت حال کے بارے میں باہم مشاورت کی تو دو باتیں سامنے آئیں: (۱) ہم یہاں سے دوبارہ میدان جہاد میں جا کر دشمن کا مقابلہ کریں، (۲) چونکہ ہم مدینہ طیبہ کے قریب آچکے ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے بغیر واپس میدان جنگ میں نہیں جانا چاہیے۔ رات کے وقت ہم چھپ کر مسجد نبوی میں لیٹے رہے۔ فجر کی نماز کے بعد دو قطاروں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دریافت فرمایا: تم کون لوگ ہو؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم بھگوڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تم بھگوڑے نہیں ہو بلکہ پلٹ کر حملہ آور ہونے والے ہو اور میں تمہارا مرکز ہوں۔“ آپ کا اشارہ اس ارشاد ربانی کی طرف تھا: ”اے ایمان والو! جب تمہارا کفار سے مقابلہ ہو جائے تو ان سے پشت نہ پھیرو، جو شخص اس حالت میں پشت پھیرے گا، تاہم لڑائی کے لیے پینتر ابد لے گا یا اپنی جماعت کی طرف لوٹے گا اس کا حکم اس سے الگ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آئے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت بری جگہ ہے۔“ (انفال: ۱۵، ۱۶) ان آیات مبارکہ میں میدان چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، تاہم دو صورتوں کا استثنیٰ کیا گیا ہے: (۱) لڑائی کو موثر بنانے کی نیت سے پینتر ابد لے کے لیے پیچھے ہٹنا، (۲) اپنے مرکزی کی طرف واپس آنا تاکہ تازہ دم کمک لے کر دشمن پر حملہ کیا جائے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ شفقت فرمایا: تم میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے والے نہیں ہو بلکہ مرکزی کی طرف لوٹنے والے ہو، تم کمک کے ساتھ دوبارہ حملہ آور ہونے والے ہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔“ آپ کے اس ارشاد سے مجاہدین بہت خوش ہوئے اور ان کے حوصلے بلند ہو گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دَفْنِ الْقَتِيلِ فِي مَقْتَلِهِ

باب 35: شہید کو مقتل میں دفن کرنا

1639 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ

سَمِعْتُ نُبَيْحًا الْعَنْزِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ جَاءَتْ عَمَّتِي بَابِي لِتَدْفِنَهُ فِي مَقَابِرِنَا فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا الْقَتْلَى إِلَى مَضَاجِعِهِمْ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَنُبَيْحٌ ثِقَةٌ

1639- اخرجه احمد (397'308'297/3) و ابو داؤد (202/3) كتاب الجنائز: باب: في الميت يحبل من ارض الى ارض و كراهة ذلك' حديث (3165) والنسائي (79/4) كتاب الجنائز: باب: ابن يدفن الشهيد' حديث (2004) وابن ماجه (486/1) كتاب الجنائز' باب: ما جاء في الصلوة على الشهداء ودفنهم' حديث (1516) والدارمي (22/1) المقدمة' باب: ما اكرم النبي صلى الله عليه وسلم بحنين النبر' والنسائي (544/2) حديث (1298) من طريق الاسود بن قيس عن نبوح العنزى عن جابر بن عبد الله فذكره.

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوہ احد کے موقع پر میری پھوپھی میرے والد کی میت کے پاس آئیں تاکہ انہیں ہمارے خاندانی قبرستان میں دفن کریں تو نبی اکرم ﷺ کے اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا کہ مقتولین کو ان کی مخصوص جگہ پر واپس کر دو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
بیح نامی راوی ”ثقة“ ہیں۔

شرح

مقتل میں شہداء کی تدفین کرنا:

عام اموات کی تدفین کے حوالے سے فقہی مسئلہ یہی ہے کہ انہیں مقامی قبرستان میں دفن کیا جائے کسی دوسرے علاقے میں منتقل نہ کیا جائے۔ یہی حکم شہداء کا ہے کہ انہیں دوسرے مقامات پر منتقل کرنے کی بجائے شہادت گاہ میں دفن کیا جائے۔ غزوہ احد کے موقع پر شہداء کو ان کے ورثاء مدینہ طیبہ میں لے گئے تاکہ انہیں اپنے اپنے آبائی قبرستان میں دفن کریں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ شہداء احد میں ان کے والد گرامی بھی شامل تھے، ان کی پھوپھی صاحبہ ان کے والد گرامی کی لاش کے پاس آئیں تاکہ اپنے بھائی کو مدینہ طیبہ لے جا کر اپنے آبائی قبرستان میں دفن کر سکیں۔ اس بارے میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے یہ اعلان کروا دیا شہداء کے اجساد ان کی شہادت گاہ میں واپس لائے جائیں۔ چنانچہ شہداء کو واپس لایا گیا اور احد پہاڑ کے دامن میں ان کی تدفین کی گئی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشہداء)

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقَى الْغَائِبِ إِذَا قَدِمَ

باب 36: جب کوئی شخص باہر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کرنا

1640 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكَ خَرَجَ النَّاسُ يَتَلَقَوْنَهُ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ

قَالَ السَّائِبُ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ وَأَنَا غُلَامٌ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو لوگ

1640- اخرجه احمد (449/3) والبخاری (733/7) كتاب المغازی، باب: كتاب النبي صلى الله عليه وسلم الى كسرى

وقبصر، حديث (4426) وابو داؤد (90/3) كتاب الجهاد، باب: في التلقى، حديث (2779) من طريق سفیان بن عیینة عن

الزهري عن السائب بن يزيد فذكره.

آپ کا استقبال کرنے کے لئے ثنیۃ الوداع تک آئے حضرت سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بھی لوگوں کے ساتھ نکلا میں اس وقت کس بچہ تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مہمان کا استقبال:

علاقہ غیر سے آنے والے مہمان کا استقبال کرنے کے لیے شہر سے باہر جانا بھی جائز ہے لیکن واجب نہیں ہے۔ اسی طرح مسافر کو رخصت کرتے وقت شہر کے باہر جانا مسنون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض مہمانوں اور مسافروں کو رخصت کرنے کے لیے مقام ”ثنیۃ الوداع“ پر تشریف لے جاتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے فراغت پر مدینہ طیبہ کے پاس پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے استقبال کے لیے مقام ”ثنیۃ الوداع“ تک گئے تھے۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو صحابہ کرام ”ثنیۃ الوداع“ تک آپ کے استقبال کے لیے گئے اور میں بھی ان میں شامل تھا، تاہم میں اس زمانہ میں بالکل بچہ تھا۔

فائدہ نافع:

حدیث باب سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حجاج کرام اور عازمین عمرہ کو چند افراد رخصت کرنے کے لیے جائیں یا ان کی واپسی پر استقبال کے لیے جائیں تو جائز ہے لیکن جم غفیر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس صورت میں ریاکاری ہوگی جو جائز نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس موقع پر تصاویر لی جاتی ہیں یا دشادی اور دوسری تقریبات کے مواقع پر تصاویر اتارنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح حجاج کرام کا حرمین شریفین میں جا کر مقامات مقدسہ میں جانداروں کی تصاویر لینا، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس و تقریبات کی تصاویر لینا اور محافل و مجالس کے دوران تصاویر لینا بھی حرام ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اعراس اولیاء کرام، نعت خوانی کی محافل اور دوسری تقریبات کے حوالے سے قد آور کے برابر شائع ہونے والے اشتہارات اور فلیکسز پر علماء، قراء، مشائخ اور نعت خوان حضرات کی تصاویر چھپوانا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اس سلسلے میں علماء ربانین اور مشائخ کرام کو اپنا مثبت و اصلاحی کردار ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور کرم فرمائے۔ آمین

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَيْءِ

باب 37: مال فئی کا بیان

1641 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ

مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرًا بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ

متن حدیث: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِصًا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزِلُ نَفَقَةَ أَهْلِهِ سَنَةً ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي الْكُرَاعِ وَالسَّلَاحِ غُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو نضیر کے اموال وہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مال فے کے طور پر عطا کئے تھے یہ وہ چیزیں ہیں جن کے لئے مسلمانوں نے جنگ نہیں کی تھی، اپنے جانور نہیں دوڑائے تھے یہ صرف اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے لئے مخصوص تھے اس میں سے آپ اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ لیا کرتے تھے اور باقی مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی تیاری کے لئے گھوڑوں اور ہتھیاروں وغیرہ پر خرچ کر دیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سفیان نے اسے معمر کے حوالے سے ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔

شرح

مال فنی کی تعریف اور اس کا مصرف:

کفار سے جو مال حاصل کیا جاتا ہے اس کی دو اقسام ہیں: (۱) مال غنیمت: یہ وہ مال ہے جو دشمن سے لڑنے اور اسے شکست کے بعد مجاہدین کے قبضہ میں آتا ہے۔ اس سے خمس نکالا جائے گا اور چارخمس مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے۔ (۲) مال فنی: یہ وہ مال ہے جو دشمن سے لڑے بغیر اور مصالحت کے نتیجہ میں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ اس میں مجاہدین کا حصہ نہیں ہوتا۔ قبیلہ بنو نضیر کے حاصل ہونے والے اموال فنی تھے جو ان سے لڑائی کے بغیر محض مصالحت کی بناء پر مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے۔ انصار کی مشاورت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال فنی مہاجرین میں تقسیم کر دیے، ان کے پاس موجود انصار کی زمینیں مالکان کو واپس کرادیں اور ان کا کچھ حصہ محفوظ کر لیا جو ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے اخراجات کے لیے صرف ہوتا تھا۔ تاہم جو بیچ جاتا اس سے مجاہدین کے لیے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ خریداجاتا تھا۔

فائدہ نافعہ:

مال فنی کے مصارف کثیر ہیں جو قرآن کریم میں بایں الفاظ بیان کیے گئے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جو مال اپنے رسول کو فنی کے طور پر

1641- اخرجہ البخاری (498/8) کتاب التفسیر باب: قوله (ما آفاء اللہ علی رسولہ) حدیث (4885) ومسلم (1376/3) کتاب الجہاد والسير باب: حکم الفی حدیث (48-1757) وابو داؤد (141/3) کتاب الخراج والامارة والفیء حدیث (2965) والنسائی (132/7) کتاب قسم الفی حدیث (4140) واخرجہ احمد (48'25/1) والحمیدی (13/1) حدیث (22) من طریق مالک بن اوس بن الحدثان عن عمر بن الخطاب قد کرہ۔

عطا کیا بستیوں کے لوگوں سے تو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کے لیے، رسول کے رشتہ داروں کے لیے، یتیموں کے لیے، مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے۔ ان ضرورت مند مہاجرین کے لیے جو اپنے گھروں اور اموال سے محروم کر دیے گئے۔ ان انصار کے لیے جو مہاجرین کی آمد سے قبل دارالاسلام اور ایمان میں مقیم تھے۔ ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو ان کے بعد آئیں گے اور پروردگار سے دعا کرتے ہوں گے ان (الحشر: ۱۰ تا ۱۲) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آخری آیت کا مطالعہ کیا تو فرمایا: یہ آیت تمام مسلمانوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۶۱) مطلب یہ ہے کہ مال فنی میں تمام مسلمانوں کا حق ہے۔ اموال فنی سب سے اہم امور میں صرف ہوں گے، بعد ازاں دوسرے درجہ کے کاموں میں اور اس کے بعد اس سے نیچے درجہ کے مقاصد کے لیے صرف کیے جائیں گے۔



کِتَابُ اللَّبَاسِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

لباس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

لباس کا معنی و مفہوم اور مقاصد:

ما قبل ابواب میں جہاد کے احکام و مسائل کی ابحاث تھیں اور اب لباس کے احکام و مسائل کی ابحاث کا آغاز ہو رہا ہے۔ جہاد کی ضرورت و اہمیت بنسبت لباس زیادہ ہے، اس لیے اس کی بحث کو مقدم اور لباس کی بحث کو مؤخر رکھا گیا ہے۔

لباس سے مراد صرف شلوار قمیض یا تہبند کرتا نہیں ہے بلکہ یہاں لباس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انسان کے جسم سے متعلق ہے مثلاً تہبند یا شلوار، کرتا، عمامہ، ٹوپی، انگٹھی اور جوتا۔ شریعت نے لباس میں آسانی رکھی ہے کہ ہر انسان اپنی طاقت اور اہمیت کے مطابق لباس زیب تن کر سکتا ہے۔ لباس کے بنیادی تین مقاصد ہیں جو اس ارشادِ ربانی میں بیان کیے گئے ہیں:

يَسْبِيْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِيْ سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا ط وَلِبَاسٍ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (الاعراف: ۲۶) ”اے اولادِ آدم! ہم نے تمہیں ایسا لباس فراہم کیا ہے جو تمہاری پردہ گاہ کو چھپاتا ہے، زینت ہے اور پرہیزگاری کا لباس ہے۔ یہ بہت بہتر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔“

اس آیت میں لباس کے تین مقاصد بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ۱- لباس سے انسان کا جسم چھپایا جاتا ہے بالخصوص عورت (پردہ) کے حصہ کو۔
- ۲- لباس انسان کے لیے زینت کا سبب ہے جس طرح پروں سے پرندوں کی زینت ہے۔
- ۳- لباس میں تقویٰ و پرہیزگاری کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

کسی نے ایسا لباس زیب تن کیا جو سائر اعضاء نہ ہو بالخصوص خواتین کے لیے تو یہ حرام ہے اور اس سے نماز بھی جائز نہیں ہوگی۔ ایسا لباس زیب تن کرنے والی خواتین کی مذمت و وعید، حدیث مبارک میں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی عورتیں ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی لیکن ننگی ہوں گی، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۱۲۸)

مرد کی عورت (جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے) کے حوالے سے فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں:

- ۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف سبیلین عورت ہے۔
- ۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک

عورت ہے۔

۳- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گھٹنوں کے نیچے سے لے کر کندھوں تک جسم عورت ہے۔
خواتین کے دونوں پاؤں، دونوں ہاتھوں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم عورت ہے۔
شریعت نے لباس کے اصول بیان کیے ہیں جن کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ وہ درج ذیل ہیں:

- ☆ مرد کا لباس ریشم کا نہ ہو۔
- ☆ لباس ساتر ہو یعنی جسم کا جتنا حصہ چھپانا ضروری ہے، اسے خوب چھپائے۔
- ☆ مرد کا لباس عورت کے مشابہ اور عورت کا لباس مرد کے مشابہ نہ ہو۔
- ☆ لباس کے زیب تن کرنے کا مقصد تکبر و غرور نہ ہو اور اس میں اسراف نہ ہو۔
- ☆ شلووار کے زیب تن کرنے کا مقصد تکبر و غرور نہ ہو اور اس میں اسراف نہ ہو۔
- ☆ شلووار یا تہبند ٹخنوں کے نیچے نہ ہو۔
- ☆ لباس سے تشبیہ با کفار نہ ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ

باب 1: مردوں کے ریشمی کپڑے یا سونا پہننے کا حکم

1642 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: حُرْمَ لِبَاسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأَحِلَّ لِأَنَائِهِمْ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَنَسٍ وَحَدَيْفَةَ وَأُمِّ هَانِيٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَجَابِرٍ وَأَبِي رِيحَانَ وَابْنَ عُمَرَ وَالْبَرَاءَ وَوَاتِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ریشمی کپڑے کو پہننا اور سونے کو پہننا میری امت کے مردوں کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔ البتہ خواتین کے لئے اسے حلال قرار دیا گیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، سیدہ ام بانیؓ، حضرت انسؓ، حضرت حدیفہؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت جابرؓ، حضرت ابو ریحان اور حضرت ابن عمرؓ، حضرت براءؓ اور حضرت وائلہ بن اسقعؓ سے احادیث منقول ہیں۔

1642- اخرجہ احمد (394/4) والنسائی (161/8) کتاب الزینة باب: تحريم الذهب على الرجال حدیث (5148) واخرجہ عبد بن حمید ص (193) حدیث (546) من طریق نافع عن سعید بن ابی عند عن ابی موسیٰ الاشعری فذکرہ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1643 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ

سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: نَهَى نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ أُصْبُعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے یہ بات بیان کی: نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے البتہ دو انگلی یا تین انگلی یا چار انگلی کے برابر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ فِي الْحَرْبِ

باب 2: جنگ کے دوران ریشمی کپڑا پہننے کے اجازت

1644 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا

قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ شَكَا الْقَمَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي غَزَاةٍ لَهُمَا فَرَخَّصَ لَهُمَا فِي قُمْصِ الْحَرِيرِ قَالَ وَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنگ کے دوران جوئیں پڑ جانے کی شکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کو ریشمی

قمیص پہننے کی اجازت دی۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ان دونوں حضرات کو وہ قمیص پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1643- اخرجہ احمد (51/1) ومسلم (1643/3، 1644) کتاب اللباس والزينة، باب: تحريم خاتم الذهب والحريير على

الرجل، حديث (2069، 15) والنسائي (202/8) كتاب الزينة، باب: الرخصة في لبس الحرير، حديث (5313) من طريق

قتادة عن الشعبي عن سويد بن غفلة عن عمر بن الخطاب فذكره.

1644- اخرجہ البخاری (118/6) كتاب الجهاد والسير، باب: الحرير في الحرب، حديث (2919) ومسلم (1647/3)

كتاب اللباس والزينة، باب: اباحة لبس الحرير، اذا كان به حكة او نحوها، حديث (2076-26) واخرجہ احمد

(122/3-192-252)، (504) من طريق همام بن يحيى عن قتادة عن انس بن مالك فذكره.

1645 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا وَاِقْدُ بْنُ عَمْرٍو

بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَدِمَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَاتَيْتُهُ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ فَقُلْتُ اَنَا وَاِقْدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ فَبَكَى وَقَالَ اِنَّكَ لَشَبِيْهَةٌ بِسَعْدٍ وَاِنْ سَعْدًا كَانَ مِنْ اَعْظَمِ النَّاسِ وَاَطْوَلِهِمْ وَاِنَّهُ بُعِثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةً مِنْ دِيْبَاجٍ مَنْسُوجٍ فِيْهَا الذَّهَبُ فَلَبِسَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَامَ اَوْ قَعَدَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْمِسُوْنَهَا فَقَالُوْا مَا رَاَيْنَا كَالْيَوْمِ ثَوْبًا قَطُّ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هَذِهِ لِحَاذِيْلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا تَرَوْنَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◀◀ واقد بن عمرو بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا: میں واقد بن عمرو ہوں راوی بیان کرتے ہیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: تم حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتے ہو حضرت سعد رضی اللہ عنہ سب سے عظیم اور بلند مرتبہ شخصیت تھے ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشمی جبہ لایا گیا جس پر سونے کا کام ہوا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زیب تن کیا جب آپ منبر پر تشریف لائے تو لوگ اسے چھو کر دیکھنے لگے اور بولے: ہم نے آج تک ایسا کپڑا نہیں دیکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگوں کو یہ پسند آیا ہے سعد کے جنت میں رومال اس سے زیادہ اچھے ہیں جسے تم دیکھ رہے ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مردوں کے لیے سونا اور ریشم حرام ہونے کی وجوہات

مرد کے لیے سونا اور ریشم کا استعمال حرام اور عورت کے لیے جائز ہونے کی تین وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- ان دونوں کے استعمال سے انسان کے مزاج میں زنانہ پن کا تصور ابھرتا ہے جبکہ مرد سے مردانگی مطلوب ہے۔ اس لیے سونا اور ریشم دونوں مرد کے لیے حرام قرار دیے گئے ہیں چونکہ عورت سے زنانہ پن مطلوب ہے لہذا اس کے لیے ان کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ اس ارشاد ربانی میں بھی یہی حقیقت بیان کرنا مقصود ہے۔ گہنوں میں پرورش خواتین کی شان ہے۔ (الزخرف: ۱۸) یہ دونوں چیزیں آخرت میں مردوں کے لیے حلال ہوں گی، اس سے ریشم نمونہ کے طور پر عرض میں دو انگشت، تین انگشت اور چار انگشت جبکہ طوالت میں حسب ضرورت جائز ہے۔ اس کے استعمال کی ضرورت عموماً نہیں بلکہ کبھی پیش آتی ہے۔ مثلاً شیروانی اور انگر

1645- اخرجہ احمد (121/2) والنسائی (199/8) کتاب الزینة' باب: لیس الدیباج المنسوج بالذهب' حدیث (5302) من طریق محمد بن عمرو عن واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ عن انس فذکرہ۔

کھا میں گوٹ لگانے کے لیے۔ اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ انسان جنت کے لباس کا نمونہ دیکھ کر اعمال صالحہ کرنے میں مزید دلچسپی لے۔ سونا اور چاندی دونوں شمن ہونے کے اعتبار سے ایک جنس ہیں، سونا مطلق حرام ہے جبکہ ایک مثقال سے کم چاندی کی انگوٹھی مرد کے لیے جائز ہے۔۔۔ چاندی کی انگوٹھی کے جواز کی وجہ بھی جنتی زیور کے نمونہ کے طور پر ہے، تاکہ اسے دیکھ کر انسان میں اعمال صالحہ کرنے کا ذوق پیدا ہو۔

۲۔ جو اشیاء عیش و عشرت اور دنیا طلبی کے لیے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے استعمال سے منع فرمایا۔ سونا اور ریشم کا بنیادی مقصد عیش و عشرت ہے یہی وجہ ہے کہ انسان ان کے حصول کے لیے شب و روز کوشاں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حرام قرار دیا تاکہ انسان ہمہ وقت دنیا طلبی میں مصروف نہ رہے، بلکہ دین اور آخرت طلبی کا خوگر بن جائے۔ چونکہ عورت زیب و زینت اور آرائش کی محتاج ہے، لہذا اس کے لیے ان دونوں چیزوں کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے وہ سونا کے زیورات اور ریشمی لباس استعمال میں لاسکتی ہے۔

عورت سونا اور چاندی کو صرف چھوٹے زیورات کی شکل میں استعمال کر سکتی ہے مگر ان کے علاوہ حرام ہیں مثلاً برتن، کنگھی، سرمہ دانی اور آئینہ وغیرہ کی شکل میں حرام ہیں۔ چھوٹے زیورات کے علاوہ سونا چاندی کا استعمال عورت کے لیے بھی حرام ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عورتو! کیا تمہارے لیے چاندی میں وہ چیز نہیں ہے، جس کے سبب سنگھار کر سکو؟ خبردار! تم میں سے جو عورت بھی سونا پہن کر ظاہر کرے گی، اسے اس وجہ سے سزا دی جائے گی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث، ۴۴۰۳)

۳۔ جمال و زیبائش کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ جمیل یحب الجمال، بیشک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ جب یہ خوبصورتی حد اعتدال سے بڑھ کر ہو تو پسندیدہ نہیں رہے گی بلکہ قبح کی شکل اختیار کر لے گی۔ اس سلسلے میں مشہور روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الکبر بطر الحق و غمط الناس۔ حق کے سامنے اپنے آپ کو بڑا خیال کرنا اور لوگوں کو حقیر تصور کرنا، تکبر ہے۔ اس روایت سے بھی ثابت ہوا کہ سونا جب ٹھاٹھ باٹھ سے استعمال کیا جائے تو یہ تکبر کی علامت ہے اور تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ لہذا جس چیز سے تکبر پیدا ہوتا ہے، وہ انسان کے لیے حرام قرار دی گئی ہے اور وہ ہے سونا چاندی کا بے پناہ استعمال میں لانا۔ چونکہ عورت سے زیب و زینت مطلوب ہے، اس لیے سونا اور چاندی کا استعمال اس کے لیے حلال قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں سونا چاندی اور ریشم کے استعمال کے باعث عورت آخرت فراموشی اور دنیا کوشی کا شکار بھی نہیں ہوتی، کیونکہ یہ اشیاء ان کی اپنی کاوش و کسب سے حاصل نہیں ہوتیں بلکہ مرد حضرات انہیں فراہم کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ریشم کے استعمال میں مذاہب آئمہ:

ریشم کا استعمال مرد کے لیے جائز ہے یا حرام؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ بیماری یا خارش یا جوؤں کی وجہ سے ریشم کا استعمال جائز ہے۔ علاوہ ازیں جنگ کے دوران بھی ریشم کا استعمال جائز ہے، کیونکہ جب دشمن تلوار سے حملہ کرے گا تو ریشم پر تلوار اچٹ جائے گی اور مجاہد زخمی

ہونے سے محفوظ رہے گا۔ گویا ان دونوں صورتوں میں ریشم کا استعمال مطلقاً جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں بھی خالص ریشم کا استعمال حرام ہے، تاہم مخلوط حریر کا استعمال جائز ہے۔ مخلوط سے مراد یہ ہے کہ اگر بانا حریر ہو تو تانا غیر حریر ہو، ایسے کپڑے کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر تانا حریر ہو اور بانا غیر حریر ہو تو عام حالات میں بھی ایسا کپڑا استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ ایسا مخلوط کپڑا حالت مرض و حرب میں بھی جائز ہے جس کا بانا حریر جبکہ تانا غیر حریر ہو۔ حدیث باب اور وہ روایات جن میں حریر کے پہننے سے منع کیا گیا ہے، ایسی صورت پر محمول ہیں جس کا بانا حریر ہو جبکہ تانا غیر حریر ہو۔ اس کے امتیاز کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ کپڑے میں اصل بانا ہوتا ہے، بانا ہی نمایاں ہوتا ہے جبکہ تانا اندر پوشیدہ رہتا ہے۔ اگر تانا حریر ہو جبکہ بانا غیر حریر ہو تو ایسے کپڑے پر حریر کی صفات نمایاں نہیں ہوں گی۔ اس لیے کہ اس حالت میں حریر مخفی رہے گا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے کپڑے کو عام حالات میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جب کپڑے کا بانا حریر ہو اور تانا غیر حریر ہو تو ایسی شکل میں حریر نمایاں ہوگا۔ جسے عام حالات میں استعمال کرنا ممنوع ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۳۳۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّحْصَةِ فِي الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ لِلرِّجَالِ

باب 3: مردوں کے لئے سرخ کپڑا پہننے کی اجازت

1646 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ
مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ
شَعْرٌ يَضْرِبُ مِنْكِبِيهِ بَعِيدٌ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ
فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَأَبِي رِمَّةَ وَأَبِي جُحَيْفَةَ
حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سرخ کپڑوں میں لمبے بالوں والے کسی بھی شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا آپ کے بال شانوں تک آتے تھے آپ کا سینہ چوڑا تھا آپ نہ چھوٹے قد کے مالک تھے نہ انتہائی طویل قد کے مالک تھے۔

اس بارے میں حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ، حضرت ابو رمثة رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جحيفة رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1646- اخرجہ البخاری (368/10) کتاب اللباس، الجعد، حدیث (5901) ومسلم (1818/4) کتاب الفضائل، باب: فی صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانه کان احسن الناس وجها، حدیث (92-2337) وابو داؤد (81/4) کتاب الترجیح، باب: ما جاء فی الشعر، حدیث (4183) والنسائی (183/8) کتاب الزینة، باب: اتخاذ الجمعة حدیث (5233) وابن ماجه (1190/2) کتاب اللباس، باب: لیس الاحمر

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1647 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْقَسِيِّ وَالْمَعْصَفِرِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

وَحَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے (مردوں کو) ریشمی کپڑے اور کسم سے رنگے ہوئے کپڑے کو

پہننے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

گہرا سرخ کپڑا زیب تن کرنے کی ممانعت

گہرا سرخ کپڑا چونکہ شوخ ہوتا ہے، لہذا اسے استعمال میں لانا منع ہے لیکن براؤن رنگ کا کپڑا استعمال کرنا جائز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سرخ کپڑا زیب تن کیا تھا یمن کا تیار شدہ ”حمرہ“ تھا جو اصل میں سفید تھا جبکہ اس پر سرخ پھول بنائے گئے تھے۔ سرخ کپڑے زیب تن کیے ہوئے جس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہیں دیا تھا وہ احمرقانی (زیادہ شوخ سرخ) کپڑا تھا جو ناپسندیدہ اور منع ہے۔ زیادہ گہرا سرخ کپڑا زیب تن کرنے کی ممانعت کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) زیادہ شوخ ہونے کی وجہ سے مست کن اور پرکشش ہوتا ہے جو مرد حضرات کی شایان شان نہیں ہوتا۔ (۲) یہ رنگ عورتوں کی زینت کا باعث ہے جبکہ مردوں کی زینت سفید یا غیر سرخ کپڑے میں ہے۔

گہرا سرخ کپڑا استعمال کرنے میں مذاہب آئمہ:

گہرا سرخ کپڑا استعمال کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مردوں کے لیے گہرا سرخ لباس استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

آپ کے دلائل یہ ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جس

نے دوسرا کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔

(سنن ابی داؤد)

(۲) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: تم سرخ لباس سے بچو، کیونکہ یہ رنگ شیطان کو زیادہ پسند ہے۔ (الطبرانی)

۲۔ جمہور فقہاء کے نزدیک سرخ لباس بلا کراہت جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں اس کے جواز کی صراحت موجود ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) ہماری دلیل محرم ہے جبکہ جمہور کی دلیل میح ہے اور مقابلہ کے وقت دلیل محرم کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔
(۲) سنن ابی داؤد کی روایت میں صراحت ہے کہ یہ لباس خالص سرخ نہیں تھا بلکہ سرخ لکیروں والا تھا۔ لہذا استدلال درست نہیں۔

(۳) ہماری دلیل قولی حدیث ہے جبکہ جمہور کی فعلی ہے اور عند التعارض قولی حدیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گہرا سرخ لباس جس کا شوخہ پن نمایاں ہو، کو زیب تن کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ تاہم گہرا سرخ نہ ہو بلکہ براؤن ہو تو اس کا زیب تن کرنا جائز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ دھاری دار لباس زیب تن فرمایا تھا۔ (المغنی لابن قدامہ ج ۱ ص ۵۸۶)

سوال: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوٹ زیب تن فرمایا ہے، جس پر سونا اور حریر کا کام ہوا تھا، تو پھر ان دونوں کے استعمال کی ممانعت نہیں ہونی چاہیے؟

جواب: بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوٹ استعمال فرمایا تھا جس پر سونا اور حریر لگا ہوا تھا لیکن ہمارے نزدیک وہ سونا حرام ہے جو حقیقی اور اصلی ہو۔ اگر کسی چیز پر سونا کا پانی استعمال کیا گیا ہو، تو اس کا حکم خالص سونا کا نہیں ہے، بلکہ اس کے جواز کی صورت ہو سکتی ہے۔ کوٹ کو لگا ہوا سونا حقیقی نہ ہو یا وہ ایسی جگہ پر لگا ہو جہاں ہاتھ مس نہ کرتا ہو، تو اس حالت میں جواز کی گنجائش ہے۔ اسی طرح حریر وہ حرام ہے جو حقیقی اور خالص ہو، ممکن ہے یہ دیباچ مخلوط حریر کا ہو اور خالص نہ ہو تو اس کے جواز کی گنجائش ہے۔

سرخ کپڑے سے نفرت اور ممانعت کی مشہور روایت یوں ہے: سرخ کپڑوں میں ملبوس ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو اس نے آپ کو سلام عرض کیا، آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۳۵۳)

فائدہ نافعہ:

حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کی کیفیت بھی بیان کی گئی ہے۔ کندھے تک لگی زلفوں کو ”جمہ“ کانوں کے نیچے تک لگی ہوئی زلفوں کو ”لمہ“ اور کانوں تک لگی ہوئی زلفوں کو ”وفرہ“ کہا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بال مبارک کٹوا کر زلفیں بنواتے جو کانوں تک ہوتیں، تو یہ وفرہ ہیں، جب بال مبارک بڑھ کر نصف گردن تک آجاتے تو یہ ”لمہ“ اور جب بال مبارک مزید طویل ہو کر کندھوں تک آجاتے تو یہ ”جمہ“ ہیں۔

سوال: سر پر بال رکھنا سنت ہے یا منڈوانا سنت ہے؟

جواب: سر پر بال رکھنا سنت ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زلفیں پسند فرمائیں اور رکھی بھی تھیں۔ سر کے بال منڈوانا بھی سنت ہے، کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے بال منڈوا دیے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہمیشہ اپنے سر کے بال منڈواتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے سر پر سنن ہدیٰ کی بناء پر نہیں بلکہ سنن عادیہ کی بناء پر بال رکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو سر منڈوانے کو پسند فرمایا ہے اور نہ اس عمل کی ترغیب دی ہے۔

فائدہ نافعہ:

مرد کے لیے سر پر بال رکھنا سنت ہے اور بالوں کو منڈوانا بھی سنت ہے۔ سر پر بال رکھنے کی سنت کے ساتھ ساتھ سر پر عمامہ رکھنا یا ٹوپی رکھنا یا دونوں کا بیک وقت استعمال بھی مسنون ہے۔ ہمارے دینی مدارس کے اکثر طلباء کی عادت مستمرہ ہے کہ وہ اپنے سر پر بال رکھنے کی سنت پر تو عمل کرتے ہیں لیکن عمامہ نہ دارند، عموماً سر پر ماڈرن ٹوپی استعمال کرتے ہیں لیکن مدرسہ کے ماحول سے غائب ہوتے ہی اپنے سر سے ٹوپی اتار کر ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں یا جیب کی نذر کر دیتے ہیں۔ سر پر بالوں کی کٹنگ بھی ماڈرن یا انگریزی طرز کی ہوتی ہے جس وجہ سے دینی ادارہ کے متعلم اور انگلش میڈیم سکول کے سٹوڈنٹ کے درمیان نمایاں فرق نہیں ہوتا۔ بعض طلباء کی نماز کا حال بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ لہذا مہتمم حضرات طلباء کی عملی تربیت کی طرف توجہ فرمائیں اور اس حوالے سے مستقل قواعد و ضوابط بھی وضع فرمائیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْفِرَاءِ

باب 4: پوشتین پہننا

1648 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَرَارِيُّ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ هَارُونَ الْبُرْجُمِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ

التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّمَنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَاءِ فَقَالَ الْجَلَالُ مَا أَحَلَّ

اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغْبِرَةِ وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اِخْتِلَافِ سِنْدٍ: وَرَوَى سُفْيَانُ وَغَيْرُهُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ وَكَانَ هَذَا

الْحَدِيثُ الْمَوْقُوفُ أَصَحُّ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: وَسَأَلْتُ الْبُخَارِيَّ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ مَا أَرَاهُ مُحْفُوظًا رَوَى سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ

التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ مَوْقُوفًا قَالَ الْبُخَارِيُّ وَسَيْفُ بْنُ هَارُونَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ وَسَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَاصِمٍ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے گھی، پنیر اور پوستین کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ چیز حلال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے اور وہ حرام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے اور جس چیز کا حکم اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں کیا یہ ان چیزوں سے تعلق رکھتی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے درگزر کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے ”مرفوع“ ہونے کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

سفیان اور دیگر راویوں نے اسے سلیمان تمیمی کے حوالے سے ابو عثمان کے حوالے سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ان کے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔

گویا اس روایت کا ”موقوف“ ہونا زیادہ مستند ہے۔

میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا: انہوں نے فرمایا: میں اسے محفوظ شمار نہیں کرتا۔

سفیان نے سلیمان تمیمی ابو عثمان کے حوالے سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تک ”موقوف“ روایت کے طور پر اسے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیف بن ہارون مقارب الحدیث ہے جبکہ سیف بن محمد عاصم کے حوالے سے نقل کرنے میں ذاہب الحدیث ہے۔

شرح

پوستین کے استعمال کی اجازت ہونا

لفظ: ”الغراء“ الفرو کی جمع ہے جس سے مراد ہے لومڑی یا ریچھ کی ایسی کھال جسے دباغت دے کر یعنی خشک کر کے کپڑے کی شکل دے دی گئی ہو، اسے چمڑے کا کوٹ بھی کہا جاسکتا ہے اور اس کے بیچ یا اوپر والے حصہ پر بال موجود ہوتے ہیں۔ درندوں کی کھالیں دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہیں جبکہ ان بالوں میں حیات نہ ہونے کی وجہ سے پہلے سے ہی پاک ہوتے ہیں۔ اس لیے پوستین کا استعمال میں لانا حلال ہے۔

ضابطہ: حدیث باب کی روشنی میں فقہاء کرام نے یہ ضابطہ مرتب کیا ہے کہ قرآن و احادیث کی نصوص سے کچھ اشیاء کی حلت نمایاں ہے جو حلال ہیں اور کچھ اشیاء کی حرمت واضح ہے جو حرام ہیں لیکن کچھ اشیاء ایسی بھی ہیں جن کی حلت یا حرمت واضح نہیں ہے، وہ نہ حلال اور نہ حرام اشیاء کے زمرے میں آتی ہیں بلکہ وہ مباح ہیں کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ

باب 5: مردار کی کھال جبکہ اس کی دباغت کر دی جائے

1649 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ

ابن عباس يقول

متن حدیث: مَا تَشَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا هِلْهَا إِلَّا نَزَعْتُمْ جِلْدَهَا ثُمَّ دَبِغْتُمُوهُ

فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک بکری مرگئی نبی اکرم ﷺ نے اس کے مالک سے فرمایا: تم نے اس

کی کھال اتار کر اسے دباغت کر کے اسے استعمال کیوں نہیں کیا۔

1650 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ وَعَلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: أَيَّمَا أَهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهَّرَ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا فِي جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ فَقَدْ طَهَّرَتْ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: قَالَ الشَّافِعِيُّ أَيَّمَا أَهَابٍ مَيْتَةٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهَّرَ إِلَّا الْكَلْبَ وَالْخِنْزِيرَ وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ إِنَّهُمْ كَرِهُوا جُلُوْدَ السِّبَاعِ وَإِنْ دُبِغَ

وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَقَ وَشَدَّذُوا فِي لُبْسِهَا وَالصَّلَاةُ فِيهَا قَالَ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ إِنَّمَا

مَعْنَى قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّمَا أَهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهَّرَ جِلْدُ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ هَكَذَا فَسَرَّهُ النَّضْرُ

بُنْ شَمِيلٍ وَقَالَ إِسْحَقُ قَالَ النَّضْرُ بُنْ شَمِيلٍ إِنَّمَا يُقَالُ لِأَهَابٍ لِجِلْدِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ وَمَيْمُونَةَ وَعَائِشَةَ وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ

حَسَنٌ صَحِيحٌ

1649- اخرجہ مسلم (209/2 الابی) کتاب الحيض 'باب: طهارة جلود الميتة بالدباغ' حديث (365/104, 364/103)

والنسائي (172/7) كتاب الفرع والعتيرة 'باب: جلود الميتة' حديث (4237'4238) واحد (227/1'366'372'277)

والحميدي (229/1) حديث (491)

1650- اخرجہ مالك في الموطأ (498/2) كتاب الصيد 'باب: ما جاء في جلود الميتة' حديث (17) ومسلم (210/2 الابی)

كتاب الحيض 'باب: طهارة جلود الميتة بالدباغ' حديث (366/105) و ابو داؤد (66/4) كتاب اللباس 'باب من اهاب الميتة'

حديث (4123) والنسائي (173/7) كتاب الفرع والعتيرة 'باب: جلود الميتة' حديث (4241) وابن ماجه (1193/2)

كتاب اللباس 'باب: ليس جلود الميتة اذا دبغت' حديث (3609) والدارمي (85/2) كتاب الاضحى 'باب: الاستمتاع' بجلود

الميتة' واحد (219'217'279'280'343)

وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا وَرَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى عَنْهُ عَنْ سَوْدَةَ
وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يُصَحِّحُ حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ
مَيْمُونَةَ وَقَالَ احْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ مَيْمُونَةَ
مذاهب فقهاء: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ
الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَقَ

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس چیزے کی دباغت کر دی جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے مردار کی کھال کے بارے میں وہ یہ فرماتے ہیں: جب اس کی دباغت کر دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتے اور خنزیر کے علاوہ جس بھی کھال کی دباغت کر دی جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طباقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے درندوں کی کھال استعمال کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ خواہ اس کی دباغت کر بھی دی جائے۔

عبداللہ بن مبارک، امام احمد اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے بارے میں سخت رائے پیش کی ہے انہوں نے اسے پہننے یا اس پر نماز ادا کرنے کے بارے میں سختی کی ہے۔

اسحاق بن ابراہیم فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ جس بھی کھال کی دباغت کی جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اس سے مراد اس جانور کی کھال ہے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

نضر بن شمیل نے بھی اس کی اسی طرح وضاحت کی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: ”اھاب“ اس جانور کی کھال کو کہا جاتا ہے جس کا گوشت کھایا جاتا ہو۔

اس بارے میں حضرت سلمہ بن محقق رضی اللہ عنہ، سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

ایک روایت کے مطابق یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے۔

ایک روایت کے مطابق یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ سوده رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا ہے: انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کردہ روایت کو مستند قرار دیا ہے اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کردہ روایت کو مستند قرار دیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اس بات کا احتمال موجود ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت کرتے ہوئے اس کی سند میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کا تذکرہ نہ کیا ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1651 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفِ الْكُوفِيِّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَالشَّيْبَانِيِّ

عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّا نَا كِتَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ يَا هَابُ وَلَا عَصَبُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَيُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ عَنْ أَشْيَاحٍ لَهُمْ هَذَا

الْحَدِيثُ

مذہب فقہاء: وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ

اختلاف روایت: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّا نَا كِتَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرَيْنِ

قَالَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَذْهَبُ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ لِمَا ذُكِرَ فِيهِ

قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرَيْنِ وَكَانَ يَقُولُ كَانَ هَذَا الْخِرَ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هَذَا

الْحَدِيثَ لِمَا اضْطَرَبُوا فِي إِسْنَادِهِ حَيْثُ رَوَى بَعْضُهُمْ فَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ عَنْ أَشْيَاحٍ لَهُمْ مِنْ جُهَيْنَةَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر آئی کہ تم لوگ مردار کی کھال یا

اس کے پھوں میں سے کسی چیز کو استعمال نہ کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہ روایت عبداللہ بن عکیم کے حوالے سے ان کے کئی مشائخ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

لیکن اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

حضرت عبداللہ بن عکیم کے حوالے سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر

1651- اخرجہ ابو داؤد (67/4) کتاب اللباس، باب: من روى ان لا ينتفع يا هاب الميتة، حديث (4127/4128) والنسائي

(175/7) كتاب الفرع والعتيرة، باب: ما يدبغ به جلود الميتة، حديث (4249/4250) وابن ماجه (1194/2) كتاب

اللباس، باب: من قال لا ينتفع من الميتة با هاب ولا عصب، حديث (3613) واحمد (310/4) وعبد بن حنيد ص (177)

حديث (488)

آپ ﷺ کی وفات سے دو ماہ پہلے آئی تھی۔

میں نے امام احمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے، کیونکہ اس میں یہ بات مذکور ہے: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو ماہ پہلے کا واقعہ ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حکم یہی ہے۔

اس کے بعد امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ترک کر دیا کیونکہ اس کی سند میں اضطراب پایا جاتا ہے، کیونکہ بعض راویوں نے اسے حضرت عبداللہ بن عکیم کے حوالے سے ان کے چہینہ قبیلے کے بعض مشائخ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

مردار کی کھال کو استعمال میں لانا

کیا ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم مردار جانوروں کی کھالیں دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان اور خنزیر کے علاوہ تمام جانوروں کی کھالیں دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔ لہذا ان کا استعمال کرنا اور ان پر نماز ادا کرنا جائز ہے۔ تاہم درندوں کی کھالیں خواہ دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہیں لیکن ان کا اوڑھنا یا استعمال کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے، کیونکہ ان کے استعمال سے انسانی مزاج میں درندگی کی صفات پیدا ہونے کا امکان ہے۔ البتہ خارجی مقاصد کے لیے ان کا استعمال میں لانا جائز ہے مثلاً شجاعت و بہادری اور زینت کا مظاہرہ کرنے کے لیے دیوار پر لٹکانا۔

انسان کی کھال خواہ دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے لیکن اس کے استثنیٰ کی وجہ اس کا استعمال ہے، کیونکہ اس کا استعمال کرنا عظمت و احترام انسان کے خلاف ہے۔ خنزیر کی کھال کے استثنیٰ کی وجہ اس کا نجس العین ہونا ہے یعنی خنزیر کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں فقہ حنفی میں سانپ اور مچھلی کی کھالوں کا بھی استثنیٰ کیا گیا ہے، کیوں ان کی کھالیں دباغت کے اثر کو قبول نہیں کرتیں جس وجہ سے وہ پاک بھی نہیں ہوتیں۔ تاہم عصر حاضر مشینری دور ہے جس وجہ سے یہ کمی باقی نہیں رہتی۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ انسان اور خنزیر کے ساتھ کتے کا بھی استثنیٰ کرتے ہیں، کیوں کہ ان کے نزدیک کتا بھی نجس العین ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ دو جوہات کی بناء پر اس مسئلہ میں شک و شبہ کا شکار ہیں: (۱) اہاب کی تعریف، حضرت امام نضر بن شمیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ماکول اللحم جانور کی کھال کو اہاب کہا جاتا ہے جبکہ غیر ماکول اللحم کی کھال کو اہاب نہیں کہہ سکتے۔ (۲) دو روایات میں تعارض: ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرا ایک مردار بکری کے پاس سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک سے فرمایا: تم اس بکری کی کھال اتار کر اور اسے رنگ کر فائدہ اٹھاؤ۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ماکول اللحم مردہ جانور کی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ یہ قولی حدیث

ہے۔ دوسری روایت یوں ہے: حضرت عبداللہ بن عکیم رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے دو مہینے قبل آپ کی طرف سے ہمیں یہ خط موصول ہوا جس میں یہ مسئلہ موجود تھا: تم کچی کھال اور پٹھ سے فائدہ حاصل نہ کرو۔ یہ آخری روایت ہے جو پہلی روایت کی ناسخ ہے۔ ان دونوں روایات میں تعارض ہے۔ حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے کی حقیقت تو معلوم نہیں ہو سکی تاہم حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رائے تبدیلی کر کے جمہور کے مطابق موقوف اختیار کر لیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ:

(۱) آخری حدیث باب سے استدلال کرتے ہوئے اسے ناسخ اور پہلی روایات کو منسوخ قرار دینا درست نہیں ہے، کیونکہ راوی حضرت عبداللہ بن عکیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے خط کی تحریر خود ملاحظہ نہیں کی تھی بلکہ قبیلہ کے کچھ لوگوں کے حوالے سے اسے بیان کر دیا جبکہ وہ لوگ مجہول ہیں۔

(۲) جب کسی غیر ماکول اللحم جانور کو تسمیہ پڑھ کر شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائے تو اس کی کھال اور گوشت دونوں پاک ہوں گے لیکن اس گوشت کا کھانا حرام ہے۔ تاہم اگر وہ گوشت کسی صاف پانی میں گر جائے تو وہ نجس نہیں ہوگا بلکہ اس پانی سے وضو کر کے نماز ادا کرنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ جَرِّ الْإِزَارِ

باب 6: ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنا حرام ہے

1652 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ كُلُّهُمْ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ وَآبِي سَعِيدٍ وَآبِي هُرَيْرَةَ وَسَمُرَةَ وَآبِي ذَرٍّ وَعَائِشَةَ وَهَيْبِ بْنِ مَغْفَلٍ

حکم حدیث: وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف قیامت

1652-اخرجه مالك (914/2) كتاب اللباس، باب: ما جاء في اسبال الرجل ثوبه، حدیث (11) والبخاری (264/10) كتاب اللباس، باب- حدیث (5783) ومسلم (1651) كتاب اللباس والزينة، باب: تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حد ما يجوز ارتداؤه اليه، وما يستحب، حدیث (2085/42) والنسائي (206/8) كتاب الزينة، باب: التغليظ من جر الازار، حدیث (5327) وابن ماجه (1181/2) كتاب اللباس، باب: من جر ثوبه من الخيلاء، حدیث (3569) واحمد (33'9'101'56'55'5/2) والحميدى (284/2) حدیث (636)

کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا۔ جو تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو لٹکانے گا۔

اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ، غفاری رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت وہب بن مغفل رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے کی مذمت

لفظ: ”ازار“ کا لغوی معنی تہبند ہے لیکن یہاں عام کپڑا مراد ہے وہ تہبند، پاجامہ اور شلوار کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ لفظ: ”الخيلاء“ کا معنی ہے: بڑائی، خود پسندی اور تکبر و غرور۔ دونوں الفاظ کے معانی و مفاہیم کو ملانے سے یہ مضمون بنتا ہے کہ وہ کپڑا جو تکبر و غرور کا سبب بن سکتا ہو، اس کی وعید و مذمت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ وہ کپڑا نصف پنڈی سے نیچے لٹکنے والی قمیض یا کرتا، حد سے زیادہ طویل و عریض عمامہ، حد سے زیادہ طویل ٹوپی، زمین کے بو سے لینے والا کوٹ اور یا اپنی طاقت و ہمت سے زیادہ قیمتی لباس بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ حدیث مبارکہ میں لفظ: ”ثوب“ استعمال ہو ہے، جس کا اطلاق سب پر ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو بھی کپڑا تکبر و غرور کی غرض سے زیب تن کیا جائے یا زمین پر لٹکایا جائے، یہ تکبر خواہ کپڑے کو استعمال کے وقت یا رفتہ رفتہ بعد میں پیدا ہو، اس کی وعید و مذمت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا یعنی وہ شخص رحمت باری تعالیٰ سے محروم رہے گا۔ ابن بطوطہ اپنا ذاتی مشاہدہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک امام صاحب کو دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لائے اور محراب میں کھڑے ہوئے تو پورا محراب ان کے کپڑوں سے بھر گیا۔ ایسا لباس یا ایسے کپڑے یقیناً انسان میں تکبر و غرور پیدا کر سکتے ہیں اور آدمی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا سبب بن سکتے ہیں۔

سوال: حدیث باب میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کو تکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے، جس کی وعید میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ نماز میں اور غیر نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا مکروہ تحریمی ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ٹخنے ڈھانپ کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے دوبارہ نماز ادا کرنے اور وضو کا اعادہ کرنے کا حکم دیا۔ شاید مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرنے کے سبب اس کی نماز قبول نہ ہوئی ہو تو دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا لیکن وضو دوبارہ کرنے کا آپ نے حکم کیوں دیا تھا؟

جواب: اس کے کئی جوابات ہیں: (۱) وضو کے دوران اسے نماز کے اعادہ کی غلطی پر غور و فکر کرنے کا موقعہ میسر آئے گا۔ (۲) یہ بتانا مقصود ہو کہ دوران نماز ٹخنوں کو چھپانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے نماز نہیں ہوتی اور اس کا اثر متعدی ہو کر اس کے مقدمہ یعنی وضو تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ (۳) وضو کرنے سے ظاہری اور باطنی صفائی حاصل ہوگی، جس کے نتیجہ میں گناہ کو گناہ سمجھے گا، اس سے بچے گا اور نیکی کا شعور پیدا ہوگا۔

فائدہ نافعہ:

حدیث باب میں ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے کی جو وعید بیان کی گئی ہے اس کے کئی معانی و مفاہیم ہو سکتے ہیں۔ (۱) ایسا شخص دوران نماز ٹخنوں کو کپڑے سے ڈھانکنے کی وجہ سے فعل حرام کا مرتکب ہوتا ہے لیکن کافر نہیں ہوتا بلکہ اس کا فعل کافروں جیسا ہوتا ہے۔ (۲) ایسے شخص کے گزشتہ گناہ معاف نہیں ہوں گے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ نہیں رہے گا۔ (۳) ایسے شخص کے لیے جنت حلال نہیں ہوگی اور دوزخ حرام نہیں ہوگی جس کے نتیجے میں اسے عرصہ دراز تک جہنم میں رہنا پڑے گا۔ العیاذ باللہ (۴) ایسا شخص فعل حلال میں شاعل نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو کر اس کی بارگاہ کا احترام نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَرِّ ذُيُولِ النِّسَاءِ

باب 7: خواتین کے دامن لٹکانے کا حکم

1653 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَكَيْفَ يَصْنَعَنَّ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ قَالَ يُرْحِنَنَّ شَبْرًا فَقَالَتْ إِذَا تَنَكَّشَفُ أَقْدَامُهُنَّ قَالَ فَيُرْحِنُهُ ذِرَاعًا لَا يَزِدُنَّ عَلَيْهِ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! پھر خواتین اپنے دامن کے بارے میں کیا کریں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایک بالشت لٹکا کر رکھیں تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: پھر تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جائیں گے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایک ہاتھ تک لٹکا سکتی ہیں اس سے زیادہ نہ کریں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1654 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أُمِّ الْحَسَنِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُمْ

مَنْ حَدَّثَتْهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَّرَ لِفَاطِمَةَ شَبْرًا مِنْ نِطَاقِهَا

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

قول امام ترمذی: وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ رُخْصَةٌ لِلنِّسَاءِ فِي جَرِّ الْأَزَارِ لِأَنَّهُ يَكُونُ اسْتِرَافًا لِهِنَّ

1653- اخراجہ احمد (299/6)

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تہبند ایک بالشت سے زیادہ (مٹخوں سے نیچے) رکھنے کی اجازت دی تھی۔

بعض راویوں نے اسے حماد بن سلمہ کے حوالے سے، علی بن زید، حسن بصری، ان کی والدہ کے حوالے سے، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں خواتین کے لئے مٹخوں سے نیچے کپڑا رکھنے کی اجازت ہے، کیونکہ یہ ان کے لئے پردے کے زیادہ مطابق ہے۔

شرح

عورتوں کے دامن لٹکانے کا مسئلہ:

عورت کے کرتا کا دامن کتنا طویل ہونا چاہیے؟ اس کی تصریح حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ عورت، مرد کے کرتا کے دامن سے اپنے کرتے کا دامن ایک ہاتھ طویل رکھ سکتی ہے، کیوں کہ اس طرح پردہ کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور دامن زمین سے نہیں چھوئے گا اور گندہ بھی نہیں ہوگا۔ دامن ایک ہاتھ سے زیادہ طویل ہونے کی صورت میں زمین کو چھونے کی وجہ سے گندہ ہوگا اور اسراف کے زمرہ میں بھی آئے گا، جس کی ممانعت عیاں ہے۔

سوال: حدیث باب میں عورت کو اپنے کرتا کا دامن مرد کے مقابلے میں ایک بالشت یا ایک ہاتھ زیادہ طویل رکھنے کی اجازت دی گئی ہے، گویا دو حدوں کا ذکر ہے: (۱) ایک بالشت، (۲) ایک ہاتھ، تو یہ تعارض ہے؟

جواب: حدیث باب میں تعارض ہرگز نہیں ہے، ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے زمین سے دور رکھنے کی احتیاط پر ایک بالشت دامن طویل رکھنے کی اجازت دی ہو، پھر پردہ میں احتیاط کے پیش نظر ایک ہاتھ کی طوالت کی اجازت عنایت فرمادی ہو۔

فائدہ نافعہ:

(۱) حدیث باب میں خواہ خواتین کے لئے کرتا کا دامن ایک ہاتھ طویل رکھنے کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے، تاہم اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خواتین اپنے تہبند یا جامہ یا شلوار کا دامن بھی مردوں کے مقابلے میں طویل رکھ سکتی ہیں، کیونکہ اس طرح پردہ میں احتیاط ہوگی لیکن وہ اتنا طویل بھی نہ ہو کہ زمین کو چھونے کی وجہ سے گندہ ہو اور اسراف کے زمرے میں آئے۔

(۲) حدیث باب کے مطالعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ دور رسالت میں مردوں کے کرتوں کا دامن زمین سے ایک ہاتھ بلند ہوتا تھا اور اس سے طویل کرتا مردوں کی شایان شان نہیں ہو سکتا۔ عصر حاضر میں اہل عرب جو جبہ نما کرتا استعمال کرتے ہیں، اسے خواتین کا کرتا تو کہا جاسکتا ہے لیکن مردوں کا کرتا کہنا مشکل ہے۔

دوسری حدیث باب کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پٹی باندھنے کی

جگہ سے بالشت بھری اور حکم دیا کہ اتنی چھوٹی پٹی کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اس سے ایک بالشت طویل ہونی چاہیے تاکہ وہ گھٹنوں تک آجائے۔ جس طرح کرتے کے دامن کو ایک بالشت یا ایک ہاتھ طویل کرنے کی اجازت دی تاکہ پردہ کا مقصد کمال طریقہ سے حاصل ہو جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الصُّوفِ

باب 8: اونی لباس پہننا

1655 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هَلَالٍ

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَازَارًا غَلِيظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوحَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَيْنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَحَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ابو بردہ بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے صوف (اون) کی موٹی چادر نکالی اور ایک موٹے

کپڑے کا تہ بند نکالا اور بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کا وصال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1656 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى يَوْمَ كَلَّمَهُ رَبُّهُ كِسَاءً صُوفٍ وَجِبَّةً صُوفٍ وَكُمَّةً صُوفٍ وَسَرَاوِيلَ

صُوفٍ وَكَانَتْ نَعْلَاهُ مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَحُمَيْدٌ هُوَ ابْنُ عَلِيٍّ الْكُوفِيُّ

قول امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حُمَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَعْرَجُ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَحُمَيْدُ بْنُ قَيْسٍ

الْأَعْرَجُ الْمَكِّيُّ صَاحِبُ مُجَاهِدٍ ثِقَّةٌ

1655-1-1-رجه البخاری (289/10) کتاب اللباس، باب: الاکسمة والخمائر، حدیث (5818) ومسلم (1649/3) کتاب

اللباس والزينة، باب: التواضع في اللباس، والاقتصار على الغليظ منه والهسهرة في اللباس والفراس وغيرهما وجواز لبس الثوب

الشعر، وما فيه، حدیث (2080/34) (2080/35) وابو داؤد (45/4) کتاب اللباس، باب: لباس الغليظ، حدیث (4036)

وابن ماجه (1176/2) کتاب اللباس، باب: لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم، حدیث (3551) واحمد (32/6) (1376)

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَالْكُمَّةُ الْقَلَنْسُوَّةُ الصَّغِيْرَةُ

﴿﴾ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے پروردگار سے کلام کرنے کے لئے گئے اس وقت انہوں نے اون کا لباس پہنا ہوا تھا اون کا جبہ تھا اون کی ٹوپی تھی اور اونی شلوار پہنی ہوئی تھی اور ان کے پاؤں میں جو جوتے تھے وہ مردہ گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف حمید اعرج کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ یہ حمید بن علی کو فی اور منکر الحدیث ہیں۔

حمید بن قیس اعرج کی جو مجاہد کے شاگرد ہیں وہ ثقہ ہیں۔

لفظ: ”الکمه“ کا مطلب چھوٹی ٹوپی ہے۔

شرح

اونی لباس زیب تن کرنا

لفظ: ”کساء“ سے مراد وہ چادر ہے جو اوڑھی جاتی ہے اور ”ازار“ سے مراد وہ چادر ہے جو بطور تہبند استعمال کی جاتی ہے۔ زمانہ قدیم میں لوگ بلاسے کپڑے استعمال میں لاتے تھے، رفتہ رفتہ ترقی کا زمانہ آیا تو کپڑوں کی سلوائی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور عصر حاضر میں موزوں سے لے کر سر کی ٹوپی تک کی سلوائی کی جاتی ہے۔ انسان کے زیب تن کیے جانے والے کپڑے بھی قدیم زمانہ میں اون اور چمڑے کے ہوتے تھے۔ عصر حاضر (ترقی پذیر ہونے کے باوجود) میں اون اور چمڑا بطور لباس استعمال کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اونی اوچمڑے کا لباس استعمال فرماتے تھے۔ پھر اولیاء اور صوفیاء نے بطور علامت بھی اونی لباس کو اختیار کیا اور تا عصر حاضر اسے اختیار کیے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس لباس میں وصال فرمایا، وہ بھی اون کا تھا۔ وہ لباس تبرکات نبوی میں شامل ہوا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبرکات نبوی تقسیم کیے تو یہ مقدس لباس بطور تبرک ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عنایت فرمایا۔ عرصہ دراز تک یہ لباس بطور تبرک آپ کے پاس محفوظ رہا اور آپ اپنے تلامذہ کو اس لباس نبوی کی زیارت کروایا کرتی تھیں۔

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کیا تو اس وقت آپ کا زیب تن کیا ہوا لباس چادر، جبہ، پاجامہ اور ٹوپی وغیرہ اون کا تھا۔ تاہم جوتے گدھے کی کھال کے تھے۔ (کھال دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے اور اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اون اور چمڑے کا استعمال بطور لباس زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِمَامَةِ السُّودَاءِ

باب 9: سیاہ عمامے کا حکم

1657 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي

الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَابْنِ حُرَيْثٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَرُكَّانَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ

عمامہ باندھا ہوا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن حریش رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے احادیث

منقول ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

سیاہ عمامہ استعمال کرنا

اہل عرب کے ہاں عمامہ باندھنے کا عام رواج تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ استعمال کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ کی پیروی میں دستار استعمال میں لاتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فرق کرنے والی چیز عمامہ ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہے: اعتموا تزودادوا احلما۔ تم عمامہ استعمال کرو تمہارے وقار میں اضافہ ہوگا۔ عمامہ کسی بھی رنگ کا استعمال کیا جاسکتا ہے خواہ سفید ہو، سیاہ ہو یا سبز ہو۔ تاہم سرخ عمامہ سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔ سفید لباس اور سفید عمامہ مرد کے وقار کی علامت ہے۔ سبز عمامہ بھی استعمال میں لانا جائز ہے، کیونکہ اہل جنت کا لباس سبز ہوگا اور علماء کرام زیادہ تر اسی رنگ کو پسند کرتے ہیں۔

بَابُ فِي سَدْلِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكُتْفَيْنِ

باب 10: عمامے کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکانا

1658 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ

بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسُدُّ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَأَيْتُ الْقَاسِمَ وَسَالِمًا يَفْعَلَانِ ذَلِكَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَلَا يَصِحُّ حَدِيثُ عَلِيٍّ فِي هَذَا مِنْ قَبْلِ إِسْنَادِهِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تھے تو شملے کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا کرتے تھے۔

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنے عمامے کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان رکھتے ہیں۔

عبید اللہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم اور سالم کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول روایت سند کے اعتبار سے مستند نہیں ہے۔

شرح

دو شانوں کے درمیان شملہ لٹکانا:

عمامہ شملہ کے ساتھ بھی جائز ہے اور شملہ کے بغیر بھی درست ہے۔ عمامہ میں ایک شملہ رکھنا جائز ہے اور دو بھی درست ہیں۔ شملہ کم از کم ایک باشت کا جبکہ زیادہ سے زیادہ کمر تک رکھا جائے۔ تاہم اس سے طویل شملہ سے احتراز کیا جائے۔ شملہ دو شانوں کے درمیان لٹکانا یا دائیں طرف لٹکانا یا بائیں طرف لٹکانا بھی جائز ہے۔ حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ استعمال کرتے تو اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ خَاتَمِ الذَّهَبِ

باب 11: سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے

1659 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخْتُمِ بِالذَّهَبِ وَعَنِ لِبَاسِ الْقَيْسِيِّ وَعَنِ الْقِرَائِنِيِّ الرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَعَنِ لِبَاسِ الْمُعْصَفَرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے، ریشمی لباس پہننے، رکوع اور سجدے میں قرأت کرنے اور کسم سے رنگے ہوئے کپڑے کو پہننے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1660 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي

التَّيَّاحِ حَدَّثَنَا حَفْصُ اللَّيْثِيُّ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ حَدَّثَنَا أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخْتُمِ بِالذَّهَبِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ هُرَيْرَةَ وَمُعَاوِيَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عِمْرَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَأَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ

﴿﴾ حفص لیشی بیان کرتے ہیں: میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے بارے میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہوں، انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو تیاح نامی راوی کا نام یزید بن حمید ہے۔

شرح

سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے کی ممانعت:

خواتین کے لیے سونے کے زیورات جائز ہیں اور مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا منع ہے۔ ابتداء اسلام میں ریشم ورسونے کا استعمال جائز تھا، پھر خواتین کے لیے ان کا جواز باقی رکھا گیا جبکہ مردوں کے لیے حرام قرار دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خالی عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار چیزوں سے منع فرمایا:

(۱) سونے کی انگوٹھی پہننے سے (۲) قسی کپڑا استعمال کرنے سے

(۳) حالت رکوع میں تلاوت قرآن کرنے سے

(۴) سرخ کپڑا استعمال کرنے سے۔ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی

ٹوٹی تیار کروائی تھی پھر آپ نے وہ پھینک دی اور فرمایا: میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔

166- اخرجہ النسائی (170/8) کتاب الزینة، باب: حدیث ابی ہریرة والاختلاف علی قتادة، حدیث (5187) واحد

(443'427/4)

فائدہ نافعہ:

(۱) سونے کا زیور مثلاً گردن کی زنجیر، گھڑی کی چین، ہاتھ کا کڑا اور انگوٹھی وغیرہ مردوں کے لیے حرام ہیں جبکہ خواتین کے لیے جائز ہیں۔

(۲) کسی اہم ضرورت کے تحت مردوں کے لیے بھی سونے کا استعمال جائز ہے، مثلاً سونے کے تاروں سے دانتوں کو بندھوانا یا دانتوں پر سونے کا خول چڑھوانا وغیرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الْفِضَّةِ

باب 12: چاندی کی انگوٹھی

1661 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَنَسٍ مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرَقٍ وَكَانَ فَضَّهُ حَبَشِيًّا فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَبُرَيْدَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا۔ اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

اہام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس میں سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ فِي فَصِّ الْخَاتَمِ

باب 13: انگوٹھی میں کون سا نگینہ مستحب ہے؟

1662 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الطَّنَافِيسِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ أَبُو حَيْثَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَضَّةٍ فَضَّهُ مِنْهُ

1661- اخرجہ مسلم (1658/3) کتاب اللباس والزینة، باب: من خاتم الورق فصه حبشی، حدیث (2094/61) و ابو داؤد (88/4) کتاب الخاتم، باب: ما جاء فی اتخاذ الخاتم، حدیث (4216) والنسائی (173/8) کتاب الزینة، باب: صفة خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث (5197) وابن ماجہ (1202، 1201/2) کتاب اللباس، باب: نقش الخاتم، حدیث (3641) و احد (225، 209/3)

1662- اخرجہ البخاری (334/10) کتاب اللباس، باب: فص الخاتم، حدیث (5870) و ابو داؤد (88/4) کتاب الخاتم، باب: ما جاء فی اتخاذ الخاتم، حدیث (4217) والنسائی (174، 173/8) کتاب الزینة، باب: صفة خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث (193، 8، 5199، 5198) کتاب الزینة، باب: صفة خاتم النبی، ونقشه حدیث (5280) و احد (266/3)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ
 حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی سے بنا

ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

نگینہ والی چاندی کی انگٹھی استعمال کرنا:

نگینے والی چاندی کی انگٹھی کا استعمال مردوں کے لیے جائز ہے۔ یہ انگٹھی چار گرام چاندی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے اور یہ وزن نگینہ کے علاوہ ہے۔ اس کے جواز میں حکمت یہ ہے کہ یہ جنت کے زیور کا نمونہ ہے، تاکہ لوگ اسے دیکھ کر اس کے حصول کے لیے کوشش کریں اور اعمال صالحہ کرنے کا اپنے آپ میں ذوق پیدا کریں۔ اس کا نگینہ کسی بھی چیز کا ہوسکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نگینہ چاندی کا ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی طرز کا بنا ہوا تھا۔
 سوال: پہلی حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگٹھی میں حبشی نگینہ لگا ہوا تھا اور دوسری حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے انگٹھی میں نگینہ بھی چاندی کا تھا، اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہے؟
 جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگٹھی چاندی کی تھی جس پر مہر کندہ تھی اور حقیقت میں نگینہ بھی چاندی کا تھا لیکن اس کی ساخت حبشی طرز کی تھی، لہذا دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْخَاتِمِ فِي الْيَمِينِ

باب 14: دائیں ہاتھ میں انگٹھی پہننا

1663 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مُوسَى بْنِ

عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

1663- اخرجہ البخاری (328/10) کتاب اللباس، باب: خواتیم الذهب، حدیث (5865) واطرافہ فی (5866، 5867)
 5873، 5876، 7298، 6651، مسلم (1655/3) کتاب اللباس والزینة، باب: تحریم خاتم الذهب- حدیث
 (2091/53) و ابو داؤد (89، 88/4) کتاب اللباس، باب: ما جاء فی اتخاذ الخاتم، حدیث (4220، 4219، 4218) والنسائی
 (179، 178/8) کتاب الزینة، باب: نزع الخاتم عند دخول الخلاء، حدیث (5214، 5215، 5216، 5218، 195/8) کتاب
 الزینة، باب: طرح الخاتم وترك لبسه، حدیث (5292) وابن ماجہ (1201/2) کتاب اللباس، باب: نقش الخاتم، حدیث
 (3639) و (1202/2) کتاب اللباس، باب: من جعل فص خاتمه مما یلی کفه، حدیث (3645) واحمد (18/2، 22، 141، 34، 39، 60، 127، 128، 94، 96، 101، 146، 153) والحمیدی (297/2) حدیث (675)

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَتَخْتَمُ بِهِ فِي يَمِينِهِ ثُمَّ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ اتَّخَذْتُ هَذَا الْخَاتَمَ فِي يَمِينِي ثُمَّ نَبَذَهُ وَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ حَكَمَ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَ هَذَا مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ وَلَمْ يَذْكَرْ فِيهِ أَنَّهُ تَخْتَمُ فِي يَمِينِهِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی آپ نے اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا جب آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے یہ انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی ہے پھر آپ نے اسے اتار دیا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو اتار دیا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، یدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول کی ہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کی گئی ہے۔ لیکن دوسری سند کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں اس بات کا تذکرہ نہیں ہے: آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی تھی۔

1664 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ

متن حدیث: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَتَخْتَمُ فِي يَمِينِهِ وَلَا إِخَالَهٗ إِلَّا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخْتَمُ فِي يَمِينِهِ

قول امام بخاری: قَالَ أَبُو عَيْسَى: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَوْفَلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ صلت بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی تھی میرا خیال ہے: انہوں نے یہ بات بھی بیان کی تھی: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: محمد بن اسحاق نے صلت بن عبداللہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔ یہ ”حسن صحیح“ ہے۔

1665 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

آثار صحابہ: كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَتَخْتَمَانِ فِي يَسَارِهِمَا

1665- اخرجہ المصنف فی السائل المحمدية ص (95) برقم (103)

حکم حدیث: ہذا حدیث حسن صحیح

﴿﴾ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھیاں پہنا کرتے تھے۔ یہ روایت ”حسن صحیح“ ہے۔

1666 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ

متن حدیث: رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي رَافِعٍ يَتَخْتَمُ فِي يَمِينِهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَتَخْتَمُ فِي يَمِينِهِ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخْتَمُ فِي يَمِينِهِ

قول امام بخاری: قَالَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذَا أَصَحُّ شَيْءٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي هَذَا الْبَابِ

﴿﴾ حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابن ابی رافع کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر کو اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں دست مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس بارے میں منقول روایات میں یہ سب سے زیادہ مستند روایت ہے۔

1667 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ

بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ فَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ

لَا تَنْقُشُوا عَلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ وَمَعْنَى قَوْلِهِ لَا تَنْقُشُوا عَلَيْهِ نَهَى أَنْ يَنْقُشَ

أَحَدٌ عَلَى خَاتَمِهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی آپ نے اس میں ”محمد رسول اللہ“ نقش کروایا پھر آپ نے ارشاد فرمایا: یہ نقش تم لوگ اپنی انگوٹھی پر نہ بنوانا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح حسن“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: ”تم اس پر یہ نقش نہ بنوانا“ اس سے مراد یہ ہے: کوئی بھی شخص اپنی انگوٹھی پر ”محمد رسول اللہ“ نقش نہ

کروائے۔

1666- اخرجہ النسائی (175/8) کتاب الزينة، باب: موضع الخاتم من اليد، حدیث (5204) واحمد (205/204/1)

1667- اخرجہ احمد (161/3)

1668 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ وَالْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَا حَدَّثَنَا

هَمَّامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تھے تو اپنی انگوٹھی اتار

دیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

دائیں ہاتھ میں انگوٹھی استعمال کرنا:

انگوٹھی اور گھڑی دونوں کس ہاتھ میں استعمال کرنی چاہئیں؟ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر فضیلت حاصل ہے یہ دونوں دائیں ہاتھ میں استعمال کی جائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں دست اقدس میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ چونکہ دائیں ہاتھ سے بہت سے امور انجام دینے ہوتے ہیں جس وجہ سے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی اور گھڑی کا استعمال کرنا دشوار ہے، اس لیے ان دونوں کو بائیں ہاتھ میں استعمال کرتے ہیں، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

فائدہ نافعہ:

تیسری حدیث باب کی ترجمہ الباب کے ساتھ مطابق نہیں ہے، کیونکہ عنوان باب میں دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر ہے لیکن حدیث میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی استعمال کرنے کا ذکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عنوان میں لفظ: ”الیمین“ کے ساتھ لفظ: ”اليسار“ بھی تھا لیکن کاتب کی غلطی سے چھوٹ گیا ہو۔

سوال: انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننی چاہیے یا بائیں میں؟

جواب: اس بارے میں مشہور چار اقوال ہیں:

(۱) دونوں ہاتھوں میں پہنی جاسکتی ہے اور دونوں ہاتھ ہر لحاظ سے برابر ہیں۔

(۲) بائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے۔

(۳) دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا منسوخ ہے۔ (۴) بائیں ہاتھ میں تشبہ بالروافض کی وجہ سے منع ہے۔

1668- اخرجه ابو داؤد (5/1) كتاب الطهارة باب: الخاتم يكون في ذكر الله يدخل به الخلاء، حديث (19) والنسائي

(178/8) كتاب الزينة باب: نزع الخاتم عند دخول الخلاء، حديث (5213) وابن ماجه (110/1) كتاب الطهارة وسننها

باب ذكر الله عز وجل على الخلاء والخاتم في الخلاء، حديث (303)

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَقْشِ الْخَاتَمِ

باب 15: انگوٹھی پر نقش (کنده کرانا)

1669 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: نَقَشُ خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولٌ سَطْرٌ وَاللَّهُ سَطْرٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی پر تین لائنوں میں یہ نقش تھا ”محمد“ ایک لائن

میں لفظ: ”رسول“ ایک لائن میں اور لفظ: ”اللہ“ ایک لائن میں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

1670 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ

اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ قَالَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ

مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولٌ سَطْرٌ وَاللَّهُ سَطْرٌ

اختلاف روایت: وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ

مذاهب فقہاء: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی پر تین لائنوں میں یہ نقش تھا لفظ: ”محمد“ ایک

لائن میں لفظ: ”رسول“ ایک لائن میں اور لفظ: ”اللہ“ ایک لائن میں۔

محمد بن یحییٰ نامی راوی نے اپنی روایت میں تین لائنوں کا تذکرہ نہیں کیا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

انگوٹھی پر عبارت کندنہ کرانا:

اعلان نبوت کے بعد تو حید و رسالت اور پیغام و دعوت اسلام کا دائرہ سلاطین عجم تک وسیع کرنے کا مرحلہ آیا تو حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم نے سلاطین کے نام خطوط تحریر کرنے کا پروگرام بنایا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جب تک خطوط پر

آپ کی مہر مبارک نہ ہوگی تو سلاطین عجم آپ کی دعوت اسلام پر غور نہیں کریں گے اور اسے قبول نہیں کریں گے۔ صحابہ کے اس مشورہ

1669- اخرجه البخاری (341/10) کتاب اللباس باب الله هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة اسطر حدیث (5878) طرفہ فی

(3106)

پر عمل کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی اور اس پر یہ عبارت کندہ کرائی: محمد رسول اللہ۔ یہ سورۃ فتح کی آخری آیت کے الفاظ ہیں۔ یہ عبادت تین سطروں پر کندہ کرائی گئی تھی، جس کی ترتیب یوں تھی: پہلی سطر میں ”محمد“ دوسری میں ”رسول“ اور تیسری میں ”اللہ“ تھا یعنی ”محمد رسول اللہ“ کی صورت میں۔ دعوت و پیغام اسلام کے حوالے سے جو خطوط سلاطین امراء اور ممتاز شخصیات کے نام لکھے جاتے تھے، یہ مہران کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ آپ کی مہر کی طرز پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی مہر تیار کرائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع کر دیا تھا، تاکہ اشتباہ کی بناء پر مہر کا مقصد فوت نہ ہونے پائے۔

فائدہ نافعہ:

اگر انگوٹھی پر قرآن کریم کی آیت یا حدیث نبوی یا اسم اعظم یا اسم پاک کندہ ہو، تو انگوٹھی لے کر بیت الخلاء میں داخل نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے اتار کر داخل ہونا چاہیے تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی معمول تھا کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت انگوٹھی اتار کر باہر رکھ دیتے تھے اور فراغت پر اسے پکڑ کر پہن لیتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّورَةِ

باب 16: تصویر کا بیان

1671 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصُّورَةِ فِي الْبَيْتِ وَنَهَى أَنْ يُصْنَعَ ذَلِكَ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَآبِي طَلْحَةَ وَعَائِشَةَ وَآبِي هُرَيْرَةَ وَآبِي أَيُّوبَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْنَسِي: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویریں رکھنے سے منع کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بنانے سے بھی منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو طلحہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1672 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ

1671- اخرجه احمد (397/336/384/383/335/3)

1672- اخرجه مالك (966/2) كتاب الاستذنان باب: ما جاء من الصور والتماثيل، حدیث (7) والنسائی (212/8) كتاب الزينة، باب: التصاویر، حدیث (5349) واحمد (486/3)

متن حدیث: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَعُوذُهُ قَالَ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حَنِيفٍ قَالَ قَدَعَا أَبُو طَلْحَةَ إِنْسَانًا يَنْزِعُ نَمَطًا تَحْتَهُ فَقَالَ لَهُ سَهْلٌ لِمَ تَنْزِعُهُ فَقَالَ لَأَنَّ فِيهِ تَصَاوِيرَ وَقَدْ قَالَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ عَلِمْتَ قَالَ سَهْلٌ أَوْلَمْ يَقُلْ إِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِي ثَوْبٍ فَقَالَ بَلَى وَلَكِنَّهُ أَطِيبٌ لِنَفْسِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں: وہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو پایا زاوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بلایا تا کہ وہ ان کے نیچے سے چادر نکال دے، تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ اسے کیوں نکال رہے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: اس کی وجہ یہ ہے: اس میں تصاویر موجود ہیں اور تصاویر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے جو بات ارشاد فرمائی ہے وہ آپ جانتے ہیں، تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی ہے؟ جو تصویریں کپڑے میں نقش کے طور پر ہوں (ان کی اجازت ہے) تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! لیکن میں اپنی تسلی کرنا چاہتا ہوں۔

امام ترمذی بیضا فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَصَوِّرِينَ

باب 17: تصویر بنانے والوں کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1673 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ صَوَّرَ صُورَةَ عَذْبَةَ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَخَ فِيهَا يَعْنِي الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ يَقْرُونَ بِهِ مِنْهُ صَبَّ فِي أُذُنِهِ الْأَنْكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي جَحِيفَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی تصویر بنائے گا اللہ تعالیٰ اسے یہ عذاب دے گا کہ وہ اس میں پھونک مارے (یعنی اسے زندہ کرے) اور جو کوئی شخص لوگوں کی بات چھپ کر سننے کی کوشش کرے گا جبکہ وہ لوگ اس بات کو ناپسند کرتے ہوں، تو قیامت کے دن اس شخص کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائیگا۔

اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

تصویر سازی کی حرمت اور گھر میں تصاویر رکھنے کی وعید:

کتاب اللباس کے ساتھ مسئلہ حرمت تصویر کا تعلق و مناسبت اس طرح ہے کہ لوگ پہننے کے پڑے پر تصاویر بناتے ہیں جن کا استعمال کرنا منع ہے۔ زمانہ قدیم سے لوگ مجسمہ سازی اور اس کی عبادت و پوجا کرتے آرہے ہیں۔ کپڑوں، گھر کی دیواروں اور اعضاء جسم پر بھی تصاویر بناتے ہیں تو اسلام نے تصویر سازی کو حرام قرار دیا ہے۔ تصویر سازی اور اسے گھر میں اویزاں کرنے کی حرمت کی وجہ بت پرستی سے مشابہت ہے۔ بت پرستی شرک ہے اور شرک ایسا ناسور ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا تو اسلام نے اس کا سدباب کرتے ہوئے تصویر سازی کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔

سائنس ترقی یافتہ دور میں داخل ہوئی تو کیمرہ ایجاد ہوا اور تصویر کشی کا سلسلہ شروع ہو گیا، جس کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہو گیا۔ سب سے قبل بعض علماء مصر نے تصویر کشی کے جواز کا فتویٰ جاری کیا، بعد ازاں حجاز مقدس کے کچھ مفتیاں نے بھی طبع آزمائی کرتے ہوئے کیمرہ کے فوٹو کو جائز قرار دیا لیکن علماء ربانین نے تصویر کشی کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک مجسمہ سازی، فوٹو سازی خواہ ہاتھ کے ذریعے یا کیمرہ کی معاونت سے، سب کا ایک ہی حکم ہے اور وہ حرمت ہے۔ شیخ ابن باز بھی تصویر کشی کی حرمت کے قائل تھے۔ پاک و ہند کے حق گو مفتیاں کرام نے ہمیشہ تصویر کشی کی حرمت کا فتویٰ جاری کیا ہے۔

گھر میں تصویر رکھنے میں مذاہب آئمہ:

اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق و اجماع ہے کہ تصویر سازی حرام ہے، سوال یہ ہے کہ کیا تصویر کو گھر میں رکھنا جائز ہے یا حرام ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں دو روایات منقول ہیں: (i) ایسی تصویر جو مجید و مجسد اور سایہ دار ہو اس کا گھر میں رکھنا ناجائز و حرام ہے، مثلاً مجسمہ اور بت۔ ایسی تصویر کا سایہ زمین پر پڑتا ہے جو نجوست ہے، لہذا حرام ہے۔ انہوں نے اس روایت کے لیے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ii) ایسی تصویر جو غیر مجسد و غیر مجسم ہو اور اس کا سایہ زمین پر نہ پڑتا ہو مثلاً دیوار پر تصویر بنائی یا کاغذ پر تصویر ہو۔ چونکہ اس کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا بلکہ سایہ ہوتا ہی نہیں ہے، لہذا اس کا گھر میں رکھنا حرام نہیں ہے لیکن مکروہ تنزیہی ضرور ہے۔ اس روایت کے لیے انہوں نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ جس میں بایں الفاظ استثنائی موجود ہے: الا ما کان رقما فی ثوب۔ چونکہ کپڑے پر بنی ہوئی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا، لہذا اس کا گھر میں کراہت کے ساتھ رکھنا بھی جائز ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ہر قسم کی تصویر خواہ مجسم

ہو یا غیر مجسم اور خواہ وہ کپڑے پر بنی ہو یا دیواریا کاغذ پر ہر حالت میں ناجائز و حرام ہے۔ انہوں نے ان احادیث باب سے استدلال کیا ہے جن میں علی الاطلاق اور سایہ دار ہونے یا نہ ہونے کی تفریق کے بغیر تصویر کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ (۱) حدیث باب کے یہ الفاظ ہیں: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصورة فی البیت۔ (۲) ایک روایت باب کے یہ الفاظ ہیں: من صور صورة عذبه اللہ۔ (۳) ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے حجرے پر ایسا کپڑا لٹکایا تھا جس پر تصاویر تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کپڑا دیکھا تو ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا: جب تک تم اس کپڑے کو تاروگی نہیں میں اندر نہیں آؤں گا۔

جمہور آئمہ فقہ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) یہاں استثنائی سے مراد غیر ذی روح اشیاء کی تصاویر ہیں۔ (۲) یہاں استثنائی متصل مراد نہ ہو بلکہ منقطع مراد ہو۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پردے پر غیر مجسم تصاویر تھیں، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند کرتے ہوئے اتروا دیا تھا۔

نوٹ: وہ علماء ربانیین جنہوں نے تصویر سازی کی حرمت کا فتویٰ دیا اور خود تاحیات اس ناسور سے محفوظ رہے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی، (۲) حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت) (۳) مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ قادری (بانی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور)، (۴) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد قادری (فیصل آباد)، (۵) حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری (جامعہ امجدیہ، کراچی)، (۶) سیدی مرشدی حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری قادری نقشبندی (بانی جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور)، (۷) حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی (گوجرانوالہ) رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تصویر سازی کی حرمت کا سبب محض مجسمہ سازی تک محدود نہیں ہے بلکہ کیمرہ کی مدد سے تیار کردہ تصاویر کو بھی شامل ہے، کیونکہ جس طرح مجسموں کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے اسی طرح شمسی تصاویر کی بھی عبادت کر کے لوگ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ حقیقت پاک و ہند کے مندروں، چرچوں، گر جا گھروں اور گوردواروں میں جا کر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ تصویر سازی کے حرام ہونے کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس وقت پوری دنیا فاشی اور عریانی کی لپیٹ میں ہے اور اس کی مزید کمی کیبل، وی سی آر اور انٹرنیٹ نے پوری کر دی ہے۔ یہ پوری کی پوری نحوست کیمرہ کی مرہون منت ہے۔

کیمرے کی تصویر کے بارے میں اکثر فقہاء کا موقف یہ ہے کہ آلہ کے بدل جانے سے کسی چیز کا حکم نہیں بدل سکتا مثلاً ایک چیز پہلے ہاتھ سے تیار کی جاتی تھی تو اب مشین سے تیار کی جانے لگی ہو، تو آلہ تبدیل ہو جانے سے چیز کا حکم ہرگز تبدیل نہیں ہوگا یعنی حرمت وحلت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب تصاویر حرام ہیں، خواہ وہ کیمرہ سے بنائی جائیں یا ہاتھ سے، ان کے حکم میں تبدیلی نہیں آئے گی، وہ بہر صورت حرام ہی رہیں گی۔

کیمرہ تو ایک منکر ہے جبکہ وی سی آر، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ میں سے ہر ایک کئی منکرات کا مجموعہ ہے، جن کا گھر میں رکھنا فتنہ سے خالی نہیں ہے۔ ان کے بارے میں ہمارا محتاط نظریہ ہے کہ انہیں گھر میں لانا ہی نہیں چاہیے۔ اگر کسی اہم مقصد کے لیے

لایا جائے تو اچھے مقاصد کے لیے استعمال میں لائیں اور بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں تاکہ اس ناسور کی وجہ سے اہل خانہ کا خانہ آخرت برباد نہ ہو۔ یہ والدین بالخصوص گھر کے سربراہ کی اخلاقی و مذہبی ذمہ داری ہے۔

فائدہ نافعہ:

(۱) دور حاضر کا یہ المیہ ہے کہ دارالافتاء سے تصویر کی حرمت کا فتویٰ جاری ہوتا ہے لیکن بڑی بڑی کانفرنسوں، سیمیناروں، محافل نعت خوانی، مجالس پند و نصائح، اعراس اولیاء، جمعۃ المبارک کے اجتماعات اور شادی کی تقریبات میں تصویر سازی کا اس قدر مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ ماضی میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اس تصاویر سازی مظاہرہ میں بعض اہل علم، مشائخ، مقررین، قراء اور نعت خوان حضرات اور سامعین سب حصہ لینے کی بھرپور کوشش فرماتے ہیں۔ مسجد حرام، مسجد نبوی، دیگر مساجد اور مقامات مقدسہ بھی تصویر سازی سے محفوظ نہیں رہے۔ پھر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ طویل و عریض شائع ہونے والے اشتہارات اور فلیکسز بھی انہی معززین کی تصاویر سے مزین ہوتے ہیں۔ مریدین اپنے مرشد کی تصویر نہایت عقیدت سے اپنے گھر اویزاں کرتے ہیں۔ جس سے ظہر الفساد فی البرو البحر، کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے۔ فالی اللہ البشتکی۔

(۲) بعض اوقات مجبوری کی بناء پر حسب ضرورت تصویر بنوانے کی اجازت ہے مثلاً شناختی کارڈ کے لیے جو حکومت کی طرف سے ملکی شہریت کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے اور حریم شریفین کی حاضری کی نیت سے پاس پورٹ بنوانے کے لیے جو بین الاقوامی سفر کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ تصویر ذوق و شوق نمائش اور گھر میں اویزاں کرنے کی غرض سے نہیں ہوتی، لہذا اس کی گنجائش ہے۔

احادیث باب سے ثابت ہونے والے مسائل:

احادیث باب سے نمایاں طور پر ثابت ہونے والے چند مسائل درج ذیل ہیں:

☆ تصویر سازی اور تصویر کو گھر میں رکھنا دونوں امور حرام ہیں۔

☆ تصاویر والے کپڑے کا استعمال کرنا حرام ہے۔

☆ تصویر ساز کو طویل عرصہ تک جہنم میں سزا دی جائے گی۔

☆ تصویر ساز نے جو تصویر تیار کی ہوگی، اس میں جان پیدا کی جائے گی، جو دوزخ میں اسے سزا دے گی۔

(مشکوٰۃ رقم الحدیث ۴۴۹۸)

☆ جس گھر میں کتاب یا تصویر ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث ۴۴۹۸)

☆ جس شخص نے کوئی تصویر بنائی ہوگی، اللہ تعالیٰ اسے اس میں روح پھونکنے تک دوزخ میں عذاب دے گا اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

☆ تصویر ساز آخرت میں دائمی عذاب کا شکار ہوگا، جس سے نجات ملنا مشکل ہوگی۔

☆ تصویر سازی اور تصویر بنوانا دونوں برابر کے جرم ہیں اور دونوں کو برابر کی سزا بھگتنا ہوگی۔
نوٹ: جس طرح تصویر بنانا اور بنوانا حرام ہے اسی طرح اس کی کمائی بھی حرام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِضَابِ

باب 18: خضاب کا حکم

1674 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: غَيَّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَنَسٍ وَأَبِي رَمْثَةَ وَالْجَهْدَمَةَ وَأَبِي

الطَّفِيلِ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَأَبِي جُحَيْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بڑھاپے کو (یعنی سفید بالوں کو) خضاب

کے ذریعے (تبدیل کر دو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو) کیونکہ وہ سفید بال رکھتے ہیں

اس بارے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ،

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ، حضرت جہدمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن

عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

1675 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَجْلَحِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيْدَةَ عَنْ أَبِي

الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرَ بِهِ الشَّيْبُ الْخِضَابُ وَالْكَتْمُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الْأَسْوَدِ الدِّيلِيُّ اسْمُهُ ظَالِمٌ بْنُ عَمْرٍو بْنِ سُفْيَانَ

1675- اخرجہ ابوداؤد (85/4) کتاب الترجل، باب: فی الخضاب، حدیث (4205) والنسائی (139/8) کتاب الزینة، باب:

الخضاب، بالحناء، والکتم، حدیث (5078، 5079، 5080) وابن ماجہ (1196/2) کتاب للباس، باب: الخضاب بالحناء

حدیث (3622) واحمد (147/5، 150، 154، 156، 169) من طریق عبد الله بن بريده الاسلمی عن ابی الاسود فذکره۔

﴿﴾ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم اپنے سفید بالوں کو تبدیل کر دو وہ مہندی اور نیل کے پتے ہیں۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
ابو اسود دیلی نامی راوی کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان ہے۔

شرح

بالوں کو خضاب لگانا

اگر سر اور داڑھی کے بال سفید ہو جائیں تو خضاب لگانا جائز ہے۔ مرد اپنے سر اور داڑھی کے بالوں میں خضاب لگا سکتا ہے لیکن ہاتھ اور پاؤں کو خضاب نہیں لگا سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود و انصاری خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو یعنی خضاب لگاؤ۔ (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۴۴۳۲)

عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے کے لیے ہاتھوں اور پاؤں کو خضاب لگانا خواہ مہندی کا ہو، حرام ہے۔ ایک روایت میں موجود ہے کہ ایک ہجرت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا جس نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو خضاب لگا رکھا تھا، آپ نے اس کی وجہ دریافت کی تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کی غرض سے خضاب لگایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ کی طرف سے اجازت ہو تو ہم اسے قتل کر دیں؟ آپ نے جواب دیا: مجھے اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ میں کسی نمازی کو قتل کروں۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۲۶)

شادی شدہ عورت اپنے ہاتھوں اور پاؤں پر خضاب لگا سکتی ہے۔ ایک دفعہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے اپنا ہاتھ دراز کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط پیش کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اپنا دست اقدس پیچھے کھینچ لیا اور فرمایا: مجھے کیا علم کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تو عورت ہوتی تو تیرے ناخنوں پر مہندی کا رنگ موجود ہوتا۔ (سنن نسائی)

اگر شوہر کو مہندی کے خضاب کی بونا پسند ہو تو عورت مہندی کا خضاب نہیں لگا سکتی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مہندی کے خضاب کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے جواب دیا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی، کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بونا پسند تھی۔

مرد کے لیے سیاہ خضاب کے علاوہ ہر خضاب جائز ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے تو ان کی داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کسی چیز کے ساتھ بدل دو یعنی اسے خضاب کر دو۔ مرد کے لیے سیاہ خضاب حرام ہے لیکن مجاہد کے لیے جائز ہے تاکہ دشمن کا مقابلہ کرتے وقت اس کی نظروں میں نوجوان اور طاقتور محسوس ہو۔

مرد کے لیے بہترین خضاب سرخ سیاہی مال ہے۔ ایسا خضاب خصوصی مہندی یا کتم یا دونوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کتم ایک پودا کا نام ہے جس کے بیج سے ماضی بعید میں لوگ تحریر کے لیے روشنائی تیار کرتے تھے۔

سوال: کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کو خضاب لگایا تھا یا نہیں؟

جواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کو کبھی خضاب نہیں لگایا تھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کے کل سترہ یا انیس بال سفید تھے لہذا آپ کو اس کی ضرورت نہیں تھی۔ تاہم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خضاب لگایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خضاب لگانے کی ترغیب بھی دی تھی۔ علاوہ ازیں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "علیکم بسنتی وسنة خلفاء راشدین"۔ کے مطابق خضاب لگانا سنت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُمَّةِ وَاتِّخَاذِ الشَّعْرِ

باب 19: لمبے بال رکھنا اور بال بڑھانا

1676 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبْعَةً لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ حَسَنَ الْجِسْمِ

أَسْمَرَ اللَّوْنُ وَكَانَ شَعْرُهُ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَلَا سَبْطٍ إِذَا مَشَى يَتَوَكَّأُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْبُرَاءِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَوَائِلِ بْنِ

حُجْرٍ وَأُمِّ هَانِي

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ حُمَيْدٍ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے مالک تھے نہ زیادہ طویل تھے نہ زیادہ چھوٹے

تھے آپ خوبصورت جسم کے مالک تھے گندمی رنگ کے مالک تھے آپ کے بال نہ بالکل گھنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے جب آپ چلتے تھے تو جھک کر چلنے لگتے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید

خدری رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

(یہ روایت غریب) اس سند کے حوالے سے ہے جو حمید نامی راوی نے نقل کی ہے۔

1677 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَتْ كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ لَهُ شَعْرٌ

1676-1- اخرجہ ابو داؤد (266/4) کتاب الادب، باب: فی ہدی الرجل، حدیث (4863) من طریق خالد (الطحان) عن

حمید بہ۔

فَوْقَ الْجُمَةِ وَدُونَ الْوَفْرَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذِهِ الْوَجْهِ
 حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ هَذَا الْحَرْفَ وَكَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَةِ وَدُونَ الْوَفْرَةِ
 تَوْصِيحٌ رَاوَى: وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ ثِقَةٌ كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يُوثِّقُهُ وَيَأْمُرُ بِالْكِتَابَةِ عَنْهُ
 ﴿﴾ ﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے آپ کے بال
 کانوں کی لو سے کچھ زیادہ لمبے تھے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

یہ روایت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے کئی سندوں سے منقول ہے: میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا
 کرتے تھے تاہم ان راویوں نے اس میں اس جملے کا اضافہ نہیں کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کی لو سے ذرا لمبے تھے۔
 عبدالرحمن بن زناد نامی راوی نے اس بات کا اضافی تذکرہ کیا ہے اور وہ ثقہ ہیں اور حافظ ہیں۔

شرح

سر پر زلفین رکھنا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کے حوالے سے مضمون گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زلفین تین
 قسم کی ہو سکتی ہیں:

جبہ: کندھوں تک لٹکے ہوئے بالوں کو کہا جاتا ہے۔

وفرہ: کانوں کی لو تک لٹکے ہوئے بالوں کو کہا جاتا ہے۔

لبہ: نصف گردن تک لٹکے ہوئے بالوں کو کہا جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی خوبیاں:

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار جسمانی محاسن و حصائص اور خوبیوں سے نوازا تھا، ان میں سے حدیث
 باب میں صرف پانچ بیان کی گئی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1677- اخرجہ البخاری (455/1) کتاب الغسل، باب: تحلیل الشعر، حدیث (273) (400/10) کتاب اللباس، باب: ما
 دطیء من التصاوير، حدیث (5956) (317/13) کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 وحض علی اتفاق اهل العلم، وما اجتمع علیہ الحرمان، حدیث (7339) واحمد (192/6، 193/193، 230، 231) وابن خزيمة
 (1190/1) حدیث (239) من طرق عن هشام بن عروة به۔

۱- میانہ قد: قد کا زیادہ طویل ہونا یا زیادہ قصیر (پست) ہونا دونوں خامیاں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک ان خامیوں

سے پاک اور میانہ تھا۔

۲- حسن الجسم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک خوبصورت اور قابل دید تھا۔

۳- أسبر اللون: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا رنگ گندمی تھا اور بقول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ابیض

مشرّب یعنی آپ کا رنگ مبارک سفید سرخی مائل تھا۔

بقول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ گندمی اور بقول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا رنگ

مبارک سفید تھا، اس طرح تعارض ہوا؟ جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا جو حصہ کھلا رہتا تھا اس کا رنگ گندمی تھا اور جو حصہ کپڑے میں چھپا رہتا تھا، وہ سفید تھا۔ (۲) آپ کا جسم مبارک سفید ہونے کا مطلب یہ ہے کہ چونے کی طرح سفید نہیں تھا

بلکہ اس میں سرخی شامل تھی جو گندمی رنگ کو ظاہر کرتی تھی۔

۴- بالوں کی خوبصورتی: لفظ: "جوز" سے مراد گھنگریا لاپن، لفظ: "سبط" سے مراد ہے سیدھا ہونا۔ بالوں کا بالکل گھنگریا لے ہونا

خوبصورتی کے منافی ہے اور بالوں بالکل کا سیدھے ہونا بھی خوبی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک قدرے گھنگریا لے اور قدرے سیدھے تھے جو حسن و خوبی کو ظاہر کرتے تھے۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تمام خوبیوں کے جامع تھے جو

دور سے دعوتِ نظارہ دیتے تھے۔

۵- لفظ: يَتَكَفَّأُ، ضیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفاعل ہے، جس کا معنی ہے: سر جھکا کر

چلنا، آگے کی طرف جھک کر چلنا۔ دوسری خوبیوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک میں یہ خوبی بھی رکھی ہوئی تھی کہ جب آپ چلتے تو پہلو انوں کی طرح اکڑ کر یا ترا کر ہرگز نہ چلتے بلکہ عجز و انکار سے اپنا سر اقدس آگے کو جھکا کر چلتے تھے،

حتیٰ کہ دور سے دیکھنے والے محسوس کرتا کہ آپ بلندی سے نیچے کی طرف مڑ رہے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غَبَاً

باب 20: روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت

1678 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ مَغْفَلٍ

مَنْ حَدِيثٍ: قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غَبَاً

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَسَنِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1678- اخرجہ ابوداؤد (75/4) کتاب الرجل حدیث (4159) والنسائی (132/8) کتاب الزینة باب: الترجل

حدیث (5055) واحمد (56/4) من طریق هشام بن حسان عن الحسن فذكره.

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع کیا ہے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

روزانہ تیل استعمال کرنا اور کنگھی پٹی کرنا

لفظ: ترجل، ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا معنی ہے: بالوں میں کنگھی کرنا، تیل کنگھی کرنا۔ لفظ غبا، ایک دن چھوڑ کر کوئی کام کرنا۔ یوں کہا جاتا ہے: غب الرجل فی الزیارة، کسی شخص سے کبھی ملاقات کرنا۔ ایک مشہور حدیث ہے: زر غبا تزدد حبا، ناغہ سے ملا کرو، ایسے محبت میں اضافہ ہوگا۔ مراد ہے دو تین دن کے وقفہ سے ملاقات کرنا، دو تین دن کے ناغہ سے ملنا۔ انسان مصروف ترین واقع ہوا ہے، اس کے کرنے کے لیے اتنے کام ہیں جن کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا، کبھی وہ دین کا کام کرتا ہے کبھی دنیا کا، کبھی ذاتی کام کرتا ہے کبھی دوسرے کا اور شب و روز ہمہ وقت مصروف رہنے کے سبب اس کے پاس فضول کام کرنے کا وقت ہی نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہدایت و تلقین کرتے ہوئے فرمایا: تم اپنے بالوں میں روزانہ کنگھی تیل نہ کرو، اس سے تین فوائد حاصل ہوں گے:

(۱) فضول کام سے وقت بچے گا جو کسی دینی کام میں صرف کیا جاسکتا ہے۔

(۲) تیل کی بچت ہوگی جس سے مالی نقصان کا تحفظ ہوگا۔

(۳) ہمہ وقت بناؤ سنگھار میں رہنے کی وجہ سے انسان تکبر و غرور کا شکار بھی ہو سکتا ہے، اس سے بچاؤ ہوگا۔

☆ اگر سر یا داڑھی کے بال الجھ جائیں تو انہیں ٹھیک کرنے کے لیے تیل کنگھی کرنا درست ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِكْتِحَالِ

باب 21: سرمہ لگانا

1679 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ عَبَادِ بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ

عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: اِكْتَحِلُوا بِالْاِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1679- اخرجہ ابن ماجہ (1157/2) کتاب الطب باب: من اکتحل وتراء حدیث (3499) واحمد (354/1) وعبد بن حمید (199) حدیث (573) من طریق عباد بن منصور عن عكرمة فذكره.

كَانَتْ لَهُ مَكْحَلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةً فِي هَذِهِ وَثَلَاثَةً فِي هَذِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ إِلَّا مِنْ

حَدِيثِ عَبَادِ بْنِ مَنْصُورٍ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالََا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَهَارُونَ عَنْ عَبَادِ بْنِ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو

الْبَصَرَ وَيُنِيبُ الشَّعْرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اِثْمِدُ نامی سرمہ لگایا کرو کیونکہ یہ بینائی کو تیز کرتا

ہے اور پلکوں کے بالوں کو اگاتا ہے۔

راوی یہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی جس کے ذریعے آپ ﷺ روزانہ رات کے وقت تین مرتبہ

اس آنکھ میں اور تین مرتبہ اس آنکھ میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ان لفظوں کے اعتبار سے ہم اسے صرف عباد بن منصور کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”اِثْمِدُ“ نامی سرمہ لگاؤ

کیونکہ یہ بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بالوں کو اگاتا ہے۔

شرح

روزانہ سرمہ لگانا:

آنکھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی بینائی اس سے بھی بڑی نعمت ہے۔ اس کی حفاظت کرنا اور اس کی بینائی کا تحفظ

کرنا واجب ہے۔ آنکھوں میں باقاعدہ سرمہ لگانے سے آنکھوں کی بینائی بحال رہتی ہے اور مسنون بھی ہے۔ سرمہ کسی بھی وقت

استعمال کیا جاسکتا ہے مگر رات کے وقت سونے سے قبل سرمہ لگانا زیادہ مفید ہے۔ اس لیے کہ رات بھر اس کی تاثیر باقی رہے گی اور

آنکھوں کے مسامات میں سرایت کرتا رہے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی سرمہ لگایا

کرتے تھے۔ آپ ”اِثْمِدُ“ نامی سرمہ استعمال کرتے تھے جو سیاہ سرخی مائل ہوتا تھا۔ اس کے بہت سے فوائد ہیں، اور سب سے بڑا

فائدہ آنکھوں کی صفائی، نظر کی بحالی اور روشنی کے اضافہ کے لیے اکسیر ہے۔ عصر حاضر میں یہ سرمہ نایاب ہے اور مدینہ طیبہ میں بھی

اصل سرمہ دستیاب نہیں ہے۔ سرمہ کی سلائیوں کی تعداد کے حوالے سے روایات مختلف ہیں۔ بعض میں تین سلائیوں کا ذکر ہے اور

بعض میں دو کا ذکر ہے۔ دونوں روایات میں تطبیق اور دونوں پر عمل کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیوں

ڈالی جائیں۔ خورہ اصل سرمہ نایاب ہے مگر جو بھی سرمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی نیت سے استعمال کیا جائے اس سے مندرجہ بالا مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَاءِ وَالِاحْتِبَاءِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

باب 22: اشتمال صماء اور ایک کپڑے کو احتباء کے طور پر لپیٹنے کی ممانعت

1680 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْإِسْكَندَرَانِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لِبْسَتَيْنِ الصَّمَاءِ وَأَنَّ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ بِثَوْبِهِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي أَمَامَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے لباس پہننے سے منع کیا ہے ایک صماء اور دوسرا یہ کہ آدمی اپنے کپڑے کو اس طرح لپیٹے کہ اس کی شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔

شرح

دو طریقے سے کپڑا اشتمال کی ممانعت

حدیث باب میں کپڑے کو دو طریقے سے اشتمال کی ممانعت کی گئی ہے: (۱) لفظ: اللبسة کپڑا پہننے کا طریقہ اور اسلوب۔ لفظ: الصماء: مضبوط ٹھوس۔ صم الجسم: جسم کو ایک کپڑے میں بند کر لینا، بدن کو ٹھوس اور مضبوط کرنا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹ لینا کہ دونوں ہاتھ بھی اندر بند ہو جائیں۔ یہ صورت منع ہے۔ اس لیے کہ بعض اوقات ہاتھوں کے اچانک اشتمال کی ضرورت پیش آ سکتی ہے جس وجہ سے نقصان کا بھی قوی امکان ہے۔ جیسے راستہ میں چلتے ہوئے پاؤں کو ٹھوکر لگے تو ہاتھوں سے زمین پر فوراً ٹیک لگانے کی ضرورت پیش آئے گی اور بندھے ہوئے ہاتھ اشتمال نہ ہونے کی وجہ سے نقصان ہو سکتا

1680- اخرجہ احمد (510'496/2) من طرق عن عبید اللہ بن عمر۔

ہے۔ (۲) لفظ: الحبوۃ: سے مراد ہے کہ سرین پر بیٹھ کر دونوں رانوں کو دونوں پنڈلیوں سے ملا کر گھٹنے کھڑے کر لینا اور کپڑے سے دونوں ہاتھوں کو پنڈلیوں پر باندھ لینا جبکہ شرمگاہ پر کپڑا نہ ہو، کسی کے دھکا دینے یا نیند آنے سے آدمی گر جائے تو اس کا ننگا پن ظاہر ہو جائے۔ حدیث باب میں اس صورت سے بھی منع کیا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ:

پہلی صورت کی وجہ ممانعت جسمانی نقصان کا امکان ہے اور دوسری صورت کی وجہ ممانعت انسان کا ننگا پن ظاہر ہونا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُوَاصِلَةِ الشَّعْرِ

باب 23: مصنوعی بال لگانے کا حکم

1681 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ

ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ قَالَ نَافِعُ الْوَشْمُ فِي اللَّثَةِ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَمَعْقِلِ بْنِ

يَسَارٍ وَمَعَاوِيَةَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مصنوعی بال لگانے والی اور مصنوعی بال لگوانے والی جسم

گودنے والی اور گدوانے والی خواتین پر لعنت بھیجی ہے۔

نافع نامی راوی بیان کرتے ہیں: گودنے کا تعلق مسوزوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1681- اخرجہ البخاری (387/10) کتاب اللباس، باب: وصل الشعر، حدیث (5937) واطرافہ فی (5940، 5942،

5947) ومسلم (1677/3) کتاب اللباس والزینة، باب: تحریم فعل الواصلة والمستوصلة حدیث (2124/119) و ابو داؤد

(77/4) کتاب الترجل، باب: فی صلة الشعر، حدیث (4168) والنسائی (145/8) باب: المستوصلة، حدیث

(5090) (188/8) کتاب الزینة، باب: لعن اللہ الواشمة والمستوشمة، حدیث (5251) واحمد (21/2) من طریق نافع،

فذكره.

شرح

مصنوعی بال لگانے کی مذمت:

وہ عورتیں جن کے بال چھوٹے ہوتے ہیں، وہ اپنی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کے لیے مصنوعی بال لگوانے کی کوشش کرتی ہیں۔ حدیث باب میں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کر کے ان کی مذمت کی گئی ہے۔ حدیث باب میں چار عورتوں پر لعنت کی گئی ہے:

۱- اصلۃ: وہ عورت جو اپنے بالوں میں دوسرے انسان کے بال ملانے والی ہو۔
۲- مستوصلۃ: وہ عورت ہے جو اپنے بالوں میں دوسرے انسان کے بال ملوانے والی ہو۔ یاد رہے کہ پہلی صورت میں دکاندار عورت ہے جو ایسا دھندا کرتی ہے جبکہ دوسری صورت میں وہ گاہک عورت ہے جو معاوضہ دے کر اپنے بالوں میں دوسری کے بال ملواتی ہے۔

۳- واشتمۃ: وہ عورت ہے جو جسم پر کسی کا نام وغیرہ گودنے والی ہے۔

۴- مستوشمۃ: وہ عورت ہے جو اپنا جسم گدواتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے: وشم الجلد یشم وشمما۔ سوئی سے جسم کو گود کر اس میں نیل یا سرمہ بھرنا۔

فائدہ نافعہ:

زمانہ جاہلیت میں خواتین اپنے حسن و جمال اور خوبصورتی میں اضافہ کے لیے بال ملانے کا دھندا کرتی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمادیا، کیونکہ یہ احترام انسانیت کے منافی ہے کہ ایک انسان کے اجزاء دوسرے کا حصہ بنائے جائیں۔ شریعت میں دوسرے انسان کے بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ ملانے کو مطلقاً حرم قرار دیا گیا ہے۔ تاہم اپنے بالوں کے ساتھ جانوروں کے بال ملانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رُكُوبِ الْمَيَاثِرِ

باب 24: میاثر (ریشمی بچھونوں) پر سوار ہونا (یعنی بیٹھنا)

1682 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسَهَّرٍ حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ سُؤَيْدِ بْنِ مَقْرَنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

1682- اخرجہ البخاری (135/3) کتاب الجنائز، باب: الامر باتباع الجنائز، حدیث (1239) اطرافہ فی (2445'5175'5635'5650'5838'5849'5863'6222'6654) وفی الادب المفرد (932) ومسلم (1635/3) کتاب اللباس والزینۃ، باب: تحریم استعمال انا الذهب والفضۃ علی الرجال والنساء حدیث (2066/3) والنسائی (8/7) کتاب الایمان والندور، باب: ہرار القسم، حدیث (3778) (201/8) کتاب الزینۃ، باب: النهی عن الثیاب القسیۃ، حدیث (5309) وابن ماجہ (683/1) کتاب الکفارات، باب: ہرار القسم، حدیث (2115) واحد (299'287'284/4) من طریق اشعث بن ابی الشعثاء عن معاویۃ بن سوید، فذکرہ۔

متن حدیث: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رُكُوبِ الْمِيَاثِرِ قَالَ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ
 فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ وَحَدِيثِ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
 اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعَثَاءِ نَحْوَهُ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ
 ﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے میاثر پر سوار ہونے (یعنی ریشمی پگھونوں پر
 بیٹھنے) سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شعبہ نے اشعث بن ابوشعثاء کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے اور اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔

شرح

ریشمی کپڑے پر بیٹھنے کی ممانعت:

لفظ میثرة، وثریشرو ثرة سے بنا ہے جس کا معنی ہے: قدموں سے دبا کر کسی چیز کو نرم کرنا، ہموار کرنا، برابر کرنا۔ وثر، یوثر
 وثارہ کا معنی ہے: ہموار ہونا، نرم ہونا۔ لفظ میثرة کا معنی ہے: ریشم یا دیبا سے مزین سواری۔ اہل عرب کے ہاں متعدد تکیے استعمال
 کیے جاتے تھے: (۱) سر کے نیچے رکھنے کے لیے، (۲) ٹیک لگا کر بیٹھنے کے لیے گاؤتکیہ، (۳) بیٹھنے کے لیے استعمال ہونے والا تکیہ
 (۴) گھوڑے کی زین پر سواری کے لیے سجایا جانے والا تکیہ، اس تکیہ کو عربی زبان میں میثرة کہا جاتا ہے۔ جس کی جمع میاثر، آتی
 ہے۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تکیہ کے استعمال کے منع کر دیا تھا۔ علماء کرام نے اس تکیہ کے
 ممانعت کی متعدد وجوہات بیان کی ہیں: (۱) وہ تکیہ ریشم کا تھا۔ (۲) وہ سرخ تھا، (۳) وہ محض فضول تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 25: نبی اکرم ﷺ کے بستر کا بیان

1683 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمٌ حَشْوُهُ لَيْفٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حَفْصَةَ وَجَابِرٍ

1683- اخرجه مسلم (1650/3) كتاب اللباس والزينة، باب: التواضع في اللباس، والاقتصار على الغليظ منه واليسير،
 حدیث (2082/38'37) و ابو داؤد (71/4) كتاب اللباس، باب: في الفرش حدیث (4146'4147) وابن ماجه (1390/2)
 كتاب الزهد، باب: ضجاء آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث (4151) واحمد (48/6'56'73'207'212) وعبد بن
 حمید (436) حدیث (1506) من طریق هشام بن عروة، عن ابیه، فذكره.

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کا وہ بستر جس پر آپ سویا کرتے تھے چمڑے کا بنا ہوا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک:

حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ آپ کے آرام کرنے کا بستر مبارک چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔ لفظ لیف: کا معنی عموماً ”چھال“ سے کیا جاتا ہے جو درست نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چھال تو لکڑیوں کی شکل میں ہوتی ہے، وہ چمڑے میں بھر کر گدا نہیں بن سکتا۔ یہاں لفظ: لیف سے مراد ریشے ہیں۔ ناریل اور کھجور کے پتوں کی جڑوں سے متصل جھلی ہوتی ہے جو خشک ہو جانے کے بعد از خود زمین پر گر جاتی ہے۔ خشک جھلی کو کوٹ کر اسے ریشے میں تبدیل کیا جاتا تھا جسے لوگ تکیوں اور گدوں میں بھرتے تھے۔ اسے لمبائی میں کوٹ کر اس سے لگام یا رسی تیار کی جاتی تھی۔

دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک بوریے اور ٹاٹ کا تھا جس پر آپ محو استراحت ہوتے تھے۔ آپ کا بستر مبارک دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ اجازت عنایت فرمائیں تو آپ کے لیے نرم و آرام دہ بستر پیش کر دیں؟ آپ کا جواب یہ تھا: مجھے دنیا کی راحت و آرام سے کیا تعلق ہے! میں تو اس مسافر کی طرح ہوں جو دوران سفر کسی درخت کے سایہ میں تھوڑا سا آرام کرتا ہے تو پھر اپنا سفر شروع کر دیتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک انصاری خاتون نے نہایت عقیدت و محبت سے بستر تیار کیا جس میں اون بھری ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے وہ بستر واپس کرتے ہوئے فرمایا: قسم بخدا! اگر میں پسند کروں تو اللہ تعالیٰ نے سونے اور چاندی کے پہاڑ میرے پاس بھیج دئے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بوریے پر آرام کرتے ہوئے ملاحظہ کیا اور آپ کے جسم مبارک پر نشانات بھی نمایاں تھے۔ انہوں نے روتے ہوئے عرض کیا، یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر آرام کریں جبکہ آپ بوریے پر! آپ نے جواب میں فرمایا: ”یہ چیزیں دنیا میں ان کے لیے ہیں اور آخرت میں ہمارے لیے ہیں۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُمْصِ

باب 26: قمیص کا بیان

1684 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تَمِيمَةَ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسَى وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ

عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ

تَفَرَّدَ بِهِ وَهُوَ مَرْوَزِيٌّ

اسناد دیگر: وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ

عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین لباس قمیص تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبدالمؤمن بن خالد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں اسے نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں یہ

صاحب مروزی ہیں۔

بعض راویوں نے اس روایت کو ابو تمیلہ کے حوالے سے عبدالمؤمن بن خالد کے حوالے سے عبد اللہ بن بریدہ کے حوالے

سے ان کی والدہ کے حوالے سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

1685 سند حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تَمِيمَةَ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ

قول امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ

سَلَمَةَ أَصَحُّ وَإِنَّمَا يُذَكَّرُ فِيهِ أَبُو تَمِيمَةَ عَنْ أُمِّهِ

﴿﴾ عبد اللہ بن بریدہ اپنی والدہ کے حوالے سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے

نزدیک پسندیدہ لباس قمیص تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری کو یہ فرماتے ہوئے سنا: عبد اللہ بن بریدہ کی اپنی والدہ کے حوالے سے

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

اس روایت کی سند میں ابو تمیلہ کے اپنی والدہ کے حوالے سے روایت نقل کرنے کا بھی تذکرہ ہے۔

1686 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

1684 - اخرجہ ابو داؤد (43/4) کتاب اللباس، باب: ما جاء في القميص، حديث (4052، 4026) وابن ماجه (1183/2)

کتاب اللباس، باب: لبس القميص، حديث (3575) واحمد (317/6) وعبد بن حميد (444) حديث (1540) من طريق

عبد الله بن بریدة، عن ام سلمة، فذكره، ليس فيه، عن امه.

متن حدیث: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ
﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ کا پسندیدہ لباس قمیص تھا۔

1687 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ
الدَّسْتُوَائِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسِرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ
الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ كُمْ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرَّسْعِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ سیدہ اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ کی قمیص کے بازو آپ کی کلائی تک تھے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

1688 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبَسَ قَمِيصًا بَدَأَ بِمَبَامِنِهِ

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ
﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب قمیص پہنتے تھے تو دائیں طرف سے پہننا شروع کرتے
تھے۔

کئی راویوں نے اس روایت کو شعبہ کے حوالے سے اسی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے، تاہم انہوں نے اسے ”موقوف“ حدیث
کے طور پر نقل کیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق صرف عبدالصمد نامی راوی نے اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا مبارک:

لفظ قمیص، قمیص کی جمع ہے، جس کا معنی ہے: کرتا۔ قدیم زمانہ کی طرح دور رسالت میں بھی سلعے ہوئے کپڑوں کا عام رواج نہیں
تھا۔ دو چادریں استعمال کی جاتی تھیں جن میں سے ایک بطور تہبند اور دوسری جسم کے اوپر والے حصہ کو چھپانے کے لیے اوڑھی جاتی
تھی۔ تاہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتا بہت پسند تھا، کیونکہ اس میں خوبصورتی ہے اور اس کے چپٹ جانے کی وجہ سے جسم

1687- اخرجہ ابو داؤد (43/4) کتاب اللباس، ما جاء في القميص، حدیث (4027) من طریق شهر بن حوشب، فذکرہ۔

1688- اخرجہ النسائی في الكبرى (482/5) رقم (9669)

اچھی طرح چھپ بھی جاتا ہے۔ کرتا استعمال کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اپنا دایاں بازو آستین میں ڈالتے تھے اور پھر بائیں بازو آستین میں داخل کرتے تھے، کیونکہ دائیں کو بائیں پر فضیلت حاصل ہے۔ آستین کی طوالت پہنچے تک ہونی چاہیے اور زیادہ سے زیادہ انگلیوں تک ہو جبکہ اس سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔

فائدہ نافعہ:

سادہ اور آستینوں والا کرتا استعمال کرنا مسنون ہے۔ کالر اور کف والا کرتا خلاف سنت ہے، لہذا اس سے احتراز کیا جائے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا لَبَسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

باب 27: جب آدمی نیا کپڑا پہنتے تو کیا پڑھے؟

1689 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ عِمَامَةً أَوْ قَمِيصًا أَوْ رِدَاءً ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكِ الْمُرِنِيُّ عَنْ الْجُرَيْرِيِّ نَحْوَهُ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کوئی نیا لباس پہنتے تھے تو اس کا نام لیتے یعنی عمامہ

یا قمیص یا تہبند اور پھر یہ دعا کرتے۔

”اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں تو نے ہی مجھے یہ پہننے کے لئے دیا ہے لہذا میں اس کی بھلائی اور جس بھلائی کے لئے اسے بنایا گیا ہے اس کا تجھ ہی سے طلبگار ہوں۔ اور اس کے شر اور جس شر کے لئے اسے بنایا گیا ہے اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

ہشام نے قاسم بن مالک کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے جو جریری کے حوالے سے اسی کی مانند منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

1689- اخرجه ابوداؤد (42/41/4) كتاب اللباس، حدیث (4022'4021'4020) واحمد (50'30/3) وعبد بن حميد

(278) حدیث (882) من طريق سعيد بن اياس الجريري، عن ابي نضرة، فذكره.

شرح

نیا کپڑا پہنتے وقت دعا کرنا:

اللہ تعالیٰ کی کثیر نعمتوں میں سے ایک کپڑا ہے، کپڑا پہنتے وقت یا استعمال میں لاتے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے۔ حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب بھی کوئی کپڑا زیب تن کیا جائے مثلاً عمامہ، کرتا، شلوار، تہبند، بنیان اور ٹوپی وغیرہ تو بطور شکر یہ دعا کی جائے: اللهم لك الحمد انت كسوتيه، أسألك خيره وخير ما صنع له، واعدوك من شره وسر ما صنع له۔ (اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو نے مجھے کپڑا پہنایا ہے میں تجھ سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور جس بھلائی کے لیے یہ تیار کیا گیا ہے۔ میں تجھ سے اس کے شر اور جس کے لیے یہ تیار کیا گیا ہے کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں)۔ یاد رہے کہ دعا کا آغاز کرنے سے قبل اس کپڑے کا نام لیا جائے۔ مثلاً هذه عمامة يا هذا رداء يا هذا قميص يا هذه قلنسوة وغيره۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْجُبَّةِ وَالْخُفَيْنِ

باب 28: جبہ اور موزے پہننا

1690 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَيْسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ

عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَسَ جُبَّةً رُومِيَّةً ضَيِّقَةً الْكُمَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رومی جبہ پہنا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1691 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عِيَّاشٍ عَنِ أَبِي إِسْحَقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ

1690- اخرجہ مالک فی الموطا (35/1) کتاب الطہارۃ باب: ما جاء فی السع علی الخفین حدیث (41) والبخاری (342/1-343) کتاب الوضوء باب: الرجل یوضئ صاحبہ حدیث (182) اطرافہ فی (203'206'363'388'2918'4421'5798'5799) مطولا ومسلم (2/168'169'نووی) کتاب الطہارۃ باب: السع علی الخفین حدیث (75'76'77'78'79'80/274) مطولا وابو داؤد (1/37'38) کتاب الطہارۃ باب: لسع علی الخفین حدیث (149'151) والنسائی (1/63) کتاب الطہارۃ باب: صفة الوضوء غسل الکفین حدیث (82) مطولا واحمد (4/249'251'254'255) وابن خزیمہ (9/63) حدیث (1642) منظولا والدارمی (1/181) کتاب الصلوۃ باب: السع علی الخفین (1/307) کتاب الصلوۃ باب: السنة فین سبق بعض الصلوۃ بروایات مختلفہ وعبد بن حمید (152) حدیث (397) من طریق مالک عن ابن شہاب عن عباد بن زیاد من ولد المغیرة بن شعبه عن ابیه عن المغیرة بن شعبه فذکره.

متن حدیث: قَالَ قَالَ الْمَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَهْدَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَيْنِ

فَلَبِسَهُمَا

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَالَ إِسْرَائِيلُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ
وَجَبَّةٌ فَلَبِسَهُمَا حَتَّى تَخْرَقَا لَا يَدْرِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَكِيُّهُمَا أَمْ لَا
حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَأَبُو إِسْحَقَ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ وَالْحَسَنُ بْنُ عِيَّاشٍ هُوَ أَخُو أَبِي بَكْرٍ بْنِ عِيَّاشٍ
﴿﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دو موزے
تختے کے طور پر پیش کئے، نبی اکرم ﷺ نے انہیں پہن لیا۔

اسرائیل نامی راوی نے بابر کے حوالے سے عامر کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: ایک جبہ بھی بھیجا تھا، نبی اکرم ﷺ
نے ان دونوں کو پہن لیا، یہاں تک کہ وہ دونوں پھٹ گئے، راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو یہ پتہ نہیں تھا: جس جانور کے
چمڑے سے وہ موزے بنائے گئے ہیں، اسے شرعی طور پر ذبح کیا گیا تھا کہ نہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ابو اسحاق نامی راوی کا نام سلیمان ہے۔

حسن بن عیاش نامی راوی ابو بکر بن عیاش کے بھائی ہیں۔

شرح

جبہ اور موزے پہننا:

کرتے کی اعلیٰ شکل کو جبہ کہا جاتا ہے۔ غزوہ تبوک کے سفر کے دوران حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی ساخت کا جبہ
زیب تن کیا ہوا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرانے
کی سعادت حاصل کی تو جبہ کی آستینیں تنگ ہونے کے سبب اوپر نہ چڑھ سکیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آستینوں سے اپنے ہاتھ
باہر نکال کر دھوئے۔

ایک دفعہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چمڑے کا جبہ اور دو موزے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور
ہدیہ پیش کیے۔ آپ انہیں مسلسل استعمال کرتے رہے حتیٰ کہ وہ پھٹ گئے تھے۔ آپ نے موزوں کے چمڑے کے بارے میں تحقیق
نہ کی کہ وہ مذبوہ جانور کے چمڑے سے تیار کیے گئے تھے یا مردار جانور کے چمڑے سے کیونکہ دباغت دینے سے ہر چمڑہ پاک ہو جاتا
ہے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جبہ کی قیمت دو ہزار دینار یعنی بیس ہزار درہم تھی۔ آپ کا معمول ایسا قیمتی جبہ یا کپڑا

استعمال کرنے کا نہیں تھا۔ تاہم اس موقع پر آپ نے اتنا قیمتی جبہ بیان جواز کے لیے زیب تن فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر ہمارے لیے سہولت اور جواز کا راستہ نکال دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شِدِّ الْأَسْنَانِ بِالذَّهَبِ

باب 29: دانتوں کو سونے کے ذریعے باندھنا

1692 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ بْنِ الْبَرِيدِ وَأَبُو سَعْدٍ الصَّغَانِيُّ عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرْفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ
متن حدیث: قَالَ أَصِيبَ أَنْفِي يَوْمَ الْكَلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاتَّخَذْتُ أَنْفًا مِنْ وَرَقٍ فَاتَّخَذَ عَلِيٌّ فَا مَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ اتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ
اسناد دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ نَحْوَهُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرْفَةَ
اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرْفَةَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي الْأَشْهَبِ وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ شَدُّوا أَسْنَانَهُمْ بِالذَّهَبِ وَفِي الْحَدِيثِ حُجَّةٌ لَهُمْ
توضیح راوی: وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ وَهُوَ وَهُمْ وَزَرِيرٌ أَصَحُّ وَأَبُو سَعْدٍ الصَّغَانِيُّ
اسمہ محمد بن میسر

﴿﴾ حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں جنگ کلاب کے دن میری ناک کٹ گئی تو میں نے چاندی کی ناک بنوالی پھر اس میں سے مجھے بو آنے لگی تو نبی اکرم ﷺ نے ہدایت کی کہ میں سونے کی ناک بنوا لوں۔
ہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبدالرحمن بن طرفہ کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

سالم بن زریر نے اسے عبدالرحمن بن طرفہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے ابواشہب نے عبدالرحمن بن طرفہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

کئی اہل علم کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے سونے کے دانت لگوائے ہوئے تھے۔

اس حدیث میں ان حضرات کی دلیل موجود ہے۔

1692- اخرجه ابو داؤد (92/4) كتاب البخاتم 'باب: ما جاء في ربط الاسنان' بالذهب! حديث (4232'4233'4234) والنسائي (164/8) كتاب الزينة' باب: ما اصيب انفه' هل يتخذ انفا من ذهب! حديث (5161) باب: الرخصة في خاتم الذهب للرجال! حديث (5163) واخرجه احمد (342/4) (23/5) وعبد الله بن احمد في زوائده على السند (23/5)

ابن مہدی بیان کرتے ہیں: (جن راویوں نے) سلم بن زرین لفظ نقل کیا ہے یہ وہم ہے لفظ: ”زریر“ درست ہے۔
ابوسعید صغانی کا نام محمد بن میسر ہے۔

شرح

سونے کے تار سے دانتوں کو باندھنے کا شرعی حکم:

یہ مسئلہ گزشتہ ابواب کے ضمن میں گزر چکا ہے کہ مرد کے لیے سونا کا استعمال حرام ہے، تاہم ضرورت کے تحت اس کا استعمال درست ہے۔ جنگ کلاب کے موقع پر حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناک کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی تھی۔ اس میں بدبو پیدا ہو جاتی تھی جو پریشانی کا سبب بنتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے انہوں نے سونے کی ناک بنوائی تھی۔ اس طرح بعض اسلاف یعنی صحابہ اور تابعین نے سونے کے تاروں سے اپنے دانت بندھوائے تھے اور دانتوں پر سونے کے خول بھی چڑھوائے تھے۔ حدیث باب سے عیاں ہے بلکہ اس میں صراحت ہے کہ کسی مجبوری کی بناء پر قدرے ضرورت مرد کے لیے سونے کا استعمال جائز ہے۔ حدیث باب کا واقعہ خواہ خاص ہے لیکن اس کا حکم خاص نہیں ہے بلکہ عام ہے اور تعامل اسلاف سے بھی اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ جُلُودِ السَّبَاعِ

باب 30: درندوں کی کھال استعمال کرنا

1693 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي

خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ جُلُودِ السَّبَاعِ أَنْ تُفْتَرَشَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ

اختلاف روایت: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ جُلُودِ السَّبَاعِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّهُ كَرِهَ

جُلُودَ السَّبَاعِ

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ غَيْرَ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ الرَّشَكِيِّ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

693- اخرجہ ابو داؤد (69/4) کتاب اللباس باب: فی جلود النور والسباع حدیث (4132) والنسائی (176/7) کتاب

الفرع والعتیرة باب: النهی عن الانتفاع بجلود السباع حدیث (4253) والدارمی (85/2) کتاب الاضاحی باب: النهی عن لبس

جلود السباع.

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ جُلُودِ السَّبَاعِ وَهَذَا أَصَحُّ

﴿﴾ ابواللیخ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال کو بچھونے کے طور پر استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

حضرت ابواللیخ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال استعمال کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سعید بن ابوعروہ بنامی راوی کے علاوہ اور کسی نے اس روایت کو ابواللیخ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نقل نہیں کیا۔

حضرت ابواللیخ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے درندوں کی کھال استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔ یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

درندوں کی کھالوں کے استعمال کی ممانعت:

یہ مضمون پہلے بھی گزر چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ درندوں کی کھالیں رنگنے سے پاک ہو جاتی ہیں لیکن جس طرح اشیاء خوردنی کا انسانی مزاج پر اثر پڑتا ہے، اسی طرح بچھانے، اوڑھنے اور پہننے والی اشیاء کا بھی انسانی طبیعت پر اثر پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے درندوں کی کھال سے بچھونے، ٹوپی اور صدری وغیرہ بنوا کر استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ان کے استعمال سے انسان میں درندگی کی صفات پیدا ہونے کا بھی امکان ہوتا ہے، لہذا ان سے منع کر دیا گیا۔ تاہم گھر کی دیواروں پر زیب و زینت اور خوبصورتی کی عرض سے انہیں لٹکانے کی اجازت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 31: نبی اکرم ﷺ کے نعلین شریفین کا بیان

1694 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا هَمْلَمٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهُمَا قِبَالَانِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ قتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کے نعلین کیسے تھے تو

1694- أخرجه البخاری (324/10) کتاب اللباس، باب: قبالات فی نعل، من رای قبالات واحدا وسعا، حدیث (5857) و ابو داؤد (69/4) کتاب اللباس، باب: فی الانتعال، حدیث (3134) والنسائی (217/8) کتاب الزینة، باب: صفة نعل رسول الله صل الله عليه وسلم، حدیث (5369) وابن ماجه (1194/2) کتاب اللباس، باب: صفة النعال، حدیث (3615) وأخرجه احمد (122/3، 203، 245، 269) عن همام بن يحيى، عن قتادة، عن انس بن مالك به.

انہوں نے بتایا: ان کے دو تسمے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1695 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هَلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَعْلَاهُ لَهْمًا قَبْلَ أَنْ

يُحْكَمَ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین کے دو تسمے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کی نوعیت:

زمانہ قدیم کی طرح دور رسالت میں بھی عموماً لوگ بغیر جوتے کے چلتے پھرتے تھے، یہ صورت حال خواتین و حضرات سب کی تھی۔ تاہم اہل ثروت اور متمول لوگ جوتا استعمال کرتے تھے، جوتے بالوں کے بنے ہوئے ہوتے تھے جن کی صفائی کا بھی اہتمام نہیں تھا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین بغیر بالوں اور عمدہ نوعیت کے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بغیر بالوں کے نعلین استعمال میں لاتے تھے۔ ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے جواب دیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین بھی اسی نوعیت کے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تلامذہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کی زیارت کرائی جو بغیر بالوں کے تھے۔ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کو دو، دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین جیسے نعلین استعمال کرتے تھے۔

فائدہ نافعہ:

شعائر اسلام اور مقامات مقدسہ کی نقول و تصاویر مثلاً کعبہ معظمہ، قرآن کریم، روضہ رسول، مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور نعلین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام از بس ضروری ہے۔ ان کا مساجد، لائبریریوں، دکانوں اور گھروں میں اویزاں کرنا باعث خیر و برکت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نوٹ: وہ جائے نماز جس پر کعبہ معظمہ یا قرآن کریم یا روضہ رسول کی تصویر ہو، اس پر کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ آداب کے خلاف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ

باب 32: ایک جوتا پہن کر چلنا مکروہ ہے

1696 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ

عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدَّثَنَا: لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُنْعِلَهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُحْفَهُمَا جَمِيعًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْنَسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے یا

تو دونوں کو پہن لے یا دونوں کو اتار دے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت:

ہر کام کا ایک طریقہ اور انداز ہوتا ہے، اگر اسے اس انداز سے ہٹ کر انجام دیا جائے یا کیا جائے تو وہ بے ڈھنگا طریقہ کہلاتا ہے، جس سے احتراز ضروری ہے۔ حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ دونوں جوتے پہن کر یا دونوں اتار کر چلا جائے مگر ایک جوتا اتار کر اور ایک پہن کر چلنے سے منع کیا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ:

کسی مجبوری کی وجہ سے ایک جوتا پہن کر چلنا بھی جائز ہے۔ مثلاً ایک جوتا صحن کے ایک کنارے پر اور دوسرا دوسرے کنارے پر ہے، تو ایک جوتا پہن کر دوسرے جوتے تک جانا یا ایک پاؤں کٹ ہوا ہو جبکہ دوسرا سالم ہو یا ایک پاؤں زخمی ہو اور دوسرا صحیح ہو وغیرہ صورتوں میں۔

1696- اخرجہ مالک (916/2) کتاب اللباس، باب: ما جاء في الانتعال، حدیث (14) والبخاری (322/10) کتاب اللباس، باب: لا یمشی فی نعل واحد، حدیث (5855) ومسلم (1660/3) کتاب اللباس والزینة، باب: استحباب: لبس

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ

باب 33: کھڑے ہو کر جوتا پہننا مکروہ ہے

1697 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي

عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَرَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ

مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَكَلَّا الْحَدِيثَيْنِ لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ لَيْسَ عِنْدَهُمْ

بِالْحَافِظِ وَلَا نَعْرِفُ لِحَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَصْلًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص کھڑا ہو کر جوتا

پہنے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

عبداللہ بن عمرو الرقی نامی راوی نے اس روایت کو معمر کے حوالے سے قنادہ کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا

ہے۔

محدثین کے نزدیک یہ دونوں روایات مستند نہیں ہیں۔

حارث بن نبهان محدثین کے نزدیک حافظ نہیں تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) جبکہ قنادہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

1698 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ السَّمْنَانِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

عَمْرٍو الرَّقِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

قول امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَلَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ وَلَا حَدِيثُ مَعْمَرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي

عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت مستند نہیں ہے اور نہ ہی معمر کی وہ روایت مستند ہے جو انہوں نے عمار بن ابوعمار کے

حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

شرح

کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت:

احادیث باب میں کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع کیا گیا ہے۔ ان روایات کا مصداق یہ ہے کہ جب کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے گرنے کا امکان ہو تو بیٹھ کر جوتا پہنا جائے ورنہ کھڑے ہو کر جوتا پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور نہ کراہت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الرَّخْصَةِ فِي الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ

باب 34: ایک جوتا پہن کر چلنے کی اجازت

1699 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ كُوفِيٌّ حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ

سُفْيَانَ الْبَجَلِيُّ الْكُوفِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَبَّمَا مَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بعض اوقات نبی اکرم ﷺ ایک جوتا پہن کر چلا کرتے تھے۔

1700 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ

آثار صحابہ: أَنَّهَا مَشَتْ بِنَعْلٍ وَاحِدَةٍ وَهَذَا أَصَحُّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَكَذَا رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ مَوْقُوفًا

وَهَذَا أَصَحُّ

﴿﴾ عبد الرحمن بن قاسم اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ ایک جوتا

پہن کر چلتی تھیں۔

یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور دیگر راویوں نے عبد الرحمن بن قاسم کے حوالے سے اس روایت کو ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا

ہے اور یہی درست ہے۔

شرح

ایک جوتا پہن کر چلنے کی اجازت:

گزشتہ سے پیوستہ حدیث باب میں ایک جوتا پہن کر چلنے سے منع کیا گیا تھا اور زیر بحث باب کی احادیث سے اس کا جواز

ثابت ہوتا ہے۔ دونوں ابواب کی متعارض روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ پہلے باب کی روایت میں اصل مسئلہ بیان کیا گیا ہے لیکن زیر بحث باب کی روایات مجبوری پر محمول ہیں یا بیان جواز پر، لہذا تعارض باقی نہ رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ بِأَيِّ رِجْلٍ يَبْدَأُ إِذَا انْتَعَلَ

باب 35: آدمی جو تاپہنتے ہوئے کون سے پاؤں میں پہلے پہنے؟

1701 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ

عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشَّمَالِ فَلْتَكُنِ الْيُمْنَى أَوْلَهُمَا تَنْعَلُ
وَآخِرَهُمَا تَنْزَعُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص نے جوتا پہننا ہو تو دائیں پاؤں میں پہلے پہنے اور جب جوتا اتارنا ہو تو بائیں پاؤں سے پہلے اتارے دایاں پاؤں پہنتے ہوئے پہلے ہو اور اتارتے ہوئے بعد میں ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

جوتا پہننے اور اتارنے کا مسنون طریقہ:

حدیث باب میں جوتے پہننے اور اتارنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ جوتے پہنتے وقت پہلے دایاں پاؤں جوتے میں داخل کیا جائے پھر بائیں پاؤں داخل کیا جائے، جوتے اتارتے وقت اس کا عکس کیا جائے یعنی پہلے بائیں پاؤں جوتے سے باہر نکالا جائے پھر بائیں پاؤں جوتے سے نکالا جائے۔ اس ترتیب کی وجہ یہ ہے کہ دائیں جانب کو بائیں جانب پر فضیلت حاصل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْقِيعِ الثَّوْبِ

باب 36: کپڑوں میں پیوند لگانا

1701- اخرجه مالك (916/2) كتاب اللباس، باب: ما جاء في الانتعال، حديث (15) والبخاري (324/10) كتاب اللباس، باب: ينزع نعله اليسرى، حديث (5856) ومسلم (1660/3) كتاب اللباس والزينة، باب: استحباب لبس النعل في اليمنى اولا والخلع من اليسرى اولا، وكرهة المشي في نعل واحدة، حديث (2097/67) واہو داؤد (70/4) كتاب اللباس، باب: في الانتعال، حديث (4139) واخرجه احمد (245/2) والحيثي (480/2) حديث (1135)

1702 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ وَأَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ قَالَا

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَدْتَ اللَّحُوقَ بِي فَلْيَكْفِكَ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ

الرَّكِبِ وَإِيَّاكَ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِي ثَوْبًا حَتَّى تُرَقِّعِيهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارِي: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ صَالِحُ بْنُ حَسَّانَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَّانَ

الَّذِي رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ ثِقَةٌ

قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَإِيَّاكَ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِيَاءِ عَلَى نَحْوِ مَا رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

حَدِيثٌ دِغِيرٌ: مَنْ رَأَى مَنْ فَضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْخَلْقِ وَالرِّزْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فَضِّلَ هُوَ

عَلَيْهِ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا يَزْدَرِيَ نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ

وَيُرَوَّى عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ صَحِبْتُ الْأَغْنِيَاءَ فَلَمْ أَرِ أَحَدًا أَكْبَرَ هَمًّا مِنِّي أَرَى دَابَّةً خَيْرًا

مِنْ دَابَّتِي وَثَوْبًا خَيْرًا مِنْ ثَوْبِي وَصَحِبْتُ الْفُقَرَاءَ فَاسْتَرَحْتُ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اگر تم (آخرت میں) میرے ساتھ

رہنا چاہتی ہو تو تمہارے لئے دنیا اتنی ہی کافی ہوگی جتنا سفر کا زادراہ ہوتا ہے اور خوشحال لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز کرنا اور کسی

بھی کپڑے کو پہننا اس وقت تک نہ چھوڑنا جب تک اس میں پیوند نہ لگا لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف صالح بن حسان کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، صالح بن حسان منکر الحدیث ہیں۔

صالح بن ابوحسان نامی وہ راوی جن کے حوالے سے ابن ابی ذئب نے احادیث نقل کی ہیں وہ ثقہ ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ خوشحال لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے بچنا اس کی مانند وہ روایت ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے

حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کسی ایسے شخص کو دیکھے کہ ظاہری شکل و صورت اور رزق کے حوالے سے اسے اس پر فضیلت دی گئی ہو تو وہ

اپنے سے نچلے طبقے کے اس شخص کو بھی دیکھ لے جس پر اسے فضیلت دی گئی ہے، کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے

کہ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہیں سمجھے گا۔“

عون بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: میں پہلے خوشحال لوگوں کے ساتھ رہا اور میں نے ان میں سب سے زیادہ غمگین اپنے آپ کو

پایا کیونکہ میں یہی سمجھتا تھا کہ اس کا جانور میرے جانور سے بہتر ہے اور اس کا لباس میرے لباس سے بہتر ہے، پھر میں نے غریبوں کی

صحبت اختیار کی تو اس سے مجھے راحت حاصل ہوئی۔

شرح

کپڑوں کو پیوند لگانا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رفیقہ حیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تین وصیتیں فرمائیں جن پر انہوں نے مکمل طور پر عمل کر کے دکھا دیا ان وصایا کی تفصیل بالترتیب درج ہے:

۱- مسافر جتنا زادراہ پاس رکھنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور وصیت فرمایا: اے عائشہ! اگر تم آخرت میں بھی میری رفاقت پسند کرتی ہو تو تمہارے پاس مسافر کے زادراہ سے زیادہ دولت نہیں ہونی چاہیے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس وصیت کو ہمیشہ اور ہمہ وقت پیش نظر رکھا اور دنیا کی دولت مسافر کے زادراہ کے برابر بھی اپنے پاس نہیں رکھی۔ جس طرح مسافر زادراہ سے زیادہ ساز و سامان اپنے لیے وبال جان تصور کرتا ہے اور اس سامان کو مشقت و عذاب قرار دیتا ہے دنیوی مال کے بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نظریہ اس سے ہرگز مختلف نہیں تھا۔ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم کا سامان بطور ہدیہ پیش کیا گیا، اونٹ مال سے لدے ہوئے تھے تو آپ نے وہ دولت مسجد نبوی شریف کے صحن میں اتار کر ڈھیر کرنے کا حکم دیا۔ جب اونٹوں سے مال اتار لیا گیا تو گھر سے ایک کپڑا بھیجا اور مال کو ڈھانپ دینے کا حکم دیا۔ اپنی کنیز کو حکم دیا کہ مدینہ طیبہ کے ہر کونے میں اعلان کر دو کہ جسے دولت کی ضرورت ہو، وہ مسجد نبوی میں آجائے۔ اعلان عام کروانے کے بعد آپ خود مسجد میں مال کے پاس آ کر تشریف فرما ہو گئیں۔ لوگ جمع ہو چکے تھے، ہر آنے والے شخص سے آپ دریافت کرتیں کہ کتنی دولت کی ضرورت ہے؟ جتنی وہ کہتا تو اسے اتنی عنایت فرماتی رہیں۔ رفتہ رفتہ حاضر ہونے والے تمام لوگ مستفید ہو گئے اور مال بھی اختتام کو پہنچ گیا۔ آخری ضرورتمند سے آپ نے فرمایا: یہ سب مال تیرا ہے۔ پاس کھڑی ہوئی آپ کی کنیز نے عرض کیا: آپ دو درہم اپنے لیے بھی بچالیں کیونکہ آپ کا روزہ ہے اور گھر میں افطاری کے لیے کوئی چیز موجود نہیں ہے، ان کے عوض میں بازار سے گوشت لا کر پکاؤں گی اور افطاری کا اہتمام ہو جائے گا۔ آپ نے جواب دیا: اے اللہ کی بندی! آپ یہ بات مجھے پہلے بتائیں، اب تو میں سب کچھ محتاجوں میں تقسیم کر چکی ہوں۔

۲- اہل ثروت عورتوں کی دوستی سے احتراز کرنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ وصیت فرمائی کہ وہ دولت مند خواتین سے تعلقات ہرگز استوار نہ کیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان مالدار شخص کو دیکھتا ہے تو خود بھی دولت مند بننے کی کوشش کرتا ہے۔ جس سے انسان کی اخلاقی حالت تباہ ہو جاتی ہے، دنیا کا طالب ہو کر رہ جاتا ہے اور غرباء کو حقیر مخلوق خیال کرنے لگتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: اذا نظر احدکم الی من فضل علیہ فی المال والخلق، فلینظر الی من هو اسفل منه، ممن فضل علیہ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۶۳۹۰) جب تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کو دیکھے جو اس پر مال اور حلیہ میں فضیلت دیا گیا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے سے کم درجہ آدمی کو بھی دیکھے جس پر اسے فضیلت حاصل

ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: انظروا الی من اسفل منکم، ولا تنظروا الی من هو فوقکم، فهو اجدر ان لاتزد
رو نعمۃ اللہ علیکم (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۹۶۳) تم اپنے سے کم درجہ لوگوں کو دیکھو اور اپنے سے زیادہ درجہ والے لوگوں کو نہ دیکھو،
پس یہ زیادہ مناسب ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو معمولی خیال نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نعمت کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے اور ہر نعمت و فضیلت کا دوسروں سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنے سے کم
درجہ لوگوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے۔ حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ان پر غربت اس قدر حملہ
آور ہوئی کہ پاؤں کا جوتا بھی باقی نہ رہا۔ وہ دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوئے اور نماز ادا کرنے کے بعد اپنی حالت کے بارے
میں اللہ تعالیٰ کے حضور خوب گڑگڑا کر دعا کی۔ جب وہ مسجد سے باہر آئے تو انہوں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کے دونوں پاؤں
نہیں تھے۔ انہوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ان کے پاؤں تو سالم ہیں۔

۳- بوسیدہ ہونے سے قبل کپڑے کو پرانا قرار نہ دینا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری اور آخری وصیت کرتے ہوئے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کپڑا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، لہذا قابل استعمال کپڑے کو پرانا کپڑا قرار نہ دیں۔
اگر قابل استعمال کپڑے کا کوئی حصہ ناکارہ ہو جائے یا جل جانے سے سوراخ ہو جائے تو اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے پیوند لگا
کر استعمال میں لانا چاہیے۔ صحابہ کرام، تابعین، اولیاء صوفیاء، صالحین اور علماء بائین اپنے لباس کو پیوند لگاتے تھے۔

پیوند لگانے کے کئی فوائد ہیں: (۱) انسان تکبر و غرور سے محفوظ رہتا ہے (۲) انسان اسراف و فضول خرچی سے بچ جاتا ہے،
(۳) اللہ کی نعمت کی ناشکری نہیں ہوتی۔

بَابُ دُخُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ

باب 37: نبی اکرم ﷺ کا مکہ میں داخل ہونا

1703 حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: قَالَ مُحَمَّدٌ لَا أَعْرِفُ لِمُجَاهِدٍ سَمَاعًا مِنْ أُمِّ هَانِيٍّ

حَدِيثٌ دَلِيلٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ الْمَكِّيُّ عَنِ

ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ ضَفَائِرَ أَبُو
نَجِيحٍ اسْمُهُ يَسَارٌ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ مَكِّيٌّ

1703- اخرجہ ابوداؤد (83/4) کتاب الرجل 'باب: فی الرجل یقص شعره' حدیث (4191) وابن ماجہ (1199/2) کتاب اللباس 'باب: اتخاذا الجمعة والذوالب' حدیث (3631) واخرجہ احمد (425'341/6)

﴿﴾ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو اس وقت آپ ﷺ نے بالوں کو چار حصوں میں باندھا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق مجاہد نے سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

اور ایک سند کے ساتھ یہ منقول ہے۔ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے گیسو مبارک چار حصوں میں بندھے ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

ابو حیح نامی راوی کا نام یسار ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

عبداللہ بن ابوحیح مکی ہیں۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ میں تشریف آوری:

لفظ: غدائر، غدیرہ کی جمع ہے۔ اسی طرح لفظ: ضغائر، ضغیرہ کی جمع ہے۔ غدیرہ اور ضغیرہ دونوں الفاظ مترادف وہم معنی ہیں: جوڑا، لٹ۔ عورتوں سے مشابہت کی بنا پر مردوں کا اپنے بالوں کی چوٹیاں بنانا جائز نہیں ہے لیکن لٹیں بنانا یعنی سر کے بالوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کر اور انہیں گول کر کے باندھنا جائز ہے۔ حدیث باب میں اس کے جواز کی صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے بالوں کی لٹیں بنائی ہوئی تھیں۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے آپ کے گیسو چار حصوں میں بندھے ہوئے تھے۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ كِمَامُ الصَّحَابَةِ

باب 38: صحابہ کرام کی ٹوپیاں کیسی تھیں؟

1704. سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

بُسْرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيَّ يَقُولُ

متن حدیث: كَانَتْ كِمَامُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْحًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنُ بَصْرٍ بَصْرِيٌّ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ ضَعْفُهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ
قول امام ترمذی: وَبَطْحٌ يَعْْنِي وَاسِعَةً

﴿﴾ حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ٹوپیاں سر سے ملی ہوئی تھیں (یعنی اونچی نہیں ہوتی تھیں)

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔

عبداللہ بن بسر نامی بصری راوی محدثین کے نزدیک ”ضعیف“ ہیں۔

یحییٰ بن سعید اور دیگر حضرات نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

لفظ: ”بطح“ کا مطلب کشادہ ہونا ہے۔

شرح

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ٹوپوں کی نوعیت:

لفظ: كِمَامٌ، كُمَّةٌ کی جمع ہے جس طرح قَبَابٌ: قَبَّةٌ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہے: گول ٹوپی۔ لفظ بطحا، ابطح کی جمع ہے جس کا معنی ہے: صحابہ کی ٹوپیاں سروں سے بلند نہیں تھیں بلکہ چمکی ہوئی تھیں۔ اگر لفظ: كِمَامٌ: كُمٌَّ کی جمع تسلیم کی جائے تو اس کا معنی ہے: آستین یعنی صحابہ کرام کے کرتوں کی آستینیں تنگ نہیں بلکہ چوڑی ہوتی تھیں۔

بَابُ فِي مَبْلَغِ الْإِزَارِ

باب 39: پانچے کا مقام

1705 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نَدِيرٍ عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَضَلَةِ سَاقِي أَوْ سَاقِهِ فَقَالَ هَذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ فَإِنْ
أَبَيْتَ فَاسْفَلَ فَإِنْ أَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ

﴿﴾ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اپنی پنڈلی کا سخت حصہ پکڑا اور ارشاد فرمایا: یہ تہبندر کھنے کی جگہ ہے اگر تم نہیں مانتے تو ٹخنوں سے نیچے تہبندر کھنے کی جگہ ہے، اگر تم نہیں مانتے تو اس سے تھوڑا سا نیچے کر لو لیکن اگر یہ بھی نہیں مانتے تو ٹخنوں سے نیچے تہبندر کھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1705- اخرجہ النسائی (206/8) کتاب الزینة، باب موضع الازار، حدیث (5329) وابن ماجہ (1182/2) کتاب

اللباس، باب: موضع الازار این ہو؟ حدیث (3572) واخرجہ احمد (400'398'396'382/5)

شعبہ اور ثوری نے اسے ابو اسحق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

تہبند کے دامن کی حد:

یہ مسئلہ پہلے گزر چکا ہے کہ شلواریا یا جامہ یا چادر کا دامن ٹخنوں کے نیچے لٹکانا منع ہے۔ حدیث باب میں تہبند کے دامن کی حد کا تعین کر کے بتایا گیا ہے کہ وہ پنڈلی تک ہونا چاہیے یا ٹخنوں کے اوپر تک بھی جائز ہے لیکن ٹخنوں کے نیچے جائز نہیں ہے۔

باب العَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ

باب 40: ٹوپی پر عمامہ باندھنا

1706 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ

مُحَمَّدِ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: أَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَرَغَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُكَانَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

إِنَّ فَرْقَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَاسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَائِمِ

توضیح راوی: وَلَا نَعْرِفُ أَبَا الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيَّ وَلَا ابْنَ رُكَانَةَ

﴿﴾ ابو جعفر بن محمد بن رکانہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: رکانہ نے جب نبی اکرم ﷺ سے کشتی کی اور نبی اکرم ﷺ نے اسے پچھاڑ دیا تھا، رکانہ نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہمارے اور مشرکین کے درمیان بنیادی فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے اور اس کی سند مستند نہیں ہے۔

ہمیں ابو الحسن عسقلانی اور ابن رکانہ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

شرح

ٹوپی پر عمامہ باندھنا:

حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا ایک فرد تھا جن کا نسب نامہ حضرت عبدالمنظلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر مل جاتا ہے۔ طاقتور اور پہلوان ہونے کی وجہ سے قرب و بعد میں ان کی شہرت تھی۔ قبول اسلام سے قبل انہوں

1706- اخرجه ابو داؤد (55/4) كتاب اللباس، باب: في العمامة، حدیث (4078)

نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی کرنے کا مظاہرہ کیا لیکن شکست و ندامت کے علاوہ کوئی چیز ہاتھ نہ آئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کا شرح صدر فرمایا تو وہ دولت ایمان سے سرفراز ہو گئے۔ حدیث باب کے راوی یہی حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ان کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپوں پر پگڑیاں باندھنا ہے۔“ اس حدیث کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

۱- مشرکین ٹوپی کے بغیر صرف پگڑی باندھتے ہیں اور مسلمان ٹوپی پہن کر اوپر عمامہ بھی باندھتے ہیں۔

۲- مشرکین پگڑی کے بغیر صرف ٹوپی پہنتے ہیں اور مسلمان ٹوپی پہن کر اس پر دستار بھی پہنتے ہیں۔

پہلا مفہوم حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو ہمہ وقت بالخصوص نماز کے وقت ٹوپی اور عمامہ دونوں کو استعمال کرنا چاہیے، کیونکہ یہ مسلمانوں کی علامت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت سنت بھی ہے۔ اس سے مسلمان کی شان و شوکت اور حقانیت اسلام کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ سرخ رنگ کے علاوہ کسی بھی رنگ کی ٹوپی اور دستار استعمال کی جاسکتی ہے لیکن سفید کی فضیلت زیادہ ہے۔

کسی عمل کے سنت نہ ہونے اور کسی عمل کے خلاف سنت ہونے میں فرق:

کیا کسی عمل کے سنت نہ ہونے کو خلاف سنت عمل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ کسی عمل کے سنت نہ ہونے کو خلاف سنت عمل کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ کسی عمل کا سنت ہونا اور کسی عمل کا خلاف سنت ہونا دونوں الگ چیزیں اور دونوں میں نمایاں فرق ہے مثلاً مطبوعہ قرآن کریم، کتب احادیث اور کتب فقہ وغیرہ کا مطالعہ کرنا سنت نہیں ہے لیکن اسے خلاف سنت بھی نہیں کہہ سکتے، کیونکہ خلاف سنت تو تب ہو جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عمل خاص کرنے کی تلقین کی ہو، وہ ترغیب بھی استحبابی درجہ کی ہو، پھر اس پر عمل کرنے کے بجائے دوسرا طریقہ اختیار کر لیا جائے۔ خلاف سنت عمل کم از کم کراہت کے درجہ میں ضرور ہوتا ہے۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عمل کو اختیار نہ فرمایا ہو اور نہ اس کی تلقین کی ہو تو کوئی شخص اسے معمول بہ بنالے تو وہ خلاف سنت نہیں ہوگا۔ ثابت ہوا کہ مطبوعہ قرآن کریم، کتب احادیث اور کتب فقہ و فنون کا مطالعہ کرنا خواہ سنت نہیں ہے لیکن خلاف سنت بھی نہیں ہے۔ لہذا اسی اصول کی بناء پر دور جدید کے بہت سے جدید مسائل کا حل بھی سامنے آ جاتا ہے۔

ہمہ وقت ٹوپی اور دستار کا استعمال کرنا علامت اسلام اور افضل بھی ہے۔ بالخصوص بوقت نماز اس سنت پر ضرور عمل کرنا چاہیے کیونکہ ننگے سر نماز ادا کرنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں ہے جبکہ ٹوپی اور دستار سے نماز ادا کرنا کثیر روایات سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں ننگے سر نماز ادا کرنا، احکم الحاکمین کی بارگاہ میں حاضری کے آداب کے بھی خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَاتِمِ الْحَدِيدِ

باب 41: لوہے کی انگوٹھی کا حکم

1707 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ وَأَبُو تَمِيْلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاصِحٍ عَنْ عَبْدِ

اللَّهُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بَرِيدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
 مَتْنُ حَدِيثٍ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيدٍ فَقَالَ مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ
 حَلِيَّةَ أَهْلِ النَّارِ ثُمَّ جَاءَهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ صُفْرِ فَقَالَ مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ ثُمَّ آتَاهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ
 فَقَالَ مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حَلِيَّةَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ آتَيْتَهُ قَالَ مِنْ وَرَقٍ وَلَا تُتَمَّهُ مَثَقَالًا
 حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ يُكْنَى أَبَا طَيْبَةَ وَهُوَ مَرْوَزِيٌّ

◀▶ عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے
 لوہے کی انگٹھی پہنی ہوئی تھی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں تمہارے اوپر اہل جہنم کا لباس دیکھ رہا ہوں؟ پھر وہ شخص آیا تو
 اس نے پیتل کی انگٹھی پہنی ہوئی تھی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے؟ مجھے تم سے بتوں کی بو آ رہی ہے پھر وہ شخص آپ کی
 خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے سونے کی انگٹھی پہنی ہوئی تھی آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں تمہارے جسم پر اہل جنت کا زیور دیکھ
 رہا ہوں؟ اس نے عرض کی: پھر میں کون سی انگٹھی پہنوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چاندی کی اور اس میں بھی تم ایک مثقال
 پورا نہ کرنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

عبد اللہ بن مسلم نامی راوی کی کنیت ابو طیبہ ہے اور یہ مروزی ہے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّخْتِمِ فِي أُصْبَعَيْنِ

باب 42: دو انگٹھیاں پہننا حرام ہے

1708 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ

1707- اخرجہ ابوداؤد (90/4) کتاب الخاتم، باب: ما جاء في خاتم الحديد، حدیث (4223) والنسائی (172/8) کتاب

الزينة، باب: مقدار ما يجعل في الخاتم من الفضة، حدیث (5195) واحمد (359/5)

1708- اخرجہ مسلم (1659/3) کتاب اللباس والزينة، باب: النهی عن التختيم من الوسطى والتي تليها، حدیث

(2078/64) وابو داؤد (91, 90/4) کتاب الخاتم، باب: ما جاء في خاتم الحديد، حدیث (4225) والنسائی (177/8)

کتاب الزينة، باب: النهی عن الخاتم في السبابة، حدیث (5210، 5211، 5212) (194/8) کتاب الزينة، باب: موضع الخاتم،

حدیث (5286، 5287) (219/8) کتاب الزينة، باب: النهی عن الجلوس على البئير من الارجوان، حدیث (5376) وابن

ماجه (1203/2) کتاب اللباس، باب: التختيم في الابهام، حدیث (3648) واحمد (109/1، 124، 134، 138، 154، 78،

88) والحیدی (29/1) حدیث (52)

سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ

متن حدیث: نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَسِيِّ وَالْمِيثِرَةِ الْحَمْرَاءِ وَأَنَّ الْبَسَ خَاتِمِي فِي هَذِهِ وَفِي هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَأَبْنُ أَبِي مُوسَى هُوَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى وَاسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے ریشمی کپڑا پہننے سے سرخ میسرہ استعمال کرنے سے اور اس انگلی میں انگوٹھی پہننے یعنی شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں (انگوٹھی پہننے سے) منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابن ابی موسیٰ نامی راوی ابو بردہ بن ابوموسیٰ ہیں اور ان کا نام عامر بن عبد اللہ بن قیس ہے۔

شرح

لو ہے کی انگوٹھی استعمال کرنے کی ممانعت:

خواتین کے لیے سونا اور چاندی کا استعمال زیورات کی شکل میں جائز ہے، کیوں کہ ان سے زینت مطلوب ہے۔ مردوں کے لیے صرف چاندی کا استعمال انگوٹھی کی شکل میں جائز ہے اور اس کا وزن بھی چار گرام سے زائد نہ ہو۔ علاوہ ازیں تمام دھاتیں خواتین و حضرات سب کے لیے حرام ہیں یعنی، لوہا، تانبا، پیتل اور سٹیل وغیرہ۔

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ بیک وقت دو انگوٹھیوں کا استعمال منع ہے، کیونکہ خواتین و حضرات سب کا مقصد ایک انگوٹھی سے پورا ہو جاتا ہے اور دوسری انگوٹھی اسراف کے زمرے میں آتی ہے، جس وجہ سے منع ہے۔ علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دو انگوٹھیاں استعمال نہیں کیں بلکہ ہمیشہ ایک انگوٹھی پہنی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے اور انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۳۸۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَحَبِّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 43: نبی اکرم ﷺ کا پسندیدہ لباس

1709 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

1709- اخرجہ البخاری (287/10) کتاب اللباس، باب: البرود والحبرة والشملة، حدیث (5812'5813) ومسلم (1648/3) کتاب اللباس والزینة، باب: فضل لباس ثياب الحبرة، حدیث (2079/33'32) وابو داؤد (51/4) کتاب اللباس، باب: من لبس الحبرة، حدیث (4060) والنسائی (203/8) کتاب الزینة، باب: لبس الحبرة، حدیث (5315) واحمد (291'184'251'134/3)

متن حدیث: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا الْحَبْرَةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے نزدیک پسندیدہ لباس دھاری دار یمنی چادر تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ کپڑا:

لفظ: الثياب، ثوب کی جمع ہے۔ بمعنی: کپڑا۔ لفظ حَبْرَةٌ سے مراد یمن کا بنا ہوا کپڑا ہے جس کی زمین سفید جبکہ اس پر سرخ دھاریاں بنی ہوتی تھیں۔ حدیث باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کپڑوں سے زیادہ پسند کپڑا یمن کا بنا ہوا تھا۔ خواتین کسی بھی رنگ کا کپڑا استعمال کر سکتی ہیں لیکن مرد حضرات سرخ رنگ کے علاوہ جو چاہیں کپڑا پہن سکتے ہیں۔ سفید کپڑا مرد کی زینت و عظمت کو ظاہر کرتا ہے اور اس کی شان سے زیادہ لائق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم



کِتَابُ الْأَطْعِمَةِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

کھانے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ما قبل سے ربط:

جسمانی تحفظ کے لیے لباس اسی طرح ضروری ہے جس طرح کھانا ضروری ہے دونوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے مگر لباس کی اہمیت زیادہ ہے کیونکہ اس سے ستر عورت کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے جو پردہ کی روح ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر کتاب اللباس کی بحث کو مقدم اور کتاب الاطعمہ کی بحث کو مؤخر کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ عَلامَ كَانَ يَأْكُلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 1: نبی اکرم ﷺ جس چیز پر رکھ کر کھایا کرتے تھے

اس کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1710 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ

متن حدیث: قَالَ مَا أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خُوانٍ وَلَا فِي سَكْرَجَةٍ وَلَا خُبْزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَالَ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ فَعَلَامَ كَانُوا يَأْكُلُونَ قَالَ عَلَى هَذِهِ السَّفْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَيُونُسُ هَذَا هُوَ يُونُسُ الْإِسْكَافُ وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی ”چوکی“ پر رکھ کر نہیں کھایا اور نہ ہی کبھی چھوٹے پیالے میں کھایا ہے اور نہ ہی آپ کے لئے کبھی چپاتی تیار کی گئی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، پھر وہ لوگ کسی چیز پر رکھ کر کھایا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: عام دسترخوان پر۔

1710- اخرجہ البخاری (440/9) کتاب الاطعمة، باب: الخبز المرقق والاكل على الخوان والسفرة، حدیث (5386) طرفہ فی (5415) وابن ماجه (1095/2) کتاب الاطعمة، باب: الاكل على الخوان والسفرة، حدیث (3292) واحد (130/3)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔
محمد بن بشار فرماتے ہیں: یہ یونس جو ہیں یہ ”یونس اسکاف“ ہے۔
عبدالوارث نے سعید بن ابو عمرو بنہ کے حوالے سے، قتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

شرح

تین مسائل کی وضاحت:

اس حدیث میں تین مسائل وضاحت طلب ہیں جن کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- میز پر کھانے کا شرعی حکم:

لفظ: خوان، سے مراد چوکی یا بلند چیز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چوکی وغیرہ پر رکھ کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم میز وغیرہ پر رکھ کر کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں!
اس سوال کے جواب سے قبل چند امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ممانعت پر مبنی امور کی درجہ بندی کی گئی ہے جو درج ذیل ہے:

- ۱- حرام: وہ حکم شرعی ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ اور انکار کفر ہے۔
- ۲- مکروہ تحریمی: وہ حکم شرعی ہے جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے یا بقول بعض بار بار اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔
- ۳- مکروہ تنزیہی: وہ حکم شرعی ہے جسے شارع علیہ السلام نے ناپسند کیا ہو اور اس کی کوئی شرعی وجہ نہ بتائی ہو مثلاً لہسن نہ کھانے والی روایات مکروہ تنزیہی پر محمول ہیں۔ اس کا ترک افضل ہے۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز اپنے ساتھ خاص کر لی ہو اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی ہو، تو ہم اسے اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم پکا ہوا لہسن بھی تناول نہیں فرماتے تھے اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ میرے ساتھ ایسی شخصیت سرگوشی کرتی ہے جو تمہارے ساتھ نہیں کر سکتی یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام۔

۴- مباح: وہ حکم شرعی ہے جس کی ممانعت کی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ اشیاء میں اصل اباحت ہے، ممانعت کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جواز کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جو کام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو اور آپ نے اس سے منع بھی نہ کیا ہو، وہ مباح ہے یعنی اس کے کرنے کی ہمیں اجازت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہ میز وغیرہ پر رکھ کر کھانا تناول نہیں فرمایا لیکن اس سے آپ نے منع بھی نہیں فرمایا، لہذا یہ ہمارے لیے جائز ہے۔ تاہم اس سے احتراز کرنا اور دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھانا، حقیقت کے قریب تر اور سنت بھی ہے۔

۲- چھوٹے برتن میں کھانا کھانے کی وجوہات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سالن وغیرہ کے لیے چھوٹا برتن استعمال نہیں فرمایا تھا۔ اس کی کثیر وجوہات ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(i) اس دور میں چھوٹے برتن تیار نہیں ہوتے تھے۔

(ii) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا کھانے کا معمول انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی تھا اور اجتماعی طور پر کھانا کھانے کے لیے چھوٹا برتن ناکافی ہوتا ہے۔

(iii) چھوٹے برتن میں عموماً سلاد یا چٹنی وغیرہ رکھی جاتی ہے لیکن اس دور میں یہ ہاضم اشیاء موجود نہیں تھیں۔

۳- چپاتی نہ پکنے اور نہ کھانے کی وجوہات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چپاتی نہیں پکائی گئی اور نہ ہی آپ نے تناول فرمائی۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(i) آٹا چھنا نہیں جاتا تھا جس وجہ سے روٹی نرم ہو کر چپاتی نہیں بن سکتی تھی۔

(ii) گھی یا تیل استعمال کر کے چپاتی تیار نہیں کی جاتی تھیں، کیونکہ خوراک سادہ ہوتی تھی۔

(iii) روٹی کو چپاتی میں تبدیل نہیں کیا جاتا تھا، کیونکہ آلات موجود نہیں تھے۔

خوان اور ماندہ میں فرق:

لفظ: السفر، سفرۃ کی جمع ہے؛ جس کا معنی ہے: چمڑے یا کپڑے کا دسترخوان جس پر کھانے پینے کی اشیاء رکھ کر تناول کی جاتی ہیں۔ خوان سے مراد وہ کپڑا یا چمڑہ ہے؛ جس پر اشیاء خورد و نوش نہ رکھی گئی ہوں۔ ماندہ سے مراد وہ کپڑا یا چمڑہ ہے جسے بچھا کر اس پر اشیاء خورد و نوش سجادی گئی ہوں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْأَرْنَبِ

باب 2: خرگوش کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1711 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ

سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ

1711- أخرجه البخاری (528/9) كتاب الصيد والذبائح، باب: ما جاء في التصيد، حدیث (5489) و طرفه فی (5535) و مسلم (1547/3) كتاب الصيد والذبائح، باب: إباحة الأرنب، حدیث (1953/53) و ابو داؤد (352/3) كتاب الاطعمة، باب: فی اكل الأرنب، حدیث (3791) والنسائی (197/7) كتاب الصيد والذبائح، باب: الأرنب، حدیث (4312) و ابن ماجه (1080/2) كتاب الصيد، باب: الأرنب، حدیث (3343) والدارمی (92/2) كتاب الصيد، باب: اكل الأرنب، واحد (291، 171، 118/3)

متن حدیث: أَنْفَجْنَا أَرْنَبا بِمَرِّ الظُّهْرَانِ فَسَعَى أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهَا فَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا فَاتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا بِمَرَّةٍ فَبَعَثَ مَعِيَ بِفَخِذِهَا أَوْ بِوَرِكِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهُ قَالَ قُلْتُ أَكَلَهُ قَالَ قَبْلَهُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَمَّارٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَيُقَالُ مُحَمَّدُ بْنُ صَيْفِي

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقهاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِأَكْلِ الْأَرْنَبِ بَأْسًا وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ

الْعِلْمِ أَكْلَ الْأَرْنَبِ وَقَالُوا إِنَّهَا تَدْمَى

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ”مرالظہران“ کے مقام پر ہم لوگ ایک خرگوش کے پیچھے گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس کے پیچھے بھاگے میں اس تک پہنچ گیا اور میں نے اسے پکڑ لیا میں اسے لے کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انہوں نے ایک سخت پتھر کے ذریعے اسے ذبح کیا اور اس کی دورانیں یا دوسریں میرے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوائیں تو آپ نے انہیں کھالیا۔

راوی بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کیا کیا آپ نے انہیں کھالیا تو انہوں نے جواب دیا: آپ نے اسے قبول کر لیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق محمد بن صیفی سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان کے نزدیک خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بعض اہل علم نے خرگوش کھانے کو مکروہ قرار دیا وہ فرماتے ہیں: اسے حیض آتا ہے۔

شرح

خرگوش کا حلال ہونا

خرگوش کی حلت پر تمام آئمہ فقہ کا اجماع ہے۔ بعض تابعین اسے مکروہ قرار دیتے تھے لیکن اس کی حرمت یا کراہت پر صراحتاً روایت نہ ہونے کی وجہ سے بالآخر وہ بھی اس کی حلت کے قائل ہو گئے تھے۔ تاہم روافض اس کی حرمت کے قائل ہیں۔

کراہت پر مبنی روایات اور ان کا جواب:

بعض لوگ خرگوش کو مکروہ خیال کرتے ہیں اور اپنے موقف پر بطور دلیل متعدد روایات بھی پیش کرتے ہیں۔ سطور ذیل میں ہم ان روایات کا جائزہ لیتے ہیں:

۱- ایک بدو نے خرگوش کا بھنا ہوا گوشت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے وہ گوشت نہ کھایا اور

صحابہ کرام کو اس کے کھانے کا حکم دیا۔ (سنن نسائی رقم الحدیث ۲۳۲۱ تا ۲۳۲۹) سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے جس وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض طبعی کراہت کی بناء پر اس کا گوشت تناول نہیں فرمایا تھا اور صحابہ کو کھانے کا حکم دیا۔ اس سے خرگوش کی کراہت یا حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

۲- حضرت خزیمہ بن جز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خرگوش کے گوشت کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: لا اكله ولا حرمه، میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں۔ راوی کا کہنا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار نہیں دیا تو میں کھاؤں گا۔ انہوں نے پھر دریافت کیا: یا رسول اللہ آپ اسے کیوں تناول نہیں فرماتے؟ آپ نے فرمایا: نبئت انھا قدمی، یعنی مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے حیض آتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۲۳۵)

اس روایت کی سند میں عبدالکریم بن ابی الخارق ضعیف راوی ہیں، لہذا اس سے حرمت یا کراہت پر استدلال کرنا بھی درست نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طبعی کراہت کی وجہ سے اس کا گوشت پسند نہ فرمایا نہ کہ اس کے حرام ہونے کی وجہ سے۔ چہاں تک خرگوش کو حیض آنے کا تعلق ہے، اس بارے میں گزارش ہے کہ خالق کائنات کا یہ نظام ہے جو جانور بچے پیدا کرتا ہے اسے حیض ضرور آتا ہے کیونکہ حیض پیٹ کے بچے کی خوراک بنتا ہے۔ تاہم عورت کا حیض جسم سے باہر آتا ہے لیکن جانوروں کا حیض جسم کے اندر ہی رہتا ہے۔ اگر حیض کو حرمت کی علت قرار دیں تو تمام وہ جانور جو بچے پیدا کرتے ہیں، وہ سب کے سب حرام قرار پاتے ہیں۔

۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کے قریب مقام ”صفاح“ پر تھے، تو ایک شخص خرگوش کا شکار کر کے لایا اور اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نہ اسے کھایا اور نہ اس کے کھانے سے منع کیا۔ فرمایا: اسے حیض آتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۷۹۲) اس روایت کی سند میں محمد بن خالد اور خالد بن الحویرث دونوں راوی ضعیف ہیں، لہذا حدیث قابل احتجاج نہیں ہے۔ اس میں کراہت یا حرمت کی بھی صراحت نہیں ہے۔

خرگوش کے اباحت کی روایات:

خرگوش کا گوشت بلاشبہ حلال ہے، اس سلسلے میں کثیر روایات موجود ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ہشام بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا جان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا ایک دفعہ ہم لوگوں نے مقام ”مر الظہر ان“ میں ایک خرگوش کو بھگایا، صحابہ اس کے پیچھے دوڑے، میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں اسے اپنے سوتیلے والد حضرت ابوطلمحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا۔ حضرت ابوطلمحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے سفید پتھر کی تیز دھار سے ذبح کیا اور میرے ذریعے اس کی ایک ران یا اس کا کولہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، تو آپ نے وہ نوش فرمایا۔ حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: آپ نے قبول فرمایا تھا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۵۵۳۵)

قبول کرنا کھانے کو مستلزم ہوتا ہے اور راوی نے روایت بالمعنی کے نتیجے کے طور پر بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت تناول فرمایا تھا۔

۲۔ حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ دو خرگوش اپنے کجاوے سے لٹکائے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے دو خرگوش دستیاب ہوئے ہیں مگر انہیں ذبح کرنے کے لیے کوئی لوہا وغیرہ موجود نہیں تھا، تو میں نے انہیں سفید پتھر کی مدد سے ذبح کیا ہے تو کیا میں ان کو کھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تم کھا سکتے ہو۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۲۳۳)

۳۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خرگوش بطور ہدیہ پیش کیا گیا، میں اس وقت سو رہی تھی۔ آپ نے میرے لیے اس کا پیچھے والا حصہ بچا رکھا، جب میں بیدار ہوئی تو آپ نے وہ مجھے کھلایا۔ (دارقطنی ج ۲ ص ۲۹۱)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ خرگوش مکروہ یا حرام نہیں ہے بلکہ بلا کراہت جائز اور حلال ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی تناول فرمایا تھا۔ اس میں حرمت کی وجوہ ثلاثہ یعنی: (۱) درندہ ہونا، (۲) زمین کا کیرا ہونا، (۳) گندگی کھانا، میں سے کوئی بھی وجوہ نہیں تھی۔

فائدہ نافعہ:

خرگوش میں شہوت زیادہ ہوتی ہے اور یہ بزدل و ڈرپوک جانور ہے۔ لفظ: ارنب، اسم جنس ہے جس کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہو سکتا ہے۔ بعض کے نزدیک ان میں فرق بھی ہے: (۱) حرز: مذکر خرگوش کو کہا جاتا ہے۔ (۲) عکرشہ: مؤنث خرگوش کو کہا جاتا ہے (۳) خرنق: چھوٹے خرگوش کو کہا جاتا ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ ارنب: ایک سال مذکر رہتا ہے اور ایک سال مؤنث رہتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الضَّبِّ

باب 3: گوہ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1712 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا أَكُلُهُ وَلَا أَحْرِمُهُ

1712- اخرجہ مالك (968/2) كتاب الاستذنان، باب: ما جاء في اكل الضب، حدیث (11) والبخاری (580/9) كتاب الذبائح والصيد، باب: الضب، حدیث (5536) ومسلم (1541/3) كتاب الصيد والذبائح، باب: اباحة الضب، حدیث (1943/39) والنسائی (197/7). كتاب الصيد والذبائح، باب: الضب، حدیث (4314) وابن ماجه (1080/2) كتاب الصيد، باب: الضب، حدیث (3242) والدارمی (92/2) كتابا لصيد، باب: اكل الضب، واحد (9/2، 10، 46، 60، 62، 74، 81) والحیدی (285/2) حدیث (641)

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَآبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ اختلف أهل العلم في أكل الضَّبِّ فَرخص فيه بعض أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ

آثار صحابه: وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَكَلَ الضَّبُّ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا تَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَدُّرًا

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے گوہ کھانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: نہ تو میں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی حرام قرار دیتا ہوں۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم نے گوہ کھانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم میں سے بعض حضرات نے اس کی رخصت عطا کی ہے اور بعض حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات منقول ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی ہے اور نبی اکرم ﷺ نے ناپسند کرتے ہوئے خود اسے نہیں کھایا۔

شرح

گوہ کھانے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ:

لفظ: ضب مذکر ہے اور مونث کے لیے: ضبة: ہے۔ اس سے مراد ایک ایسا جانور ہے جسے گوہ کہا جاتا ہے۔ اس کی چند خصوصیات یہ ہیں: (۱) اس کے دانت نہیں گرتے، (۲) یہ پانی نہیں پیتا، (۳) اس کے دانت الگ نہیں ہوتے بلکہ ایک قطعہ کی شکل میں ہوتے ہیں، (۴) ضب مذکر کے دو ذکر ہوتے ہیں۔ (۵) چالیس دن کے بعد ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے (۶) جو شخص اس کا گوشت کھاتا ہے اسے پیاس نہیں لگتی۔

ضب، چھپکلی کی طرح ریگنے والا جانور ہے، جو چھپکلی سے بڑا ہوتا ہے۔ یہ درختوں کے تنوں اور سوراخوں میں رہتی ہے۔ ضب بڑی ہوتی ہے اور چھوٹی بھی۔ چھوٹی ضب چالاک ہوتی ہے جو کاٹی بھی ہے جبکہ بڑی نہیں کاٹی۔ بڑی ضب دیوار کے ساتھ مضبوطی سے چپک جاتی ہے جس کی مدد سے چور دیوار پر چڑھ کر چوری کرنے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ ضب کا کھانا حلال

ہے یا حرام ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ضب حلال ہے، ان کے دلائل درج ذیل ہے:

(i) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: لا اکلم۔ ولا احرمہ۔ یعنی میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۵۵۲۶)

(ii) ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند صحابہ موجود تھے، آپ کی خدمت میں گوہ کا گوشت پیش کیا گیا تو امہات المؤمنین میں سے کسی نے گوہ کے گوشت پیش کرنے کے بارے میں عرض کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کلو افانہ حلال ولکنہ لیس من طعامی: تم کھاؤ، کیونکہ یہ حلال ہے لیکن میرے کھانے کی چیز نہیں ہے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۹۴۳)

(iii) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کی خالہ ام حفیدہ نجد سے بھونی ہوئی گوہ لائیں جو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی، جب کوئی نئی چیز آپ کے حضور پیش کی جاتی تو اس کے بارے میں بتا بھی دیا جاتا تھا۔ آپ نے گوہ کی طرف اپنا دست اقدس دراز کیا تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ گوہ کا گوشت ہے تو آپ نے اپنا دست اقدس پیچھے کھینچ لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: لا ولکنہ لم یکن بارض قومی فاجدنی اعافہ، گوہ حرام نہیں مگر ہمارے علاقہ میں نہیں پائی جاتی اس لیے مجھے ناپسند ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ضب کو اپنی طرح کھینچ لیا اور اسے تناول کرتا رہا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے رہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۵۳۹۱)

ان روایات میں ضب کی حلت کی صراحت ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ضب کا گوشت کھانا حلال اور جائز ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضب کھانا مکروہ یا حرام ہے۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) حضرت عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع

کیا۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۷۹۶)

(ii) حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ایک ایسے علاقہ میں پہنچے جہاں گوہ کثرت سے پائی جاتی

تھی جبکہ ہمیں بھوک بھی لگی ہوئی تھی، ہم نے گوہ پکائی اور ہماری ہنڈیاں ابل رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا چیز پکا رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! گوہ پکا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے بعض لوگ جانوروں کی صورت میں مسخ کر دیے گئے تھے، مجھے گمان ہے کہ وہ گوہ کی شکل میں مسخ کیے گئے ہوں، لہذا تم لوگ ہنڈیا لٹ دو یعنی

گوشت ضائع کر دو۔ (شرح معانی الآثار)

ان روایات سے گوہ کے گوشت کی حرمت ثابت ہوتی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گوہ نہیں کھائی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ابتداء اسلام میں گوہ حلال قرار دی گئی، لیکن طبعی کراہت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تناول نہیں فرمائی، پھر آپ نے اس کی ممانعت فرمادی اور بعد ازاں حرام قرار دے دی۔ احناف محدثین کے نزدیک صب مکروہ تنزیہی ہے اور احناف فقہاء کے نزدیک مکروہ تحریمی یعنی حرام ہے۔

فائدہ نافعہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی گوہ نہیں کھائی اور نہ کھانے کی وجوہات بھی بیان فرمادیں:

(i) گوہ آپ کے علاقہ میں نہیں پائی جاتی تھی۔

(ii) صب بنی اسرائیل لوگوں کی مسخ شدہ شکل ہے۔

(iii) طبعی کراہت کی وجہ سے آپ نے صب پسند نہیں فرمائی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الضَّبُعِ

باب 4: جو کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1713 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قُلْتُ لِحَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ الضَّبُعُ صَيْدٌ هِيَ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ أَكُلُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَقَالَه رَسُوْلُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَلَمْ يَرَوْا بِأَكْلِ الضَّبُعِ بَأْسًا وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ

وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الضَّبُعِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَكْلَ الضَّبُعِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ يَحْيَى الْقَطَّانُ

اِخْتِلَافِ رِوَايَةٍ: وَرَوَى جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي

1713- اخرجہ ابو داؤد (355/3) کتاب الاطعمه، باب فی اکل الضبع، حدیث (3801) والنسائی (191/5) کتاب مناسک

الحج، باب: ما لا یقتله المحرم و (200/7) کتاب الصيد، والذہاب، باب: الضبع، وابن ماجہ (1030/2) کتاب المناسک، باب:

جزاء الصيد یصیبه المحرم، حدیث (3085) و (1078/2) کتاب الصيد، حدیث (3236) من طریق عبد اللہ بن عبید بن

عمیر عن ابی عمار عن جابر، فذکرہ.

عَمَّارٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ أَصَحُّ

توضیح راوی: و ابْنُ أَبِي عَمَّارٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ الْمَكِّيُّ

﴿﴾ ابن ابوعمار بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا بجوکھانے کا جواب دیا:

جی ہاں! میں نے دریافت کیا، کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے دریافت کیا، کیا یہ بات نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں ان کے نزدیک بجوکھانے میں کوئی حرج نہیں۔

امام احمد امام اسحق کا یہی قول ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث ایسی بھی منقول ہے جس میں بجوکھانے کی کراہت کا تذکرہ ہے، تاہم اس کی سند مستند نہیں ہے

اور بعض اہل علم نے بجوکھانے کو مکروہ قرار دیا ہے، ابن مبارک کا یہی قول ہے۔

یحییٰ قطان بیان کرتے ہیں، جریر بن حازم نے اس حدیث کو عبد اللہ بن عبید کے حوالے سے ابن ابی عمار کے حوالے سے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا اور ان کے قول کے طور پر کیا ہے، تاہم ابن جریر کی

روایت زیادہ مستند ہے۔

ابن ابی عمار نامی راوی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن ابوعمار کی ہے۔

1714 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي

الْمُخَارِقِ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ جَبَّانَ بْنِ جَزْءٍ عَنْ أَخِيهِ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الضَّبُعِ فَقَالَ أَوْ يَأْكُلُ الضَّبُعَ أَحَدٌ وَسَأَلْتُهُ

عَنِ الذَّنْبِ فَقَالَ أَوْ يَأْكُلُ الذَّنْبَ أَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيٍّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي إِسْمَاعِيلَ وَعَبْدِ الْكَرِيمِ أَبِي أُمَيَّةَ وَهُوَ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنِ

قَيْسِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مَالِكِ الْجَزْرِيِّ ثِقَةٌ

﴿﴾ حضرت خزیمہ بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بجوکھانے کے بارے میں دریافت کیا: تو

آپ نے فرمایا: کوئی شخص بجوکھا سکتا ہے؟ میں نے آپ سے ”بھیڑیا“ کھانے کے بارے میں دریافت کیا: تو آپ نے فرمایا: کیا

کوئی ایسا شخص بھیڑیے کو کھا سکتا ہے، جس میں بھلائی موجود ہو؟

اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے اور یہ اسماعیل بن مسلم کے حوالے سے عبد الکریم بن امیہ کے حوالے سے منقول ہے۔ بعض محدثین نے اسماعیل کے بارے میں کلام کیا اور عبد الکریم ابو امیہ جو ہیں یہ عبد الکریم بن قیس ہیں اور یہ قیس ابو مخارق کے صاحبزادے ہیں جبکہ عبد الکریم بن مالک جذری مستند راوی ہیں۔

شرح

بجو کے حلال و حرام ہونے میں مذاہب آئمہ:

لفظ: الضبع: ایک جانور کا نام ہے جسے بجو کہا جاتا ہے۔ یہ ایک سال مذکر اور ایک سال مؤنث رہتا ہے۔ مذکر و مؤنث دونوں کا فریضہ انجام دے لیتا ہے۔ بھیڑیے کی شکل کا جنگلی جانور ہے جو گوشت خور ہے۔ دن بھر بل میں چھپا رہتا ہے اور رات کے وقت باہر نکلتا ہے۔ اس کی آنکھیں چھوٹی اور تیز ہوتی ہیں اور انسان کی قبر کھود کر مردے کا گوشت کھوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ ”بجو“ کا گوشت کھانا حلال ہے یا حرام؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام ہے۔ انہوں نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے: ومن یا کل الضبع؟ یعنی بجو کون کھاتا ہے؟ یہ استفہام انکار یہ ہے یعنی بجو بھی کوئی کھانے والی چیز ہے یا اسے کون کھاتا ہے؟ یعنی کوئی بھی نہیں کھاتا، اس سے بجو کے حرام ہونے کی صراحت ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ یہ جائز و حلال ہے۔ انہوں نے پہلی حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابن ابی عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: کیا بجو شکار ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، بجو شکار ہے۔ میں نے پھر دریافت کیا: کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے پھر سوال کیا: کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے ایسے فرمایا ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) جب محرم اور میح کے درمیان تعارض آجائے تو محرم کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ (۲) آخری نعم کا تعلق شکار سے ہے جس کی تائید سنن ابی داؤد کی روایت سے ہوتی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الضبع فقال: هو صيد، میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع (بجو) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ شکار ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ

باب 5: گھوڑے کا گوشت کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1715 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متن حدیث: أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَرَوَاهُ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ

دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ وَرِوَايَةُ ابْنِ عُيَيْنَةَ أَصَحُّ

قول امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَحْفَظُ مِنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا ہے اور آپ نے ہمیں گدھوں

کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس حدیث کو کئی راویوں نے اسی طرح

عمر بن دینار کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس حدیث کو حماد بن زید نے عمرو بن دینار کے حوالے سے امام

محمد بن علی (امام محمد الباقر) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابن عیینہ کے روایت زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: سفیان بن عیینہ حماد بن زید

سے زیادہ حافظ ہیں۔

شرح

گھوڑے کا گوشت کھانے میں مذاہب آئمہ:

کیا گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ ہے۔ انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے: نہی عن اکل لحوم الخیل الخ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۷۹۰)

علاوہ ازیں ارشاد بانی ہے: والخیل والبغال والحمیر لتركبوها وزینہ۔ (القرآن) گھوڑے، خچر اور گدھے تمہاری سواری

اور زینت کے لیے ہیں۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ بلا کراہت جائز ہے۔ انہوں نے حدیث

1715- اخرجہ النسائی (201/7) کتاب الصيد والذبائح، باب: الاذن فی اکل لحوم الخیل، حدیث (4327-4328)

والحمیدی (528/2) حدیث (1254)

باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا اور گدھوں کے گوشت سے ہمیں منع فرمایا۔ ”علاوہ ازیں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں مدینہ طیبہ میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کیا اور اسے کھایا (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۹۳۲)۔
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: جب موجب کراہت اور میح میں تعارض آجائے تو موجب کراہت کو ترجیح حاصل ہے۔ لہذا ہمارے دلائل کو ترجیح حاصل ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

باب 6: پالتو گدھوں کے گوشت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1716 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّهَابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ قَالَ
متن حدیث: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ زَمَنَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ هُمَا ابْنَا مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ يُكْنَى أَبَا هَاشِمٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ أَرْضَاهُمَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ غَيْرُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَكَانَ أَرْضَاهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے زہری کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: زہری نے اس حدیث کو عبد اللہ اور حسن سے روایت کیا ہے جو امام محمد بن علی کے صاحبزادے ہیں انہوں نے اس روایت کو اپنے والد کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی جنگ کے موقع پر خواتین کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔

زہری اس حدیث کو عبد اللہ اور حسن کے حوالے سے نقل کرتے ہیں جو امام محمد (الباقر) کے صاحبزادے ہیں وہ حضرت

1716- اخرجہ البخاری (570/9) کتاب الذبائح والصيد، باب: لحوم الحمر الانسية، حدیث (5523) واخرجہ مسلم (1028/2) کتاب النکاح، باب: نکاح: المتعة وبيان، انه ابیح ثم نسخ، ثم ابیح ثم نسخ، واستقر تحريمه ال يوم القيامة، حدیث (1407/32-31) و (1537/3) کتاب الذبائح والصيد، باب: تحريم اكل لحم الحمر الاهلية، حدیث (1407/22) والنسائي (202/7) کتاب الذبائح والصيد، باب: تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية، (120/6) کتاب النکاح، باب: تحريم المتعة، وابن ماجه (630/10) کتاب النکاح، باب: النهی عن نکاح المتعة، حدیث (1961)

علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔

زہری فرماتے ہیں ان دونوں حضرات میں حسن بن محمد میرے نزدیک زیادہ مستند ہیں۔

سعید بن عبد الرحمن کے علاوہ دیگر راویوں نے ابن عیینہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: عبد اللہ بن محمد زیادہ مستند ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1717 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ

أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ كُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَالْمُجْتَمَةِ

وَالْحِمَارَ الْإِنْسِيَّ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَالْبَرَاءِ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَنَسٍ وَالْعُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَأَبِي

ثَعْلَبَةَ وَابْنِ عَمْرٍو وَأَبِي سَعِيدٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلَافِ رَوَايَاتٍ: وَرَوَى عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو هَذَا الْحَدِيثَ وَإِنَّمَا ذَكَرُوا

حَرْفًا وَاحِدًا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر نوکیلے دانتوں والے درندوں کا

گوشت کھانے اور جانور کو باندھ کر اس پر نشانے بازی کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت ابن ابی

أَوْفَى رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوسعید

خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عبد العزیز بن محمد اور دیگر راویوں نے محمد بن عمرو کے حوالے سے اسی حدیث کو نقل کیا ہے، تاہم انہوں نے اس حدیث کا صرف

یہ جملہ نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانت والے درندے کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔

شرح

پالتو گدھوں کے گوشت کھانے کا شرعی حکم:

آئمہ اربعہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ گھریلو گدھے کا گوشت حرام ہے۔ گھریلو کی قید لگانے سے جنگلی گدھا خارج ہو گیا، لہذا

جنگلی گدھے کا گوشت کھانا (معمولی کراہت سے) جائز ہے۔ احادیث باب سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

غزوة خیبر کے موقع پر چند چیزوں کو حرام قرار دیا تھا: (۱) عورتوں سے متعہ کرنا۔ (۲) نوکیلے دانتوں والے درندوں کا گوشت کھانا (۳) جانور کو باندھ کر اسے نشانہ بازی کرنا (۴) پالتو گدھوں کا گوشت کھانا۔

سوال: احادیث باب سے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے لیکن حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے پالتو گدھوں کے گوشت کی حلت ثابت ہوتی ہے۔ وہ روایت یوں ہے کہ ہم قحط سالی کا شکار تھے، میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں تھی جو اپنے اہل خانہ کو کھلا سکتا، البتہ گدھے موجود تھے جن کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم قحط سالی کا شکار ہیں، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو میں اپنے اہل خانہ کو کھلاؤں، تاہم چند فرہ گدھے موجود ہیں جن کا گوشت آپ نے حرام قرار دے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اطعم اهلك من سمین حمرك فانما حرمتها من اجل حوال القرية، تم اپنے اہل خانہ کو اپنے فرہ گدھے (کا گوشت) کھلاؤ، کیوں کہ میں نے اس لیے اسے حرام قرار دیا تھا کہ یہ گاؤں کے باہر گھومتے رہتے ہیں اور گندگی کھاتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۸۰) اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: احادیث باب کی اسناد قوی اور متون غیر شاذ ہیں جبکہ حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی سند ضعیف اور متن شاذ ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۹ ص ۶۵۶) اس طرح یہ روایت غیر صحیح ہونے کی وجہ سے معمول بہ نہیں ہو سکتی۔

فائدہ نافعہ:

(۱) خچر کی حلت اور حرمت کا حکم ماں کے تابع ہے۔ اگر خچر گھوڑی اور گدھے کے ملنے سے پیدا ہوا ہو تو حلال ہوگا اور اگر گدھی اور گھوڑے کے ملنے سے پیدا ہوا ہو تو حرام ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر گائے اور گدھے کے ملنے سے پیدا ہوا ہو، تب بھی حلال ہوگا۔
(۲) ہر جانور کی حلت و حرمت کا حکم ماں کے تابع ہے اور جو حکم گوشت کا ہے وہی حکم اس جانور کے دودھ کا ہے۔ گھوڑی کا گوشت حلال ہے، لہذا اس کا دودھ بھی حلال ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جب گدھی کا گوشت حرام ہے تو اس کا دودھ بھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ فِي انِّيَةِ الْكُفَّارِ

باب 7: کفار کے برتنوں میں کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1718 سند حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ

عَنْ أَبِي نُعْلَبَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سُنِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قُدُورِ الْمَجُوسِ فَقَالَ أَنْقَوْهَا غَسَلًا وَاطْبُخُوا

فِيهَا وَنَهَى عَنْ كُلِّ سَبْعِ ذِي نَابٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ مَشْهُورٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي نُعْلَبَةَ وَرَوَى عَنْهُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَأَبُو ثَعْلَبَةَ اسْمُهُ جُرْثُومٌ وَيُقَالُ جُرْهُمٌ وَيُقَالُ نَاشِبٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ ذُكِرَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے مجوسیوں کی ہانڈیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے فرمایا: تم دھو کر انہیں صاف کر لو اور ان میں پکا لو! (راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نو کیلے دانت والے پرندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ مشہور ہے اور اس کے علاوہ دیگر حوالوں سے بھی یہ ان سے منقول ہے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا نام جرثوم تھا اور ایک قول کے مطابق جرہم تھا اور ایک قول کے مطابق ”ناشب“ تھا۔ یہ حدیث ابو قلابہ کے حوالے سے ابو اسماء رجبی کے حوالے سے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1719 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيْسَى بْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا

حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ وَقَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْبِيِّ
متن حدیث: أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بَارِضٌ أَهْلُ الْكِتَابِ فَنَطْبُخُ فِي قُدُورِهِمْ وَنَشْرَبُ فِي أِنْتِهِمْ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحُضُوهَا بِالْمَاءِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بَارِضٌ صَيْدٌ
فَكَيْفَ نَصْنَعُ قَالَ إِذَا أَرَسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُكَلَّبَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مُكَلَّبٍ فَذُكِّي فَكُلْ
وَإِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَقَتَلَ فَكُلْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ثعلبہ خسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم لوگ اہل کتاب کی سرزمین پر رہتے ہیں اور ان کی ہنڈیا میں پکا لیتے ہیں اور ان کے برتنوں میں پی لیتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں ان کے علاوہ اور کوئی برتن نہ ملے تو تم انہیں پانی کے ذریعے صاف کر لیا کرو پھر حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم شکار کی سرزمین پر رہتے ہیں ہم کیا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے تربیت یافتہ کتے کو بھیجو اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لو اور وہ کتا جانور کو مار دے تو تم اسے کھا لو اور اگر وہ تربیت یافتہ نہ ہو تو تم اسے ذبح کر کے کھا لو اور اگر تم نے اپنا تیر پھینکا ہو اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا ہو اور اس نے جانور کو قتل کر دیا ہو تو اسے کھا لو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

کفار کے برتنوں کا استعمال:

کفار اور مشرکین کے وہ برتن جو دھات سے تیار کیے گئے ہوں مثلاً لوہا، تانبہ، سلور اور پیتل وغیرہ سے، تو ان کو دھو کر استعمال

کر سکتے ہیں۔ اگر برتن لکڑی اور مٹی سے تیار کیے گئے ہوں جو مظروف کو چوس لیتے ہیں، وہ ناپاکی کے لیے استعمال نہ کیے گئے ہوں تو ان کو دھونے سے قبل استعمال میں لانا مکروہ ہے مگر دھونے کے بعد بلا کراہت جائز ہیں۔ اگر یہ برتن ناپاکی مثلاً شراب نوشی، مردار یا خنزیر وغیرہ کا گوشت پکانے کے لیے استعمال کیے گئے ہوں تو دھونے کے بعد مجبوری کے سبب استعمال میں لاسکتے ہیں۔

فائدہ نافعہ:

کفار اور مشرکین اگر ناپاکی سے احتراز کرتے ہوں تو ان کے کپڑے اور پانی پاک ہے جو مسلمان اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں۔ اگر وہ پلیدی سے اجتناب نہ کرتے ہوں تو ان چیزوں کا استعمال مسلمان کے لیے ممنوع ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَارَةِ تَمُوتُ فِي السَّمَنِ

باب 8: وہ چوہا جو گھی میں گر کر مر جائے اس کے بارے میں جو منقول ہے

1720 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ فَاْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمَنِ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ عَنْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقَوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُّهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلَافِ سِنْدٍ: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ مَيْمُونَةَ وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَصَحُّ وَرَوَى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَهُوَ حَدِيثٌ غَيْرٌ مَحْفُوظٌ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِي: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ وَحَدِيثُ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ فِيهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ إِذَا كَانَ جَامِدًا فَالْقَوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ هَذَا خَطَأٌ أَخْطَأَ فِيهِ مَعْمَرٌ قَالَ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ

1720- اخرجہ مالک فی الموطأ (971/2) کتاب الاستذنان 'باب: ما جاء فی الفارة فی السن' حدیث (20) والبخاری

(585/9) کتاب الذبائح والصید: باب: اذا وقعت الفارة فی السن الجامد والذائب حدیث (5538-5540) وابوداؤد

(392/2) کتاب الاطعمة 'باب: فی الفارة تقع فی السن' حدیث (3841) والنسائی (187/7) کتاب الفرع والعتیرة 'باب: الفارة

تقع فی السن' والحمیدی (149/1) حدیث (312) من طریق الزهري 'عن عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود' عن ابی عباس عن

میبونة فذکره.

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کو اور اس کے آس پاس والے گھی کو پھینک دو اور باقی کو استعمال کر لو۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ یہ حدیث زہری کے حوالے سے عبید اللہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا:

محدثین نے اس روایت میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ نہیں کیا تاہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث زیادہ مستند ہے۔

زہری نے سعید بن مسیب کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے تاہم یہ حدیث مستند نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: معمر نے زہری کے حوالے سے سعید بن مسیب سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے: ”آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر وہ جما ہوا ہو تو اسے اور اس کے آس پاس والے کو پھینک دو اور اگر وہ مائع ہو تو اسے استعمال نہ کرو۔“ اس میں خطا ہے اور صحیح حدیث وہ ہے جو زہری نے عبید اللہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

شرح

گھی میں چوہا گر جائے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ:

اگر گھی میں چوہا گر جائے جبکہ گھی جما ہوا ہو تو چوہا اور اس سے متصل اطراف کا گھی برتن سے نکال کر پھینک دیا جائے تو باقی ماندہ گھی پاک ہو جائے گا۔ اس گھی کو استعمال میں لانا جائز ہے اور خرید و فروخت بھی درست ہے۔

اگر پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو گھی پلید ہو جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسے خارجی مقصد مثلاً جوتے کو لگانے یا چراغ جلانے وغیرہ کے لیے استعمال میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اسے خارجی استعمال میں لاسکتے ہیں، اسے فروخت بھی کر سکتے ہیں

لیکن کھانا جائز نہیں ہے۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسے خارجی استعمال میں لانے بلکہ کسی بھی طرح اس سے انشاع جائز

نہیں ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے: وان كان مائعا فلا تقربوه۔ یعنی ”اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو تم اس کے

قریب نہ جاؤ۔“

۳- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا خارجی استعمال یعنی چراغ وغیرہ میں استعمال جائز ہے اور ہر لحاظ سے انتفاع کر سکتے ہیں لیکن اس کا فروخت کرنا اور کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ثانیہ:

وہ اشیاء جن کا نچوڑنا دشوار ہو مثلاً اجناس، چٹائی اور پلید پانی میں ابالا ہوا گوشت وغیرہ کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اس مسئلہ میں صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کو تین بار اس طرح دھویا جائے کہ ہر بار خشک بھی کیا جائے تو پاک ہو جائیں گی۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسی چیزیں ہمیشہ پلید رہیں گی اور ان کے پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ ہے۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۲۸)

فائدہ نافعہ:

(۱) جب دودھ یا شہد وغیرہ میں چوہا گر مر جائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے برابر اس میں پانی ڈالا جائے اور آگ پر اسے پکا یا جائے حتیٰ کہ پانی کی مقدار خشک ہو جائے، یہ عمل تین بار کرنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی۔
(۲) بڑا قالین یا صوفہ وغیرہ ناپاک ہو جائے جس کا نچوڑنا ممکن نہ ہو، تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر پانی ڈال کر بھگو دیا جائے پھر اسے مشین یا شدید دھوپ کے ذریعے خشک کیا جائے، تین بار یہ عمل کرنے سے وہ پاک ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ بِالشَّمَالِ

باب 9: بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے کی ممانعت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1721 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا يَأْكُلُ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبُ بِشِمَالِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَسَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَحَفْصَةَ حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: وَهَكَذَا رَوَى مَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَى مَعْمَرٌ وَعَقِيلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرِوَايَةُ مَالِكٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور بائیں ہاتھ سے نہ پیئے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

1721- اخرجه احد (80/2)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اس حدیث کو اسی طرح امام مالک نے اور ابن عیینہ نے زہری کے حوالے سے ابو بکر بن عبید اللہ کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

معمور اور عقیل نے زہری کے حوالے سے سالم کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس روایت کو نقل کیا ہے تاہم امام مالک اور ابن عیینہ کی نقل کردہ حدیث زیادہ مستند ہے۔

1722 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ

بِشِمَالِهِ

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص کچھ کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

شرح

بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی ممانعت:

اسلام نے مسلمان کو پیدائش سے لے کر موت تک پیش آنے والے امور کے انجام دینے کا طریقہ کار، مہذب اسلوب اور آداب کی بھی تعلیم دی ہے حتیٰ کہ ہاتھوں کے استعمال کا انداز بھی سکھایا ہے۔ تمام اعمال خیر مثلاً قرآن کریم، مذہبی کتب اور پاک و حلال اشیاء کے لینے یا دینے کے لیے دایاں ہاتھ جبکہ استنجاء وغیرہ کے لیے بائیں ہاتھ استعمال کرنے کی تاکید کی ہے، کیونکہ اس کے برعکس طریقہ اختیار کرنے کی صورت میں انسانی طبیعت و سانس کا شکار ہو سکتی ہے جو مستقل مرض کی شکل بھی اختیار کر سکتی ہے۔ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر فضیلت حاصل ہے، اس لیے اچھے کاموں کے لیے اور کھانے پینے کے لیے اسے استعمال کرنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی ہدایت فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں دائیں ہاتھ سے کھانا پینا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بائیں ہاتھ سے کھانا شیطانی طریقہ ہے۔

1722م - اخرجہ مالک فی الموطأ (922/2) کتاب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب النهی عن الاکل بالشمال حدیث (6) ومسلم (1598/3) کتاب الاشربة، باب: آداب الطعام، والشراب واحکلامہا، حدیث (2020/105) واحمد (33/2) والدارمی (97'96/2) کتاب الاطعمة، باب: الاکل بالیمن، والحمیدی (283/2) حدیث (635)

فائدہ نافعہ:

اگر دایاں ہاتھ نہ ہو یا اس میں عذر ہو جس وجہ سے استعمال نہ ہو سکتا ہوں تو کھانے پینے کے لیے بائیں ہاتھ کو استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ عذر کی وجہ سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

سوال: اگر دایاں ہاتھ کھانے وغیرہ سے آلودہ ہو تو کیا بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑ کر پانی پی سکتے ہیں یا ڈونگے سے سالن وغیرہ نکال سکتے ہیں؟

جواب: دائیں ہاتھ کے آلودہ ہونے کی صورت میں زبان سے چاٹ کر اسے صاف کرے پھر اس کے ساتھ ڈونگے سے سالن وغیرہ نکالے اور گلاس پکڑ کر پانی نوش کرے یا دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے ساتھ ملا کر دونوں سے سالن وغیرہ نکالا جائے اور دونوں سے پانی پیا جائے۔ حدیث کے ان الفاظ سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے۔ وَلَا يَأْخُذُ بِهَا وَلَا يُعْطَى بِهَا۔ ”کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کوئی چیز لے اور نہ دے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي لَعْقِ الْأَصَابِعِ بَعْدَ الْأَكْلِ

باب 10: کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1723 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٍ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّهِنَّ الْبَرَكَةَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَأَنَسِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلِ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: وَنَسَأْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ حَدِيثُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنَ الْمُخْتَلَفِ لَا يُعْرَفُ

إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ

◀▶ سہیل بن ابوصالح اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کچھ کھالے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے؟ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے، ہم اسے صرف اسی حوالے سے پہچانتے ہیں جو سہیل کے حوالے

1723- اخرجہ مسلم (1607/3) کتاب الاشریة، باب: استحباب لعق الاصابع والقصة، واکل اللقمة، الساقطة بعد من یصیبها من اذی وکراهة مسح اليد قبل لعقها، حدیث (2035/137) واحد (341/2) کلاهما، من طریق سہیل بن ابی صالح عن ابیہ، فذکرہ۔

سے منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: عبدالعزیز سے منقول روایت ”مختلف“ ہے اور یہ صرف انہی کے حوالے سے معلوم ہے۔

شرح

کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹنا:

شرعی آداب طعام کے مطابق جب کھانا کھانے سے فراغت حاصل ہو جائے تو دونوں ہاتھ کی سب انگلیوں کو چاٹ لیا جائے تاکہ انگلیوں کو لگا ہوا کھانا ضائع نہ ہو اور یہ عمل سنت ہے۔ حدیث باب میں صراحت ہے کہ سب انگلیوں کو چاٹنے سے کھانے کی برکت حاصل ہو جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کس انگلی میں برکت رکھی ہے۔ تاہم اختتام پر دونوں ہاتھ پانی سے بھی دھوئے جائیں۔

سوال: کھانے سے فراغت پر انگلیوں کو چاٹنا مسنون ہے، تو اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ انگلیوں کو چاٹنے کی ترتیب کیا ہونی چاہیے؟

جواب: انگلیوں کو چاٹنے کی کوئی خاص ترتیب ضروری نہیں ہے، تاہم پہلے دائیں ہاتھ کی پھر بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو چاٹا جائے اور آخر میں پانی سے دھونا بھی مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّقْمَةِ تَسْقُطُ

باب 11: جو لقمہ گر جائے، جو کچھ اس کے بارے میں منقول ہے

1724 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَسَقَطَتْ لُقْمَةٌ فَلْيُمِطْ مَا رَابَهُ مِنْهَا ثُمَّ لِيَطْعَمَهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کھانا کھائے اور اس کا لقمہ گر جائے، تو اس پر جو چیز لگی ہو وہ اسے صاف کر لے اور پھر اسے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

1725 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا

ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ

1724- اخرجه مسلم (1606/3) كتاب الاشرية، باب: استحباب لعق الاصابع والقصة، حدیث (134) واحد (301/3)

والحمیدی (518/2) حدیث (1234)

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ إِذَا مَا وَقَعَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ بِهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَسَلِّتَ الصَّحْفَةَ وَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمْ الْبَرَكَةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

◀◀ ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب کوئی چیز کھا لیتے تھے تو اس کے بعد اپنی تین انگلیوں کو چاٹا کرتے تھے (جن کے ذریعے آپ نے کھانا کھایا ہوتا تھا) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس پر لگی ہوئی گندگی کو صاف کر لے اور اسے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے (حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) آپ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم پیالے کو صاف کریں۔

آپ نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ یہ بات نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصے میں برکت موجود ہے؟ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

1726 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْمُعَلَّى بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي جَدَّتِي أُمُّ عَاصِمٍ وَكَانَتْ أُمُّ وَلَدٍ لِسِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا نَبِيْشَةُ الْخَيْرِ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فِي قِصْعَةٍ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ أَكَلَ فِي قِصْعَةٍ ثُمَّ لِحِسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقِصْعَةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ وَقَدْ رَوَى يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَيْمَةِ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ هَذَا الْحَدِيثُ

◀◀ سیدہ امّ عاصم رضی اللہ عنہا جو حضرت سنان بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی امّ ولد ہیں بیان کرتی ہیں حضرت نبی شریف رضی اللہ عنہ ہماری طرف آئے ہم اس وقت ایک پیالے میں کھا رہے تھے انہوں نے ہمیں یہ حدیث سنائی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی پیالے میں کھائے اور پھر اسے چاٹ لے تو وہ پیالہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف معالی بن راشد کے حوالے سے جانتے ہیں۔ یزید بن ہارون اور دیگر ائمہ نے معالی بن راشد کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

1725- اخرجہ مسلم (1607/3) کتاب الاشربة' باب: استحباب لعق الاصابع والقصعة' حدیث (2034/136) واحد (290, 177/3) عن حماد بن سلمة' عن ثابت فذكره.

1726- اخرجہ ابن ماجه (1089/2) کتاب الاطعمة' باب: نقيية الصحفة' حدیث (3271) واحد (76/5) والدارمی (96/2) کتاب الاطعمة' باب: في لعق الصحفة من طريق المعلى بن راشد ابى اليمان' قال: حدثني جدتي ام عاصم' فذكره.

شرح

کھانا کھانے کے دوران گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھانا:

کھانا کھانے کے شرعی آداب کو پیش نظر رکھ کر کھانا کھانا چاہیے۔ پہلے دونوں ہاتھ دھوئے جائیں۔ دسترخوان بچھایا جائے جس پر کھانا رکھا جائے، دایاں گھٹنا کھڑا کر کے بائیں بچھا کر بیٹھا جائے۔ بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے۔ تین انگلیوں سے کھایا جائے، دائیں ہاتھ سے کھایا جائے، اجتماعی کھانے کی صورت میں اپنے سامنے سے کھایا جائے، میانہ روی سے اور چبا کر کھایا جائے، ابتداء یا درمیان میں پانی پیا جائے، کوئی لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا کر کھالیا جائے۔ لقمہ غبار آلود ہو گیا ہو تو صاف کر کے کھایا جائے، لقمہ پلید ہو جانے پر اسے اٹھا کر پرندوں کے لیے بلند جگہ پر رکھ دیا جائے۔ اختتام پر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں چاٹ لی جائیں اور دونوں ہاتھ پانی سے بھی دھوئے جائیں۔

فائدہ نافعہ:

(۱) کھانا کھانے کے لیے دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں استعمال کی جائیں اور چار یا پانچ انگلیوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے، کیونکہ اس سے حرص اور لالچ کا اظہار ہوتا ہے جو مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔ تاہم پانچوں انگلیاں کھانے کے لیے استعمال کرنا حرام نہیں ہے لیکن یہ عادت نہیں بنانی چاہیے۔

(۲) جس برتن کو سالن وغیرہ کے لیے استعمال کیا جائے تو اسے بھی خوب صاف کر لیا جائے اور جب برتن صاف کر لیا جائے تو وہ صاف کرنے والے کے حق میں بخشش کی دعا کرتا ہے۔ یاد رہے کہ برتن کو صاف کرنے سے حرص و لالچ کا نہیں بلکہ سنت کا اظہار ہوتا ہے۔

(۳) معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ایک ایک ذرے اور چیز کو استغفار و دعاء بخشش کی تعلیم دی اور شعور بھی عنایت کر دیا ہے حتیٰ کہ کھانے کے لیے استعمال کیے جانے والا برتن کھانا کھانی والے کی شخصیت سے آگاہ ہوتا ہے اور جب وہ اسے صاف کرتا ہے تو اس کے حق میں دعاء بخشش کرتا ہے۔ برتن کی یہ دعا اہل اللہ، صالحین اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَكْلِ مِنْ وَسْطِ الطَّعَامِ

باب 12: ”کھانے“ کے درمیان میں سے کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1727 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

1727- اخرجہ ابو داؤد (348/3) کتاب الاطعمة، باب: ما جاء في الاكل من اعلى الصفحة، حدیث (3772) وابن ماجہ

(1090/2) کتاب الاطعمة، باب: النهی عن لاكل من ذروة الثريد، حدیث (3277) واحمد (300'270/1) '345'343

(364) والدارمی (100/2) کتاب الاطعمة، باب: في الذی یاكل مما یلیه، والحمیدی (243/1) حدیث (529) من طریق عطاء

بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس، فذکرہ۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ إِنَّمَا يُعْرَفُ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَقَدْ

رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کھانے کے درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے

اس لئے تم اس کے کناروں کی طرف سے کھایا کرو اس کے درمیان میں سے نہ کھایا کرو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ یہ حدیث عطاء بن سائب کے حوالے سے پہچانی گئی ہے اس

حدیث کو شعبہ اور ثوری نے عطاء بن سائب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

برتن کے درمیان سے کھانا کھانے کی ممانعت:

کھانے کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ کھانا بڑے برتن میں ہو خواہ انفرادی طور پر کھایا جائے یا اجتماعی طور پر تو اپنے سامنے اور کنارے سے کھایا جائے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں: (۱) اگر کھانا برتن کے درمیان سے کھایا جائے تو کھانا منتشر ہونے کے سبب برتن کا منظر قابل تعریف نہیں رہے گا۔ (۲) کھانا برتن کے درمیان میں محفوظ رہنے کی وجہ سے نظریں اس کی طرف متوجہ رہیں گی تو دل جلد سیر ہو جائے گا۔ (۳) جو حکمت تین انگلیوں اور چھوٹے چھوٹے لقمے لے کر کھانے میں ہے وہی حکمت برتن کے کنارے اور اپنے سامنے سے کھانے میں ہے۔ (۴) رحمت کا نزول کھانے کے درمیان میں ہوتا ہے اور یہ رحمت از ابتداء تا اختتام باقی رہے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الثُّومِ وَالْبَصْلِ

باب 13: لہسن اور پیاز کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1728 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

1728- اخرجہ البخاری (395/2) کتاب الاذان' باب: ما جاء في الثوم النيء والبصل والكرات' حديث (855) ومسلم

(468'467/2) كتاب المساجد' ومواضع الصلوة' باب' نهى من اكل ثوما او بصلا او كراثا او نحوها' حديث (73'72)

(564/74) من طرق عن جابر والنسائي (43/2) كتاب المساجد' باب: من يئتم من المسجد' واحد (380/3) وابن خزيمة

حديث (83/3) (1665'1664)

متن حدیث: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ قَالَ أَوْلَ مَرَّةٍ الثُّومِ ثُمَّ قَالَ الثُّومِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَلَا يَقْرَبُنَا فِي

مَسْجِدِنَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَآبِي أَيُّوبَ وَآبِي هُرَيْرَةَ وَآبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَقُرَّةَ بْنِ إِيَّاسِ

الْمُزَنِيِّ وَابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اسے کھالے (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) راوی نے ایک مرتبہ صرف لہسن کا ذکر کیا ہے اور پھر ایک مرتبہ لہسن، پیاز اور گندے کا ذکر کیا ہے (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تو وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت قرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہے۔

1729 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَانَا شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ سَمِعَ جَابِرَ

بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ

متن حدیث: نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَيُّوبَ وَكَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا بَعَثَ إِلَيْهِ بِفَضْلِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ يَوْمًا بِطَعَامٍ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَتَى أَبُو أَيُّوبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ ثَوْمٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيحِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سماک بن حرب بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں پڑاؤ کیا، جب نبی اکرم ﷺ کوئی چیز کھا لیتے تھے تو بچا ہوا کھانا حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو بھیج دیتے تھے ایک مرتبہ آپ نے کھانا حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا آپ نے اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ آپ سے کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس میں لہسن موجود تھا، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن میں اسے اس کی بو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1729- اخرجه احمد (5/94'95'103'106) عن سماك بن حرب، فذكره.

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي أَكْلِ الثُّومِ مَطْبُوحًا

باب 14: پکے ہوئے لہسن کھانے کی رخصت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1730 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدْوَيْهِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ وَالِدُ وَكَيْعٍ عَنْ أَبِي

إِسْحَاقَ عَنْ شَرِيكَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ

أَثَارِ صَحَابِهِ: نَهَى عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوحًا

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لہسن کھانے سے منع کیا گیا ہے البتہ پکے ہوئے کا حکم مختلف ہے۔

1731 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ شَرِيكَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا

يُصَلِّحُ أَكْلُ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوحًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ الْقَوِيِّ

اختلاف روایت: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ عَلِيٍّ قَوْلُهُ وَرَوَى عَنْ شَرِيكَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَرْسَلًا

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ صَدُوقٌ وَالْجَرَّاحُ بْنُ الضَّحَّاكِ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لہسن کھانا ٹھیک نہیں ہے البتہ پکے ہوئے (کا حکم مختلف ہے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر منقول ہے۔

یہ روایت شریک کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ روایت کے طور پر بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) امام بخاری فرماتے ہیں جراح بن ملیح ”صدوق“ ہیں اور جراح بن ضحاک ”مقارب الحدیث“ ہے۔

1732 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ

عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أُمَّ أَيُّوبَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِمْ فَتَكَلَّفُوا لَهُ طَعَامًا فِيهِ مِنْ بَعْضِ هَذِهِ

الْبُقُولِ فَكَّرَهُ أَكْلَهُ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُّوهُ فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوْذِيَ صَاحِبِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَأُمُّ أَيُّوبَ هِيَ امْرَأَةُ أَبِي أَيُّوبَ

الْأَنْصَارِيِّ

﴿﴾ سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاں پڑاؤ کیا ان لوگوں نے آپ کے لئے کھانا پکایا

1730- اخرجہ ابو داؤد (389/2) کتاب الاطعمۃ باب: فی اکل الثوم حدیث (3828)

732- اخرجہ ابن ماجہ (1116/2) کتاب الاطعمۃ باب: اکل الثوم والبصل والکراث حدیث (3364)

واحمد (462/433/6) والدارمی (102/2) کتاب الاطعمۃ باب: اکل الثوم وابن خزیمة (86/3) حدیث (1671)

جس میں کچھ سبزیاں ڈال دیں تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے کھانے کو ناپسند کیا آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم لوگ اسے کھا لو کیونکہ میں تمہاری مانند نہیں ہوں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں اس کے ذریعے اپنے ساتھی (فرشتے) کو اذیت پہنچاؤں گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے اور ام ایوب سے مراد حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔

1733 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ

قَالَ الثُّومُ مِنْ طَيِّبَاتِ الرِّزْقِ

توضیح راوی: وَأَبُو خَلْدَةَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ وَهُوَ ثَقَفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَدْ أَدْرَكَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَسَمِعَ مِنْهُ وَأَبُو الْعَالِيَةِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ هُوَ الرِّيَّاحِيُّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كَانَ أَبُو خَلْدَةَ خِيَارًا مُسْلِمًا

﴿﴾ ابو العالیہ بیان کرتے ہیں، لہسن بہترین رزق ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابوخلدہ کا نام خالد بن دینار ہے یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے اور ان سے احادیث سنی ہیں۔

ابو العالیہ کا نام رفیع ہے یہ ”ریاحی“ ہیں اور عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں ابوخلدہ بہترین مسلمان تھے۔

شرح

لہسن اور پیاز کھانے کی کراہت:

لفظ: ثوم، کا معنی ہے: لہسن۔ بصل: کا معنی ہے: پیاز۔ کراث: کا معنی ہے: گندنا اور فجل: کا معنی ہے: مولی۔ ان چیزوں میں سے کوئی ایک یا متعدد زیادہ مقدار میں کچی کھانے سے بدبودار ڈکاریں آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لیے یہ چیزیں کھا کر مسجد میں جانے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس کی بدبو سے نمازیوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہی حکم حقہ نوشی، سگریٹ پینے اور بیڑی وغیرہ کھانے کا ہے، کیونکہ ان چیزوں میں بھی بدبو ہے۔ تاہم ان چیزوں کو کم مقدار میں کھانے کے دوران بطور سلاہ استعمال کرنے یا ان کو پکا کر کھانے کے بعد مسجد میں جانے کی ممانعت نہیں ہے اور نہ کراہت، کیونکہ ان چیزوں کو پکانے سے بدبو ختم ہو جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص کے منہ یا زخم سے یا کپڑوں سے بدبو آتی ہو، اسے بھی مسجد، مذہبی محافل، دینی تقریبات، مجلس ذکر، درس قرآن اور درس حدیث وغیرہ میں جانے سے احتراز کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْمِيرِ الْإِنَاءِ وَأَطْفَاءِ السِّرَاجِ وَالنَّارِ عِنْدَ الْمَنَامِ

باب 15: سوتے وقت برتن ڈھانپنے، چراغ اور آگ کو بجھا دینے

کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1734 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَغْلِقُوا الْبَابَ وَأَوْكِنُوا السِّقَاءَ وَأَكْفِنُوا الْإِنَاءَ أَوْ خَمِّرُوا الْإِنَاءَ وَأَطْفِنُوا الْمِصْبَاحَ فَإِنَّ

الشَّيْطَانُ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا وَلَا يَحِلُّ وَكَاءً وَلَا يَكْشِفُ انِيَّةً وَإِنَّ الْفُؤَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (سوتے ہوئے) دروازے بند کر دو مشیکنزے کا منہ بند کر دو برتنوں کو اوندھا کر دو یا برتنوں کو ڈھانپ دو چراغ کو بجھا دو کیونکہ شیطان بند دروازے کو کھول نہیں سکتا اور جس کا منہ بند ہو اسے کھول نہیں سکتا اور ڈھانپنی ہوئی چیز کو ہٹا نہیں سکتا اور چوہا گھر کو لوگوں سمیت جلا سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1735 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سوتے وقت اپنے گھروں میں جلتی ہوئی آگ نہ چھوڑو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

سوتے وقت برتن ڈھانپنا، چراغ گل کرنا اور آگ بجھانا:

احادیث باب میں رات کے وقت سونے کی احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے جن پر عمل کرنے کے کثیر فوائد اور

1734- اخرجہ مسلم (1594/3) کتاب الاشریہ، باب: الامر بتعظیة الاناء وایکلاء السقا، حدیث (210/96) واہو داؤد (365/2) کتاب الاشریہ، باب: فی ایکلاء الانیة، حدیث (3732)

1735- اخرجہ البخاری (88/11) کتاب الاستئذان، باب: لا تترك النار فی البیت عند النوم، حدیث (6293) ومسلم (1596/3) کتاب الاشریة، باب: الامر بتعظیة الالباء وایکلاء القاء واطفاء السراج، حدیث (2015/100) واہو داؤد (784/2)

کتاب الاداب، باب: فی اطفاء النار باللیل، حدیث (5246) واہن ماجہ (1239/2) کتاب الاداب، باب: اطفاء النار البیت، حدیث (3769)

نظر انداز کرنے کے بہت سے نقصانات ہیں۔ احتیاطی تدابیر کے حوالے سے پانچ احکام جاری کیے گئے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

۱- اغلقوا الباب: بسم اللہ پڑھ کر گھر کا دروازہ بند کر دینا چاہیے تاکہ نہ شیطان گھر میں داخل ہو اور نہ چور وغیرہ۔ دروازہ کھلا رہنے کی وجہ سے چور گھر میں داخل ہو کر مالی اور جانی نقصان کر سکتا ہے۔

۲- اوکثرو السقاء: بسم اللہ پڑھ کر مشکیزے کا منہ ڈوری سے باندھ دیا جائے تاکہ اس میں کیڑا مکوڑا داخل نہ ہو اور شیطان بھی ڈوری کو نہ کھول سکے۔

۳- اکفئوا الأناء: بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو اوندھا کر دینا چاہیے یا انہیں ڈھانپ دینا چاہیے یعنی اگر خالی ہوں تو برتن اوندھے کر دیے جائیں ورنہ کسی کیڑے وغیرہ سے ڈھانپ دینا چاہیے تاکہ ان میں کوئی سانپ یا کیڑا مکوڑا داخل نہ ہو سکے۔

۴- اطفنوا المصباح: بسم اللہ پڑھ کر چراغ گل کر دینا چاہیے کیونکہ جلتا چھوڑنے پر اس بات کا قوی امکان ہے چوہا اس کی ہتی کو کھینچے اور کپڑوں وغیرہ پر پھینک دے جس سے تمام گھر بھی جل سکتا ہے۔

۵- لاتترکوا النار فی بیوتکم حین تنامون: سوتے وقت بسم اللہ پڑھ کر جلتی ہوئی آگ کو بھی بجھا دینا چاہیے تاکہ سوتے میں چوہا اس پر کوئی چیز پھینک کر مزید آگ بھڑکا کر گھر کو جلانے کا سامان پیدا نہ کرے۔

سوال: پہلے حکم میں یہ بتایا گیا ہے کہ گھر کا دروازہ اس لیے بند کیا جاتا ہے کہ شیطان داخل نہ ہو، حالانکہ شیطان دروازے کا محتاج نہیں ہے وہ انسان میں بھی خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے؟

جواب:- جب بسم اللہ پڑھ کر گھر کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے تو تسمیہ کی برکت سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور وہ اندر آنے سے بھی قاصر رہتا ہے۔ علاوہ ازیں بسم اللہ کی برکت سے چور کی چوری سے بھی گھر محفوظ ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ:

رات کو سوتے وقت جس طرح چراغ کو گل کرنے اور جلتی ہوئی آگ کو بجھانے کا حکم ہے، اسی طرح بجلی کا بلب وغیرہ بھی بجھا دینا چاہیے کیونکہ اس سے بھی آگ لگنے کا امکان ہے، ایسے کئی واقعات پیش آچکے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْقِرَانِ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ

باب 16: دو کھجوریں ملا کر کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1736 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ وَعُبَيْدُ اللَّهِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنِ جَبَلَةَ

بْنِ سَعِيمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

1736- اخرجہ البخاری (127/5) کتاب المظالم، باب: اذا اذن انسان لآخر شيئا جاز، حدیث (2455) (156/5) کتاب

الشركة، باب: القرآن في التمر بين الشركاء، حدیث (2489، 2490) (482/9) کتاب الاطعمة، باب: القرآن في التمر، حدیث

(5446) ومسلم (1617/3) کتاب الاشربة، باب: نهى الاكل مع جماعة عن قرآن تمرتين، حدیث (151) وابوداؤد

(390/2) کتاب الاطعمة، باب: الاقرآن يف التمر عند الاكل، حدیث (3834) وابن ماجه (1106/2) کتاب الاطعمة، باب:

النهى عن قرآن التمر، حدیث (3331، 3332)

متن حدیث: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتَّى يَسْتَاذِنَ صَاحِبَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے دو کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع کیا ہے البتہ اگر اپنے ساتھی سے اجازت لے لی جائے (تو ایسا کرنا جائز ہے)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت:

جب اجتماعی کھانا کھایا جا رہا ہو یا کوئی دوسری چیز کھائی جا رہی ہو تو اخلاق کا تقاضا ہے کہ دوسرے کے حق پر ڈاکہ زنی کی کوشش نہ کی جائے بلکہ اسے اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہوئے زیادہ کھانے کا موقع فراہم کیا جائے۔ ایسے موقع پر اگر دوسرے کو اپنے پر ترجیح کا حوصلہ نہ ہو تو مساوات کے ضابطہ کے پیش نظر انصاف سے ضرور کام لیا جائے۔ اگر تیز رفتاری یا بڑے بڑے لقمے لے کر یا ایک کھجور کے بجائے دو کھجوریں یا ایک انگور کے بجائے دو انگور کھانا شروع کرے تو اس سے کئی نقائص سامنے آتے ہیں۔ جو مسلمان کی شایان شان نہیں ہو سکتے: (۱) ایسی حرکت اسلامی اخلاق کے منافی ہے۔ (۲) اس سے حرص و خود غرضی کا اظہار ہوتا ہے۔ (۳) اجتماعی کھانا کھانے کے آداب کے خلاف ہے۔ (۴) دوسرے لوگوں کی حق تلفی اور زیادتی کا موجب ہے۔

سوال: دوسری روایت میں دو کھجوریں ملا کر کھانے کی اجازت بھی مذکور ہے: کنت نهيتكم عن القران في التمر وان الله وسع عليكم فاقروا (کتاب الناح والسنوخ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع کیا تھا، بیشک اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسیع رزق عطا کیا ہے، لہذا تم کھجوریں ملا کر کھا سکتے ہو۔ اس طرح حدیث باب اور اس روایت کے درمیان تعارض ہوا؟

جواب: حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس تعارض کا ارتقاع یوں کرتے ہیں کہ حدیث باب اصح اور اشہر ہے جبکہ یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ لہذا حدیث باب کو ترجیح حاصل ہوگی اور اسے منسوخ قرار دینا درست نہیں ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۹ ص ۵۷۱) اس طرح دونوں روایات میں تعارض باقی نہیں رہا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ التَّمْرِ

باب 17: کھجور کھانے کے مستحب ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1737 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: بَيْتٌ لَا تَمْرٌ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَى امْرَأَةِ أَبِي رَافِعٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ إِلَّا مِنْ

هَذَا الْوَجْهِ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارِي: قَالَ وَسَلَّيْتُ الْبُخَّارِيَّ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ

﴿﴾ سَيِّدَةُ عَائِشَةَ صَدِيقَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهَا نَقَلَتْ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي رَافِعٍ

بُھوکے ہوتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں جو حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں یہ

حدیث اس حوالے سے ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف ہشام بن عروہ کے حوالے سے اسی سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق یحییٰ بن حسان کے

علاوہ اور کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

شرح

کھجور کی اہمیت و فضیلت

حدیث باب میں کھجور کی اہمیت و فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور نہ ہو اس کے اہل خانہ بھوکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ دنیا کے ہر علاقہ یا

خطہ میں کھجور دستیاب نہیں ہے اور اگر کسی علاقہ میں دستیاب ہے تو گراں ہے، اس حدیث پر عمل کیسے ہو سکتا ہے؟ حضرت شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث باب کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ نظام خانہ داری میں یہ چیز شامل کیا جائے کہ بازار سے سستی

ملنے والی چیز خواہ معمولی ہو، اس کا گھر میں ہونا ضروری ہے مثلاً ہمارے دیار میں گاجر وغیرہ اور حرین شریفین میں کھجور وغیرہ تاکہ اہل

خانہ کو کسی بھی فرد کو جب بھوک ستائے تو گھر میں کھانا دستیاب ہو تو ٹھیک ہے ورنہ بروقت یہی چیز کھا کر بھوک بجھائی جائے۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ، ج ۵ ص ۲۸۴)

1737- اخرجہ مسلم (1618/3) کتاب الاشرۃ باب: اذخال التمر ونحو من الاقوات للعیال حدیث (2046/152)

وابو داؤد (390/2) کتاب الاطعمۃ باب: فی التمر حدیث (3831) وابن ماجہ (1104/2) کتاب الاطعمۃ باب: التمر حدیث

(3327) والدارمی (104'103/2) کتاب الاطعمۃ باب: فی التمر من طریق سلیمان بن بلال عن ہشام عروۃ عن ابیہ

فذکرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَمْدِ عَلَى الطَّعَامِ إِذَا فُرِغَ مِنْهُ

باب 18: کھانے سے فارغ ہو جانے کے بعد اس پر حمد بیان کرنے

کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1738 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ

سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيُحَمِّدَهُ عَلَيْهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرٌ وَاحِدٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ نَحْوَهُ

وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے راضی

ہو جاتا ہے جو کچھ کھاتا ہے یا پیتا ہے تو اس پر اس کی حمد بیان کرتا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اس حدیث کو کئی راویوں نے زکریا بن ابوزائدہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے اور ہم اس حدیث کو صرف زکریا بن

زائدہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

کھانے اور پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بجالانا:

جب بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت کھائی جائے یا پی جائے خواہ کھانا کھایا جائے یا پانی پیاجائے تو فراغت پر بطور شکر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ضرور بجالائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالانے کے مختلف روایات میں مختلف الفاظ بیان کیے گئے ہیں۔ تاہم اگر صرف الحمد للہ کے الفاظ کہہ دیے جائیں تو حمد باری تعالیٰ ادا ہو جائے گی۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مَعَ الْمَجْدُومِ

باب 19: جذام کے مریض کے ساتھ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1739 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْقَرُ وَابْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ

1738- اخرجہ مسلم (2095/4) کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: استحباب حمد اللہ تعالیٰ بعد الاكل والشرب، حدیث (2734/89) واحد (117/100/3) من طریق زکریا بن ابی زائدہ عن سعید بن ابی بردة فذکرہ۔

حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْدُومٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ ثُمَّ قَالَ كُلْ

بِسْمِ اللَّهِ ثِقَةً بِاللَّهِ وَتَوَكَّلًا عَلَيْهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ

الْمُفَضَّلِ بْنِ فَضَالَةَ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ هَذَا شَيْخٌ بَصْرِيُّ وَالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ شَيْخٌ آخَرُ بَصْرِيُّ أَوْثَقُ مِنْ

هَذَا وَأَشْهَرُ

آثَارِ صَحَابِهِ: وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ ابْنِ بَرِيدَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخَذَ بِيَدِ
مَجْدُومٍ وَحَدِيثُ شُعْبَةَ اثْبَتٌ عِنْدِي وَأَصَحُّ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جذام کے ایک مریض کا ہاتھ تھاما اور اس کا ہاتھ اپنے
پیالے میں ڈال کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہوئے اس پر توکل کرتے ہوئے کھانا شروع کرو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف یونس بن مغفل بن فضالہ سے منقول جانتے ہیں یہ
صاحب بصری شیخ ہیں اور مغفل بن فضالہ جو دوسرے ہیں وہ مصری ہیں وہ ان سے زیادہ مستند اور مشہور ہیں۔
شعبہ نے اس حدیث کو حبیب بن شہید کے حوالے سے ابن بریدہ کے حوالے سے نقل کیا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جذام کے
ایک مریض کا ہاتھ تھاما، تاہم شعبہ کی حدیث میرے نزدیک زیادہ مستند ہے۔

شرح

کوڑھی کے ساتھ کھانا تناول کرنا:

لفظ جذام: سے مراد ایسا مرض ہے جو فساد خون کے سبب انسان کے جسم پر ظاہر ہوتا ہے، اعضاء پرورم نمایاں ہو جاتے ہیں اور
انگلیاں سڑگل کر کرنا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر فساد خون کے باعث جسم پر سفید دھبے ظاہر جائیں تو اس مرض کو ”برص“ کہا جاتا ہے۔
کسی مرض کا از خود متعدی ہونا، اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ
مسبب الاسباب، امراض کے پیدا کرنے والا اور انہیں ختم کرنے والا ہے۔ قولی اور فعلی روایات میں جذام (مرض) کے دونوں
پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک طرف یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ مرض متعدی نہیں ہوتا اور کوڑھی شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ دوسرے پہلو کو یوں واضح کیا گیا ہے کہ کوڑھی شخص سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگا جاتا ہے۔

نیز قبیلہ بنو ثقیف کے وفد کے ارکان میں سے ایک کوڑھی شخص بھی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس نہیں آنے دیا
تھا بلکہ اسے بھگا دیا تھا۔ گویا احادیث میں ہمیں دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ اس مسئلہ کا ماحصل یا خلاصہ
یہ ہے کہ جس علاقہ میں یہ مرض موجود ہو، دوسرے لوگوں کو وہاں جانا نہیں چاہیے اور اہل علاقہ کو وہاں سے ہجرت نہیں کرنی چاہیے۔

گویا ایک طرف احتیاطی پہلو ہے اور دوسری طرف توکل علی اللہ کا پہلو ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل و اعتماد کی ضرورت تو اس شخص کے لیے ہے جو کوڑھی کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے اور اس طرح تعدیہ کی فکر اور مرض کے لاحق ہونے کا اندیشہ بھی اسے ہونا چاہیے نہ کہ مجزوم کو، تو پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجزوم کو یہ تعلیم کیوں دی تھی؟

جواب: بعض اوقات مریض کو بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ کوڑھی ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اہل خانہ کے ساتھ کھانا کھائے جس وجہ سے اس کی اولاد کو بھی یہ مرض لاحق ہو جائے۔ اسی طرح باشعور مریض اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرے گا کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کھانا کھا کر آپ کی ذات کو مریض بنائے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو من جانب اللہ کمال درجہ کا توکل و اعتماد حاصل تھا تو آپ نے مجزوم کو بھی اس کی تعلیم ارشاد فرمادی کہ تم میرے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ، کیونکہ مجھے کسی مرض لاحق ہونے کا ہرگز اندیشہ نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مَعِيَ وَوَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

باب 20: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے

اس حوالے سے جو کچھ منقول ہے

1740 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مَعِيَ وَوَاحِدٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَأَبِي مُوسَى وَجَهَّجَاهِ

الْغِفَارِيِّ وَمَيْمُونَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مؤمن ایک آنت

میں کھاتا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1739- اخرجہ ابو داؤد (413/2) کتاب الطب، باب: فی الطیرة، حدیث (3925) وابن ماجہ (1172/2) کتاب الطب، الجذام، حدیث (3542)

1740- اخرجہ البخاری (446/9) کتاب الاطعمہ، باب: المؤمن یاکل فی معی واحد، حدیث (5393، 5394) ومسلم

(1631/3) کتاب الاشریة، باب: المؤمن یاکل فی معی واحد، حدیث (182، 183، 184، 2060) وابن ماجہ (1084/2)

کتاب الاطعمہ، باب: المؤمن یاکل فی معنی واحد، حدیث (3257) واحد (145، 43، 21/2) من طریق نافع، فذکرہ۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت جبجہ غفاری رضی اللہ عنہ، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمن بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1741 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحَلَبَتْ فَشَرِبَ ثُمَّ أُخْرِي فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرِي فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ أَصْبَحَ مِنَ الْغَدِ فَاسْتَلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحَلَبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأُخْرِي فَلَمْ يَسْتَتْمَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مَعِي وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کافر شخص کو اپنا مہمان بنایا آپ نے اس کے لئے حکم دیا ایک بکری کا دودھ اس کے لئے دوہ لیا گیا اس نے اسے پی لیا پھر دوسری کا دودھ لیا گیا اس نے اسے بھی پی لیا پھر اگلی کا دودھ لیا گیا اس نے اسے بھی پی لیا یہاں تک کہ اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا اگلے دن صبح وہ شخص مسلمان ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اس کے لئے بکری کا دودھ دوہ لیا گیا وہ اس نے پی لیا پھر آپ کے حکم کے تحت اس کے لئے دوسری بکری کا دودھ دوہ لیا گیا تو وہ اسے پورا نہیں پی سکا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اور سہیل سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

مؤمن کا ایک آنت سے اور کافر سات آنتوں سے کھانا:

ایک کافر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان بنا جس نے رات کے وقت یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ نوش کر لیا۔ صبح ہونے پر وہ مسلمان ہو گیا، اسے ایک بکری کے بعد دوسری بکری کا دودھ پیش کیا گیا تو وہ مکمل طور پر اسے پینے سے قاصر رہا۔ اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن کو اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل ہوتا ہے اور وہ کھانے پینے سے قبل بسم اللہ پڑھ لیتا ہے، تو خورد و نوش کی چیز میں برکت آ جاتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ تھوڑا کھانے اور تھوڑا پینے سے سیر ہو جاتا ہے جبکہ کافر کو یہ برکت حاصل نہیں ہوتی تو وہ زیادہ کھانے اور پینے سے بھی سیر نہیں ہوتا۔

1741- اخرجہ مالک فی الموطأ (2/924) کتاب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ما جاء فی معی الکافر، حدیث (10)

ومسلم (3/1632) کتاب الاشریة، باب: المؤمن باکل فی معی واحد، حدیث (186/2063) واحد (2/375) من طریق

مالک، عن سہیل بن ابی صالح، عن ابیہ، فذکرہ۔

سوال: یہ بات عام مشاہدہ کے خلاف ہے، کیونکہ بعض مومن زیادہ کھاتے اور بعض کافر کم کھاتے ہیں۔ علاوہ ازیں کھانا ابتداءِ معدہ میں پہنچتا ہے، پھر فضلہ کی شکل میں انتڑیوں میں جاتا ہے جبکہ مومن اور کافر کی انتڑیاں یکساں ہوتی ہیں؟

جواب: حدیث باب میں محض ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ مومن کو آخرت کی فکر دامن گیر ہوتی ہے جبکہ کافر کو پیٹ کی فکر ستاتی رہتی ہے، دنیا کی طرف مومن کی توجہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی خوراک کم ہوتی ہے اور مسلمان کی شان کے لائق بھی یہی ہے جبکہ کافر ایمانی دولت سے محروم ہوتا ہے اور دنیا کے حرص و خود غرضی کے باعث اس کی خوراک بھی زیادہ ہوتی ہے۔

فائدہ نافعہ:

سات آنتوں سے مراد سات برائیاں ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) حرص و خود غرضی، (۲) لمبی آرزو، (۳) مال داری، (۴) حسد، (۵) بری طبیعت (۶) لالچ و طمع، (۷) موٹا ہونے کی وجہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي طَعَامِ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ

باب 21: ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کافی ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1742 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتْنٌ حَدِيثٌ: طَعَامُ الْإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہوتا ہے اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1743 وَرَوَى جَابِرٌ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ

سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

1742- اخبرجه مالك (928/2) كتاب صفة النبي صلى الله عليه وسلم باب: جامع في الطعام والشراب، حديث (20) البخاري (445/9) كتاب اطعمة، باب: طعام الواحد- حديث (5392) ومسلم (1630/3) كتاب الاشربة، باب: فضيلة المواساة في الطعام القليل، حديث (2057/178) واحمد (244/2) والحميدي (458/2) حديث (1068) من طريق ابى الزناد عن الاعراج، فذكره.

سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا
 ﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات بھی نقل کی ہے: ایک آدمی کا
 کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے دو کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہوتا ہے۔
 یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

ایک شخص کا کھانا دو کے لیے کافی ہوتا:

اسلامی مکارم اخلاق میں سے ایک ”ایثار“ ہے، جس کا مطلب ہے کسی معاملہ میں دوسرے شخص کو اپنے آپ سے مقدم رکھنا،
 خواہ یہ کھانے پینے کی صورت ہو یا کوئی دوسرا سلسلہ ہو، ایثار کا عمدہ درجہ اس ارشاد باری تعالیٰ میں بیان کیا گیا ہے: وَيُؤْتِرُونَ عَلٰی
 اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر: 9) ”وہ لوگ دوسروں کو اپنے آپ پر مقدم رکھتے ہیں خواہ وہ خود افاقہ سے ہوں“۔ اس
 حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کھانا اتنی مقدار میں ہو کہ ایک شخص خوب پیٹ بھر کر کھا سکتا ہو، تو وہ اکیلا کھانا کھانے کی بجائے ایثار کرتا
 ہو اپنے ساتھ اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی کو شامل کرے جس سے دونوں کا تقریباً گزرا رہ جائے۔ یہ ایثار کا ادنیٰ درجہ ہے۔
 ایثار کرنے سے آدمی ایک طرف اپنے مسلمان بھائی کی دعائیں لیتا ہے اور دوسری طرف اپنے پروردگار کو خوش کر لیتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْجَرَادِ

باب 22: ٹڈی کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1744 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُورِ الْعَبْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى

أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ سِتَّ

غَزَوَاتٍ وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ فَقَالَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے ان سے ٹڈی کھانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو

انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چھ غزوات میں شرکت کی ہے جس میں ہم ٹڈی کھایا کرتے تھے۔

1744 - اخرجہ البخاری (539/9) کتاب الذبائح والصيد حدیث (5495) واخرجہ مسلم (1546/3، 1547) کتاب

الصيد والذبائح باب: اباحة الجراد حدیث (1952/52) واہو داؤد (385/2) کتاب الاطعمة باب: فی اکل الجراد حدیث

(3812) والنسائی (210/7) کتاب الصيد والذبائح باب: الجراد والدارمی (91/2) کتاب الاطعمة باب: فی اکل الجراد

واحد (357/353/4) والحمیدی (311/2) حدیث (713) وعد بن حمید (186) حدیث (526) من طریق ابی يعفور

فذکرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت کو سفیان بن عیینہ نے حضرت ابو یعفر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، تاہم اس میں چھ غزوات کا ذکر ہے، جب کہ سفیان ثوری اور دیگر اہل علم نے اسے حضرت ابو یعفر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں سات غزوات کا ذکر ہے۔

1745 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ وَالْمُوَمَّلُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ

عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجِرَادَ

اِخْتِلَافٍ رَوَيْتُ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ

غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجِرَادَ

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو يَعْفُورٍ اسْمُهُ وَقَدْ وَيُقَالُ وَقَدَانُ أَيْضًا وَأَبُو يَعْفُورٍ الْأَخْرُ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْدِ

بْنِ نِسْطَاسٍ

◀◀ ابو یعفر حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں، ہم لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی جس میں ہم ٹڈی کھاتے رہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شعبہ نے اس حدیث کو ابو یعفر کے حوالے سے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں، ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایسے کئی غزوات میں شرکت کی ہے۔ جن میں ہم ٹڈی کھایا کرتے تھے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو یعفر کا نام ”واقد“ ہے اور ایک قول کے مطابق ”وقدان“ کہا جاتا ہے۔

دوسرے ”ابو یعفر“ کا نام عبد الرحمن بن عبید بن نسطاس ہے۔

شرح

ٹڈی کھانے کا مسئلہ:

ٹڈی: یہ پردار پرندہ ہوتا ہے جو چڑیا کے برابر ہوتا ہے، جماعت کی شکل میں آتا ہے جسے ”ٹڈی دل“ کہا جاتا ہے۔ یہ درختوں

فصلوں اور پھلوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ جانور بالا جماع حلال ہے۔ یہ ذبح بھی کیا جاسکتا ہے اور ذبح کے بغیر بھی حلال ہے۔ جب مڈی مردہ حالت میں پائی جائے تو اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مڈی مری ہوئی حلال ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَانِ وَ دِمَانٌ، الْمَيْتَانِ: الْحَوْتِ وَ الْجِرَادِ، وَ الدِّمَانُ: الْكَبِدُ وَ الطَّحَانُ: (مشکوٰۃ الصالح رقم الحدیث ۴۱۳۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال قرار دیے گئے ہیں۔ دو مردار یہ ہیں: مچھلی اور مڈی۔ اور دو خون یہ ہیں: کلیجی اور تلی۔“

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مری ہوئی مڈی حلال نہیں ہے بلکہ اسے ذبح کرنا ضروری ہے۔ اس کے ذبح کرنے کے طریقہ کار میں بھی اختلاف ہے۔ ایک قول ہے کہ اس کا سر کاٹ دینا ہی ذبح ہے۔ ایک قول ہے: اگر یہ ہنڈیا یا آگ میں گر کر مر جائے تو حلال ہے جبکہ از خود مر جائے یا کسی برتن میں گر کر ہلاک ہو جائے تو حلال نہیں ہوگی۔ علامہ ابن وہیب کا قول ہے، اسے پکڑ لینا ہی اس کا ذبح ہے۔

سوال: احادیث باب سے مڈی کھانے کی حلت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی کراہت ثابت ہے، وہ روایت یوں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مڈی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اَكْثَرُ جُنُودِ اللَّهِ لَا آكَلَهُ وَلَا أَحْرَمَهُ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۸۱۲) مڈی دل اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا شکر ہے، میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں۔ ان احادیث میں تعارض ہوا؟

جواب: احادیث باب متنا و سند اقویٰ ہیں جبکہ ان کے مقابل حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سنداً ضعیف ہے اور اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

سوال: حضرت ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں چھ غزوات کا اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں سات غزوات کا ذکر ہے جبکہ حضرت شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں بالکل تعداد کا ذکر نہیں ہے یہ تو احادیث میں تعارض ہوا؟

جواب: روایات میں تعارض نہیں ہے بالکل رواۃ کی احتیاط پر محمول ہیں۔ جس طرح کسی راوی نے حدیث سماعت کی اسی طرح من و عن اسے آگے بیان کر دیا۔ لہذا روایات میں تعارض کی صورت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عَلَى الْجَرَادِ

باب 23: مڈیوں کے لیے دعائے ضرر کرنا

1746 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ

1746- اخرجہ ابن ماجہ (2/1073، 1073) کتاب الصيد، باب: صید الحیتان والجراد، حدیث (3221) من طریق زیاد

بن عبد اللہ بن علان، عن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی، عن ابنہ، فذکرہ.

اللہ بن عُلانۃ عن موسیٰ ابنِ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمِ التِّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَا
متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا عَلٰی الْجَرَادِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَهْلِكَ الْجَرَادَ اَقْتُلْ
 كِبَارَهُ وَاَهْلِكَ صِغَارَهُ وَاَفْسِدْ بَيْضَهُ وَاَقْطَعْ دَابِرَهُ وَخُذْ بِاَفْوَاهِهِمْ عَنْ مَعَاشِنَا وَاَرْزُقْنَا اِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ قَالَ
 فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَدْعُو عَلٰی جُنْدٍ مِّنْ اَجْنَادِ اللّٰهِ بِقَطْعِ دَابِرِهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا نَثْرَةٌ حُوَّتِ فِي الْبَحْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِیْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَمُوسَىٰ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمِ التِّیْمِیُّ قَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ وَهُوَ كَثِیْرُ الْغَرَائِبِ وَالْمَنَاكِبِ وَاَبُوهُ
 مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمٍ ثِقَّةٌ وَهُوَ مَدَنِيٌّ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹڈیوں کے لیے
 دعائے ضرر (ان الفاظ میں) کی:

”اے اللہ! ٹڈیوں کو ہلاک کر دے۔ بڑی ٹڈیوں کو قتل کر دے اور چھوٹی کو ہلاک کر دے۔ ان کے انڈوں کو خراب
 کر دے اور ان کی نسل ختم کر دے۔ ہماری زندگی اور ہمارے رزق (خوراک) سے انہیں منہ سے پکڑ لے (یعنی دور
 کر دے) بے شک تو دعا کو سننے والا ہے۔“

راوی بیان کرتے ہیں، ایک صاحب نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ اللہ تعالیٰ کی ایک قسم کی مخلوق کی نسل ختم کرنے کی
 دعا کیوں کر رہے ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سمندر میں مچھلی کی قسم ہے (یعنی ان کی نسل ختم نہیں ہوگی)۔
 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔
 موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی نامی راوی کے بارے میں کلام کیا گیا ہے، کیونکہ وہ بکثرت غریب اور منکر روایات نقل کرتے
 ہیں۔

ان کے والد محمد بن ابراہیم ثقہ ہیں اور مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

شرح

ٹڈی دل سے نجات کی دعا کرنا:

ٹڈی دل جب کسی علاقہ میں حملہ آور ہوتا ہے تو لوگوں کے درختوں، پھلوں اور فصلوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ان کے نقصان
 سے بچنے کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ دعا نجات فرمائی:

اللّٰهُمَّ اَهْلِكَ الْجَرَادَ وَاَقْتُلْ كِبَارَهُ وَاَهْلِكَ صِغَارَهُ وَاَفْسِدْ بَيْضَهُ وَاَقْطَعْ دَابِرَهُ وَخُذْ بِاَفْوَاهِهِمْ عَنْ
 مَعَاشِنَا وَاَرْزُقْنَا اِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ .

فائدہ نافعہ:

حدیث کے مضمون سے ثابت ہوا کہ ضرر رساں مخلوق کے بارے میں دعا نجات کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس دعا کا مقصد ہلاکت نہیں ہے بلکہ ضرر رسائی سے نجات کا حصول ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْجَلَالَةِ وَالْبَانِهَا

باب 24: نجاست کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے اور دودھ پینے

کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1747 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَذَا حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَانِهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اختلاف سند: وَرَوَى الثَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے اور ان کا

دودھ پینے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ثوری نے اسے ابن ابوشیح کے حوالے سے، مجاہد کے حوالے سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا

ہے۔

1748 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ

ابن عَبَّاسٍ

1747- اخرجہ ابوداؤد (379/2) کتاب الاطعمة، باب: النهی عن اكل الجلالة والبانها، حدیث (3785) وابن ماجه

(1064/2) کتاب الذبائح، باب: النهی عن لحوم الجلالة، حدیث (3189) من طریق محمد بن اسحق، عن ابن ابی نجیح، عن

مجاهد، فذکرہ۔

1748- اخرجہ البخاری (93/10) کتاب الاشرية، باب: الشرب من قم السقاء، حدیث (5629) وابو داؤد (362/2)

کتاب الاشرية، باب: الشراب من فی السقاء، حدیث (3719) (3786) واحمد (226/1) (241'293'321'339) من طریق

عکرمه فذکرہ۔

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُجْتَمَةِ وَكَبِنِ الْجَلَالَةِ وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي

السِّقَاءِ

اسناد دیگر: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنے سے منع کیا ہے، گندگی کھانے والے جانوروں کا دودھ پینے سے منع کیا ہے، مشکیزے کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پینے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: محمد بن بشار فرماتے ہیں: اس حدیث کو قتادہ نے عکرمہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

شرح

نجاست خور جانوروں کے گوشت اور دودھ کا شرعی حکم:

لفظ: الجلالة: کا معنی ہے: لید، میگنی۔ لفظ: الجلالة اسم مبالغہ کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: وہ جانور ہے جو لید اور میٹگنیاں کھاتا ہے۔ جو جانور اکثر چارہ کھاتا ہو اور کبھی کبھار غلاظت کھاتا ہو، تو اسے ”جلالہ“ نہیں کہا جاسکتا۔ بعض فقہار کے نزدیک کثرت و قلت مدار نہیں ہے، بلکہ بدبو مدار ہے۔ جب گوشت، پسینہ اور دودھ میں بدبو موجود ہو تو جلالہ ہے ورنہ جلالہ نہیں ہے۔

جلالہ (جانور) کے دودھ اور گوشت کی حلت و حرمت کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مکروہ تحریمی (حرام) ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

جلالہ (جانور) کے دودھ اور گوشت سے انتفاع کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو گھر میں باندھ دیا جائے تاکہ وہ غلاظت نہ کھائے اور اسے مسلسل چارہ ڈالا جائے حتیٰ کہ اس کے پسینہ، دودھ اور گوشت کی بدبو ختم ہو جائے۔ بڑے جانور گائے وغیرہ کو چالیس دن، درمیانے جانور بکری وغیرہ کو پانچ دن اور چھوٹے جانور مرغی وغیرہ کو تین دن تک بند رکھنے سے وہ جلالہ نہیں رہے گا۔ پھر اس کے دودھ اور گوشت سے انتفاع کرنا جائز ہو جائے گا۔

فائدہ نافعہ:

جب کوئی جانور اکثر چارہ کھاتا ہو مگر کبھی غلاظت کھاتا ہو، وہ حلال ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کا گوشت کھایا

ہے حالانکہ وہ نجاست کھاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الدَّجَاجِ

باب 25: مرغی کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1749 سند حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ الطَّائِي حَدَّثَنَا أَبُو قَتَيْبَةَ عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زَهْدَمِ

الْجَرْمِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ يَأْكُلُ دَجَاجَةً فَقَالَ اذْنُ فَكُلْ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ زَهْدَمٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَهْدَمِ

تَوْشِيحُ رَاوِي: وَأَبُو الْعَوَّامِ هُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ

◄◄ زہدم جرمی بیان کرتے ہیں میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت مرغی کا گوشت کھا رہے

تھے انہوں نے فرمایا آگے ہو جاؤ اور کھاؤ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس (کے گوشت) کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے یہ حدیث اس کے علاوہ دیگر حوالوں سے زہدم کے حوالے سے منقول

ہے اور یہ حدیث صرف زہدم کے حوالے سے ہی ہم جانتے ہیں۔

ابوالعوام نامی راوی کا نام ”عمران القطان“ تھا۔

1750 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ زَهْدَمِ

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ لَحْمَ دَجَاجٍ قَالَ وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ

مِنْ هَذَا وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ أَيضًا عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ وَعَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ زَهْدَمِ

◄◄ زہدم بیان کرتے ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے

ہوئے دیکھا ہے۔

1749 - أخرجه البخاری (272/6) کتاب فرض الخمس باب: اذا بعث الامام رسولاً في حاجة: حديث (3133) واطرافه في

(4385'4415'5517'5518'6652'6649'6678'6680'6718'6719'6721'7555) وأخرجه مسلم (1270/3)

(1271) كتاب الايمان باب: ندب من حلف يسينا فرأى غيرها خيرا منها ان ياتي الذي هو خير ويكفر عن يسينه: حديث

(9) و ابو داؤد (9/7) كتاب الايمان والندور باب: من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها: حديث (3779) طرفاً منه

(206/7) كتاب الصيد والذبائح باب: اباحة اكل لحوم الدجاج: حديث (4346'4347)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں اس سے زیادہ کلام کیا جاسکتا ہے، تاہم امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ ایوب سختیانی نے اس حدیث کو قاسم تمیمی اور ابو قلابہ کے حوالے سے زبد مجرمی سے نقل کیا ہے۔

شرح

مرغی کا گوشت کھانا:

تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ مرغی کا گوشت حلال ہے۔ عام طور پر مرغی خلط کھاتی ہے یعنی پاک اور نجس اشیاء تو اس کے گوشت کو حلال قرار دیا جائے گا۔ تاہم اگر وہ فقط نجاست خور ہو تو وہ ”جلالہ“ جانور کے دائرہ میں آئے گی۔ اسے تین دن تک گھر میں بند رکھنے سے جلالہ نہیں رہے گی اور اس کے گوشت سے انتفاع درست ہوگا۔

فائدہ نافعہ:

مرغی کا گوشت کھانا سنت ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کا گوشت کھایا ہے، جس طرح حدیث باب سے عیاں ہے۔

مرغی کھانے کے فوائد:

مرغی خواہ جنگلی ہو یا پالتو، دونوں حلال ہیں۔ مرغی کا گوشت کھانے کے بہت سے فوائد ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) مرغی کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے۔ (۲) دماغ میں قوت پیدا کرتا ہے۔ (۳) قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے (۴) آواز میں خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ (۵) رنگ میں نکھار پیدا کرتا ہے۔ (۶) عقل میں اضافہ کرتا ہے۔ (۷) خون صاف کرتا ہے۔

(جمع الوسائل ص ۲۰۳)

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْحَبَارَى

باب 26: سرخاب کا گوشت کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1751 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَكَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حَبَارَى

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ وَيُقَالُ بُرَيْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ

1751- اخرجہ ابو داؤد (381/2) کتاب الاطعمۃ، باب: فی اکل لحم الحباری، حدیث (3797) من طریق ابراہیم بن عمر بن سفینۃ عن ابیہ فذکرہ۔

﴿﴾ ابراہیم بن عمر بن سفینہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سرخاب کا گوشت کھایا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں۔ ابراہیم بن عمر بن سفینہ سے ابن ابی فدیق نے حدیث نقل کی ہے ایک قول کے مطابق، ان کا نام برید بن عمر بن سفینہ

ہے۔

شرح

حباری (سرخاب) کا گوشت کھانا:

حباری: اس سے کونسا پرندہ مراد ہے؟ اس بارے میں بہت سے اقوال ہیں: (۱) یہ بٹیر کی شکل کا ہوتا ہے مگر اس کی ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں (۲) یہ سرخاب پرندہ ہے جو ہمارے دیار میں نایاب ہے (۳) ایک جنگلی پرندہ ہے جو خاک کی رنگ کا ہوتا ہے، پاؤں لمبے ہوتے ہیں مگر گردن بڑی ہوتی ہے (۴) یہ پرندہ بے وقوف ہوتا ہے اور اپنے بچوں سے خوب محبت کرتا ہے اور انہیں اڑنا سکھاتا ہے لیکن دوسرے جانوروں سے محبت نہیں کرتا۔ حباری کی حلت میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حباری کا گوشت کھایا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الشَّوَاءِ

باب 27: بھنا ہوا گوشت کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1752 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهَا قَرَّبَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ

وَمَا تَوَضَّأَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ وَالْمُغِيرَةَ وَأَبِي رَافِعٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے

سامنے بھنا ہوا پہلو کا گوشت رکھا تو آپ نے اسے کھالیا پھر آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور آپ نے از سر نو وضو نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے

1752- اخرجہ احمد (307/6) من طریق محمد بن یوسف ان عطاء بن یسار اخبرہ فذکرہ۔

احادیث منقول ہیں

یہ حدیث اس حوالے سے ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

بھنا ہوا گوشت کھانا:

لفظ: الشواء، سے مراد بھنا ہوا گوشت ہے۔ بھنا ہوا گوشت کھانا بھی جائز ہے اور شوربے والا بھی درست ہے۔ بھنا ہوا گوشت کھانا عیش و عشرت کے زمرے میں آتا اور نہ دینداری کے منافی ہے، کیونکہ حدیث باب سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنا ہوا گوشت پسند فرمایا اور کھایا بھی ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھنی ہوئی بکری کبھی پیش نہیں کی گئی جبکہ حدیث باب میں موجود ہے کہ بکری کا بھنا ہوا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جو آپ نے تناول فرمایا، یہ تو تعارض بین الروایات ہوا؟ اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں پوری بھنی ہوئی بکری کا ذکر ہے جبکہ حدیث باب میں بکری کے ایک پہلو کا ذکر ہے۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے علم کے مطابق اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے علم کے مطابق روایت بیان کی۔

بھنا ہوا گوشت خواہ لذیز ہوتا ہے لیکن زیادہ نافع شوربے والا ہوتا ہے، کیونکہ روایات میں مذکور ہے کہ جب گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ رکھا کرو۔ علاوہ ازیں شوربے کو احد اللحمین قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ نافع:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا بھنا ہوا گوشت کھانے کے بعد وضو کیے بغیر نماز ادا فرمائی، جس سے ثابت ہوا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو فاسد نہیں ہوتا۔ اس اعتبار سے روایت کا یہ حصہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف کی دلیل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَكْلِ مُتَكِنًا

باب 28: ٹیک لگا کر کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1753 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: أَمَّا أَنَا فَلَا أَكُلُ مُتَكِنًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

1753- اخرجہ البخاری (451/9) کتاب الاطعمة، باب: الاكل متكنا، حدیث (5398، 5399) و ابو داؤد (375/2) کتاب

الاطعمة، باب: ما جاء في الاكل، متكنا، حدیث (3769) وابن ماجه (1086/2) کتاب الاطعمة، باب: الاكل متكنا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ
اسناد دیگر: وَرَوَى زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ سَعِيدِ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ هَذَا
الْحَدِيثَ وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ

﴿﴾ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت علی بن النعمان اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ امام
ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہم اسے صرف علی بن اقمیر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

زکریا بن ابوزائدہ اور سفیان بن سعید اور دیگر اہل علم نے علی بن اقمیر کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے جب کہ شعبہ نے
سفیان ثوری کے حوالے سے اس حدیث کو علی بن اقمیر سے روایت کیا ہے۔

شرح

ٹیک لگا کر کھانے کی ممانعت:

کھانے کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ ٹیک لگا کر کھانا نہ کھایا جائے۔ ٹیک لگا کر کھانا کھانے کے کئی نقصان ہیں، جن میں
سے مشہور یہ ہیں: (۱) یہ طریقہ سنت کے خلاف اور آداب طعام کے منافی ہے (۲) ٹیک لگا کر کھانا کھانے سے پیٹ بڑھ جاتا ہے جو
کئی امراض کا موجب بن سکتا ہے (۳) یہ متکبر لوگوں کی حالت ہے، (۴) اس حالت میں کھانا کھانے سے انسان سرکش اور ضدی
بن جاتا ہے۔

ٹیک لگانے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں، جن میں زیادہ مشہور تین ہیں:

(i) کرتی پر بیٹھ کر کھانا کھانا: اس صورت میں انسان کھانا ضرورت سے زیادہ کھا لیتا ہے جو کسی پریشانی یا مرض کا سبب بھی بن
سکتا ہے۔

(ii) دیوار وغیرہ سے ٹیک لگا کر کھانا کھانا: اس صورت میں انسان کا پیٹ تار ہتا ہے اور غیر اختیاری طور پر زیادہ کھانا کھا لیتا
ہے جو کسی وقت بھی تکلیف کا موجب بن سکتا ہے۔

(iii) اپنے ہاتھ سے ٹیک لگانا: کھانا کھاتے وقت ایک طرف جھک کر اپنے ایک ہاتھ سے زمین پر ٹیک لگانا، یہ تکبر کی علامت
ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور اس کیفیت میں کھایا جانے والا کھانا بھی ضرر رساں ثابت ہو سکتا ہے۔

اس حدیث کا شان و رواد اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے ٹیک لگا کر تشریف
فرماتے تھے کہ ایک اعرابی نے آپ کی خدمت میں گوشت پیش کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے ٹیک ترک کرنے کے لیے
عرض لیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام بھی پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اختیار دیا ہے کہ دنیا میں نبی سلطان بنیں یا عبد نبی بنیں؟ ساتھ ہی

بطور مشورہ عرض کیا: آپ تو اضع کی صورت کو اختیار فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عبد نبی بننا پسند کرتا ہوں۔ عبدیت کے سبب تکبر و غرور سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے، لہذا آپ نے ٹیک لگانے کو بھی ترک فرمادیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَوَاءَ وَالْعَسَلَ

باب 29: نبی اکرم ﷺ کے میٹھی چیز اور شہد کو پسند کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1754 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مِثْطِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلَوَاءَ وَالْعَسَلَ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ میٹھی چیز اور شہد کو پسند کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے اس کو علی بن مسہر نے ہشام بن عروہ کے حوالے سے نقل کیا

ہے اس حدیث کے بارے میں اس سے زیادہ گفتگو کی جاسکتی ہے۔

شرح

میٹھی چیز اور شہد پسند کرنا:

لفظ: اِتْخَلَوَاءُ: سے مراد ہر میٹھی چیز ہے۔ لفظ: الْعَسَلُ، واحد سے اس کی جمع اعسال ہے، جس کا معنی ہے: شہد۔ یہاں تخصیص بعد التعمیم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر میٹھی چیز پسند تھی بالخصوص شہد زیادہ پسند تھا۔ جب بھی کوئی میٹھی چیز بارگاہ رسالت میں پیش کی جاتی تو آپ رغبت و پسندیدگی سے اسے قبول فرماتے اور اپنے استعمال لاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی میں شہد ملا کر نوش فرماتے اور کھانے کے ساتھ کھجوریں تناول کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْثَارِ مَاءِ الْمَرْقَةِ

باب 30: ”شوربا“ زیادہ بنانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1755 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

1754- اخرجہ البخاری (468/9) کتاب الاطعمۃ باب: الحلوی والعسل حدیث (65/10'5431) کتاب الاشربة الباذق

ومن نهي عن كل مسكر من الاشربة حدیث (146/10'5599) کتاب الطب باب: الدواء بالعسل حدیث (5682) ومسلم

(1102, 1101/2) کتاب الطلاق باب: وجوب الكفارة على من حرم امراته ولم ينو الطلاق حدیث (1474/21) وابو داؤد

(361/2) کتاب الاشربة باب: في شراب العسل حدیث (3715) وابن ماجه (1104/2) کتاب الاطعمۃ باب: الحلوی

حدیث (3323)

فَضَاءٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزْنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
متن حدیث: إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ لَحْمًا فَلْيُكْثِرْ مَرَقَتَهُ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ لَحْمًا أَصَابَ مَرَقَةً وَهُوَ أَحَدُ اللَّحْمَيْنِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ

فَضَاءٍ
تَوْضِيحُ رَاوِي: وَمُحَمَّدُ بْنُ فَضَاءٍ هُوَ الْمُعْبَرُ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلْقَمَةُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ أَخُو
بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزْنِيِّ

﴿﴾ حضرت علقمہ بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص گوشت خریدے (توپکاتے ہوئے) اس کا شور باز زیادہ کرے کیونکہ اگر اسے گوشت کی (بوٹی نہیں ملے گی) تو شور با مل جائے گا، اور یہ بھی ایک قسم کا گوشت ہے (یعنی اس میں گوشت کا اثر ہوتا ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حوالے سے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے، تاہم امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں جو محمد بن فضاء سے منقول ہے جو تعبیر بیان کیا کرتے تھے سلیمان بن حرب نے ان کے بارے میں کچھ گفتگو کی ہے اور (اس حدیث کے راوی) علقمہ بن عبد اللہ بکر بن عبد اللہ مزنی کے بھائی ہیں۔

1756 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْأَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَرِيُّ حَدَّثَنَا
إِسْرَائِيلُ عَنْ صَالِحِ بْنِ رُسْتَمِ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ
قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا يَحْقِرَنَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَلِقْ أَخَاهُ بِوَجْهِ طَلِيقٍ وَإِنْ اشْتَرَيْتَ
لَحْمًا أَوْ طَبَخْتَ قِدْرًا فَافْكُثِرْ مَرَقَتَهُ وَاعْرِفْ لِحَارِكَ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ

﴿﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھے اگر اسے کچھ نہ ملے تو وہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے مل لے اور اگر تم گوشت خریدو یا ہنڈیا پکاؤ تو اس میں شور باز زیادہ کرو اور اس میں سے کچھ اپنے پڑوسی کو بھی بھیج دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اس کو شعبہ نے ابو عمران جونی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

1755- تفرد به الترمذی، واخرجه الحاكم في المستدرک (130/4)

1756- اخرجه مسلم (2026/4) كتاب البر والصلة والآداب، باب: استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء، حدیث

(2626/144) واحمد (173/5) من طريق ابو عمران الجوني، عن عبد الله بن الصامت، فذكره.

شرح

شور باز زیادہ بنانا:

پہلی حدیث میں گوشت پکاتے وقت شور باز زیادہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کا فائدہ بھی بیان کر دیا ہے کہ اگر افراد خانہ زیادہ ہوں اور گوشت قلیل مقدار میں ہو، اگر بالفرض کسی فرد کو بوٹی میسر نہ آئے گی تو اسے شوبا تو مل جائے گا اور شور با بھی تو گوشت کا ہوگا جو اس کے قائم مقام ہے۔ دوسری حدیث باب میں شور باز زیادہ بنانے کا ایک مستقل فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ کچھ مقدار میں سالن یا شور با ہمسائے کے گھر بھیج دیا جائے تاکہ حق ہمسائیگی بھی ادا ہو جائے اور باہم اخوت و مودت میں اضافہ کا موجب بھی ہو۔

فائدہ نافعہ:

کسی مسلمان بھائی کو دینے کے لیے کوئی چیز موجود نہ ہو تو اس سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی صدقہ سے کم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلام کہنے، عیادت کرنے اور دعوت قبول کرنے کو مسلمان کے حقوق میں شامل کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الشَّرِيدِ

باب 31: ”شرید“ کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1757 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ عَنْ مَرْثَةَ الْهَمْدَانِيَّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرِيْمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الشَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مردوں میں بہت سے لوگ کامل ہوئے ہیں، خواتین میں صرف مریم بنت عمران (رضی اللہ عنہا) اور فرعون کی بیوی آسیہ (رضی اللہ عنہا) کامل ہیں اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو تمام عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو شرید کو تمام کھانوں پر ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

1757- اخرجہ البخاری (514/6) کتاب احادیث الانبیاء، باب: قول اللہ، وضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرأة فرعون- حدیث (3411) واطرافہ (3433، 3769، 5418) ومسلم (1886/4، 1887) کتاب فضائل الصحابة، باب: فضائل خدیجة ام المؤمنین، حدیث (2431/70) وابن ماجہ (1091/2) کتاب الاطعمۃ، باب: فضل الشريد على الطعام، حدیث (3280) واحمد (409، 394/4) من طریق شعبۃ عن عمرو بن مرة الجملي، عن مرة الهمداني، فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ثرید کی فضیلت

گوشت کے شوربا میں روٹی کے چھوٹے ٹکڑے ڈالنے یا پکتے ہوئے گوشت میں روٹی کے چھوٹے ٹکڑے ڈال دینے سے ایک ڈش تیار ہو جاتی ہے جسے ”ثرید“ کہا جاتا ہے۔ ثرید زود ہضم، لذیذ اور مزیدار کھانا ہوتا ہے۔ ثرید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ حدیث باب میں آپ نے ثرید کی اہمیت و فضیلت ایک تمثیل کے ذریعے بیان فرمائی ہے۔ جس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام عورتوں سے افضل ہیں، اسی طرح ثرید کھانے کو بھی تمام کھانوں پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔

ثرید کھانے کی فضیلت کے حوالے سے مزید دو روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سحری میں برکت ہے، ثرید میں برکت اور جماعت میں بھی برکت ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۱)

۲- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثرید تیار کرو خواہ پانی سے۔ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۲)

سوال: حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کسی کی فضیلت سے زیادہ ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریم اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر ہیں اور خدیجہ اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر ہیں (مشکوٰۃ الصالح رقم الحدیث ۶۱۷۵) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ بضعة منی فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ جواب: جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کو پہلا ”رسول“ ہونے کی فضیلت حاصل ہوئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو درجہ خلت پر فائز ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کا مرتبہ ملا۔ یہ ان انبیاء علیہم السلام کو جزوی فضیلت حاصل ہوئی لیکن کلی نہیں تھی۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو جزوی فضیلت حاصل تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمدردی و نمکساری میں حضرت خدیجہ کا ثانی نہیں تھا، جزئیت و بعضیت نبوی ہونے میں حضرت فاطمہ کے مقابل کوئی نہیں تھا اور نقاہیت و اشاعت دین اور محبوبیت کے لحاظ سے حضرت عائشہ منفرد تھیں۔ الغرض تینوں شخصیات کو جزوی و انفرادی طور پر فضیلت حاصل تھی جبکہ فضیلت کلی کسی کو بھی حاصل نہیں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ:

حدیث باب میں کمالات سے مطلق کمالات مراد ہیں جبکہ نبوت مستثنیٰ ہے۔ لفظ نساء میں تین اقوال ہیں: (۱) تمام زمانہ کی نساء

مراد ہیں۔ (۲) صرف اسی زمانہ کی نساء مراد ہیں (۳) اس امت کی نساء مراد ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ قَالَ أَنَهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا

باب 32: گوشت کو نوچ کر کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1758 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبِي أُمِيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ زَوَّجَنِي أَبِي فَدَعَا إِنْسًا فِيهِمْ صَفْوَانُ بْنُ أُمِيَّةَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثْنٌ حَدِيثٌ: أَنَهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الْكَرِيمِ الْمُعَلِّمِ مِنْهُمْ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے والد نے میری شادی کی انہوں نے کچھ لوگوں کی دعوت کی جن میں حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: گوشت کو نوچ کر کھاؤ کیونکہ یہ زیادہ مزیدار محسوس ہوتا ہے اور جلدی ہضم ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں مذکورہ بالا حدیث کو ہم صرف عبدالکریم نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں بعض اہل علم نے عبدالکریم معلم کے حافظے کے حوالے سے کچھ گفتگو کی ہے جن میں ایوب سختیانی شامل ہیں۔

شرح

گوشت کو نوچ کر کھانا:

حدیث باب میں گوشت کو خاص انداز میں کھانے کی ترغیب و تلقین کی گئی ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ گوشت دانتوں سے نوچ کر تناول کیا جائے تو اس کی لذت میں اضافہ ہو جائے گا۔ گوشت نوچنے سے اس کے ساتھ لعاب شامل ہوگا، وہ زود ہضم ہوگا اور جزو بدن بن جائے گا۔ مشاہدہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نوچ کر کھایا جانے والا گوشت لذیذ ہوتا ہے اور خوب رچتا پختا ہے۔ ہاتھ میں ہڈی لے کر دانتوں سے اس کا گوشت اتار کر کھایا جائے اور اس کے مغز سے لطف اندوز ہو یا جائے تو کھانے والا تادیر اس کے ذائقے کو اپنے منہ میں محسوس کرتا ہے۔

1758- اخرجہ الدارمی (106/2) کتاب الاطعمۃ باب: فیمن اسحب ان ینہس اللحم ولا یقضمہ واحمد (464/6'400/3) والحمیدی (257'256/1) حدیث (564) من طریق عبد الکریم ابی امیة عن عبد اللہ بن الحارث فذکرہ.

بَابُ مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرَّخِصَةِ فِي قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسَّكِينِ
باب 33: گوشت کو چھری کے ذریعے کاٹ کر کھانے کی رخصت

کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے جو کچھ منقول ہے

1759 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ جَعْفَرِ بْنِ

عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ
متن حدیث: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَرَمَ مِنْ كَيْفِ شَاةٍ فَآكَلَ مِنْهَا ثُمَّ مَضَى إِلَى الصَّلَاةِ

وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ نے چھری کے ذریعے بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کر اسے کھایا پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے اور اسے نہ وضو نہیں کیا۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس بارے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

شرح

چھری کاٹنے کے ذریعے کھانا:

گوشت اور دیگر اشیاء کو چھری کاٹنے کے بغیر محض ہاتھ سے کھانا مسنون ہے۔ تاہم ضرورت کے تحت گوشت، روٹی، ڈبل روٹی اور پھل وغیرہ چھری سے کاٹے جاسکتے ہیں۔ غزوة خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر بھی چھری سے کاٹا تھا۔ (مشکوٰۃ: ۴۲۲) حدیث باب سے چھری سے گوشت وغیرہ کاٹنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، تاہم اس روایت کو ضرورت پر محمول کیا جائے گا۔

چھری سے گوشت وغیرہ کاٹنے کی ممانعت کے حوالے سے دو روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسَّكِينِ،

فَإِنَّهُ مِنْ صَنِيعِ الْأَعَاجِمِ، وَانْهَسُوهُ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ۔ تم چھری سے گوشت نہ کاٹو، کیونکہ یہ عجمی لوگوں کا طریقہ ہے۔ تم گوشت

1759- اخرجہ البخاری (372/1) کتاب الوضوء، باب: من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، حدیث (208) واطرافہ

(5462، 5422، 5408، 2923، 675) ومسلم (280/2، 281- نووی) کتاب الحيض، باب: نسخ الوضوء، مما مست النار،

حدیث (355/93، 92) وابن ماجه (165/1) کتاب الطهارة، وسننها، باب: الرخصة في ذلك، حدیث (490) والدارمی

(185/1) کتاب الصلوة والطهارة، باب: الرخصة في ترك الوضوء، واحد (287/5، 139/4)

نوح کرکھاؤ، کیونکہ یہ اس طرح خوشگوار اور زور دہضم ہوتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۷۷۳)

۲- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی روایت کرتی ہیں: لَا تَقْطَعُوا الْخُبْزَ بِالْيَسْكِينِ كَمَا تَقْطَعُهُ لَهُ إِلَّا عَاجِمِ الْخِمْ، تم چھری کے ساتھ روٹی نہ کاؤ جس طرح عجمی لوگ روٹی کاٹتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص گوشت کھانے کا قصد کرے تو وہ اسے چھری سے نہ کاٹے بلکہ اپنے ہاتھوں میں لے اور اسے دانتوں سے نوح کرکھائے، اس لیے یہ زیادہ خوشگوار اور زور دہضم ہے۔

(الطہرانی)

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَبِي اللَّحْمِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 34: نبی اکرم ﷺ کو کون سا گوشت زیادہ محبوب تھا اس حوالے سے جو کچھ منقول ہے

1760 سند حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: قَالَ أَبُو النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الدِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي عُبَيْدَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو حَيَّانَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ حَيَّانَ وَأَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ اسْمُهُ هَرِمٌ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا آپ کے سامنے ران کا گوشت رکھا گیا وہ آپ کو بہت پسند تھا آپ نے اسے دانتوں کے ذریعے نوح کرکھایا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو حیان کا نام یحییٰ بن سعید بن حیان ہے اور ابو زرعم بن عمرو بن جریر کا نام ”ہرم“ ہے۔

1761 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ أَبُو عَبَّادٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ

سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ ابْنِ يَحْيَى مِنْ وَلَدِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ

قَالَتْ

متن حدیث: مَا كَانَ الدِّرَاعُ أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ كَانَ لَا يَجِدُ

1760- اخرجہ البخاری (428/6) کتاب احادیث الانبياء، باب: قول الله (ولقد ارسلنا نوحا) حدیث (3340) باب: يزفون

النسلان في المشي، حدیث (3361) (247/8) کتاب التفسیر، باب: ذرية من حملنا مع نوح، حدیث (4712) ومسلم

(1/603) (الابی) کتاب الايمان، باب: ادنى اهل الجنة منزلة فيها، حدیث (194/327) وابن ماجه (1099/2) کتاب الاطعمة،

باب: اطابت اللحم، حدیث (3307)

اللَّحْمَ إِلَّا غَبًّا فَكَانَ يَعْجَلُ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ أَعْجَلَهَا نَضْجًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت میں ران کا گوشت (زیادہ) پسند نہیں تھا لیکن چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کبھی کبھار کھانے کو ملتا تھا تو آپ اسے کھا لیتے تھے کیونکہ یہ جلدی تیار ہو جاتا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے اور ہم اسے صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ گوشت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے کون سے حصہ کا گوشت پسند تھا؟ اس بارے میں مختلف روایات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: کان احب العراق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عراق الشاة. (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۷۸۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت میں سے وہ بڑی زیادہ پسند تھی جس سے گوشت اتار لیا گیا ہو۔

۲- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرموا روایت کریت ہیں: اطیب اللحم لحم الظهر. (سنن ابن ماجہ، الحدیث ۳۳۰۸) بہترین گوشت پیٹھ کا گوشت ہے۔

۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت زیادہ پسند تھا۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۷۸۱)

۴- حدیث باب ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب گوشتوں سے دست کا گوشت زیادہ پسند تھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ گوشت میسر نہیں تھا بلکہ کبھی ملتا تھا جو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا تھا۔ دست کا گوشت پسند ہونے کی وجہ یہ تھی کہ یہ جلدی سے پک جاتا تھا۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۷۶۱)

ان روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے مختلف حصوں کا گوشت پسند تھا: (۱) وہ بڑی جس سے گوشت اتار لیا گیا ہو (۲) بکری کی پیٹھ کا گوشت (۳) بکری کے دست کا گوشت کیونکہ وہ جلدی سے پک کر تیار ہو جاتا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَلِّ

باب 35: سرکہ کے بازے میں جو کچھ منقول ہے

1762 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ أَخُو سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدِ الثَّوْرِيِّ عَنْ

سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَآمِ هَانِي

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سرکہ بہترین سالن ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

1763 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ

مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُبَارَكِ بْنِ سَعِيدٍ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سرکہ بہترین سالن ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت مبارک بن سعید سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

1764 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ عَسْكَرِ الْبَغْدَادِيِّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ

بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ

اِخْتِلَافٌ رَوَايَةٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ بِهَذَا

الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ نِعْمَ الْإِدَامُ أَوْ الْإِدْمُ الْخَلُّ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سرکہ بہترین سالن ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: سرکہ بہترین سالن ہے (راوی کوشک ہے یا شاید

یہ الفاظ ہیں) سالنوں میں سے بہترین سالن سرکہ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حوالے سے امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے، ہم اسے صرف

ہشام بن عروہ کے حوالے سے جانتے ہیں جو سلیمان بن بلال سے منقول ہے۔

1764- اخرجہ مسلم (1621/3) کتاب الاشرية، باب: فضيلة الخل والتادمر به، حديث (2051/164) وابن ماجه

(1102/2) كتاب الطعمة، باب: الاثتدام بالخل، حديث (33616) والدارمي (101/2) كتاب الطعمة، باب: اي الادام كان

احب الي رسول الله، من طريق سليمان بن بلال، عن هاشم بن عروة، عن ابيه، فذكره.

1765 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الشَّمَالِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ

مَتْنِ حَدِيثٍ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْتُ لَا إِلَّا كِسْرٌ يَابِسَةٌ وَخَلٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرِيبٌ فَمَا أَقْفَرَبَيْتُ مِنْ أَدَمٍ فِيهِ خَلٌّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أُمِّ هَانِيٍّ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَأَبُو حَمْزَةَ الشَّمَالِيُّ اسْمُهُ ثَابِتُ بْنُ أَبِي صَفِيَّةَ وَأُمُّ هَانِيٍّ مَاتَتْ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِزَمَانٍ قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارِي: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ لَا أَعْرِفُ لِلشَّعْبِيِّ سَمَاعًا مِنْ أُمِّ هَانِيٍّ فَقُلْتُ

أَبُو حَمْزَةَ كَيْفَ هُوَ عِنْدَكَ فَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ تَكَلَّمَ فِيهِ وَهُوَ عِنْدِي مُقَارِبُ الْحَدِيثِ

﴿﴾ سیدہ ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے آپ نے فرمایا: تمہارے پاس (کھانے کے لئے) کچھ ہے؟ میں نے عرض کی: صرف سوکھی روٹی کے ٹکڑے ہیں اور سرکہ ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے ہی لے آؤ جس گھر میں سرکہ موجود ہو اس گھر والے محتاج نہیں ہوتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حوالے سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی حوالے سے سیدہ ام ہانی سے منقول جانتے ہیں۔

ابوحمزہ شمالی کا نام ثابت بن ابوصفیہ ہے۔

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کا انتقال حضرت علی رضی اللہ عنہ (کی شہادت) کے کافی عرصے بعد ہوا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

میرے علم کے مطابق شععی نے سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

میں نے پوچھا: آپ کے نزدیک ابوحمزہ کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے

میں کلام کیا ہے اور میرے نزدیک وہ ”مقارب الحدیث“ ہے۔

شرح

سرکہ کی اہمیت

لفظ: ادام اور آدم دونوں مفرد ہیں اور ان کی جمع: ادم ہے۔ ان کا معنی ہے: سالن یا ہر وہ چیز جس سے روٹی کھائی جاتی ہے۔

بہترین سالن کیا چیز ہے؟ اس بارے میں دو روایات منقول ہیں:

(۱) سَيِّدُ إِذَا مَكَّمُ الْمِلْحُ (مشکوٰۃ الصالح رقم الحدیث ۴۲۳۹) بہترین سالن نمک ہے۔

(۲) نعم الا دام الخل، بہترین سالن سرکہ ہے۔ ان دونوں روایات کا مقصد غرباء اور مساکین کی دادرسی اور حوصلہ افزائی ہے۔ یہی حقیقت حدیث باب کے دونوں شان و رود سے بھی عیاں ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ سے سالن طلب کیا، تو انہوں نے عرض کیا: ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ آپ نے سرکہ طلب کیا اور اس سے کھانا شروع کر دیا اور یوں فرماتے رہے۔ نعم الا دام الخل، نعم الا دام الاخل۔ سرکہ بہترین سالن ہے، سرکہ بہترین سالن ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۴۱۸۳)

۲- ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چچا زاد ہمشیرہ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو دریافت فرمایا: کوئی چیز کھانے کے لیے ہے؟ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صرف روٹی کے خشک ٹکڑے اور سرکہ ہے۔ فرمایا: وہی میرے پاس لے آؤ: فَمَا أَقْفَرُ بَيْتٍ مِنْ أَدَمٍ فِيهِ خَلٌّ۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں ہوتا۔

فائدہ نافعہ:

احادیث باب سے سرکہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ جس گھر میں سرکہ موجود ہو گویا اس گھر میں سالن کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ سرکہ بذات خود بہترین سالن ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عموماً سرکہ یا کھجور یا زیتون کے تیل کو بطور سالن استعمال کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْبَطِيخِ بِالرُّطْبِ

باب 36: تربوز کو تر کھجور کے ساتھ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1766 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الْبَطِيخَ بِالرُّطْبِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَقَدْ رَوَى يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ هَذَا الْحَدِيثُ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ تربوز کو تر کھجور کے ساتھ ملا کر کھایا کرتے تھے۔ اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

1766- اخرجه ابو داؤد (390/2) كتاب الاطعمه، باب: في الجمع بين لوني في الاكل، حديث (3836) والحميدي (124/1) حديث (255) من طريق عروة، فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے بعض اہل علم نے اسے ہشام بن عروہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور اس میں انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حوالہ ذکر نہیں کیا۔ یزید بن رومان نے اس حدیث کو عروہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

شرح

تربوز کو کھجور سے ملا کر کھانا:

لفظ: البیطخ، قدیم عربی زبان میں خر بوزہ اور تربوز دونوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ تاہم دونوں میں فرق کرنے کے لیے تربوز کے لیے: بطیخ الاصغر اور خر بوز کے لیے: بطیخ الاحمر کے الفاظ استعمال کیے جاتے تھے۔ حدیث باب میں بطیخ سے مراد تربوز ہے۔ جدید عربی زبان میں دونوں کے لیے الگ الگ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ تربوز کے لیے ’حب حب‘ اور تربوزے کے لیے ”بطیخ“۔

تربوز ہمارے دیار (پاک و ہند) میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ تربوز تمام پھلوں سے سستا اور لذیذ پھل ہے۔ اس کے استعمال سے بھوک اور پیاس دونوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تربوز کھانا سنت ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پھل کھایا تھا۔ آپ تربوز اور کھجور دونوں کو ملا کر کھاتے تھے تربوز کی تاثیر ٹھنڈی ہے اور کھجور کی گرم، دونوں کو ملا کر کھانے سے اعتدال کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْقِثَاءِ بِالرُّطْبِ

باب 37: ککڑی کو تر کھجور کے ساتھ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1767 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

جَعْفَرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْقِثَاءَ بِالرُّطْبِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تر کھجور کے ساتھ ککڑی کھالیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے ہم اسے صرف ابراہیم بن سعد کے حوالے سے جانتے ہیں۔

1767- اخرجہ البخاری (475/9) کتاب الاطعمة، باب: الفثاء بالرطب، حدیث (5440) وباب: الفثاء، حدیث (5447) وباب: جمع اللونین، او الطعامین، برة، حدیث (5449) ومسلم (1616/3) کتاب الاشرية، اكل الفثاء بالرطب، حدیث (2043/147) واہو داؤد (390/2) کتاب الاطعمة، باب: فی السجمع بین لونین فی الاكل، حدیث (3835) واہن ماجہ (1104/2) کتاب الاطعمة، باب: الفثاء والرطب یجمعان، حدیث (3325) والدارمی (103/2) کتاب الاطعمة، باب: من یربسا ان یجمع بین الشینین، واحد (203/1) والحمیدی (248/1) حدیث (540) من طریق ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف، عن ابیہ، فذکرہ۔

شرح

ککڑی اور کھجور کو ملا کر کھانا:

لفظ: القشاء، سے مراد ککڑی یا کھیرا ہے، یہ مشہور سبزی ہے جو بطور سلاوا استعمال کی جاتی ہے اور ہمارے (دیار پاک و ہند) میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ کھیرا موٹا ہوتا ہے جو ایک بالشت یا اس سے بھی زیادہ لمبا ہوتا ہے۔ ککڑی، کھیرے سے باریک لیکن اس سے لمبی ہوتی ہے۔ ان دونوں کو نمک لگا کر پکائے بغیر کھاتے ہیں۔ ان کے کھانے کے دوران یا فوراً بعد پانی پینا نہایت خطرناک عمل ہے۔ اس سے بد ہضمی (ہیضہ) کا مرض لاحق ہو سکتا ہے جو جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

ککڑی یا کھیرا کھانا سنت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی یا کھیرے کے ساتھ تازہ کھجور ملا کر کھایا کرتے تھے اور بڑے ذوق سے کھاتے تھے۔ کھیرا اور ککڑی کی تاثیر ٹھنڈی اور کھجور کی گرم ہوتی ہے اور دونوں کو ملا کر کھانے سے اعتدال کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ کھیرا اور ککڑی کے ساتھ کھجور کھانے سے انسان میں فرہی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو طاقت و قوت کا باعث بنتی ہے۔ بالخصوص خواتین کے لیے ان کا کھانا نہایت مفید و نافع ہے۔ مشہور ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کے وقت ان کی والدہ محترمہ نے انہیں کھیرا اور کھجور کھلائی تھی تاکہ آپ فرہ اور طاقتور ہو جائیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شَرْبِ ابْوَالِ الْاِبْلِ

باب 38: اونٹوں کا پیشاب پینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1768 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا

حَمِيدٌ وَثَابِتٌ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ

متن حدیث: أَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْلِ

الصَّدَقَةِ وَقَالَ اشْرَبُوا مِنْ ابْوَالِهَا وَالْبَانِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَنَسٍ رَوَاهُ أَبُو قَلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَرَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي

عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے وہاں کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں

آئی نبی اکرم ﷺ نے انہیں صدقے کے اونٹوں کی طرف بھیج دیا اور فرمایا: ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے جو اس حوالے سے منقول ہے اس حدیث کو اس کے علاوہ دیگر

1768- اخرجہ البخاری (177/6، 178) کتاب الجهاد والسمیر، باب: اذا حرق الشرك المسلم، هل يحرق حدیث

(113/12، 3018) کتاب الحدود، باب: لم يجسم النبي صلى الله عليه وسلم المحاربين، حدیث (6803) وهاب: يسق

المرتدون المحاربون حتى ماتوا، حدیث (6804) باب: سمر النبي صلى الله عليه وسلم اعين المحاربين، حدیث (6805)

حوالوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے ابو قلابہ نے اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور سعید بن ابی عروبہ نے اس کو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

شرح

اونٹ کا پیشاب پینا

حدیث باب کو ”حدیث عنین“ کہا جاتا ہے۔ اس میں ایک واقعہ ہے اور دو معرکہ آراء اختلافی مسائل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

واقعہ حدیث عنین:

حدیث باب میں واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ قبیلہ عرینہ کے لوگ مدینہ طیبہ آئے، انہیں مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو وہ مرض الجواء جسے طبی اصطلاح میں استقاء کہا جاتا ہے، میں مبتلا ہو گئے۔ کثرت پانی کے استعمال کی وجہ سے ان کے پیٹ پھول گئے اور جسموں پر پھنسیاں ظاہر ہو گئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کی حالت ملاحظہ فرمائی تو انہیں حکم دیا کہ مدینہ طیبہ کے باہر صدقہ کی اونٹیاں موجود ہیں وہاں جا کر ان کا پیشاب اور دودھ نوش کرو جس سے تمہارا مرض ختم ہو جائے گا۔ وہ حسب حکم مدینہ طیبہ کے باہر اونٹیوں کے پاس پہنچے، ان کا دودھ اور پیشاب پیا۔ جس کے نتیجے میں وہ رو بصحت ہو گئے۔ انہوں نے اونٹیوں کے چرواہوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں اذیتیں دینا شروع کر دیں ان کی آنکھوں میں گرم سلایاں پھر وادیں اور انہیں قتل کر دیا۔ انہوں نے اس ظلم پر اکتفاء نہ کیا بلکہ کچھ اونٹیوں کے پاؤں کاٹ دیے اور کچھ پر سوار ہو کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اس صورت حال کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ بہت پریشان ہوئے۔ ان کے تعاقب کے لیے کچھ آدمیوں کو روانہ کیا جو ان کا تعاقب کرنے میں کامیاب ہو گئے اور انہیں پکڑ کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالف سمت سے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیے اور آنکھوں میں گرم سلایاں پھروا کر دھوپ میں پھینکوا دیا۔ وہ گرم جگہ پر اڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (راوی حدیث باب) کا بیان ہے کہ میں نے ”مقام حرہ“ پر اہل عرینہ کو دیکھا کہ وہ شدید دھوپ میں اور پتھر ملی جگہ پر اڑیاں رگڑتے ہوئے اور زمین کو چاٹتے ہوئے نہایت ذلت و رسوائی کی موت مرے۔

مسئلہ ”بول مایوکل لحمہ“ میں مذاہب آئمہ:

”بول مایوکل لحمہ“ پاک ہے یا نجس؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ”بول مایوکل لحمہ“ طاہر ہے۔

انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عرینہ کے لوگوں سے فرمایا: ”اشربوا ابو الہا والبانہا“ یعنی ”تم اونٹیوں کا پیشاب اور ان کا دودھ پیو“۔ اگر پیشاب نجس ہوتا تو آپ انہیں اس کے پینے کا حکم نہ دیتے، جس سے

ثابت ہوا کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کا پیشاب پاک ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”بول مایوکل لحمہ“ نجس ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ہمنواؤں سے تھوڑا سا اختلاف کرتے ہیں کہ ”بول مایوکل لحمہ“ نجاست حنیفہ ہے جبکہ دوسرے نجاست غلیظہ قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کی تاکید اور احترام نہ کرنے کی وعید بیان کی گئی ہے۔ مثلاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه۔ ”تم پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کیونکہ عموماً عذاب قبر اس وجہ سے دیا جاتا ہے۔“ اگر پیشاب طاہر ہوتا تو اس سے بچنے کی تاکید اور احترام نہ کرنے کی وعید کا مطلب کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ ”بول مایوکل لحمہ“ نجس ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک، حضرت امام احمد اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل (حدیث باب) کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل عربینہ کی خباثت کا علم بذریعہ وحی حاصل ہو چکا تھا تو آپ نے ان کی حماقت و خباثت کے پیش نظر انہیں پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔ علاوہ ازیں اس واقعہ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیشاب پینے کی اجازت نہیں دی بلکہ اس سے اجتناب و احتراز کرنے کی تاکید و وعید بار بار بیان فرمائی ہے۔

مسئلہ ”تداوی بالحرام“ میں مذاہب آئمہ:

کیا ”تداوی بالحرام“ جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مطلقاً جائز ہے، انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عربینہ کو بطور علاج اونٹیوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔
- ۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک محض مرض کو دور کرنے کے لیے ”تداوی بالحرام“ جائز نہیں ہو سکتا۔

۳- حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اگر کوئی طبیب حاذق کسی مریض کے بارے میں تحقیق کے بعد یہ فیصلہ کرے کہ اس کا علاج صرف فلاں حرام چیز سے ممکن ہے تو ”تداوی بالحرام“ جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

جمہور آئمہ اور حضرت ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل وہ روایات ہیں جن میں صراحت ہے کہ حرام چیزوں میں بیماری ہے اور علاج نہیں ہے۔ چنانچہ شراب کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: انه داء لیست بدواء، یعنی ”شراب تو بیماری ہے، یہ دوائی نہیں ہے۔“ تمام نشہ آور اور حرام اشیاء کا یہی حکم ہے۔

جمہور آئمہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ارشاد ربانی ہے: ”اچھی چیزیں اچھے لوگوں کے لیے ہیں اور بری چیزیں برے لوگوں کے لیے ہیں۔“ اہل عربینہ چونکہ خبیث لوگ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے لیے نجاست کا انتخاب فرمایا نہ کہ حقیقی طور پر آپ نے علاج کے قصد سے

انہیں پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ

باب 39: کھانے سے پہلے اور اس کے بعد وضو کرنا

1769 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجُرْجَانِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ الْمَعْنِيِّ وَاحِدٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ يَعْنِي الرَّمَانِيَّ عَنْ زَادَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ

متن حدیث: قَرَأْتُ فِي التَّوْرَةِ أَنَّ بَرَكَاتِ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ بَعْدَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَرَأْتُ فِي التَّوْرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَاتِ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: لَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ

توضیح راوی: وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَأَبُو هَاشِمٍ الرَّمَانِيُّ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ دِينَارٍ

﴿﴾ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے تورات میں یہ بات پڑھی تھی کہ کھانے سے پہلے وضو کرنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا اور آپ کو بتایا: میں نے تورات میں جو پڑھا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنے (یعنی ہاتھ دھونے) سے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں ہم اس حدیث کو صرف قیس بن ربیع کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس قیس بن ربیع کو علم حدیث میں ”ضعیف“ قرار دیا جاتا ہے۔ اس حدیث کے راوی ابو ہاشم رمانی کا نام یحییٰ بن دینار ہے۔

بَابُ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ قَبْلَ الطَّعَامِ

باب 40: کھانے سے پہلے وضو نہ کرنا

1770 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ

1769- اخرجہ ابو داؤد (372/2'373) کتاب الاطعمة' باب: فی غسل الید قبل الطعام' حدیث (3761) واحد (441/5)

من طریق ابو ہاشم الرمانی عن زاذان' فذکرہ.

1770- اخرجہ ابو داؤد (372/2) کتاب الاطعمة' باب: فی غسل الیدین عند الطعام' حدیث (3760) والنسائی (82/1)

کتاب الطہارة' باب: الوضوء لكل صلاة' حدیث (132) واحد (282/1'359) وابن خزيمة (23/1) حدیث (35) وعبد بن

حمید (230) حدیث (960) من طریق ایوب' عن ابی ملیکہ' فذکرہ.

ابن عباس

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا آلا نَأْتِيكَ
بِوَضُوءٍ قَالَ إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوَضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مذاهب فقہاء: وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يَكْرَهُ غَسْلَ الْيَدِ قَبْلَ
الطَّعَامِ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُوضَعَ الرَّغِيفُ تَحْتَ الْقِصْعَةِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے آپ کے سامنے کھانا
پیش کیا گیا لوگوں نے عرض کی کیا ہم آپ کے وضو کے لئے پانی نہ لے کر آئیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے وضو کرنے کا حکم اس
وقت دیا گیا ہے جب میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اس کو عمرو بن دینار نے سعید بن حویرث کے حوالے سے حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں سفیان ثوری کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کو ناپسند کرتے تھے اور وہ
پیالے کے نیچے روٹی رکھنے کو بھی ناپسند کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ فِي الطَّعَامِ

باب 41: کھانے (کے آغاز) میں بسم اللہ پڑھنا

171 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سَوِيَّةَ أَبُو

لَهْدَيْلٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عِكْرَاشٍ عَنْ أَبِيهِ عِكْرَاشِ بْنِ ذُوَيْبٍ قَالَ

متن حدیث: بَعَثَنِي بَنُو مُرَّةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِصَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمْتُ
عَلَيْهِ الْمَدِينَةَ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَأَنْطَلَقَ بِي إِلَى بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ
هَلْ مِنْ طَعَامٍ فَأَتَيْنَا بِجَفْنَةٍ كَثِيرَةٍ الشَّرِيدِ وَالْوَذْرِ وَأَقْبَلْنَا نَأْكُلُ مِنْهَا فَخَبَطْتُ بِيَدِي مِنْ نَوَاحِيهَا وَأَكَلَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى يَدِي الْيُمْنَى ثُمَّ قَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ
مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ طَعَامٌ وَاحِدٌ ثُمَّ أَتَيْنَا بِطَبَقٍ فِيهِ الْوَانُ الرُّطْبِ أَوْ مِنَ الْوَانِ الرُّطْبِ عُبَيْدُ اللَّهِ شَكَ قَالَ فَجَعَلْتُ
أَكُلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَجَالَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّبَقِ وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ حَيْثُ
شِئْتَ فَإِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَاحِدٍ ثُمَّ أَتَيْنَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِبَلَلِ كَفِّهِ وَجْهَهُ

وَذِرَاعِيهِ وَرَأْسَهُ وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ هَذَا الْوُضُوءُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ بْنِ الْفَضْلِ وَقَدْ تَفَرَّدَ

الْعَلَاءُ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَا نَعْرِفُ لِعِكْرَاشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ

﴿﴾ عکراش بن زویب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو مرہ بن عبید نے اپنے اموال کی زکوٰۃ کے ہمراہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی

خدمت میں بھیجا میں مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو مہاجرین اور انصار کے درمیان بیٹھے

ہوئے پایا پھر آپ نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے لے کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں چلے گئے آپ نے دریافت کیا: کچھ کھانے کے لئے

ہے؟ تو ایک پیالہ لایا گیا جس میں بہت زیادہ شہاد اور بوٹیاں تھیں ہم نے کھانا شروع کیا میرے ہاتھ پیالے کے ارد گرد گردش کر

رہے تھے نبی اکرم ﷺ اپنے آگے سے کھا رہے تھے نبی اکرم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کے ذریعے میرے دائیں ہاتھ کو تھاما اور

فرمایا: اے عکراش! صرف ایک جگہ سے کھاؤ کیونکہ یہ ایک کھانا ہے پھر ہمارے لئے ایک تھال لایا گیا جس میں مختلف قسم کی کھجوریں

تھیں تو میں نے اپنے آگے سے کھانا شروع کیا جبکہ نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ تھال میں گردش کرنے لگا آپ نے فرمایا: اے عکراش! تم

جہاں سے چاہو کھاؤ کیونکہ یہ مختلف قسم کی کھجوریں ہیں پھر پانی لایا گیا نبی اکرم ﷺ نے اس کے ذریعے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے

اور اس کی تری کو اپنی دونوں ہتھیلیوں چہرے اور کلائیوں اور سر پر مل لیا اور فرمایا: اے عکراش! یہ اس چیز کا وضو ہے جسے آگ نے

تبدیل کر دیا ہو (یعنی آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد اس طرح ہاتھ دھونے چاہئیں۔)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف علاء بن فضل کے حوالے سے جانتے ہیں اور علاء نے

اس حدیث کو روایت کرنے میں ”تفرد“ کیا ہے حضرت عکراش کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے صرف یہی حدیث منقول ہے۔

شرح

کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا:

وضو کی دو اقسام ہیں: (۱) وضو صغیر: ہاتھ اور منہ دھونا، (۲) وضو کبیر: یہ وہ وضو ہے جو قرآن کو چھونے، نماز ادا کرنے اور کعبہ

معظمہ کا طواف کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، اس کے چار فرائض ہیں: (i) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا (ii) چہرے کا دھونا

(iii) چوتھائی حصہ سر کا مسح کرنا (iv) دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔

یہاں احادیث ابواب میں ”وضو“ سے مراد ”وضو صغیر“ ہے۔ ان احادیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کھانا کھانے سے قبل

اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھوں اور منہ کا دھونا مسنون اور کھانا کھانے کے آداب کا حصہ ہے۔ کھانا کھانے سے قبل ہاتھوں اور منہ

کو دھونے کا مقصد حصول نظافت اور میل کچیل کو دور کرنا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھوں پر صرف پانی گرانے پر اکتفاء نہ

کیا جائے بلکہ خوب مل کر دھوئے جائیں تاکہ خوب صفائی حاصل ہو جائے اور اگر صابن کی ضرورت ہو تو وہ بھی استعمال کیا جاسکتا

ہے۔ اسی طرح منہ کو دھوتے وقت، خوب مل کر چہرے کو صاف کیا جائے۔ اگر محض ہاتھوں کو پانی میں بھگو کر یا ان کے اوپر پانی گر کر

کھانا شروع کر دیا جائے تو مقصد پورا نہیں ہوگا بلکہ میل کچیل نمایاں ہو جائے گا جو کھانے کے ساتھ پیٹ میں جائے گا اور مرض کا موجب ہوگا۔

اسی طرح کھانا کھانے کے بعد بھی ہاتھوں اور منہ کو دھویا جائے۔ بعد میں دھونے کا مقصد کھانے وغیرہ کی چکناہٹ کو دور کرنا ہے۔ ہاتھوں کو خوب مل کر یا صابن سے دھویا جائے۔ اسی طرح منہ دھوتے وقت چہرے کو بھی خوب دھویا جائے۔ کھانے سے فراغت پر ہاتھوں اور منہ کو دھونے سے دواہم فوائد بھی حاصل ہوں گے:

(۱) کپڑے میلے کھیلے نہیں ہوں گے، (۲) تادیر دانت بھی خراب نہیں ہوں گے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو کھانا پیش کیا گیا، وضو کے بارے میں عرض کرنے کے باوجود آپ نے وضو کرنے کا انکار کیوں کیا تھا؟

جواب: (۱) آپ نے اصطلاحی وضو کا انکار کیا تھا نہ کہ لغوی کا یعنی وضو صغیر کا (۲) بیان جواز کے لیے آپ نے ایسا کیا ہو۔

سوال: عام طور پر جب تورات یا انجیل کا تذکرہ ہوتا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی کا اظہار فرماتے اور آپ کا چہرہ انور سرخ ہو جاتا تھا لیکن کیا وجہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے تورات کے مسئلہ کا تذکرہ کیا تو آپ ناراض نہ ہوئے بلکہ مسئلہ کی اصلاح بھی فرمادی؟

جواب: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایرانی باشندے تھے، بچپن میں مجوسی تھے پھر عیسائیت کو قبول کر کے عرصہ دراز تک پادریوں کی رفاقت میں بھی خدمات انجام دیتے رہے اور تورات و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے۔ تمام صحابہ میں آسمانی کتب کے بڑے عالم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازراہ شفقت ان پر ناراض نہ ہوئے بلکہ ان کے مسئلہ کی اصلاح فرمادی تھی۔

فائدہ نافعہ:

کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ پڑھی جائے۔ بسم اللہ پڑھنے سے کھانے میں برکت آجاتی ہے اور تھوڑا کھانا کھانے سے انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ بسم اللہ پڑھے بغیر زیادہ کھانا کھانے کے باوجود پیٹ نہیں بھرتا۔ بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھانے میں شامل نہیں ہوتا۔

فائدہ نافعہ:

(۲) اگر کھانا ایک جنس کا ہو اور اجتماعی طور پر کھایا جا رہا ہو تو اپنے سامنے سے کھانا چاہیے اور اگر کھانا ایک قسم کا نہ ہو تو جہاں سے کوئی چاہیے اور جو چیز چاہیے کھا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الدُّبَاءِ

باب 42: کدو کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1772 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي طَالُوتٍ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ يَأْكُلُ الْقُرْعَ وَهُوَ يَقُولُ يَا لَكَ شَجْرَةً مَا أَحْبَبْتُ إِلَيَّ

لِحُبِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّاكَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِيهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ ابوطالوت بیان کرتے ہیں میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا وہ اس وقت کدو کھا رہے تھے انہوں نے

کہا اے درخت! (یعنی سبزی) میں تم سے صرف اس لئے محبت کرتا ہوں کیونکہ نبی اکرم ﷺ تمہیں پسند کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت حکیم بن جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے۔ امام

ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس حوالے سے ”غریب“ ہے۔

1773 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونِ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ

إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُ فِي الصَّحْفَةِ يَعْنِي الدُّبَاءَ فَلَا أَرَأَى أُحِبُّهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیکر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَنَسٍ وَرَوَى أَنَّهُ رَأَى الدُّبَاءَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ مَا هَذَا قَالَ هَذَا الدُّبَاءُ نَكَّثُ بِهِ طَعَامَنَا

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ برتن میں تلاش کر رہے تھے

یعنی کدو تلاش کر رہے تھے تو میں بھی اسے پسند کرتا ہوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اس حدیث کو اس کے علاوہ دیگر حوالوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا گیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے کدو دیکھ کر دریافت کیا یہ کس لئے ہیں؟

آپ نے فرمایا: یہ کدو ہیں ہم ان کے ذریعے اپنا سالن زیادہ کر لیں گے۔

1773- اخرجہ البخاری (372/4) کتاب البيوع، باب: الخياط، حديث (2092) واطرافه (5379، 5420، 5433)

5435، 5436، 5437، 5439) ومسلم (1615/3) كتاب الاشربة، باب: جواز اكل المرق، واستحباب اكل اليقطين،

حديث (2041/144) و ابو داؤد (377/2) كتاب الاطعمة، باب: في اكل الدباء، حديث (3782)

شرح

کدو شریف کھانا:

لفظ: الدباء: کا معنی ہے: کدو، گھیا، لوکی۔ یہ سبزیوں میں مشہور تر ہے۔ اس کا سالن تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے تخم مختلف ادویاء کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ زود ہضم ہوتا ہے، اس کی تاثیر سرد ہوتی ہے، خون کے جوش اور حدت کو تسکین دیتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو شریف بہت پسند تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کدو سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے کدو! تیری کتنی عظمت و شان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تجھے پسند کرتے ہیں اور میں بھی تجھے پسند کرتا ہوں۔

حضرت جابر بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کدو شریف کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جا رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا: ان سے کیا بنے گا؟ آپ نے جلدی سے جواب دیا: ان سے سالن تیار ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے دوران پیالے سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرما رہے تھے تو آپ کی رغبت و میلان کے سبب مجھے بھی کدو شریف سے محبت ہو گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا یا آپ کے لیے دعوت کا اہتمام کیا گیا، میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے کھانا کھانے کا آغاز کیا تو برتن سے کدو کے ٹکڑوں کو تلاش کرنے لگے، میں نے بھی ٹکڑے تلاش کر کے آپ کے سامنے پیش کیے جو آپ نے خوش ہو کر تناول فرمائے۔

فائدہ نافعہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا تقاضا ہے کہ ہم آپ کی ہر پسندیدہ چیز سے محبت کریں اور ناپسندیدہ چیز سے اجتناب و احتراز کریں۔ چونکہ کدو شریف آپ کی مرغوب و پسندیدہ سبزی تھی تو ہم بھی اسے ذوق و شوق اور محبت سے استعمال کریں۔ آپ کی محبت کے تقاضا میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس سبزی سے رغبت و محبت تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ الزَّيْتِ

باب 43: زیتون کا تیل کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1774 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتْنٌ حَدِيثٌ: كُلُوا الزَّيْتِ وَأَدْهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ

1774- اخرجہ ابن ماجہ (2/1103) کتاب الاطعمة، باب: الزيت، حدیث (3319) وعبدين حميد (33) حدیث (13) من طریق عبدالرزاق، عن معمر، عن زيد بن اسلم، عن ابیه، فذكره.

اختلافِ سند: وَكَانَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَضْطَرِبُ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ فَرُبَّمَا ذَكَرَ فِيهِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُبَّمَا رَوَاهُ عَلَى الشَّكِّ فَقَالَ أَحْسَبُهُ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُبَّمَا قَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبُدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے ملو کیونکہ یہ بابرکت درخت سے نکلا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس کو ہم صرف عبدالرزاق کے معمر سے روایت کرنے کے حوالے سے جانتے ہیں عبدالرزاق نے اس کی روایت میں "اضطراب" کیا ہے بعض اوقات وہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی روایت نقل کرتے ہیں اور کبھی شک کے ساتھ یہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں زید بن اسلم نے اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

1775 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ وَأَبُو نَعِيمٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْسَى عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ عَطَاءٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: كُلُوا الزَّيْتِ وَأَدِّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْسَى

﴿﴾ عبداللہ بن عیسیٰ شام سے تعلق رکھنے والے ایک شخص عطاء کے حوالے سے حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے (جسم پر) ملو کیونکہ یہ بابرکت درخت سے نکلتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس حوالے سے "غریب" ہے ہم اسے صرف سفیان کی عبداللہ بن عیسیٰ سے روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

زیتون کا تیل کھانا

لفظ: الزيت، واحد ہے، اس کی جمع ہے: زیوت، زیات۔ اس کا معنی ہے: زیتون کا تیل۔ یہ تیل معمولی زرد رنگ سبزی مائل ہے۔ درختوں کے پختہ پھلوں سے نکالا جاتا ہے۔ اس کی تاثیر گرم تر ہے، جسم پر ملنے سے بدن کا بیرونی حصہ نرم رہتا ہے۔ بدن پر اس

1775- اخرجہ احمد (497/3) والدارمی (102/2) کتاب الاطعمۃ باب: فی فضل الزيت، من طریق عبد اللہ بن عیسیٰ عن عطاء فذکرہ۔

کی مالش کرنے سے اعضاء کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ یہ بطور غذا استعمال کیا جاتا ہے، بطور سالن بھی استعمال میں لایا جاتا ہے۔ زیادہ مقدار کھانے سے پیٹ کی صفائی ہو جاتی ہے اور اس سے جگر کی صفراوی پتھریاں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ زیتون کا تیل کا استعمال کرنا سنت ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسے استعمال کرتے تھے۔ یہ تیل بابرکت ہے، کیونکہ یہ بابرکت درخت کے پھل سے برآمد ہوتا ہے۔ آخری آسمانی کتاب (قرآن کریم) میں اس کا تذکرہ ہے اور احادیث مبارکہ میں اس کا ذکر ہے۔ اس طرح اس تیل کی عظمت و فضیلت اور اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ زیتون کا درخت اور تیل ہمارے (پاک و ہند) میں نایاب ہے۔ حجاز مقدس میں یہ عام اور سستا ہے۔ لوگ عموماً یہ تیل حجاج کرام یا معتزمین حضرات کی وساطت سے حرمین شریفین سے منگواتے ہیں۔

فائدہ نافعہ:

زیتون کا تیل دیگر مقاصد کے علاوہ مختلف امراض کے علاج اور ضعف و کمزوری کو دور کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مَعَ الْمَمْلُوكِ وَالْعِيَالِ

باب: 44 زیر ملکیت (غلام یا کنیر) اور زیر کفالت کے ساتھ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1776 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

يُخْبِرُهُمْ ذَاكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: إِذَا كَفَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيَأْخُذْ بِيَدِهِ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيَأْخُذْ

لُقْمَةً فَلْيَطْعَمْهَا إِيَّاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو خَالِدٍ وَالِدُ إِسْمَاعِيلَ اسْمُهُ سَعْدٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: جب کسی شخص کا خادم کھانا تیار کرنے کے لئے اس کی گرمی اور دھوئیں کو برداشت کرے تو اسے چاہیے کہ اس خادم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھالے اگر وہ ایسا نہ کرے تو ایک لقمہ لے کر اسے کھانے کے لئے دیدے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو خالد نامی راوی اسماعیل کے والد ہیں اور ان کا نام ”سعد“ ہے۔

شرح

اپنے غلام کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا

جو شخص کسی کے لیے کھانا تیار کرے، اس کا اس میں حصہ ہوتا ہے خواہ وہ غلام ہو یا آزاد ہو یا نوکر ہو، کیونکہ کھانے کی تیاری میں

1776- اخرجه ابن ماجه (2/1094) كتاب الاطعمه باب: اذا اتاه خادمه بطعامه فليناوله منه حدیث (3389)

اس نے دیگر تکالیف کے علاوہ گرمی اور دھواں وغیرہ بھی برداشت کیا ہے۔ حدیث باب کے دو مطالب ہو سکتے ہیں: (۱) اعلیٰ اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ کھانا تیار کرنے والے نوکر وغیرہ کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جائے۔ (۲) اگر افسر اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا نہ کھلا سکتا ہو یا نوکر وغیرہ ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کے لیے تیار نہ ہو، تو کم از کم اسی کھانے سے اسے الگ کھانا دے دیا جائے۔ اگر کھانا کم مقدار میں ہو تب بھی چند لقمے تیار کرنے والے کو ضرور دیے جائیں۔

اس طریقہ کار سے درج ذیل اہم فوائد حاصل ہوں گے:

۱- اللہ تعالیٰ اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے۔۔

۲- تکبر و غرور کا خاتمہ ہوگا۔

۳- نوکر وغیرہ کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

۴- نوکر میں ذوق و شوق اور دیانتداری سے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ اطْعَامِ الطَّعَامِ

باب 45: کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1777 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُمَحِيُّ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعَمُوا الطَّعَامَ وَأَضْرِبُوا الْهَامَ تَوَرَّثُوا الْجَنَانَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ عَائِشٍ وَشَرِيحِ بْنِ هَانِيٍّ عَنْ أَبِيهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اسلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، کفار کو قتل کرو اور جنت

کے وارث بن جاؤ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبد

اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عائشہ رضی اللہ عنہا اور شریح بن ہانی کی اپنے والد کے حوالے سے احادیث منقول ہیں امام

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے جو ابن زیاد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1778 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

1778- اخرجہ البخاری فی الآداب المفرد (981) وابن ماجہ (1218/2) کتاب الآداب، باب: افشاء السلام، حدیث

(3694) واحد (170/20) (196) والدارمی (109/2) کتاب الاطعمة، باب: فی اطعام الطعام، وعبد بن حمید (139) حدیث

(355) من طریق عطاء بن السائب عن ابیه، فذکرہ۔

قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: اَعْبُدُوا الرَّحْمَنَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَأَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رحمن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ،

سلام پھیلاؤ اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

کھانا کھلانے کی فضیلت

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیر مطالعہ باب کے تحت دو احادیث تخریج فرمائی ہیں، جن میں چار چیزوں کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ ان چار امور کو انجام دینے کے باعث تم جنت کے وارث بن جاؤ گے یا سلامت جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اَعْبُدُوا الرَّحْمَنَ: تم اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ہے۔ جو شخص اس کی عبادت نہیں کرتا اور اس کے احکام کے مطابق اپنے آپ کو نہیں ڈھالتا، وہ اپنی پیدائش کے مقصد سے عاری و غافل ہے۔ عبادت سے مراد محض نماز پڑھنا نہیں بلکہ اس کے تمام احکام کو بروئے کار لانا ہے اور کسی بھی حکم کی دانستہ خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔

۲- اَفْشُوا السَّلَامَ: السلام علیکم کہنے کو رواج دو۔ ایک مسلمان کے جو دوسرے مسلمان پر حقوق ہیں، ان میں سے ایک السلام علیکم کہنا ہے۔ جو شخص پہلے سلام کرتا ہے، اسے بیس نیکیاں اور جو جواب دیتا ہے، اسے دس نیکیاں عطاء کی جاتی ہیں۔ سلام کہنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ ہر واقعہ و ناواقف سب کو السلام علیکم کہنا چاہیے۔ غیر مسلم کو سلام کہنے پر پہل نہیں کرنی چاہیے مگر اس کے سلام کا جواب صرف ”علیکم“ کے الفاظ سے دینا چاہیے۔

۳- اَطْعِمُوا الطَّعَامَ: تم کھانا کھلاؤ۔ یہ تیسرا حکم ہے اور ترجمہ الباب کے مطابق بھی یہی ہے۔ جو شخص لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے اور صدقہ و خیرات کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ یہاں کھانا کھلانے سے مراد زکوٰۃ و صدقہ فطر نہیں، بلکہ ان کے علاوہ بھی اہل ثروت پر لوگوں کے حقوق ہیں۔ غرباء، مساکین، مسافروں اور یتیموں وغیرہ کو کھانا کھلانے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس کے کاروبار اور مال و دولت میں برکات نازل کرتا ہے۔ صدقہ و خیرات کرنے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں، مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے اور مصائب و مشکلات ٹل جاتی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرتا ہے وہ مسلسل

بڑھتا رہتا ہے جس طرح تمہارے ہاں خچر کا بچہ بڑھتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اسے اس کا اجر و ثواب عطا کرے گا۔

۴- واضربوا الھام: تم دشمن کی سرکوبی کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے کنایہ ہے۔ اعداء کلمۃ الحق اور اسلام کی سر بلندی کے لیے دشمن سے لڑنے کا نام جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ مجاہد کو دو انعامات میں سے ایک سے ضرور نوازتا ہے۔ اگر وہ جام شہادت نوش کرتا ہے تو است جنت میں مکان عطا کرتا ہے۔ اگر غازی بن کر گھر واپس آتا ہے تو مال غنیمت سے نوازتا ہے۔ مجاہد جام شہادت نوش کرنے کے بعد اپنے پروردگار کے حضور بار بار اس تمنا کا اظہار کرتا ہے کہ اسے دوبارہ زندہ کیا جائے اور وہ دوبارہ جام شہادت نوش کرے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرتا ہے، اسلام کی اشاعت و ترویج کرتا ہے، غربا و مساکین کو کھانا کھلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کا وارث بنا دیتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْعِشَاءِ

باب 46: رات کا کھانا کھانے کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1779 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْسَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

الْقُرَشِيِّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَلَّاقٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفِّ مِنْ حَشْفٍ فَإِنَّ تَرْكَ الْعِشَاءِ مَهْرَمَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَعَبْسَةَ يُضْعَفُ فِي الْحَدِيثِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَلَّاقٍ مَجْهُولٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رات کا کھانا کھا لو خواہ مٹھی بھر

کھجوریں ہوں کیونکہ رات کا کھانا نہ کھانے سے بڑھاپا (جلد ہی آجاتا) ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”منکر“ ہے، ہم اسے صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں اور عبسہ نامی راوی کو حدیث

میں ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے اور عبد الملک بن علاق نامی راوی مجہول ہے۔

شرح

رات کے وقت کھانا کھانے کی اہمیت

عموماً لوگوں میں تین وقت کھانا کھانے کا معمول ہے۔ صبح کے وقت ناشتہ کیا جاتا ہے، دوپہر کے وقت کھانا کھایا جاتا ہے اور

اس کے بعد شام کے وقت کھانا کھایا جاتا ہے۔ عدا شام کو کھانا نہ کھانے سے انسان کو ضعف و کمزوری اور مرض لاحق ہو سکتا ہے۔ اس

لیے کہ خالی معدہ سونے کے سبب انسان طویل وقت تک کھانے سے محروم رہے گا جو بڑھاپے کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ حکیم

کائنات اور محسن انسانیت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے کھانے کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ رات کے وقت کھانا نہ کھانے کے سبب انسان جلدی بڑھاپے کا شکار ہو جاتا ہے۔ لہذا حسب ضرورت اور حسب خواہش شام کا کھانا ضرور کھانا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ

باب 47: کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1780 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ قَالَ ادْنُ يَا بُنَيَّ وَسَمِ اللَّهَ

وَ كُلْ بِمِيمِنِكَ وَ كُلْ مِمَّا يَلِيكَ

اختلاف سند: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي وَ جَزَةَ السَّعْدِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ مَزِينَةَ

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ اِخْتَلَفَ أَصْحَابُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو وَ جَزَةَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ

﴿﴾ حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت آپ کے

پاس کھانا موجود تھا آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! آگے آ جاؤ اللہ تعالیٰ کا نام لو اور دائیں ہاتھ سے کھانا شروع کرو اور اپنے آگے سے کھانا شروع کرو۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حدیث ہشام بن عروہ نے ابو جزہ سعدی کے حوالے سے مزینہ قبیلے کے ایک فرد کے حوالے

سے حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ہشام بن عروہ کے شاگردوں نے اسے روایت کرنے میں اختلاف کیا ہے ابو جزہ سعدی کا نام ”یزید بن عبید“ ہے۔

1781 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا وَ كَيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ

مَيْسِرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ كَلْثُومٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا أَكَلْتَ أَحَدَكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ وَ آخِرِهِ

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

1780- اخرجہ ابن ماجہ (1087/2) کتاب الاطعمة باب: التسمية عند الطعام، حدیث (3265) واحمد (26/4) عن

هشام بن عروہ عن ابیہ فذكرہ۔

1781- اخرجہ ابوداؤد (374/2) کتاب الاطعمة باب: التسمية على الطعام، حدیث (3767)

حدیث دیگر: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَآكَلَهُ بِلِقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ سَمَى لَكَفَاكُمْ حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأُمُّ كُلثُومٍ هِيَ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کچھ کھائے تو بسم اللہ پڑھ لے اگر وہ شروع میں پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں ”بسم اللہ فی اولہ و آخرہ“ (اس کے آغاز اور اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں) پڑھ لے۔

اسی سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی منقول ہے وہ بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے چھ ساتھیوں کے ہمراہ کھانا کھا رہے تھے ایک دیہاتی آیا اس نے دو لقمے کھائے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس نے بسم اللہ پڑھی ہوتی تو یہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہوتا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

’م کلثوم نامی خاتون حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی ہیں۔

شرح

کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی فضیلت

کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ پڑھنا آداب طعام کا حصہ ہے۔ خورد و نوش سے قبل بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔ اس حوالے سے چند ایک اہم مسائل درج ذیل ہیں:

۱- کھانا شروع کرنے سے قبل بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ یا بسم اللہ و علی برکتہ اللہ، پڑھنا مسنون ہے۔
۲- اجتماعی کھانا کھاتے وقت بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھی جائے تاکہ یاد آنے پر دوسرے لوگ بھی یہ سعادت حاصل کر سکیں۔

۳- اگر کھانا کھانے کے آغاز کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر بائیں الفاظ پڑھے: بِسْمِ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ
یا بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ (حرف فی کے ذکر یا حذف کے ساتھ دونوں طریقے صحیح ہیں)
۴- جنبی، حائضہ اور نفاس والی عورت کا بسم اللہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

۵- دودھ، پانی، شوربا، لسی اور روئی وغیرہ پیتے وقت بھی بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔

فائدہ نافعہ:

حدیث میں تسمیہ کے بارے میں امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے جس کی بناء پر بعض علماء اسے واجب قرار دیتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ خورد و نوش کا آغاز کرنے سے قبل بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ روایت کے صیغہ امر کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَيْتُوتَةِ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمْرٍ

باب 48: جب ہاتھ میں چکنائی موجود ہو تو اس وقت (اسے دھوئے بغیر) رات بسر کرنے کے

مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1782 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَدَنِيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ الشَّيْطَانَ حَسَّاسٌ لِحَاسٍ فَاحْذَرُوهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمْرٍ فَاصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شیطان بہت جلد محسوس کرتا ہے اور جلدی ادراک کر لیتا ہے، تو تم اپنا خیال رکھا کرو جو شخص رات بسر کرے اور اس کے ہاتھ میں کوئی چکنائی موجود ہو اور پھر اسے کوئی (کیڑا مکوڑا) کوئی نقصان پہنچا دے، تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔

یہ حدیث اس حوالے سے ”غریب“ ہے اسے سہیل بن ابوصالح نے ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول حدیث کے طور پر روایت کیا ہے۔

1783 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ الْبَغْدَادِيُّ الصَّاعِنِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمْرٍ فَاصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص رات بسر کرے اور اس کے ہاتھ پر کچھ چکنائی موجود ہو اور پھر اسے کوئی چیز کاٹ لے تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔

1783- اخرجہ البخاری فی الآداب المفرد (1220) واہو داؤد (394/2) کتاب الاطعمۃ، باب: فی غسل الہد من الطعام، حدیث (3852) واہن ماجہ (1096) کتاب الاطعمۃ، باب: من بات و فی یدہ ریح غمر، حدیث (3297) واحمد (537/263/2) والدارمی (104/2) کتاب الاطعمۃ، باب: ف الوضوء بعد الطعام، من طریق ابی صالح، ف ذکرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف اعمش کے اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

چکناہٹ والے ہاتھوں کے ساتھ رات گزارنے کی ممانعت

آداب طعام میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جس طرح کھانا کھانے سے قبل ہاتھوں کو دھونا منسوں ہے اسی طرح اختتام و فراغت پر بھی ہاتھوں اور منہ کو دھونا منسوں ہے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر سو جانا خلاف سنت ہے۔ اس کے کئی نقصانات ہیں۔ ہاتھوں کی چکناہٹ کے سبب کپڑے آلودہ ہوں گے۔ علاوہ ازیں کپڑے مکوزوں کی قوت شامہ دور رس ہوتی ہے، رات کو سوتے وقت وہ ہاتھوں کی چکناہٹ چاٹنے کے لیے آئیں گے تو کاٹ بھی سکتے ہیں۔ اپنی کوتاہی کی وجہ سے کسی سے شکایت بھی نہیں کی جاسکتی۔ احادیث باب میں حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت کو ممکنہ نقصان سے بچنے کا طریقہ تجویز کیا گیا ہے کہ رات کو کھانا کھانے کے بعد اچھے طریقہ سے دونوں ہاتھ اور منہ دھولیا جائے۔

کتاب الأشربة عن رسول الله ﷺ

پینے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ما قبل سے ربط:

کتاب الاطعمۃ میں ماکولات کی بحث تھی جس کے لیے بالطبع مشروب کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چونکہ اصل مقصود طعام ہوتا ہے اور مشروب کو اس کے تابع کرتے ہوئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس طرح اطعمہ کی بحث اصل ہے، لہذا اسے مقدم کیا گیا ہے اور اشربة کی بحث فرع ہے اسے مؤخر کیا گیا ہے۔

لفظ: اشربة: شراب کی جمع ہے، عربی زبان میں اس کا اطلاق ہر مشروب پر ہوتا ہے خواہ وہ حلال ہو یا حرام ہو۔ اردو زبان میں لفظ: شراب: کا اطلاق صرف حرام مشروب پر ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں شراب، عام پانی کی طرح استعمال کی جاتی تھی لیکن اسلام نے کثرت نقصانات کے سبب بتدریج اس کی حرمت کا اعلان کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شَارِبِ الْخَمْرِ

باب 1: شراب پینے والے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1784 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو زَكْرِيَّا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبَادَةَ وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف سند: وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا فَلَمْ يَرْفَعَهُ

1784- اخرجہ مسلم (1587/3، 1588) کتاب الاشربة باب: بیان ان کل مسکر خمر حدیث (2003/75، 74، 73) والنسائی (297، 296/8) کتاب الاشربة باب: اثبات اسم الخمر لكل مسکر من الاشربة حدیث (5582، 5583، 5584، 5585) واحمد (137، 134، 98، 29، 16/2) من طریق نافع فذكره.

﴿ ﴿ حضرت نافع رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نشہ دینے والی چیز خمر ہے اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے، جو شخص دنیا میں خمر پیئے گا اور مر جائے گا جبکہ وہ اسے باقاعدگی کے ساتھ پیتا ہو تو وہ اسے آخرت میں نہیں پی سکے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ”حسن صحیح“ ہے

اس روایت کو اس کے علاوہ دوسری صورت میں بھی نقل کیا گیا ہے جسے نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے اسے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ اسے ”مرفوع“ کے طور پر نقل نہیں کیا۔

1785 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبِيدِ

بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَاةَ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ

يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَاةَ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَاةَ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ

تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَاةَ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتَّبِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ

مِنْ نَهْرٍ الْخَبَالِ قِيلَ يَا أَبَا عَبِيدِ الرَّحْمَنِ وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ قَالَ نَهْرٌ مِنْ صَدِيدِ أَهْلِ النَّارِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى نَحْوُ هَذَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿ ﴿ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص شراب پی لے گا اس کی نماز

چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لے گا اگر وہ دوبارہ پیئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو

چالیس دن تک قبول نہیں کرے گا اگر وہ پھر توبہ کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لے گا اگر وہ پھر پیئے گا تو اللہ تعالیٰ چالیس

دن تک اس کی نماز کو قبول نہیں کرے گا اگر وہ پھر توبہ کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لے گا اور پھر اگر وہ چوتھی مرتبہ پیئے گا

تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو چالیس دن تک قبول نہیں کرے گا پھر اگر وہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول نہیں کرے گا اور اسے

نہر ”خبال“ میں سے پلائے گا۔

ان سے دریافت کیا گیا: اے ابو عبدالرحمن! نہر ”خبال“ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا: اہل جہنم کی پیپ کی نہر ہے۔

1785- اخرجہ احمد (35/2) من طریق عطاء بن السائب عن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمیر عن ابن عمر فذکرہ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔ اس کو اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمان کے طور پر روایت کیا گیا ہے۔

شرح

خمر کی تعریف، اقسام اور ان کا حکم:

جن شرابوں کو حرام قرار دیا گیا ہے، وہ چار ہیں۔ اس کی تفصیل ذیل ہے:

اول۔ خمر: انگور کا کچا شیرہ جب جوش مارے، اوپر کو ابلے اور وہ جھاگ چھوڑے۔ خمر کی یہ تعریف حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہے۔ حضرات صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیرے کا جھاگ چھوڑنا شرط نہیں ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک انگور کا شیرہ ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور وہ حرام ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ تمام آئمہ فقہ کے نزدیک حرام ہے، اس کی حرمت نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم نے اسے نجس قرار دیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے: (۱) خمر پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ ہے (۲) اس کی ذات حرام ہے خواہ نشہ آور ہو یا نہ ہو، (۳) اسے حلال سمجھنے والا نص قطعی کا منکر اور کافر ہے (۴) خمر مسلمان کے حق میں مال مقوم نہیں ہے، لہذا اس کے ضائع کرنے سے ضمان لازم نہیں آئے گی (۵) اس کو پکانے سے اس کی حرمت ختم نہیں ہوگی بلکہ حسب سابق حرمت باقی رہے گی (۶) اس کے پینے والے پر حد جاری کی جائے گی خواہ نشہ آئے یا نہ آئے۔

تاہم خمر کو سرکہ میں تبدیل کرنے سے اس کی ماہیت تبدیل ہو جائے گی۔ اس طرح اس کی علت سکر (یعنی نشہ) بھی ختم ہو جائے گی اور اس کی حرمت کا حکم بھی باقی نہیں رہے گا۔

حرمت خمر کے دلائل:

خمر کی حرمت نصوص قرآنی سے ثابت ہے، جو درج ذیل ہیں:

۱- ارشاد ربانی ہے: **وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا** (النحل: ۶۷) اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم لوگ عمدہ کھانے کی اشیاء تیار کرتے ہو۔

۲- قرآن کا اعلان ہے: **يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيهِمَا آثَمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا** (البقرة: ۲۱۹) لوگ آپ سے شراب اور جوا کے بارے میں دریافت کرتے ہیں؟ آپ انہیں فرمادیں کہ دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے، لوگوں کے لیے کچھ فوائد بھی ہیں اور ان کا گناہ، فوائد سے بڑا ہے۔

۳- ارشاد خداوندی ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ** (النساء: ۴۳) اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو جائے جو تم کہتے ہو۔

۴- ارشاد ربانی ہے: اے ایمان والو! انگور کی شراب، جوا، غیر اللہ کے نام پر قربانی کے تھان اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی

چیزیں ہیں اور شیطانی کام ہیں، تم ان سے بچو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان یہی پسند کرتا ہے کہ شراب اور جوا کے سبب تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرے، تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روک دے، تو کیا تم باز آ سکتے ہو۔ (المائد: ۹۰، ۹۱)

فائدہ نافعہ:

پہلی آیت میں اشارۃً حرمت خمر کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں حرمت خمر کا قدرے واضح ذکر ہے، نیز اسے گناہ قرار دیا گیا اور تیسری آیت میں صرف نماز کے وقت خمر کی حرکت کا ذکر کیا گیا ہے۔ چوتھی آیت میں تفصیل سے حرمت خمر اور اس کے نقصانات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ نیز اس میں دو نقصان بیان کیے گئے ہیں: (۱) شرابی کی عقل ختم ہو جاتی ہے وہ ہر ایک سے جھگڑتا ہے اور ظلم و زیادتی کرتا ہے (۲) شرابی اپنے جام سے وابستہ رہتا ہے وہ یاد الہی اور نماز جیسی عبادت سے غافل و محروم ہو جاتا ہے۔

دوم پلاء: انگور کے شیرے کو پکایا جائے، اس کا دو تہائی سے زیادہ اڑ جائے، اس میں جوش پیدا ہو اور جھاگ چھوڑے تو (حضرت امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک جھاگ آنا شرط نہیں ہے) پلاء تیار۔ خمر کی اس قسم کے چار نام اور بھی ہیں:

(i) عصیر (شیرہ۔ رس) (ii) باذق، (iii) منصف (جلنے سے نصف اڑا ہوا)، (iv) مطبوخ ادنیٰ طبخ۔

سوم: سکر: تازہ کھجوریں اور چھوہارے پانی میں ڈال دیے جائیں۔ ان کے گلنے سے پانی شیریں ہو جائے، وہ جوش مارنے لگے اور پرکواٹھے اور اس میں نشہ بھی پیدا ہو جائے، وہ سکر ہے۔ اس کا دوسرا نام: نقیج التمر (پانی میں بھگوئے ہوئے چھوہارے) ہے۔ چہارم: نقیب الزبیت: منقی اور خشک انگور پانی میں بھگوئے جائیں، وہ خوب گل جائیں ان میں جوش پیدا ہو جائے، اور پرکواٹھیں اور نشہ بھی پیدا ہو جائے، تو نقیج الزبیت تیار۔

دوسری شراب (پلاء) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام ہے، کیونکہ یہ انگور سے تیار کی گئی ہے۔ تاہم پکانے کی وجہ سے یہ خمر باقی نہیں رہتی۔ آئمہ ثلاثہ رحمہما اللہ تعالیٰ بھی اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ البتہ حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے مباح قرار دیتے ہیں۔

تیسری شراب (سکر): حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، اس لیے کہ یہ اس کا ثبوت خبر واحد سے ہے۔ آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ حرام ہے۔ حضرت قاضی بن عبد اللہ نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے مباح قرار دیتے ہیں۔ چوتھی شراب (نقیج): حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسے حرام قرار دیتے ہیں، آئمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی حرام ہے۔ حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے مباح قرار دیتے ہیں۔

نشہ آور نیندوں میں مذاہب آئمہ:

خمر، پلاء، سکر اور نقیج الزبیب کے علاوہ بھی نشہ آور چیزیں ہیں جن کو "نبیذیں" کہا جاتا ہے۔ وہ شراب جو گندم، شہد، مکئی اور جو وغیرہ سے تیار کی جائے، اسے نبیذ کہا جاتا ہے۔

کیا نبیذ حلال ہے یا حرام؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نبیذ حلال ہے۔ تھوڑی مقدار پینے والے پر حد جاری نہیں ہوگی۔ جو شخص ان کے نشہ میں مبتلا ہو کر اپنی بیوی کو طلاق دے گا وہ واقع نہیں ہوگی، ان کے دلائل دردرج ذیل ہیں:

(i) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت سفر میں تھے کہ ان کی خدمت میں نبیذ پیش کی گئی، آپ نے اس سے پیا پھر منہ بگاڑا اور فرمایا: طائف کی نیند سخت ہے، پانی لے کر اس پر ڈالا پھر وہ نوش کر لی۔ (شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۲۶)

(ii) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نبیذ تیار کی گئی، مدینہ طیبہ کے راستہ میں ایک شخص نے وہ خوب نوش کی، جس کے نتیجے میں اسے نشہ چڑھ گیا، جب اس کا نشہ ختم ہو گیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حد جاری کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کے ذریعے اس کا نشہ ختم کیا اور اسے نوش کیا۔ اسی طرح حضرت نافع بن عبدالمحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشکیزے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نبیذ تیار کی۔ ان کے آنے میں کچھ تاخیر ہو گئی، یہاں تک نبیذ اپنی حد سے بڑھ گئی، وہ مزید بڑھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلب کی تو وہ سخت یعنی نشہ آور تھی۔ آپ نے اس میں پانی ڈال کر اس کا نشہ ختم کیا۔ پھر وہ نبیذ خود بھی نوش کی اور لوگوں کو بھی پلائی۔ (مصنف عبدالرزق ج ۹ ص ۲۲۳)

(iii) نقیر، مزفت، دباء اور حنتم میں تیار کردہ نبیذ نہ پیو۔ چڑے میں تیار کی ہوئی نبیذ جس کا منہ بند کیا گیا ہو، وہ پیو۔ اگر وہ اٹھے یعنی اس میں جوش پیدا ہو اور نشہ پیدا ہو جائے تو اس میں پانی ملا کر اس کا نشہ توڑ دو اور نشہ ختم کر دو۔ پھر اگر نبیذ کا جوش پانی میں بھی ختم نہ ہو تو اسے پھینک دو۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۶۹۵، ۳۶۹۶)

(iv) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے، خمر لذاتہ حرام ہے، خواہ قلیل ہو یا کثیر جبکہ دیگر شرابوں میں سے جو نشہ آور حد تک ہو وہ حرام ہے۔

۲- آئمہ ثلاثہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبیذ حرام ہے۔ انہوں نے درج ذیل روایات سے استدلال کیا ہے۔

(i) ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور نشہ آور چیز حرام ہے۔

(ii) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شراب کا ایک گھونٹ بھی نشہ آور ہو، اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔

(iii) شہد اور مکئی کی شرابوں کے بارے میں سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ شراب جو نشہ آور ہو حرام ہے۔

(iv) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شراب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرات آئمہ ثلاثہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ جمہور نے ان احادیث میں ہر شراب کو خمر قرار دیا ہے، اگر ہر شراب خمر ہوتی تو اتنی کثیر روایات کی ہرگز ضرورت نہیں تھی۔ دراصل خمر انگریزی شراب ہی ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: قَالَا اَحَدُهُمَا اِنِّي اَرْتِي اَعْصِرُ خَمْرًا: (یوسف: ۳۶) دونوں قیدیوں میں سے ایک نے کہا: ”میں خواب میں خود کو دیکھ رہا ہوں کہ میں انکور پچوڑ

رہا ہوں۔ اس ارشادِ ربانی میں، انگور پر خمر کا اطلاق کیا گیا ہے یعنی آئندہ انگور سے خمر تیار ہونے والی ہے۔ اس سے اشارہ ہے کہ خمر، انگوری شراب ہوتی ہے جبکہ باقی شرابیں حکمی ہیں۔ نبیذ کو خمر کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب خمر اور نبیذ کا درجہ الگ ہے تو ان کا حکم بھی الگ ہوگا اور یکساں ہرگز نہیں ہو سکتا۔

فائدہ نافعہ:

اس مسئلہ میں احناف کا موقف حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتویٰ کے مطابق ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے موقف کے دلائل مضبوط و قوی ہیں تو پھر حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ کیوں ہے؟ جواب: خواہ شیخین کے دلائل قوی ہیں لیکن فتویٰ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر اس لیے ہے کہ احتیاط و نصوص پر عمل کرنے کا آسان راستہ یہی ہے کہ اگر اس سلسلے میں تھوڑی سی بھی نرمی روا رکھی جائے تو چسکا خور انسان کہاں سے کہاں پہنچ جائے گا اور حدودِ الہی کی پاسداری بھی نہ کر سکے گا۔ لہذا محتاط و آسان بلکہ احوط راستہ یہی ہے کہ آپ کے فتویٰ کو تسلیم کیا جائے اور اسے معمول بہ بنایا جائے۔ شرابی کے لیے جنت کا راستہ بند اور نماز ناقابل قبول ہونا:

احادیث باب میں شرابی کی وعید بیان کی گئی ہے کہ جو شخص مسلسل شراب نوشی کرتا رہے اور اسی حالت میں اسے موت آجائے تو وہ آخرت کی شراب سے محروم رہے گا، جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز نہیں ہوگا۔ گویا احکامِ الہی کو نظر انداز کرنے اور شیطان کو خوش کرنے کا نتیجہ دنیا و آخرت میں ذلت و خواری اور نعمتوں سے محرومی ہوگا۔ علاوہ ازیں شرابی کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی۔ استحکام عقائد و افکار کے بعد انسان جو خوبصورت عمل اور نیکی کر سکتا ہے، وہ نماز کی ادائیگی ہے۔ شرابی خواہ کتنے خوب سے خوب تر انداز سے نماز ادا کرے لیکن اس کی نافرمانی کی نحوست کے سبب اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں فرماتا۔ وعید اس حد تک بیان فرمادی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

باب 2: ہر نشہ آور چیز کے حرام ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1786 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ

1786- اخرجہ مالک فی الموطأ (845/2) کتاب الاِشْرِیَةِ باب: تحريم الخمر، حدیث (9) والبخاری (44/10) کتاب الاِشْرِیَةِ باب: النحر من العسل، وهو البتع، حدیث (5585، 5586) ومسلم (1585/3، 1586) کتاب الاِشْرِیَةِ باب: بیان ان کل مسکر خمر، وان کل خمر، حرام، حدیث (2001/68، 67) وابو داؤد (353، 352/2) کتاب الاِشْرِیَةِ باب: النهی عن المسکر، حدیث (3682) والنسائی (298، 297/8) کتاب الاِشْرِیَةِ باب: تحريم کل شراب اسکر، حدیث (5588، 5591) حدیث (5592، 5593، 5594) وابن ماجه (1132/2) کتاب الاِشْرِیَةِ باب: کل مسکر حرام، حدیث (3386) واحمد (36/6) الحدیث (225، 190، 96) والدارمی (113/2) کتاب الاِشْرِیَةِ باب: ما قیل فی المسکر، والحمیدی (135/1) حدیث (281) من طریق ابن شہاب الزہری عن ابی سلمة بن عبد الرحمن، فذکرہ۔

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ سے ”بتع“ (نامی شراب) کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1787 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنِ اسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِيِّ الْكُوفِيُّ وَأَبُو سَعِيدِ الْأَشْجِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي مُوسَى وَالْأَشْجِ الْعَصْرِيِّ وَدَيْلَمٍ وَمِيمُونَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَقَيْسِ ابْنِ سَعْدٍ وَالنُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ وَمُعَاوِيَةَ وَوَائِلَ بْنَ حُجْرٍ وَقُرَّةَ الْمُرَزِيِّ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

متن حدیث: وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت انشج عصری رضی اللہ عنہ، حضرت دیلم رضی اللہ عنہ، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت قرۃ مرزنی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔ اس حدیث کو ابوسلمہ نامی راوی کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

1787- اخرجہ النسائی (297/8) کتاب الاشریة، باب: تحريم كل شراب اسكر، حدیث (5587) وابن ماجه (24/2) کتاب الاشریة، باب: كل مسكر حرام، حدیث (3391) واحمد (104'31'29'16/2) من طریق محمد بن عمرو بن سفيمة عن ابی سلمة، فذكره.

کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے اور یہ دونوں سندیں مستند ہیں۔

کئی راویوں نے اسے محمد بن عمرو کے حوالے سے ابو سلمہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور ابو سلمہ کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے بھی نقل کیا ہے۔

شرح

خمر کی تعریف اور وجہ تسمیہ میں مذاہب آئمہ:

خواہ تفصیلی بحث گزشتہ باب کی احادیث کے ضمن میں گزر چکی ہے لیکن یہاں اس کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ خمر کی تعریف اور وجہ تسمیہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام ابو یوسف اور امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ لفظ: ”خمر“ تخمیر سے بنا ہے جس کا معنی ہے نچوڑنا، چونکہ یہ انگور کے کچے پانی کو جوش دلانے اور جھاگ چھوڑنے سے بنتی ہے، اس لیے اسے ”خمر“ کہا جاتا ہے۔ خمر صرف یہی ہے باقی شرابیں حرام تو ہیں لیکن خمر نہیں ہیں۔ انہوں نے اہل لغت کی اصطلاح سے استدلال کیا ہے کہ تمام اہل لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ”خمر“ صرف انگور کے رس سے تیار ہوتی ہے، جو کثیر و قلیل حرام ہے خواہ نشہ آور ہو یا نشہ آور نہ ہو۔ چونکہ قلیل داعی الی ایکثر ہے اس لیے یہ کثیر و قلیل حرام ہے۔

۲۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ: ”خمر“ مخامرة العقل سے بنا ہے چونکہ دو اوصاف اس میں موجود ہوتے ہیں: (۱) نچوڑنا (۲) عقل کو زائل کرنا، تو اس لیے اسے ”خمر“ کہا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور خمر حرام ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ

باب 3: یہ جو منقول ہے: جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے

اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے

1788 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ أَبِي الْفُرَاتِ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ

1788- اخرجہ ابو داؤد (352/2) کتاب الأشربة باب: النهی عن السكر حدیث (3681) وابن ماجہ (1125/2) کتاب الأشربة باب: ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام حدیث (3394) واحمد (343/3) من طریق داؤد بن بکر بن ابی الفرات عن ابن المنکدر فذکرہ.

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَخَوَاتِ بْنِ جُبَيْرٍ
حکم حرث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ جَابِرٍ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جابر سے منقول امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلے میں ”غریب“ ہے۔

1789 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ

مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ أَبِي
عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ مَا أَسْكَرَ الْفَرْقُ مِنْهُ فَمِلْهُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: قَالَ أَحَدُهُمَا فِي حَدِيثِهِ الْحِسْوَةُ مِنْهُ حَرَامٌ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ لَيْثُ بْنُ

أَبِي سُلَيْمٍ وَالرَّبِيعُ بْنُ صَبِيحٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ نَحْوَ رِوَايَةِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ وَأَبُو عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيُّ
اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ وَيُقَالُ عَمْرُ بْنُ سَالِمٍ أَيْضًا

﴿﴾ حضرت قاسم بن محمد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نشہ آور

چیز حرام ہے، جس چیز کا ایک بڑا برتن نشہ پیدا کرے اس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔ اس کو لیث بن ابوسلم اور ربیع بن صبیح نے ابو عثمان انصاری کے حوالے

سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے مہدی بن میمون نے کیا ہے۔

ابو عثمان انصاری کا نام عمرو بن سالم ہے اور ایک قول کے مطابق عمرو بن سالم ہے۔

شرح

مسکر کی مقدار حلت و حرمت میں مذاہب آئمہ:

مسکر کی کتنی مقدار حلال ہے اور کتنی حرام ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1789- اخرجہ ابو داؤد (354/2) کتاب الأشربة باب: النهی عن المسکر حدیث (3687) واحمد (1317271/6) عن طریق ابی عثمان الانصار عن القاسم بن محمد بن ابی بکر فذکرہ.

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اتنی مقدار جائز ہے جس سے مسکر نہ ہو جائے۔
 جمہور آئمہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔ منشاء اختلاف اس طرح ظاہر ہوگا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:
 ما اسکر کثیرہ فقلیہ حرام (یعنی ہر نشہ آور چیز خواہ قلیل مقدار میں ہو یا کثیر میں وہ حرام ہے۔) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ
 اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ تین پیالوں سے مسکر ہو جائے تو تیسرا پیالہ حرام ہے، اس کا
 قلیل بھی حرام ہے اور کثیر بھی حرام ہے۔ جمہور آئمہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مفہوم یہ ہے کہ اس کا پہلا پیالہ حرام
 ہے اور اس کا قلیل و کثیر حرام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَبِيذِ الْجَرِّ

باب 4: منکے کی نبیذ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1790 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبَةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ

عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلًا آتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ طَاوُسٌ وَاللَّهِ إِنِّي
 سَمِعْتُهُ مِنْهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَابْنِ سَعِيدٍ وَسُوَيْدٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ طاؤس بیان کرتے ہیں ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور اس نے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے
 منکے کی نبیذ سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! طاؤس بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی زبانی
 یہ بات سنی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت سويد رضی اللہ عنہ، سیدہ
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث
 ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مفہوم حدیث:

اس حدیث کو سمجھنے میں اور مفہوم متعین کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک مسکر نبیذ کم مقدار جائز ہے لیکن
 1790- اخرجہ مسلم (1582/3) کتاب الاشربة باب: النهی عن الانتباز يف المزفت والدباء، حدیث (51, 52/1997)
 والنسائی (303'302/8) کتاب بالاشربة باب: النهی عن نبیذ الجر مفرداً، حدیث (5615'5614) واحمد (47'35'29/2)
 155'115'106'101'56) والحمیدی (309/2) حدیث (707) من طریق طاؤس، فذکرہ.

حدیث میں سد ذرائع کے طور پر ممانعت کی گئی ہے، اس لیے کہ نشہ آور چیز کا وصف یہ ہے کہ جو تھوڑی سی استعمال کرتا ہے تو وہ ترقی کرتا ہوا کثیر کی طرف جاتا ہے اور وہ پیتا جاتا ہے حتیٰ کہ نشہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ شرابی کثیر تک نہ پہنچنے پائے اس لیے اسے قلیل سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔ جمہور فقہاء حدیث باب کو ممانعت حقیقی پر محمول کرتے ہیں یعنی جو نشہ آور ہو وہ قلیل مقدار بھی حرام ہے اور کثیر مقدار بھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ

باب 5: دباء، حنتم، نقیر میں نبیذ تیار کرنے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1791 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو

بْنِ مَرْثَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَاذَانَ يَقُولُ

متن حدیث: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَوْعِيَةِ أَخْبَرَنَا بِبُلْغَتِكُمْ وَفَسْرَهُ لَنَا بُلْغَتَنَا فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمَةِ وَهِيَ الْجَرَّةُ وَنَهَى عَنِ الدُّبَاءِ وَهِيَ الْقَرْعَةُ وَنَهَى عَنِ النَّقِيرِ وَهُوَ أَصْلُ النَّخْلِ يُنْقَرُ نَقْرًا أَوْ يُنْسَجُ نَسْجًا وَنَهَى عَنِ الْمُرْفَتِ وَهِيَ الْمُقَيْرُ وَأَمَرَ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْأَسْقِيَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَآبِي سَعِيدٍ وَآبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْمَرَ وَسَمُرَةَ وَأَنَسٍ وَعَائِشَةَ وَعُمَرَ بْنَ حُصَيْنٍ وَعَائِدَةَ بْنَ عَمْرِو وَالْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ وَمَيْمُونَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عمرو بن مرہ بیان کرتے ہیں میں نے زاذان کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں دریافت کیا: جن برتنوں میں نبی اکرم ﷺ نے نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے میں نے کہا: آپ ہمیں اپنی زبان میں ان کے الفاظ بتائیں اور ہماری زبان میں اس کی وضاحت کریں تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ”حنتمہ“ سے منع کیا ہے۔ یہ مشکے کو کہتے ہیں اور آپ نے ”دباء“ سے منع کیا ہے یہ کدو کو کہتے ہیں اور آپ نے ”نقیر“ سے منع کیا ہے۔ یہ کھجور کی جڑ کو کہتے ہیں جس میں سوراخ کر لیا جائے یا اس کو بن دیا جائے اور آپ نے ”مرفت“ سے منع کیا ہے اور اس سے مراد رال کاروغنی برتن ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے مشکیزوں میں نبیذ تیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید

خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت حکم غفاری رضی اللہ عنہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

1791 - اخرجہ مسلم (3/1583) کتاب الاشربة باب: النهی عن الانتباز فی المرفت والدباء حدیث (57/1997) والنسائی

(308/1930) کتاب الاشربة باب: تفسیر الاوعیة حدیث (5645) واحد (2/56) من طریق زاذان فذکرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّخْصَةِ أَنْ يُبَدَّ فِي الظُّرُوفِ

باب 6: برتنوں میں نبیذ تیار کرنے کی جو رخصت منقول ہے

1792 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوفِ وَإِنَّ ظُرْفًا لَا يُحِلُّ شَيْئًا وَلَا يُحَرِّمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے تمہیں (مخصوص)

برتن استعمال کرنے سے منع کیا تھا برتن کسی بھی چیز کو حرام یا حلال نہیں کرتے ہیں البتہ ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1793 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ

بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوفِ فَشَكَتَ إِلَيْهِ الْأَنْصَارُ فَقَالُوا لَيْسَ لَنَا

وِعَاءٌ قَالَ فَلَا إِذْنَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتنوں کے استعمال سے منع کیا، تو انصار نے آپ کی

خدمت میں شکایت کی اور عرض کی ہمارے پاس اضافی برتن نہیں ہوتے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ،

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1792- اخرجه احمد (357/356/355/5)

1793- اخرجه البخاری (59/10) كتاب الاشریۃ، باب: ترخیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاوعیۃ والظروف بعد النهی

حدیث (5592) و ابو داؤد (357/2) كتاب الاشریۃ، باب: فی الاوعیۃ، حدیث (3699) والنسائی (312/8) كتاب الاشریۃ

باب: الاذن فی شیء منها، حدیث (5656) واحمد (302/3) من طریق سفیان، عن منصور، عن سالم، فذکرہ۔

شرح

نبید کے برتنوں کے استعمال کا حکم:

نبید: بروزن فعیل مصدر ہے جو منبوذ کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس کا مطلب ہے پانی میں کوئی چیز ڈال دینا جس کی تاثیر و مٹھاس پانی میں ظاہر ہو جائے لیکن اس میں نشہ پیدا نہ ہو۔ یہ آئمہ اربعہ کے نزدیک حلال ہے۔ عہد رسالت میں انجیر، منقی، شہد، جو اور کھجور وغیرہ سے نبید تیار کی جاتی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے استعمال کرتے تھے۔

الجر: یہ جر تک ہے جمع جس طرح التمر، تدرۃ کی جمع ہے۔ اس سے مراد ہے مٹی کا گھڑا۔

حنتم: یہ حنتمہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے: ایسا روغنی گھڑا جس میں ایسی نبید تیار کی جائے جو جلدی نشہ آور ہو جائے۔

الدباء: اس سے مراد ایسا خشک کدو ہے جو بطور برتن استعمال ہوتا ہو، جس میں ایسی نبید تیار کی جائے جس میں شدت پیدا ہو جائے۔ اردو زبان میں اسے تو تونبایا تو نبی کہا جاتا ہے۔ اس کا چھلکا موٹا ہوتا ہے جس سے گدا اگر لوگ کشلول تیار کرتے ہیں۔

النقییر: یہ بروزن فعیل منقور کے معنی میں ہے۔ نقیرینقر کا معنی ہے: کھودنا، کریدنا۔ لوگ درخت کے تنے کو کرید کر یہ برتن تیار کرتے تھے اور اس میں نبید بناتے تھے۔ اس برتن میں تیار شدہ نبید جلدی نشہ آور ہو جاتی ہے۔

المزفت: اس سے مراد ایسا گھڑا ہے جس پر تار کول پھیری گئی ہو اور اس میں بھی تیار شدہ نبید جلدی نشہ آور ہوتی ہے۔

ابتداء اسلام میں ان برتنوں کے استعمال سے منع کیا گیا تھا لیکن بعد میں ان کے استعمال کی اجازت دی گئی تھی۔ اس بارے میں یہ مشہور حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو چند برتنوں کے استعمال سے منع کر دیا تھا۔ اب تم اس بات کو معلوم کر لو کہ کوئی برتن نہ تو کسی چیز کو حلال کر سکتا ہے اور نہ حرام۔ تاہم ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۷۹۲) گویا برتنوں کے استعمال کی ممانعت والی روایات منسوخ ہیں اور یہ حدیث ناسخ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِنْتِبَازِ فِي السِّقَاءِ

باب 7: مشکیزوں میں نبید تیار کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1794 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ

الْبَصْرِيِّ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَثَرْنَا حَدِيثًا: كُنَّا نَبِيدُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ تَوَكَّأَ فِي أَعْلَاهُ لَهُ عَزْلَاءُ نَبِيدُهُ غُدْوَةً وَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَنَبِيدُهُ عِشَاءً وَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً

1794-اخرجه مسلم (1590/3) كتاب الاشربة' باب: اباحة النبيذ الذي لا يشد ولا يصر مسكرا' حديث

(2005/85'84) واہو داؤد (360/2) كتاب الاشربة' باب: في صفة النبيذ' حديث (3711) من طريق الحسن' عن امه

فذكرته.

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ مِنْ غَيْرِ هَذَا
الْوَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا

﴿﴾ حسن بصری اپنی والدہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے لئے مشکیزوں میں نبیز تیار کیا کرتے تھے جس کا اوپر والا منہ بند کر دیا جاتا تھا اس کا نیچے سے ایک منہ موجود ہوتا تھا۔ ہم آپ کے لئے صبح کے وقت نبیز تیار کرتے تھے جسے آپ شام کے وقت پی لیتے تھے اور ہم آپ کے لئے شام کے وقت نبیز تیار کرتے تھے جسے آپ صبح کے وقت پی لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے یونس بن عبید کے حوالے سے منقول سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ہمیں اس کے علاوہ اور کسی حوالے کا پتہ نہیں ہے۔

شرح

مشکیزے میں نبیز بنانا:

مختلف برتنوں میں نبیز تیار کی جاتی تھی۔ مشکیزے میں بھی نبیز تیار کی جاتی تھی جو زیادہ دیر اس میں نہیں رکھی جاتی تھی بلکہ جلد استعمال کر لی جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشکیزہ چمڑے کا ہوتا ہے جس میں ہوا کی آمد و رفت نہیں ہو سکتی اور زیادہ دیر تک اس میں رکھنے کی وجہ سے نبیز نشہ آور ہونے کا بھی قوی امکان ہوتا تھا۔ اگر مشکیزے میں صبح کے وقت نبیز بنانے کی تیاری کی جاتی تو وہ شام کے وقت استعمال کر لی جاتی تھی اور اگر شام کے وقت تیاری شروع کی جاتی تو صبح کے وقت استعمال میں لائی جاتی تھی۔ حدیث باب سے ثابت ہوا کہ نبیز بنانا جائز ہے، یہ کسی بھی برتن میں حتیٰ کہ مشکیزے میں بھی بنائی جاسکتی ہے اور اسے استعمال میں لانا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحُبُوبِ الَّتِي يُتَّخَذُ مِنْهَا الْخَمْرُ

باب 8: وہ دانے جن کے ذریعے شراب تیار کی جاتی ہے اس کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1795 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

مُهَاجِرٍ عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

1795- أخرجه أبو داود (351/2) كتاب الأشربة، باب: البخر مما هي؛ حديث (3676'3677) وابن ماجه (1121/2)

كتاب الأشربة، باب: ما يكون منه الخمر، حديث (3379) واحمد (273'267/4) من طريق عامر الشعبي، فذكره.

متن حدیث: اَنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا وَمِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا وَمِنَ الزَّبِيبِ خَمْرًا وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا
فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: گندم سے شراب بنائی جاتی ہے جو
سے شراب بنائی جاتی ہے، کھجور سے شراب بنائی جاتی ہے اور شہد سے شراب بنائی جاتی ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ
حدیث ”غریب“ ہے۔

1796/1 . سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ نَحْوَهُ وَرَوَى

أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ
آثَارِ صَحَابِهِ: اَنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثُ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: گندم سے
شراب بنائی جاتی ہے۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

1796/2 . سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّمِيمِيِّ عَنِ

الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
آثَارِ صَحَابِهِ: اَنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا

بِهَذَا وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ لَمْ يَكُنْ
إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَاجِرٍ بِالْقَوِيِّ الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ أَيْضًا عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ
﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ گندم سے شراب بنائی جاتی ہے۔
یہ روایت ابراہیم بن مہاجر کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے یہ بات کہی ہے: ابراہیم بن مہاجر نامی راوی مستند نہیں ہے۔
یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت نعمان بن بشیر سے بھی منقول ہے۔

1796/3 . سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ وَعِكرمةُ بْنُ

عَمَارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ الشُّحَيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1796/2- اخرجہ البخاری (38/10) کتاب الاشربة، باب: الخمر من العنب وغیره، حدیث (5581) ومسلم (2322/4)
کتاب التفسیر، باب: فہنذول تحريم الخمر، حدیث (3032/33-32) واہو داؤد (324/3) کتاب الاشربة، باب: فی تحريم
الخمر، حدیث (3669) والنسائی (295/8) کتاب الاشربة، باب: ذکر انواع الاشياء التي كانت منها الخمر حين نزل تحريمها
من طریق الشعبي عن ابن عمر عن عمر به۔

متن حدیث: الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنْبَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو كَثِيرٍ السُّحَيْمِيُّ هُوَ الْغُبَرِيُّ وَأَسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ غَفِيلَةَ وَرَوَى شُعْبَةَ عَنْ

عِكْرَمَةَ بْنِ عَمَّارٍ هَذَا الْحَدِيثَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: شراب ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے

کھجور اور انگور۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو کثیر سحیمی نامی راوی جو غبری ہیں، ان کا نام یزید بن عبد الرحمن بن غفیلہ ہے۔

شعبہ نے عکرمہ بن عمار کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

شرح

اجناس سے خمر تیار کرنا:

احادیث باب میں ان اجناس کو بیان کیا گیا ہے جن سے شراب تیار کی جاتی ہے۔ پہلی حدیث باب میں چھ اجناس کا ذکر ہے: (۱) گندم، (۲) جو، (۳) چھوہارا، (۴) کشمش، (۵) منقی، (۶) شہد۔ ان اجناس سے شراب تیار کرنے کا مطلب نبیذ تیار کرنا ہے۔ دوسری حدیث باب میں دو چیزوں کا ذکر ہے: (۱) انار، (۲) انگور۔ ان سے شراب سازی سے مراد حقیقی شراب ہے، جسے ”خمر“ کہا جاتا ہے۔ اس کا قلیل و کثیر حرام ہے، کیونکہ حقیقی شراب یعنی ”خمر“ ان دو چیزوں سے تیار کی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلِيطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

باب 9: کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1797 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

1796/3- اخرجہ مسلم (1574/3) کتاب الاشربة، باب: بیان ان جمیع ما ینبذ ما یتخذ من النخل والعنب، یسمی

خمرًا، حدیث (13/14/15/1985)، و ابو داؤد (2/351/352) کتاب الاشربة، باب: الخمر ما ھی؟ حدیث (3678) والنسائی

(294/8) کتاب الاشربة، باب: تاویل قول اللہ تعالیٰ (ومن ثمرات النخیل والاعناب) حدیث (5572/5573) وابن ماجہ

(1121/2) کتاب الاشربة، باب: ما یكون منه الخمر، حدیث (3378) واحمد (2/279/408/409/474/496/517

518/526) والدارمی (2/113) کتاب الاشربة، باب: ما یكون الخمر۔

1797- اخرجہ مسلم (3/1574) کتاب الاشربة، باب: کراهة انتبأذ التمر والزبيب مخلوطين، حدیث (16/17/18

19/1986) و ابو داؤد (2/358) کتاب الاشربة، باب: فی الخلیطین، حدیث (3703) والنسائی (8/290) کتاب الاشربة،

باب: خلیط البسر والرطب، حدیث (5554/5555) وابن ماجہ (2/1125) کتاب الاشربة، باب: النهی عن الخلیطین،

حدیث (3395) واحمد (294/300) من طریق عطاء بن ابی رباح، فذکرہ۔

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبْنَدَ الْبُسْرُ وَالرُّطْبُ جَمِيعًا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1798 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْبُسْرِ وَالْتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَنَهَى عَنِ الزَّرْبِيبِ
وَالْتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَنَهَى عَنِ الْجِرَارِ أَنْ يُبْنَدَ فِيهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي قَتَادَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَمَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أُمِّهِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہ بات بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے آپ نے کشمش اور کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے بھی منع کیا ہے۔ اور آپ نے مٹکے میں نبیذ تیار کرنے سے بھی منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معبد بن کعب رضی اللہ عنہ کی ان کی والدہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

گدڑی کھجور اور چھوہارے سے نبیذ تیار کرنا:

اس مقام پر عموماً دو مسائل زیر بحث لائے جاتے ہیں:

مسئلہ اول: کیا شراب کے برتنوں کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اور ان میں نبیذ تیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کی تفصیل سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شراب کے برتنوں کی ممانعت لغیرہ تھی کہ لوگوں کو شراب نوشی یاد نہ آئے یا ممانعت کی وجہ یہ تھی ان میں نبیذ تیار کرنے سے جلدی نشہ پور ہو جاتی ہے، تو لوگ نبیذ بنانے سے باز آ جائیں۔ اگر برتنوں کے استعمال کی ممانعت لعینہ ہو تو یہ منسوخ ہو چکی ہے۔ لہذا شراب کے برتن نبیذ بنانے کے لئے استعمال میں لائے جاسکتے ہیں۔

مسئلہ ثانیہ: کیا گدڑی کھجور اور چھوہارے کو ملا کر نبیذ بنانا جائز ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج

ذیل ہیں:

1798- اخرجہ مسلم (3/1574، 1575) کتاب الأشربة باب: كراهة انتباز التمر والزبيب مخلوطين حدیث واحد (20، 21، 1987) (3/3، 9، 49، 71، 90) من طریق ابونضرة فذكره.

۱- حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق دونوں چیزوں کو ملا کر نبیذ تیار کرنا حرام ہے۔ البتہ الگ الگ چیزوں سے نبیذ بنانا جائز ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا مکروہ تزیہی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول بھی اسی کے مطابق ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ زیاد کے واقعہ میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے نبیذ پلائی جس سے مجھے نشہ ہو گیا۔ صبح دریافت کرنے پر انہوں نے جواب دیا: ہم نے زہیب اور عجوہ سے نبیذ بنائی تھی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احادیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایات منسوخ ہیں اور ان کی ناسخ روایات درج ذیل ہیں:

۱- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منقی کی نبیذ تیار کی جاتی تھی جس میں چھوہارے ڈولے جاتے تھے یا چھوہاروں سے نبیذ تیار کی جاتی تھی جس میں منقی ڈالا جاتا تھا۔

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۳۷۷۰)

۲- حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نامی خاتون نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھوہاروں اور منقی سے نبیذ تیار کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا: میں ایک مٹھی چھوہاروں کی اور ایک مٹھی منقی کی ڈالتی تھی، اور ان دونوں کو ملا دیتی تھی۔ پھر میں یہ (نبیذ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلا دیتی تھی۔

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۳۷۰۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ فِي انِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

باب 10: سونے یا چاندی کے برتن میں پینے کے مکروہ ہونے

کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1799 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ

1799- اخرجہ البخاری (98/10) کتاب الأشربة' باب: انية الفضة' حدیث (5633) ومسلم (1638/3) کتاب اللباس والزينة' باب: تحريم استعمال انا الذهب والفضة على الرجال والنساء' حدیث (2067/5,4) والنسائي (199'198/8) کتاب الأشربة' باب: ذكر النهي عن لبس الديباج' حدیث (5301) وابن ماجه (1130/2) کتاب الأشربة' باب: الشرب في انية الفضة' حدیث (1187/2'3414)

ابن ابی لیلیٰ یحدّث

متن حدیث: اَنَّ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقَى فَاتَاهُ اِنْسَانٌ يٰانَاءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ اِنِّي كُنْتُ قَدْ نَهَيْتُهُ فَاَبَى اَنْ يَّتَهَى اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشَّرْبِ فِيْ اِنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالذِّيْبَاجِ وَقَالَ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَالْبَرَاءِ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◀ ▶ ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا ایک آدمی چاندی کے برتن میں ان کے لئے پانی لے کر آیا۔ انہوں نے اسے پھینک دیا اور بتایا کہ میں نے اسے منع کیا تھا لیکن یہ نہیں مانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع کیا ہے اور ریشم اور دیباچ پہننے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے: یہ ان (کفار) کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہوں گے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت براء رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

سونا اور چاندی کے برتن میں پانی پینے کی ممانعت

آئمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سونا اور چاندی کے برتن کا استعمال حرام ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ عورت کے لیے سونا اور چاندی زیورات کی شکل میں جائز ہے۔ مرد کے لیے چاندی انگوٹھی کی شکل میں جائز ہے۔ اس کے علاوہ ان کا استعمال کسی بھی شکل میں جائز نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا چاندی کے برتنوں سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کفار کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: جو لوگ دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتے پیتے ہیں تو ان کے پیٹ میں قیامت کے دن آگ کے شعلے ہوں گے اور ان کے لیے آواز ہوگی۔

سوال: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی طلب کیا تو آپ کی خدمت میں چاندی کے برتن میں پانی پیش کیا گیا اور آپ نے ناراضگی کے عالم میں برتن کو پھینک دیا۔ سوال یہ ہے کہ آپ نے پانی لانے والے کی اصلاح کرنے اور سمجھانے کی بجائے برتن کو کیوں پھینکا تھا؟

جواب: حضرت فاروق اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدائن کا گورنر تعینات کیا تھا، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک اپنے منصب پر خدمات انجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں آپ رازدان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی

تھے۔ انہوں نے کسی سے پانی طلب کیا تو کسی انسان (مجوسی) نے آپ کی شایان شان چاندی کے برتن میں پانی پیش کیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: میں نے اس سے قبل کئی بار چاندی کے برتن میں پانی پلانے سے منع کر چکا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا۔ چوں کہ آپ قبل ازیں اسے کئی بار سمجھا چکے تھے اور اصلاح کر چکے تھے لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا رہا تو آپ کو غصہ آگیا، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے منع فرمایا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا

باب 11: کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1800 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا فَقِيلَ الْأَكْلُ قَالَ ذَاكَ أَشَدُّ

حُكْمٌ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا ہے۔ ان سے دریافت کیا: کیا

کھانے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زیادہ شدید (برا) ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1801 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ

الْحَدِيثِ عَنِ الْجَارُودِ بْنِ الْمُعَلَّى

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسِ

حُكْمٌ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ

اسنادیگے: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ عَنِ الْجَارُودِ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ عَنِ الْجَارُودِ

حَدِيثٍ دِيكْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ

تَوْشِيحٌ رَاوَى: وَالْجَارُودُ هُوَ ابْنُ الْمُعَلَّى الْعَبْدِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقَالُ الْجَارُودُ بِنِ

الْعَلَاءِ أَيْضًا وَالصَّحِيحُ ابْنُ الْمُعَلَّى

1800- اخرجہ مسلم (3/1600) کتاب الاشریة باب: کراہیة الشرب قائما حدیث (112/113/2024) و ابو داؤد

(2/362) کتاب الاشریة باب: فی الشرب قائما حدیث (3717) و ابن ماجہ (2/1132) کتاب الاشریة باب: الشرب قائما

حدیث (3424) و احمد (3/113/118/131/147/182/199/214/250/291) و الدارمی (2/120/121) کتاب

الاشریة باب: من کره الشرب قائما من طریق قتادة فذكره.

﴿﴾ حضرت جارود بن معلى رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے اس کو اسی طرح کئی راویوں نے سعید کے حوالے سے قنادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ابو مسلم کے حوالے سے، حضرت جارود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے طور پر نقل کیا ہے کہ مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کا انگارہ ہے۔

جارود نامی راوی جو ہیں یہ ابن معلى العبدی ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام ”ابن ملاء“ ہے، تاہم صحیح قول ”ابن معلى“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّخْصَةِ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا

باب 12: کھڑے ہو کر پینے کی رخصت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1802 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَشْبِي وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ

ابْنِ عُمَرَ

اسناد دیگر: وَرَوَى عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الْبَزْرِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو الْبَزْرِيِّ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَطَارٍ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ چلتے پھرتے ہوئے کھالیا کرتے تھے اور کھڑے ہو کر پی لیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح غریب“ ہے جو عبید اللہ بن عمر کے حوالے سے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

عمران بن حدیر نامی راوی نے اس حدیث کو ابو بزری کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

1802- اخرجہ البخاری (84/10) کتاب الاشریة، باب: الشرب قائما، حدیث (5617) ومسلم (1601/3، 1602) کتاب الاشریة، باب: فی الشرب من زمزم قائما، حدیث (2027/118، 117) والنسائی (237/5) کتاب مناسک الحج، باب: الشرب من زمزم، حدیث (2964) وباب: الشرب من زمزم قائما، حدیث (2965) وابن ماجہ (1132/2) کتاب الاشریة، باب: الشرب قائما، حدیث (3422) واحمد (22/1، 214، 243، 249، 248، 348، 369، 372، 478) وابن خزیمہ (306/4) حدیث (2945) والحبیدی (225/1) حدیث (481) من طریق الشعبي، فذکرہ.

ابو بزری نامی راوی کا نام یزید بن عطار ہے۔

1803 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ وَمُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ

ابن عباس

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعْدِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر آب زم زم پیا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول

ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1804 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَدِّهِ قَالَ

متن حدیث: زَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو کھڑے ہو

کر اور بیٹھ کر پیتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

کھڑے ہو کر پانی پینے کا حکم

خورد و نوش کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ بیٹھ کر کھایا جائے اور بیٹھ کر پیا جائے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہو کر پینے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے

جواب میں فرمایا: ذاك اشد، يا ذاك اشمر، يا ذاك اخبث۔ اس جواب میں کھڑے ہو کر کھانے کی وعید و مذمت ہے۔ بیٹھ کر

کھانے پینے سے انسان حیوانات سے ممتاز ہو جاتا ہے یعنی کھڑے ہو کر کھانا جانوروں کا طریقہ ہے۔

ایایات میں تعارض و تطبیق:

پہلے باب کی احادیث مبارکہ میں کھڑے ہو کر کھانے پینے کی ممانعت بیان کی گئی ہے اور دوسرے باب کی احادیث مبارکہ

سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، اس طرح دونوں ابواب کی روایات میں تعارض ہوا؟ تطبیق: اصل مسئلہ یہی ہے کہ بیٹھ کر کھایا اور پیا جائے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مستمرہ یہی تھی۔ تاہم دونوں قسم کی متعارض روایات کے درمیان تطبیق کی کئی صورتیں ہیں:

- ۱- جواز والی روایات منسوخ اور ممانعت والی ناسخ قرار دی جائیں۔
- ۲- جواز والی روایات عذر پر محمول ہیں اور ممانعت والی حقیقت پر محمول ہیں۔
- ۳- جواز والی احادیث مبارکہ عند الضرورت بیان جواز کے لیے ہیں اور ممانعت والی روایات اپنے اصل پر ہیں۔
- ۴- جواز والی روایات کراہت تنزیہی پر محمول ہیں اور ممانعت والی احادیث اپنے اصل مضمون پر ہیں۔

فائدہ نافعہ:

کھانے اور پینے دونوں کا حکم یکساں ہے کھڑے ہو کر کھانے پینے سے احتراز کیا جائے اور بیٹھ کر خورد و نوش کیا جائے۔ تاہم آب زم زم کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے مگر اس کے علاوہ پانی کھڑے ہو کر پینا مکروہ اور بیٹھ کر پینا مسنون ہے۔ آب زم زم کے علاوہ چند اور پانی بھی ہیں جو کھڑے ہو کر پیئے جاسکتے ہیں:

- ۱- وضوء سے بچا ہوا پانی۔
- ۲- علماء ربانیین اور مشائخ کرام کا جوٹھا پانی۔
- ۳- والدین کریمین کا جھوٹا پانی۔
- ۴- اساتذہ کرام کا جھوٹا پانی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنْفِيسِ فِي الْإِنَاءِ

باب 13: برتن میں سانس لینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1805 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَيُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي عِصَامٍ عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

مَنْ حَدِيث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا وَيَقُولُ هُوَ أَمْرًا وَأَرَوَى
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَرَوَاهُ هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ أَبِي عِصَامٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا

1805- اخرجہ مسلم (3/1602، 1603) کتاب الاشریة، باب: کراہة التنفس فی نفس الاناء، حدیث (2028/123) و ابو داؤد (2/364) کتاب الاشریة، باب: فی الساق حتی یشرب؟ حدیث (3737) واحد (3/118، 185، 211، 251) من طریق ابو عاصم، فذکرہ.

﴿ ﴿ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ برتن میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ زیادہ سیراب کرنے والا اور زیادہ خوشگوار ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہشام دستوائی نے ابو عصام کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

عزرہ بن ثابت نے اس حدیث کو تمامہ کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نبی اکرم ﷺ برتن میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔

1806 سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتِ

الْأَنْصَارِيِّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

مُتَنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿ ﴿ تمامہ بن انس، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ برتن میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1807 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سِنَانِ الْجَزْرِيِّ عَنِ ابْنِ لِعَطَاءِ بْنِ أَبِي

رَبَاحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مُتَنٌ حَدِيثٌ: لَا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشْرَبِ الْبَعِيرِ وَلَكِنْ اشْرَبُوا مَثْنِي وَثَلَاثَ وَسَمُّوا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ

وَاحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَيَزِيدُ بْنُ سِنَانِ الْجَزْرِيُّ هُوَ أَبُو فَرَوَةَ الرَّهَوِيُّ

﴿ ﴿ عطاء بن ابی رباح کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں نہ پی جاؤ بلکہ دو یا تین سانسوں میں پیو جب پینے لگو تو ”بسم اللہ“ پڑھو اور جب پی چکو تو ”الحمد للہ“ پڑھو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے اور یزید بن سنان جو ہیں یہ ”ابوفروہ رهاوی“ ہیں۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ الشَّرْبِ بِنَفْسَيْنِ

باب 14: پیتے ہوئے دو مرتبہ سانس لینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1808 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ رَشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ

ابن عباس

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ قَالَ

قَوْلِ إِمَامِ دَارِمٍ: وَسَأَلْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ قُلْتُ هُوَ أَقْوَى أُمَّ

مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ فَقَالَ مَا أَقْرَبَهُمَا وَرِشْدِينَ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُهُمَا عِنْدِي

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُ مِنْ رِشْدِينَ

بْنِ كُرَيْبٍ وَالْقَوْلُ عِنْدِي مَا قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رِشْدِينَ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُ وَأَكْبَرُ وَقَدْ

أَدْرَكَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَرَأَاهُ وَهُمَا أَخَوَانٍ وَعِنْدَهُمَا مَنَاكِبُ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب پیا کرتے تھے تو دو مرتبہ سانس لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف رشدین بن کریب کے حوالے سے جانتے

ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن (امام دارمی) سے رشدین بن کریب کے بارے میں دریافت کیا: میں نے دریافت کیا: یہ زیادہ مستند ہیں یا محمد بن کریب زیادہ مستند ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ دونوں ایک دوسرے کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ رشدین بن کریب میرے نزدیک زیادہ مستند ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ سے اس بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: محمد بن کریب، رشدین بن کریب سے زیادہ مستند ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک صحیح بات وہی ہے جو ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن (امام دارمی) نے بیان کی ہے کہ رشدین بن کریب زیادہ مستند ہیں۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا زمانہ پایا ہے ان کی زیارت کی ہے اور یہ دونوں بھائی ہیں البتہ ان دونوں سے منکر روایات بھی منقول ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

باب 15: پینے کی چیز میں پھونک مارنے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1809 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ وَهُوَ

1808- اخرجہ ابن ماجہ (1131/2) کتاب الأشربة باب: الشرب بثلاثة انفاس حدیث (3417) واحد (285'248/1) من طریق رشد بن کریب عن ابیہ فذکرہ.

1809- اخرجہ مالک فی الوطا (925/2) کتاب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب: النهی عن الشرب فی انیة الفضة والنفخ فی الشرب حدیث (12) واحد (68'57'32'26/3) والدارمی (122/2) کتاب الأشربة باب: النهی عن النفخ فی الشرب وعبد بن حمید (302) حدیث (980) من طریق ابی الثئی الجهنی فذکرہ.

ابن حبيب انه سمع ابا المثنى الجهني يذكر عن ابي سعيد الخدري
متن حديث: ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن النفخ في الشرب فقال رجل القذاة اراها في
الاناء قال اهرقها قال فاني لا اروي من نفسي واحدا قال فابن القدح اذن عن فيك
حكم حديث: قال ابو عيسى: هذا حديث حسن صحيح

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع کیا ہے۔
ایک شخص نے عرض کی: اگر اس میں کوئی گندی چیز مجھے نظر آ جاتی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اسے انڈیل دو! اس نے عرض کی:
میں ایک سانس میں پی کر سیراب نہیں ہوتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم برتن کو اپنے منہ سے الگ کر لیا کرو۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1810 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ

ابن عباس

متن حدیث: ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى ان يتنفس في الاناء او ينفخ فيه

حكم حديث: قال ابو عيسى: هذا حديث حسن صحيح

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (برتن میں) سانس لینے یا اس میں پھونک مارنے سے
منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّنْفُسِ فِي الْإِنَاءِ

باب 16: برتن میں سانس لینے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1811 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ

1810- اخرجہ ابوداؤد (364/2) کتاب الاشرۃ، باب: فی النفخ فی الشراب والتنفس فیہ، حدیث (3738) وابن ماجہ
(1094/2) کتاب الاشرۃ، باب: النفخ فی الطعام، حدیث (3288)، (1132/2) کتاب الاشرۃ، باب: التنفس فی الاناء،
حدیث (1134/2، 3428) کتاب الاشرۃ، باب: النفخ فی الاثار، حدیث (3430، 3429) واحمد (357، 220/1) والدارمی
(122/2) کتاب الاشرۃ، باب: النهی عن النفخ فی الشراب، والحمیدی (241) حدیث (525) من طریق عکرمۃ مذکورہ۔
1811- اخرجہ البخاری (204/1) کتاب الوضوء، باب: النهی عن الاستنجاء بالیمین، حدیث (153) وطرفائہ،
(5630/154) ومسلم (75، 74/2- الابی) کتاب الطہارۃ، باب: النهی عن الاستنجاء بالیمین، حدیث (267/65، 64، 63)،
(1602/3) کتاب الاشرۃ، باب: کراهۃ التنفس فی نفس الاناء، حدیث (267/121) وابو داؤد (55/1) کتاب الطہارۃ،
باب کراهۃ مس الذکر بالیمین فی الاستبراء، حدیث (31) والنسائی (25/1) کتاب الطہارۃ، باب: النهی عن مس الذکر
بالیمین، عند الحاجة، حدیث (25، 24)، (44، 43/1) کتاب الطہارۃ، باب: النهی عن الاستنجاء بالیمین، حدیث (48، 47)
وابن ماجہ (113/1) کتاب الطہارۃ، وسنہا، باب: کراهۃ مس الذکر بالیمین والاستنجاء بالیمین، حدیث (310)

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عبد اللہ بن ابوقادہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
 جب کوئی شخص پیئے تو برتن میں سانس نہ لے۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

پانی پینے کا مسنون طریقہ:

پانی پینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین سانسوں میں پیا جائے پہلے اور دوسرے سانس میں ایک ایک گھونٹ پانی پیا جائے اور تیسرے سانس میں جتنا چاہے پی سکتا ہے۔ پانی پیتے وقت برتن میں سانس نہیں لینا چاہیے بلکہ برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لیا جائے۔ کیونکہ برتن میں سانس لینے سے جراثیم مشروب کے ذریعے پیٹ میں جائیں گے جو مرض کا باعث بھی ہو سکتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مستمرہ تین سانسوں میں پانی نوش کرنے کی تھی لیکن دو سانسوں میں بیان جواز کے لیے پانی نوش فرمایا۔ ایک سانس کے ساتھ پانی نوش کرنا خلاف سنت ہے۔ پانی نوش کرنے کے دوران برتن میں سانس لینا اونٹ کے ساتھ مشابہت ہے کیونکہ اونٹ پانی پیتے وقت پانی میں سانس لیتا ہے۔ اگر مشروب کم مقدار میں ہو تو ایک دو سانسوں میں بھی پیا جاسکتا ہے۔ اگر مشروب گرم ہو تو تین سے زیادہ سانسوں میں پینا بھی جائز ہے۔ پانی کو دیکھ کر پینا چاہیے تاکہ کوئی تزک یا مکھی وغیرہ اس میں موجود نہ ہو جو بعد میں پریشانی نہ بن جائے۔

فائدہ نافعہ:

بعض علماء پینے کے اس طریقہ کو پانی کے ساتھ خاص کرتے ہیں، جو درست نہیں بلکہ یہ طریقہ ہر مشروب کو شامل ہے۔ مثلاً دودھ، شربت، لسی، چائے، کافی، شوربا اور روئی وغیرہ۔

تین سانس میں پانی پینے کے طبی فوائد:

تین سانس میں پانی پینے کے کثیر طبی فوائد ہیں جن میں سے دو اہم درج ذیل ہیں:

۱- باردمزاج شخص: جب کوئی شخص باردمزاج ہو تو اچانک اور مسلسل معدے میں پانی جانے کی وجہ سے اسے سردی محسوس ہوگی اس لیے کہ قوت مدافعت کمزور ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ مقدار پانی کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہے گی اور ایسے وہ ”ٹھنڈ“ کا شکار ہو سکتا ہے۔ تاہم کم مقدار اور تین سانس میں پانی نوش کرنے سے پریشانی لاحق نہیں ہو سکتی۔

۲- گرم مزاج شخص: جب گرم مزاج شخص کے پیٹ میں اچانک زیادہ مقدار میں پانی جائے گا تو مزاج اور پانی میں مزاحمت کی

صورت پیدا ہوگی اور برودت حاصل نہیں ہوگی۔ جب پیٹ میں کم مقدار میں پانی جائے تو ابتداء مزاحمت ہوتی ہے پھر برودت غلبہ حاصل کر لیتی ہے۔ جس طرح آگ پر پانی پھینکا جائے تو شروع میں دونوں میں کشمکش کی صورت پیش آتی ہے لیکن بعد میں پانی غالب اور آگ مغلوب ہو جاتی ہے۔

فائدہ نافعہ:

کسی چیز کے پینے کے دوران دوسانس لیے جائیں تو مشروب کے تین حصے ہوں گے اور اگر تین بار سانس لیا جائے تو مشروب کے چار حصے ہوں گے۔ تین سانس سے کسی چیز کو نوش کرنا مسنون ہے۔

ایک اہم مسئلہ: کوئی چیز پیتے وقت برتن میں پھونک مارنا قبیح حرکت ہے جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس عمل قبیح کے سبب منہ کا تھوک اور جراثیم مشروب میں شامل ہو کر پیٹ میں جائیں گے جو مرض کا موجب بن سکتے ہیں۔ نیز مسلمان کے جھوٹا میں شفاء رکھی گئی ہے تو اس حرکت کی وجہ سے جھوٹا مشروب کوئی شخص طبعی کراہت کی وجہ سے نوش نہیں کرے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ

باب 17: مشکیزے کو اوندھا کر کے پینے کی ممانعت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1812 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ رَوَايَةً

متن حدیث: أَنَّهُ نَهَى عَنِ اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں (نبی اکرم) نے مشکیزے کو اوندھا کر کے پینے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث

منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

باب 18: اس بارے میں جو رخصت منقول ہے

1813 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ عِيْسَى بْنِ

1812- اخرجہ البخاری (91/10) کتاب الاشربة، باب: اختنات الاسفیه حدیث (5625'5626) ومسلم (1600/3)

کتاب الاشربة، باب: آداب الطعام، والشراب واحکامها، حدیث (2023/110) وابن ماجه (1131/2) کتاب الاشربة،

باب: اختنات الاسفیه، حدیث (3418'3419) والدارمی (119/2) کتاب الاشربة، باب: انی النهی عن الشرب فی لسقاء واحد

(93'69'67'6/3) من طریق الزهري، عن: عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبة، فذکرہ۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ أَنَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ إِلَى قُرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ فَحَنَّتْهَا ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ

توضیح زاوی: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْعَمَرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَلَا أَدْرِي سَمِعَ مِنْ عَيْسَى أَمْ لَا

﴿﴾ عیسیٰ بن عبد اللہ بن انیس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ایک لٹکے

ہوئے مشکیزے کی طرف گئے آپ نے اسے اوندھا کیا اور اس کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پی لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں تاہم اس کی سند مستند نہیں ہے اور اس

کے ایک راوی عبد اللہ بن عمر (جو عبد الرزاق نامی راوی کے استاد ہیں) حافظے کے اعتبار سے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے اور

مجھے یہ نہیں پتہ کہ انہوں نے اپنے استاد عیسیٰ سے اس حدیث کو سنا ہے یا نہیں سنا۔

1814 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ

عَنْ جَدَّتِهِ كَبْشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِي قُرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ إِلَى

فِيهَا فَقَطَعْتُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَيَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ هُوَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ وَهُوَ أَقْدَمُ مِنْهُ مَوْتًا

﴿﴾ عبد الرحمن بن ابو عمرہ اپنی دادی سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے

آپ نے لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر کھڑے ہو کر پیا میں اٹھی اور میں نے اس کے منہ کو کاٹ لیا (اور برکت

کے طور پر محفوظ کر لیا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

اس حدیث کے راوی یزید بن یزید، عبد الرحمن بن یزید بن جابر کے بھائی ہیں اور ان کا انتقال ان سے پہلے ہوا تھا۔

1813- اخرجہ ابوداؤد (363/2) کتاب الأشربة، باب: فی اختناک الاسقیة حدیث (3721) من طریق عیسیٰ بن عبد اللہ بن

انیس، فذکرہ.

1814- اخرجہ ابن ماجہ (1132/2) کتاب الأشربة، باب: الشرب قائما، حدیث (3433)

شرح

مشکیزے کا منہ موڑ کر پانی پینے کی ممانعت

- پہلے باب کی روایت میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ مشکیزے کا منہ باہر کی طرف کھول کر اس سے منہ لگا کر پانی پینا منع ہے۔ یہ ممانعت کئی نقصانات کے پیش نظر رکھی گئی ہے، جس میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:
- ۱- پانی تیزی سے اچانک پیٹ میں داخل ہوگا، جس سے درد جگر پیدا ہوگا۔
 - ۲- پانی پر کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے کپڑے خراب ہوں گے۔
 - ۳- پانی کے پریش کی وجہ سے معدہ کو بھی ضرر پہنچ سکتا ہے۔
 - ۴- پانی کی صفائی نظر نہ آنے کی وجہ سے تنکایا کوئی موذی جانور بھی پیٹ میں جاسکتا ہے۔
 - ۵- سب لوگ منہ لگا کر پانی پییں گے تو مشکیزہ کا منہ بدبودار ہو سکتا ہے۔

دوسرے باب کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مشکیزے کا منہ باہر کی طرف کھول کر اس سے منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر اس طرح پانی نوش فرمایا تھا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ نے لٹکے ہوئے مشکیزے کا منہ کھول کر اور اسے اپنا منہ لگا کر پانی نوش فرمایا تھا۔ پھر انہوں نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا تھا اور منہ اس غیرت کی وجہ سے کاٹا تھا کہ اب کوئی دوسرا شخص اس کے منہ کو اپنا منہ لگائے یا بطور تبرک مشک کا منہ کاٹا تھا۔ حدیث باب میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے، تو آپ نے ان کے ہاں سے لٹکے ہوئے مشکیزے کا منہ کھولا اور اس کے منہ سے اپنا منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا۔ پھر حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشکیزے کے پاس آئیں اور اس کا منہ کاٹ لیا۔ حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی غیرت کھا کر یا تبرک کے قصد سے مشکیزے کا منہ کاٹا تھا۔

روایات میں تعارض و تطبیق

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا لیکن خود پیا، آپ نے مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع کیا لیکن خود کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع کیا مگر خود کیا۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟ تطبیق: اصل مسئلہ اور مسنون طریقہ تو یہی ہے کہ بیٹھ کر کھایا اور پیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے طور پر کھڑے ہو کر پانی نوش فرمایا۔ یہی وجہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے اور مشکیزے کو منہ لگا کر پانی نوش کرنے میں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْأَيْمَنِينَ أَحَقُّ بِالشَّرَابِ

باب 19: دائیں طرف والا پینے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے اس بارے میں جو کچھ منقول ہے

1815 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ

عَنْ أَنَسٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بَلْبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْإِيْمَنَ فَالْإِيْمَنَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ

حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ لایا گیا جس میں پانی ملا یا گیا تھا۔ آپ کے دائیں طرف ایک دیہاتی موجود تھا اور بائیں طرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ نے اسے پی لیا پھر دیہاتی کو دیتے ہوئے فرمایا: دائیں طرف والے کا حق پہلے ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دائیں جانب والے کا استحقاق:

اس روایت میں آداب مجلس میں سے ایک ادب بیان کیا گیا ہے۔ مجلس میں مشروب وغیرہ کا زیادہ حق عظیم شخصیت کا ہے اور اس کے بعد پہلے دائیں جانب والوں کا پھر بائیں جانب والوں کا ہے۔ تاہم معاملات، عبادات اور خلافت و نیابت میں افضلیت کا اعتبار ہوگا۔ یہاں مشروب کی تقسیم کاری کا مسئلہ تھا، دائیں طرف اعرابی تھا جبکہ بائیں جانب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانب یمن کو پیش نظر رکھتے ہوئے دودھ اعرابی کو پہلے عنایت فرمایا تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعد میں دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعرابی سے فرمایا کہ تم اپنی طرف سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پیش کر دو! اس نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھوٹا میں کسی کو نہیں دوں گا۔

دودھ میں پانی ملانے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں:

۱- دودھ کی تاثیر گرم ہے اور پانی کی ٹھنڈی، دونوں کو ملانے سے اعتدال کی صورت پیدا ہو جائے۔

۲- کثیر مقصود ہو یعنی دودھ کم مقدار میں ہو اور لوگ زیادہ ہوں، اس میں پانی ملا یا گیا تاکہ تمام لوگوں میں تقسیم کرنے میں

1815- اخرجہ مالک فی الموطا (926/2) کتاب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب: السنة فی الشرب و مناولتہ عن الیمن والبخاری (88/10) کتاب الاشریة باب: الایمن فالایمن فی الشرب حدیث (5619) ومسلم (1603/3'1604) کتاب الاشریة باب: استحباب ادارة الماء واللبن ونحوهما عن یمن البتدی حدیث (124'125'126/2029) وابو داؤد (364/2) کتاب الاشریة باب: فی الساقی متی یشرَب؟ حدیث (3726) وابن ماجہ (1133/2) کتاب الاشریة باب: اذا شرب اعطى الایمن فالایمن حدیث (3425) واحمد (231'197/3) والدارمی (118/2) کتاب الاشریة باب: فی سنة الشراب کیف ہی؟ والحیثی (499/2) حدیث (1182)

کامیابی ہو جائے۔

فائدہ نافعہ:

دودھ کو فروخت کرنے کے قصد سے اس میں پانی ملانا حرام ہے، کیونکہ اس سے حاصل ہونے والا منافع حرام اور گاہک سے دھوکہ ہوگا جو بہت بڑا جرم ہے۔

روایات میں تعارض و تطبیق:

روایات میں مذکور ہے کہ لڑکے کو پہلے دو، مسواک بھی لڑکے کو پہلے پیش کرنے کا حکم ہے اور اسی طرح ایک روایت میں مشروب کے بارے میں بھی یہی ہدایت ہے لیکن حدیث باب میں محض جانب یمین کو اختیار کرنے کی تعلیم ہے۔ اس طرح تو روایات میں تخالف و تعارض ہے؟ تطبیق: یہ اصول ہے کہ اگر ممتاز شخصیت کے دائیں اور بائیں لوگ موجود ہوں تو پھر حدیث باب کے مطابق جانب یمین کے لوگوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر لوگ صرف سامنے یا بائیں جانب ہوں تو اس صورت میں بزرگوں کو مقدم رکھا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شَرْبًا

باب 20: لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں خود پیئے گا

1816 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي

قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شَرْبًا فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں خود پیئے گا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ساقی کا آخر میں پینا:

حدیث باب میں اسلامی آداب و اخلاق میں سے ایک ادب بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایثار کا اہتمام کرنے والا دوسروں

1816- اخرجہ ابن ماجہ (2/1135) کتاب الاشربة' باب: ساقی القوم آخرهم شرباً' حدیث (3434)

کو پلا کر آخر میں مشروب نوش کرے۔ یہ تو تب ہے کہ مشروب، ساقی کی ملکیت میں نہ ہو اور وہ محض تقسیم کار کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہا ہو۔ اگر ساقی مشروب کا مالک ہو تو جب چاہے پی سکتا ہے، بلکہ اسے پیشگی پینا چاہیے تاکہ چائے یا شربت وغیرہ میں چینی کی کمی زیادتی کا علم ہو جائے۔ تاہم اختتام پر پینا زیادہ بہتر ہے تاکہ جس اشارے سے یہ خدمت کا جذبہ رکھتا ہے، وہ حرص و طمع کی نذر نہ ہونے پائے۔ پہلے نوش کرنا اس کی شایان شان بھی نہیں اور یہ تو وضع و انکساری کے بھی منافع ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَيُّ الشَّرَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 21: نبی اکرم ﷺ کو کون سا مشروب زیادہ محبوب تھا

1817 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ أَحَبَّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُلُوُّ الْبَارِدُ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ مِثْلَ هَذَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

﴿﴾ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ مشروب میٹھا اور ٹھنڈا تھا۔

اسی روایت کو کئی راویوں نے ابن عیینہ کے حوالے سے، اس کی مانند معمر کے حوالے سے، زہری کے حوالے سے، عروہ کے

حوالے سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

تاہم صحیح روایت وہ ہے جسے زہری نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے ”مرسل“ روایت کے طور پر منقول ہے۔

1818 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الشَّرَابِ أَطْيَبُ قَالَ الْحُلُوُّ الْبَارِدُ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَكَذَا رَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ

﴿﴾ زہری بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا مشروب پاکیزہ ہوتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا: جو میٹھا اور ٹھنڈا ہو۔

اسی روایت کو عبدالرزاق نے معمر کے حوالے سے، زہری کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ روایت کے طور پر نقل

کیا ہے اور یہ ابن عیینہ کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ مشروب:

لفظ: احب، کورفع اور نصب دونوں حرکات سے پڑھنا جائز ہے لیکن نصب ارنج ہے۔ لفظ: الحلو البارد، کو بھی رفع اور نصب دونوں حرکات سے پڑھنا جائز ہے مگر رفع زیادہ بہتر ہے۔ احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی پسند تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ٹھنڈا پانی پیش کرنے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مقام سقیاء سے ٹھنڈا پانی لایا جاتا تھا جو مدینہ سے دو یوم کی مسافت پر تھا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۱)

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ کا بیان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قیام پذیر تھے تو آپ کے لیے مالک بن نضر کے کنویں سے ٹھنڈا پانی لایا جاتا تھا اور ازواج مطہرات کے ہاں بر سقیاء سے پانی لایا جاتا ہے۔ رباح اسود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا، وہ کبھی بر سقیاء اور کبھی بر غرس سے پانی لاتا تھا۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۰ ص ۷۴) حضرت پیشم بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بر تہان سے آپ کے لیے پانی لایا کرتا تھا جس کا پانی نہایت شیریں اور عمدہ تھا۔ (سیرت خیر العباد ج ۷ ص ۳۴۶)

روایات میں تعارض و تطبیق:

بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ زیادہ پسند تھا، بعض میں ہے کہ غسل زیادہ پسند تھا اور احادیث باب میں ہے کہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی زیادہ پسند تھا۔ یہ بظاہر تعارض فی الروایات معلوم ہوتا ہے؟ تطبیق: الحلو البارد میں تعمیم ہے، اگر اس میں دودھ ڈالا جائے تو ٹھنڈا اور میٹھا ہو جائے گا اور اسی طرح اس میں غسل اور کھجور ڈالنے سے بھی پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہو جائے گا۔ لہذا بین الروایات تعارض باقی نہ رہا۔

کِتَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَاةِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

بھلائی اور صلہ رحمی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

لفظ: البر، ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی کا مصدر ہے جس کی جمع ہے: ابرار باربرہ۔ اس کا معنی ہے اطاعت کرنا، خدمت کرنا، حسن سلوک کرنا۔ یہ ایک جامع لفظ ہے جس کا اطلاق عقائد اعمال صالحہ اور معاملات سب پر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ
وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ
فِي الْبُؤْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ (البقرہ: ۱۷۷)

کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کروہاں اصلی نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑوانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں ل

(کنز الایمان)

اس آیت میں لفظ ”بر“ عقائد اعمال صالحہ اور معاملات پر بولا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ”بر“ اور ”اثم“ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے یوں جواب دیا: ”البر حسن الخلق“ اچھے اخلاق کا نام نیکی ہے۔ ”والاثم ما حاك في صدرك وكرهت ان يطلع عليه الناس“ گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ اس پر دوسرے لوگ مطلع ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۵۰۷۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور اس کی ضد اثم (گناہ) ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے ارتکاب سے مومن خوف زدہ ہوتا ہے وہ دل میں کھٹکتا ہے اس سے دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے اور انسان اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ دوسرے لوگ اس سے باخبر ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ لوگوں سے میل جول رکھنا، حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا اور بد اخلاقی و زیادتی سے بچنا بر (نیکی) ہے۔

الْعِزَّارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ
الصَّلَاةُ لِمِيقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ ثُمَّ سَكَتَ عَنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ اسْتَزِدْتُهُ لَرَأَدَنِي

تَوْضِيحٌ رَاوَى: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ ابْنُ إِيَّاسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: زَوَاهُ الشَّيْبَانِيُّ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعِزَّارِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ

وَجْهِ عَنِ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا میں نے عرض کی: پھر کون سا ہے یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ پھر کون سا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا پھر نبی اکرم ﷺ نے مزید کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ اگر میں آپ سے مزید دریافت کرتا تو آپ مجھے مزید جواب عنایت فرماتے۔

ابو عمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شیبانی، شعبہ اور دیگر راویوں نے اسے ولید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابو عمرو شیبانی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

والدین سے حسن سلوک کرنا:

والدین اولاد کے وجود میں آنے کا سبب بنتے ہیں، اس لیے دونوں اولاد کے حسن سلوک کے حقدار ہیں۔ قرآن کریم نے حقوق اللہ کے ساتھ ملا کر حقوق والدین بیان کیے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ (القرآن)** تم میرا شکر اور والدین کا شکر یہ ادا کرو۔ [سورۃ لقمان: ۱۳] اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان پر حقوق اللہ کے بعد سب سے زیادہ والدین 1820- اخرجہ البخاری (12/2) کتاب مواقيت الصلوة: باب: فضل الصلوة لوقيتها حدیث (527) واطرافہ (7534'5970'2782) ومسلم (318'317/1) کتاب الايمان' باب: بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال' حدیث (85/139'138'37) والنسائي (293'292/1) کتاب المواقيت: باب: فضل الصلوة لوقيتها حدیث (611'610) واحمد (451'442'409/1) والدارمي (278/1) کتاب الصلوة: باب: استحباب الصلوة في اول الوقت واهن خزيمة (169/1) حدیث (327) والحميدي (57/1) حدیث (103) من طريق بن اياس ابى عمرو الشيباني' قد ذكره.

کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی کثیر صورتیں ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- ۱- ان کے مقام کے پیش نظر تاحیات ان کا ادب و احترام بجالانا۔
- ۲- انہیں خوش رکھنا اور ممکن حد تک ان کی خدمت و تواضع کرنا۔
- ۳- وفات کے بعد ان کے لیے دعا مغفرت کرنا اور ایصال ثواب کرنا۔
- ۴- ان سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو حسب طاقت پورا کرنا۔
- ۵- ان کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں اور دوستوں سے حسن سلوک کرنا۔
- ۶- ان کی وہ ہدایات جو شریعت کے مطابق ہوں، پر عمل پیرا ہونا۔
- ۷- ان کی ہر وہ بات جو اسلامی اصولوں کے منافی نہ ہو، کو عملی جامہ پہنانا۔

والدہ کا مقام زیادہ ہونے کی وجوہات:

حدیث باب سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ والدین میں سے والدہ کا مقام زیادہ ہے اور اولاد کے حسن سلوک اور خدمت کی زیادہ حقدار بھی والدہ ہے۔ اس کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں سے مشہور تین ہیں:

۱- مصائب و مشکلات حمل برداشت کرنا

۲- وضع حمل کی تکالیف کو برداشت کرنا

۳- اولاد کے پرورش کرنے کی مشقتیں برداشت کرنا

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ والدہ کا مقام و مرتبہ والد سے تین درجہ زیادہ ہے۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ

حسن سلوک اور اطاعت کا زیادہ حقدار والدین میں سے کون ہے؟

جواب: اولاد کے حسن سلوک اور اطاعت دونوں کے حقدار والدین ہیں لیکن عندالتعارض حسن سلوک میں والدہ کو مقدم رکھا

جائے گا اور اطاعت میں والد کو مقدم رکھا جائے گا۔ مثال کے طور پر دونوں بیک وقت پانی طلب کرتے ہیں تو اولاد پر ضروری ہے کہ

دونوں کو بیک وقت پانی پیش کیا جائے۔ اگر بیک وقت پانی پیش کرنا ممکن نہ ہو تو والدہ کو پانی پہلے پیش کرے۔ تاہم اطاعت میں

والد کو مقدم کرے۔ اس سلسلے میں فقہاء کرام نے یہ ضابطہ اخلاق بیان کیا ہے کہ حسن سلوک اور خدمت و انعام میں والدہ کا حق مقدم

ہے جب کہ ادب و احترام اور اطاعت میں والد کا حق مقدم ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ۵، ص ۳۶۵)

سوال: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عقائد کی اہمیت اعمال سے زیادہ ہے، سوال یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی

کے جواب میں ایمان کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ علاوہ ازیں صحابی نے دوبارہ سوال کیوں نہیں کیا؟

جواب: چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اعمال کے حوالے سے سوال کیا

تھا، تو آپ نے جواب بھی اعمال سے متعلق دیا تھا اور جواب میں ایمان کا تذکرہ کرنا، سوال کے مناسب نہیں تھا۔ حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید سوال نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سوال بقدرے ضرورت ہونا چاہیے، کیونکہ بعض اوقات کثرت سوال ناراضی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الْفَضْلِ فِي رِضَا الْوَالِدَيْنِ

باب 3- والدین کی رضامندی کی فضیلت

1821 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ

عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَضِيَ الرَّبُّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ وَهَذَا أَصَحُّ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَكَذَا رَوَى أَصْحَابُ شُعْبَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثِقَّةٌ مَأْمُونٌ قَالَ

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ الْمُثَنَّى يَقُولُ مَا رَأَيْتُ بِالْبَصْرَةِ مِثْلَ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَا بِالْكُوفَةِ مِثْلَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

إِدْرِيسَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: والد کی رضامندی میں اللہ

تعالیٰ کی رضامندی ہے اور والد کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم یہ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر

منقول نہیں ہے اور یہی زیادہ مستند ہے۔ شعبہ کے شاگردوں نے علماء کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، حضرت عبداللہ

بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ”موقوف“ روایت کے طور پر اسے نقل کیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق خالد بن حارث کے علاوہ کسی بھی راوی نے شعبہ کے حوالے سے اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل

نہیں کیا۔

خالد بن حارث نامی راوی ”ثقة“ ہیں اور مأمون ہیں۔ میں نے محمد بن ثنیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں:

میں نے بصرہ میں خالد بن حارث جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا اور کوفہ میں عبداللہ بن انیس جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

1971- اخرجہ البخاری فی الاداب المفرد (2) من طریق شعبۃ عن یعلی بن عطاء عن ابیہ عن عبد اللہ بن عمرو، فذکرہ "موقوفاً".

1822 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ

الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَجُلًا آتَاهُ فَقَالَ إِنَّ لِي امْرَأَةً وَإِنَّ أُمِّي تَأْمُرُنِي بِطَلَاقِهَا قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَاصْغِرْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوْ احْفَظْهُ

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ رَبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ إِنَّ أُمِّي وَرَبَّمَا قَالَ أَبِي

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَبِيبٍ

﴿﴾ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے، ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: میری ایک بیوی ہے میری والدہ مجھے یہ کہتی ہیں، میں اسے طلاق دے دوں تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو یا پھر اس کی حفاظت کرو۔ یہاں سفیان نامی راوی نے بعض اوقات والدہ کا تذکرہ کیا ہے۔ بعض اوقات لفظ والد نقل کیا ہے۔ یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

اس روایت کے راوی ابو عبد الرحمن سلمی کا نام عبد اللہ بن حبیب ہے۔

شرح

والدین کو خوش کرنے کی فضیلت:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ والدین کو خوش کرنے، ان کی خدمت کرنے اور اطاعت کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے جب کہ ان کو ناراض کرنے، ان سے حسن سلوک نہ کرنے اور ان کی خدمت و تواضع نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ والدین کے مقام کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں خوش رکھا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔

سوال: دوسری حدیث باب کے مضمون پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سائل نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی والدہ کے حوالے سے طلاق کا ذکر کیا تھا جب کہ جواب میں جو انہوں نے روایت بیان کی وہ والد کی اطاعت کے بارے میں ہے، اس طرح سوال اور جواب میں مطابقت نہیں ہے؟

جواب: والدہ اور والد دونوں اولاد کی تخلیق و وجود کا سبب بنتے ہیں جب کہ لفظی اعتبار سے دونوں کے درمیان تائے تانیث ہے

1822- اخرجہ ابن ماجہ (675/1) کتاب الطلاق: باب الرجل یامرہ ابو بطلاق امراتہ حدیث (2089) واحمد

(197/196/5)، (451/447/445/6) والحمیدی (194/1) حدیث (395) من طریق عطاء بن السائب عن ابی عبد

الرحمن السلمی فذکرہ۔

فرق ہے، خواہ سائل نے ذکر تو والدہ کا کیا ہے لیکن ساتھ ہی والد کا ذکر بھی ہو گیا، لہذا اس طرح سوال اور جواب میں تعارض نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: بعض نیکی کے کاموں میں والدین کی اطاعت واجب ہوتی ہے اور بعض امور میں مستحب ہوتی ہے۔ شریعت کے منافی امور میں والدین کی اطاعت واجب نہیں ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: خالق کی نافرمانی کے کاموں میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی بیوی سے خوب محبت تھی، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بیوی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو طلاق دینے کا حکم دیا، جس پر انہوں نے طلاق دینے سے انکار کر دیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام صورت حال عرض کر دی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے والد گرامی کی بات مانو۔ حدیث باب میں سائل کو طلاق دینے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ایک حدیث بیان کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کی ہر بات قابل عمل نہیں ہوتی بلکہ بعض امور قابل عمل ہوتے اور بعض قابل ترک ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر والدین اپنے لڑکے کو حکم دیں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالے تو یہاں دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالے تو جائز ہے اور اگر طلاق نہ بھی دے تب بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ضروریہ: علم دین کی دو اقسام ہیں:

- ۱- فرض عین: یہ وہ علم ہے جس کا حاصل کرنا بقدرے ضرورت ہر مسلمان پر ضروری ہے۔
 - ۲- فرض کفایہ: یہ وہ علم ہے جس کا حصول ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے بلکہ گاؤں یا محلہ میں سے ایک آدمی بھی حاصل کر لیتا ہے، تو سب کی طرف سے کافی ہوگا۔ یہ قرآن و سنت، فقہ اور دیگر علوم و فنون ہیں۔
- سوال یہ ہے کہ والدین کی موجودگی میں حصول علم کا سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کے جواب کی کئی صورتیں ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱- جب والدین غریب اور خدمت کے محتاج ہوں جب کہ کوئی متبادل شخص بھی خدمت کے لیے موجود نہ ہو، تو ان کی اطاعت واجب ہے۔ اولاد ان کی اجازت کے بغیر نہ فرض عین حاصل کرنے کا سفر کر سکتی ہے اور نہ فرض کفایہ۔ تاہم وہ فرض عین علم مقامی علماء سے حاصل کریں۔
- ۲- جب والدین خود کفیل ہوں لیکن خدمت کے محتاج ہوں، اگر فرض عین علم مقامی سطح پر حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اولاد والدین کی اجازت کے بغیر علم دین حاصل کرنے کا سفر کر سکتی ہے۔ اس صورت میں والدین خدمت کے لیے کسی ملازم کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ تاہم فرض کفایہ علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔
- ۳- جب والدین خدمت کے محتاج نہ ہوں اور وہ طاقت و قوت رکھتے ہوں خواہ وہ غریب ہوں یا خود کفیل ہوں، تو اولاد فرض عین اور فرض کفایہ علم دین حاصل کرنے کے لیے اجازت کے بغیر بھی سفر کر سکتی ہے، کیونکہ اس صورت میں والدین کا نفع اولاد کے

ذمہ باقی نہیں رہتا۔

۴- جب والدین اپنی اولاد کو جہالت یا کم علمی یا بے علمی یا دنیا طلبی کے سبب حصول علم دین کے سفر سے منع کریں، تو اولاد ان کی اجازت کے بغیر اس مقدس سفر کو اختیار کر سکتی ہے۔

ان تمام صورتوں میں افضل ہے کہ اولاد والدین کی اجازت سے سفر اختیار کرے خواہ یہ سفر علم دین فرض کفایہ کے لیے ہو یا فرض عین کے لیے تاکہ ان کی دعائیں شامل ہونے کی وجہ سے تعلیمی مراحل بحسن و خوبی طے پائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي عُقُوقِ الْوَالِدَيْنِ

باب 4- والدین کی نافرمانی کا حکم

1823 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجَرِيرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو بَكْرَةَ اسْمُهُ نَفِيعُ بْنُ الْحَارِثِ

﴿﴾ عبد الرحمن بن ابوبکر وہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں زیادہ کبیرہ گناہ کے بارے میں بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جھوٹی گواہی دینا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں): جھوٹی بات کہنا اس کے بعد نبی اکرم ﷺ اس بات کو دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے یہ آرزو کی کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔ اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا نام نفع بن حارث ہے۔

1824 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ

1823- اخرجہ البخاری (309/5) کتاب الشهادات، باب: ما قيل في شهادة الزور، لقول الله عزوجل (والدين لا يشهدون

الزور). (الفرقان 72) حدیث (2654) واطرافہ (6919'6274'6273'5976) ومسلم (322'321/1) (الابی) کتاب

الایمان، باب: بیان الکبائر واکبرها، حدیث (87/143) من طریق عبد الرحمن بن ابی بکرہ، فذکرہ۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يَشْتُمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ
يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَشْتُمُ أَبَاهُ وَيَشْتُمُ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کبیرہ گناہوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کوئی آدمی دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کے والد کو گالی دیتا ہے یہ اس کی والدہ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی والدہ کو گالی دیتا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

والدین کی نافرمانی اور گالی دینے کی مذمت:

والدین سے حسن سلوک کرنا، خدمت و تواضع کرنا اور اطاعت و فرمانبرداری کرنا، والدین کے حقوق اور اولاد کے فرائض میں شامل ہے۔ اس کے برعکس والدین کی نافرمانی اور انہیں گالی گلوچ سے نوازنا (معاذ اللہ)، گناہ کبیرہ ہے، جو والدین کی معافی اور توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے براہ راست فیض یافتہ اور تربیت یافتہ تھے، ان کا اپنے والدین کی نافرمانی کرنا، انہیں گالی دینا، جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی پیش کرنا ممکن نہیں تھا۔ درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے واسطے سے تاقیامت آنے والے اپنے امتیوں کے نام یہ پیغام جاری فرمایا کہ والدین کی نافرمانی اور ان سے گالی گلوچ کرنا گناہ کبیرہ ہے، جو قابل مواخذہ جرم ہے۔ لہذا اس سے اجتناب کرنا از بس ضروری ہے۔

گناہ کبیرہ کی تعریف میں اقوال:

گناہ کبیرہ کا حکم یہ ہے کہ توبہ کے بغیر یہ گناہ معاف نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی تعریف کیا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

۱- ہر گناہ، گناہ کبیرہ ہے۔

۲- افراد و شخصیات کے اعتبار سے اس کی تقسیم ہوتی ہے، جس طرح مشہور ہے: حسنات الا براریینات المقرین۔

۳- قرآن و سنت میں جن گناہوں کی وعید و مذمت بیان ہوئی ہے، وہ کبیرہ ہیں ورنہ صغیرہ ہیں۔

1824- اخرجہ البخاری (417/10) کتاب الادب: باب: لا یسب الرجل والدیة' حدیث (5973) و مسلم (328/1- الابی)

کتاب الایمان باب: بیان الكبائر و اکبرها' حدیث (90/146) و ابو داؤد (858/2) کتاب الادب: باب: فی الوالدین' حدیث (5141)

۴- شریعت مطہرہ میں جن گناہوں کی حد مقرر ہے وہ کبیرہ ہیں اور جن کی حد مقرر نہیں ہے وہ صغیرہ ہیں۔
 ۵- ہر گناہ کا صغیرہ یا کبیرہ ہونا، امور اضافیہ کے اعتبار سے ہے۔ گویا ہر گناہ مافوق کے اعتبار سے صغیرہ اور ماتحت کے لحاظ سے کبیرہ ہے۔

علمی نکتہ: جھوٹی گواہی اور جھوٹی بات، دونوں قابل جرم امور ہیں۔ دونوں کے مابین عام خاص مطلق کی نسبت ہے، امر اول خاص اور امر دوم عام ہے جب کہ جھوٹ دونوں میں شامل ہے اور دونوں ہی کبیرہ گناہ ہیں۔
 والدین سے بدسلوکی اور نافرمانی کی سزا دنیا میں:

انسان جس بھی نافرمانی یا معصیت کا ارتکاب کرتا ہے اس کی سزا آخرت میں دی جائے گی لیکن والدین سے بدسلوکی اور ان کی نافرمانی کی سزا کا حکم اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی سزا انسان کو بلاتا خیر دنیا میں دی جاتی ہے، جس کے چند شواہد ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ گناہوں میں سے جو چاہے معاف کر دیتا ہے لیکن والدین سے بدسلوکی کو معاف نہیں کرتا، اس گناہ کی سزا مرنے سے قبل دنیا ہی میں دی جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۴۵)

جو شخص زندگی میں اپنے والدین سے بدتمیزی اور بدسلوکی کرتا رہا ہو، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ ان کے لیے دعاء استغفار کرے، ان کی قبور پر حاضری دے اور ان کے لیے ایصالِ ثواب کرنے کو اپنے معمولات میں شامل کرے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کے والدین یا دونوں میں سے ایک کا وصال ہو جائے جب کہ وہ ان کے ساتھ بدسلوکی کرتا رہا ہو، ان کے لیے دعاء و استغفار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے ان سے حسن سلوک کرنے والا قرار دے دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۴۶) ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ہر جمعہ المبارک میں والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر پر جاتا ہے، تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے حسن سلوک کرنے والا لکھ دیا جاتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ص ۵۸)

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْرَامِ صَدِيقِ الْوَالِدِ

باب 5- والد کے دوست کا احترام کرنا

1825 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ أَخْبَرَنِي

الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

1825- اخرجہ البخاری فی الآداب المفرد (41) ومسلم (1979/4) کتاب البر والصلة والآداب: باب: فضل صلة اصدقاء

الاب والام' ونحوهما' حدیث (11'12'13/2552) وابو داؤد (758/2) کتاب الآداب' باب: فی بر الوالدین' حدیث

(5143) واحمد (111'97'91'88/2) وعبد بن حميد (253) حدیث (794) من طریق عبد الله بن دينار' فذكره.

متن حدیث: اِنَّ اَبْرَ الْبِرِّ اَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ اَسِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيْسَى: هَذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيْثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

﴿﴾ عبد اللہ بن دینار حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بہترین نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوست کے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

اس بارے میں حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔ اس حدیث کی سند ”صحیح“ ہے اور یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

شرح

باپ کے تعلق داروں سے حسن سلوک کرنا:

باپ کے ساتھ حسن سلوک اور خدمت و تواضع کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ ان کے احباب اور تعلق داروں سے بھی حسن سلوک کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ معظمہ کی طرف عازم سفر تھے، راستہ میں ایک شخص ملا جسے سلام کہا، اسے اپنی دستار اتار کر پیش کی اور اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیا۔ حضرت ابن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا حضور! یہ اعرابی شخص ہے، اگر آپ اسے معمولی چیز بھی بطور تحفہ عنایت فرماتے تو یہ خوش ہو جاتا مگر آپ نے اتنی شفقت کیوں فرمائی ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: دراصل اس شخص کے والد گرامی میرے والد محترم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست تھے۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا ہے: اولاد کا بڑا حسن سلوک باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ص ۵۸)

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی ملاقات کے لیے ان کے پاس گئے۔ آپ نے دوران ملاقات فرمایا: اے ابو بردہ! کیا آپ کو علم ہے کہ میں تمہاری ملاقات کے لیے کیوں آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا ہے: جو شخص اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد اس سے حسن سلوک کرنا چاہتا ہے، وہ اس کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ میرے والد گرامی اور آپ کے والد گرامی دوست تھے اور دونوں کے باہمی برادرانہ تعلق بھی، اس لیے میں ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ص ۵۹)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صرف اپنے باپ کے دوستوں اور تعلق داروں سے نہیں بلکہ ان کی اولاد و احفاد اور اخلاف سے بھی حسن سلوک کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَرِّ الْخَالَةِ

باب 6- خالہ کے ساتھ حسن سلوک

1826 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ إِسْرَائِيلَ قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ وَهُوَ ابْنُ مَدُوْنِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ وَاللَّفْظُ لِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ

حکم حدیث: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿ ﴿ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے۔

اس بارے میں طویل قصہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

1827 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصِ عَنِ

ابنِ عُمَرَ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِي تَوْبَةٌ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أُمِّ قَالَ لَا قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَرَّهَا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ

توضیح راوی: وَأَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

﴿ ﴿ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ کیا میں توبہ کر سکتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری والدہ موجود ہے تو اس نے جواب دیا: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہاری خالہ ہے۔ اس نے عرض کی: جی ہاں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تم اس سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔

اس بارے میں حضرت علی اور حضرت براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

1826- اخرجه البخاری (70/4) کتاب جزء الصيد باب: ليس السلاح للحرم حدیث (1844) (358'357/5) کتاب

الصلح باب: كيف يكتب هذا ما صالح فلان بن فلان بن فلان حدیث (2699) (571'570/7) کتاب المغازی: باب

عبره القضاء حدیث (4251) واحمد (298/4) والدارمی (237/2) کتاب السمر باب: في الوفاء للشركين بالعهد.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں ہے اور یہ ابو معاویہ نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔ ابو بکر بن حفص نامی راوی ابو بکر بن حفص عمر بن سعد بن ابی وقاص ہیں۔

شرح

خالہ سے حسن سلوک کرنا:

والدہ کے ساتھ حسن سلوک کا ایک طریقہ خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔ پہلی حدیث باب کا شان و رود یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے واپس تشریف لانے لگے تو سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی چچا! چچا! پکارتی ہوئی آپ کے پیچھے چل پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ دیکھ سکے لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: تم اپنی چچا زاد ہمشیرہ کو اپنے ساتھ لے لو، اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اپنے ساتھ لے لیا۔ پھر اس کی کفالت کے بارے میں حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین تنازع ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ میری چچا زاد ہمشیرہ ہے، لہذا اس کی کفالت میں کروں گا اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور میری چچا زاد بہن ہے، اس کی کفالت میں کروں گا جب کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ میری اسلامی ہمشیرہ ہے اس لیے اس کی کفالت میرے ذمہ ہے۔ جب مسئلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا، تو آپ نے خالہ کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: الخالۃ بمنزلۃ الام۔ خالہ ماں کے قاسم مقام ہے۔

فائدہ نافعہ:

سائل سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تھا لیکن وہ پریشانی کے عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تاہم اس گناہ کی صراحت معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معصیت کا تعلق حقوق العباد سے تھا۔ اس نے قلبی طور پر توبہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، کیونکہ اس کی ندامت اور پریشانی توبہ کو ظاہر کرتی ہے۔ چونکہ سائل کی والدہ وفات پا چکی تھیں، اس لیے آپ نے انہیں خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔ جب کوئی شخص توبہ کے ساتھ صدقہ و خیرات بھی کرتا ہے تو گناہ معاف کر دیا جاتا ہے، کیونکہ مشہور ارشاد ربانی ہے: ان الحسنات یذہبن السیئات۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ الغرض خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الْوَالِدَيْنِ

باب 7- والدین کی دعا کا حکم

1828 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ

أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثْنٌ حَدِيثٌ: ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ نَحْوَ حَدِيثِ هِشَامٍ

تَوْصِيحِ رَاوِي: وَأَبُو جَعْفَرٍ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُقَالُ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ الْمُؤَدِّنُ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ غَيْرَ حَدِيثٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تین طرح کی دعائیں بلا شک و شبہ قبول ہوتی ہیں۔ مظلوم کی دعا مسافر کی دعا اور والد کی اولاد کے لئے کی گئی دعا۔

حجاج نے اس روایت کو یحییٰ بن ابو کثیر کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے، جس طرح ہشام نے نقل کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسے نقل کرنے والے ابو جعفر مؤذن نامی راوی کے نام کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہے۔ تاہم یحییٰ بن ابو کثیر ان کے حوالے سے دیگر روایات بھی نقل کی ہیں۔

شرح

والدین کی دعا کی قبولیت:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ تین دعائیں یقینی طور پر قبول کی جاتی ہیں:

۱۔ مظلوم کی دعا ظالم کے بارے میں

۲۔ مسافر کی دعا حالت سفر میں

۳۔ والدین کی دعا اولاد کے حق میں

والدین کو خوش کرنے سے وہ دعائیں خیر سے نوازتے ہیں اور انہیں ناراض کرنے سے بددعا بھی کرتے ہیں۔ والدین کی بددعا اولاد کے لیے تباہی اور ذلت و رسوائی کا سبب بن سکتی ہے۔ اس سلسلے میں حدیث مبارکہ میں ایک واقعہ مذکور ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جرتج نامی ایک شخص عابد و زاہد تھا، وہ اپنی خانقاہ میں رہائش پزیر تھا جب کہ اس کے نشیبی حصہ میں ایک چرواہا رہتا تھا۔ گائے چرانے والے شخص کے پاس ایک عورت کی آمد و رفت تھی۔ ایک دن جرتج کی والدہ نے اسے مخاطب کیا: اے جرتج! جرتج اس وقت نماز میں مشغول تھا، اس نے دل میں خیال کیا کہ ماں کی بات مانوں یا نماز مکمل کروں؟ اس نے نماز ادا کرنے

1828- اخرجہ البخاری فی الاداب المفرد (477) و ابو داؤد (480/1) کتاب الصلوة، باب: الدعاء بظہر الغیب، حدیث

(1536) و ابن ماجہ (1270/2) کتاب الدعاء، باب: دعوة الوالد و دعوة المظلوم، حدیث (3862) و احمد (258/2) 348

434'478'517'523) و عبد بن حمید (416) حدیث (1421)

کو ترجیح دی۔ والدہ نے اسے دوبارہ مخاطب کیا: اے جرتج! اس نے پھر خیال کیا کہ ماں کی بات سنوں یا نماز ادا کروں؟۔ وہ نماز میں مصروف رہا۔ اس کی طرف سے جواب نہ ملنے پر والدہ نے یوں بددعا کی: اے جرتج! جب تک تو کسی فاحشہ عورت کو نہ دیکھ لے تجھے موت نہ آئے! یہ بددعا کرنے کے بعد والدہ واپس چلی گئی۔

ایک عورت نے بچہ جنم دیا، وہ سلطان وقت کے پاس پیش کی گئی، بادشاہ نے دریافت کیا: یہ بچہ کس کا ہے؟ عورت نے جواب دیا: یہ بچہ جرتج کا ہے۔ پوچھا: کیا وہ خانقاہ والا جرتج؟ عورت نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے خانقاہ کو گرانے کا حکم جاری کر دیا اور جرتج کو گرفتار کر کے بادشاہ کے دربار میں پیش کر دیا گیا۔ فاحشہ عورتوں نے دور سے جرتج کی طرف دیکھا تو جرتج نے مسکرا دیا۔ سلطان وقت نے عورتوں سے سوال کیا: اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ عورتوں نے جواب دیا: یہ بچہ اسی راہب کا ہے۔ جرتج نے سوال کیا: وہ بچہ کہاں ہے؟ جواب دیا گیا: اس خاتون کی گود میں ہے۔ جرتج نے بچے سے دریافت کیا: تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا: گائے چرانے والا ہے۔ یہ جواب سن کر سلطان بہت متاثر ہوا اور جرتج سے معذرت خواہانہ انداز میں کہا: کیا آپ کو خانقاہ تعمیر کر دیں؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ پھر کہا: کیا چاندی سے خانقاہ بنوادیں؟ اس نے پھر نفی میں جواب دیا۔ سلطان نے کہا: اے جرتج! تم اصل ماجرہ بناؤ کہ فاحشہ عورتوں کی طرف دیکھ کر مسکرائے کیوں تھے؟ اس نے جواب دیا: مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا تھا کہ میری والدہ محترمہ نے مجھے بددعا دی تھی اور پورا قصہ سنا دیا۔ (الادب المفرد ص ۲۴) ثابت ہوا جب والدین ناراض ہو کر اولاد کے حق میں بددعا کریں تو وہ فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْوَالِدَيْنِ

باب 8- والدین کے حق کا بیان

1829 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَادَى الْوَالِدَيْنِ فَكَأَنَّهُ حَادَى اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ هَذَا الْحَدِيثُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: بیٹا والد کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ یہ

صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ اپنے والد کو غلام کے طور پر پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے۔

1829- اخرجہ البخاری فی الآداب المفرد (10) ومسلم (1148/2) کتاب العتق، باب: فضل عتق الوالد، حدیث (1510/25) واہو داؤد (757/2) کتاب الآداب: باب: فی بر الوالدین، حدیث (5137) واہن ماجہ (1207/2) کتاب الآداب: باب بر الوالدین، حدیث (3659) واحمد (230/2'263'376'445) من طریق سہیل بن ابی صالح عن ابیہ، فذکرہ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے ہم اسے سہیل بن ابوصالح نامی راوی کی روایت کے طور پر ہی جانتے ہیں۔ سفیان ثوری اور دیگر راویوں نے اسے سہیل کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

والدین کا حق ادا نہ ہونا:

اولاد پر والدین کے حقوق اس قدر ہیں کہ ان کی ادائیگی ممکن نہیں ہے۔ تاہم حدیث باب میں ان کی ادائیگی کی صورت بیان کی گئی ہے اگر بالفرض والدین غلام ہوں اور اولاد انہیں خرید کر آزاد کر دے، والدین کا حق ادا ہو جائے گا۔ اولاد کے خریدنے سے والدین خود بخود آزاد ہو جائیں گے، کیونکہ یہ شرعی ضابطہ ہے کہ کسی غلام کا محرم شخص اسے خرید لیتا ہے تو اسے آزادی حاصل ہو جاتی ہے۔ یاد رہے اس صورت میں بھی والدین کے تمام حقوق کی ادائیگی نہیں ہوتی بلکہ ایک ادھے حق کی ادائیگی ہوگی ہے، کیونکہ والدین نے اس کے بچپن میں اور والدہ نے وضع حمل کے دوران جو مشقتیں برداشت کی ہیں، ان کا عشر عشر بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ انسان زندگی بھر اپنے والدین کی خدمت کرتا رہے، حسن سلوک کرتا رہے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہے، تب بھی کچھ احسانات کا بدلہ ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ

باب 9- قطع رحمی کا حکم

1830 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ اشْتَكَى أَبُو الرَّدَادِ اللَّيْثِيُّ فَعَادَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ خَيْرُهُمْ وَأَوْصَلُهُمْ مَا عَلِمْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :
متن حدیث: قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَا اللَّهُ وَأَنَا الرَّحْمَنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ اسْمِي فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتَهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَّئْتُهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدِيثٌ صَحِيحٌ

اسناد و دیگر: وَرَوَى مَعْمَرٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَدَادِ اللَّيْثِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَمَعْمَرٌ كَذَا يَقُولُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيثُ مَعْمَرٍ خَطَأٌ

﴿﴾ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں: شیخ ابورداد بیمار ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے کے لئے

1830- اخرجہ البخاری فی الاداب المفرد (53) و ابو داؤد (530/1) کتاب الزکوٰۃ باب: فی صلة الرحم حدیث (1694'1695) واحمد (194/1) والحمیدی (36'35/1) حدیث (65) من طریق سفیان بن عیینة عن الزهري عن ابی

سلمة.

آئے تو شیخ ابورداد بولے: لوگوں میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے میرے علم کے مطابق حضرت ابو محمد (عبدالرحمن بن عوف) رضی اللہ عنہ ہیں، تو حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: میں اللہ ہوں میں رحمن ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور میں نے اسے اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو شخص اسے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو شخص اسے کاٹے گا میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری حضرت ابن ابی اوفی، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

سفیان نے زہری کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ ”صحیح“ ہے۔

معمر نے زہری کے حوالے سے ابوسلمہ کے حوالے سے ردا لیشی کے حوالے سے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ معمر سے بھی منقول ہے۔

امام بخاری یہ فرماتے ہیں: معمر کی نقل کردہ روایت میں غلطی ہے۔

شرح

خاندان کے ساتھ قطع رحمی کی ممانعت:

دوسرے لوگوں کی نسبت خاندان کے حقوق زیادہ ہوتے ہیں، اس لیے ان کا خصوصیت سے تذکرہ کیا گیا ہے ورنہ کسی سے بھی قطع تعلق کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ حدیث باب کا شان و رود یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار کبار صحابہ اور اہل ثروت لوگوں میں ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں دولت خرچ کرنا اور محتاجوں کی معاونت کرنا، ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت ابورداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوب مالی معاونت کی تو انہوں نے اس احسان کے اعتراف میں بطور شکر یہ یوں کہا: خَيْرُهُمْ وَأَوْصَلُهُمْ، مَا عَلِمْتُ، أَبُو مُحَمَّدٍ؛ میرے علم کے مطابق ابو محمد (حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے۔) تمام خاندان سے بہتر اور سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ حضرت ابورداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کلمات شکر یہ کے جواب میں آپ نے فرمایا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أَنَا اللَّهُ، وَأَنَا الرَّحْمَنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ، وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ إِسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتَهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَنَتْهُ؛ میں اللہ ہوں، میں رحمن ہوں، میں نے رحم (ناتہ و تعلق) کو پیدا کیا، میں نے اسے اپنے نام سے مشتق کیا۔ جو شخص اسے ملائے گا، میں بھی اسے ملاؤں گا اور جو شخص اسے کاٹے گا میں بھی اس کے ٹکڑے کر دوں گا۔

قطع رحمی بد اخلاقی کی بدترین صورت اور گناہ کبیرہ ہے، اس کا وبال دنیا تک محدود نہیں رہتا بلکہ قیامت کے دن بھی اس کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ قطع تعلق اور قطع رحمی کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت سے محروم کر دے گا اور انہیں جہنم میں سزا دے گا۔ اس مضمون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ احسان و حسن سلوک کرنے والے کا شکر یہ ادا کرنا جائز ہے، کیونکہ مشہور حدیث ہے

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی محسن کے سامنے اس کا شکریہ ادا کرنا جائز ہے، تاہم محسن کو اس کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیے اور اسے اپنی تعریف پر محمول نہیں کرنا چاہیے۔ اس طرح اس کے حسن سلوک کے اجر و ثواب میں کمی نہیں آئے گی اور تکبر و غرور کا تصور بھی پیدا نہیں ہوگا۔

فائدہ نافعہ: (۱) اشتقاق کی تین اقسام ہیں: (۱) اشتقاق صغیر: وہ ہے کہ کلمات کے درمیان حروف کی ترتیب برقرار ہو مثلاً ضَرْبٌ اور ضَرْبٌ کے مابین۔ (۲) اشتقاق کبیر: وہ ہے کہ دو کلمات کے مابین حروف تو باقی رہیں لیکن ان کی ترتیب باقی نہ ہو مثلاً جَبَدٌ اور جَبَدٌ کے درمیان۔ (۳) اشتقاق اکبر: وہ ہے کہ دو کلمات کے اکثر حروف متحد ہوں جب کہ بعض حروف قریب الخرج ہوں مثلاً نَهَقٌ اور نَعَقٌ۔ یاد رہے کہ: الرَّحْمَنُ اور الرَّحِمُ کے مابین اشتقاق اکبر ہے۔

(۲) قطع رحمی گناہ کبیرہ ہے اس کی مذمت ایک روایت میں یوں بیان کی گئی ہے: نَالرَّحِمَ مُعَلَّقَةً بِالْعَرْشِ، تَقُولُ: مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللَّهُ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناتہ عرش سے معلق ہے، وہ کہتا ہے۔ جو مجھے جوڑے گا اللہ تعالیٰ اسے جوڑے گا اور جو شخص مجھے منقطع کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کاٹ ڈالے گا۔

ایک روایت میں ہے: الرحم اور الرحمان دونوں کی شاخیں باہم جڑی ہوئی ہیں، ناتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار میں سے ایک اثر ہے، اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو آدمی تجھے کاٹے گا میں بھی اسے کاٹوں گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۴۹۲)

حدیث باب در اصل حدیث قدسی ہے جس کی اہمیت اور فضیلت عام حدیث سے فائق ہے۔ اس میں قطع رحمی کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے، جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور شدید سزا کی صورت میں نمایاں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الرَّحِمِ

باب 10 - صلہ رحمی کا بیان

1831 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا بَشِيرٌ أَبُو إِسْمَاعِيلَ وَفَطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ

مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: لَيْسَ الْوَأَصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلَكِنَّ الْوَأَصِلَ الَّذِي إِذَا انْقَطَعَتْ رَحْمَةُ وَصَلَهَا

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (کسی اچھائی کے) بدلے کے طور پر اچھائی

1831 - اخرجہ البخاری (437/10) کتاب الآداب: لیس الواصل بالمکافی: حدیث (5991) وفي الآداب المفرد (68) و ابو

داؤد (530/1) کتاب الزکوٰۃ: باب: فی صلۃ الرحم: حدیث (1697) واحد (2/163'190'193) والحمیدی (271/2)

حدیث (594)

کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہوتا، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے کہ جب اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ احادیث منقول ہیں۔

1832 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَادَى حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ محمد بن جبیر اپنے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: قطع کرنے والا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔

ابن ابی عمر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے سفیان یہ کہتے ہیں اس سے مراد قطع رحمی کرنے والا شخص ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

صلہ رحمی کی حقیقت اور قطع رحمی کی وعید:

پہلی حدیث باب میں صلہ رحمی کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ کسی کے احسان کے عوض میں حسن سلوک کرنا صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ نیکی کرنا صلہ رحمی ہے۔ گویا صلہ رحمی ایک ایسی نیکی ہے جو کسی کے احسان یا نیکی کے بدلے نہ ہو بلکہ الحب للہ والبغض للہ کی بنا پر کی جائے۔ دوسری حدیث باب میں قطع رحمی کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے کہ قطع رحمی کرنے والا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جنت سے محروم رہے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قطع رحمی کرنے والا حقوق العباد کا مجرم ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق اگر چاہے تو معاف کر دیتا ہے لیکن حقوق العباد معاف نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُبِّ الْوَالِدِ

باب 11- اولاد کے ساتھ محبت کا بیان

1833 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي سُوَيْدٍ

1832- اخرجہ البخاری (428/10) کتاب الآداب، باب: اثم القاطع، حدیث (5983) و مسلم (1981/4) کتاب البر والصلة والآداب، باب: صلة الرحم و تحريم قطعيتها، حدیث (18, 19, 2556) و ابو داؤد (530/2) کتاب الزکوة، باب: فی صلة الرحم، حدیث (1696) و احمد (84'83'80/4) و الحمیدی (254/2) حدیث (557) من طریق الزهري عن محمد بن جبیر، فذكره.

يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ زَعَمَتِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ خَوْلَةَ بِنْتُ حَكِيمٍ قَالَتْ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مُحْتَضِنٌ أَحَدَ ابْنَيْ ابْنَتِهِ وَهُوَ
 يَقُولُ إِنَّكُمْ لَتُبَخِلُونَ وَتُجَبِّنُونَ وَتُجْهَلُونَ وَإِنَّكُمْ لَمِنْ رِيحَانِ اللَّهِ
 فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَالْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ
 حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ
 تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ سَمَاعًا مِنْ خَوْلَةَ

◀▶ عمر بن عبد اللہ العزیز بیان کرتے ہیں: ایک نیک خاتون سیدہ خالہ بنت حکیم نے یہ بات بیان کی ہے ایک دن نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے اپنے ایک نواسے کو گود میں اٹھایا ہوا تھا آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔ تم لوگ (یعنی اولاد) آدمی کو بخیل کر دیتی ہے۔ اسے بزدل بنا دیتی ہے۔ اسے بے پرواہ کر دیتی ہے۔ حالانکہ تم لوگ (یعنی اولاد) اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔

اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت اشعث بن قیس (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابن عیینہ نے ابراہیم کے حوالے سے روایت نقل کی ہے ہم اسے صرف انہی کے حوالے سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق عمر بن عبد العزیز نے سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

شرح

والدین کا اولاد سے محبت کرنا:

اولاد کے حقوق اور والدین کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ والدین اپنی اولاد پر شفقت کریں اور ان سے محبت کریں، اس بارے میں ایک مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بڑوں کا احترام نہ کیا اور چھوٹوں پر شفقت نہ کی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ والدین کا اولاد سے تعلق اور اولاد کی محبت کا بھی تقاضا ہے کہ اولاد پر دست شفقت رکھا جائے اور مہربانی کی جائے۔ والدین، اولاد کی ضروریات کو پورا کرنے یعنی ان کی رہائش، خوراک اور لباس وغیرہ کے مسائل حل کرنے کے لیے شب و روز کوشش کرتے ہیں، اس مقصد کی تکمیل کے لیے غیر ملکی سفر کی مشکلات برداشت کرتے ہیں اور گرمی و سردی کی تکالیف سے بھی دوچار ہوتے ہیں۔ والدین اولاد کے سبب تعلیم حاصل نہیں کر سکتے، جہاد میں شمولیت سے حتی الوسع احتیاط کرتے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت اور عظیم تر بنانے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں خواہ اولاد کتنی بھی نافرمان ہو، والدین انہیں اپنی دعاؤں سے نوازتے ہیں اور انہیں اپنے دل کا ٹکڑا قرار دیتے ہیں۔ کاش! اولاد بھی اپنے دل میں اپنے والدین کی اتنی محبت رکھے، ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرے تو ہمارے معاشرے میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

1833- اخرجہ احمد (409/6) والحمیدی (160/1) حدیث (334) من طریق سفیان عن ابراہیم بن ميسرة عن ابن

ابی سوید عن عمر بن عبد العزيز فذكره.

دور حاضر میں فلمز، گانوں کی گرج اور ٹیلی وژن کے ناسور نے اولاد کو والدین کی تابعداری سے اتنا دور کر دیا ہے کہ ان کا قریب آنا مشکل محسوس ہونے لگا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْوَالِدِ

باب 12- اولاد کے لئے رحمت کا بیان

1834 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي

سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَبْصَرَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْبَلُ الْحَسَنَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ
الْحُسَيْنَ أَوْ الْحَسَنَ فَقَالَ إِنَّ لِي مِنَ الْوَالِدِ عَشْرَةَ مَا قَبَلْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يَرْحَمُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَائِشَةَ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ اقرع بن جابس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ اس وقت آپ

امام حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے۔

ابن ابی عمر نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے امام حسن رضی اللہ عنہ یا شاید امام حسین رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے تو وہ بولا: میرے دس بچے ہیں اور میں نے کبھی ان میں سے کسی ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا تو نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

اس بارے میں حضرت انس اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابو سلمہ بن عبد الرحمن نامی راوی کا نام عبد اللہ بن عبد الرحمن ہے۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1834- اخرجہ البخاری (440/10) کتاب الادب 'رحمة الولد وتقيلته ومعانقته' حديث (5997) ومسلم

(1808/4) كتاب الفضائل 'باب: رحمة صلى الله عليه وسلم الصبيان والعيال' وتواضعه' وفضل ذلك' حديث

(2318/65) واهو داؤد (777/2) كتاب الآداب 'باب: في قبلة الرجل ولده' حديث (5218) واحمد (228/2) '241' '269'

شرح

اولاد پر شفقت و مہربانی کرنا:

اسلام نے والدین کو یہ درس دیا ہے کہ وہ اولاد سے شفقت و مہربانی کا برتاؤ کریں، والدین اور اولاد کی محبت کا تقاضا بھی یہی ہے اور اس سلسلے میں والدین کو اولاد کی کوتاہیوں کو بھی نظر انداز کرنا ہوگا۔ حدیث باب میں بھی یہی درس دیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قبیلہ بنو تمیم کے سردار حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں ملاحظہ کیا کہ آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بوسے دے رہے تھے، عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بھی ایسے بوسا نہیں دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يَرْحَمُ۔ جو رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ مہربانی نہ کرنے کے تین درجے ہیں: (۱) بالکل مہربانی نہ کرنا (۲) کم مہربانی کرنا (۳) بہت ہی کم مہربانی کرنا۔ وعلیٰ ہذا القیاس مہربانی نہ کیے جانے کے بھی تین درجات ہیں۔ الغرض والدین جس قدر اولاد پر مہربان ہوں گے، اللہ تعالیٰ بھی ان پر اسی قدر مہربانی فرمائے گا۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، إِذْ حَبُّوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۶۹) مہربان لوگوں پر اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتا ہے۔ تم اہل زمین پر رحم کرو تو آسمان والی ذات تم پر مہربانی کرے گی۔

ایک اعرابی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: کیا آپ لوگ بچوں کو بوسے دیتے ہیں؟ ہم تو انہیں بوسے نہیں دیتے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَوْ أَمْلِكُ لَكَ، إِنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ۔ (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۴۹۴۸) اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے محبت نکال دی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحِمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطِفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عَضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمَّى؛ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۵۳) تم مومنوں کو دیکھو گے باہم مہربانی کرنے میں، ایک دوسرے سے محبت کرنے میں اور ایک دوسرے سے نرم برتاؤ کرنے میں جسد واحد کی مثل ہیں، جس کا ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہو تو سارا جسم اس میں ہمنوا ہو جاتا ہے یا بخار میں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ وَالْأَخَوَاتِ

باب 13 - بیٹیوں اور بہنوں پر خرچ کرنے کا حکم

1835 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1835 - اخراجہ ابوداؤد (759/2) کتاب الادب، باب: فی فضل من عال یتیمًا، حدیث (5148) والحمیدی (324'323/2)

حدیث (738) من طریق ابوسعید، فذکرہ۔

متن حدیث: لَا يَكُوْنُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

تَوْصِيْحُ رَاوِي: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَأَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ

هُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ وَهَيْبٍ وَقَدْ زَادُوا فِي هَذَا الْإِسْنَادِ رَجُلًا

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جس شخص کی تین بیٹیاں

ہوں یا تین بہنیں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت انس، حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) سے

احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

کا نام سعد بن مالک بن وہیب ہے۔

بعض محدثین نے اس کی سند میں ایک مزید شخص کا ذکر کیا ہے۔

1836 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَنْ ابْتَلَى بِشَيْءٍ مِّنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص بیٹیوں کی (پرورش) کی

آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور اس نے صبر سے کام لیا، تو وہ بچیاں اس کے لئے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

1837 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ هُوَ الطَّنَافِيسِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الرَّاسِبِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ وَأَشَارَ بِأَصْبَعَيْهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

1836- اخرجہ البخاری (332/3) کتاب الزکوٰۃ، باب: اتقوا النار ولو بشق تمرۃ، والقلیل من الصدقة، حدیث (1418)

وطرفہ فی (5995) ومسلم (2027/4) کتاب البر والصلة والاداب، باب: فضل الاحسان الی البنات، حدیث (2630/148)

واحد (243'166'87'33/6) من طریق محمد بن ابی حفصۃ، عن الزہری بہ۔

1837- اخرجہ مسلم (2027/4) کتاب البر والصلة والاداب، باب: فضل الاحسان الی البنات، حدیث (2631/149)

توضیح راوی: وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَيْرَ حَدِيثٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ وَالصَّحِيحُ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص دو بیٹیوں کی پرورش کرتا ہے میں اور وہ شخص ان دونوں کی طرح جنت میں داخل ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

محمد بن عبید نامی راوی نے محمد بن عبدالعزیز نامی راوی سے اس کے علاوہ بھی دیگر روایات اس سند کے ہمراہ نقل کی ہیں۔ انہوں نے یہ بات نقل کی ہے ابو بکر بن عبید اللہ بن انس سے منقول ہے حالانکہ درست یہ ہے کہ یہ عبید اللہ بن ابو بکر بن انس سے منقول ہے۔

1838 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ ابْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: قَالَتْ دَخَلَتْ امْرَأَةً مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا فَسَأَلَتْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَفَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِّنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک مرتبہ ایک عورت (میرے ہاں) آئی اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں اس نے کچھ (کھانے کے لئے) مانگا تو اس وقت اسے میرے پاس سے ایک کھجور ملی وہی میں نے اسے دے دی۔ اس نے وہ کھجور ان دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دی اور خود کچھ نہیں کھایا پھر وہ اٹھ کر چل دی۔ نبی اکرم ﷺ گھر تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: جو شخص بیٹیوں (کی پرورش) کی آزمائش میں مبتلا کیا جائے تو بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے رکاوٹ ہوں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1839 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ الْأَعْمَشِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللَّهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جس شخص کی تین بیٹیاں

ہوں یا تین بہنیں ہوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) دو بیٹیاں ہوں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اس شخص کو جنت ملے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

بہنوں اور بیٹیوں پر دولت خرچ کرنے کی فضیلت:

عام طور پر والدین لڑکوں پر خوب دل کھول کر خرچ کرتے ہیں اس لیے کہ کیونکہ مستقبل میں وہ مقاصد کے حصول اور دنیا طلبی کے لیے کام آتے ہیں جب کہ بہنوں اور بیٹیوں پر دولت خرچ نہیں کرتے، کیونکہ ان سے بیٹوں جیسے مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شادی کی شکل میں دوسرے گھر چلی جاتی ہیں تاہم ان پر دولت خرچ کرنے کی فضیلت احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔

پہلی حدیث باب میں تین بہنوں یا تین بیٹیوں کی پرورش کرنے والے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس حسن سلوک کے عوض جنت عطا کرے گا۔ دوسری روایت میں بیٹیوں کا ذکر ہے کہ ان کی پرورش کرنے اور ان سے حسن سلوک کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے بچنے کا ذریعہ اور حصار بنا دے گا۔ تیسری حدیث میں دو بیٹیوں کی پرورش کے باعث جنت عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بقول حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بیٹی کی پرورش کرنے کا اجر بھی دخول جنت ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد ۱ ص ۳۵۹) چوتھی حدیث باب میں بھی بیٹیوں کی پرورش کا صلہ جہنم سے رکاوٹ بن جانا قرار دیا گیا ہے۔ پانچویں حدیث باب میں بھی پہلی روایت کا مضمون بیان کیا گیا ہے یعنی تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرنے کی وجہ سے جنت عطا کی جاتی ہے۔

(۱) عصر حاضر میں بیٹیوں کی پرورش، ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام اور بر موقع شادی جہیز کی تیاری پھر تاحیات ان کی خدمت و معاونت کرنا باپ کے لیے ایک مسئلہ ہے، اسی لیے اسلام نے اس مشقت برداشت کرنے والا کا ثواب جنت تجویز کیا ہے۔

فائدہ نافعہ (۲) اللہ تعالیٰ نے اولاد کے باب میں لڑکیوں کا ذکر پہلے اور لڑکوں کا بعد میں کیا ہے۔ بلاشبہ لڑکیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور لڑکے کے انعام ہیں۔ اس طرح لڑکیوں کی فضیلت زیادہ ہے اور ان کی پرورش پر اللہ تعالیٰ نے انعام و ثواب بھی زیادہ رکھا ہے۔ پہلی بار بیٹی کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ چنانچہ حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خاتون کے لیے باعث برکت یہ ہے کہ وہ پہلی بیٹی جنم دے۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۴۷)

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْيَتِيمِ وَ كِفَالَتِهِ

باب 14 - یتیم پر شفقت اور اس کی کفالت کا حکم

1840 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالِقَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي

يُحَدِّثُ عَنْ حَنْشٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: مَنْ قَبَضَ يَتِيمًا مِنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِينَ إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ إِلَّا أَنْ يَعْمَلَ ذَنْبًا
 لَا يُغْفَرُ لَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُرَّةَ الْفَهْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أَمَامَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
 تَوْصِيحُ رَاوِي: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَنْشٌ هُوَ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ وَهُوَ أَبُو عَلِيٍّ الرَّحْبِيُّ وَسُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ يَقُولُ
 حَنْشٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص مسلمانوں میں
 سے کسی یتیم بچے کو اپنے کھانے اور پینے میں شریک کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ضرور داخل کرے گا ماسوائے اس صورت کے
 کہ وہ ایسا گناہ کر لے جس کی بخشش ہی نہ ہو سکتی ہو۔

اس بارے میں حضرت مرہ فہری حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو امامہ، حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔
 حنش نامی راوی حسین بن قیس ہیں اور یہی ابو علی رجبی ہیں۔

سلیمان تیمی نے یہ بات بیان کی ہے حنش نامی راوی محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

1841 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِمْرَانَ أَبُو الْقَاسِمِ الْمَكِّيُّ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي

حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَأَشَارَ بِأَصْبُعَيْهِ يَعْنِي السَّبَابَةَ وَالْوَسْطَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میں اور یتیم کی کفالت کرنے
 والا جنت میں ان دونوں کی طرح ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کیا (راوی کہتے ہیں) یعنی شہادت
 کی انگلی کے ذریعے اور درمیانی انگلی کے ذریعے (اشارہ کیا)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

یتیم کی کفالت کرنے اور اس پر شفقت کرنے کی فضیلت:

وہ نابالغ لڑکا یا لڑکی جس کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ جائے، کو یتیم کہا جاتا ہے۔ اسلام نے تلقین کی ہے کہ یتیم کی کفالت و
 پرورش مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ جو شخص اپنی اولاد کی طرح یتیموں کی کفالت کرتا ہے، ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا ہے اور ان پر

1841- اخرجہ البخاری (349/9) کتاب الطلاق، باب: اللعان، حدیث (5304) و طرفہ (6005) و ابو داؤد (760/2)

کتاب الآداب، باب: فی من ضم الیتیم، حدیث (5150) و احمد (333/5) من طریق ابو حازم، فذکرہ۔

دست شفقت رکھتا ہے، اس کی فضیلت احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص یتیم کو اپنے کھانے میں شامل کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جنت سے نواز دیتا ہے اور جو آدمی کسی یتیم کی کفالت اپنے ذمہ لے لیتا ہے تو اسے جنت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل ہوگی۔ زبان نبوت سے اس انعام کا اعلان ہوا کہ یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا دیا۔

(۱) شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں جلوہ گر ہوں گے تو یتیم کی پرورش کرنے والے کو جنت عطا ہوگی اور آپ کی رفاقت بھی عطا ہوگی۔ تاہم دخول جنت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حاصل نہیں ہوگی، کیونکہ آپ پہلے جنت میں جلوہ گر ہوں گے، اس کے بعد دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پھر امتی درجہ بدرجہ داخل ہوں گے۔

(۲) دو گناہ ایسے ہیں جن کی بخشش نہیں ہے: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ٹھہرانا۔ (۲) حقوق العباد: حقوق العباد، شہید کو بھی معاف نہیں ہوتے، تاہم اصحاب حقوق معاف کریں تو یہ معاف ہو سکتے ہیں۔ جو شخص کسی یتیم کی پرورش کرتا ہے اور اس کے لیے ان دونوں موانع میں سے کوئی باقی نہ ہو، وہ جنت میں جائے گا۔

اہم بات: کاش! اہل دول اور تجار لوگ جہاں دنیوی معاملات و مقاصد کے لیے تجارت کرتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آخرت کی تجارت کریں کہ کسی یتیم یا بے سہارا بچے کو اپنی کفالت میں لے کر جنت کے حقدار بننے کی کوشش کریں۔ جو لوگ مستقل طور پر کفالت نہیں کر سکتے وہ کم از کم کسی یتیم کی تعلیم کے اخراجات یا شادی کے موقع پر جہیز کا انتظام کر کے بھی یہ تجارت اور یہ سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصَّبِيَّانِ

باب 15 - بچوں پر شفقت کرنا

1842 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ زُرْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ

بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ

متن حدیث: جَاءَ شَيْخٌ يُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبْطَأَ الْقَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوسِعُوا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوقِّرْ كَبِيرَنَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَآبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَآبِي أُمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَزُرْبِيُّ لَهُ أَحَادِيثٌ مَنَّا كَثِيرٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک بڑی عمر کا شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

لوگوں نے اسے راستہ دینے میں تاخیر کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوانامہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

اس روایت کے ایک راوی زربی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات کے حوالے سے ”منکر“ روایات نقل کی ہیں۔

1843 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَيَعْرِفُ حَقَّ كَبِيرِنَا

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کے احترام سے واقف نہیں وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

1844 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ شَرِيكَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُؤَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ

شُعَيْبٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَيْضًا

مذاهب فقہاء: قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا يَقُولُ لَيْسَ مِنَّا

سُنَّتِنَا لَيْسَ مِنَّا أَدْبَانًا وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُنْكِرُ هَذَا التَّفْسِيرَ لَيْسَ

مِنَّا يَقُولُ لَيْسَ مِنَّا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: وہ شخص ہم میں سے نہیں

ہے جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا جو نیکی کا حکم نہیں دیتا اور برائی سے روکتا نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

محمد بن سعد نے عمرو بن شعیب کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

1843- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (355'358'363) واحمد (185) من طریق عمرو بن شعيب، عن ابیه فذکرہ.

1844- اخرجہ احمد (257/1) وعبد بن حميد (202) حدیث (856) من طریق عكرمة، فذکرہ.

یہی روایت عبداللہ بن عمرو کے حوالے سے دیگر سند سے بھی منقول ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات نقل کی ہے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: ”وہ ہم میں سے نہیں ہے“ اس سے مراد یہ ہے: ہماری سنت سے تعلق نہیں ہے یعنی ہمارے آداب کا حصہ نہیں ہے۔

علی بن مدینی بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے یہ بات بیان کی ہے۔ سفیان ثوری نے اس وضاحت کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں: یہاں ”ہم میں سے نہیں“ سے مراد ”ہماری ملت میں سے نہیں“ ہے۔

شرح

چھوٹوں پر شفقت نہ کرنے اور بڑوں کا احترام نہ کرنے کی وعید:

اسلام حسن سلوک، رواداری، چھوٹوں پر شفقت کرنے اور بڑوں کا احترام کرنے کا درس دیتا ہے۔ چھوٹوں پر شفقت نہ کرنا اور بڑوں کا احترام نہ کرنا، جرم ہے۔ اس جرم کی وعید و مذمت احادیث باب میں بیان کی گئی۔ روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص چھوٹوں پر دست شفقت نہیں رکھتا اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہے گا۔ علاوہ ازیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔

فائدہ نافعہ: (۱) احادیث باب کا تعلق جوامع الکلم سے ہے یعنی وہ روایات جن کے الفاظ مختصر ہوں اور معانی و مفاہیم کثیر ہوں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوقِرْ كَبِيرَنَا۔ ”وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کی اور بڑوں کا احترام نہ کیا۔“

(۲) چھوٹوں پر شفقت نہ کرنا، بڑوں کا احترام نہ کرنا، نیکی کا حکم نہ کرنا اور برائی سے منع نہ کرنا، حقوق تلفی اور گناہ کبیرہ کے زمرے میں آتا ہے۔ گناہ کبیرہ کا ارتکاب اور حقوق تلفی دونوں قابل مواخذہ جرم ہیں لیکن ان کی وجہ سے مسلمان اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

(۳) احادیث باب میں: لَيْسَ مِنَّا۔ کے الفاظ زجر و توبیخ اور وعید و مذمت پر محمول ہیں، جس طرح یہ حدیث مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَدِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ حقیقت پر محمول نہیں ہے، بلکہ وعید پر محمول ہے۔ علاوہ ازیں لَيْسَ مِنَّا۔ کی تفسیر بایں الفاظ کی گئی ہے:

(۱) لیس من ملتنا (۲) لیس من سنتنا (۳) لیس من ادبنا (۴) لیس من مثلنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ النَّاسِ

باب 16- لوگوں پر شفقت کرنا

1845 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ

1845- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (375'96) ومسلم (1809/4) کتاب الفضائل، باب: رحمة صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال، حدیث (2319/66) واحمد (365'360/4) والحبیدی (351/2) حدیث (802) من طریق اساعیل بن ابی خالد، عن قیس بن ابی حازم، فذکرہ۔

حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللَّهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ

بْنِ عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص لوگوں پر رحم نہیں

کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عمرو اور حضرت

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے احادیث منقول ہیں۔

1846 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ كَتَبَ بِهِ إِلَيَّ مَنْصُورٌ

وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ سَمِعَ أَبَا عَثْمَانَ مَوْلَى الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :

مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ

اسناد دیگر: قَالَ وَأَبُو عَثْمَانَ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَعْرِفُ اسْمَهُ وَيُقَالُ هُوَ وَالِدُ مُوسَى بْنِ أَبِي

عَثْمَانَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ أَبُو الزِّنَادِ وَقَدْ رَوَى أَبُو الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ حَدِيثٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: صرف

بد بخت شخص سے رحم (کے جذبے) کو الگ کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کرنے والے راوی ابو عثمان کے نام کا ہمیں علم نہیں ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ

موسیٰ بن ابو عثمان کے والد ہیں اور یہ وہی شخص ہیں جن کے حوالے سے ابو زناد نے احادیث نقل کی ہیں۔

ابو زناد نامی راوی نے موسیٰ بن ابو عثمان کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی

اکرم ﷺ سے دیگر روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

1846- اخرجہ البخاری فی الاداب المفرد (374) و ابو داؤد (703/2) کتاب الاداب: باب: فی الرحمة حدیث (4942)

واحد (539'461'442'301/2) من طریق ابو عثمان مول المغيرة بن شعبة فذكره.

1847 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي قَابُوسَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ أَرْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمَكُم مِّنْ فِي السَّمَاءِ الرَّحِيمِ شُجْنَةً مِّنَ الرَّحْمَنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللَّهُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: رحم کرنے والوں پر رحم بھی رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان میں موجودہ ذات تم پر رحم کرے گی رحم، رحمان کی شاخ ہے جو شخص اس کو ملاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ملاتا ہے جو شخص اس کو کاٹ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کاٹ دیتا ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

لوگوں پر شفقت و مہربانی کرنا:

دل سے جس قدر مہربانی کا جذبہ ختم ہوگا، اسی قدر شقاوت کے درجہ میں اضافہ ہوگا۔ مہربانی و شفقت کے کم ہونے سے بدبختی بڑھے گی اور مہربانی کے بڑھنے سے سعادت میں اضافہ ہوگا۔ احادیث باب میں لوگوں سے حسن سلوک اور مشفقانہ رویہ اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے، جس کا خلاصہ اس مشہور حدیث میں بیان کیا گیا ہے: الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۹۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، پس مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندوہ شخص ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔
الغرض! ان روایات میں لوگوں سے مہربانی کرنے اور نرمی سے پیش آنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جو شخص اللہ کی مخلوق اور لوگوں سے مہربانی کرنے کا جذبہ نہیں رکھتا، وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہے گا۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے: شقاوت و بدبختی کی وجہ سے شفقت کا جذبہ ختم ہوتا ہے۔ بقول شاعر

تم مہربان ہو اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّصِيحَةِ

باب 17 - خیر خواہی کا بیان

1848 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ

1847 - اخرجہ ابوداؤد (703/2) کتاب الاداب' باب: فی الرحمة' حدیث (4941) واحد (160/2) والحمیدوی (269/2) حدیث (591) من طریق ابوقابوس' فذکرہ.

أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ بَيَّعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِتْيَانِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ

مُسْلِمٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی تھی کہ نماز قائم کرنی ہے، زکوٰۃ ادا کرنی ہے اور ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی اختیار کرنی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1849 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ

بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَثْنٌ حَدِيثٌ: الَّذِينَ النَّصِيحَةُ ثَلَاثٌ مِرَارٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَنْ قَالَ لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَتَمِيمِ الدَّارِيِّ وَجَرِيرِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ وَثَوْبَانَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ یہ

بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی، لوگوں نے عرض کی: کس کے لئے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، مسلمان حکمرانوں کے لئے اور ان کے عام افراد کے لئے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت تميم داری، حضرت جریر، حکیم بن ابوزید (رضی اللہ عنہم) کی ان کے والد سے، اور

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

لوگوں سے خیر خواہی کرنا:

لفظ: النصيحة؛ واحد ہے اور اس کی جمع نصح ہے، جس کا معنی ہے: خیر اندیشی، خیر خواہی، بہتری چاہنا، بھلائی چاہنا۔

1848- اخرجہ احمد (297/2) ومسلم (313/1) كتاب الايمان، باب: بيان ان الدين النصيحة (56/97) من طريق اساعيل بن ابي خالد به.

1849- اخرجہ البخاری (166/1) كتاب الايمان، باب: قول النبي صلى الله عليه وسلم والدين: النصيحة لله ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم، حديث (57) واطرفه (58'524'1401'2157'2714'2715'7204) ومسلم (269/1-الابى) كتاب الايمان، باب: بيان ان الدين النصيحة، حديث (56/97) واحمد (360/4) والدارمي (248/2) كتاب البيوع، باب: في النصيحة وابن خزيمة (13/4) حديث (2259) والحميدي (249/2) حديث (715) من طريق اساعيل بن ابي خالد، فذكره.

حدیث باب اسلامی تعلیمات کے چوتھائی احکام پر مشتمل ہے۔ بقول حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ روایت تمام دین پر مشتمل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی اہم بات ارشاد فرماتے تو اس کا تین بار اعادہ فرماتے۔ اس موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: **الَّذِينَ النَّصِيحَةُ** یعنی دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا: **يَا رَسُولَ اللَّهِ؟** دین کس کی خیر خواہی کا نام ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: **لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ** اللہ تعالیٰ کی، اللہ تعالیٰ کی کتاب کی، امراء وقت کی اور عام لوگوں کی ایک روایت میں: **وَلِرَسُولِهِ**۔ کے الفاظ بھی ہیں یعنی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

جس طرح لفظ: **الصَّلَاةُ** کی نسبت کے اعتبار سے مختلف معانی ہیں مثلاً اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی ہے: مہربانی کرنا، بندوں کی طرف نسبت سے معنی ہے: نماز، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے معنی ہے: دعا اور فرشتوں کی نسبت سے معنی ہے: استغفار۔ علیٰ ہذا القیاس لفظ: **النَّصِيحَةُ** کی نسبت کے لحاظ سے بھی متعدد معانی ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی: اس کا مطلب ہے: ایمان یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، احکام اور صفات کے تقاضوں میں اللہ تعالیٰ کو ایک تسلیم کرنا اور محض اس کی عبادت کرنا۔

۲- اللہ تعالیٰ کی کتاب کی خیر خواہی: اس کا مطلب ہے قرآن کو تسلیم کرنا، اس کی تلاوت کرنا، اسے سمجھنا، اس کے احکام پر غور کرنا، اس کے احکام پر عمل پیرا ہونا اور اس کی دعوت کو دوسروں تک پہنچانا۔

۳- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنا، آپ سے بے حد عقیدت و محبت کرنا، آپ کی تعظیم، بجالانا اور آپ کی تعلیمات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانا۔

۴- امراء وقت کی خیر خواہی: ان کے احکام معلوم کرنا، ان پر عمل کرنا، ان کے بارے میں مثبت سوچ رکھنا اور دینی امور کے اعتبار سے ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا۔

۵- عام لوگوں کی خیر خواہی: مسلمانوں کی بھلائی سوچنا، ان کے خیر خواہ ہونا، ان کے فوائد کو سوچنا، انہیں دینی احکام سکھانا، ان کی بھلائی کو پیش نظر رکھنا، انہیں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

دوسری حدیث باب میں تین امور کا حکم دیا گیا ہے: (۱) نماز قائم کرنا (۲) زکوٰۃ ادا کرنا (۳) ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔ اس روایت میں بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک غلام کو تین سو درہم میں ایک گھوڑا خرید کر لانے کا حکم دیا۔ وہ بازار پہنچا اور ایک گھوڑے کا سودا کیا، پھر اس کے مالک کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ مالک کو گھوڑے کی رقم ادا کر سکیں۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑا دیکھا اور اس کے مالک سے فرمایا: تمہارا گھوڑا تین سو درہم سے زائد قیمت کا ہے، کیا آپ یہ گھوڑا چار سو درہم میں فروخت کرنا پسند کریں گے؟ مالک نے عرض کیا: حضور! اگر آپ اس گھوڑے کی قیمت چار سو درہم عنایت فرمائیں تو قبول کرنے میں مجھے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ آپ نے دوبارہ فرمایا: تمہارا گھوڑا چار سو درہم سے بھی زیادہ قیمت کا

ہے، کیا آپ اسے پانچ سو درہم میں فروخت کرنا پسند کریں گے؟ اس طرح آپ گھوڑے کی قیمت میں اضافہ کرتے رہے حتیٰ آپ نے آٹھ سو درہم میں گھوڑا خرید لیا۔ کسی نے دریافت کیا: حضور! آپ نے گھوڑے کو زیادہ قیمت میں کیوں خریدا جب کہ مالک آپ کو تین سو درہم میں فروخت کرنے کے لیے رضامند تھا؟ آپ نے جواب میں فرمایا: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ؛ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی تھی کہ میں ہر مسلمان سے خیر خواہی کروں گا۔ میرے خیال کے مطابق اس شخص کا گھوڑا تین سو درہم کی قیمت سے زائد تھا، اگر میں اسے تین سو درہم میں خرید لیتا تو یہ عمل خیر خواہی کے منافی ہوتا اور میں مجرم قرار پاتا، اس لیے گھوڑے کی مناسب قیمت میں نے مالک کو پیش کر دی ہے۔ (الطبرانی) خیر القرون کے لوگوں میں اس قدر خیر خواہی کا جذبہ موجود تھا جب کہ بعد میں تاریخ ایسی خیر خواہی کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شَفَقَةِ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ .

باب 18- ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر شفقت

1850 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ

أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَخُونُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ

عَرَضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ التَّقْوَى هَا هُنَا بِحَسَبِ أَمْرِي مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْتَقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔

اس لئے وہ اس کے ساتھ خیانت نہ کرے۔ اس کے ساتھ جھوٹ نہ بولے اور اس کو رسوائی کا شکار نہ کرے۔ ہر مسلمان کی عزت مال

وجان دوسرے مسلمان کے لئے قابل احترام ہیں۔ تقویٰ یہاں ہوتا ہے کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے

مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے ہی احادیث منقول ہیں۔

1851 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ غَيْرَ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

1850- أخرجه ابوداؤد (686/2)، كتاب الاداب، باب: في الغيبة، حديث (4882) من طريق هشام بن سعد عن زيد بن

اسلم عن ابي صالح عن ابي هريرة، فذكره مختصرا.

متن حدیث: الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ایک مومن کی دوسرے مومن کے لیے مثال ایک عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1852 حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِنْ أَحَدَكُمْ مِرَاةٌ أَخِيهِ فَإِنْ رَأَى بِهِ أَدَى فَلْيَمِطْهُ عَنْهُ
توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ضَعْفَهُ شُعْبَةُ
فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ہر شخص دوسرے کا آئینہ ہوتا ہے اگر وہ اس میں کوئی خامی دیکھے تو وہ اس سے دور کر دے۔

شعیب نے یحییٰ بن عبد اللہ نامی راوی کو ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے شفقت کا برتاؤ کرنا:

پہلی حدیث باب مختصر مگر جامع ہے جو کثیر احکام پر مشتمل ہے۔ سب سے قبل اس میں مسلمانوں کا باہمی رشتہ بیان کیا گیا ہے کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ. (المحجرات) مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“

اس روایت کے تفصیلی احکام سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- لَا يَخُونُهُ: ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے خیانت نہیں کر سکتا۔ خیانت کا معنی ہے: دھوکہ دینا، بے ایمانی کرنا، کمی کرنا۔ ایک مسلمان دوسرے سے خیانت نہیں کر سکتا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ ایسی حرکت نہیں کر سکتا، کیونکہ دونوں

1851- أخرجه البخاری (674/1) كتاب الصلوة، باب: تشبيك الاصابع في السجود وغيره، حديث (481) وطرفاء (2446)
6026) ومسلم (1999/4) كتاب البر والصلة والاداب، باب: تراحم المؤمنين وتعاطفهم، وتعاظمهم، حديث (2585/65)
والنسائي (79/5) كتاب الزكوة، باب: اجر العازن اذا تصدق باذن مولا، حديث (2560) واحمد (409، 405، 404/4)
والحميدي (340/2) حديث (772) وعبد بن حميد (196) حديث (556) من طريق ابو بردة، فذكره.

کے مابین اخوت کا رشتہ قائم ہے اور یہ رشتہ خیانت کرنے میں مانع ہے۔

۲- وَلَا يَكْذِبُهُ: وہ اس سے کذب بیانی سے کام نہیں لیتا: لفظ: يَكْذِبُ؛ کو دو طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے: (۱) يَكْذِبُ: ثلاثی مجرد از باب ضَرْبٍ يَضْرِبُ کے وزن پر، اس صورت میں معنی ہوگا: وہ اپنے بھائی سے جھوٹ نہیں بک سکتا۔ (۲) يُكْذِبُ: ثلاثی مزید فیہ از تفعیل کے وزن پر۔ اس صورت میں معنی ہوگا: وہ اپنے مسلمان بھائی کی تکذیب نہیں کرتا۔ رشتہ اخوت کی وجہ سے نہ تو وہ جھوٹ بھول سکتا ہے اور نہ اسے جھوٹا قرار دے سکتا ہے۔

۳- وَلَا يَخْذُلُهُ: وہ اسے رسوا نہیں کرتا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے دست شفقت نہیں کھینچتا، اس سے دست بردار نہیں ہوتا، اسے بے یار و مدد نہیں چھوڑتا، اس سے دست تعاون نہیں کھینچتا۔ گویا ہمہ وقت اپنے بھائی سے تعاون و معاونت کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔

۴- كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ: ایک مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے خواہ اس کی عزت ہو، اس کا مال ہو اور اس کا خون ہو؛ یعنی مسلمان اپنے بھائی کی آبروریزی نہیں کر سکتا، نہ اس کا مال ہڑپ کر سکتا ہے اور نہ اس کی خون ریزی کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ درمیان میں اخوت کا رشتہ بطور مانع موجود ہے۔

۵- التَّقْوَى هُنَا: تقویٰ یہاں ہے؛ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے اپنے سینے کی طرف تین بار اشارہ فرمایا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۵۶۲) گویا تقویٰ آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ عام طور پر لوگ کسی کی عیب جوئی کرتے ہوئے کہتے ہیں: فلاں شخص بے ایمان ہے، دھوکہ باز ہے، بڑا نالائق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم ظاہری طور پر اس کی عیب جوئی کرتے ہو؟ تمہیں کیا علم تقویٰ تو سینے میں ہے۔

۶- بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّخْتَفِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ: یعنی کسی شخص کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان کو حقیر و معمولی خیال کرتا ہو، کیونکہ ایک مسلمان کی شایان شان نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو ایسی نظر سے دیکھے۔ اس لیے کہ یہ رشتہ اخوت و مودت کے منافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافع: ایک مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے لیے آئینہ کی مثل ہونا چاہیے کہ نہ دل میں عداوت و کدورت ہو اور نہ زبان پر عیب جوئی کے کلمات بلکہ قلب و زبان دونوں اعضاء صاف و شفاف ہونے چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّرِّ عَلَى الْمُسْلِمِ

باب 19- مسلمانوں کی پردہ پوشی کرنا

1853 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثْتُ عَنْ

أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ نَفَسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرْبِ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ

1853- اخرجہ ابو داؤد (704/2) کتاب الاداب، باب: فی العونۃ للمسلم، حدیث (4946)

يَسَّرَ عَلَيَّ مُعْسِرِي فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلَيَّ مُسْلِمًا فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ
 فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ
 حَكَمَ حَدِيثًا: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى أَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ حَدِيثُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ
 ﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی مسلمان سے کسی دینیوی تکلیف کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے قیامت کی تکالیف کو دور کرے گا، جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست کو آسانی فراہم کرے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو دنیا اور آخرت میں آسانی فراہم کرے گا، جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ انسان جب تک اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔
 اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر اور عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہما) سے احادیث منقول ہیں۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث ”حسن“ ہے۔

ابو عوانہ اور دیگر راویوں نے اعمش کے حوالے سے ابوصالح کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے، اسی کی مانند نقل کیا ہے۔
 انہوں نے اس حدیث کی سند میں ابوصالح سے مذکورہ ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

مسلمان کی پردہ پوشی کرنا اور اس کا صلہ:

حدیث باب میں اصلاح معاشرہ اور فکر آخرت کے حوالے سے چند مسائل بیان کیے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنی دنیا اور آخرت بہتر بنا سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مسائل اصلاح امت کی غرض سے بیان کیے ہیں جن پر عمل کرنا اس بس ضروری ہے۔ وہ مسائل درج ذیل ہیں:

☆ جو شخص کسی کی دینیوی پریشانی دور کرتا ہے مثلاً قرضہ فراہم کرتا ہے تو اس نیکی کے عوض اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانی دور کرے گا۔

☆ جو شخص دنیا میں کسی کی تنگ دستی دور کر کے آسانی پیدا کر دیتا ہے مثلاً مالی معاونت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا فرمادے گا۔ اہل دول لوگ آخرت کی آسانی کے لیے زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ و خیرات دے کر اللہ تعالیٰ سے یہ معاملہ کر سکتے ہیں۔

☆ جو شخص کسی کے عیب یا ارتکاب معصیت سے مطلع ہو کر پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے رسوا کرنے سے محفوظ رکھے گا اور اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ تاہم موقع کی مناسبت سے رضا الہی کے لیے اصلاحی کاوش کرنے کی اجازت ہے جو نیکی کی بہترین شکل ہے۔

☆ جب تک کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی مدد و معاونت میں مصروف عمل رہتا ہے، تو اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔

الغرض! الدُّنْيَا مِزْرَعَةُ الْآخِرَةِ اور نیکی کے بدلے نیکی والا معاملہ ہے جس کی طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو تعلیمات نبوی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّبِّ عَنِ عَرَضِ الْمُسْلِمِ

باب 20- کسی مسلمان کی عزت سے (کسی تکلیف دہ چیز کو) دور کرنا

1854 سنہ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي بَكْرِ النَّهْشَلِيِّ عَنْ مَرْزُوقِ أَبِي

بَكْرِ التَّمِيمِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ رَدَّ عَنْ عَرَضٍ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے جو شخص اپنے بھائی

کی عزت سے (نقصان پہنچانے والی چیز) کو دور کر دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے جہنم کو دور کر دے گا۔

اس بارے میں سیدہ اسماء بنت یزید (رضی اللہ عنہا) سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

مسلمان کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنا:

اسلام نے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کی غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی یہ عمل ناپسند ہے، لہذا غیبت کرنے سے احتراز کرنا از بس ضروری ہے۔ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کر کے اس کی آبروریزی کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا، کیوں اخوت کا رشتہ درمیان میں مانع موجود ہے۔ خود غیبت نہ کرنے اور غیبت کرنے والے کو روکنے کی فضیلت حدیث مبارکہ میں بایں الفاظ بیان کی گئی ہے: مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ

1854- اخرجہ احمد (450/449/6) من طریق ام الدرداء فذکرته.

بالغیبة کان حقاً علی اللہ ان یعتقدہ من النار (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۸۱) جس شخص نے اپنے بھائی کے گوشت سے پیٹھ پیچھے ہٹایا یعنی غیبت کرنے والے کو غیبت کرنے سے روکا تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ کرم پر ہے کہ اسے جہنم سے محفوظ رکھے۔

حدیث باب میں بھی غیبت سے روکنے کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ غیبت سے روکنے والے کو نار جہنم سے محفوظ رکھے گا۔ ہمارے معاشرے میں شیر مادر کی طرح غیبت کو روا سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کو اس ناسور سے محفوظ فرمائے اور ہمیں اخوت و مودت کا مظاہرہ کرنے کی توفیق عطا کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْهَجْرِ لِلْمُسْلِمِ

باب 21- مسلمان سے ملنا چھوڑنے کی ممانعت

1855 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ يَلْتَقِيَانِ فَيُصَدُّ هَذَا وَيُصَدُّ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَهَشَامِ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي هِنْدٍ الدَّارِيِّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کسی بھی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں، وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ لاطعلق رہے یوں کہ جب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے آئیں تو یہ اس سے منہ پھیر لے اور وہ اس سے منہ پھیر لے۔ ان دونوں میں زیادہ بہتر وہ ہوگا جو سلام میں پہل کر دے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ہشام بن عامر اور حضرت ابو ہند داری (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1855- اخرجہ البخاری (507/10) کتاب الادب، باب: الهجرة، قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لرجل ان یهجراخاه فوق ثلاث حدیث (6077) و طرفہ (6237) و مسلم (1984/4) کتاب البر و الصلۃ و الادب، باب: تحریم الهجرة فوق ثلاث حدیث (2560/25) و ابو داؤد (696/2) کتاب الادب، باب: فیمن یهجراخاه المسلم (4911) و احمد (422'421/5) و الحیثی (186/1) حدیث (377) و عبد بن حبید (223) من طریق ابن شہاب عن عطاء بن یزید، فذکرہ۔

شرح

مسلمان سے تعلقات منقطع کرنے کی ممانعت:

لفظ: ہجر؛ ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ يَنْصُرُ کا مصدر ہے اس کا معنی ہے: دور ہونا، الگ ہونا، ترک تعلق، تعلق منقطع کرنا۔ انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہے۔ انسان سے عمد یا سہو از یادتی ہو جانا کوئی ناممکنات میں سے نہیں ہے۔ ایسی صورت پیش آنے پر زیادتی کو نظر انداز کر دینا اور باہم شیر و شکر ہو جانے کے کثیر فوائد ہیں۔ اگر اس غلطی کو بنیاد بنا کر ناراض ہو کر تعلقات منقطع کر لیے جائیں تو تین دن تک تو روا ہے لیکن تین ایام سے زائد کی گنجائش نہیں ہے۔ تاہم اگر بنیاد کوئی شرعی مسئلہ ہو تو وہ اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہے۔ ناراضی کی صورت میں صلح میں پہل کرنے والا جنت میں پہلے داخل ہوگا۔

ایک دفعہ حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین کسی معاملے میں ناراضگی ہو گئی۔ اس ناچاکی میں ایک دو دن گزرے تھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے برادر اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ پیغام بھیجا کہ ہمارے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب دو شخص ناراض ہوں اور دونوں میں سے جو پہلے صلح کرے گا وہ جنت میں بھی پہلے داخل ہوگا۔ چونکہ آپ بڑے بھائی ہیں اور میرے پاس تشریف لائیں تاکہ صلح میں پہل کر کے جنت میں پہلے جائیں۔ جو یہی یہ پیغام حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا تو وہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ کر بغلگیر ہو گئے اور ناراضگی ختم کر دی۔

فائدہ نافعہ: حضرت امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ استاد اپنے شاگرد، شوہر اپنی بیوی اور والدین اپنی اولاد سے تین دن سے زائد ترک تعلق کرے تو جائز ہے۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے ایک مہینہ تک ترک تعلق کیا۔ علاوہ ازیں جہاد میں شریک نہ ہونے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک تعلق کیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُوَاسَاةِ الْآخِ

باب 22- اپنے بھائی کی غم خواری کرنا

1856 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ

مَتْنِ حَدِيثٍ: قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفِ الْمَدِينَةِ أَخِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ لَهُ هَلُمَّ أَقْسِمُكَ مَالِي نِصْفَيْنِ وَلِي أَمْرَاتَانِ فَأَطْلِقُ أَحَدَهُمَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَوَجَّهَ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُونِي عَلَى السُّوقِ فَدَلُّوهُ عَلَى السُّوقِ فَمَا رَجَعَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا وَمَعَهُ شَيْءٌ مِّنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ قَدْ اسْتَفْضَلَهُ فَرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ وَعَلَيْهِ وَضْرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهَيْمٌ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَمَا أَصْدَقْتَهَا قَالَ نَوَاةٌ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ قَالَ وَزَنَ نَوَاةٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزُنُ نَوَاقِ مِنْ ذَهَبٍ وَزُنُ ثَلَاثَةِ دَرَاهِمٍ وَتُلُتِ وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَزُنُ نَوَاقِ مِنْ ذَهَبٍ وَزُنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمٍ سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَذْكُرُ عَنْهُمَا هَذَا

﴿ ﴿ ﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع (انصاری) کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ آئیں میں اپنا مال دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ (اور ایک حصہ آپ کو دے دیتا ہوں) میری دو بیویاں ہیں۔ میں ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں۔ جب اس کی عدت پوری ہو جائے گی تو آپ اس سے شادی کر لیں تو حضرت عبدالرحمن نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے اہل خانہ اور مال میں برکت نصیب کرے۔ آپ بازار تک میری رہنمائی کریں۔ ان لوگوں نے انہیں بازار تک پہنچا دیا تو اس دن جب حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انہوں نے منافع کے طور پر پیسہ اور گھی کمایا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد جب انہیں دیکھا تو ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے۔ انہوں نے عرض کی: میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے اسے کیا مہر دیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: ایک گٹھلی جتنا سونا (اس میں راوی کو شک ہے) شاید یہ الفاظ ہیں گٹھلی کے وزن جتنا سونا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ولیمہ کرو خواہ ایک بکری (ذبح کر کے دعوت کرو)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک گٹھلی کے وزن جتنا سونے کا وزن تین درہم جتنا ہوتا ہے۔

امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک گٹھلی جتنے سونے کا وزن پانچ درہم کے برابر ہوتا ہے۔

اسحاق بن منصور نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہمیں یہ بات بتائی ہے۔

شرح

اپنے بھائی کے لیے غم خواری اور ایثار کرنا:

ہجرت کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے مابین رشتہ مواخات قائم فرمایا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مہاجر ہو کر آئے تھے کا رشتہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انصار میں سے تھے، سے قائم کر دیا۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مہاجر بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ اپنا نصف مال اور طلاق وعدت کے بعد اپنی دوسری بیوی سے نکاح کرنے کی پیشکش کی لیکن حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دعا سے نوازا لیکن کوئی چیز وصول نہ کی۔ صبح ہونے پر انہوں نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہی کا راستہ دریافت کیا اور منڈی پہنچ کر بغیر سرمایہ کے تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ شام کے وقت جب گھر لوٹے تو پیسہ اور گھی لائے، دونوں چیزیں دن بھر کی تجارت سے بطور منافع تھیں۔ اس طرح وہ تجارت کرتے رہے تو چند ایام بعد ایک انصاری

خاتون سے شادی کر لی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے کپڑوں پر صفرہ (ایک نسوانی خوشبو کا نام ہے) ملاحظہ فرمائی۔ آپ نے اس کے بارے میں تعجب سے دریافت کیا، کیونکہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رحمہ اللہ تعالیٰ غیر شادی شدہ تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: **أَوْلِمَهُ وَكَوَّ بِشَاةً**؛ تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کا ہو۔

فائدہ نافعہ: (۱) ایجاب و قبول کا نام نکاح ہے اور حق مہر شوہر کے ذمہ قرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ ولیمہ کرنا سنت ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق نکاح مسنون ایک آسان ترین عمل ہے لیکن اس میں غیر شرعی امور کو شامل کر کے اس قدر دشوار بنا دیا گیا ہے کہ غرباء اور مساکین کے لیے وبال جان بن گیا ہے۔ حتیٰ کہ نیونترا کا ناسور شامل کر کے ”ولیمہ“ کو بھی مسنون نہیں رہنے دیا گیا۔ کاش! علماء کرام اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاشرے کو اس منجھار سے نجات دلائیں! فائدہ نافعہ: (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: **أَوْلِمَهُ وَكَوَّ بِشَاةً**؛ یہاں کلمہ ”کو“ میں دو احتمال ہیں: (۱) لو تکثیر: پاک و ہند میں ایک بکری ذبح کی جائے تو خواہ کھانا معیاری ہو یا غیر معیاری، کثیر لوگوں کی دعوت کر دی جاتی ہے۔ اس طرح ہمارے ہاں یہ دو تکثیر کے لیے ہے۔ (۲) لتقلیل: اہل عرب کے ہاں ایک بکری ذبح کر کے صرف بیس افراد کی دعوت کی جاتی ہے، ان کے ہاں ایک معیار ہے۔ اس طرح ان کے ہاں یہ (کو) لتقلیل کے لیے ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَيْبَةِ

باب 23 - غیبت کا بیان

1857 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْغَيْبَةُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهْتَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرزَةَ وَابْنِ عَمْرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرض کیا گیا: یا رسول اللہ غیبت سے مراد کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ذکر ایسی چیز کے ہمراہ کرنا جو اس کو ناپسند ہو (سوال کرنے والے نے) عرض کی آپ کا کیا خیال ہے۔ اگر وہ چیز واقعی اس میں موجود ہو جو میں نے کہی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تم نے کہی ہے، اگر وہ واقعی اس میں موجود ہو تو پھر تم نے اس کی غیبت کی اور جو تم نے کہا ہے اگر وہ اس میں موجود نہ ہو تو تم نے اس پر الزام لگایا۔

1857 - اخرجہ مسلم (2001/4) کتاب البر والصلۃ والاداب، باب: تحريم الغيبة، حدیث (2589/70) و ابو داؤد

(685/2) کتاب الاداب، باب: فی الغيبة، حدیث (4874)

اس بارے میں حضرت ابو بزرہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

غیبت اور بہتان میں فرق:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: کسی کے بارے میں پس پشت ایسی بات کہنا کہ اگر وہی بات اس کے سامنے کی جائے، اس پر دشوار گزرے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اگر وہ بات (عیب) اس میں موجود ہو تب بھی غیبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی تو غیبت ہے۔ اگر وہ بات (عیب) اس میں موجود نہ ہو، وہ بہتان ہے۔

کسی کی غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہے، اس کی مذمت و وعید قرآن کریم میں بایں الفاظ بیان کی گئی ہے: لَا يَغْتَبُ بَعْضُكُم بَعْضًا ط أَيَحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ط وَاتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ (الحجرات: ۱۲) تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس کو ناپسند کرو گے۔ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اس آیت میں صریح الفاظ میں غیبت کرنے والے کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔ یہ نص قرآنی ہے جسے کوئی ضعیف بھی کہنے کا مجاز نہیں ہے۔ غیبت کرنا اور سننا دونوں مساوی گناہ ہیں۔

غیبت کے جواز کی صورتیں:

کسی کی غیبت کرنا اور سننا دونوں حرام ہیں۔ تاہم چھ صورتوں میں غیبت کی اجازت ہے:

۱۔ مظلوم قاضی یا سلطان وقت کے سامنے اپنی داستان ظلم بیان کرے تاکہ اس کی فریادرسی ہو جائے۔ اس موقع پر ظالم کے خلاف حرف شکایت زبان پر لانے کی اجازت ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتا لیکن مظلوم مستثنیٰ ہے۔ (النساء: ۱۳۸)

۲۔ جب برائی میں تبدیلی اور مرتکب الکبائر کی اصلاح مقصود ہو، دوسرے شخص سے معاونت حاصل کرنے کے لیے کسی کی برائی بیان کرنے کی اجازت ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشہور منافق عبداللہ بن ابی کی دو باتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی تھیں جو سورہ منافقین کی آیت ۷ اور ۸ میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ان دو باتوں کی تفصیل احادیث میں مذکور ہے۔ (ریاض الجنین، رقم الحدیث ۱۵۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ حنین کے موقع پر مال غنیمت میں خیانت کرنے والے انصار کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تھی۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۳۱۵۰)

- ۳- استفتاء کے وقت کسی کی غیبت بیان کرنے کی اجازت ہے۔ حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: ابوسفیان ایک بخیل شخص ہے جو مجھے خرچ فراہم نہیں کرتا جو میرے اور میری اولاد کے لیے کافی ہو۔ (ریاض الصالحین، رقم الحدیث ۱۵۳۳)
- ۴- جب مسلمانوں کو کسی شر سے محفوظ رکھنا مقصود ہو، کسی کی برائی بیان کرنا جائز ہے۔ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کیا اجازت طلب کی؛ آپ نے فرمایا: اسے آنے دو، وہ قبیلہ کا برا شخص ہے۔ (ریاض الصالحین، رقم الحدیث ۱۵۲۹)
- ۵- اس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور ابوالجہم اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔ (ریاض الصالحین، رقم الحدیث ۱۵۳۱)
- ۶- جب کوئی شخص برے لقب کے ساتھ مشہور ہو، اسے پکارتے وقت مثلاً أعرج (لنگڑا) وغیرہ۔
- ۷- جب کوئی شخص سرعام مرتکب الکبائر ہوتا ہو، اس سے نفرت دلانے کے لیے لوگوں سے اس کی برائی بیان کرنے کی اجازت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو منافقوں کے بارے میں فرمایا: میرے خیال کے مطابق فلاں اور فلاں شخص ہمارے دین کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ (ریاض الصالحین، رقم الحدیث ۱۵۳۰)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَسَدِ

باب 24- حسد کا بیان

1858 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَنٌ حَدِيثٌ: لَا تَقَاطِعُوا وَلَا تَدَابِرُوا وَلَا تَبَاغُضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آپس میں لا تعلق اختیار نہ کرو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور آپس میں حسد نہ کرو۔ اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کے رہو کسی بھی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق رہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت

1858- اخرجہ مسلم (1983/4) کتاب البر والصلة والاداب' باب: تحريم التحاسد والتباغض والتدابير' حدیث

(2559/23)

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے احادیث منقول ہیں۔

1859 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ

اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هَذَا

﴿﴾ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

رشک صرف دو طرح کے آدمیوں پر کیا جاسکتا ہے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ دن رات اسے خرچ کرتا ہو دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا (علم) عطا کیا ہو اور وہ دن رات اسی کے حوالے سے مصروف رہتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

شرح

حسد کرنے کی ممانعت:

حسد کا مطلب ہے کہ کسی کے پاس قابل افتخار چیز دیکھے، دل میں ارادہ کرے کہ ی اس کے پاس نہ رہے، بلکہ میرے پاس آجائے۔ حدیث باب میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

حسد کی دو اقسام ہیں:

۱- حسد حقیقی: اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کے پاس نعمت نہ رہے، خواہ وہ حاسد کو ملے یا نہ ملے، وہ محسود کے پاس زر ہے۔ یہ حسد بالاجماع حرام ہے۔ اس کی حرمت کے بارے میں قرآن و سنت کی صریح نصوص موجود ہیں۔

۲- حسد مجازی: دوسرے کے پاس کو نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اس جیسی نعمت اسے بھی میسر ہو جائے، اس کا دوسرا نام غبطہ اور رشک ہے۔ دنیوی امور میں یہ جائز ہے جب کہ عبادات میں مستحب ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشادِ باری ہے: **وَفِي ذَلِكَ فَلَيْتَنَّافِسِ الْمُتَنَافِسُونَ** (التفیف: ۲۶) حرص کرنے والے کو ایسی چیز کی حرص کرنا چاہیے:

پہلی حدیث باب میں حسد حقیقی کا حکم بیان کیا گیا ہے اور دوسرے حدیث باب میں حسد مجازی کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

1859- اخرجہ البخاری (511/13) کتاب التوحید، باب: قول اللہ تعالیٰ (لا تحرك به لسانك) حدیث (7529) ومسند

(357/3 نووی) کتاب الصلوٰۃ السافریں وقصرها، باب: فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه، حدیث (518/266) وابن ماجه

(1408/2) کتاب الزهد، باب: الحسد، حدیث (4209) واحمد (133'88'36/2)

پہلی حدیث باب میں چھ اہم مسائل بیان کیے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- لَا تَقَاطَعُوا: تم آپس میں ملاقات کا سلسلہ منقطع نہ کرو: ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے تعلق منقطع نہ کرے، یہ انقطاع زندگی بھر کی دوری کا باعث بھی بن سکتا ہے جو مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔

۲- وَلَا تَدَابِرُوا: تم باہم تعلق ختم نہ کرو۔ لفظ: الدبر؛ کا معنی ہے: پشت، پیٹھ۔ جب اسے باب تفاعل کے وزن پر لایا جائے تو مطلب یہ ہوگا: باہم ایک دوسرے کی طرف پشت کرنا اور دونوں کے منہ مختلف سمت کی طرف ہوں یعنی ایک دوسرے سے ناراض ہو کر اپنا منہ پھیر لینا یا ملنے سے اعراض کرنا۔ تدابر اور تقاطع دونوں قریب المعنی الفاظ ہیں۔

۳- وَلَا تَبَاغَضُوا: تم باہم بغض نہ رکھو: مطلب یہ ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے کدورت، عداوت، بغض اور نفرت کرتے ہوئے دوری یا جدائی کی راہیں مت اختیار کرو۔

۴- وَلَا تَحَاسَدُوا: تم ایک دوسرے پر حسد نہ کرو: حسد سے مراد ہے کہ کسی کے پاس نعمت دیکھ کر جلنا کہ وہ اس کے پاس نہ رہے، خواہ حاسد کو میسر آئے یا نہ آئے مگر محسود کے پاس نہ رہے۔ اس کو حسد حقیقی کہا جاتا ہے جو حرام ہے۔

۵- وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا: اللہ کے بندو! تم آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ اس جملہ میں حکم مثبت پہلو سے دیا گیا ہے، اس میں حکمت یہ ہے کہ پہلی چار خرابیاں کا لعدم ہو جائیں۔ اس میں بھائی بننے کا طریقہ اور رشتہ بھی بتا دیا کہ جب تمہارا معبود ایک ہے اور اسی کے سامنے اپنی پیشانی جھکاتے ہو، اس تعلق و علاقہ نے تمہیں بھائی بھائی کے رشتہ میں جمع کر دیا ہے۔

۶- وَلَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ: اور مسلم کے لیے جائز نہیں ہے وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ عرصہ بے تعلق رہے: مطلب یہ ہے کہ کسی رنجش، کدورت، نا اتفاقی، مخالفت اور ظلم و زیادتی کی وجہ سے تین دن سے زائد عرصہ بے تعلق رہنا حرام ہے۔

دوسری حدیث باب میں حسد مجازی مراد ہے، دو مسلمانوں کا باہم رشک یا غبطہ کرنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّبَاغُضِ

باب 25- ایک دوسرے سے بغض رکھنا

1860 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَسَسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

1860- اخرجہ مسلم (2166/4) کتاب صفات المنافقين واحكامهم 'باب: تحريش الشيطان وبعثه سرايا' لفتنة الناس

وان مع كل انسان قرينا' حديث (2812/65) واحمد (3131/3) من طريق الاعمش 'عن ابى سفيان عن جابر فذكره.

توضیح راوی: وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نماز پڑھنے والے لوگ اس کی عبادت کریں، البتہ وہ ان کے درمیان لڑائی پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان بن عمرو کی ان کے والد کے حوالے سے، بھی احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔ اس روایت کے راوی ابوسفیان کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

شرح

ایک دوسرے سے بغض رکھنا:

شیطان، نمازیوں سے مایوس ہو چکا ہے کہ وہ انہیں مرتد کر کے مشرک بنا ڈالے۔ حدیث میں لفظ: المسلمون یا المؤمنون کے بجائے لفظ: المصلون؛ استعمال کیا گیا ہے کہ نماز کی برکت کی وجہ سے شیطان، نمازیوں کو مرتد کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جو لوگ فریضہ حج ادا کرتے ہیں، وہ بھی حج کی برکت سے شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن کر مرتد نہیں ہو سکتے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور حدیث ہے: جو شخص زادراہ اور راحلہ (سواری) کا مالک ہو اسے کوئی عذر بھی نہ ہو، وہ حج نہ کرے وہ یہودی یا نصرانی ہو کر کیوں نہیں مرتا! یعنی جو وسائل موجود ہونے کے باوجود حج نہیں کرتا، وہ مرتد ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نمازیوں اور حجاج کرام کو ارتداد سے محفوظ رکھتا ہے۔ ان کے ارتداد کا ایک واقعہ بھی بطور مثال نہیں ملتا لیکن جو لوگ تارک صلوٰۃ اور تارک حج وغیرہ ہیں ان کے ارتداد کے بے شمار واقعات کتب کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

باب سے متعلق حدیث کا یہ حصہ ہے کہ شیطان نمازیوں کو مرتد بنانے میں خواہ ناکام ہو چکا ہے لیکن ان کے دلوں میں بغض و عناد، نفرت، کدورت اور عداوت و دشمنی پیدا کر کے اختلاف کی فضا قائم کر کے باہم تلواریں چلانے اور لڑائی کرانے میں ناکام نہیں ہوا۔ لہذا اس بارے میں بھی شیطان کو مایوس کرنے کے لیے مسلمانوں بالخصوص نمازیوں کو باہم اخوت و مودت سے شیر و شکر ہو کر رہنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ

باب 26- لوگوں کے درمیان صلح کروانا

1861 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ كَلْثُومِ بِنْتِ عُقْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمَى خَيْرًا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿ ﴿ سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: وہ شخص جھوٹ بولنے والا شمار نہیں ہوگا جو (خلاف واقعہ بات کے ذریعے) لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے وہ بھلائی کی بات کہتا ہے۔ (راوی کوشک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) وہ بھلائی کو فروغ دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1862 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَثَلُ حَدِيثٍ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيَرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ فِي حَدِيثِهِ لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَسْمَاءَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ خُثَيْمٍ اسناد دیگر: وَرَوَى دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

﴿ ﴿ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جھوٹ بولنا صرف تین صورتوں میں جائز ہے۔ آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے اس کے ساتھ (کوئی بے ضرر) جھوٹ بول دے جنگ کے دوران (دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے) جھوٹ بولنا اور اس لئے جھوٹ بولنا تاکہ تم لوگوں کے درمیان صلح کروادو۔

محمود نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

”صرف تین صورتوں میں جھوٹ بولنا درست ہے۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے منقول اس حدیث کو ہم صرف ابن خثیم نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

داؤد نے اس روایت کو شہر بن حوشب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کا ذکر

نہیں کیا۔

یہ روایت ہمیں شیخ محمد بن علاء نے اپنی سند کے ہمراہ داؤد کے حوالے سے سنائی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

لوگوں کے درمیان صلح کرانا:

لفظ: اصلاح؛ ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا مصدر ہے جس کا معنی ہے: درست کرنا، صلح کرانا، مناسبت پیدا کرنا، مطابقت کرنا۔ لفظ: ذَات؛ یہاں زائد ہے۔ لفظ: البین؛ ظرف مبہم ہے جس کے استعمال کے تین طریقے ہیں: (۱) دو اسموں کی طرف مضاف ہو کر مثلاً جَلَسْتُ بَيْنَ زَيْدٍ وَعَمْرٍو (۲) ایک ایسے اسم کی طرف مضاف ہو کر جو دو اسموں کے قائم مقام ہو مثلاً بَيْنَ ذَلِكَ وَبَيْنَهُمْ۔ (۳) مضاف الیہ کو حذف کر کے اور اس کے عوض شروع میں الف لام لا کر مثلاً اصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ۔ اس صورت میں اس کے شروع میں لفظ: ذَات؛ کا اضافہ کیا جاتا ہے جو زائد ہوتا ہے۔

احادیث باب کے ضمن میں ایک مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب دو شخصوں کے درمیان تنازع ہو جائے تو ان کے درمیان فورا صلح کر ادینی چاہیے ورنہ یہ تنازع کثیر افراد کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے جس کے نتیجے میں جانی و مالی نقصان ہو سکتا ہے۔ عمل صلح بہترین نیکی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (النساء: ۱۲۸) اور صلح بہترین نیکی ہے۔ تنازع و مخالفت کے خاتمہ کی غرض سے صلح کرانے کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے لیے کذب کی بھی اجازت دی گئی ہے۔

کذب کے جواز کی صورتیں:

- پہلی حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ تین صورتوں میں کذب کی اجازت ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:
- ۱- يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيَرْضِيَهَا: شوہر اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے کذب بول سکتا ہے تاکہ فریقین کی ناراضگی طلاق تک نہ پہنچ پائے، جس کے نتیجے میں دونوں خاندان متاثر ہو سکتے ہیں۔
 - ۲- وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ: دوران جنگ دشمن کو شکست سے دوچار کرنے کی غرض سے خفیہ تدبیر کی شکل میں کذب کی اجازت ہے۔ اس طرح دشمن کے مقاصد خاک میں مل جائیں گے جب کہ اسلام کو ترقی حاصل ہوگی۔
 - ۳- وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ: لوگوں کے مابین تنازع ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے کذب کی اجازت ہے، کیونکہ اس طرح تنازع کا خاتمہ ہو جائے گا جو ایک متعدی ناسور سے کم نہیں ہوتا۔

کذب اور تور یہ میں فرق:

کذب اور تور یہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کذب: ایسی گفتگو ہے جو متکلم اور مخاطب دونوں کے نزدیک خلاف واقع ہو۔ یہ بالا جماع حرام ہے تور یہ: ایسی گفتگو ہے جو متکلم کے نزدیک خلاف واقع نہ ہو جب کہ مخاطب کے فہم کے مطابق خلاف واقع ہو۔ کسی حکمت عملی کی بنا پر یہ جائز ہے۔

تور یہ کی صورتیں:

تور یہ کی کئی صورتیں ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف عازم ہجرت ہوئے، کفار تعاقب کی کوشش کرنے لگے۔ ایک کافر جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واقف تھا لیکن وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نا آشنا تھا۔ اس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: یہ آپ کے ساتھ کون شخص ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: رَجُلٌ يَهْدِينِي السَّبِيلَ؛ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد تھی کہ یہ پیغمبر خدا ہیں جو میری دینی راہنمائی فرماتے ہیں جب کہ کافر نے خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام آدمی ہیں جو مدینہ طیبہ کا راستہ بتانے کے لیے ساتھ لائے ہیں۔

۲- علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ ممتاز عالم دین ہونے کے علاوہ بے مثال خطیب بھی تھے۔ ایک اجتماع سے آپ کو خطاب کی دعوت دی گئی جس میں اہل سنت اور روافض کثیر تعداد میں جمع تھے۔ دوران خطاب آپ سے سوال کیا گیا کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے افضل کون ہیں؟ اگر آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل قرار دیتے ہیں تو روافض ناراض ہوتے ہیں اور اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل قرار دیتے ہیں تو اہل سنت ناراض ہوتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا: افضل الصحابة من كان بنته في بيته یعنی صحابہ میں افضل وہ شخص ہے جس کی بیٹی اس کے گھر میں ہے۔ اس جواب سے فریقین خوش ہو گئے۔ اہل سنت یہ بات سمجھے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں، کیونکہ آپ کی لخت جگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ہیں اور روافض یہ سمجھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں، کیونکہ ان کے گھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

نوٹ: یہ دونوں واقعات جھوٹ پر نہیں بلکہ توریہ پر مبنی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کذبات ثلاثہ کی حقیقت:

جدال انبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی حیات طیبہ سے متعلق تین واقعات ایسے ہیں جنہیں لوگ عماما کذبات قرار دیتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ توریہ ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- سلطان مصر نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنے پاس طلب کیا اور دریافت کیا: یہ تمہارے ساتھ عورت کون ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: هَذِهِ أُخْتِي: یہ میری بہن ہے۔ سلطان مصر شوہر کو قتل کروا دیتا تھا جب کہ دوسرے رشتہ دار سے تعرض نہیں کرتا تھا۔ اس جواب سے آپ کی مراد تھی کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری دینی بہن یا چچا زاد ہمشیرہ ہے لیکن سلطان مصر نے آپ کی حقیقی بہن سمجھی تھی۔ اس طرح آپ کا جواب جھوٹ پر مبنی نہیں تھا۔

۲- حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرودیوں کے بت خانہ میں پہنچے، انہیں توڑ پھوڑ کر کلہاڑا بڑے بت کے گلے میں لٹکا دیا۔ نمرودی جب اپنے بت خانہ میں گئے اور اپنے بتوں کو ٹوٹا پھوٹا ملاحظہ کیا تو غضبناک ہوئے۔ انہوں نے آپ کو طلب کیا اور دریافت کیا: أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَيْتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ؟ اے ابراہیم! کیا آپ نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ (توڑ پھوڑ کا) معاملہ کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَسَلُّوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ۔ بلکہ یہ ان سے بڑے نے کیا ہے، تم اس بارے میں ان خداؤں سے دریافت کرو اگر وہ گفتگو کر سکتے ہیں۔ اس جواب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ

یہ کام تو کسی کرنے والے نے کر دیا ہے، اسے چھوڑو بلکہ تم ان سے دریافت کرو جن کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہے یا اس بڑے بت سے دریافت کرو جس کے گلے میں کلہاڑا لٹک رہا ہے۔ ممکن ہے کہ اسے غصہ آیا ہو، اس نے تمہارے چھوٹے خداؤں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہو؟ مگر نمرودیوں نے: كَبِيرُهُمْ؛ كَوْفَعَلَّ كَا فَاعِلٍ قَرَارٌ دِيَا اَوْرَآپْ كَے جَوَابْ سَے یَہ سَہجہ لیا كہ بڑے بت نے چھوٹے بتوں كے ساتھ یہ حركت كی ہے۔ اس طرَحْ كَذْبْ نَہیں بلكہ توریہ ہے۔

۳- جب نمرودیوں نے اپنے سالانہ جشن (میلہ) میں شرکت كی حضرت ابراہیم علیہ السلام كود دعوت دی، آپ نے ستاروں كی طرف دیکھ كر جواب دیا: اِنِّیْ سَوَقِیْمٌ؛ میں علیل ہوں۔ آپ نے ستاروں كی طرف تو علامتی طور پر دیکھا تھا جب كہ مشرکین كے میلے كاسن كر آپ كی طبعیت پر گراں گزرا اور یہی علالت تھی۔ نمرودیوں نے آپ كے جواب سے یہ سہجہ لیا كہ آپ نے ستاروں كود دیکھ كرا اندازہ لگا ہے كہ علالت كاشكار ہونے والے ہیں۔ گویا یہ كذب نَہیں ہے بلكہ توریہ ہے۔

سوال: احادیث باب سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے كہ كذب جائز ہے اور جس دین میں كذب كی اجازت ہو، وہ سچا كیسے ہو سكتا ہے؟

جواب: (۱) اس كا جواب ہماری تقریر كے ضمن میں آچكا ہے۔ (۲) احادیث باب اور حضرت ابراہیم علیہ السلام كے كذبات ثلاثہ سے مراد حقیقی كذبات نَہیں بلكہ توریہ مراد ہے اور توریہ كے جواز میں كسی كو بھی اعتراض نَہیں ہے۔ لہذا دین اسلام پر جواز كذب كا الزام عائد كرنا جائز نَہیں ہے بلكہ اتہام والزام ہے جو مطلق العنان لوگوں كی منفي سوچ كا نتیجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِيَانَةِ وَالْغِشِّ

باب 21- خیانت كرنا اور دھوك دینا

1863 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ

لَوْلُوَّةَ عَنْ أَبِي صِرْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللَّهُ بِهِ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو صرمہ رضی اللہ عنہ بیان كرتے ہیں نبی اكرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص کسی كو نقصان پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچائے گا، جو شخص کسی كو پریشانی كاشكار كرے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے پریشانی كاشكار كرے گا۔

اس بارے میں حضرت ابو بكر صدیق رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

1863- اخرجه ابو داؤد (339/2) كتاب الاقضية، باب: ابواب من القضاء حدیث (3635) وابن ماجه (785/2) كتاب الاحكام، باب: من بنى في حقه ما يضر بجاره، حدیث (2340)

1864 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا فَرْقُدُ السَّخِيُّ عَنْ مَرَّةَ ابْنِ شَرَّاحِيلَ الْهَمْدَانِيِّ وَهُوَ الطَّبِيبُ عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ مَلَعُونُ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكْرَبًا بِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: وہ شخص ملعون ہے جو کسی مومن کو نقصان پہنچاتا ہے یا اسے دھوکہ دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

خیانت کرنے اور دھوکہ دینے کی مذمت:

وہ منفی امور جن کے سبب معاشرے میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، ان میں سے خیانت اور دھوکہ بھی ہیں، خائن اور دھوکہ باز سے لوگ شدید نفرت کرتے ہیں اور ہمہ وقت ان سے احتراز کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام میں ان دونوں امور کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ؛ جو شخص امانت دار نہیں، وہ ایمان دار نہیں ہے۔ دھوکہ دہی کی وعید یوں بیان کی گئی ہے: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا؛ جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (او کہا قال عليه السلام) پہلی حدیث باب میں لوگوں کو نقصان پہنچانے والے کی وعید بیان کی گئی ہے کہ وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے مواخذہ و عذاب سے نہیں بچ سکتے گا۔ دوسری حدیث باب میں دھوکہ باز کی مذمت کرتے ہوئے اسے ملعون قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْجَوَارِ

باب 28 - پڑوسی کے حق کا بیان

1865 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ

بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ مَلَعُونُ مَا زَالَ جَبْرِيْلُ يُوصِيْنِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورِثُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1865 - اخرجه البخاری (455/10) کتاب الاداب' باب: الوصاة بالجار' حدیث (6015) و مسلم (2025/4) کتاب البر والصلة والاداب' باب: الوصية بالجار' والاحسان اليه' حدیث (2624/140) و ابو داؤد (760/2) کتاب الاداب' فی حق الجوار' حدیث (5151) و ابن ماجه (1211/2) کتاب الاداب' باب: حق الجوار حدیث (3673)

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جبرائیل مجھے پڑوسی کے بارے میں مسلسل تلقین کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ یہ اسے وارث قرار دیں گے۔

1866 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورَ وَبَشِيرِ أَبِي

إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُجَاهِدٍ

متن حدیث: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو ذُبِحَتْ لَهُ شَاةٌ فِي أَهْلِهِ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ أَهَدَيْتُمْ لِحَارِنَا الْيَهُودِيَّ أَهَدَيْتُمْ لِحَارِنَا الْيَهُودِيَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوصِينِي بِالْحَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورِثُهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَالْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَعُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ وَأَبِي شَرِيحٍ وَأَبِي أَمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا ﴿﴾ مجاہد بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ہاں بکری ذبح کی گئی جب وہ گھر تشریف لائے تو انہوں نے دریافت کیا: کیا تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کے ہاں تحفے کے طور پر (اس کا گوشت) بھیجا ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جبرائیل مجھے پڑوسی کے بارے میں مسلسل تلقین کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ یہ اسے وارث بھی قرار دے دیں گے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس، حضرت مقداد بن اسود، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ابو شریح اور حضرت ابو امامہ (رضی اللہ عنہم) سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

یہی روایت مجاہد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کی گئی ہے۔

1867 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ عَنْ شُرْحَيْلِ

بْنِ شَرِيكِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِحَارِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

1866- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (103'102) و ابو داؤد (760/2) کتاب الاداب' باب: فی حق الجوار' حدیث

(5152) واحمد (160/2) والحمیدی (271'270/2) حدیث (593) من طریق مجاهد' فذکرہ.

1867- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (113) واحمد (167/2) والترمذی (215/2) کتاب السیر' باب: فی حسن

الصحابۃ' وابن خزیمة (140/4) حدیث (2539) وعبد بن حمید (342) من طریق عبد الرحمن الحبلی' فذکرہ.

توضیح راوی: وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور سب سے بہترین پڑوسی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ابو عبد الرحمن حبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

شرح

پڑوسی کے حقوق کی اہمیت:

پڑوسی، انسان کے چوبیس گھنٹے بلکہ تاحیات قریب رہنے والا آدمی ہے جو بروقت دکھ درد میں شامل ہو سکتا ہے، اسی لیے اسلام نے اس کے حقوق کا خصوصیت سے تعین کیا اور اس کی تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ ہمسایہ خواہ رشتہ دار ہو یا اجنبی، مسلم ہو یا غیر مسلم اور وہ دور کا ہو یا قریب کا اس سے حسن سلوک کرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، عزیز و اقارب کے ساتھ بھی، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ، رشتہ دار پڑوسی کے ساتھ، اہل مجلس کے ساتھ، مسافروں کے ساتھ اور غلام کنیزوں کے ساتھ“۔ (النساء: ۳۷)

ایک روایت کے مطابق پڑوسی تین قسم کے ہو سکتے ہیں:

۱- وہ پڑوسی ہے جس کے تین حقوق ہیں: (i) مسلمان ہونے کا حق (ii) رشتہ دار ہونے کا حق (iii) ہمسایہ ہونے کا حق۔

۲- وہ پڑوسی ہے جس کے دو حقوق ہیں: (i) مسلمان ہونے کا حق (ii) ہمسایہ ہونے کا حق۔

۳- وہ ہمسایہ ہے جس کا ایک حق ہے یعنی ایسا پڑوسی جو غیر مسلم ہو اور رشتہ دار نہ ہو۔

پڑوسی کی تعریف میں اقوال آئمہ فقہ:

پڑوسی کی تعریف کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: پڑوسی وہ ہے جس کا گھر متصل ہو۔

۲- صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تمام اہل محلہ پڑوسی ہیں یعنی جتنے لوگ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے جمع ہوتے

ہیں، وہ سب کے سب باہم پڑوسی ہیں۔

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہر طرف چالیس گھروں تک لوگ پڑوسی ہیں۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ

تعالیٰ کا قول سب سے زیادہ درست ہے۔ (در مختار، ج ۵ ص ۲۸۳)

پہلی حدیث باب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق جار کی وصیت و تلقین کرتے رہے وہ اپنی

طرف سے نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی۔ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں ہمسائے کو وراثت کا حقدار نہ بنا دیا جائے۔ تیسری حدیث باب میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین ہمسایہ اسے قرار دیا گیا ہے جو ہمسائے کے حق میں بہتر ہو۔

فائدہ نافعہ: (۱) اسلام نے حق ہمسائی ہر ایک کے لیے تجویز کیا ہے، خواہ وہ غیر مسلم ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے یہودی ہمسائے کے گھر میں بطور ہدیہ گوشت بھیجنے کے بارے میں دریافت کیا تھا۔

فائدہ نافعہ: (۲) جب گھر میں کوئی گوشت، سالن یا چاول وغیرہ تیار کیے جائیں، اپنی ہمت و قوت کے مطابق ہمسائے کے گھر میں ہدیہ بھیجنا چاہیے۔ اگر ہمسائے دو ہوں تو جس کا دروازہ قریب ہو، اس گھر ہدیہ بھیجا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر دو پڑوسی ہوں تو میں کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہمسایہ جس کا دروازہ تمہارے دروازے کے قریب ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْسَانِ إِلَى الْخَدَمِ

باب 29- خادم کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

1868 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ فِتْيَةً تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِهِ وَلْيَلْبِسْهُ مِنْ لِبَاسِهِ وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيَعْنَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: (یہ جو تمہارے غلام ہیں) یہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارا ماتحت کیا ہے، تو جس شخص کا بھائی اس کا ماتحت ہو، وہ اسے اپنے کھانے میں سے کھلائے اور وہ اسے اپنے لباس میں سے پہنائے اور وہ اسے ایسی بات کا پابند نہ کرے جو وہ نہ کر سکتا، و اگر وہ اسے کسی ایسے مشکل کام کا پابند کرے، تو پھر ساتھ میں اس کی مدد بھی کرے۔

اس بارے میں حضرت علی، سیدہ ام سلمہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1868- اخرجہ البخاری (106/1) کتاب الایمان، باب وان طائفان من المؤمنین اقتلوا فاصلحوا بینہما (الحجرات 9) فسام المؤمنین، حدیث (31) و طرفاہ (6050'2545) و مسلم (1283'1282/3) کتاب الایمان، باب: اطعام السلوك ما یوکل، حدیث (1661/39'38) و ابو داؤد (761/2) کتاب الاداب، باب فی حق السلوك، حدیث (5158'5157) و ابن ماجہ (1217'1216/2) کتاب الاداب، باب: الاحسان الی السالیک، حدیث (3690)

1869 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيَى عَنْ فَرْقِدِ السَّبْحِيِّ

عَنْ مَرَّةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَقَدْ تَكَلَّمَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ فِي فَرْقِدِ السَّبْحِيِّ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جو اپنے

غلاموں کے ساتھ برا سلوک کرتا ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ایوب سختیانی اور دیگر راویوں نے فرقہ سنجی نامی راوی کے بارے میں اس کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔

شرح

نوکر کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید:

انسان کو بعض اوقات مجبوری کی وجہ سے یا کاروبار وسیع ہونے کی وجہ سے خادم (نوکر) کی ضرورت پیش آتی ہے اور اس کی تنخواہ (حق سعی) مقرر کر کے اسے تعینات کیا جاتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے اسے معمولی آدمی سمجھ کر نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اس کے حقوق ہیں جو سورہ نساء کی آیت: ۳۷ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اسی طرح خادمہ کا بھی حکم ہے۔ اسلام نے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید مزید کی ہے۔ احادیث باب میں ماتحتوں اور نوکروں کے ساتھ جہاں شفقت و مہربانی، حسن سلوک و معاونت اور حوصلہ افزائی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے وہاں ان کے ساتھ بد سلوکی کرنے کی مذمت بھی کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بد سلوکی کرنے والوں کی وعید بایں الفاظ فرمائی ہے:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ؛ مَمْلُوكٌ (خادموں اور نوکروں) کے ساتھ بد سلوکی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو سکے

گا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ ضَرْبِ الْخَدَمِ وَشْتِمِهِمْ

باب 30 - خادم کو مارنے اور اسے گالی دینے کی ممانعت

1870 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ فَضِيلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ

1869 - اخرجہ ابن ماجہ (1217/2) کتاب الادب 'باب: الاحسان الى المالك' حدیث (3691)

1870 - اخرجہ البخاری (192/12) کتاب الحدود 'باب: قذف العید' حدیث (6858) ومسلم (1282/3) کتاب الايمان

باب التغليظ على من قذف مملوكه بالنزني' حدیث (1660/37) و ابو داؤد (763/2) کتاب الادب 'باب: في حق السلوك'

حدیث (5165)

أَبِي نَعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيُّ التَّوْبَةِ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بَرِيئًا مِمَّا قَالَ لَهُ أَقَامَ عَلَيْهِ الْحَدَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَأَبْنُ أَبِي نَعْمٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَعْمٍ الْبَجَلِيُّ يُكْنَى أَبُو الْحَكَمِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ مَقْرِنٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو القاسم رضی اللہ عنہ جو ”نبی التوبہ“ ہیں۔ انہوں نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص اپنے غلام پر زنا کا جھوٹا الزام لگائے جبکہ وہ اس سے بری ہو جو اس شخص نے اس کے بارے میں کہا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر قیامت کے دن حد جاری کرے گا البتہ اگر وہ غلام واقعی ایسا ہوا (تو حکم مختلف ہوگا)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابن ابی نعیم نامی راوی عبد الرحمن بن ابی نعیم بجلی ہے اور ان کی کنیت ابو الحکم ہے۔

اس بارے میں حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

1871 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كُنْتُ أَضْرِبُ مَمْلُوكًا لِي فَسَمِعْتُ قَائِلًا مِنْ خَلْفِي يَقُولُ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ فَالْتَفَتْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّهِ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَمَا ضَرَبْتُ مَمْلُوكًا لِي بَعْدَ ذَلِكَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَإِبْرَاهِيمُ التَّمِيمِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ شَرِيكٍ

﴿﴾ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا میں نے اپنے پیچھے سے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا اے ابو مسعود یہ بات جان لو میں نے مڑ کر دیکھا تو وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی: اللہ تعالیٰ تم پر (یعنی تمہیں سزا دینے کی) اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی قدرت تم اس (غلام) پر رکھتے ہو۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اس کے بعد اپنے کسی غلام کو کبھی نہیں مارا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1871- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (166) ومسلم (1280/3'1281) کتاب الايمان: باب: صحبة السائلين، وكفارة من لطم عبده، حديث (34'35'36/1659) وابو داؤد (762/2) كتاب الاداب: باب: في حق المملوك، حديث (5159'5160) من طريق سليمان الاعمش، عن ابراهيم التميمي، عن ابيه فذكره.

اس کاراوی ابراہیم تیمی، ابراہیم بن یزید بن شریک ہے۔

شرح

نوکروں کو مارنے اور انہیں گالی دینے کی مذمت:

جو لوگ جہالت کے سبب غلاموں، نوکروں اور کنیزوں کے حقوق و فرائض سے عاری ہوتے ہیں، وہ بات بات پر اپنے ماتحت لوگوں سے ناراض ہوتے ہیں، انہیں ٹوکتے ہیں اور انہیں ڈانٹتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر وہ غضبناک ہو کر انہیں انسانیت سے خارج کرتے ہوئے انہیں زد و کوب کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ اجادیت باب میں ایسے لوگوں کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔

غلاموں سے حسن سلوک کے مراتب:

ماتحتوں، خادموں اور نوکروں سے حسن سلوک کے دو درجے ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- مثبت اعتبار سے نوکروں اور لونڈیوں کا مرتبہ یہ ہے کہ ان کی خوراک اور لباس آقا کے ذمہ ہے جب کہ منہی پہلو کے لحاظ سے چند امور سے اجتناب کرنا ضروری ہے: (i) ان پر ایسے کام کرنے کی ذمہ داری عائد نہ کی جائے جو وہ اکیلے انجام نہ دے سکتے ہوں۔ (ii) ان پر کوئی تہمت عائد نہ کی جائے (iii) انہیں مثلہ نہ کیا جائے (iv) کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے انہیں دس کوڑوں سے زائد سزا نہ دی جائے یہ درجہ وجوبی ہے۔

۲- ماتحت (نوکروں اور لونڈیوں) کے لیے کھانے سے حصہ رکھا جائے۔ اگر غلام یا باندی کو طمانچہ مارا یا بلا وجہ مارنے کی سزا دی، اس کا کفارہ یہ ہے کہ انہیں فی الفور آزاد کر دیا جائے۔ اس کا درجہ استحباب کا ہے۔

دوسری حدیث باب میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ آقا اپنے آپ کو خدایا آخری طاقت خیال کرتے ہوئے اپنے ماتحت لوگوں کو سزا دے تو وہ اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور آخرت میں اس کی سزا سے بچ نہیں سکے گا۔ لہذا ماتحت عملہ کی عزت نفس اور وقار کو مجروح کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَفْوِ عَنِ الْخَادِمِ

باب 31- خادم کو معاف کر دینے کا حکم

1872 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عَبَّاسِ الْحَجْرِيِّ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمْ أَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَّتْ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمْ أَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ فَقَالَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ

مَرَّةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَرَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ أَبِي هَانِيءِ الْخَوْلَانِيِّ نَحْوًا مِّنْ هَذَا وَالْعَبَّاسُ هُوَ ابْنُ جَلِيدٍ
الْحَجَرِيُّ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ أَبِي هَانِيءِ الْخَوْلَانِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَرَوَى
بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ میں اپنے خادم سے کتنی مرتبہ درگزر کروں؟ تو نبی اکرم ﷺ اس کے جواب میں خاموش رہے۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے خادم سے کتنی مرتبہ درگزر کروں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزانہ ستر مرتبہ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

عبداللہ بن وہب نے اسے روایت کو ابوہانی کے حوالے سے ایک سند کے ہمراہ، اس کی مانند نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک سند کے ہمراہ منقول ہے۔

بعض راویوں نے اس حدیث کو عبداللہ بن وہب کے حوالے سے اس سند کے ہمراہ نقل کیا ہے اور انہوں نے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

خادم کو معاف کرنا:

خادم، نوکر اور کنیز بھی دوسرے لوگوں کی طرح مخلوق ہیں۔ یہ معصوم نہیں ہوتے بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح ان سے بھی عمد ایا سہوا غلطی ہو سکتی ہے۔ دوسرے لوگوں کی نسبت یہ شفقت، مہربانی، حسن سلوک اور عفو و درگزر کے زیادہ حقدار ہیں، کیوں کہ یہ ماتحت عملہ ہیں۔ ان کی غلطی سے درگزر کرنا، ان کا حق ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے زمرے میں آتا ہے۔ ایک دن میں ان کی غلطی کتنی بار معاف کی جاسکتی ہے؟ اس کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے ایک دن میں ستر بار غلطی سرزد ہو جائے تو ستر (۷۰) بار انہیں معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ: ماتحت عمل سے حسن سلوک اور عفو و درگزر کا و طیرہ اپنانے سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں، ان لوگوں میں خدمت گزاری کا جذبہ موجزن ہوتا ہے، مالک کا عمد انقصان نہیں کریں گے، خدمت سے دل چرا کر بھاگنے کی کوشش نہیں کریں گے اور آقا کو بھی ان کی طرف سے سکون و اطمینان حاصل ہوگا۔

سوال: جب نوکر اور خادمہ کی غلطی معاف کرنے کے بارے میں سائل نے پہلی بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ خاموش کیوں رہے؟

جواب: (۱) سوال نامناسب تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی یعنی اپنی ہمت و طاقت کے مطابق تم معاف کر سکتے ہو۔ (۲) دوسری بار سوال کرنے پر بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب سکھا دیا گیا جو آپ نے بیان کر دیا کہ اگر

خادم ایک دن میں ستر (۷۰) بار بھی غلطی کرے تو اسے ستر بار معاف کیا جائے۔
نوٹ: یہاں: سَبْعِينَ مَرَّةً؛ سے حد متعین نہیں ہے، بلکہ کثرت مراد ہے یعنی ایک دن میں ستر (۷۰) بار یا سو بار یا اس سے بھی زائد بار خادم کو معاف کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي آدَبِ الْخَادِمِ

باب 32- خادم کو ادب سکھانا

1873 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ فَذَكَرَ اللَّهُ فَارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ تَوْصِيحٌ رَاوِي: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَبُو هَارُونَ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ عُمَارَةُ بْنُ جُوَيْنٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْعَطَّارُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ضَعَفَ شُعْبَةُ أَبُو هَارُونَ الْعَبْدِيُّ قَالَ يَحْيَى وَمَا زَالَ ابْنُ عَوْنٍ يَرَوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَتَّى مَاتَ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص اپنے خادم کی پٹائی کر رہا ہو اور وہ (خادم) اللہ تعالیٰ کا نام لے (یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پر معافی مانگے اور چھوڑنے کے لئے کہے) تو تم لوگ اپنا ہاتھ روک لو۔

ابو ہارون عبدی نامی راوی کا نام عمارہ بن جوین ہے۔

یحییٰ بن سعید نے یہ بات بیان کی ہے شعبہ نے ابو ہارون عبدی کو "ضعیف" قرار دیا ہے۔

یحییٰ نے یہ بات بھی بیان کی ہے ابن عون مرنے تک ابو ہارون کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول احادیث نقل کرتے رہے ہیں۔

شرح

خادم کی تادیب کرنا:

خادم اور خادمہ دونوں ہمہ وقت اپنے رئیس کی خدمت کے لیے کمر بستہ ہوتے ہیں اور اولاد کی طرح گھر کے افراد ہوتے ہیں۔ اولاد کی طرح ان کے حقوق ہیں جو مالک کے فرائض بھی ہیں۔ یہ اپنی اولاد کی طرح ان کی بھی تادیب کر سکتا ہے، جس طرح بیوی کی تادیب کی اجازت ہے، تاہم ان کے چہرے اور اعضاء ربیہ پر مارنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ایسی ضرب کی اجازت ہے جس سے جسم پر نشانات پڑ جائیں۔ تادیب کے دوران ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لے کر معافی

1873- اخرجہ عبد بن حمید (294'295) حدیث (948'949) من طریق سفیان الثوری عن ابی ہارون العبدی فذکرہ.

کا طالب ہو تو اسے فورا معاف کر دیا جائے۔ البتہ اگر ان پر حد جاری ہو تو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے واسطے پر حد ختم نہیں کی جائے گی۔

فائدہ نافعہ: آئمہ ثلاثہ کے نزدیک آقا خود اپنے غلام یا کنیز پر حد جاری کر سکتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ آقا خود اپنے غلام یا کنیز پر حد جاری کرنے کا مجاز نہیں ہے بلکہ قاضی حد جاری کرے گا۔ تادیب کے دوران اگر غلام مکاری سے اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر معافی مانگے تو حد سے رکنے کی اجازت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي آدَبِ الْوَالِدِ

باب 33- اولاد کو ادب سکھانا

1874 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى عَنْ نَاصِحٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لِأَنَّ يُؤَدَّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَنَاصِحٌ هُوَ أَبُو الْعَلَاءِ كُوفِيٌّ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِالْقَوِيٍّ وَلَا يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ إِلَّا

مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَنَاصِحٌ شَيْخٌ آخَرٌ بَصْرِيٌّ يَرْوِي عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ وَغَيْرِهِ هُوَ أَثْبَتُ مِنْ هَذَا

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آدمی کا اپنی اولاد کو ادب

سکھانا اس بات سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ ایک صاع صدقہ کر دے۔

یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

اس روایت کے راوی ناصح ابو علاء کوفی محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہیں اور یہ روایت صرف اسی سند کے ہمراہ منقول ہے۔

ایک دوسرے ناصح نامی محدث بھی ہیں جو بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے عمار بن ابوعمار اور دیگر محدثین کے حوالے سے

روایات نقل کی ہیں۔ وہ ان کے مقابلے میں زیادہ مستند ہیں۔

1875 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ

مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا نَحَلَّ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلِ أَفْضَلٍ مِنْ آدَبٍ حَسَنٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَامِرِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَهُوَ عَامِرُ بْنُ صَالِحِ بْنِ رُسْتَمِ الْخَزَّازِ وَأَيُّوبُ بْنُ مُوسَى هُوَ ابْنُ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا عِنْدِي حَدِيثٌ مُرْسَلٌ

1874- اخرجه احمد (102'96/5) من طريق ناصح ابى عبد الله عن سناك بن حرب، فذكره.

﴿﴾ ایوب بن موسیٰ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آدمی اپنی اولاد کو جو عطیہ دیتا ہے اس میں سب سے زیادہ بہترین چیز تعلیم و تربیت ہے۔ یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اسے صرف عامر بن ابو عامر کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں جو عامر بن صالح بن رستم خزاز ہیں۔ ایوب بن موسیٰ نامی راوی ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن العاص ہے۔ میرے نزدیک یہ روایت ”مرسل“ ہے۔

شرح

اولاد کی تعلیم و تربیت کی اہمیت:

زمانہ قیامت کی چال چل چکا ہے، عموماً ایک شخص اپنی پانچ نسلیں دیکھ لیتا ہے: (۱) دادا (۲) والد (۳) خود اپنی ذات (۴) اپنی اولاد (۵) اپنے پوتے۔ ہر شخص اولاد کے حقوق اور اپنے فرائض کو پیش نظر رکھتا ہو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کرے تو معاشرے کا ہر فرد علمی فیضان سے بہرہ ور ہو سکتا ہے لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ ہر انسان اپنی اولاد کے لیے مال و دولت جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ دولت ان کی تعلیم و تربیت پر خرچ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اگر وہ اولاد کی تعلیم پر دولت خرچ کرتا بھی ہے، تو دنیوی تعلیم پر جب کہ دینی تعلیم کو ثانوی حیثیت دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اصل تعلیم دینی اور اصل تربیت مذہبی ہے، جس کی بنیاد پر ہم اپنے عقائد و افکار مستحکم، اعمال درست اور معاملات کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اسی علم کا حصول فرض عین یا فرض کفایہ ہے۔ قرآن و سنت میں اسی علم کی فضیلت و اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

پہلی حدیث باب میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ تعلیم و تربیت والدین کی طرف سے اولاد کے لیے صدقہ ہے۔ دوسری حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ تعلیم و تربیت والدین کی طرف سے اولاد کے لیے بہترین عطیہ ہے۔ صدقہ اور تحفہ دونوں محبت کی خوشبو کی حیثیت رکھتے ہیں جو مشیت الہی سے نسل در نسل تا قیامت جاری رہ سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبُولِ الْهَدِيَّةِ وَالْمُكَافَاةِ عَلَيْهَا

باب 34- ہدیہ قبول کرنا اور اس کا بدلہ دینا

1876 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمٍ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا

1876- اخرجہ البخاری (429/5) کتاب الهبة، باب: المكافاة، في الهبة، حديث (2585) وابو داؤد (313/2) كتاب البيوع، باب: في قبول الهدية، حديث (3536) واحمد (90/6) من طريق عيسى بن يونس، عن هشام بن عروة، عن ابيه، فذكره.

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا

مِنْ حَدِيثِ عِيْسَى بْنِ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ قبول کر لیا کرتے تھے اور اس کے بدلے میں تحفہ دیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

ہم اس روایت کا ”مرفوع“ ہونا صرف عیسیٰ بن یونس کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

ہدیہ قبول کرنا اور اس کا بدلہ دینا:

ہدیہ وہ عطیہ ہوتا ہے جو کسی عوض و معاوضہ کے بغیر چھوٹا بڑے کو پیش کرتا ہے مثلاً اولاد و والدین کو، شاگرد استاد کو اور مرید اپنے مرشد کو پیش کرتا ہے۔ تحفہ وہ چیز ہوتی ہے جو بطور عطیہ بغیر کسی معاوضہ کے کسی کو پیش کی جاتی ہے۔ ہدیہ خاص ہے اور تحفہ عام ہے اور دونوں کے درمیان عام خاص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر تحفہ، ہدیہ ہوتا ہے لیکن ہر ہدیہ تحفہ نہیں ہوتا۔ جس طرح ہدیہ قبول کرنا سنت ہے، اسی طرح اس کا بدلہ دینا بھی سنت ہے۔ عموماً لوگ ہدیہ قبول کرنے کی سنت پر عمل کرتے ہیں لیکن بدلہ دینے کی سنت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مصافحہ کرنے سے قلبی کدورت کا خاتمہ ہو جاتا اور ہدیہ پیش کرنے سے فریقین میں محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَصَافِحُوا يَذْهَبُ عَنكُمُ الْغَلُّ؛ یعنی تم باہم مصافحہ کرو، تمہارا بغض ختم ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: وَتَهَابُوا تَحَابُّوا؛ ہدیہ دو تم میں محبت پیدا ہوگی۔

علماء کرام کے نزدیک ہدیہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- ایسا ہدیہ ہے جس کا بدلہ مطلوب ہوتا ہے، اس کا حکم بیع کی طرح ہے اور اس کے بدلہ دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

۲- یہ وہ ہدیہ ہے جو رضاء الہی کے لیے پیش کیا جاتا ہے اور اس کا بدلہ نہ وصول کیا جاتا ہے اور نہ بدلہ دینے پر کسی کو مجبور کیا جا

سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّكْرِ لِمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْكَ

باب 35- جو شخص آپ کے ساتھ بھلائی کرے اس کا شکر یہ ادا کرنا

1877 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا

1877- اخرجہ ابو داؤد (671/2) کتاب الاداب، باب: فی شکر السعروف، حدیث (4811) واحد (258/2'295'303)

(388'461'492)'(3/32'74)

مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1878 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى ح وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا

حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّوَّاسِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ وَالنُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ (درحقیقت) اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت اشعث بن قیس اور حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

بھلائی کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا

جو شخص احسان یا بھلائی کرتا ہے، اخلاقی اور شرعی تقاضا کے مطابق محسن کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ شکریہ ادا کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) قولی شکریہ: محسن کے احسان کے عوض کم از کم اتنا کہ دیا جائے: جَزَاكُمْ اللَّهُ تَعَالَى؛ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ (۲) فعلی شکریہ: فعلی شکریہ یہ ہے کہ محسن کے احسان کے عوض اس کے ساتھ کوئی احسان کیا جائے مثلاً کھانا تیار کرنے کے لیے کسی کے گھر سے بڑا برتن منگوایا اور جب برتن واپس کیا جائے اس کے ساتھ اپنی ہمت کے مطابق کھانا بھیج دیا جائے۔ احادیث باب کا مضمون ایک ہے کہ جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ تو اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

احادیث کے مضمون کے دو مطالب ہو سکتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1878- اخرجہ احمد (73'32/3) و عبد بن حمید (281) حدیث (894) من طریق محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن

عطية العوفی فذکرہ۔

- ۱- جو شخص لوگوں کے احسانات کا شکر یہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کا شکر گزار نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بندوں کے احسانات ظاہر ہیں جن کا شکر یہ ادا کرنا آسان ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات مخفی ہیں جن کا شکر ادا کرنا مشکل ہے۔ جب کوئی آسان احسانات کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا، وہ دشوار احسانات کا بھی شکر یہ ادا نہیں کر سکتا۔
- ۲- جو شخص لوگوں کے احسانات کا شکر یہ ادا نہیں کرتا تو ناشکری اس کی عادت و فطرت بن جاتی ہے، جس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَنَائِعِ الْمَعْرُوفِ

باب 36- بھلائی کے مختلف کام

1879 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرَشِيُّ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرثَدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: تَبَشُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَارْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَبَصْرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَصِيرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِدَاطُكَ الْحَجَرَ وَالشُّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَأَفْرَاغُكَ مِنْ ذُلِّكَ فِي ذُلِّ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَحَدِيفَةَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَأَبُو زُمَيْلٍ اسْمُهُ سِمَاكُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحَنْفِيُّ

﴿﴾ حضرت ابو زر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تمہارا اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی تمہارے لئے صدقہ ہے۔ تمہارا نیکی کا حکم دینا تمہارا برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔ تمہارا کسی بھولے بھٹکے شخص کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے، جس شخص کو نظر نہ آتا ہو تمہارا راستہ دکھانا بھی صدقہ ہے۔ راستے سے پتھر کا ٹٹا یا بڈی وغیرہ وہٹا دینا بھی تمہارے لئے صدقہ ہے اور اپنے ذول کے ذریعے اپنے بھائی کے ذول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو مسعود، حضرت جابر، حضرت حدیفہ، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

حضرت ابو زمیل نامی راوی کا نام سماک بن ولید حنفی ہے۔

شرح

امور خیر کی راہنمائی کرنا:

احسان، حسن سلوک اور معروف سب مترادف وہم معنی الفاظ ہیں۔ امور خیر کی طویل فہرست ہے لیکن حدیث باب میں ان میں سے سات اہم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- تَبَسُّكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ: اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا صدقہ ہے یعنی چہرے کی مسکراہٹ سے کسی مسلمان بھائی سے ملنا صدقہ ہے۔ ۳، ۲- وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ: تیرا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا، صدقہ ہے: (۲) نیکی یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرنے، والدین کی اطاعت، بڑوں کا ادب و احترام اور چھوٹوں سے شفقت و محبت کا درس دینا باعث ثواب ہے۔ (۳) برائی، چغلی، غیبت، چوری، جھوٹی گواہی، والدین کی نافرمانی اور گالی گلوچ وغیرہ امور سے روکنا باعث اجر و ثواب ہے۔

۴- وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ: اور ایسی زمین میں تیرا کسی کی راہنمائی کرنا جہاں بھٹک جانے کا خطرہ لاحق ہو، تیرے لیے صدقہ ہے۔ جس شخص کے گمراہ یا بددین ہو جانے کا خطرہ ہو، اسے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرنا باعث اجر ہے۔

۵- وَبَصْرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيِّ الْبَصَرَ لَكَ صَدَقَةٌ: کمزور نظر والے آدمی کو دیکھنا تیرے لیے صدقہ ہے: نابینا یا بھیگایا کمزور نظر والے شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے منزل مقصود پر پہنچا دینا، باعث ثواب عمل ہے۔

۶- وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشُّوكَ وَالْعِظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ: پتھر، کانٹا اور ہڈی کو راستہ سے ہٹا دینا، تیرے لیے صدقہ ہے: یعنی راستہ میں پڑا ہوا پتھر، کانٹا یا ہڈی کو راستہ سے پکڑ کر دور کر دینا تاکہ لوگوں کی آمد و رفت کے لیے کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے، یہ عمل باعث اجر ہے۔

۷- وَإِقْرَاعُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ: اپنے برتن سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالنا، تیرے لیے صدقہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان بھائی کو پانی کی ضرورت ہو، اس کے برتن میں پانی ڈال دینا تاکہ وہ پانی کو اپنے استعمال میں لائے، یہ بھی باعث ثواب عمل ہے۔

فائدہ نافعہ: ان اصول نبوی کو اپنانے سے معاشرہ میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ کاش! مسلمان اس طرف توجہ کریں!

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِنْحَةِ

باب 37- کسی کو عارضی استعمال کے لئے کوئی چیز دینا

1880 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ أَبِي اسْحَقَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْسَجَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :

متن حدیث: مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ لَبْنٍ أَوْ وَرِقٍ أَوْ هَدَى زُقَاقًا كَانَ لَهُ مِثْلَ عِتْقِ رَقَبَةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَى مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ وَشُعْبَةُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ هَذَا الْحَدِيثَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى قَوْلِهِ مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ وَرِقٍ إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ قَرْضَ الدَّرَاهِمِ قَوْلُهُ أَوْ هَدَى زُقَاقًا يَعْنِي

بِهِ هِدَايَةَ الطَّرِيقِ

﴿﴾ حضرت سمرہ بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی دوسرے کو دودھ یا درہم عاریت کے طور پر دے یا کسی شخص کو راستہ بتا دے اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور ابواسحاق کی طلحہ سے نقل کردہ روایت ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے کیونکہ ہم اسے صرف اسی سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

منصور اور شعبہ نے اس روایت کو طلحہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس بارے میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ حدیث کے یہ لفظ مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ وَرِقٍ سے مراد یہ ہے کہ درہم قرض کے طور پر دینا اور حدیث کے یہ الفاظ هَدَى زُقَاقًا اس سے مراد راستے کے بارے میں رہنمائی کرنا ہے یعنی راستہ دکھانا ہے۔

شرح

کسی کو معمولی چیز فراہم کرنے کی فضیلت:

الفاظ: المنحة اور المنيحة؛ دونوں مترادف ہیں جن کا معنی ہے: عارضی طور پر کوئی چیز انتفاع یا استفادہ کے لیے دینا، پھر وہ واپس لے لینا۔ هدى زقاقًا: کا معنی ہے: کسی کو راستہ کی رہنمائی کرنا۔ حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ تین نیکو کار ایسے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب یہ ہے کہ اس کے اعضاء کے عوض اللہ تعالیٰ آزاد کرنے والے کے اعضاء کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے۔ وہ تین آدمی درج ذیل ہیں:

- ۱۔ جس نے اپنے مسلمان بھائی کو دودھ کا جانور یا سواری یا زمین فراہم کی تاکہ وہ اس سے انتفاع کر سکے۔
- ۲۔ جس نے اپنے کسی بھائی کو استفادہ یا کسی ضرورت کی تکمیل کے لیے رقم فراہم کی یعنی رقم بطور قرض پیش کر دی جس سے اس نے خوب استفادہ کیا ہو۔

1880- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (897) واحمد (285/4، 296، 300، 304) من طریق عبد الرحمن بن عوسجة
فذكره.

۳۔ جس نے نایب یا کمزور نظر والے کا ہاتھ پکڑ کر سڑک عبور کرادی یا اسے اس کی منزل تک پہنچا دیا یا ناواقف کو درست راستہ کی راہنمائی کر دی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ

باب 38- راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا

1881 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ سُمَيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي طَرِيقٍ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَأَخْرَعَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرزَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي ذَرٍّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک شخص کسی راستے پہ جا رہا تھا اس نے

ایک کانٹے والی شاخ دیکھی اور اسے ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا اور اس کی مغفرت کر دی۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ذر غفاری (رضی اللہ عنہم) سے حدیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دینے کی فضیلت:

لفظ: شکر، نسبت کے سبب مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر اس نسبت بندے کی طرف ہو، اس کا معنی واضح ہے

یعنی احسان کے بدلے احسان کرنا اور نیکی کے عوض نیکی کرنا۔ جب اس لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو، اس کا معنی ہوگا:

اجرو ثواب سے نوازنا، جزائے خیر عطا کرنا۔

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ راستہ کی رکاوٹ کو دور کرنا تاکہ لوگوں کو آمد و رفت میں سہولت حاصل ہو اور انہیں تکلیف کا سامنا

نہ کرنا پڑے۔ یہ تکلیف دہ چیز دشمن یا موذی جانور سانپ اور بچھو وغیرہ یا کم درجہ کی چیز کا ٹاشا بھی ہو سکتا ہے۔ عموماً کاٹنا ٹہنی سے وابستہ

ہوتا ہے، اس کے دور کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) کانٹے دار ٹہنی درخت سے وابستہ ہو، وہ درخت سے توڑ کر راستہ سے دور کر

دی جائے (۲) اگر وہ درخت سے وابستہ نہ ہو، اسے راستہ سے اٹھا کر دور پھینک دیا جائے۔ اس معمولی نیک کرنے والے کا

اجرو ثواب اور فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت و بخشش فرمادیتا ہے۔

1881- اخرجہ البخاری (163/2) کتاب الاذان، باب: فضل التهجير الى الظهر، حدیث (652) و طرفہ (2472) و مسلم

(2021/4) کتاب البر والصلة والآداب، باب: فضل ازالة الاذى عن الطريق، حدیث (127، 129/1914)

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَجَالِسَ أَمَانَةٌ

باب 39- ہم نشینی کا تعلق امانت سے ہوتا ہے

1882 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ الْحَدِيثَ ثُمَّ التَّفَّتَ فِيهِ أَمَانَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کوئی بات بیان کر دے (جو چھپانے

کے قابل ہو) اور پھر وہ چلا جائے تو پھر وہ بات امانت ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

ہم اسے صرف ابن ابی ذئب نامی راوی کے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

ہم نشینی کی بات امانت ہونا:

معاشرے کے صلاح و فساد کا معیار باتوں کو راز میں رکھنے یا افشاء کرنے میں ہے۔ مجلس کی باتیں دو قسم کی ہو سکتی ہیں: (۱) عام باتیں: یہ وہ باتیں ہیں جو کسی محفل میں سب لوگوں سے کہی گئی ہوں اور یہ راز نہیں رہ سکتیں، کیوں ان کا افشاء و اظہار سب کے سامنے پہلے ہو چکا ہوتا ہے۔ (۲) خاص باتیں: یہ وہ باتیں ہیں جو کسی مجلس یا کسی شخص سے بطور خاص کہی جاتی ہیں، یہ امانت ہوتی ہیں جن کا افشاء و اظہار کرنا درست نہیں ہے۔ تاہم ایسی راز کی باتیں جن سے کسی کا جانی و مالی نقصان ہو سکتا ہو، ان کا افشاء ضروری ہے کہ متعلقہ شخص کو اس سے مطلع کر دیا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ الْإِثْلَاثَةُ مَجَالِسٌ: مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں لیکن تین مجالس اس سے مستثنیٰ ہیں: (۱) ناحق خون بہانے کی مجلس (۲) بدکاری و زنا کاری کی مجلس (۳) ناجائز طریقہ سے کسی کی دولت ہڑپ کرنے کی مجلس۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۸۶۹) اس روایت سے بھی ثابت ہوا کہ ان تین مجالس کی باتیں راز و امانت نہیں ہیں بلکہ ان کا متعلقہ شخص تک پہنچانا ضروری ہے، تاکہ وہ اس سے متاثر نہ ہو سکے۔

حدیث باب میں مجلس کی باتوں کو امانت قرار دیا گیا ہے، ان سے مراد خاص باتیں ہیں جن کو راز کی باتیں بھی قرار دیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی سے علیحدگی میں یا پست آواز میں یا چھپ کر یا دوران گفتگو دائیں بائیں دیکھے، وہ راز کی باتیں ہیں جن کے

1882- اخرجه ابو داؤد (683/2) كتاب الاداب، باب: في نقل الحديث، حديث (4868) واحمد (379/352/324/3) من

طريق عبد الرحمن بن عطاء، عن عبد الملك بن جابر بن عتيك، فذكره.

افشاء و اظہار کی اجازت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّخَاءِ

باب 40- سخاوت کا بیان

1883 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ

ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِي مِنْ بَيْتِي إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ أَفَاعْطِي قَالَ نَعَمْ وَلَا

تُوَكِّي فَيُوَكِّي عَلَيْكَ يَقُولُ لَا تُحْصِي فَيُحْصِي عَلَيْكَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ

أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَرَوَى غَيْرٌ وَاحِدٌ هَذَا عَنْ أَيُّوبَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ عَبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

﴿﴿﴾ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس جو بھی چیز ہے وہ حضرت زبیر

ہی کی دی ہوئی ہے تو کیا میں اسے (اللہ کی راہ میں) دے سکتی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں تم روکے نہ رکھو ورنہ تم سے روک دیا جائے گا (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں) تم کتنی نہ کرو ورنہ تمہارے لئے بھی کتنی کی جائے گی۔

اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو اسی سند کے ہمراہ ابن ابی ملکیہ کے حوالے سے عباد بن عبد اللہ کے حوالے سے سیدہ اسماء

بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

جبکہ دیگر راویوں نے اسے ایوب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں عباد بن عبد اللہ سے منقول ہونے کا

ذکر نہیں کیا۔

1884 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ

1883- اخرجہ البخاری (257/5) کتاب الہبة، باب: ہبة المرأة لغير زوجها، وعتقها اذا كان لها زوج، حدیث (2590)

ومسلم (714/2) کتاب الزکوٰۃ، باب: الحث في الانفاق، وكراهة الاحصاء، حدیث (1029/89) و ابوداؤد (531/1) کتاب

الزکوٰۃ، باب في الشح، حدیث (1699) والنسائی (74/5) کتاب الزکوٰۃ، باب: الاحصاء في الصدقة، حدیث (2551)

واحمد (354'353'344'139/6) والحمیدی (156/1) حدیث (325) من طریق ابن جریج قال: اخبرني ابن ابی ملیکہ

عن عباد بن عبد الله بن الزبير، عن اسماء بنت ابی بکر، نحوه۔

الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيثُ: السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللَّهِ بَعِيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ وَلِجَاهِلٍ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَالِمٍ بَخِيلٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ مُحَمَّدٍ

اختلاف روایت: وَقَدْ خُوِّلَفَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ إِنَّمَا يُرْوَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَائِشَةَ شَيْءٌ مُرْسَلٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سخاوت کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے جنت سے قریب ہوتا ہے لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جہنم سے دور ہوتا ہے جبکہ بخیل شخص اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے۔ جنت سے دور ہوتا ہے لوگوں سے بھی دور ہوتا ہے اور جہنم کے قریب ہوتا ہے۔ ایسا جاہل شخص جو سخی ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب ہے جو عبادت گزار بھی ہو اور بخیل بھی ہو۔

یہ حدیث غریب ہے ہم اس روایت کو صرف یحییٰ بن سعید کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

یہی حدیث اعرج کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے، لیکن یہ صرف سعید بن محمد سے منقول ہے۔

اس روایت کو نقل کرنے میں سعید بن محمد سے اختلاف کیا گیا ہے۔

کیونکہ ایک روایت کے مطابق یہ روایات یحییٰ بن سعید کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے اور یہ ”مرسل“ ہے۔

شرح

سخاوت کی فضیلت:

سخاوت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنے استعمال میں لانا اور دوسروں پر بھی خرچ کرنا، جس میں یہ وصف پایا جائے اسے سخی کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس بخل ہے جس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو نہ خود اپنے استعمال میں لانا اور نہ دوسروں پر خرچ کرنا، جس میں یہ وصف پایا جائے اسے بخیل کہا جاتا ہے۔

احادیث باب میں سخاوت کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ پہلی حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا گیا کہ خواہ تمہارے گھر کی ہر چیز حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے لیکن تم اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے نہ روکو ورنہ اجر و ثواب سے تمہیں محروم ہونا پڑے گا۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: تم کھلے دل سے اور بغیر گنتی کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو تا کہ تم پر بھی بغیر گنتی کے اللہ تعالیٰ کی عنایات ہوں۔ دوسری حدیث باب میں سخی کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ سخی آدمی اللہ تعالیٰ کے قریب، جنت کے قریب اور لوگوں کے قریب ہوگا جب کہ وہ دوزخ سے دور ہوگا۔

علاوہ ازیں جاہل سخی کا مرتبہ و مقام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس عابد و زاہد سے زیادہ ہے جو بخیل ہو۔

دونوں روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دولت دل کھول کر خرچ کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ بھی بے حساب عنایت فرمائے، انفاق فی سبیل اللہ میں تنگ دلی سے کام نہیں لینا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات و دولت کے خزانے کھل جائیں۔ اس کی مثال یوں پیش کی جاسکتی ہے کہ وہ حوض جس میں پانی داخل ہوتا رہے اور باہر نکلتا رہے، وہ پانی صاف رہتا ہے اور جس حوض میں نہ پانی داخل کیا جائے اور نہ خارج کیا جائے، اس کا پانی بد بودار ہو جاتا ہے۔ تاہم سب کچھ خرچ کرنے کا بھی حکم نہیں ہے کہ انسان کسی کا محتاج ہو جائے بلکہ میانہ روی اختیار کرنی چاہیے جس کی تاکید و تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: خیر الامور اوسطها؛ تمام کاموں سے بہترین کام میانہ روی ہے۔

سوال: گھر کی ہر چیز شوہر کی ملکیت ہوتی ہے، اس کی اجازت کے بغیر بیوی خرچ کرنے کی مجاز نہیں ہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خرچ کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟

جواب: اجازت کی دو اقسام ہیں: (۱) صریح اجازت: وہ یہ کہ شوہر کی طرف سے بیوی کو ہمہ وقت خرچ کرنے کی عام اجازت ہو کہ وہ جو چاہے اور جتنا چاہے خرچ کر سکتی ہے۔ (۲) اجازت دلالت: یہ اجازت شوہر کے مزاج اور احوال پر منحصر ہے، اگر شوہر کو ناگوار نہ گزرے، تو بیوی خرچ کر سکتی ہے ورنہ نہیں۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج سے خوب واقف تھے، کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا خوب جذبہ رکھتے تھے۔ ان کے مزاج کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انفاق کے حوالے سے مزاج:

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انفاق کے سلسلہ میں مزاج بہت وسیع تھا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی دولت میسر آتی وہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ فرمادیتے۔ آپ لوگوں کا چلتا پھرتا بنک تھے، صحابہ آپ کے پاس امانتیں جمع کرواتے تھے؛ آپ انہیں فرماتے کہ تم لوگ میرے پاس بطور امانت نہیں بلکہ بطور قرض رقوم جمع کرو اور جب بھی واپسی کی ضرورت ہو، وہ واپس کر دی جائیں گی۔ آپ لوگوں کی رقوم بھی خرچ کر دیتے تھے اور ان کے مانگنے پر مزید آنے والی رقوم سے لوگوں کا قرض واپس کر دیتے تھے۔ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا، اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کیا اور انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! مجھ پر لوگوں کا قرض ہے مگر مجھے بھی علم نہیں ہے کہ وہ کتنا ہے؟ اب میرے وصال کا وقت قریب ہے، میری وفات کے بعد جو بھی قرض خواہ آئے اور وہ جتنے بھی قرض کا تقاضا کرے، اسے اتنا ہی دے دینا۔ تین سال تک حج کے موقع پر منیٰ میں یہ اعلان کرنا کہ زبیر فوت ہو گیا ہے، اگر کسی نے ان سے قرض لینا ہے، وہ مجھ سے رابطہ کرے۔ اگر قرض کی آدائیگی ممکن نہ ہو، پھر میری یہ وصیت ہے کہ بہترین وضو کر کے گھر میں چھپ کر دونوں اہل ادا کرنا اور اس کے بعد بایں الفاظ دعا کرنا: اے زبیر کے رب! ایک شخص زبیر کا قرض مانگنے آیا ہے، میرے پاس اس کا انتظام نہیں ہے، تو اس کا انتظام کر دے۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ

قرضہ کی ادائیگی کا سامان پیدا کر دے گا۔

اس وصیت کے بعد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ لوگ قرض وصول کرنے کے لیے آتے رہے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرض ادا کرتے رہے۔ ایک دفعہ ایک شخص آیا جس نے ایک لاکھ درہم قرض کی وصولی کا مطالبہ کیا، جس کا انتظام آپ نہ کر سکے، آپ حسب وصیت اپنے گھر گئے۔ آپ نے وضو کیا، دونوں ادا کیے پھر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم فرمودہ دعا کی۔ جب شام کا وقت ہوا، ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے کہا: کیا آپ اپنا فلاں پلاٹ فروخت کرنا پسند کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے کہا: میں وہ ایک لاکھ میں خرید سکتا ہوں۔ آپ نے اس کا ہک کو اپنی دعا کا نتیجہ خیال کیا۔ گا ہک نے کہا: اگر کوئی زیادہ اس کی قیمت لگائے تو مجھ سے مشورہ ضرور کرنا اور وہ اپنے گھر روانہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نمائندہ آیا، اس نے وہی پلاٹ خریدنے کا کہا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: فلاں شخص بھی یہ پلاٹ خریدنا چاہتا ہے اور اس نے ایک لاکھ درہم اس کی قیمت لگائی ہے۔ نمائندہ نے کہا: میں یہ پلاٹ دو لاکھ میں خرید سکتا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں پہلے گا ہک سے اس بارے میں پہلے مشورہ کرتا ہوں، پھر آپ کو بتاؤں گا۔ اس نے کہا: اگر پہلا گا ہک زیادہ قیمت میں خریدنا چاہے تو مجھ سے مشورہ کیے بغیر فروخت نہ کرنا۔ آپ نے پہلے گا ہک سے رابطہ کیا: اس نے تین لاکھ میں خریدنے کی رضامندی ظاہر کی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں دوسرے گا ہک سے بات کرنے کے بعد جواب دوں گا۔ اس سے بات ہوئی تو وہ چار لاکھ میں پلاٹ خریدنے پر راضی ہو گیا۔ اس طرح پلاٹ کی قیمت میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ قیمت دس لاکھ تک پہنچ گئی۔

یاد رہے اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ بات ذہن نشین کرانا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دولت خرچ کرنے کا حکم حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج کے پیش نظر دیا تھا۔ ورنہ عام عورت کے لیے شوہر کی اجازت صریح کے بغیر دولت خرچ کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَخِيلِ

باب 41- بخل کا بیان

1885 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَالِبِ الْهَدَنِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَدَقَةَ بْنِ مُوسَى

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

1885- اخرجہ البخاری فی الآداب المفرد (379) وعبد بن حمید (307) حدیث (996) من طریق مالک بن دینار عن غالب بن عبد اللہ الحرانی، فذکرہ۔

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: دو خصلتیں کسی مومن میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں، بخل اور بد اخلاقی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اسے صرف صدقہ بن موسیٰ نامی راوی کی روایت کردہ حدیث کے طور پر جانتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

1886 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ فَرْقِدِ

السَّبْحِيِّ عَنْ مَرْثَةَ الطَّيِّبِ عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَبٌّ وَلَا مَنَانٌ وَلَا بَخِيلٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ دھوکا دینے والا، احسان جتانے والا اور کج خوئی

کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

1887 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ بَشْرِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْمُؤْمِنُ غَرٌّ كَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ حَبٌّ لَنِيمٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مومن سیدھا سادہ اور کریم

(اچھے اخلاق کا مالک) ہوتا ہے جبکہ فاجر شخص دھوکے باز اور کمینہ ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

بخل کی مذمت:

پہلی حدیث باب میں بخیل کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ مومن دو عیوب کا جامع نہیں ہو سکتا: (۱) بخیلی (۲) بد اخلاقی۔ یہ بات

تجربہ اور مشاہدہ میں آئی ہے کہ عموماً بخیل شخص بد اخلاق نہیں ہوتا بلکہ حسن اخلاق کا پیکر ہوتا ہے اور اسی طرح بد اخلاق شخص بخیل نہیں

ہوتا بلکہ دریا دل ہوتا ہے۔ حدیث کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی خبر میں انشاء مضموم ہے یعنی مومن کو چاہیے کہ ان دونوں عیوب

1887- اخرجہ ابو داؤد (666/2) کتاب الاداب فی حسن المعاشرة حدیث (4790)

سے بچے ورنہ کم از کم ایک سے تو ضرور بچنا چاہیے۔

دوسری حدیث باب میں بخل کی مذمت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے، جن میں سے ایک بخل بھی ہے۔

سوال: تیسری حدیث باب مومن کو سادہ دل اور بدکار کو دھوکہ باز قرار دیا ہے۔ اس کا پہلا حصہ اس مشہور حدیث سے متعارض ہے: لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین؛ یعنی مومن ایک سرائخ سے دو بار نہیں ڈسا جاسکتا؟

جواب: خواہ مومن سادہ لوح اور بھولا بھالا ہوتا ہے لیکن بیوقوف ہرگز نہیں ہوتا، وہ ایک آدھ بار تو دھوکہ کھا لیتا ہے لیکن مسلسل دھوکہ نہیں کھاتا۔ اس حدیث: مَرَّتَيْنِ کا لفظ عدد بیان کرنے کے لیے نہیں آیا بلکہ تکرار کے لیے آیا ہے۔ جس طرح سورہ ملک کی آیت نمبر ۴ میں لفظ: مَرَّتَيْنِ؛ عدد کے لیے نہیں بلکہ تکرار کے لیے استعمال ہوا ہے یعنی بار بار ملاحظہ کرنا۔ یہاں بھی اس لفظ کا مطلب ہے کہ مومن بار بار دھوکہ نہیں کھا سکتا، اس لیے کہ خواہ وہ سادہ دل ہوتا ہے لیکن بیوقوف نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ فِي الْاهْلِ

باب 42- اہل خانہ پر خرچ کرنا

1888 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَمْرٍو بْنِ أُمِيَّةَ

الضَّمْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی کا اپنی بیوی پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عمرو بن امیہ ضمیری، حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1889 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1888- اخرجہ البخاری (165/1) کتاب الایمان، باب: ما جاء فی ان الاعمال بالنیمة والحسبة، ولكل امریء ما نوى، حدیث

(55) (368/7) کتاب المغازی، باب: حدیثی خلیفة، حدیث (4006) (407/9) کتاب النفقات، باب: فضل النفقة علی

الاهل، وقول اللہ عزوجل (ویسئلونک ماذا ینفقون البقرة 219) حدیث (5351) وفی الاداب المفرد (756) ومسلم

(695/2) کتاب الزکوٰۃ، باب: فضل النفقة والصدقة علی الاقربین والزوج والاولاد والوالدین، ولو كانوا مشرکین، حدیث

(1002/48) والنسائی (69/5) کتاب الزکوٰۃ، باب: ای الصدقة افضل، حدیث (2545) واحمد (120/4، 122، 273) من

طریق شعبۂ عن عدی بن ثابت، قال: سمعت عبد اللہ بن یزید الانصاری فذکرہ۔

متن حدیث: أَفْضَلُ الدِّينَارِ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَائِتِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ أَبُو قَلَابَةَ بَدَأَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ فَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمَ أَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ لَهُ صِغَارٌ يُعْفُهُمُ اللَّهُ بِهِ وَيُغْنِيهِمُ اللَّهُ بِهِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سب سے زیادہ فضیلت والا دینار وہ دینار ہے جسے آدمی اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ (یہاں اللہ تعالیٰ کی راہ سے مراد جہاد ہے) شیخ ابوقلابہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے اہل خانہ کا تذکرہ کیا تھا۔ پھر فرمایا اس شخص سے زیادہ اور اجر کے ملے گا جو اپنے کم سن بچوں پر خرچ کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اس شخص کی وجہ سے (محنت مشقت سے بچا لیتا ہے) انہیں اس شخص کی وجہ سے (ضروریات سے بے نیاز کر دیتا ہے) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کی فضیلت:

اہل و عیال کے حقوق اور شوہر کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ انہیں اخراجات فراہم کرے، اگر انہیں حسب ضرورت اخراجات فراہم نہیں کرے گا، تو معاشرہ میں خرابیاں پیدا ہوں گی۔ تنگ دستی کی وجہ سے بیوی اپنے شوہر کی تھوڑی سی دولت اس کی اجازت کے بغیر استعمال میں لائے گی، پھر عادی ہونے کی وجہ سے اس میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اسی طرح اولاد کی ضروریات پوری نہ ہوں گی وہ بھی گھر سے چھوٹی چھوٹی چوری شروع کر دے گی اور یہ گھریلو عادت مستقل ہو جانے پر ہمسائیوں اور رشتہ داروں کے گھروں سے بھی چوریاں شروع کر دے گی جو آنے والے وقت میں والدین کے لیے وبال جان بن جائے گا۔ معاشرہ بالخصوص گھریلو ماحول کو فساد کے ناسور سے بچانے کے لیے احادیث باب میں اہل خانہ پر دولت خرچ کرنے کو صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ دوسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنے دوستوں پر دولت خرچ کرنے سے زیادہ بہتر اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ذکر پہلے اور دوسرے دو امور کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے۔

اہل و عیال کے نان و نفقہ، رہائش، لباس اور تعلیم و تربیت کے اخراجات کا پورا کرنا باپ کے فرائض میں داخل ہے۔ وہ اپنے اس فریضہ کی آدائیگی میں کاہلی یا عدم توجہ کا شکار نہ ہو، تو گھریلو ماحول جنت نظیر بن سکتا ہے ورنہ تمام افراد خانہ کو پریشانی کا سامنا کرنا

1889- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (755) ومسلم (691/2) کتاب الزکوٰۃ باب: فضل النفقة علی العیال والسلوک

واثم من ضیعہم او جس نفقتہم عنہم حدیث (994/38) وابن ماجہ (922/2) کتاب الجہاد باب: فضل النفقة فی سبیل

اللہ تعالیٰ حدیث (2760) واحمد (277/5، 279) من طریق حنابلہ عن ابی ایوب عن ابی قلابہ عن ابی اسناء فذکرہ۔

پڑے گا۔ یہ اخراجات فضول خرچی کی حد تک بھی نہیں ہونے چاہیے، کیونکہ اس کی ممانعت وارد ہو چکی ہے بکہ خالصاً حلال کمائی سے اور میانہ روی سے ہونے چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ وَغَايَةِ الضِّيَافَةِ إِلَى كَمْ هِيَ

باب 43- مہمان نوازی کا بیان اور مہمان نوازی کتنے عرصے تک ہوگی؟

1890 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شَرِيحٍ

الْعَدَوِيُّ

متن حدیث: أَنَّهُ قَالَ أَبْصَرْتُ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُهُ أُذْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ قَالُوا وَمَا جَائِزَتُهُ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُقِلْ خَيْرًا أَوْ لَيْسَ كُتْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان دونوں آنکھوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو دیکھا اور میں نے اپنے دونوں کانوں سے سنا جب آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرے۔ جو اہتمام کے ساتھ ہو۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کتنے عرصے تک ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک دن اور ایک رات پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عام مہمان نوازی تین دن تک ہوگی۔ اس کے بعد صدقہ ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو گا وہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1891 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شَرِيحٍ

الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَجَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَمَا أَنْفَقَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَتَوَى عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ

الْمَقْبُرِيِّ

1890- اخرجہ البخاری (460/10) کتاب الاداب، باب: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره، حدیث (6019)

وطرفاہ (6476، 6135) ومسلم (1352/3) كتاب اللقطة، باب: الضيافة ونحوها، حدیث (48/16، 15، 14) و ابو داؤد

(369/2) كتاب الاطعمة، باب: ما جاء في الضيافة، حدیث (3748) وابن ماجه (1212/2) كتاب الاداب، باب: حق الضيف،

حدیث (3675)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو شَرِيحٍ الْخَزَاعِيُّ هُوَ الْكَعْبِيُّ وَهُوَ الْعَدَوِيُّ اسْمُهُ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى قَوْلِهِ لَا يَثْوِي عِنْدَهُ يَعْنِي الضَّيْفَ لَا يُقِيمُ عِنْدَهُ حَتَّى يَشْتَدَّ عَلَى صَاحِبِ الْمَنْزِلِ

وَالْحَرَجُ هُوَ الضَّيْقُ إِنَّمَا قَوْلُهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ يَقُولُ حَتَّى يُضَيِّقَ عَلَيْهِ

﴿﴾ حضرت ابو شریح کعمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عام مہمان نوازی تین دن تک ہوگی

اور اہتمام کے ساتھ دعوت ایک دن کی ہوگی اور اس کے بعد آدمی مہمان پر جو خرچ کرے گا وہ صدقہ ہوگا۔ تاہم مہمان کے لئے یہ

بات جائز نہیں کہ وہ میزبان کے ہاں اتنی دیر رہے کہ اسے حرج میں مبتلا کر دے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہما) سے احادیث منقول ہیں۔

امام مالک اور لیث بن سعد نے سعید مقبری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابو شریح خزاعی کعمی ہے۔ یہی عدوی ہے۔ ان کا نام خویلد بن عمرو ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ لَا يَثْوِي عِنْدَهُ مراد یہ ہے کہ مہمان میزبان کے ہاں اتنی دیر نہ رہے کہ میزبان کے لئے یہ بات پریشانی

کاباعث بنے۔

وَالْحَرَجُ اس سے مراد تنگی ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ حَتَّى يُخْرِجَهُ سے مراد یہ ہے کہ اسے تنگی کا شکار کر دے۔

شرح

مہمان نوازی کرنے کی تاکید اور مدت:

انسان ہمہ وقت گھر میں نہیں رہتا بلکہ کبھی گھر میں ہوتا ہے اور کبھی سفر پر جب کہ سفر کے بھی کئی مقاصد ہو سکتے ہیں۔ حالت سفر میں وہ اپنے پاس کھانا نہیں رکھتا، شہر میں ہو تو ہوٹل سے کھانا کھانے کی سہولت میسر ہوتی ہے لیکن دیہاتوں میں قیمتاً کھانا کھانے کی سہولت مفقود ہوتی ہے۔ اس انسانی پریشانی کو اسلام نے مہمان نوازی کا جواز پیدا کر کے دور کر دیا۔

مہمان نوازی سنت ہے یا واجب؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جمہور آئمہ فقہ کے نزدیک مہمان نوازی سنت

مؤکدہ ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک مہمان نوازی واجب ہے۔ انہوں اس روایت سے استدلال کیا ہے: لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى

كُلِّ مُسْلِمٍ؛ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۷۵۰) ایک رات کی مہمان نوازی ہر مسلمان پر واجب ہے۔ ”علاوہ ازیں احادیث باب کی

تعبیر بھی اس کے وجوب کو ظاہر کرتی ہے۔ جمہور کی طرف سے بعض فقہاء کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) وجوب والی

حدیث منسوخ ہے اور دوسری روایات ناسخ ہیں (۲) ابتداء اسلام میں مہمان نوازی واجب تھی اور بعد میں یہ وجوب ختم کر دیا

گیا۔ (۳) وجوب پر دلالت کرنے والی روایات استحباب و سنت پر محمول ہیں۔

تین اہم مسائل: احادیث باب میں تین اہم فقہی مسائل بیان کیے گئے ہیں:

☆ اہتمام کے ساتھ (پر تکلف) مہمان نوازی ایک رات دن ہے۔

☆ اہتمام کے بغیر (عام) مہمان نوازی تین دن رات ہے۔

☆ تین رات دن کے بعد مہمان نوازی صدقہ کی حیثیت رکھتی ہے جو میزبان کی رضامندی پر موقوف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْيَتِيمِ

باب 44- بیواؤں اور یتیموں کا خیال رکھنا

1892 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ

وَيَقُومُ اللَّيْلَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدِّبَلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ وَهَذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الْغَيْثِ اسْمُهُ سَالِمٌ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطِيعٍ وَثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَدَنِيٌّ وَثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ شَامِيٌّ

صفوان بن سلیم نے نبی اکرم ﷺ سے ”مرفوع“ روایت کے طور پر یہ بات نقل کی ہے آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی

ہے۔ بیواؤں اور مسکینوں کا خیال رکھنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مانند ہے یا اس شخص کی مانند ہے جو

دن کے وقت روزہ رکھتا ہو اور رات بھر نفل پڑھتا رہتا ہو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ابو غیث نامی راوی کا نام سالم ہے جو عبد اللہ بن مطیع کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

(ایک راوی) ثور بن یزید شامی ہیں اور (دوسرے راوی) ثور بن یزید مدنی ہیں۔

شرح

بیواؤں اور یتیموں سے مروت و حسن سلوک کرنے کی فضیلت:

لفظ: الْأَرْمَلَةُ؛ الْأَرْمَلُ؛ کا مؤنث ہے جس کی جمع أَرَامِلَةٌ ہے۔ اس کا معنی ہے: بیوہ وہ عورت جس کا شوہر فوت ہو

1892- اخرجہ البخاری (451/10) کتاب الاداب الساعی علی الارملة حدیث (6006)

گیا ہو۔ یتیم سے مراد وہ نابالغ بچہ ہے جس کا باپ وفات پا گیا ہو۔ یہاں یتیم سے مراد وہ بچہ ہے جو بیوہ کے پاس موجود ہو۔ حدیث باب میں لفظ: مسکین؛ سے مراد عام مسکین نہیں ہے بلکہ بیوہ کا یتیم بچہ مراد ہے۔

بعض اوقات بیوی وفات پا جاتی ہے، تو شوہر دوسری شادی کر لیتا ہے خواہ پہلی بیوی سے اولاد ہو یا نہ ہو اور کبھی شوہر پہلے وفات پا جاتا ہے، بیوی عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کر لیتی ہے خواہ پہلے شوہر سے اولاد ہو یا نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں میں بیوی یا شوہر کے بچوں کے اخراجات کا انتظام نکاح کی صورت میں از خود ہو جاتا ہے۔ شوہر کی وفات کی صورت میں بیوی کبھی بوڑھی ہوتی ہے یا اس کے بچے ہوتے ہیں اور بیوی دوسرا نکاح نہیں کرتی بلکہ بچوں کی پرورش کرنا ہی اپنا فریضہ سمجھتی ہے، اس صورت میں بیوہ اور بچوں کی پرورش کا بظاہر کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔ لہذا معاشرے میں انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے ان کے نان و نفقہ، لباس اور تعلیم و تربیت کے اخراجات کو اپنے اخراجات سے عملی طور پر مقدم رکھنا اجر عظیم کا باعث ہے۔

بیوہ کی معاونت اور یتیم بچوں کی پرورش میں حصہ لینا اہل ذول کی ذمہ داری ہے۔ ان کے معاونین کی فضیلت اور اجر و ثواب حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے:-

☆ انہیں مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔

☆ انہیں قائم اللیل اور صائم النہار کے برابر اجر عطا کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ الْوَجْهِ وَحُسْنِ الْبَشْرِ

باب 45- خندہ پیشانی اور بشاش چہرے (سے ملنا)

1893 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُكَدِّرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلْقٍ وَأَنْ تَفْرَغَ مِنْ دَلُوكَ فِي

إِنَاءِ أَخِيكَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ہر بھلائی صدقہ ہے اور

بھلائی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو اور یہ بات بھی شامل ہے کہ تم اپنے ذول کے ذریعے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دو۔

اس بارے میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

1893- اخرجہ البخاری فی الاداب المفرد (301) واحمد (3/344'360) وعبد بن حميد (329) حديث (1090) من

طريق المنكدر بن محمد بن المنكدر عن ابیه فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

خندہ پیشانی سے پیش آنے کی فضیلت:

یہ مسئلہ سابقہ ابواب کے ضمن میں گزر چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر نیکی باعث اجر ہے بالخصوص دونیکوں کا ثواب کسی سے کم نہیں ہے:

☆ اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا

☆ اپنے برتن کے ذریعے اپنے مسلمان بھائی کے برتن میں پانی ڈال دینا

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ

باب 46 - سچ اور جھوٹ کا بیان

1894 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَعُمَرَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ وَابْنِ عُمَرَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سچ کو لازم کر لو بے شک سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے۔ بے شک نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ”سچا“ لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے، آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے ”جھوٹا“ لکھ دیا جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن شخیر، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث

منقول ہیں۔

1894 - اخرجہ البخاری (523/10) رقم (694) ومسلم (2012/4، 2013) کتاب البر والصلة والاداب، باب: قبح

الکذب، وحسن الصدق، وفصله، حدیث (103، 104، 105، 2607) و ابو داؤد (715/2) کتاب الاداب، باب: فی التشدید، فی

الکذب، حدیث (4989) واحمد (1/384، 393، 432، 439) من طریق شقیق بن سلمة ابی وائل فذکرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1895 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ هَارُونَ الْغَسَّانِيِّ حَدَّثَكُمْ عَبْدُ

الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلِكُ مِثْلًا مِمَّنْ تَنَّى مَا جَاءَ بِهِ

قَالَ يَحْيَى فَأَقْرَبَهُ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُونَ فَقَالَ نَعَمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ جَيِّدٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ تَفَرَّدَ بِهِ

عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُونَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بوکی وجہ سے نامہ اعمال لکھنے والا یا حفاظت والا فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

یہی نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ عبدالرحیم نامی راوی نے اس بات کی توثیق کی ہے اور فرمایا ہے ایسا ہی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن جید غریب“ ہے۔ ہم صرف اسی سند کے حوالے سے اسے جانتے ہیں جسے نقل

کرنے میں عبدالرحیم یہی راوی منفرد ہیں۔

1896 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَا كَانَ خُلُقُ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكُذْبِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ

يُحَدِّثُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَذْبَةِ فَمَا يَزَالُ فِي نَفْسِهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ ”ناپسندیدہ خصلت“ جھوٹ بولنا تھی۔

بعض اوقات کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں جھوٹ بول دیا کرتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں (اُس کے لیے ناپسندیدگی کی

کیفیت) رہتی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چل جاتا کہ اُس نے بعد میں توبہ کر لی ہے (تو اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

ناپسندیدگی ختم ہوتی)۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

صداقت کی فضیلت اور کذب بیانی کی مذمت:

صداقت و حقیقت پر مبنی گفتگو کرنے سے معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے اور کذب کے سبب تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ احادیث باب میں صداقت کی فضیلت اور کذب بیانی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

1896- اخرجه احمد (152/6) من طريق عبد الرزاق عن معمر عن ايوب عن ابن ابي مليكة فذكره.

اچھی عادات اور اعمال خیر انسان کی ترقی اور کامیابی کا باعث بنتے ہیں، انسان اپنی اصلاح کرتا ہوا اعمال خیر کو اختیار کرتا ہے اور مسلسل ان اعمال کو کرنے کے سبب جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ صداقت بھی اعمال خیر کی طرح قابل اجر نیکی ہے جو دیگر اعمال کی طرح یہ بھی انسان کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔ اس کے برعکس جھوٹ کا شمار برائیوں میں ہوتا ہے، یہ انسان کو دوزخ کی راہ پر گامزن کر دیتا ہے اور مسلسل کذب بیانی کی وجہ سے انسان جہنم میں پہنچ جاتا ہے۔

تیسری حدیث باب میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ مادی اشیاء میں جس طرح خوشبو اور بدبو محسوس کی جاتی ہے، اسی طرح اعمال خیر اور کلمات قبیح میں بھی خوشبو اور بدبو محسوس کی جاسکتی ہے اور اس فن کا ملکہ ملائکہ اور صالحین کو حاصل ہوتا ہے، کیوں کہ ان کی روحانیت، مادیت پر غالب ہوتی ہے۔

احادیث باب میں بیان کردہ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ کذب بیانی سے مکمل طور پر احتراز کرے اور ہمہ وقت صداقت کو اپنائے، تاکہ اسے روحانیت کے غلبہ کی دولت میسر آئے جو دارین کی کامیابی اور دخول جنت کا ذریعہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفُحْشِ وَالتَّفَحُّشِ

باب 47- بدزبانی کا مظاہرہ کرنا

1897 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَنٌ حَدِيثٌ: مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ **﴿﴾** حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: بے حیائی جس چیز میں بھی آجاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے اور حیاء جس چیز میں بھی آجاتی ہے اسے آراستہ کر دیتی ہے۔ اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف عبدالرزاق کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

1898 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ

1897- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (604) وابن ماجہ (1400/2) کتاب الزهد، باب: الحياء، حدیث (4185) واحد (165/3) وعبد بن حمید (372) حدیث (1241) من طریق عبد الرزاق، قال: اخبرنا معمر، عن ثابت، فذكره.
1898- اخرجہ البخاری (654/6) کتاب المناقب، باب: صفة النبي صلى الله عليه وسلم، حدیث (3559) واطرافه فی (6035، 6029، 3759) وفي الادب المفرد (268) ومسلم (1810/4) کتاب الفضائل، باب: كثرة حيائه صلى الله عليه وسلم، حدیث (2321/68) واحد (193، 189، 161/2) من طریق ابوائل يحدث عن مسروق، فذكره.

ابَا وَاِبْلِ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: خِيَارُكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ بدزبانی اور فحش گوئی نہیں کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

بدکلامی سے احتراز کرنا اور خوش کلامی اختیار کرنا:

لفظ: فُحِّشٌ؛ فعل ثلاثی مجرد صحیح باب نَصَرَ يَنْصُرُ کا مصدر ہے جس کا معنی ہے: فَحَّشَ الْقَوْلُ أَوْ الْفِعْلُ؛ قول و فعل کا قابل مذمت ہونا، انتہائی برا ہونا۔ لفظ الْفَاحِشَةُ: کا معنی ہے: قابل مذمت قول و فعل، گندہ کام، بری بات۔ لفظ: تَفَحَّشَ؛ کا معنی ہے: بدکلامی، فحش گوئی، جھکف فحش گفتگو کرنا، گالی گلوچ پر مبنی گفتگو۔ گالی گلوچ پر مبنی گفتگو معاشرہ کے لیے متعدی ناسور ہے جب کہ شرم و حیا، خوش کلامی اور مروت و لحاظ معاشرہ کے خوب ہونے کی علامت ہے۔

کچھ لوگ جھکف فحش گفتگو کرنے، بدکلامی، گالی گلوچ اور بھونڈے الفاظ استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں یہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہ تکلف گفتگو کرنے، بدگوئی اور قابل نفرت بات کو پسند نہیں کرتے تھے بلکہ آپ خوش کلام اور سنجیدہ گفتگو فرمانے کو پسند فرماتے تھے۔

احادیث باب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ فحش گفتگو سے مکمل طور پر پرہیز کرے اور خوش کلام و قابل تعریف گفتگو کرے۔ اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

☆ شرم و حیا اور سنجیدہ گفتگو قابل توجہ اور قابل تقلید ہوتی ہے۔

☆ فحش گوئی، بدکلامی اور بدگوئی قابل نفرت ہوتی ہے۔

☆ اچھی گفتگو، حسن اخلاق کا مظہر ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ

باب 48- لعنت کرنے (کا حکم)

1899 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ

الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ وَلَا بِغَضَبِهِ وَلَا بِالنَّارِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آپس میں ایک دوسرے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، اس کے غضب یا جہنم (کی بددعا) نہ دو۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1900 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ

الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبِدِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مومن شخص طعن نہیں

دیتا، لعنت نہیں بھیجتا، فحش گفتگو نہیں کرتا، بدزبانی کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ سے منقول ہے۔

1901 سند حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمٍ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا ابَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ

قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيحَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَلْعَنِ الرِّيحَ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ وَأَنَّ

مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ بَشْرِ بْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ”ہوا“ پر

لعنت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہوا پر لعنت نہ کرو کیونکہ وہ حکم کی پابند ہے۔ جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے جو چیز

اس لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اس بھیجنے والے کی طرف واپس آ جاتی ہے۔

1899- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (316) و ابو داؤد (695/2) کتاب الادب، باب: فی اللعن، حدیث (4906) واحد

(15/5) من طریق قتادة عن الحسن، فذكره.

1900- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (328) واحد (404) من اسرائیل عن العیش، عن ابراهیم، عن علقمة، فذكره.

1901- اخرجہ ابو داؤد (695/2) کتاب الادب، باب: فی اللعن، حدیث (4908) من طریق قتادة، عن ابی العالیة، فذكره.

یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہمارے علم کے مطابق صرف بشر بن عمر نامی راوی نے اس کی سند بیان کی ہے۔

شرح

لعنت کرنے کی ممانعت:

لفظ: اللَّعْنَةُ؛ فعل ثلاثی مجرد صحیح باب ففتح یفتح کا مصدر ہے، اس کا معنی ہے: لعنت بھیجنا، بددعا کرنا۔ الفاظ: لَعَنَهُ اللهُ؛ سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ نے اسے خیر سے دور کر دیا، اسے بھلائی سے محروم کر دیا۔

کسی پر لعنت کرنا، پھٹکار کرنا اور بددعا سے نوازنا، آخری درجہ کی بدگائی ہے۔ اگر وہ شخص اس کا مستحق نہ ہو، وہ لعنت و بدگوئی متکلم کی طرف عود کر آتی ہے۔ ایک تمثیل کے ذریعے بھی اس مسئلہ کی وضاحت کی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی شخص ایک پتھر کی دیوار پر مارے، وہ دیوار میں داخل نہیں ہوگا بلکہ پھینکنے والے کی طرف واپس آجائے گا، کیونکہ دیوار نے اسے قبول نہیں کیا۔ اگر وہی پتھر کچی دیوار پر مارا جائے، وہ اس میں داخل ہو جائے گا جو واپس نہیں آئے گا۔ اسی طرح ملعون اگر لعنت کا حقدار نہ ہو، وہ لعنت کرنے والے پر واپس آجاتی ہے ورنہ اسی پر برقرار رہتی ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص لعنت کا بالیقین حقدار ہو، اس پر لعنت کرنا جائز ہے مثلاً شیطان، قارون، ہامان، فرعون، نمرود، ابو جہل، ابولہب، گستاخ صحابہ، گستاخ اولیاء اور قادیانی وغیرہ۔

لعنت کرنا اور پھٹکار کرنا نہایت درجہ کی بددعا ہے، اسلام نے عام بددعا سے بھی منع کیا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ قبولیت کی گھڑی ہو اور غصہ کی حالت میں کی ہوئی بددعا قبول ہو جائے جو بعد میں پریشانی کا سبب بن جائے۔ لعنت کرنے کی وجہ سے معاشرہ میں فساد، نفرت و کدورت اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ لہذا شریعت نے تلقین کی ہے کہ بددعا سے احتراز کیا جائے اور لوگوں کے حق میں دعائے خیر کی جائے۔

احادیث باب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ ان میں اصلاح معاشرہ اور تربیت عوام کی غرض سے چھ امور سے منع کیا گیا ہے: (۱) کسی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کرنا (۲) کسی کو جہنمی قرار دینے کے لیے بددعا کرنا (۳) کسی کو طعن دینا (۴) فحش گفتگو کرنا (۵) بدکلامی کا مظاہرہ کرنا (۶) ہوا پر لعنت کرنا۔ ان امور بالخصوص لعنت کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ اگر ملعون، لعنت کا حقدار نہ ہو وہ لعنت متکلم کی طرف عود کر آتی ہے اور اس سے معاشرے میں متعدی ناسور جنم لیتا ہے جس پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ النَّسَبِ

باب 49- نسب کی تعلیم دینا

1902 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَيْسَى

الثَّقَفِيِّ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبِعِثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1902- تفرد به الترمذی دون اصحاب الکتب الستة، ينظر تحفة الاشراف (14853) واخرجه احمد (374/2) والحاكم

(161/4)

متن حدیث: تَعَلَّمُوا مِنْ أُنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ فَإِنَّ صَلَاةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ مَثْرَاءٌ فِي

الْمَالِ مَنَسَاءٌ فِي الْأَثْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: وَمَعْنَى قَوْلِهِ مَنَسَاءٌ فِي الْأَثْرِ يَعْنِي بِهِ الزِّيَادَةَ فِي الْعُمْرِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ تم نسب کا اتنا علم حاصل کرو جس کے ذریعے تم اپنے

رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ سکو کیونکہ اس صلہ رحمی کی وجہ سے آدمی اہل خانہ سے محبت کرتا ہے اور (اس کی وجہ سے انسان کے) مال میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کی زندگی لمبی ہوتی ہے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

روایت کے لئے الفاظ مَنَسَاءٌ فِي الْأَثْرِ اس سے مراد عمر میں اضافہ ہے۔

شرح

علم نسب سیکھنے کی اہمیت:

انسان اپنے قریبی اعزاء و اقارب سے آگاہ ہوتا ہے لیکن دور کے رشتہ داروں سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا، وہ زیادہ سے زیادہ داد پر داد تک جانتا ہے اور اس سے اوپر کے رشتہ داروں کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ شریعت نے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کرنے کی خصوصیت سے تاکید کی ہے، جب ہمیں ان کا علم نہیں ہوگا تو ان سے یہ نیکی نہیں کر سکیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الانساب سیکھنے کی بایں الفاظ تلقین فرمائی ہے: تَعَلَّمُوا مِنْ أُنْسَابِكُمْ؛ یعنی تم اپنے انساب کو سیکھو۔

انساب سیکھنے کی متعدد وجوہات ہیں جن میں سے تین مشہور درج ذیل ہیں:

۱- فَإِنَّ صَلَاةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ: خاندان سے محبت کرنا: انساب سیکھنے سے اعزاء و اقارب کا علم ہوگا جن سے صلہ رحمی کرنے کے باعث باہمی تعلقات استوار ہوں گے اور پورا خاندان محبت و مودت کا گہوارہ بن جائے گا۔

۲- مَثْرَاءٌ فِي الْمَالِ: مال میں اضافہ: خاندان سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ مال و دولت میں برکت فرماتا ہے، کیوں کہ اسے اپنا حصہ اور دوسرے لوگوں کا حصہ بھی عنایت کیا جاتا ہے۔ ایک وقت انسان اکیلا ہوتا ہے اسے صرف اپنا حصہ ملتا ہے، شادی کے بعد بیوی کا حصہ بھی ملنا شروع ہو جاتا ہے اور اولاد پیدا ہونے کی صورت میں ان کا حصہ بھی عنایت کیا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس خاندان سے حسن سلوک، صلہ رحمی اور مالی معاونت کے سبب ان کا حصہ بھی اللہ تعالیٰ دینا شروع کر دیتا ہے۔

۳- مَنَسَاءٌ فِي الْأَثْرِ: درازی عمر کا سبب: خاندان سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کی برکت سے اللہ تعالیٰ عمر میں برکت فرماتا ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ وہ زیادہ دیر تک زندہ رہیں یا ان کا نام تادیر زندہ رہے۔ انہیں چاہیے کہ اپنے خاندان سے صلہ رحمی کرنے میں بخل سے کام ہرگز نہ لیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الْأَخِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

باب 50- اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرنا

1903 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا دَعْوَةٌ أَسْرَعَ إِجَابَةً مِنْ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِغَائِبٍ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ
تَوْضِيحُ رَاوِي: وَالْأَفْرِيقِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ هُوَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيُّ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العزیز رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ وہ دعا قبول ہوتی ہے جو آدمی کسی کی غیر موجودگی میں کرتا ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔
اس حدیث کے راوی افریقی کو علم حدیث میں ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔ یہ صاحب عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی ہے۔
عبداللہ بن یزید نامی راوی ”ابو عبدالرحمن حبلی“ ہیں۔

شرح

اپنے بھائی کے لیے خفیہ دعا کرنے کی فضیلت:

بددعا کرنے سے معاشرہ میں فساد برپا ہوتا ہے اور اس کے برعکس دعائے خیر کے نتیجے میں معاشرہ کی قدروں میں اضافہ ہوتا ہے۔ کسی کے حق میں بددعا منع ہے مگر دعائے خیر مطلوب ہے۔ کسی سے ناراض و غضبناک ہو کر خفیہ طور پر اس کے حق میں بددعا کرنا حرام ہے لیکن دعائے خیر مطلوب و محبوب ہے۔ حدیث باب میں خفیہ طور پر اپنے مسلمان بھائی کے حق میں کی جانے والی دعائے خیر کو سریع القبول اور بہترین قرار دیا گیا ہے۔ چونکہ پس پشت اور خفیہ طور پر کی جانے والی دعا خلوص و محبت پر مبنی اور ریاکاری سے پاک ہوتی ہے، اس لیے یہ جلدی قبول کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّتْمِ

باب 51- گالی دینے کا حکم

1904 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
1903- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (627) و ابو داؤد (480/1) کتاب الصلوة: باب الدعاء بظہر الغیب حدیث (1535) و عبد بن حمید (133) حدیث (327) من طریق عبد اللہ بن یزید ابی عبد الرحمن فذکرہ.

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيثُ: الْمُسْتَبَانَ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ وَأَبْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: گالی گلوچ کرنے والے دو آدمی جو کچھ کہتے ہیں اس سب کا گناہ پہل کرنے والے پر ہوتا ہے جب تک مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے۔

اس بارے میں حضرت سعد، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن معقل (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1905 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ

سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ حَدِيثُ: لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ

اِخْتِلَافِ سِنْدٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ اِخْتَلَفَ أَصْحَابُ سُفْيَانَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَرَوَى بَعْضُهُمْ مِثْلَ رِوَايَةِ

الْحَفَرِيِّ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يُحَدِّثُ عِنْدَ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ اپنے مردوں کو برانہ کہو

کیونکہ تم (اسی طرح) اپنے زندوں کو اذیت دو گے۔

سفیان کے شاگردوں میں اسے نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں نے اسے حفری کی مانند نقل کیا ہے جبکہ بعض

راویوں نے اسے سفیان کے حوالے سے زیاد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک شخص کو حضرت مغیرہ بن

شعبہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہوئے سنا۔

1906 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي

وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثُ: سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

1904- اخرجہ مسلم (2000/4) کتاب البر والصلة والاداب' باب: النهی عن السباب' حدیث (2587/68) واہو داؤد

(274/4) احياء التراث' کتاب الاداب' باب: المستبان' حدیث (4894)

1905- اخرجہ احمد (252/4) من طریق زیاد بن علقاة فذكره.

1906- اخرجہ البخاری (135/1) کتاب الايمان' باب: خوف المؤمن من ان يحبط عمله وهو لا يشعر' حدیث (48)

وطرفاء في (7076'6044) ومسلم (289/1-الاهي) کتاب الايمان' باب: بيان قول النبي صلى الله عليه وسلم: سباب المسلم'

حدیث (64/116) والنسائي (122/7) کتاب تحريم الدم' باب: قتال المسلم' حدیث (4110'4109)

قَالَ زُبَيْدٌ قُلْتُ لِأَبِي وَإِلِيَّ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کے ساتھ جنگ کرنا کفر ہے۔ (یا اس کو قتل کرنا کفر ہے)

زبید نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ میں نے ابووائل سے دریافت کیا: آپ نے خود حضرت عبداللہ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

گالی گلوچ کی ممانعت:

بددعا کی طرح گالی گلوچ اور بدکلامی سے بھی معاشرہ کی قدریں مجروح ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ بطور تکیہ کلام فحش گوئی کے عادی ہوتے ہیں حتیٰ کہ اپنے اہل خانہ میں بیٹھ کر بھی ایسی زبان استعمال کرنے سے باز نہیں آتے، ایسی حرکت نہایت درجہ کی فحش، قابل نفرت اور قابل گرفت ہے جس سے افراد خانہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ گالی گلوچ اور فحش گوئی گناہ کبیرہ ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔

احادیث باب میں چند مسائل بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆ کسی کو گالیاں بکنا گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔

☆ زندہ لوگوں کی طرح مردوں کو گالیاں دینا بھی حرام ہے، کیوں کہ اس سے زندہ لوگوں کو اذیت ہوتی ہے۔

☆ مسلمان کے قتل کو حلال قرار دیتے ہوئے، اسے ہلاک کرنا کفر ہے ورنہ گناہ کبیرہ ہے۔

فائدہ نافعہ: گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا مثلاً ترک صلوٰۃ گناہ کبیرہ ہے لیکن اس

سے مسلمان کافر نہیں ہوتا۔ تاہم نماز کے انکار سے کافر ہو جائے گا۔

سوال: گناہ کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) کسی گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا، اس صورت میں مسلمان کو قتل کرنا فسق ہے۔

(۲) کسی گناہ کو حلال سمجھ کر کرنا، اس صورت میں مومن کو گالی بکنا بھی کفر ہے، اس لیے کہ کسی گناہ کو حلال سمجھ کر کرنا کفر ہے۔ ایک گناہ

کو فسق اور دوسرے کو کفر کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب: حقیقتاً قتل مسلم کفر نہیں ہے بلکہ قتل مسلم پر کفر کا اطلاق تہدیداً ہے، دونوں گناہوں میں مراتب کے اعتبار سے فرق کیا

گیا ہے کہ ایک کو فسق جب کہ دوسرے کو کفر قرار دیا گیا ہے، کیونکہ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا فسق اور گناہ کو حلال سمجھتے ہوئے کرنا کفر ہے۔

کوئی مسلمان کسی گناہ کو حلال قرار دیتے ہوئے اس کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الْمَعْرُوفِ

باب 52- بھلائی کی بات کہنا

1907 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ عَنِ النَّعْمَانِ

بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تَرَى ظُهُورَهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونَهَا مِنْ ظُهُورِهَا فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ

هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلَّى لِلَّهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ هَذَا مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ وَهُوَ كُوفِيٌّ

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ الْقُرَيْشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ اثْبُتَ مِنْ هَذَا وَكِلَاهُمَا كَانَا فِي عَصْرِ وَاحِدٍ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جنت میں ایسے گھر ہیں جن کا باہر کا

حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر سے نظر آجاتا ہے۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور اس نے دریافت کیا: یہ کسے ملیں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: اس شخص کو جو اچھی گفتگو کرتا ہو، دوسروں کو کھانا کھلائے اور ہمیشہ (نقلی) روزے رکھے رات کے وقت نوافل ادا

کرنے، جبکہ لوگ سوچکے ہوں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف عبدالرحمن کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بعض محدثین نے عبدالرحمن بن اسحاق کے بارے میں ان کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔ یہ صاحب کوفہ کے رہنے

والے ہیں۔

عبدالرحمن بن اسحاق قریشی مدنی ان سے زیادہ مستند ہیں۔ تاہم یہ دونوں حضرات ایک ہی زمانے کے ہیں۔

شرح

نیکیوں کے عوض جنت عطا ہونا:

الفاظ: قول المعروف: میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے، جس طرح اقوال بد سے معاشرہ کی قدریں مجروح

ہوتی ہیں، اسی طرح اقوال خیر سے معاشرہ کی تعمیر ہوتی ہے۔ لوگوں کو باہم ایسی گفتگو کرنی چاہیے جو شرعاً اور عقلاً قابل اجر و ثواب ہو۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں کچھ ایسے گھر ہیں جن کے اندر سے باہر کی ہر چیز اور باہر سے اندر کی ہر چیز نظر آتی

ہے۔ یہ گھر ان لوگوں کو میسر آئیں گے جن میں چار اوصاف پائے جائیں: (۱) وہ مہذب و سنجیدہ گفتگو کرتا ہو (۲) لوگوں کو کھانا کھلاتا

ہو (۳) دن میں مسلسل روزے رکھتا ہو (۴) رات کے وقت قیام کرتا ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ

باب 53- صالح غلام کی فضیلت

1908 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نِعْمًا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يُطِيعَ رَبَّهُ وَيُؤَدِّيَ حَقَّ سَيِّدِهِ يَعْنِي الْمَمْلُوكَ وَقَالَ كَعْبٌ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَابْنِ عُمَرَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: وہ شخص کتنا اچھا ہے جو اپنے پروردگار کی اطاعت کرتا ہے اور اپنے آقا کے حق کو بھی ادا کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ تھی جو شخص غلام ہو کعب بیان کرتے ہیں: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1909 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانَ عَنْ زَادَانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: ثَلَاثَةٌ عَلَى كُتْبَانِ الْمِسْكِ أَرَاهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ آدَى حَقَّ اللَّهُ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ رَاضُونَ وَرَجُلٌ يُنَادِي بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ

أَبِي الْيَقْظَانَ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو الْيَقْظَانَ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ قَيْسٍ وَيُقَالُ ابْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ أَشْهَرُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تین لوگ مشک کے ٹیلے پر ہوں گے۔ (راوی بیان کرتے ہیں) میرا خیال ہے یہ الفاظ ہیں ”قیامت کے دن“ ایک وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کرتا ہے۔ ایک وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرتا ہے اور وہ لوگ اس سے خوش ہوں۔ ایک وہ شخص جو روزانہ پانچ مرتبہ اذان دیتا ہے۔

1908- اخرجہ البخاری (208/5) کتاب الخصومات باب: العبد اذا احسن حدث (2549) من طريق الاعمش به

واخرجہ مسلم (1285/3) من طريق همام بن منبه عن ابي هريرة.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف سفیان کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابویقظان نامی راوی کا نام عثمان بن قیس ہے۔ ایک قول کے مطابق عثمان بن عمیر ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔

شرح

اطاعت گزار غلام کی فضیلت:

خدا اور کنیزیں معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں لیکن یہ کم درجہ کے افراد ہوتے ہیں، آقا نہیں اپنے ماتحت تصور کرتا ہے اور یہ بھی اپنے آپ کو فروتر تسلیم کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے بندہ ہونے میں سب انسان برابر ہیں اور دین کے رشتہ کی وجہ سے سب یکساں ہیں اور شریعت اسلامیہ کی پابندی سب پر واجب ہے۔ اگر معاشرے کے کچھ افراد اسلامی تعلیمات کی پابندی نہ کریں تو اسلامی معاشرہ کی شان کے منافی ہے، اس لیے غلاموں اور کنیزوں پر لازم قرار دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے آقا کی اطاعت کو لازم خیال کریں اور اس حوالے سے عملی مظاہرہ بھی کریں۔

احادیث باب میں غلام اور کنیز کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے آقا کی اطاعت کریں اور اس معاملے میں کوتاہی ہرگز نہ کریں۔ پہلی حدیث میں اس غلام کو بہترین غلام قرار دیا گیا جو اپنے آقا کا تابع فرمان ہوتا ہے۔ دوسری روایت میں بھی اللہ تعالیٰ اور آقا کے فرمانبردار غلام کو قیامت کے دن امتیازی مقام پر فائز ہونے کی خوشخبری سنائی گئی ہے، جس سے اطاعت گزار غلام کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

جب حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلی حدیث باب سنی تو تصدیق کی صورت میں فرمایا: **صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ**؛ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ اس تصدیق کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) انہوں نے یہ بات آسمانی کتب یعنی تورات وانجیل وغیرہ میں پڑھی ہوگی۔ (۲) اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر دیندار غلام کی یہ خوبی معلوم کی ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُعَاشَرَةِ النَّاسِ

باب 54- لوگوں کے ساتھ برتاؤ

1910 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ

أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ

1910- اخرجہ احمد (153/5، 158، 177) والدارمی (323/2) کتاب الرقائق، باب: فی حسن الخلق، من طریق حمیب

بن ابی ثابت عن ميمون بن ابی شيبه فذكره.

تَمَّحُهَا وَخَالِقِ النَّاسِ بِخُلُقٍ حَسَنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ وَأَبُو نَعِيمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
نَحْوَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ
جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ

﴿﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ
تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور برائی کرنے کے بعد نیکی کرو تا کہ وہ اسے مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

محمود نامی راوی نے اسے اپنی سند کے ہمراہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

محمود نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

معاشرے کے سنہرے اصول:

انسان جانوروں کی طرح الگ تھلگ رہنے کا عادی نہیں ہے، بلکہ مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے معاشرے کا حصہ بن کر رہنے کو
پسند کرتا ہے۔ مل جل کر رہنے کے بھی کچھ اصول ہیں، جو حدیث باب میں بیان کیے گئے ہیں اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اِتَّقِ اللَّهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ: جہاں بھی تم موجود ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو: مطلب یہ ہے کہ انسان سفر میں ہو یا حضر میں، اکیلا
ہو یا جماعت میں، دن کا وقت ہو یا رات کا ہر ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے ساتھ خیال کرتے ہوئے اس کے احکام پر عمل پیرا
ہونا چاہیے اور ممنوعات سے احتراز بھی از بس ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا محبت کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ سانپ، شیر، بچھو اور
دشمن کی طرح خوف سے بلکہ جس طرح استاذ، مرشد اور والدین سے محبت کی بنا پر ڈرا جاتا ہے نہ کہ خوف کے سبب۔

۲- وَاتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَنْحُهَا: برائی کے بعد نیکی کرتے برائی ختم ہو جاتی ہے: انسان غلطی کا پتلا ہے، اعمال خیر کرتا ہے

اور معصیات کا ارتکاب بھی کرتا ہے، جب معصیت کے بعد نیکی کرتا ہے تو اس کی معصیت ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں

ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ؛ بیشک نیکیاں، برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔“ جس طرح کپڑے کو داغ دھبہ

لگ جائے، دھونے سے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان سے کوئی نافرمانی و معصیت کا کام ہو جائے، اس کے بعد صدقہ و

خیرات کیا جائے یا صلوة توبہ پڑھ لی جائے، وہ گناہ ختم ہو جاتا ہے۔

۳- وَخَالِقِ النَّاسِ بِخُلُقٍ حَسَنٍ: اور لوگوں سے حسن اخلاق کا برتاؤ کرو: یہ تیسرا حکم ہے کہ جب آدمی معاشرے کا ایک فرد بن کر اس میں مل جل کر رہتا ہے وہ لوگوں سے حسن اخلاق، حسن سلوک اور مروت کا برتاؤ کرے گا تو وہ ستارے کی مثل نمایاں ہوگا ورنہ کالعدم ہو جائے گا۔

حدیث باب میں تعمیر معاشرہ کے حوالے سے تین اہم امور کا درس دیا گیا ہے:

☆ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

☆ معصیت سرزد ہونے کی صورت میں نیکی کرنا

☆ لوگوں سے حسن سلوک کرنا اور حسن اخلاق سے پیش آنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ظَنِّ السُّوءِ

باب 55- بدگمانی کا حکم

1911 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَيَاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: قَالَ: وَسَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَذْكُرُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ سُفْيَانَ قَالَ قَالَ سُفْيَانُ الظَّنُّ

ظَنَّانٌ فَظَنُّ ائِمٍّ وَظَنُّ لَيْسٍ بِائِمٍّ فَأَمَّا الظَّنُّ الَّذِي هُوَ ائِمٌّ فَالَّذِي يَظُنُّ ظَنًّا وَيَتَكَلَّمُ بِهِ وَأَمَّا الظَّنُّ الَّذِي لَيْسَ بِائِمٍّ فَالَّذِي يَظُنُّ وَلَا يَتَكَلَّمُ بِهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ بدگمانی سے اجتناب کرو کیونکہ

یہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

میں نے عبد بن حمید کو سفیان کے شاگردوں کے حوالے سے یہ بات بیان کرتے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: گمان دو طرح کے ہوتے

ہیں۔ ایک گمان گناہ ہوتا ہے ایک گمان گناہ نہیں ہوتا جو گمان گناہ ہوتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی گمان جو کر لے اس کے بارے میں

کلام بھی کرے جو گمان گناہ نہیں ہوتا۔ اس سے مراد وہ گمان ہے جو آدمی صرف سوچے اس کے بارے میں کوئی بات نہ کرے۔

1911- اخرجه البخاری (499/10) کتاب الادب، باب: (يسايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن) (الحجرات 12) حدیث

(6066) ومسلم (1985/4) کتاب البر والادب والصلوة، باب: تحريم الظن والتجسس والتنافس والتناجش ونحوها، حدیث

(2563/28) وابو داؤد (697/2) کتاب الادب، باب: في الظن، حدیث (4917)

شرح

بدگمانی سے بچنا:

لفظ: ظن؛ کا معنی ہے: گمان خواہ اچھا ہو یا برا۔ ترکیب ظن الشؤء: میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے۔ اس کا معنی ہے: بدگمانی، براگمان۔

جب لوگوں میں اختلاف کی فضا قائم ہوتی ہے، باہمی بدظنی کا ناسور جنم لیتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک دوسرے کے عیوب سے باخبر ہونے کے لیے تجسس کیا جاتا ہے اور عیب نمایاں ہونے پر غیبت کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بدظنی، تجسس و عیب جوئی اور غیبت تینوں حرام ہیں اور ان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشادِ بانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ ذَٰلِكَ بَعْضُ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا ط (الحجرات: ۱۲) اے ایمان والو! تم زیادہ گمانوں سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تم عیب جوئی نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

حدیث باب اور ارشادِ بانی سے ثابت ہوا کہ بدگمانی، عیب جوئی اور غیبت تینوں گناہ کبیرہ ہیں اور ان سے اجتناب و احتراز ضروری ہے۔ البتہ چند مقامات پر گمان واجب یا مندوب یا مباح ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) ارشادِ بانی ہے: لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِنَفْسِهِمْ خَيْرًا لَّوَقَالُوا هَذَا أَفْكٌ مُّبِينٌ (النور: ۱۲) جب لوگوں نے یہ بات سنی تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے یہ گمان کیوں نہ کیا اور یہ بات کیوں نہ کہی کہ یہ صاف جھوٹ ہے؟ یہ آیت منافقین کی طرف سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام عائد کرنے اور آپ کی برائت کے حوالے سے نازل ہوئی، جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان خواتین و حضرات کو اس موقع پر اچھے گمان کا فوراً اعلان کرنا چاہیے تھا!

(۲) کسی بزرگ کا ارشاد ہے: ظَنُّوا بِالْمُؤْمِنِينَ خَيْرًا تَمَّ سَلْمَانُونَ کے بارے میں اچھا گمان کرو۔ (۳) ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: إِنَّ مِنَ الْحَزْمِ سُوءَ الظَّنِّ؛ احتیاط اسی میں ہے کہ تحقیق کے بغیر کسی پر اعتبار نہ کیا جائے (۴) نماز ادا کرتے وقت سمت قبضہ مشتبہ ہو جانے پر ظن غالب پر عمل کرنا واجب ہے۔ (۵) دوران نماز تعداد رکعات میں اشتباہ ہونے پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ اس موقع پر تخری کی جائے گی اور ظن غالب پر عمل کیا جائے گا۔

الغرض ہر گمان گناہ نہیں ہے بلکہ حدیث اور ارشادِ بانی کا مصداق وہ براگمان ہے جو لوگ باہم کرتے ہیں، جن سے احتراز از بس ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِرَاحِ

باب 56- مزاح کا حکم

1912 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَضَّاحِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي

التياح عن انس قال

متن حدیث: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخَالِطَنَا حَتَّىٰ إِنْ كَانَ لَيَقُولُ لِأَخِي صَغِيرٍ يَا أَبَا

عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النَّغِيرُ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ

توضیح راوی: وَأَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدِ الضُّبَيْعِيُّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے ساتھ کھل مل جایا کرتے تھے۔ آپ میرے چھوٹے بھائی

سے کہا کرتے تھے اے ابوعمیر! تمہاری چڑیا کا کیا حال ہے؟

ی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

ابو تیاح نامی راوی کا نام یزید بن حمید ضبعی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1913 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَدَاعِبُنَا قَالَ إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ خوش مزاجی کا مظاہرہ

کرتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں صرف سچ کہتا ہوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1914 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي حَامِلُكَ عَلَىٰ وَلَدِ النَّاقَةِ

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَصْنَعُ بَوْلِدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النَّوْقَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے سواری کے لئے جانور مانگا تو نبی اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا تو نبی

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اونٹ کو اونٹنی ہی جنم دیتی ہے۔

1914- اخرجه البخاری فی الادب المفرد (264) و ابو داؤد (718/2) کتاب الادب باب: ما جاء فی المزاج حدیث (4998)

واحد (267/3) من طریق خالد بن عبد الله الواسطي عن حميد فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

1915 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ شَرِيكَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ أَنَسِ

بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ

قَالَ مُحَمَّدُ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ يَعْنِي مَازَحَهُ

حکم حدیث: وَهَذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ان سے کہا: ”اے دوکانوں والے“

محمود نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ شیخ ابواسامہ نے یہ بات بیان کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح کے طور پر یہ بات

کہی تھی۔

یہ حدیث ”صحیح غریب“ ہے۔

شرح

خوش طبعی کرنے کا جواز:

لوگوں کا باہمی خوش طبعی، مزاح اور دائرہ اخلاق میں رہتے ہوئے ہلسی مذاق کرنا بھی معاشرہ کے لیے فرحت پیدا کرتا ہے۔

اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بعض اوقات مزاح فرماتے تھے۔

احادیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ پہلی حدیث باب کی تفصیل یہ

ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہل خانہ پر خصوصی نظر شفقت تھی اور ان کے گھر میں آپ کی

کثرت سے آمد و رفت تھی۔ آپ ان کے گھر جاتے تو ان کے چھوٹے بھائی کو ملاحظہ فرماتے کہ وہ ہمیشہ اپنی ایک سرخ چڑیا کے ساتھ

کھیل میں مصروف دکھائی دیتا تھا۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، آپ نے

ملاحظہ فرمایا کہ ان کا چھوٹا بھائی مغموم بیٹھا ہوا ہے، آپ نے اہل خانہ سے اس کے غم زدہ ہونے کی وجہ پوچھی، جواب ملا کہ اس کی

سرخ چڑیا مر گئی ہے، اس لیے یہ سوگ کے دن کاٹ رہا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے ہاں تشریف لیجاتے تو ان کے چھوٹے بھائی سے مزاح کرتے ہوئے فرماتے: یا ابوعمیر! ما فعل النغیر؟ اے ابوعمیر!

تمہاری چڑیا کا کیا بنا؟۔ اس ارشاد میں دو طرح سے خوش طبعی ہے: (۱) نغیر کے ہم وزن ابوعمیر، آپ نے چھوٹے بچے کو کنیت سے

پکارا۔ (۲) ابوعمیر کو ان کی سرخ رنگ والی چڑیا سے محبت یاد دلانی۔

1915- اخرجه ابو داؤد (719/2) كتاب الاداب، باب: ما جاء في المزاح، حدیث (5002) واحمد (242'127'117/3) من

طریق شريك عن عاصم، فذكره.

دوسری حدیث باب میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ جب صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش طبعی کے بارے میں یاد کرتے یا آپ ان سے خوش طبعی کرتے، آپ انہیں فرماتے کہ میری زبان سے حق و صداقت کے علاوہ کوئی لفظ برآمد نہیں ہوتا، کیونکہ خلاف واقع بات یا مذاق مقام نبوت کے منافی ہے۔

تیسری حدیث باب میں یہ خوش طبعی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بایں الفاظ مخاطب فرماتے: يَا ذَا الْأَذْنَيْنِ! اے دوکانوں والے! یہ آپ کی خوش طبعی یا مزاح تھا اور نہ ہر شخص دوکانوں والا ہوتا ہے۔ حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مزاح بیان ہوا کہ سائل کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں تو تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اس نے خیال کیا کہ جب بچے پر میں سواری نہیں کر سکوں گا تو اس کا فائدہ؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تعجب دور کرتے ہوئے فرمایا: ہراونٹ، اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔

فائدہ نافعہ: کسی سے ایسی بات کہنا جس سے دلی طور پر اسے تکلیف یا پریشانی لاحق ہو، اسے مذاق کہا جاتا ہے اور ایسے متکلم کو مسخرہ کہا جاتا ہے۔ مذاق حرام ہے، کیونکہ اس سے نفرت و کدورت اور عداوت پیدا ہوتی ہے جو لڑائی تک بھی پہنچا سکتی ہے۔ کس سے ایسی بات کہنا جس سے وہ خوش ہو جائے، اس کی پریشانی دور ہو جائے اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر جائے، اسے مزاح یا خوش طبعی کہا جاتا ہے۔ یہ سنت اور جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِرَاءِ

باب 57- جھگڑا کرنے کا حکم

1916 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَلْمَةُ بْنُ وَرْدَانَ اللَّيْثِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَرَكَ الْكُذْبَ وَهُوَ بَاطِلٌ يُبْنَى لَهُ فِي رَيْصِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ يُبْنَى لَهُ فِي وَسْطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ يُبْنَى لَهُ فِي أَعْلَاهَا

وَهَذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَلْمَةَ بْنِ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص باطل جھوٹ چھوڑ دے تو اس کے لئے جنت کے کنارے پر گھر بنایا جائے گا، جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے اس کے لئے جنت کے درمیان میں گھر بنایا جائے گا، جو شخص اپنے اخلاق اچھے کر لے اس کے لئے جنت کے بلند ترین حصے میں گھر بنایا جائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

ہم اسے صرف سلمہ بن وردان کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

1917 سند حدیث: حَدَّثَنَا فَضَالَةُ بْنُ الْفَضْلِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ ابْنِ وَهْبِ بْنِ مَتْبَهٍ عَنْ

1916- اخرجہ ابن ماجہ (19/1) المقدمة' حدیث (51) من طریق ابن ابی فدیك' عن سلمة بن وردان' فذكره.

أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَفَى بِكَ إِثْمًا أَنْ لَا تَزَالَ مُخَاصِمًا

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد بیان فرمائی ہے: تمہارے گنہگار

ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑتے رہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

1918 سند حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ اللَّيْثِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ

عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَارِزْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَعَبْدُ الْمَلِكِ عِنْدِي هُوَ ابْنُ بَشِيرٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم اپنے بھائی کے ساتھ جھگڑانہ کرو اس کا

مذاق نہ اڑاؤ اس کے ساتھ وعدہ کر کے وعدہ خلافی نہ کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

عبدالملک نامی راوی میرے خیال میں عبدالملک بن بشیر ہیں۔

شرح

فضول بحث و تکرار ترک کرنے کی فضیلت اور کرنے کی مذمت:

لفظ: مِرَاةٌ؛ مصدر ہے، جس کا معنی ہے: بحث و تکرار کرنا، جھگڑا کرنا، حجت بازی کرنا۔ فضول بحث و تکرار کرنا منع ہے، کیونکہ

اس سے نفرت و کدورت کا متعدی ناسور پیدا ہوتا ہے جو انسان کو عداوت و لڑائی تک پہنچا دیتا ہے اور معاشرہ کا امن برباد ہو جاتا ہے۔

اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا ص (الكهف: ۲۲) پس تم غار والوں کے بارے میں زیادہ بحث

و تکرار نہ کرو۔ البتہ بامقصد مسائل معلوم کرنے، سبق کا اعادہ کرنے اور مجلس مسابقت میں سوالات کرنے کی اجازت ہے۔

پہلی حدیث باب میں بحث و تکرار سے احتراز کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص جھوٹ پر مبنی بحث سے احتراز

کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کے کنارے پر گھر عنایت کرے گا اور جو حق پر مبنی بحث سے اجتناب کرے گا، اسے جنت کے وسط

میں گھر عطا کیا جائے گا۔ جو شخص اپنے اخلاق سنوارنے کے لیے بحث و تکرار سے دور رہے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے بالا خانوں

میں گھر کی نعمت سے سرفراز فرمائے گا۔

دوسری حدیث باب میں ہمہ وقت بحث و تکرار اور تنازع کرنے کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ تیسری حدیث باب میں تین چیزوں سے منع کیا گیا ہے: (۱) بحث و تکرار سے، کیونکہ اس سے نفرت و کدورت پیدا ہوتی ہے۔ (۲) کسی سے ہمہ وقت مزاح سے، کیوں کہ یہ مزاح، مزاق کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو متعدی الی التنازع ہوتا ہے۔ (۳) کسی سے ایسا وعدہ کرنا جو پورا نہ کر سکے، اس لیے کہ وعدہ کی خلاف ورزی نفاق و منافقت کی علامت ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُدَارَاةِ

باب 58- مدارات کا حکم

1919 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ بَيْسَ ابْنِ الْعَشِيرَةِ أَوْ أَخُو الْعَشِيرَةِ ثُمَّ آذَنَ لَهُ فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ لَهُ مَا قُلْتَ ثُمَّ آذَنَ لَهُ الْقَوْلَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی میں اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اپنے خاندان کا سب سے بُرا فرد ہے۔ (راوی کوشک ہے) اپنے خاندان کا بُرا بھائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تو اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی جب وہ آدمی چلا گیا تو میں عرض کی آپ نے تو اس شخص کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ پھر آپ نے اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! لوگوں میں سب سے برا شخص وہ ہوتا ہے جسے لوگ اس کی بدزبانی سے بچنے کیلئے (اس کے حال پر) چھوڑ دیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

برے شخص سے اچھا برتاؤ کرنا:

الفاظ: دَارَاةٌ، مَدَارَاةٌ؛ دونوں مترادف ہیں جن کا معنی ہے: دل جوئی کرنا، مشفقانہ برتاؤ کرنا، نرمی کا سلوک کرنا۔ اچھے

1919 - اخرجہ البخاری (486/10) کتاب الادب باب: ما يجوز من اغتياہ اهل الفساد والريب حدیث (6054) 554/10 کتاب الادب باب: المداراة مع الناس حدیث (6131) وفي الادب المفرد (1315) ومسلم (2002/3) کتاب البر والصلة والادب باب: مداراة من يتقى فحشة حدیث (2591/73) وابو داؤد (666/2) کتاب الادب باب: في حسن العشرة حدیث (4791) واحمد (38/6) والحمیدی (121/1) حدیث (249) وعبد بن حنبل (1511) من طريق عروة بن الزبير فذكره.

انسان سے سب لوگ حسن سلوک کرتے ہیں، برے آدمی سے بھی حسن اخلاق سے پیش آنے کی ہدایت کی گئی ہے، تاکہ معاشرہ میں اخوت و مودت کو فروغ حاصل ہو اور باہمی میل جول میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔

حدیث باب سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ برے شخص کو برے الفاظ سے یاد کرنا غیبت نہیں ہے، کیوں کہ اس کو بیان کرنے سے دوسرے لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ثابت ہوا کہ شریر انسان کے شر سے بچنے کے لیے اس سے دل جوئی کرنا اور نرمی کا برتاؤ کرنا، سنت ہے۔ اس طرح معاشرہ میں برائی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشہور روایت ہے: يَا عَائِشَةُ! مَتَى عَهْدَتِيْ فَاِحْشًا؟ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ؛ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۶۳۲) اے عائشہ! تو نے کب مجھے بدگو پایا؟ قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے برا وہ شخص ہوگا، جسے لوگ اس کے شر سے بچنے کی وجہ سے چھوڑ دیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِقْتِصَادِ فِي الْحُبِّ وَالْبُغْضِ

باب 59- محبت اور دشمنی میں میانہ روی اختیار کرنا

1920 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَرَاهُ رَفَعَهُ

مِثْنِ حَدِيثٍ: قَالَ أَحَبُّ حَبِيْبِكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ بَغِيْبِكَ يَوْمًا مَا وَابْغَضَ بَغِيْبِكَ هَوْنًا مَا عَسَى

أَنْ يَكُونَ حَبِيْبِكَ يَوْمًا مَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الْاِسْنَادِ اِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اِسْنَادٍ اٰخَرَ: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيْثُ عَنْ أَيُّوبَ بِاِسْنَادٍ غَيْرِ هَذَا رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ وَهُوَ حَدِيْثٌ

ضَعِيْفٌ اَيْضًا بِاِسْنَادٍ لَهُ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالصَّحِيْحُ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوْفٌ قَوْلُهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ”مرفوع“ روایت کے طور پر یہ بات نقل کی ہے (نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی

ہے) اپنے دوست کے ساتھ میانہ روی کا رویہ رکھو کیونکہ ہو سکتا ہے وہ کسی دن تمہارا دشمن بن جائے اور اپنے دشمن کے ساتھ میانہ روی کا رویہ رکھو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دوست بن جائے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ایوب کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

اس روایت کو حسن بن ابو جعفر نے نقل کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”ضعیف“ ہے۔ یہی روایت حضرت

علی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ تاہم صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے اپنے قول کے طور پر

یعنی ”موقوف“ روایت کے طور پر منقول ہے۔

شرح

محبت و عداوت میں میانہ روی اختیار کرنا:

بعض اوقات انسان اپنے دوست سے محبت و مودت میں اس قدر غلو سے کام لیتا ہے کہ آئندہ دوستی، عداوت میں تبدیل ہو جانے کی وجہ سے وہی محبت و بال جان بن جاتی ہے۔ اسی طرح بعض اوقات آدمی اپنے مخالف سے عداوت میں اس قدر آگے بڑھ جاتا ہے کہ مستقبل میں عداوت، دوستی میں تبدیل ہو جانے کے باعث ذہنی اذیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ شریعت نے ہمیں حکم دیا ہے دوست سے دوستی اور دشمن سے عداوت میں میانہ روی اختیار کی جائے تاکہ مستقبل میں ندامت و پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ

باب 60 - تکبر کا بیان

1921 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَأَبِي سَعِيدٍ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے وزن جتنا ایمان ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1922 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالََا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ

1921- اخرجه مسلم (1/366'367- نووی) کتاب الايمان' باب: تحريم الكبر وبيانها' حديث (147'148'149/91) و ابو داؤد (2/457) کتاب اللباس' باب: ما جاء في الكبر' حديث (4091) وابن ماجه (1/22) المقدمة' حديث (59) (2/1397) کتاب الزهد' باب: البراء' من الكبر والتواضع' حديث (4173) واحمد (1/412'416'451) من طريق ابراهيم عن علقمة' فذكره.

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبٍ عَنْ فَضِيلِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَاقِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الْكِبْرِ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ يَعْنِي مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ قَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ يَكُونَ ثَوْبِي حَسَنًا وَنَعْلِي حَسَنَةً قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْجَمَالَ وَلَكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ

مذاهب فقہاء: وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هَذَا الْحَدِيثِ لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ إِنَّمَا مَعْنَاهُ لَا يُخَلَّدُ فِي النَّارِ

حدیث دیگر: وَهَكَذَا رَوَى عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ وَقَدْ فَسَّرَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ هَذِهِ الْآيَةَ (رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تَدْخُلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ) فَقَالَ مَنْ تَخَلَّدَ فِي النَّارِ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں چھوٹی چیونٹی کے جتنا تکبر ہوگا وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں چھوٹی چیونٹی کے وزن جتنا ایمان ہوگا۔ راوی بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میرے کپڑے عمدہ ہوں اور جوتا اچھا ہو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمال کو پسند کرتا ہے، لیکن تکبر سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص حق کا انکار کرے، اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ بعض اہل علم نے اس حدیث ”جہنم میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں چھوٹی چیونٹی کے برابر ایمان ہو“ کی یہ تشریح بیان کی ہے کہ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔

اسی طرح کی روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جہنم سے ہر وہ شخص نکل آئے گا، جس کے دل میں چھوٹی چیونٹی کے وزن جتنا ایمان ہوگا“۔

بعض تابعین نے اس آیت ”اے ہمارے پروردگار! جسے تو جہنم میں داخل کر دے گا، اسے تو نے رسوا کر دیا“ کے بارے میں یہ بات بیان کی ہے: جسے تو ہمیشہ جہنم میں رکھے گا اسے تو نے رسوا کر دیا (یا خسارے کا شکار کر دیا)۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

1923 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ إِيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ

الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَثْنٌ حَدِيثٌ: لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتَّى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِينَ فَيُصِيبُهُ مَا أَصَابَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

◀◀ ایسا بن سلمہ بن اکوع اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی خود کو اتنا بڑا سمجھتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام ”جبارین“ (تکبر کرنے والوں) میں لکھ دیا جاتا ہے؟ اسے بھی وہی عذاب ہوگا جو ان لوگوں کو ہوگا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

1924 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيْسَى الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ

الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَالَ تَقُولُونَ فِيَّ التِّيَهُ وَقَدْ رَكِبْتُ الْحِمَارَ وَكَبِسْتُ الشَّمْلَةَ وَقَدْ حَلَبْتُ الشَّاةَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ هَذَا فَلَيْسَ فِيهِ مِنَ الْكِبْرِ شَيْءٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

◀◀ نافع بن جبیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں لوگ میرے بارے میں یہ بیان کرتے ہیں: میرے اندر تکبر پایا جاتا ہے حالانکہ میں گدھے پر سوار ہو جاتا ہوں۔ موٹی چادر کو لباس کے طور پر استعمال کرتا ہوں بکری کا دودھ دوہ لیتا ہوں اور نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص یہ کام کر لیتا ہو اس میں تکبر نہیں ہوگا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

تکبر کی مذمت اور اسے دور کرنے کا طریقہ:

جس انسان میں عجز و انکسار اور فروتنی ہو وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ جس آدمی میں تکبر و غرور اور بڑائی پائی جائے، وہ ذلیل و خوار ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں تواضع و انکساری بندے کی صفت ہے جب کہ تکبر و کبریائی اللہ تعالیٰ کا وصف ہے۔ تکبر کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے تعلق سے تکبر کرنا: یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گھمنڈ کرنا، اس کے احکام پر عمل نہ کرنا اور حق کا انکار کرنا ہے (۲) بندوں کے تعلق سے تکبر کرنا: بندوں کے سامنے اپنے آپ کو بڑا خیال کرنا، اپنے آپ کو دوسروں سے افضل قرار دینا اور اپنے مقابلہ میں دوسرے لوگوں کو حقیر و معمولی سمجھنا، جب کہ تمام انسان اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے سامنے یکساں اور اس کی مخلوق ہونے میں سب برابر ہیں۔ البتہ عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت اور اطاعت و تابعداری کے لحاظ سے کسی کو فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ متکبر شخص، تکبر کے سبب جنت سے محروم رہے گا اور جہنم میں پھینکا جائے گا۔ جو شخص عجز و انکار اور تواضع کا مجسمہ ہو، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، بلکہ وہ جنت میں جائے گا۔ آخری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ تکبر کو دور کرنے کے تین طریقے ہیں:

☆ گدھے پر سواری کرنا

☆ لباس کی غرض سے موٹی چادر اوڑھنا

☆ بکری کا دودھ دوھنا

فائدہ نافعہ: جمال و حسن میں فرق: جمال: ذاتی موزونیت کا نام ہے، یہی وجہ ہے کہ چند الفاظ کی ترتیب خاص کو جملہ کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یوں کہا جاتا ہے: إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ۔ بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔ حسن: عارضی صفت کا نام ہے، دوسرا شخص یہ صفت مہیا کرتا ہے جس طرح یوں کہا جاتا ہے: اسْتَحْسَنَهُ: یعنی فلاں شخص نے اسے صفت حسن عطا کی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کو جمیل تو کہہ سکتے ہیں لیکن حسین نہیں کہہ سکتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا جمال ذاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ

باب 61- اچھے اخلاق کا بیان

1925 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ يَعْلَى

بْنِ مَمْلُوكٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتَنُ حَدِيثٍ: مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ

الْبِدْيَاءُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَأَسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت امم درداء حضرت ابو درداء بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بے حیا اور فحش گفتگو کرنے والے شخص سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضرت اسامہ بن شریک (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1926 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ اللَّيْثِ الْكُوفِيُّ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أُمِّ

الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

2025- اخرجہ البخاری فی الاداب المفرد (267) و ابو داؤد (668/2) کتاب الاداب، باب: فی حسن الخلق، حدیث

(4799) واحمد (448'446'442/6) وعبد بن حمید (204) من طریق عطاء بن نافع الکبخاری عن ام الدرداء،

فذکرته.

متن حدیث: مَا مِنْ شَيْءٍ يُوَضَّعُ فِي الْمِيزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَإِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهِ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴿﴾ سیدہ اُمّ ورداء رضی اللہ عنہا، حضرت ابوورداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ میزان میں جو چیزیں رکھی جائیں گی ان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی اور چیز نہیں ہوگی۔ آدمی اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے (بکثرت نقلی) نمازیں پڑھنے اور روزہ رکھنے والا شخص کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

1927 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ فَقَالَ تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ الْقَمَمُ وَالْفَرْجُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَوْدِيِّ

﴿﴿﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کس عمل کی وجہ سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پرہیزگاری کی وجہ سے اور اچھے اخلاق کی وجہ سے پھر آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کس عمل کی وجہ سے زیادہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح غریب“ ہے۔

عبداللہ بن ادریس نامی راوی عبداللہ بن ادریس بن یزید بن عبدالرحمن اودی ہیں۔

1928 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيّ حَدَّثَنَا أَبُو وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ

أَنَّهُ وَصَفَ حُسْنَ الْخُلُقِ فَقَالَ هُوَ بَسْطُ الْوَجْهِ وَبَدَلُ الْمَعْرُوفِ وَكَفُّ الْأَذَى

احمد بن عبدہ ضعی نے ابو وہب کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے اچھے اخلاق میں یہ باتیں شمار کی ہیں۔ خندہ پیشانی سے ملنا، بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنا اور تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا۔

2027- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (286'291) وابن ماجہ (2/1418) کتاب الزہد، باب: ذکر الذنوب، حدیث

(4246) واحمد (291'392'442) من طریقہ یزید، فذکرہ.

شرح

حسن اخلاق کی فضیلت:

ایمان کے بعد شریعت نے جس چیز پر زیادہ زور دیا ہے، وہ حسن اخلاق ہے۔ حسن اخلاق اپنانے اور برے اخلاق ترک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ بعثت نبوی کے مقاصد میں سے ایک انسان کا تزکیہ نفس، اخلاقِ حسنہ کی تعمیر اور اخلاقِ رذیلہ کو ترک کرنا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشادِ ربانی ہے: **وَيُزَكِّيهِمْ**؛ (ال عمران: ۱۶۳) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کا تزکیہ فرماتے ہیں: "ایک مشہور حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ**؛ حسن اخلاق کی تکمیل کے لیے میں مبعوث کیا گیا ہوں۔"

اخلاقِ حسنہ کا عکس اخلاقِ سیئہ یا اخلاقِ رذیلہ ہے، اسلام نے جہاں اخلاقِ حسنہ کو اختیار کرنے کا حکم دیا وہاں اخلاقِ رذیلہ کو ترک کرنے کی بھی تاکید کی ہے۔ اخلاقِ رذیلہ سے مراد ہے: (۱) جھوٹ (۲) غیبت (۳) تکبر (۴) حسد (۵) بہتان (۶) چغلی وغیرہ۔

احادیثِ باب میں حسن اخلاق کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اس حوالے سے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

- ☆ قیامت کے دن میزان میں مومن کے لیے اخلاقِ حسنہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوگی۔
- ☆ آدمی اپنے اخلاقِ حسنہ کی برکت سے قائم اللیل اور صائم النہار کے برابر اجر و ثواب حاصل کر سکتا ہے۔
- ☆ حسن اخلاق کی برکت سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے، اور اس کے برعکس بدگوئی اور شرمگاہ کے غلط استعمال کے سبب زیادہ لوگ جہنم میں جائیں۔
- ☆ حسن اخلاق امورِ ثلاثہ ہیں:

(۱) خندہ پیشانی سے ملنا (۲) امورِ خیر میں خرچ کرنا (۳) کسی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے دور کرنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْسَانِ وَالْعَفْوِ

باب 62 - احسان کرنا اور معاف کر دینا

1929 **سندِ حدیث:** حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ

سُفْيَانَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ أَمْرٌ بِهِ فَلَا يَقْرِنُنِي وَلَا يُضَيِّفُنِي فَيَمُرُّ بِي أَفَأَجْزِيهِ قَالَ لَا أَقْرَهُ قَالَ وَرَأَيْتُ رَتَّ الثِّيَابِ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ أَعْطَانِي اللَّهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ قَالَ فَلْيَرِّ عَلَيْكَ

2029 - اخرجه ابوداؤد (449/2) كتاب اللباس' باب: في غسل الثوب وفي الخلقان' حديث (4063) والنسائي (180/8) (181) كتاب الزينة' باب: الجلاجل' حديث (196/8'5224'5223) كتاب الزينة' باب: ذكر ما يستحب من لبس الثياب وما يكره منها' حديث (5294) واحمد (137/4'473/3) من طريق ابواسحق' عن ابى الاحوص' فذكره.

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکیم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الْأَحْوَصِ اسْمُهُ عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ نَضَلَةَ الْجُسَمِيُّ وَمَعْنَى قَوْلِهِ أَقْرَهُ أَضْفَهُ وَالْقُرَئِيُّ

هُوَ الضِّيَافَةُ

﴿﴾ ابواحوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک شخص کے پاس سے گزرتا ہوں وہ میری ضیافت نہیں کرتا اور نہ مجھے مہمان بناتا ہے۔ جب وہ میرے پاس سے گزرتا ہے تو کیا میں بھی اسے اسی طرح بدلہ دوں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! تم اس کی میزبانی کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا تو دریافت کیا: تمہارے پاس مال موجود ہے؟ میں نے عرض کی: ہر طرح کا مال موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ اور بکریاں عطا کی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو اس (خوشحالی کا اثر تم پر) نظر آنا چاہیے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابواحوص نامی راوی کا نام عوف بن مالک بن نضله جشمی ہے۔

روایت کے یہ الفاظ اقرہ سے مراد ہے تم اس کی مہمان نوازی کرو۔

لفظ القرئی کا مطلب مہمان نوازی ہے۔

1930 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيث: لَا تَكُونُوا أُمَّةً تَقُولُونَ إِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ أَحْسَنًا وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا وَلَكِنْ وَطِنُوا أَنْفُسَكُمْ

إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تَحْسِنُوا وَإِنْ أَسَأُوا فَلَا تَظْلِمُوا

حکیم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ دوسروں جیسا رو یہ اختیار

نہ کرو کہ تم یہ کہو ”اگر لوگوں نے اچھائی کی ہے تو ہم بھی اچھائی کر لیں گے“ اگر انہوں نے زیادتی کی ہے تو ہم بھی زیادتی کر

یں گے“ خود کو یہ تلقین کرو۔ اگر لوگوں نے اچھائی کی تو تم بھی اچھائی کرو گے، اگر وہ برائی کریں گے تو تم زیادتی نہیں کرو

گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

احسان اور درگزر کرنا:

لفظ: احسان؛ فعل ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: لوگوں سے بھلائی کرنا، کوئی کام کر دینا، تحفہ فراہم کرنا، کسی کا خوش کن کام کر دینا، آرام پہنچانا۔ لفظ: العفو؛ کا معنی ہے: کسی کی خامیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے خوبیوں کی تعریف کرنا، ناقابل برداشت حرکتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے اس کے اچھے کاموں کی تعریف کرنا۔ حسن اخلاق کی طرح لوگوں سے احسان و درگزر کرنا بھی معاشرے کا حسن ہے، کیونکہ اگر ہر انسان انتقامی کارروائی اور دوسرے جیسا رویہ اختیار کرنا شروع کر دے، تو معاشرہ کا امن و سکون تباہ ہو جائے گا۔ احادیث باب میں لوگوں سے احسان کرنے اور عفو و درگزر کرنے کا درس دیا گیا ہے، جس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ لوگوں سے انتقامی جذبہ رکھنے کی بجائے احسان و درگزر کا رویہ اختیار کرنا

☆ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار لباس و خوراک کی شکل میں ہونا

☆ برائی کا بدلہ احسان و درگزر کی صورت میں فراہم کرنا

بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الْإِخْوَانِ

باب 63 - (دینی) بھائیوں کی زیارت کرنا

1931 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ السَّدُوسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانَ الْقَسْمَلِيُّ هُوَ الشَّامِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُوْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ عَادَ مَرِيضًا أَوْ زَارَ أَخَاهُ فِي اللَّهِ نَادَاهُ مُنَادٍ أَنْ طِبَّتْ وَطَابَ مَمْسَاكَ وَتَبَوَّاتٍ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَأَبُو سِنَانَ اسْمُهُ عَيْسَى بْنُ سِنَانَ وَقَدْ رَوَى حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنْ هَذَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے یا کسی: نبی بھائی کی زیارت کرے، تو ایک شخص یہ اعلان کرتا ہے تمہیں مبارک ہو تمہارا چلنا مبارک ہو تم نے جنت میں اپنے لئے جگہ بنا لی ہے۔

1931 - اخرجه ابن ماجه (464/1) كتاب الجنائز باب: ما جاء في ثواب من عاد مريضاً حديث (1443)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ابو سنان نامی راوی کا نام عیسیٰ بن سنان ہے۔

حماد بن سلمہ نے ثابت کے حوالے سے ابورافع کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔

شرح

مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے کی فضیلت:

ایمانی صفت کا تقاضا ہے کہ مسلمان باہم محبت و خندہ پیشانی سے ملاقات کریں، ایک دوسرے کے کام آئیں اور ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنے کا جذبہ رکھیں، تاکہ باہمی محبت و الفت کو فروغ حاصل ہو اور معاشرہ جدار واحد کا نقشہ پیش کرے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری محبت ان لوگوں کے لیے ضروری ہے جو میری محبت کی وجہ سے باہم محبت کرتے ہیں، میری وجہ سے باہم ملاقات کرتے ہیں اور میری وجہ سے باہم خرچ کرتے ہیں۔ جب انسان ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے انجام دیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس پر خصوصی نظر رحمت فرماتا ہے اور اسے اپنے کثیر انعامات سے سرفراز فرماتا ہے۔

جو شخص اپنے بھائی کی عیادت کے لیے جاتا ہے، تو فرشتے اسے اپنی تین دعاؤں سے نوازتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- اَنْ طِبَّتْ: تو خوشحال و خوشگوار رہے۔ (اس کا تعلق دنیوی زندگی سے ہے)

۲- وَطَابَ مَبْشَاكَ: تیری آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہے۔ (اس کا تعلق حسن عمل سے ہے۔)

۳- وَتَبَوَّأَتْ مِنْ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا: تو نے جنت میں اپنا گھر تعمیر کر لیا۔ (اس کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَيَاءِ

باب 64- حياء کا بیان

1932 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ عَنْ مُحَمَّدِ

بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَيَّاهُ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَدَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي أَمَامَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1932- تفرد به الترمذی، ينظر تحفة الاشراف (15040، 15088، 15053) واخرجه الحاكم في المستدرک (52/1-53)

واحد (501/2) وذكره الهیثمی فی مواد الظمان (207/6) حدیث (1929) جسیعهم عن محمد بن عمرو بن ابی مسلمة عن

ابی هريرة به.

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے۔ بے حیائی ظلم کا حصہ ہے ظلم جہنم میں لے جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو بکرہ، حضرت ابوامامہ، حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

شرم و حیا کی فضیلت اور بے حیائی و ظلم کی مذمت:

شرم و حیا انسان کا کلیدی وصف ہے جس سے تعمیر سیرت اور معاشرہ کا وقار مستحکم ہوتا ہے۔ یہی وصف مسلمان کو اعمال خیر کی ترغیب دیتا اور منکرات و فواحش سے روکتا ہے۔ حیا کا تعلق محض انسان سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا وصف بھی ہے۔ چنانچہ ایک مشہور روایت کے الفاظ یہ ہیں: **إِنَّ اللَّهَ حَيٌّ سِتِيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ، فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتِرْ** (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۱۲) بیشک اللہ تعالیٰ بہت شرم کرنے والا پردہ پوشی کرنے والا اور شرم و پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے۔ پس تم میں سے جب کوئی غسل کرے، وہ پردہ پوشی سے کام لے۔ شرم و حیا خواہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لیکن یہ مومن کے وقار کی علامت بھی ہے، لہذا اسے چاہیے کہ اپنے اندر یہ وصف راسخ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حیا دار ہونے سے مراد یہ ہے کہ خالق کائنات کے تمام کام پر حکمت اور عظیم تر ہوتے ہیں اور ان میں سے کوئی بد نما اور غیر مناسب ہرگز نہیں ہوتا۔ جب مسلمان اس وصف کو اپنی ذات میں مستحکم کرے گا تو نیک اعمال کی طرف راغب رہے گا اور منکرات سے اجتناب کرنے کی کوشش کرے گا۔

حدیث باب میں حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے، جس طرح ایمان مطلوب ہے اور دخول جنت کا باعث ہے اسی طرح حیا بھی مطلوب اور جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: **الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ**؛ یعنی حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ حیا کے برعکس جفا و ظلم ہے جو غیر مطلوب، اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ پسند اور دخول جہنم کا سبب ہے۔ جس طرح درخت اور اس کے پھل کا گہرا تعلق ہوتا ہے، اسی طرح ایمان اور اعمال خیر کا گہرا تعلق ہے۔ شرم و حیا سے مسلمان باسلیقہ، باوقار اور قابل اعتماد بن جاتا ہے جب کہ بے حیائی سے بے عملی اور منکرات کے ارتکاب کے علاوہ کوئی چیز ہاتھ نہیں آتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّائِي وَالْعَجَلَةِ

باب 65- آہستہ روی اور جلد بازی کا بیان

1933 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ

عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ الْمُزَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1933- اخرجہ عبد بن حمید (183) حدیث (512) من طریق عبد اللہ بن عمران عن عاصم فذكره۔

متن حدیث: السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتَّوَدُّةُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِنْ اَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوَّةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد ویکر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَاصِمٍ وَالصَّحِيحُ حَدِيثٌ نَصْرٍ بِنِ عَلِيٍّ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن سرجس مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اچھی عادات

اختیار کرنا، جلد بازی سے کام نہ لینا اور میانہ روی اختیار کرنا، نبوت کا چوبیسواں جز ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

قتیبہ اپنی سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

اس سند میں عاصم کا تذکرہ نہیں ہے۔ نصر بن علی کی روایت مستند ہے۔

1934 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزْرِعٍ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي

جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا شَيْخَ عَبْدِ الْقَيْسِ إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ الْحِلْمُ وَالْإِنَاءُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ الْأَشَجِّ الْعَصْرِيِّ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عبدالقیس قبیلے کے سردار سے یہ فرمایا تھا:

تمہارے اندر دو خصوصیات ہیں: جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ بردباری اور جلد بازی نہ کرنا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

اس بارے میں حضرت اشج عصری سے بھی حدیث منقول ہے۔

1935 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهِمِّنِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ

السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الْإِنَاءُ مِنَ اللَّهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حکم حدیث: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي عَبْدِ الْمُهِمِّنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ وَضَعْفَهُ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

وَالْأَشَجِّ بْنِ عَبْدِ الْقَيْسِ اسْمُهُ الْمُنْدَرُ بْنُ عَائِدٍ

﴿﴾ عبدالمہسن بن عباس اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جلد بازی نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

بعض اہل علم نے عبدالمہسن نامی راوی کے بارے میں کلام کیا ہے اور ان کے حافظے کے حوالے سے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ ”اشج عبدالقیس“ کا نام منذر بن عائد ہے۔

شرح

میانہ روی کی فضیلت اور جلد بازی کی مذمت:

لفظ: التَّأْنِي؛ سے مراد ہے: اطمینان و طمانیت سے کسی کام کو انجام دینا، پروقا و سنجیدگی سے کوئی کام کرنا، کوئی کام کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا۔ لفظ: الْعَجَلَةُ؛ سے مراد ہے کوئی کام جلد بازی سے کرنا، کوئی کام بد سلیقی و غیر سنجیدہ انداز سے سرانجام دینا۔ میانہ روی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق سے حاصل ہوتی ہے جب کہ جلد بازی میں شیطان کا خصوصی عمل و دخل ہوتا ہے۔

پہلی حدیث میں تین امور کو نبوت کا چالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے، وہ تین امور یہ ہیں: (۱) اچھی عادات کو اختیار کرنا (۲) جلد بازی سے احتراز کرنا (۳) ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنا۔ ایک دوسری روایت میں ”مبشرات حسنہ“ کو نبوت کا چھبالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور آپ کے بعد نبی پیدا نہیں ہو سکتا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین نیابت کی خدمات انجام دیتے ہوئے آپ کی تعلیمات اور دین اسلام کی تبلیغ و تفہیم کرتے رہیں گے۔ آپ کی تعلیمات کے حوالے سے تین اہم امور اس حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے حوالے سے کثیر آیات اور متعدد احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَنَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي؛ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عُمَرَ؛ اگر میرے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو عمر نبی ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ میری امت آخری امت ہے، اس کے بعد کوئی امت نہیں ہے۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا تاج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر رکھ دیا ہے، نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے اور اب کوئی نبی پیدا نہیں کرے گا۔

دوسری حدیث باب کا شان و رود یہ ہے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد مدینہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں منذر بن عائد نامی ایک شخص بھی شامل تھا، اس کی پیشانی پر زخم کا نشان تھا جس وجہ سے وہ ”اشج“ کہلاتا تھا،

اس کے قبیلہ کا نام ”العصر“ تھا جس کی نسبت سے اسے ”العصری“ بھی کہا جاتا تھا۔ جب یہ وفد مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو تمام ارکان عجلت سے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے لیکن منذر بن عائد العصری ان کے ساتھ حاضر نہ ہوا۔ اس نے اطمینان سے غسل کیا، کپڑے تبدیل کیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دوران مجلس ایک خاص واقعہ یہ پیش آیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان وفد سے فرمایا: تم اپنی قوم کی طرف سے بیعت کرو! سب ارکان بیعت کے لیے تیار ہو گئے لیکن حضرت منذر بن عائد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اپنی قوم کی جانب سے بیعت کیسے کر سکتے ہیں، کیونکہ ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ اسلام قبول کریں گے یا نہیں؟ تاہم ہم اتنا ضرور کریں گے کہ واپسی پر انہیں دعوت اسلام دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت منذر بن عائد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند فرمایا اور اس موقع پر ان کے بارے میں فرمایا: **إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ الْجِلْمُ وَالْأَنَاةُ**؛ تم میں دو عادتیں ایسی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے: (۱) بردباری (۲) اطمینان۔ اس روایت میں وقار و متانت اور اطمینان و میانہ روی اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

تیسری حدیث باب میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ معاملات میں میانہ روی اختیار کرنا محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق کا ثمر ہے جب کہ جلد بازی سے کام لینے میں شیطانی مداخلت ہوتی ہے۔ لہذا میانہ روی اختیار کرنا چاہیے اور عجلت و جلد بازی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّفْقِ

باب 66 - نرمی کا بیان

1936 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلُكٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَثْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرَّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرَّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جس شخص کو نرمی

میں سے حصہ دیا گیا اسے بھلائی میں سے حصہ دیا گیا جس شخص کو نرمی سے محروم رکھا گیا اسے بھلائی سے محروم رکھا گیا۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت جریر بن عبد اللہ اور حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1936 - اخرجہ البخاری فی الاداب المفرد (460) واحمد (451/6) والحمیدی (193/1, 194) حدیث (393'394) وعبد بن حمید (101) حدیث (214) من طریق ابن ابی ملیکة عن یعلی بن مملک عن امر الدرداء فذکرته.

شرح

نرمی اختیار کرنے کی اہمیت:

جس طرح سختی کا رویہ اختیار کرنے کے نقصانات ہیں، اسی طرح نرمی اختیار کرنے کے فوائد ہیں۔ یہ خوبی مطلوب ہے اور اس سے معاشرہ کا وقار بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی اختیار کرنے والے کو اپنے خصوصی انعامات سے نوازتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرم ہے، نرمی کو پسند کرتا ہے، نرمی اختیار کرنے پر اتنا عطا کرتا ہے کہ سختی کرنے پر نہیں کرتا اور نہ اس کے علاوہ کسی اچھی صفت پر اتنا عطا کرتا ہے۔ (صحیح مسلم) ایک دوسری روایت میں یوں ہے: جو شخص نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ ہر نیکی سے محروم کیا گیا۔ معلوم ہوا جو لوگ کہتے ہیں کہ سختی کے بغیر مقاصد حاصل نہیں ہوتے وہ غلطی پر ہیں، کیونکہ جو نرمی اختیار کرنے کے فوائد و ثمرات ہیں، وہ سختی اختیار کرنے پر حاصل نہیں ہو سکتے۔

حدیث باب میں بھی نرمی اختیار کرنے کی اہمیت و فضیلت واضح ہوتی ہے۔ نرمی خیر کا نام ہے جس کے مقابلے میں دوسری خیر نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کا دائرہ وسیع ترین ہے مثلاً بچوں سے نرمی، بوڑھوں سے نرمی، خواتین سے نرمی، ماتحت عملہ سے نرمی، شاگردوں سے نرمی، ہمسایوں سے نرمی، اولاد سے نرمی، والدین سے نرمی، اساتذہ سے نرمی، اعزاء و اقارب سے نرمی، مہمانوں سے نرمی، جانوروں سے نرمی، پرندوں سے نرمی، مسافروں سے نرمی، گاہکوں سے نرمی، حفاظ سے نرمی، علماء سے نرمی، مقروض سے نرمی اور گفتگو میں نرمی وغیرہ۔

فائدہ نافعہ: نرمی ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعے دشمن کو مطیع بنایا جاسکتا ہے، مخالفین کی اصلاح کی جاسکتی ہے اور معاشرہ سے عداوت و کدورت کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے برعکس سختی کے نتیجے میں اعزاء و اقارب اور احباء دشمن بن جاتے ہیں۔ الغرض نرمی سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، وہ سختی سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ

باب 67 - مظلوم کی بددعا کا حکم

1937 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ زَكْرِيَّا بْنِ اسْحَقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِي

عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

1937 - اخرجہ البخاری (307/3) کتاب الزکوٰۃ باب: وجوب الزکوٰۃ حدیث (1395) واطرافہ فی (1458'1496'2448'4347'7371'7372) ومسلم (229'228/1 - نووی) کتاب الایمان باب: الدعاء الی الشہادتین وشرحہ الاسلام: حدیث (19/31'30'29) وابو داؤد (498/1) کتاب الزکوٰۃ باب: فی زکوٰۃ السانۃ حدیث (1584) والنسائی (3'2/5) کتاب الزکوٰۃ باب: وجوب الزکوٰۃ حدیث (1783) والدارمی (379/1) کتاب الزکوٰۃ باب: فی فضل الزکوٰۃ (384/1) کتاب الزکوٰۃ باب: النهی عن اخذ الصدقۃ من کرائم اموال الناس من طریق یحییٰ بن عبد اللہ بن صیفی بہذا الاسناد.

متن حدیث: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو مَعْبُدٍ اسْمُهُ نَافِذٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ اس بارے میں حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابومعبد نامی راوی کا نام نافع ہے۔

شرح

مظلوم کی بددعا قبول ہونا:

جس طرح دعائے خیر اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اسی طرح بددعا بھی وہی قبول کرتا ہے۔ خواہ کسی کے خلاف بددعا کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن جب کسی غریب کو معاملات زندگی میں انصاف مہیا نہ ہو اور اسے مسلسل ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جائے، پھر مظلوم کے پاس بددعا کرنے کے علاوہ کوئی ہتھیار باقی نہیں رہتا۔ جب مظلوم، ظالم کے خلاف گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور بددعا کرتا ہے تو وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔ حدیث باب سے عدل و انصاف کا قیام مطلوب ہے، جو معاشرے کی ترقی کا ضامن اور امن و سکون کی فضا قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 68 - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا تذکرہ

1938 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَيْعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أَلَيْسَ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لَمْ صَنَعْتَهُ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ لَمْ تَرَكْتَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا وَلَا

1938 - اخرجہ مسلم (4/1814) کتاب الفضائل، باب: طيب رائحة النبي صلى الله عليه وسلم، ولين حسه والتبرك

بسحه، حدیث (81/2230) واخرجہ المصنف في الشائل، ص (285) حدیث (346) من طريق ثابت، فذکرہ.

مَسَسْتُ خَزًّا قَطُّ وَلَا حَرِيرًا وَلَا شَيْئًا كَانَ أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكَ قَطُّ وَلَا عِطْرًا كَانَ عَرَقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْبَرَاءِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے کبھی بھی مجھے ”اف“ نہیں فرمایا اور میں نے جو کام کیا اس کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تم نے اسے کیوں نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے میں نے آپ کے دست مبارک سے زیادہ نرم و ملائم کوئی ریشم نہیں چھوا اور آپ کی خوشبو مبارک سے زیادہ اور کسی مشک یا عطر کی خوشبو نہیں سونگھی۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت براء (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1939 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيَّ يَقُولُ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَابًا فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ بَنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ

﴿﴾ ابو عبد اللہ جدلی بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا نبی اکرم ﷺ بدزبانی نہیں کرتے تھے اور بازار میں شور نہیں کرتے تھے۔ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا کرتے تھے بلکہ آپ معاف کر دیتے تھے اور درگزر سے کام لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو عبد اللہ جدلی نامی راوی کا نام عبد بن عبد ہے۔ ایک قول کے مطابق عبد الرحمن بن عبد ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جامع الصفات تھے۔ قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کے بارے میں یوں فرمایا ہے: وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم: ۴) اور بیشک آپ خلق عظیم کے منصب پر فائز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام

اعمال افراط و تفریط سے پاک تھے اور ہر معاملہ میں اعتدال و میاند روی کو اختیار فرماتے تھے۔
 پہلی حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی ایک جھلک پیش کی ہے۔ دس سال تک خادم کونہ ڈانٹتا اور اس پر سختی کا ایک جملہ بھی استعمال نہ کرنا، آپ کے اخلاق عالیہ کے بے مثل ہونے کی ایسی مثال ہے جس کی نظیر تاریخ انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جس طرح اعمال بد بالخصوص فحش گوئی اور بدکاری کی وجہ سے پسینہ میں بد بو پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح اعمال خیر اور اعلیٰ اخلاق کے باعث پسینہ میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کیا کسی کے اعمال حسنہ ہو سکتے ہیں؟ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا، جسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بطور عطر استعمال کرتے تھے؛ بلکہ اس سے بڑھ کر آپ جس راستہ سے گزرتے وہ راستہ بھی خوشبو سے مہک اٹھتا تھا۔ جب کسی نے آپ کو تلاش کرنا ہوتا وہ آپ کی خوشبو کو بنیاد بنا کر اسے سونگھتا ہوا آپ تک پہنچ جاتا تھا۔

سوال: مانا آپ و کا پسینہ نہایت خوشبودار تھا لیکن سوال یہ ہے کہ آپ عطر کس مقصد کے لیے استعمال کرتے تھے؟
 جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ خوشبودار ہونے کے باوجود عطر استعمال کرنے کا مقصد خوشبو میں اضافہ تھا، جس طرح کوئی شخص فطری طور پر خوبصورت ہوتا ہے، جسے مانگ پٹی کی ضرورت نہیں ہوتی مگر پھر بھی وہ اپنے آپ کو سنوارتا اور بناتا ہے؛ تاکہ اس کے حسن اور خوبصورتی میں اضافہ ہو۔ مزید وضاحت کے لیے اس کی مثال یوں پیش کی جاسکتی ہے کہ روایات سے ثابت ہے ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک درمیان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اسی طرح ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان المبارک سے لے کر دوسرے رمضان المبارک تک، عاشوراء اور عرفہ کے روزوں کا ثواب سال بھر کے برابر عطا کیا جاتا ہے۔ جب نمازوں کے سبب گناہ معاف ہو گئے تو دوسرے اعمال کرنے کا کیا مقصد ہے؟ اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ خواہ گناہ نمازوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں؛ مگر دیگر اعمال کرنے کا مقصد جلا پیدا کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ نہایت خوشبودار تھا، ایک دفعہ آپ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرماتے تھے کہ پسینہ مبارک بہ رہا تھا، حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شیشی پکڑ کر بہتا ہوا پسینہ اس میں جمع کرنا شروع کر دیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو ان سے پسینہ جمع کرنے کی وجہ دریافت فرمائی؟ انہوں نے جواباً عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا پسینہ مبارک بطور عطر استعمال کرنے کے لیے میں جمع کر رہی ہوں۔

دوسری حدیث باب میں چند مسائل معلوم ہوئے جو درج ذیل ہیں:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فطری طور پر نہ فحش گو تھے اور نہ جکلف مجلس میں گفتگو کے عادی تھے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سودہ سلف خریدنے کے لیے متانت و وقار سے بازار تشریف لیا جاتے، مطلوبہ چیز خریدنے کے بعد اطمینان و سکون کے ساتھ واپس تشریف لے آتے تھے۔

☆ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں بلکہ احسان و درگزر سے دیتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْعَهْدِ

باب 69- اچھی طرح سے تعلق نبھانا

1940 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا غَرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غَرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا بِي أَنْ أَكُونَ أَدْرَكْتُهَا وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا وَإِنْ كَانَ لِيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَّبِعُ بِهَا ضِدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے جتنا رشک مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا اور کسی پر نہیں آتا تھا حالانکہ میں نے ان کا زمانہ نہیں پایا۔ یہ رشک صرف اس وجہ سے آتا تھا کیونکہ نبی اکرم ﷺ ان کا تذکرہ اکثر کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ جب بکری ذبح کیا کرتے تھے تو آپ اس کا کچھ گوشت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھجوا کر دیتے تھے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

شرح

اچھا تعلق بحال رہنا:

لفظ: الْعَهْدُ: کا معنی ہے: وفا کی عہدگی، باوفا ہونا، پابندی وعدہ۔ الفاظ: مَا غَرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَغَرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ: اس جملہ میں پہلا ما نافیہ ہے جب کہ دوسرا ما مصدر یہ یا موصولہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سب سے زیادہ رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آتا تھا، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تھا اور نہ ان کا زمانہ پایا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کا ذکر خوبصورت انداز میں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تذکرہ کے دوران حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ قریش کی ایک عورت کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں حالانکہ ان سے بہتر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیویاں عطا کی ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ان سے بہتر بیوی مجھے کوئی نہیں ملی، کیوں کہ ان کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بکری وغیرہ ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وفاداری کرتے ہوئے گوشت

1940- اخرجہ البخاری (166/7) کتاب مناقب الانصار: باب: تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ وفضلها حدیث

(3816) واطرافہ فی (3817'3818'5229'4006'7484) ومسلمہ (1888/4'1889) کتاب فضائل الصحابة: باب:

فضائل خدیجہ ام المؤمنین حدیث (2435/76'75'74)

ان کی سہیلیوں کے ہاں بھی بھیجتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشک کی یہ دوسری وجہ تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر گفتگو کرتے رہے، آپ نے دریافت کیا: آپ کیسی رہیں؟ آپ کا کیا حال ہے؟ ہمارے آنے کے بعد آپ کے حالات کیسے رہے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے حالات ٹھیک رہے۔ آپ پر میں نثار جاؤں! میں بالکل درست ہوں۔ جب وہ عورت واپس پلٹ گئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس عورت کی طرف اتنا التفات کیوں فرمایا تھا؟ آپ نے جواب میں فرمایا: یہ عورت خدیجہ کے زمانہ میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور تعلقات کی وجہ سے اس کی طرف التفات کیا تھا۔ اپنی بیوی سے حسن وفا کی یہ نادر مثال ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعَالِي الْأَخْلَاقِ

باب 70 - بلند اخلاق کا تذکرہ

1941 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هَالَلٍ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَدِيثٌ: إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا وَإِنْ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الشَّرَّارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفِيهِقُونَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا الشَّرَّارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ فَمَا الْمُتَفِيهِقُونَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُونَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ وَهَذَا أَصَحُّ قول امام ترمذی: وَالشَّرَّارُ هُوَ الْكَثِيرُ الْكَلَامِ وَالْمُتَشَدِّقُ الَّذِي يَتَطَاوَلُ عَلَى النَّاسِ فِي الْكَلَامِ وَيَبْذُو عَلَيْهِمُ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور میرے سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو (دنیا میں) اچھے اخلاق کے مالک ہوں گے اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجھ سے سب سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرتے ہوں، اپنی گفتگو کے ذریعے اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھتے ہوں اور تکبر کرتے ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں الشَّرَّارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ کا تو علم ہے لِمُتَفِيهِقُونَ سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تکبر کرنے والے ہوں گے۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔ ہم اسے صرف سند کے حوالے سے منقول ہے۔ بعض راویوں نے اس روایت کو مبارک بن فضالہ کے حوالے سے محمد بن منقذ کے حوالے سے جابر کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں عبد ربہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ یہی روایت درست ہے۔ لفظ الثَّرَثَارُ کا مطلب بکثرت کلام کرنا ہے۔ لفظ الْمُتَشَدِّقُ سے مراد اپنی گفتگو میں اپنے کو دوسروں سے برتر ظاہر کرنا ہے۔

شرح

بلند اخلاق لوگوں کا مقام و مرتبہ:

لفظ: مَعَالَى؛ مَعْلَاةٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے: شرف و بلندی، عزت و وقار۔ ترکیب: مَعَالَى الْأَخْلَاقِ: میں صفت کی اضاف موصوف کی طرف ہے۔ أَحَبُّكُمْ إِلَيَّ: میرے محبوب تر لوگ۔ أَقْرَبُكُمْ مِنِّي: میرے زیادہ قریب۔ أَحَابِسُكُمْ أَخْلَاقًا: زیادہ اچھے اخلاق والے لوگ۔

الثَّرَثَارُونَ: زیادہ گفتگو کرنے والے لوگ، ہمہ وقت بک بک کرنے والے لوگ۔

الْمُتَشَدِّقُونَ: گلا پھاڑ پھاڑ کر بلند و بالا آواز سے گفتگو کرنے والے لوگ۔

الْمُتَفَهِّقُونَ: تکبر و غرور کے باعث اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر خیال کرنے والے لوگ۔

حدیث باب میں اعلیٰ درجہ کے اخلاق والے لوگوں کی قدر و منزلت اور مقام بیان کیا گیا ہے۔ جو لوگ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں گے، وہ قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوں گے۔ جو لوگ زیادہ گفتگو کرنے والے، گلا پھاڑ پھاڑ کر بکنے والے اور اپنے آپ کو تکبر کے سبب اچھا قرار دینے والے ہوں گے، وہ قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوں گے۔ الغرض اچھے اخلاق کے حامل لوگوں کو قیامت کے دن قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت میسر آئے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنِ وَالطَّعْنِ

باب 71- لعنت کرنا اور طعنہ دینا

1942 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَانًا فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَكَمَ حَدِيثًا: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

حدیث دیگر: وَرَوَى بَعْضُهُمْ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1942- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (306) من طریق کثیر بن زید عن سالم بن عبد اللہ فذکرہ۔

متن حدیث: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَانًا وَهَذَا الْحَدِيثُ مُفَسَّرٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مومن لعنت نہیں کیا کرتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

یہ حدیث ”حسفریب“ ہے۔ بعض راویوں نے اسی سند کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے جس میں یہ الفاظ

ہیں۔

”مومن کے لئے یہ بات مناسب نہیں، وہ لعنت کرنے والا ہو“۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”مفسر ہے۔

شرح

لعن و طعن کرنے کی ممانعت:

لفظ: اللَّعْنُ؛ ثلاثی مجرد صحیح باب ففتح یمفتح کا مصدر ہے، اس کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کا خیر سے محروم کرنا، لعنت کرنا۔ لفظ: الطَّعْنُ؛ بھی ثلاثی مجرد صحیح باب فتح یفتح کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: کسی کی برائی بیان کرنا، طعنہ دینا، چھینٹے ڈالنا، تنقید کرنا، عیب جوئی کرنا، نسب میں کیڑے نکالنا۔ لعن و طعن دونوں چیزیں غیر مطلوب ہیں، اس لیے ان سے منع کیا گیا ہے۔ یہ دونوں امور معاشرے کے لیے کلینک کا ٹیکہ ہیں، جن سے نفرت، کدورت اور عداوت کا ناسور جنم لیتا ہے۔

حدیث باب میں مسلمان کو لعن و طعن سے روکنے کا درس دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَانًا؛ یعنی مومن لعن کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَانًا؛ مومن کو لعنت کرنے والا نہیں بننا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لعنت کرنا نہایت درجہ کی بدزبانی کرنے کے مترادف ہے، جو مسلمان کی شایان شان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لفظ: لَعَانًا؛ بروزن فَعَالٌ مبالغہ کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: کسی پر کثرت سے لعنت کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھار کسی پر لعنت کرنا منع نہیں ہے۔ جو لوگ لعنت کے مستحق ہیں، ان پر لعنت کرنا جائز ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشادِ ربانی ہے: لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ؛ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ حدیث سے بھی لعنت کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَعْنُ اللَّهِ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ السَّخِيَّةَ۔ ان دلائل کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کسی پر کثرت سے لعنت کرنا منع ہے مگر کبھی کبھار جائز ہے اور لعنت کے مستحق لوگوں پر لعنت کرنا بھی جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ الْغَضَبِ

باب 72- زیادہ غضب ناک ہونا

1943 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: عَلِمْنِي شَيْئًا وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ لَعَلِّي أَعِيهِ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذَلِكَ مِرَارًا كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ

لَا تَغْضَبْ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَسَلِيمَانَ بْنِ صُرَيْدٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمِ الْأَسَدِيِّ

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے کسی چیز

کی تعلیم دیں مجھے زیادہ باتیں نہ بتائیں تاکہ میں اس کو محفوظ رکھوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم غصہ نہ کیا کرو۔

اس بارے میں حضرت ابو سعید خدری، سلمان بن صرد (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

ابو حصین نامی راوی کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

شرح

کثرتِ غصہ کی ممانعت:

انسان میں غصہ شیطانی مداخلت کا نتیجہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے انسان حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے۔ پھر غصہ کی حالت میں وہ قابلِ مذمت حرکتیں کرتا ہے اور نازیبا باتیں بکتا ہے، جس سے کدورت و بغض جیسا ناسور جنم لیتا ہے۔ غصہ فی نفسہ برا نہیں ہے؛ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض اوقات ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے۔ تاہم ہمہ وقت غصہ کرنا، یا کثرتِ غصہ، یا حد اعتدال سے زیادہ غصہ کرنا اور یا غیر محلِ غصہ کرنے سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ غصہ کم عقلی کی علامت ہے اور اس سے انسان کی شخصیت مجروح ہوتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معلم کائنات اور ماہر نفسیات تھے، ہر سائل کا جواب اس کے مرض کے مطابق تجویز فرماتے تھے۔ سائل عرض کرتا ہے کہ مجھے صرف ایک آدھی بات ارشاد فرمائیے جو میں یاد رکھوں اور اس پر عمل کر سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے ہیں: لَا تَغْضَبْ؛ تم غصہ نہ کرو؛ سوال کے اعادہ کی دو جوہات ہو سکتی ہیں: (۱) سائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سمجھ نہ پایا ہو (۲) اس نے آپ کے جواب کو معمولی بات تصور کیا ہو اور وہ مزید کسی بات کا متمنی ہو۔ متعدد بار سوال کرنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی جواب کیوں دیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائل غصہ کا عادی ہو صرف ایک جواب سے اس کا علاج ہو جائے جب کہ دیگر امراض کا علاج بھی اس کے چھوڑنے سے ممکن ہو جائے گا۔ جس طرح ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! میں بہت سے گناہوں میں گرفتار ہوں شراب نوشی کرتا ہوں، جھوٹ بولتا ہوں، چوری

1943- اخرجہ البخاری (535/10) کتاب الادب باب الحد من الغضب لقول الله تعالى (والذين ينجون كبر الاثم

والفوحش الشوری 37) حدیث (6116) من طریق ابو حصین عن ابی صالح فذکرہ۔

کرتا ہوں اور بدکاری وغیرہ کا ارتکاب کرتا ہوں، میں یہ تمام گناہ یک بارگی نہیں چھوڑ سکتا، البتہ ان میں سے میں ایک گناہ چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ فرمائیں کہ میں کونسا گناہ ترک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جھوٹ بولنا ترک کر دو۔ اس نے جھوٹ ترک کرنے کا آپ سے پختہ وعدہ کر لیا۔ پھر وہ اجازت لے کر گھر واپس آ گیا۔ جب شراب پینے کا وقت آیا تو اس نے سوچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے شراب نوشی کی ہے؟ اگر میں جھوٹ بولوں گا تو آپ کے وعدہ کی خلاف ورزی ہوگی جو ہرگز نہیں ہونی چاہیے یا ہاں میں جواب دوں گا تو اقرار کے سبب کوڑوں کی سزا بھگتنا پڑے گی جو ذلت و رسوائی کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اس نے شراب ترک کر دی۔ جب زنا کا قصد کیا تو اس وقت بھی یہی سوچا اور اس کا ارتکاب بھی نہ کیا۔ علیٰ ہذا القیاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر عمل کرنے کی وجہ سے اس کے تمام گناہ چھوٹے گئے۔

بَابُ فِي كَظْمِ الْغَيْظِ

باب 73 - غصے پر قابو پانا

1944 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسِ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْفِذَهُ دَعَاهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُؤْسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيَّرَهُ فِي آيِ الْحُورِ شَاءَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

◀◀ سهل بن معاذ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے جو شخص غصے کو پی جائے حالانکہ وہ اس کے اظہار کی طاقت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور پھر اسے اختیار دے گا وہ جس حور کو چاہے حاصل کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

غصہ پینے کی فضیلت:

كَظَمَ الْغَيْظَ: کا معنی ہے: غصہ پینا، غصہ ختم کرنا۔ نَفَذَ الْحُكْمَ: کا معنی ہے: حکم پر عمل کرنا۔ نَفَذَ الْقَوْلَ: کا معنی ہے: بت پر عمل کرنا۔ نَفَذَ الْغَضَبَ: کا معنی ہے: غصہ اتارنا، غصہ ختم کرنا۔ غصہ پینا یا ختم کرنا صالحین اور پرہیزگار لوگوں کی صفت ہے۔

1944 - اخرجه ابو داؤد (662/2) كتاب الادب: باب: من كظم غيظا حدیث (4777) وابن ماجه (1400/2) كتاب الزهد: باب: العلم حدیث (4186)

چنانچہ ارشادِ بانی ہے: **الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظُمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ** (ال عمران: ۳) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے وہ لوگ ہیں جو فراخی، تنگ دستی کی حالت میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔“

حدیث باب میں ان لوگوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو اپنا غصہ اس وقت پیتے ہیں جب کہ انہیں غصہ اتارنے کی قوت و طاقت حاصل ہو اور وہ غصہ اتار بھی سکتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں باعزت طریقے سے لوگوں کے سامنے طلب کرے گا اور خوبصورت حوریں عنایت فرمائے گا۔

فائدہ نافعہ: جب کسی کو غصہ آ رہا ہو لیکن وہ کسی پر نکال نہ سکتا ہو مثلاً جس پر غصہ آیا وہ بڑا ہو یا با اختیار ہو یا با اقتدار یا طاقتور ہو، وہ اپنا غصہ پی لے تو اسے حدیث باب کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ یہ فضیلت صرف اس صورت میں ہے جب آدمی غصہ اتارنے پر پوری قدرت رکھتا ہو، پھر غصہ پی لے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اجْلَالِ الْكَبِيرِ

باب 74- بڑوں کا احترام کرنا

1945 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ بَيَانَ الْعَقِيلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّحَالِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَ مَا أَكْرَمَ شَابًّا شَيْخًا لِسِنِّهِ إِلَّا قَبِضَ اللَّهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَذَا الشَّيْخِ يَزِيدَ بْنِ بَيَانَ وَأَبُو الرَّحَالِ الْأَنْصَارِيُّ الْآخَرُ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو جوان کسی عمر رسیدہ کی (زیادہ) عمر کی وجہ سے اس کا احترام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کسی کو مقرر کر دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے میں اس کا خیال رکھے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی راوی سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں جس کا نام یزید بن بیان ہے۔

ابو رجال انصاری دوسرے صاحب ہیں۔

شرح

بڑے کا احترام کرنے کی فضیلت:

اسلام نے جہاں چھوٹوں سے شفقت کرنے کا حکم دیا ہے وہاں بڑوں کے احترام کرنے کی بھی تاکید کی ہے۔ ایک مشہور

روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑوں کا احترام نہ کرنے والے شخص سے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: جو آدمی چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ حدیث باب میں اس شخص کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو بڑوں کا ادب و احترام کرتا ہے، یعنی ایسے انسان کے بوڑھایا عمر رسیدہ ہونے پر اللہ تعالیٰ اس کی خدمت کرنے اور ادب و احترام کرنے والے لوگ پیدا فرمادے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جو بڑوں کی خدمت کرتا ہے اور ان کا ادب و احترام کرتا ہے تو بڑا ہونے کی صورت میں اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَهَاجِرِينَ

باب 75- ایک دوسرے سے نہ ملنا (لا تعلق اختیار کرنا)

1946 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: تَفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَيَغْفِرُ فِيهِمَا لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا

الْمُهْتَجِرِينَ يُقَالُ رُدُّوا هَذَا حَتَّى يَصْطَلِحَا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَيُرْوَى فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ دَرُّوا هَذَا حَتَّى يَصْطَلِحَا قَالَ وَمَعْنَى قَوْلِهِ الْمُهْتَجِرِينَ يَعْنِي الْمُتَصَارِمِينَ

وَهَذَا مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: پیر اور جمعرات کے دن جنت

کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ ان دونوں دنوں میں ہر اس شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ سمجھتا ہو۔ البتہ آپس میں لائق رہنے والے دو آدمیوں کی بخشش نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے: ان دونوں کا معاملہ اس وقت تک (مؤخر) رہنے دو جب تک یہ صلح نہیں کر لیتے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض روایات میں یہ الفاظ منقول ہیں۔

”ان کو اس وقت تک رہنے دو جب تک یہ صلح نہیں کر لیتے۔“

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ”تَجَرَّعِينَ“ سے تعلق اختیار کرنے والے ہیں۔

یہ روایت اسی کی مانند ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

”کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں، وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے لائق رہے۔“

194- اخرجہ مسلم (1987/4) کتاب البر والصلة والاداب، باب: انہی عن الشحاء والتهاجر، حدیث (2565/35) مور

طریق سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ فذکرہ۔

شرح

مسلمان سے قطع تعلق کرنے کی مذمت:

اسلام نے مسلمانوں کے باہم حقوق مقرر کیے ہیں، جن کو پورا کرنے پر زور بھی دیا ہے اور یہ حقوق باہمی ملاپ اور تعلقات برقرار رکھنے کی صورت میں پورے ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے ایک روایت میں فرمایا گیا ہے: تین دن سے زائد عرصہ اپنے بھائی سے تعلقات منقطع کرنا اور نہ بولنا منع ہے۔ حدیث باب میں ان لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جو باہمی تعلقات منقطع کرتے ہیں وہ بخشش سے محروم رہتے ہیں۔ ہر ہفتہ مسلمانوں کی بخشش کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے پروانے عنایت کرتا ہے لیکن لوگوں سے تعلقات منقطع کرنے والے آدمی کی نہ بخشش ہوتی ہے اور نہ جنتی ہونے کا پروانہ ملتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ جب تک یہ مسلمانوں سے اپنے تعلقات بحال نہیں کرتا، اسے اپنی حالت میں رہنے دو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ

باب 76- صبر کا تذکرہ

1947 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ

أَبِي سَعِيدٍ

متن حدیث: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ قَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْنِ يَغْنِهِ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعْفِهِ اللَّهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ شَيْئًا هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ هَذَا الْحَدِيثُ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَالْمَعْنَى فِيهِ وَاحِدٌ يَقُولُ لَنْ

أَحْبَسَهُ عَنْكُمْ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچھ انصاریوں نے نبی اکرم ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ نے انہیں عطا

کر دیا۔ انہوں نے پھر مانگا تو آپ نے پھر عطا کر دیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جو بھی چیز آئی ہوگی میں اسے چھپا کر نہیں

1947- اخرجہ مالک فی الموطا (997/2) کتاب الصدقة باب: ما جاء التعفف عن المسألة حدیث (7) والمبخاری (392/3)

کتاب الزکوٰۃ باب: الاستعفاف عن المسألة حدیث (1469/11) کتاب الرقاق باب: الصبر عن محارم اللہ حدیث

(6470) ومسلم (729/2) کتاب الزکوٰۃ باب: فضل التعفف والصبر حدیث (1053/124) واہو داؤد (517/1) کتاب

الزکوٰۃ باب: فی الاستعفاف حدیث (1644) والنسائی (95/5) کتاب الزکوٰۃ باب: الاستعفاف عن المسألة والدارم

(387/1) کتاب الزکوٰۃ باب: فی الاستعفاف عن المسألة واحمد (93/3) من طریق الزہری عن عطاء بن یزید عن ابو

مید الحدادی فذکرہ

رکھوں گا۔ جو شخص بے نیازی اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے جو شخص مانگنے سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے (مانگنے سے) بچاتا ہے جو شخص صبر سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دیتا ہے اور کسی بھی شخص کو صبر سے زیادہ بہتر زیادہ وسیع کوئی چیز نہیں دی گئی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ یہی روایت امام مالک سے بھی منقول ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

”میں اسے تم سے بچا کر اپنے پاس ذخیرہ بنا کر نہیں رکھوں گا۔“

اس کا مطلب ایک ہی ہے۔ مطلب یہ ہے میں تمہیں نہیں دوں گا ایسا نہیں ہے۔

شرح

صبر کی فضیلت و اہمیت:

لفظ: صبر؛ کا شرعی معنی ہے: منع کرنا، روکنا۔ یہ لفظ قرآن کریم میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَشيِّ (الصف: ۲۸) تم اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روکو جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔“

متعلقات کے اعتبار سے صبر کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ۱- صَبْرُ النَّفْسِ عَلَى مَا يَكْرَهُ: کوئی ناگوار معاملہ پیش آنے پر نفس کو قابو میں رکھنا۔
- ۲- صَبْرُ النَّفْسِ عَلَى الطَّاعَةِ: عبادت و طاعات کے لیے نفس کو مجبور کرنا۔
- ۳- صَبْرُ النَّفْسِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ: حرام و ناجائز امور سے نفس کو بچانا۔
- ۴- صَبْرُ النَّفْسِ عَلَى الْبَلَايَا وَالْمَصَائِبِ: مصائب و مشکلات کے وقت نفس کو گھبرانے سے محفوظ رکھنا۔ عام طور پر لوگ لفظ: ”صبر“ کو آخری معنی میں استعمال کرتے ہیں یعنی کسی کے مرنے پر صبر کرنا یہ درست نہیں ہے، کیونکہ یہ لفظ عام ہے جو تمام معانی کو شامل ہوتا ہے۔

مصائب و مشکلات اور پریشان کن صورت حال پیش آنے پر صبر و تحمل اور ہمت و طاقت سے کام لینا کار ثواب ہے، کیونکہ بے صبر و بے ہمتی کا مظاہرہ کرنا درست نہیں ہے اور نہ اس سے مقصد کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ حدیث باب میں بھی صبر و تحمل اور ہمت و برداشت اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ کچھ انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مالی معاونت کے لیے عرض کیا، آپ نے انہیں نواز دیا۔ دوسری بار عرض کرنے پر بھی آپ نے نوازا اور ساتھ ہی پانچ باتیں: اسلحہ کی غرض سے ارشاد فرمائیں:

۱- مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ: میرے پاس جو چیز بھی ہو، میں اسے اپنے لیے ذخیرہ نہیں کرتا۔ اس جملہ میں ”ما“ موصولہ ہے جو شرط کے معنی کے ساتھ یہ، یہی وجہ ہے کہ اس کی جزا پر فاموجود ہے۔ لفظ: خیر؛ سے مراد سرف دنیوی مال و دولت نہیں بلکہ علم دین بھی ہے۔ بعض محدثین نے: فَلَنْ أَدَّخِرَهُ: کو: فلم ادخرہ بھی پڑھا ہے۔ کلمہ لَمْ سے زمانہ ماضی کی نفی مقصود ہوتی ہے اور کلمہ لَنْ سے زمانہ مستقبل کی نفی مراد ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ زمانہ ماضی میں دولت ذخیرہ کی تھی اور نہ زمانہ مستقبل میں ذخیرہ کریں گے بلکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم فرمادیتے تھے۔

۲- وَمَنْ يَسْتَعْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ: جو شخص اپنا مالدار ہونا ظاہر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے مالدار بنا دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی عطا پر خوش ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام درست کر دیتا ہے، ضروریات پوری کر دیتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں ہونے دیتا۔ وہ نے نیاز ہو جاتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔

۳- وَمَنْ يَسْتَعْفِ يُعْفِهِ اللَّهُ: جو شخص پاک دامن بنا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پاک دامن بنا دیتا ہے: لفظ: اِسْتَعْفَا: سے مراد ہے: محفوظ رہنا یعنی جو آدمی کسی سے سوال کرنے کو معیوب خیال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے سے بچا لیتا ہے۔

۴- وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ: جو آدمی برداشت سے کام لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے برداشت کی ہمت عطا کر دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے جو صبر کا طالب ہو، اللہ تعالیٰ اسے صبر کی دولت عنایت کر دیتا ہے۔

۵- وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ شَيْئًا هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ: صبر سے زیادہ بہتر چیز کسی شخص کو عنایت نہیں کی گئی۔ مطلب یہ ہے سب سے بہتر چیز صبر و ہمت ہے اور اس کا ثمر و نتیجہ بھی دور رس اور نافع ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ

باب II - دو غلے پن کا حکم

1948 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنَا: أَنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَمَّارٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے

نزدیک سب سے برا شخص وہ ہوگا جو دو غلے ہوگا۔

1948- اسنادہ البخاری (489/10) کتاب الادب باب: ما قيل في ذي الوجهين حدیث (6058) والاب المفرد (409)

واحسانہ (336/3)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس اور حضرت عمار سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دو غلے شخص کی مذمت:

دونوں ناراض شخصوں سے کوئی دوستی ظاہر کرتا ہو اور دونوں کو دوستی میں مطمئن کرتا ہو، یہ قابل اعتماد و وصف نہیں ہو سکتا۔ ایک وقت آتا ہے کہ ایسے شخص سے دونوں کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو دو غلہ یا دو درختاں اور دو چہین کہا جاتا ہے۔ حدیث باب کا مطلب یہ ہے کہ دور خا شخص خواہ فریقین کا منظور نظر اور آنکھوں کا تارا بن جاتا ہے لیکن قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم اور ذلیل و خوار ہوگا۔ اس لیے دور خا شخص کو دور خنی چھوڑ کر ایک رخ ہونا چاہیے، تاکہ وہ آخرت کی ذلت سے بچ سکے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّمَامِ

باب 78- چغل خوری کرنا

1949 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ

الْحَارِثِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانَ فَقِيلَ لَهُ اِنَّ هَذَا يُبَلِّغُ الْاُمَرَاءَ الْحَدِيثَ عَنِ النَّاسِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ قَالَ سُفْيَانُ وَالْقَتَاتُ النَّمَامُ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں: ایک شخص حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو انہیں بتایا گیا کہ یہ حکمرانوں کے سامنے لوگوں کی چغلیاں کرتا ہے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: چغلی کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ روایت میں استعمال ہونے والے لفظ: ”قتات“ سے مراد چغلی کرنے والا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1949- اخرجہ البخاری (487/10) کتاب الادب، باب: ما یکرہ من النمیمۃ، حدیث (6056) ومسلم (389/1) النووی کتاب الایمان، باب: بیان غلط تحریم النمیمۃ، حدیث (169-105/170) وابو داؤد (684/1) کتاب الادب، باب: فی القنات، حدیث (4871) واحمد (382/5، 389، 397، 402، 404) والحمیدی (210/1) حدیث (443) من طریق ابراہیم بن یزید النخعی عن ہمام عن حذیفۃ بن الیمان، فذکرہ۔

شرح

چغل خور کی مذمت:

لفظ: النَّمَامُ؛ کا معنی ہے: ایک کی بات سن کر دوسرے کو بتائے اور دوسرے کی پہلے کو بتائے۔ اردو زبان میں ایسے شخص کو ”چغل خور“ کہا جاتا ہے۔ جب لوگوں کو اس کا علم ہوتا ہے تو ان کا اس سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور سب کی نظروں میں اس کی شخصیت مجروح ہو جاتی ہے۔ لوگ اس پر اعتبار نہیں کرتے اور وہ سب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ حدیث باب میں چغل خور کی مذمت نمایاں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جنت سے محروم کیا جائے گا اور اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِيِّ

باب 79- کم گوئی کا حکم

1950 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ

حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْبَدَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ

مُطَرِّفٍ

قول امام ترمذی: قَالَ وَالْعِيُّ قِلَّةُ الْكَلَامِ وَالْبَدَاءُ هُوَ الْفُحْشُ فِي الْكَلَامِ وَالْبَيَانُ هُوَ كَثْرَةُ الْكَلَامِ مِثْلُ

هُنُوءِ الْأَخْطَبَاءِ الَّذِينَ يَخْطُبُونَ فَيُوسِعُونَ فِي الْكَلَامِ وَيَتَفَصَّحُونَ فِيهِ مِنْ مَدْحِ النَّاسِ فِيمَا لَا يُرْضَى اللَّهُ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: حیا اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے

ہیں جبکہ فحش گوئی اور بکثرت باتیں کرنا منافقت کے دو شعبے ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اسے صرف ابو غسان محمد بن مطرف کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ العی سے مراد کم گفتگو کرنا البداء سے مراد فحش گوئی سے گفتگو کرنا البیان بکثرت گفتگو

کرنا ہے۔

جیسے کہ عوامی خطیب ہوتے ہیں جو بات کو پھیلا دتے ہیں اور لوگوں کی تعریف میں اس طرح کی باتیں کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو

ناپسند ہوتی ہیں۔

1950 - انفرادیہ الترمذی دون اصحاب الكتب السنة - بنظر تحفة الاشراف (١٦٢/٤) ص ٤٨٥٥) و اخرجه احمد (٥/٢٦٩) و

المعالم في السنن (٩/١)

شرح

قلت مقال کی فضیلت:

لفظ: العی؛ کا معنی ہے: افہام مقصد پر قدرت حاصل نہ ہونا، بے مقصد بات کرنا، قلت کلام۔ یہاں آخری معنی مراد ہے۔

لفظ: البذاء؛ کا معنی ہے: فضول بات کہنا، بیہودہ گفتگو کرنا۔ لفظ: البیان؛ کا معنی ہے: طلاق لسانی، بے تکلف فصیح بات کرنا۔

حدیث باب دو فقرات پر مشتمل ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- الْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ: حياء اور قلت مقال دونوں ایمان کی شاخیں ہیں۔ یعنی یہ دونوں چیزیں ایمان

سے متعلق ہیں۔ حياء دو قسم کی ہو سکتی ہیں: (۱) وہ حياء جس کا اثر نمایاں ہو (۲) وہ حياء جس کا اثر نمایاں نہ ہو۔ پہلی قسم کا تعلق ”العی“

سے ہے مطلب یہ ہے کہ شرم و لحاظ کی بنیاد پر کوئی بات نہ کرنا۔ الغرض: شرم و حياء اور قلت کلام دونوں ایمان کا حصہ ہیں۔

۲- والبذاء والبیان شعبتان من النفاق: فضول گوئی اور طلاق لسانی دونوں منافقت کی شاخیں ہیں: مطلب یہ ہے کہ

نتائج و انجام کی پرواہ کیے بغیر گفتگو کرنا اور مصنوعی فصاحت و بلاغت سے باتیں کرنا، دونوں نفاق کی شاخیں ہیں۔ کیونکہ ان میں

مبالغہ آمیزی زیادہ اور حقیقت کا عنصر برائے نام ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

باب 80- بعض بیان جادو ہوتے ہیں

1951 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ قَدِمَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ

كَلَامِهِمَا فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا أَوْ إِنْ بَعْضُ الْبَيَانِ سِحْرٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں دو آدمی آئے۔ انہوں نے خطاب کیا

ان کا کلام لوگوں کو بہت پسند آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا۔ کچھ بیان جادو ہوتے ہیں (راوی کوشک

ہے شاید یہ الفاظ ہیں) بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن

شخیر (رضی اللہ عنہ) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1951 - اخرجہ البخاری (۹/۱۰۹) کتاب النکاح: باب الخطبة: حدیث (۵۱۶۶) (۱۰/۲۴۷): کتاب الطب: باب: ان من البیان سحرًا

حدیث (۵۷۶۷) وجو داؤد (۲/۷۲۰): کتاب الادب: باب: ما جاء فی المنسوخ فی الکلام: حدیث (۵۰۰۷) من طریق زید بن اسلم

عن ابن عمر: مذکور۔

شرح

خطاب کا موثر و قابل داد ہونا:

خطبات و تقاریر بہت قدیم سے، زمانہ جاہلیت میں بھی ان کا زور تھا، پھر زمانہ اسلام میں ان کی شہرت باقی رہی بلکہ اضافہ ہوا۔ حدیث باب کا شان و رود یہ ہے کہ دو شخص زبرقان اور عمرو بن اہتم دونوں فصیح و بلیغ مقرر تھے ایک دفعہ یہ دونوں مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ کی موجودگی میں اپنے اپنے فن کا اظہار کرتے ہوئے تقاریر کیں۔ پہلے زبرقان نے نہایت فصاحت سے خطاب کیا اور اپنے خطاب میں اپنے قومی مناخربیان کیے۔ پھر عمرو بن اہتم نے اپنے فن خطابت کا جادو جگایا اور زبرقان کا کمینہ پن ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ زبرقان نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ بات عمرو کے علم میں ہے کہ میرے اندر کچھ کمالات و فضائل موجود ہیں مگر حسد نے انہیں بیان کرنے سے روک دیا ہے۔ عمرو بن اہتم نے یہ بات سنی تو اس نے پھر پر زور خطاب کیا جس میں اس نے اس بات کا بھی بھرپور جواب دیا۔ حاضرین نے ان کی تقاریر کو پسند کیا۔

عمرو بن اہتم نے ایک دن اپنے مقابل زبرقان کی اپنے خطاب میں خوب تعریف کی جب کہ دوسرے دن اپنے خطاب میں اس کی توہین کی، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماخذ؟ یہ کیا بات ہوئی؟ کل تو نے اس کی تعریف کی تھی اور آج اس کی توہین پر مبنی گفتگو کی ہے؟ عمرو نے عرض کیا: کل جو میں نے باتیں کی تھیں وہ حقیقت پر مبنی اور سچ تھیں لیکن آج والی گفتگو بھی جھوٹ نہیں ہے۔ بات درحقیقت یہ ہے کہ کل اس نے مجھے خوش کیا تھا، میں نے اس کے فضائل و کمالات اور محاسن پر مشتمل خطاب کیا تھا جب کہ آج اس نے مجھے ناراض کر دیا تو میں نے اس کے محاسن کی بجائے برائیاں بیان کر دی ہیں جو اس میں موجود ہیں۔ یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان من البیان سخر! (بعض خطبات جادو اثر ہوتے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالیہ میں خطاب کے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ ہے یعنی مدح اور ذم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوَاضُّعِ

باب 81: تواضع کا بیان

1952 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَا نَقَصْتُ صَدَقَةً مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ رَجُلًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ

1952 - اخرجه مسلم (۸/۵۴۶ - الابن) كتاب البر والصلة والآداب: باب: استجاب العفو و التواضع حديث (۶۹۰/۲۵۸۸) و

اصد (۲/۲۳۵) و ابن خزيمة (۴/۹۷) حديث (۲۴۳۸) والدارمي (۱/۲۹۶): كتاب الزكاة: باب: في فضل الصدقة من طريق العلاء بن

عبد الرحمن عن ابيه عن ابي هريرة فذكره-

وَأَسْمُهُ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور معاف کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آدمی کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابن عباس، حضرت ابو کبشہ انماری (رضی اللہ عنہم) جن کا نام عمر بن سعید ہے، سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

تواضع کی فضیلت:

لفظ: تواضع؛ کا معنی ہے: عجز کرنا، انکساری کرنا، خود کو حقیر خیال کرنا۔ تکبر و غرور اور بڑائی غیر محمود صفت ہے، جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ حدیث باب میں تواضع و انکسار کی فضیلت بیان کی گئی ہے، عاجزی پسند شخص خواہ لوگوں کی نظر میں معمولی ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی قدر و منزلت اور مقام بلند ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ حدیث میں تین اہم امور بیان کیے گئے ہیں:

۱- مَا نَقَضَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ: صدقہ و خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ اس ارشاد عالیہ کا مطلب یہ ہے کہ حکم خداوندی پر عمل کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کرنے یا صدقہ فطرا ادا کرنے یا صدقہ و خیرات سے غرباء و مساکین کی معاونت کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرماتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مِثَالِهَا؛ جو شخص نیکی کرتا ہے، اسے دس نیکیوں کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے، وہ نخر کے بچہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن اسے اس کا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ الغرض اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ وہ مسلسل بڑھتا رہتا ہے۔

۲- وَمَا زَادَ اللَّهُ رَجُلًا بَعْفُو إِلَّا عِزًّا: کسی سے درگزر کرنے سے اللہ تعالیٰ عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ اس ارشاد نبوی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نوکر چاکر، ماتحت عملہ، اولاد، اور تلامذہ وغیرہ سے عفو و درگزر کرنے کا وظیرہ بنا لیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے حضور معزز و مکرم بن جاتا ہے۔ اسی طرح مقروض کا قرضہ معاف کرنے یا کم از کم مہلت دینے سے بھی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۳- وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ: جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عجز اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔ عجز و تواضع کی صفت اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے اور جو شخص اپنی ذات کو مجسمہ عجز بنا لیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور

اس کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الظُّلْمِ

باب 82: ظلم کا بیان

1953 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ

حَكْمِ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل میں ہوگا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر و سیدہ عائشہ صدیقہ حضرت ابو موسیٰ اشعریٰ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

ظلم و ستم کرنے کی مذمت و وعید:

عدل و انصاف ایسا وصف ہے جس کی برکات سے پوری سلطنت امن و آشتی کا گہوارہ بن جاتی ہے جب کہ اس کے برعکس ظلم و زیادتی ایسی صفت ہے جو غیر مطلوب اور قابل مذمت ہے۔ حدیث باب میں ظلم و زیادتی اور حق تلفی کرنے کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے۔ ظلم و ستم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل اختیار کرے گا اور ظالم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نور سے محروم رہے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ظلم و زیادتی کا انجام برا ہے۔ لہذا اس احساس محرومی سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ اپنے گھر سے لے کر معاشرے تک بلکہ حسب طاقت ملکی سطح تک اسلام کے نظام عدل کو فروغ دیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْعَيْبِ لِلنِّعْمَةِ

باب 83: کسی نعمت میں عیب نہ نکالنا

1954 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

1953 - أخرجه البخاری (۱۲۰/۵): كتاب النظام: باب: الظلم ظلمات يوم القيامة: حديث (۲۴۴۷) و مسلم (۵۲۵/۸ - الابن):

كتاب البر و الصلة و الآداب: حديث (۲۵۷۹/۵۷) من طريق عبد الله بن دينار عن ابن عمر: فذكره-

متن حدیث: مَا عَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَلَا تَرَكَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزْرَةَ الْأَشْجَعِيَّةِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر آپ ﷺ کو کھانا

پسند آتا تو آپ ﷺ کھا لیتے ورنہ نہیں کھاتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو حازم نامی راوی اشجعی کوفی ہیں ان کا نام سلمان ہے اور یہ عزہ اشجعیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

شرح

نعمت میں عیب نکالنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انسان کو کثیر نعمتوں سے نوازا ہے، جن کا شمار کرنا ناممکن ہے اور انسان تاحیات اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت کا شکر ادا کرتا رہے، ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو عیب دار قرار دینا جائز نہیں ہے بلکہ مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔ جو قوم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو معمولی یا ناقص قرار دیتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم ہو جاتی ہے۔ حدیث باب میں بھی عملی طور پر یہی درس دیا گیا ہے کہ جب کھانے کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی نعمت سامنے آجائے، اسے تناول کر لو ورنہ نقص بیان کیے بغیر اسے واپس کر دو۔ دور حاضر میں مہنگائی کا سیلاب اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی، بے عملی اور نعمتوں میں عیب جوئی کا نتیجہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْمُؤْمِنِ

باب 84: مؤمن کی تعظیم کرنا

1955 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ وَالْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا

الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَوْفَى بْنِ دَلْهَمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ مَنْ

أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفِضِ الْإِيمَانَ إِلَى قَلْبِهِ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَّبَعَ

عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَّبَعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ تَتَّبَعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ قَالَ وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ

يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ مَا أَعْظَمَكَ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللَّهِ مِنْكَ

1954 - اضرجه البخاری (۶/ ۶۵۴): کتاب المناقب: باب: صفة النبي صلى الله عليه وسلم: حديث (۲۵۶۳) (۹/ ۴۵۸): كتاب

الطعمة: باب: ما عاب النبي صلى الله عليه وسلم طعاما: حديث (۵۶۰۹) و مسلم (۷/ ۱۹۷-اللابي): كتاب الاطعمة: باب: لا يعيب

الطعام حديث (۱۸۷-۱۸۸/ ۲۰۶۴) ابو داود (۲/ ۲۷۲): كتاب الاطعمة: باب: في كراهية ذم الطعام: حديث (۲۷۱۲) ابو ابن ماجه

(۱۸۵/۲): كتاب الاطعمة: باب: النهي ان يعاب الطعام: حديث (۲۲۵۹) من طريق ابى حازم عن ابى بصير: فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ
اسناد دیگر: وَرَوَى إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّمَرَقَنْدِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ نَحْوَهُ وَرَوَى عَنْ أَبِي بَرزَةَ
الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هَذَا

﴿ ﴿ ﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ منبر پر چڑھے پھر آپ ﷺ نے بلند آواز میں یہ فرمایا: اے وہ لوگو! جو صرف زبانی طور پر مسلمان ہوئے ہو ایمان جن کے دل تک نہیں پہنچا تم لوگ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچاؤ انہیں عار نہ دلاؤ ان کے عیوب تلاش نہ کرو کیونکہ جو شخص کسی مسلمان کے عیوب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب کو ظاہر کر دے وہ ذلیل ہو جاتا ہے خواہ وہ شخص اپنے گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ کی طرف دیکھا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) خانہ کعبہ کی طرف دیکھا اور یہ فرمایا: تم کتنے عظیم ہو اور تم کتنے زیادہ قابل احترام ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کا احترام تم سے زیادہ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف حسین بن واقد نامی راوی کی نقل کے اعتبار سے جانتے ہیں۔

اسحاق بن ابراہیم سمرقندی نے حسین بن واقد کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

اسی طرح کی روایت حضرت ابو برزہ اسلمی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

مسلمان کا مرتبہ و مقام:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے اور اس کی شرافت و عظمت کے سامنے کائنات کو مسخر کر دیا۔ انسان تو کفار و مشرکین بھی ہیں لیکن مسلمان کو وہ مرتبہ و مقام عطا فرمایا جو اس کی شایان شان تھا اور جس پر پوری مخلوق ناز کر سکتی ہے۔ حدیث باب کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ عظمت اسلام کے خلاف کوئی واقعہ پیش آیا ہوگا جس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کے ساتھ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور مقام مسلم کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو درس دیا تھا۔ آپ کے خطاب کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ کسی مسلمان کو اذیت دینا یا عار دلانا حرام ہے، کیونکہ یہ اس کے مرتبہ کے منافی ہے۔

☆ مسلمان کے بارے میں تجسس کرنا اور اس کی عیب جوئی کرنا حرام ہے۔

☆ جو شخص مسلمان کی عیب جوئی کرتا ہے، اللہ قیامت کے دن اس کے عیوب ظاہر کر کے اسے ذلیل و خوار کرے گا۔

☆ بقول فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان کی تعظیم و تکریم کعبہ معظمہ کی عظمت سے زیادہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّجَارِبِ

باب 85: (عملی زندگی میں پیش آنے والے) تجربات

1956 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي

الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: لَا حَلِيمَ إِلَّا ذُو عَثْرَةٍ وَلَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿ ﴿ ﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، کوئی بھی شخص اس وقت تک

حقیقی طور پر بردبار نہیں ہوتا جب تک (زمانے کی) ٹھوکریں نہیں کھا لیتا اور کوئی بھی دانشور اس وقت تک دانشور نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تجربات کا سامنا نہ کرے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم صرف اسی سند کے حوالے سے اسے جانتے ہیں۔

شرح

تجربات و مشاہدات کی اہمیت:

لفظ: التجارب؛ تجربہ کی جمع ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ دونوں مترادف الفاظ ہیں، جس کا معنی ہے: کسی عمل کو بار بار کرنے کے بعد نتیجہ اخذ کرنا۔ تجربات و مشاہدات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ معاشرے کے افراد کے لیے ان کے نتائج مفید و نافع ثابت ہو سکتے ہیں مثلاً مشاہدہ کی بنیاد پر کسی شخص کے خائن یا کاذب ہونے کا علم ہونے پر لوگ اس کے پاس اپنی امانتیں رکھیں گے اور نہ اس کی بات پر اعتماد کریں گے۔ حدیث باب میں دو امور کا تذکرہ کیا گیا ہے:

۱- لَا حَلِيمَ إِلَّا ذُو عَثْرَةٍ: بردباری کی دولت صرف لغزش سے حاصل ہوتی ہے۔ لغزش اور دھوکہ کھانے سے انسان کے انداز میں تبدیلی آجاتی ہے یعنی بار بار غلطی ہونے اور لغزش ہونے کی وجہ سے انسان میں نخل و بردباری اور عفو و درگزر کرنے کا وصف پیدا ہوتا ہے۔

۲- وَلَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ: تجربہ کے بعد انسان دانشمند بنتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تجربات و مشاہدات سے گزرنے کے بعد انسان کی عقل و دانش میں پختگی آتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے: سَلِّ الْمَجْرَبَ وَلَا تَسْأَلِ الْحَكِيمَ؛ تجربہ کار سے پوچھو اور دانشمند سے نہ پوچھو۔ ”علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد جب تک درس و تدریس، ترجمہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع نہ کیا جائے، علوم میں پختگی نہیں آسکتی۔“

1956 - انصرد بہ الترمذی دون اصحاب الكتاب السنة - بنظر (تحفة الانراف) (۳۵۹/۲) ص ۵۵ (۴۰۵) واصد (۲/۸ - ۶۹) و

الحاکم فی (السننک) (۲۹۲/۴) -

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَشَبِعِ بِمَا لَمْ يُعْطَهُ

باب 86: اپنے پاس غیر موجود چیز (موجود ظاہر کر کے) فخر کا اظہار کرنا

1957 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُشْنِ فَإِنَّ مَنْ أَتَى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبِي زُورٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيَّاسٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَعَائِشَةَ

قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ يَقُولُ قَدْ كَفَرَ تِلْكَ النِّعْمَةَ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، جس شخص کو کوئی چیز عطیے کے طور پر دی جائے، اگر اس کے

پاس گنجائش ہو تو وہ اس کے بدلے میں کچھ دے، اگر اس کے پاس گنجائش نہ ہو تو تعریف ضرور کرے کیونکہ تعریف کرنے والا شخص شکر یہ ادا کر دیتا ہے اور جو شخص اس بات کو چھپائے وہ ناشکری کا مرتکب ہوتا ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز کو اپنے پاس ظاہر کرے جو اس کو دی ہی نہیں گئی ہے تو اس نے گویا دھوکہ دہی سے کام لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔اس بارے میں عائدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حدیث کے یہ الفاظ: ”جس نے چھپایا اس نے کفر کیا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس نعمت کی ناشکری کی۔

شرح

غیر مملوک چیز پر فخر کرنے کی ممانعت:

لفظ: تَشَبَعَ؛ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعّل، بمعنی: کسی نعمت کا جھوٹا مظاہرہ کرنا، شکم سیری کا اظہار کرنا۔ لفظ: الْمُتَشَبِعُ؛ صیغہ اسم فاعل، شکم سیری کرنے والا۔ مَا لَمْ يُعْطَهُ؛ جو چیز اس کی ملک میں نہیں ہے۔ اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ کوئی بخیل شخص ہمسائے سے کپڑے مانگ کر شادی کی تقریب میں شامل ہو جائے، لوگ اس کے کپڑے دیکھ کر متعجب ہو کر دریافت کرتے ہیں کہ کپڑے کہاں سے لیے ہیں؟ وہ جواب میں اپنے ذاتی کپڑے ظاہر کرے۔ اس طرح بخیل نے حقیقت کو چھپا کر جھوٹ بول دیا جو ایک قابل مذمت حرکت ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جسے کوئی چیز بطور عطیہ پیش کی جائے تو شکر یہ کے طور پر اس کے عوض کوئی چیز فراہم کرنی چاہیے۔ اگر دینے کے لیے کوئی چیز موجود نہ ہو، تو زبانی اس کا شکر یہ ادا کر دیا جائے ورنہ اس کی خاموشی کفران نعمت کے زمرے میں آئے گی۔

جو آدمی غیر کی چیز کو فخر یہ طور پر اپنی ظاہر کرے، اس کی یہ حرکت دھوکہ کے زمرے میں آتی ہے۔ لہذا ایسی حرکت سے اجتناب کرنا از بس ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّاءِ بِالْمَعْرُوفِ

باب 87: بھلائی کے بدلے میں تعریف کرنا

1958 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ بِمَكَّةَ وَابْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدِ الْجَوْهَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ عَنْ سَعِيرِ بْنِ الْخَمْسِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الشَّاءِ حَلْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ جَيِّدٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ إِلَّا

مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

قول امام بخاری: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا فَلَمْ يَعْرِفْهُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ حَازِمِ الْبَلْخِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْمَكِّيَّ بْنَ اِبْرَاهِيمَ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجِ الْمَكِّيِّ فَجَاءَ سَائِلٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ لِحَازِمِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ اَعْطِهِ دِينَارًا فَقَالَ مَا عِنْدِي اِلَّا دِينَارٌ اِنْ اَعْطَيْتَهُ لَجَعْتُ وَعِيَالُكَ قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ اَعْطِهِ قَالَ الْمَكِّيُّ فَنَحْنُ عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ بِكِتَابٍ وَصُرَّةٍ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْهِ بَعْضُ اِخْوَانِهِ وَفِي الْكِتَابِ اِنِّي قَدْ بَعَثْتُ خَمْسِينَ دِينَارًا قَالَ فَحَلَّ ابْنُ جُرَيْجِ الصُّرَّةَ فَعَدَّهَا فَاِذَا هِيَ اِحَدٌ وَخَمْسُونَ دِينَارًا قَالَ فَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ لِحَازِمِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَدْ اَعْطَيْتُ وَاِحَدًا فَرَدَّهُ اَللَّهُ عَلَيْكَ وَزَادَكَ خَمْسِينَ دِينَارًا

﴿﴾ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے اور وہ اس بھلائی کرنے والے سے یہ کہے: ”اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا کرے“ تو اس نے پوری تعریف کر دی۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن جید غریب“ ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو ہم صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اس کی مانند ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہیں اس کا پتہ نہیں تھا۔

1958 - انفرادیہ الترمذی - ينظر (تحفة الاشراف) (۵۱/۱) احديث (۱۰۳) و اضرجه النسائي في (السنن الكبرى) (۵۲/۶) كتاب عمل

اليوم والليله: باب: ما يقول لمن صنع اليه معروفًا حديث (۱۰۰۸) -

عبدالرحیم بلخی نے مکی بن ابراہیم کا یہ بیان نقل کیا ہے، ہم لوگ ابن جریج مکی کے پاس موجود تھے ان کے پاس ایک سائل آیا اور ان سے کچھ مانگا تو ابن جریج نے اپنے خزانچی سے کہا: تم اسے ایک دینار دو تو وہ بولا: میرے پاس صرف ایک ہی دینار ہے، اگر وہ میں نے اسے دے دیا تو آپ اور آپ کے گھر والے بھوکے رہ جائیں گے۔ تو ابن جریج غصے میں آگئے اور بولے: تم اسے دو۔

مکی بن ابراہیم بیان کرتے ہیں: ابھی ہم ابن جریج کے پاس ہی موجود تھے کہ ایک شخص ان کے پاس ایک خط اور ایک تھیلی لے کر آیا جو ان کے کسی دوست نے انہیں بھیجا تھا، خط میں یہ تحریر تھا: میں آپ کو پچاس دینار بھیج رہا ہوں۔ ابن جریج نے اس تھیلی کو کھولا اور دیناروں کی گنتی کی تو وہ اکیاون دینار تھے۔ ابن جریج نے اپنے خازن سے کہا تم نے ایک دینار دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ واپس کر دیا ہے اور مزید پچاس دینار بھی عطا کر دیے ہیں۔

شرح

نیکی کے عوض دعائیہ کلمات ادا کرنا:

اصل مسئلہ یہ ہے کہ حسن سلوک اور نیکی کرنے والے کے ساتھ اسی نوعیت کی بھلائی کی جائے، اگر اس نوعیت کی نیکی کرنے کی گنجائش نہ ہو، پھر دیا یہ کلمات سے نوازتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ وہ بہترین دعا حدیث باب میں مذکور ہے۔ وہ معطلی کی موجودگی میں شکریہ ادا کرتے ہوئے یوں دعائے خیر کرے: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا . اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین جزا سے نوازے۔ ان کلمات سے اس کی تعریف و شکریہ ادا ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم



بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْعُدْوَةِ وَالرَّوَاحِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب 16: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صحیح شام جانے کی فضیلت

1572 سنہ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَاقِيُّ بْنُ خَالِدٍ الْأَمْخَزُومِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ صَدْرِيَتْ: غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَمَوْضِعٌ سَوَّطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي عَجَّاسٍ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي حَكَمٍ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت اہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صحیح کے وقت جانا زیادہ اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے اور جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ زیادہ اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1573 سنہ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَخْمَرِيُّ عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَجَّاجِ عَنِ الْعَكَمِ عَنْ يَفِيسَ عَنِ ابْنِ عَجَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ صَدْرِيَتْ: غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَأَبُو حَازِمٍ الْأَيْدِيُّ رَوَى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ هُوَ أَبُو حَازِمٍ الرَّاهِدِيُّ وَهُوَ مَدَنِيٌّ وَأَسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ 1572-1 أخرجه البخاري (7/6) كتاب الجهاد والسير، باب: الغدوة والروحة في سبيل الله - حديث (2792) ومسلم (608/6) كتاب الامارات، باب: فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، حديث (113-114/1881) والسنائي (15/6) كتاب الجهاد، باب: فضل غدوة في سبيل الله عز وجل وابن ماجه (921/2) كتاب الجهاد، باب: فضل الغدوة والروحة في سبيل الله عز وجل، حديث (2756) وصحاح ابن حنبل (456) والحسيني (168) حديث (415/2) حديث (930) واحمد (433/3) (335/5) عن ابي حازم عن سهل بن سعد الساعدي. 1573-1 أخرجه ابن ماجه (921/2) كتاب الجهاد، باب: فضل الغدوة والروحة في سبيل الله عز وجل، حديث (2755) قاله حديثاً ابو خالد الاصبغ عن ابن عجلان عن ابي حازم عن ابي هريرة به.

الذی یؤتیہ العاقب

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا شخص دوسرا وہ مکتب شخص جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ نکاح کرنے والا شخص جو پاکدامن رہنا چاہتا ہو۔

اما ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

تین آدمیوں کی خصوصی نصرت و مدد کا اعلان

اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد کے بغیر کوئی شخص بھی دنیا یا آخرت میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ حقیقی کامیابی اس کی معاونت و نصرت پر منحصر ہے۔ تاہم تین شخصوں کی خصوصی طور پر نصرت فرماتا ہے: (۱) اللہ تعالیٰ کی راہ میں فریضہ جہاد انجام دینے والا ہو۔ (۲) وہ مکتب جو اپنے آقا کو حق کتابت ادا کرنے کا پختہ عزم رکھتا ہو۔ (۳) وہ شخص جو اپنی پاک دامنی کے تحفظ کے قصد سے نکاح کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد مثیل شخصوں تک محدود نہیں ہے بلکہ بہت سے لوگ اس زمرے میں آتے ہیں مثلاً مذہبی کتب کی اشاعت کے ارادہ سے قرض لینے والا اور فرض حج کی ادائیگی کے لیے قرض لینے والا وغیرہ۔ حدیث باب میں تین شخصوں کا تذکرہ حسب وعدہ ہے نہ کہ حصر کی بناء پر۔

باب ما جاء فيمن يُكلم في سبيل الله

باب 20: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی کر دیا جائے

1580

سنن حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ صَدَّقْتُ: لَا يُكَلِّمُ أَحَدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَغْلَمُ بَيْنَ كَلِمَةٍ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اللَّهُنَّ كُونَ اللَّهُمَّ وَالرَّبِيحُ رِيحُ الْمَسْكِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد و دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1580- اخر جہ ابن ماجہ (934/2) کتاب الجہاد، باب: القتل فی سبیل اللہ سبحانہ و تعالیٰ رقم (3759) واحمد (391/2) 399، 398، 400، 512، 502، 531، 537) والدارمی (205/2) کتاب الجہاد، باب: قتل من جرح فی سبیل اللہ.

کیا گیا ہے۔ اگر حاکم وقت ان امور یا دوسرے ممنوعہ امور میں سے کسی کا حکم دے تو اس سلسلے میں اس کی اطاعت دیر و بیرونی نہیں کی جائے گی۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ مختلف جانوروں کی لڑائی کرتے، مینڈھے لڑاتے اور مرغ لڑاتے جس کے نتیجے میں جانوروں کو ایذا پہنچتی اور وہ زخمی ہو کر لہو بہا ہوا ہوتا تھا۔ اس کا مقصد صرف سامان تفریح تھا، اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس عمل سے کوئی دینی فائدہ بھی نہیں ہے۔ زمانہ جاہلیت کی طرح لوگ لوہا وغیرہ گرم کر کے اس سے جانوروں کے چیرہ وغیرہ کو داغنے ہیں، اس سے بھی منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس سے جانوروں کو کاذبیت پہنچتی ہے اور جانوروں کو بے تحاشا یا بظہوم چیرے پر مارنا بھی منع ہے۔

باب ما جاء في حيد بلوغ الرجل ومتى يفرض له

باب 30: آدمی کی بلوغت کی حد جب مال غیرت میں اس کا حصہ مقرر ہوگا

1633 سنن حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّزَيْرِ الرَّاسِبِيُّ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ سُهَيْبَانَ عَنْ

عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَنْ غَرَضَ عَلَيْهِ مِنْ قَابِلٍ فِي جَيْشٍ وَأَنَا ابْنُ جَيْشٍ وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعِ عَشْرَةَ فَلَمْ يَقْبَلْنِي

عُبَيْدُ النُّزَيْرِيُّ فَقَالَ هَلْ مَا بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ ثُمَّ كَتَبَ أَنْ يَفْرَضَ لِمَنْ بَلَغَ الْخَمْسَ عَشْرَةَ

اسْأَلُوا بِلَا حُدُودٍ حَتَّى ابْنِ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُهَيْبَانُ بْنُ عَمِيَّةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ

عُبَيْدِ النُّزَيْرِيِّ هَلْ مَا بَيْنَ الْأُتْرَاقِ وَالْمَقَاتِلِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ كَتَبَ أَنْ يَفْرَضَ

حُكْمَ حَدِيثِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ اسْحَقِ بْنِ يُونُسَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْبَانَ النَّزْرِيِّ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے ایک لشکر میں شرکت کے لئے نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت میری عمر چودہ سال تھی آپ نے مجھے قبول نہیں کیا اس سے اگلے سال ایک لشکر میں شرکت کے لئے مجھے پیش کیا گیا میں اس وقت پندرہ سال کا تھا تو آپ نے مجھے قبول کر لیا۔

1633-1 اخرجه البخاري (453/7) كتاب المغازي، باب: غزوة الخندق وهي الاحزاب، حديث (4097) ومسلم (1490/3) كتاب الامارة، باب: بيان سن البلوغ، حديث (1868/91) وابو داود (137/3) كتاب الصراخ والامارة والنهي، باب: متى يفرض للرجل في المقاتلة، حديث (2957)(113/4) كتاب السلاح، باب: في ذكر المصنعة، حديث (4307/6) وابن ماجه (850/2) كتاب الحدود، باب: من لا يجب عليه الحد، حديث (2543) والنسائي (155/6) كتاب الطلاق، باب: متى يقرم طلاق الصبي، حديث (3431) واحمد (17/2) من طريق عميد الله بن عمر، قال: اخبرني نافع بن كره

شرح ترمذی

امام ابو عیسیٰ بن عیسیٰ بن سیرین

ترجمہ
ابو العلاء محمد بن عبد اللہ بن محمد بن سیرین
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک آیامہ ولبالیہ

شرح
حضرت علامہ محمد حسین قسوی نقشبندی داماد

